شرح صحیح مسلم

وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

اور رسول تم کو جو (احکام) دیں ان کو قبول کرو اور جن کاموں سے تم کو منع کریں ان سے باز رہو۔

شرح صحیح مسلم

جلد سابع

بر، قدر، علم، ذکر، توبہ، صفت المنافقین، فتن، زہد، تفسیر

تصنیف

علامہ غلام رسول سعیدی

شیخ الحدیث دار العلوم نعیمیہ کراچی ۳۸

ناشر

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

WWW.NAFSEISLAM.COM

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرہ، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

الطبع الثامن : ربیع الاول 1421ھ / جون 2000ء
الطبع التاسع : شوال 1423ھ / دسمبر 2002ء
تصحیح : مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی فاضل علوم شرقیہ
مطبع : ہاشم اینڈ حماد پرنٹرز لاہور
قیمت : -/345 روپے

Farid Book Stall®
Phone No:092-42-7312173-7123435
Fax No.092-42-7224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۳۱۲۱۷۳-۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۰۹۲-۴۲-۷۲۲۴۸۹۹
ای میل : info@faridbookstall.com
ویب سائٹ : www.faridbookstall.com

فہرست مضامین شرح صحیح مسلم جلد سابع

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱	افتتاحی کلمات۔	۲۴
۲	آراء وتاثرات۔	۳۲
۳	**کتاب البر والصلة والادب**	۳۷
۴	بِر کا لغوی اور شرعی معنیٰ۔	۳۷
۵	صِلہ کا لغوی اور شرعی معنیٰ۔	۳۸
۶	ادب کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ۔	۳۸
۷	اخلاق حسنہ کی اہمیت۔	۳۹
	باب : ۸۹۷	۴۰
۸	والدین سے حسن سلوک اور ان کو مقدم رکھنا۔	۴۰
۹	ماں کا حق مقدم ہونے کی وجہ۔	۴۲
۱۰	والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۴۳
۱۱	والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق احادیث۔	۴۴
	باب : ۸۹۸	
۱۲	والدین کے ساتھ حسن سلوک کا نفل نماز وغیرہ پر مقدم ہونا۔	۴۸
۱۳	نماز میں والدین کے بلانے پر نماز توڑ کر آنے کے متعلق فقہاء کے نظریات۔	۵۲
۱۴	اولیاء اللہ کی کرامات کی تحقیق۔	۵۳
۱۵	اولیاء اللہ پر مصائب اور مشکلات طاری ہونے کی حکمتیں۔	۵۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۶	وسیلہ کا لغوی معنیٰ۔	۵۵
۱۷	انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات سے توسل کے متعلق فقہاء اسلام کی عبارات۔	۵۶
۱۸	حضرت آدم علیہ السلام کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا۔	۵۹
۱۹	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خود اپنے وسیلہ سے دعا فرمانا۔	۶۱
۲۰	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا سائلین کے وسیلہ سے دعا کی تلقین فرمانا۔	۶۲
۲۱	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خود اپنے وسیلہ سے دعا کرنے کی ہدایت دینا۔	۶۳
۲۲	بعض ناشرین کا جامع ترمذی کے نسخوں سے "یا محمد" کو حذف کر دینا۔	۶۴
۲۳	حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں صحابہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرنا۔	۶۷
۲۴	حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں صحابہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرنا۔	۶۸
۲۵	شیخ ابن تیمیہ کے حوالے سے حضرت عثمان بن حنیف کی روایت کی تائید، تزشیق اور تصحیح۔	۶۹
۲۶	طبرانی کی روایت مذکورہ کا صحاح کی دوسری روایات سے تعارض کا جواب۔	۷۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۷	توسل بعد از وصال پر شیخ ابن تیمیہ کے اعتراضات اور مصنف کے جوابات۔	۷۱
۲۸	توسل بعد از وصال کے متعلق شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا نظریہ۔	۷۴
۲۹	توسل بعد از وصال کے متعلق علامہ آلوسی کا نظریہ۔	۷۶
۳۰	توسل بعد از وصال کے متعلق غیر مقلد عالم شیخ وحیدالزمان کا نظریہ۔	۷۸
۳۱	توسل بعد از وصال کے متعلق غیر مقلد عالم قاضی شوکانی کا نظریہ۔	۷۹
۳۲	انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین سے براہ راست استمداد کے متعلق احادیث۔	۸۰
۳۳	رجال غیب (ابدال) سے استمداد کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات۔	۸۲
۳۴	امام ابن اثیر اور حافظ ابن کثیر کے حوالوں سے عہد صحابہ میں ندائے یا محمداہ کا رواج۔	۸۳
۳۵	ندائے یا محمد اور توسل میں علماء دیوبند کا موقف۔	۸۴
۳۶	ندائے غیر اللہ اور توسل کے متعلق مصنف کا موقف۔	۸۸
	باب: ۸۹۹	
۳۷	والدین کے دوستوں سے نیکی کرنے کا بیان۔	۹۰
۳۸	ماں باپ کی وفات کے بعد ان سے نیکی کرنے کے طریقے۔	۹۱
	باب: ۹۰۰	۹۲
۳۹	نیکی اور گناہ کی تفسیر۔	۹۲
۴۰	دل میں کھٹکنے والی چیز کے گناہ ہونے کی وضاحت۔	۹۲
	باب: ۹۰۱	
۴۱	صلہ رحم کا حکم اور قطع رحمی کی ممانعت۔	۹۳
۴۲	صلہ رحم کا معنی اور کن لوگوں سے صلہ کرنا واجب ہے۔	۹۵
۴۳	قاطع رحم کے جنتی ہونے کی توجیہ۔	۹۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۴	صلہ رحم سے رزق اور عمر بڑھنے کا قضاء و قدر سے تعارض اور اس کا جواب۔	۹۶
	باب: ۹۰۲	
۴۵	حسد، بغض اور کسی سے روگردانی کرنے کی حرمت۔	۹۸
	باب: ۹۰۳	
۴۶	بغیر عذر شرعی کے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرنے کی حرمت۔	۹۹
۴۷	تین دن تک ترک تعلق معاف رکھنے کی وجہ۔	۱۰۰
۴۸	بہ طور تادیب اور عتاب تین دن سے زیادہ ترک تعلق کا جواز۔	۱۰۰
۴۹	اہل بدعت، اہل معصیت اور مخالفین اسلام سے میل جول کی ممانعت کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۱۰۲
۵۰	اہل بدعت، اہل معصیت اور مخالفین اسلام سے میل جول کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار۔	۱۰۲
۵۱	اہل بدعت، اہل معصیت اور مخالفین اسلام سے میل جول کی ممانعت کے متعلق فقہاء اسلام کی تصریحات۔	۱۰۳
۵۲	ترک تعلق اور قطع تعلق کے سلسلے میں حرف آخر۔	۱۰۴
۵۳	تعلق توڑنے کے گناہ اور تعلق جوڑنے کے ثواب کے متعلق احادیث۔	۱۰۶
	باب: ۹۰۴	
۵۴	بدگمانی، تجسس اور حرص کی ممانعت۔	۱۰۸
۵۵	ظن کی تعریف اور قرآن مجید میں ظن کے استعمال کے مواضع۔	۱۰۹
۵۶	بدگمانی کی مذمت اور ممانعت کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۱۱۰
۵۷	بدگمانی کی مذمت اور ممانعت کے متعلق احادیث۔	۱۱۰
۵۸	بدگمانی کے حرام ہونے کا بیان۔	۱۱۱

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۹	ظن کی اقسام اور ان کے احکام	۱۱۱
۶۰	مسلمانوں کے شخصی اور نجی عیوب کی جستجو کی ممانعت کے متعلق احادیث۔	۱۱۳
۶۱	مسلمانوں کے شخصی اور نجی عیوب کی جستجو کی ممانعت کے متعلق آثار صحابہ اور بحث و نظر۔	۱۱۵
۶۲	کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تجسس کی ممانعت سے ناعلم تھے۔	۱۱۶
۶۳	ملک و ملت کی سلامتی کے لیے تجسس کرنے کا وجوب۔	۱۱۷
۶۴	مفسدوں کی سرکوبی کے لیے جاسوسی نظام سے قیام کا جواز۔	۱۱۸
۶۵	تجسس کی ممانعت اور جاسوسی کرنے کے سلسلہ میں خلاصہ بحث۔	۱۱۹
۶۶	حرص دنیا کی مذمت اور قناعت کی فضیلت۔	۱۱۹
۶۷	حرص مستحسن کے متعلق احادیث۔	۱۲۲
۶۸	قرآن مجید، احادیث اور آثار میں حسد کی ممانعت کا بیان۔	۱۲۴
۶۹	حسد اور رشک کی تعریف اور وضاحت۔	۱۲۵
۷۰	قرآن مجید، احادیث اور آثار میں بغض کی ممانعت کا بیان۔	۱۲۶
۷۱	بغض کی ممانعت کی تفصیل۔	۱۲۷
	باب: ۹۰۵	۱۲۸
۷۲	مسلمان پر ظلم کرنے اس کو رسوا کرنے اور اس کو حقیر جاننے کی حرمت۔	۱۲۸
۷۳	متقی کی تعریف۔	۱۲۹
۷۴	لفظ تقویٰ کی صرفی بحث۔	۱۲۹
۷۵	لفظ تقویٰ کا لغوی اور شرعی معنیٰ۔	۱۲۹
۷۶	تقویٰ کی قسمیں۔	۱۳۰
۷۷	تقویٰ کیا ہے؟	۱۳۰
۷۸	جزا اور سزا کا مدار نیت اور دل کے فعل پر ہے۔	۱۳۲
	باب: ۹۰۶	
۷۹	کینہ رکھنے کی ممانعت۔	۱۳۲
۸۰	عرض اعمال کی توجیہ۔	۱۳۳
۸۱	کیا عرض اعمال کے بعد کبائر کی مغفرت بھی ہو جاتی ہے؟	۱۳۴
	باب: ۹۰۷	
۸۲	اللہ کے لیے محبت کی فضیلت۔	۱۳۵
۸۳	اللہ سے محبت کرنے کا بیان۔	۱۳۵
۸۴	اللہ سے محبت کرنے کے متعلق متکلمین اور صوفیاء کے نظریات اور مصنف کی تحقیق۔	۱۳۶
	باب: ۹۰۸	
۸۵	مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت۔	۱۳۷
۸۶	مریض کی عیادت کرنے کے متعلق احادیث۔	۱۴۳
۸۷	عیادت کے اجر و ثواب کے متعلق احادیث۔	۱۴۴
۸۸	بدعقیدہ اور بدکار کی عیادت سے ممانعت کے متعلق احادیث۔	۱۴۶
۸۹	عیادت کا شرعی حکم۔	۱۴۷
۹۰	عیادت کے اوقات۔	۱۴۷
۹۱	عیادت کے آداب۔	۱۴۸
۹۲	اہل ذمہ کی عیادت کا حکم	۱۴۹
	باب: ۹۰۹	
۹۳	مومن کو غم، پریشانی یا بیماری کی بناء پر ملنے والے ثواب کا بیان۔	۱۴۹
۹۴	مصائب پر اجر ملنے کی تحقیق۔	۱۵۳

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۹۱۰	
۹۵	ظلم کی حرمت۔	۱۵۴
۹۶	اللہ تعالیٰ پر ظلم کے حرام ہونے کا بیان اور اصل فطرت میں انسان کو گمراہ قرار دینے کی توجیہ	۱۵۷
۹۷	مسلمان کے پردہ رکھنے کا بیان۔	۱۵۸
۹۸	حیوانات کے حشر کی تحقیق۔	۱۵۸
	باب: ۹۱۱	
۹۹	بھائی کی مدد کرنا خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔	۱۶۱
۱۰۰	زمانہ جاہلیت کی چیخ و پکار۔	۱۶۲
۱۰۱	منافقین کی بدکلامی پر مواخذہ نہ کرنے کا سبب	۱۶۲
	باب: ۹۱۲	
۱۰۲	مومنین کی ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور اتحاد۔	۱۶۳
	باب: ۹۱۳	
۱۰۳	گالی دینے کی ممانعت۔	۱۶۴
۱۰۴	گالی دینے کا حکم اور گالی کا بدلہ لینے کی تعیین	۱۶۵
	باب: ۹۱۴	
۱۰۵	عفو اور انکسار کی فضیلت	۱۶۶
	باب: ۹۱۵	
۱۰۶	غیبت کی حرمت	۱۶۷
۱۰۷	غیبت، بہتان اور چغلی کی تعریفیں۔	۱۶۷
۱۰۸	غیبت کی حرمت کے متعلق قرآن مجید کا حکم۔	۱۶۸
۱۰۹	غیبت کی حرمت کے متعلق احادیث و آثار۔	۱۶۹
۱۱۰	غیبت کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات۔	۱۷۳
۱۱۱	غیبت کے حرام ہونے کا بیان اور بحث و نظر	۱۷۵
۱۱۲	کیا امام غزالی نے غیبت کو گناہ صغیرہ کہا ہے؟	۱۷۶
۱۱۳	غیبت سننے کی حرمت کا بیان۔	۱۷۷
۱۱۴	جس شخص کی غیبت کی جائے اس کی حمایت کے متعلق احادیث۔	۱۷۷
۱۱۵	غیبت کی توبہ اور اس کے کفارہ کا بیان۔	۱۸۰
۱۱۶	صاحب حق سے غیبت کو معاف کرانے کے متعلق احادیث۔	۱۸۱
۱۱۷	جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے دعا و استغفار کافی ہونے کے متعلق احادیث کی تحقیق۔	۱۸۲
۱۱۸	کیا صاحب حق سے غیبت کو معاف کرانا ضروری ہے؟	۱۸۳
۱۱۹	غیبت کی توبہ کے طریقے میں مصنف کی تحقیق۔	۱۸۳
۱۲۰	فقہاء مذاہب کے نزدیک غیبت کی جائز صورتیں	۱۸۴
۱۲۱	قاضی یا حاکم کے سامنے مظلوم کی غیبت کا جواز۔	۱۸۶
۱۲۲	فتویٰ سے متعلق شخص کی غیبت کرنے کا جواز۔	۱۸۸
۱۲۳	برائی کے ازالہ کے لیے غیبت کا جواز۔	۱۸۹
۱۲۴	مشورہ دینے کے لیے غیبت کا جواز۔	۱۹۰
۱۲۵	فاسق معلن کی غیبت کا جواز۔	۱۹۲
۱۲۶	وصف مشہور کا ذکر غیبت نہیں ہے۔	۱۹۳
۱۲۷	غیبت کرنے کے مشہور اسباب۔	۱۹۵
۱۲۸	غیبت کس طرح ترک کی جائے۔	۱۹۵
	باب: ۹۱۶	
۱۲۹	جس شخص کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ پوشی کی اس کو آخرت میں پردہ پوشی کی بشارت۔	۱۹۶
	باب: ۹۱۷	
۱۳۰	جس شخص سے درشت کلامی کا خدشہ ہو اس سے نرم گفتگو کرنا۔	۱۹۸
	باب: ۹۱۸	
۱۳۱	نرمی کی فضیلت۔	۱۹۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۱۳۲	اللہ تعالیٰ پر "رفیق" کے اطلاق کا محمل۔	۱۹۹
۱۳۳	اللہ تعالیٰ کی ذات پر ان اسماء اور صفات کے اطلاق کی تحقیق جن کا ذکر کتاب اور سنت میں نہیں ہے۔	۲۰۰
۱۳۴	اللہ تعالیٰ کی ذات کو لفظ "خدا" کے ساتھ تعبیر کرنے کی تحقیق۔	۲۰۱
۱۳۵	جن اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کو تعبیر کیا جائے ان کا کتاب و سنت میں مذکور ہونا ضروری نہیں ہے۔	۲۰۳
۱۳۶	اللہ میاں کہنا نا جائز ہے۔	۲۰۵
	باب: ۹۱۹	
۱۳۷	جانوروں وغیرہ پر لعنت کرنے کی ممانعت۔	۲۰۵
۱۳۸	زیادہ لعنت کرنے والے سے شہادت کی نفی کی توجیہات۔	۲۰۸
۱۳۹	لعنت کی تعریف، اقسام اور لعنت کرنے کی تحقیق	۲۰۸
	باب: ۹۲۰	
۱۴۰	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا غیر مستحق پر لعنت کرنا یا اس کے خلاف دعاء ضرر کرنا اس کے لیے اجر اور رحمت ہے۔	۲۰۹
۱۴۱	غیر مستحق کے لیے آپ کی دعاء ضرر کی توجیہ۔	۲۱۲
۱۴۲	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے فضائل میں احادیث	۲۱۵
۱۴۳	حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مختصر سوانح۔	۲۱۷
	باب: ۹۲۱	۲۱۷
۱۴۴	دو رُخے آدمی کی مذمت	۲۱۷
	باب: ۹۲۲	۲۱۸
۱۴۵	جھوٹ کی حرمت اور اس کے جواز کی صورتیں۔	۲۱۸
	باب: ۹۲۳	۲۲۰
۱۴۶	چغلی کی حرمت۔	۲۲۰
۱۴۷	چغلی کا معنی۔	۲۲۰
۱۴۸	قرآن مجید سے چغلی کی ممانعت کا بیان۔	۲۲۰
۱۴۹	احادیث سے چغلی کی ممانعت کا بیان۔	۲۲۱
۱۵۰	چغلی سننے کا حکم۔	۲۲۲
	باب: ۹۲۴	
۱۵۱	جھوٹ کا قبح اور سچ کی فضیلت	۲۲۳
	باب: ۹۲۵	۲۲۵
۱۵۲	غصہ کے وقت نفس پر قابو پانے کی فضیلت اور کس چیز سے غصہ جاتا رہتا ہے؟۔	۲۲۵
	باب: ۹۲۶	
۱۵۳	بے قابو ہونا انسان کی سرشت میں ہے۔	۲۲۷
	باب: ۹۲۷	
۱۵۴	چہرے پر مارنے کی ممانعت	۲۲۷
۱۵۵	اللہ تعالیٰ پر صورت کے اطلاق کی توجیہ اور صورت کی وجہ تخصیص۔	۲۲۹
۱۵۶	چہرے پر مارنے سے ممانعت کی وجہ۔	۲۳۰
	باب: ۹۲۸	
۱۵۷	انسانوں کو ناحق عذاب دینے پر سخت وعید کا بیان۔	۲۳۰
	باب: ۹۲۹	
۱۵۸	جو شخص مسجد، بازار اور مجمعوں میں نیزہ لے کر چلے تو اس کے پیکان پکڑنے کا حکم۔	۲۳۲
	باب: ۹۳۰	
۱۵۹	مسلمان کی طرف ہتھیار سے اشارہ کرنے کی ممانعت۔	۲۳۳
	باب: ۹۳۱	
۱۶۰	راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے کی فضیلت	۲۳۴

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۹۳۲	۲۳۵
۱۶۱	بلی اور دیگر ایذاء نہ دینے والے جانوروں کو عذاب دینے کی حرمت۔	۲۳۵
۱۶۲	پرندوں اور دیگر جانوروں کو مقید کر کے رکھنے کا حکم۔	۲۳۶
	باب: ۹۳۳	
۱۶۳	تکبر کی حرمت۔	۲۳۷
۱۶۴	تکبر کی اقسام اور اسباب کا بیان۔	۲۳۷
	باب: ۹۳۴	
۱۶۵	اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید کرنے کی ممانعت	۲۳۸
	باب: ۹۳۵	
۱۶۶	ضعیفوں اور خاک نشینوں کی فضیلت	۲۳۹
	باب: ۹۳۶	
۱۶۷	یہ کہنے کی ممانعت کہ "لوگ ہلاک ہو گئے"	۲۴۰
	باب: ۹۳۷	
۱۶۸	ہمسایہ کے ساتھ حسن سلوک اور خیر خواہی کرنا۔	۲۴۰
۱۶۹	ہمسایہ کی تعریف اور اس کے حقوق۔	۲۴۲
	باب: ۹۳۸	
۱۷۰	ملاقات کے وقت کشادہ چہرے سے ملنے کا استحباب۔	۲۴۲
	باب: ۹۳۹	
۱۷۱	جو کام حرام نہ ہوں ان میں شفاعت کا استحباب	۲۴۲
	باب: ۹۴۰	
۱۷۲	نیکوں کی صحبت اختیار کرنے اور بروں کی صحبت سے اجتناب کرنے کا استحباب۔	۲۴۳
۱۷۳	مشک اور نافہ کی طہارت کی تحقیق۔	۲۴۴
	......	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۹۴۱	۲۴۴
۱۷۴	بیٹیوں کے ساتھ نیکی کرنے کی فضیلت۔	۲۴۴
	باب: ۹۴۲	
۱۷۵	بچوں کی وفات پر ثواب کی نیت سے صبر کرنے کی فضیلت۔	۲۴۶
۱۷۶	مسلمانوں کے نابالغ بچے جنت میں ہوں گے	۲۴۸
۱۷۷	غیر مسلموں کے نابالغ بچے بھی جنت میں ہوں گے	۲۴۹
۱۷۸	آخرت میں غیر مسلموں کی نابالغ اولاد کے متعلق فقہاء اسلام کے مذاہب۔	۲۵۰
	باب: ۹۴۳	۲۵۲
۱۷۹	جب اللہ تعالیٰ کسی سے محبت کرتا ہے تو جبرائیل کو اس سے محبت کا حکم دیتا ہے، پھر آسمان اور زمین والے اس سے محبت کرتے ہیں	۲۵۲
	باب: ۹۴۴	
۱۸۰	روحیں باہم مجتمع تھیں۔	۲۵۳
۱۸۱	الارواح جنود مجندة کا معنی۔	۲۵۴
	باب: ۹۴۵	
۱۸۲	جو شخص جس کے ساتھ محبت رکھے گا اس کے ساتھ ہوگا۔	۲۵۴
	باب: ۹۴۶	
۱۸۳	نیک آدمی کی تعریف اس کے حق میں بشارت ہے۔	۲۵۸
۱۸۴	**کتاب القدر**	۲۵۹
۱۸۵	**(تقدیر کا بیان)**	
۱۸۶	**باب: ۹۴۷**	۲۶۰
۱۸۷	ماں کے پیٹ میں انسان کی تخلیق کی کیفیت،	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	اس کے رزق، موت وحیات، عمل اور سعادت وشقاوت کا لکھا جانا۔	۲۶۰
۱۸۷	کیا اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں انسانوں کا جنتی یا جہنمی ہونا ان کے مکلف ہونے کے منافی ہے؟	۲۶۸
۱۸۸	جبر اور قدر کے اعتبار سے مسئلہ تقدیر پر اشکال اور اس کا جواب۔	۲۶۹
	باب: ۹۴۸	
۱۸۹	حضرت آدم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کا مباحثہ	۲۷۳
۱۹۰	کیا معصیت کے ارتکاب پر تقدیر کا عذر پیش کیا جا سکتا ہے؟	۲۷۶
۱۹۱	عصمت کا لغوی معنیٰ۔	۲۷۸
۱۹۲	علماء اہل سنت کے نزدیک عصمت کا اصطلاحی معنیٰ۔	۲۷۸
۱۹۳	علماء شیعہ کے نزدیک عصمت کا اصطلاحی معنیٰ اور بحث ونظر۔	۲۸۲
۱۹۴	عصمت کی تعریف پر اعتراضات کے جوابات۔	۲۸۳
۱۹۵	انبیاء علیہم السلام نہی کے مخاطب ہیں۔	۲۸۵
۱۹۶	امور تبلیغیہ میں انبیاء علیہم السلام کا کذب ممتنع بالذات ہے۔	۲۸۵
۱۹۷	عصمت انبیاء کے متعلق فقہاء اسلام کے نظریات اور مذاہب۔	۲۸۷
۱۹۸	عصمت انبیاء کے متعلق محققین کا مذہب۔	۲۸۸
۱۹۹	معصوم اور محفوظ میں فرق۔	۲۸۹
۲۰۰	ملائکہ کی عصمت کا بیان۔	۲۹۰
۲۰۱	ملائکہ کی عصمت پر اعتراضات کے جوابات۔	۲۹۱
۲۰۲	ملائکہ کے مکلف ہونے اور نیکی اور بدی پر قادر ہونے کا بیان۔	۲۹۳
۲۰۳	انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر دلائل۔	۲۹۵
۲۰۴	انبیاء علیہم السلام کی عصمت پر اعتراضات کا اجمالی جواب۔	۲۹۷
۲۰۵	حضرت آدم علیہ السلام کی عصمت پر اعتراض کا جواب۔	۲۹۷
۲۰۶	حضرت نوح علیہ السلام پر اعتراض کا جواب۔	۲۹۹
۲۰۷	حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اعتراض کا جواب۔	۲۹۹
۲۰۸	حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اعتراض کا جواب۔	۲۹۹
۲۰۹	حضرت داؤد علیہ السلام پر اعتراض کا جواب۔	۳۰۰
۲۱۰	حضرت سلیمان علیہ السلام پر اعتراض کا جواب۔	۳۰۲
۲۱۱	حضرت یونس علیہ السلام پر اعتراض کا جواب۔	۳۰۳
۲۱۲	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت کا بیان۔	۳۰۷
۲۱۳	واستغفر لذنبك سے اعتراض کا جواب۔	۳۰۷
۲۱۴	ووجدك ضالا فهدى سے اعتراض کا جواب۔	۳۰۹
۲۱۵	ووضعنا عنك وزرك سے اعتراض کا جواب۔	۳۱۱
۲۱۶	عبس وتولى سے اعتراض کا جواب۔	۳۱۲
۲۱۷	ولا تطرد الذين يدعون ربهم سے اعتراض کا جواب۔	۳۱۳
۲۱۸	غزوہ بدر میں قیدیوں سے فدیہ لینے پر اعتراض کا جواب۔	۳۱۴
۲۱۹	عفا الله عنك لم اذنت لهم سے اعتراض کا جواب۔	۳۱۷
۲۲۰	ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر۔	۳۱۸
۲۲۱	ليغفر لك الله کی تاویل میں مفسرین کرام	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کے اقوال۔	۳۱۹
۲۲۲	لیغفر لک اللہ۔ کی تاویل میں مفسرین کرام کے اقوال کا خلاصہ و محاکمہ۔	۳۲۲
۲۲۳	لیغفر لک اللہ۔ کی تاویل میں مردود اقوال کا بیان۔	۳۲۳
۲۲۴	علامہ خراسانی۔	۳۲۳
۲۲۵	علامہ خراسانی کی تاویل پر علمی ترجمہ کی تحقیق۔	۳۲۴
۲۲۶	مغفر کے بعد حرف لام کے معنی کی کتب لغت سے تحقیق۔	۳۲۵
۲۲۷	اعلیٰ حضرت کے ترجمہ سے مغفر کے بعد لام کے تعلیل کے لیے نہ ہونے اور انبیاء علیہم السلام کیساتھ مغفرت کے تعلق کو برقرار رکھنے کا بیان۔	۳۲۷
۲۲۸	قرآن مجید کی نظم اور سیاق معانی کے ربط سے آپ کے ساتھ مغفرت ذنوب کے تعلق کو برقرار رکھنے کا بیان۔	۳۲۹
۲۲۹	احادیث صحیحہ کی روشنی میں آپ کے ساتھ مغفرت ذنوب کے تعلق کا بیان۔	۳۳۱
۲۳۰	آثار صحابہ کی روشنی میں آپ کے ساتھ مغفرت ذنوب کے تعلق کا بیان۔	۳۳۵
۲۳۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مغفرت کلی کا اعلان آپ کی عظیم خصوصیت ہے۔	۳۳۸
۲۳۲	مغفرت کی خصوصیت پر ایک معارضہ کا جواب۔	۳۴
۲۳۳	علماء اہلسنت کی عبارات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغفرت ذنوب کا تعلق۔	۳۴
۲۳۴	اعلیٰ حضرت کی عبارت میں لیغفر لک اللہ الآیۃ میں مغفرت ذنوب کا حضور کے ساتھ تعلق	۳۴۳
۲۳۵	حضرت صدر الافاضل کی عبارت میں لیغفر	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۳۶	لک اللہ الآیۃ میں مغفرت ذنوب کا حضور سے تعلق	۳۴۳
۲۳۷	حضرت مفتی احمد یار خان کی عبارت میں لیغفر لک اللہ الآیۃ میں مغفرت ذنوب کا حضور سے تعلق	۳۴۵
۲۳۸	دو ترجموں میں سے راجح ترجمہ کا بیان۔	۳۴۵
۲۳۹	زیر بحث ترجمہ پر گرفت سے متعلق خطوط	۳۴۶
۲۴۰	تلک الغرانیق العلی سے اخذ کا جواب	۳۴۹
	باب: ۹۴۹	
۲۴۱	اللہ تعالیٰ کا جس طرح چاہے دلوں کا پھیرنا	۳۵۰
۲۴۲	رحمان کی انگلیوں کی تشریح۔	۳۵
	باب: ۹۵۰	
۲۴۳	ہر چیز کا تقدیر سے وابستہ ہونا۔	۳۵۱
	باب: ۹۵۱	
۲۴۴	ابن آدم پر زنا وغیرہ کا حصہ مقدر ہے	۳۵۲
۲۴۵	"لمم" کی تفسیر۔	۳۵۲
	باب: ۹۵۲	
۲۴۶	"ہر مولود فطرت پر پیدا ہوتا ہے" کا معنی اور کفار و مسلمانوں کے بچوں کا حکم۔	۳۵۳
۲۴۷	مسلمانوں کے نابالغ بچوں کے اُخروی انجام کا حکم۔	۳۵۷
۲۴۸	کافروں کے نابالغ بچوں کے اُخروی انجام کا	۳۵۷
۲۴۹	فطرت کا بیان۔	۳۵۷
	باب: ۹۵۳	۳۵۸
۲۵۰	عمر اور رزق وغیرہ تقدیر میں مقرر ہیں ان میں کمی و زیادتی نہیں ہوتی۔	۳۵۸
۲۵۱	صلہ رحم سے عمر میں زیادتی کی تحقیق۔	۳۵۹
	....	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

باب ۹۵۴

۲۵۱ [illegible]

۲۵۲ مسئلہ تقدیر میں "اگر یا کاش" کہنے کا حکم۔

کتاب العلم

[illegible]

باب ۹۵۵

[illegible]

نفی میں فقہاء احناف کے دلائل۔

فقہاء شافعیہ کے دلائل کے جوابات۔

[illegible]

دینے کا اجر [illegible] ہے

۲۸۴ کسی برائی کی ابتداء کرنے کے بعد توبہ کر لینے کے بعد گناہ کے لکھے جانے کا سلسلہ ختم ہوتا ہے یا نہیں؟۔ ۳۹۰

۲۸۵ میلاد، عرس اور دیگر معمولات اہل سنت کے استحسان پر دلیل۔ ۳۹۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۲۸۶	شیخ گنگوہی کا سالگرہ کو جائز اور میلاد النبی کو ناجائز کہنا۔	۴۰۲
۲۸۷	شیخ گنگوہی کے استدلال پر بحث ونظر۔	۴۰۳
۲۸۸	**کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار**	۴۱۵
۲۸۹	اللہ کے ذکر کے متعلق قرآن مجید کی آیت۔	۴۱۵
۲۹۰	اللہ کے ذکر کے متعلق احادیث۔	۴۲۰
۲۹۱	اللہ سے دعا کرنے کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۴۲۳
۲۹۲	اللہ سے دعا کرنے کے متعلق احادیث۔	۴۲۶
۲۹۳	دعا کی شرائط اور آداب کے متعلق احادیث۔	۴۳۳
۲۹۴	قبولیت دعا پر ایک اعتراض اور اس کے جوابات۔	۴۳۶
۲۹۵	آداب دعا کا خلاصہ۔	۴۳۷
۲۹۶	انبیاء سابقین علیہم السلام کی بعض دعائیں۔	۴۳۸
۲۹۷	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چند دعائیں۔	۴۴۰
۲۹۸	توبہ کا لغوی اور اصطلاحی معنی۔	۴۴۳
۲۹۹	توبہ کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۴۴۳
۳۰۰	توبہ کے متعلق احادیث۔	۴۴۴
۳۰۱	استغفار کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۴۴۶
۳۰۲	استغفار کے متعلق احادیث۔	۴۴۷
	باب: ۹۵۸	
۳۰۳	ذکر الٰہی کی ترغیب۔	۴۴۸
۳۰۴	انبیاء علیہم السلام کی فرشتوں پر فضیلت اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک ہونے کی توجیہات	۴۴۸
	باب: ۹۵۹	
۳۰۵	اللہ تعالیٰ کے اسماء اور ان کو یاد کرنے کی فضیلت	۴۴۹
۳۰۶	اسم مسمّٰی کا عین ہے یا غیر۔	۴۵۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۳۰۷	اللہ تعالیٰ کے اسماء کے توقیفی ہونے کی تحقیق	۴۵
۳۰۸	اللہ تعالیٰ کے ننانوے اسماء کی تفصیل۔	۴۵۳
۳۰۹	اسم اعظم کی تحقیق۔	۴۵۴
	باب: ۹۶۰	
۳۱۰	اصرار سے دعا کرے یہ نہ کہے کہ اگر تو چاہے تو دے دے۔	۴۵۵
	باب: ۹۶۱	
۳۱۱	مصیبت پر موت کی تمنا نہ کرے۔	۴۵۶
	باب: ۹۶۲	
۳۱۲	جو اللہ سے ملنے کو محبوب رکھے اللہ بھی اس سے ملنے کو محبوب رکھتا ہے۔	۴۵۸
۳۱۳	اللہ تعالیٰ سے ملاقات کو پسند یا ناپسند کرنے کا موقع اور محل۔	۴۶۰
	باب: ۹۶۳	
۳۱۴	ذکر و دعا کی فضیلت، اور اللہ کے تقرب کا بیان۔	۴۶۰
۳۱۵	اجر و ثواب میں خلاف متوقع اضافوں کی تحقیق	۴۶۲
	باب: ۹۶۴	
۳۱۶	دنیا میں سزا ملنے کی دعا کرنے کی کراہت۔	۴۶۳
	باب: ۹۶۵	
۳۱۷	مجالس ذکر کی فضیلت۔	۴۶۴
۳۱۸	مجلس ذکر کے مصداق	۴۶۵
۳۱۹	ذکر کی اقسام۔	۴۶۵
۳۲۰	ذکر بالجہر اور ذکر خفی میں کون سا ذکر افضل ہے	۴۶۶
۳۲۱	اللہ کا ذکر کرنے والوں کا مرتبہ۔	۴۶۶
	باب: ۹۶۶	۴۶۶
۳۲۲	کثر اوقات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کا بیان۔	۴۰۲
	باب: ۹۶۷	
۳۲۳	لا الٰہ الا اللہ، سبحان اللہ کہنے اور دعا کرنے کی فضیلت۔	۴۰۲
	باب: ۹۶۸	
۳۲۴	تلاوت قرآن اور ذکر کے لیے جمع ہونے کی فضیلت	۴۰[illegible]
	باب: ۹۶۹	
۳۲۵	استغفار کرنے کا استحباب اور کثرت سے استغفار کرنے کا بیان۔	۴۰۲
۳۲۶	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر [illegible] کی توجیہات۔	۴۰۲
۳۲۷	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے استغفار کرنے کی توجیہات۔	۴۰۳
	باب: ۹۷۰	
۳۲۸	توبہ کا بیان۔	۴۰۶
۳۲۹	توبہ کا معنی اور توبہ کے ارکان۔	۴۰۶
۳۳۰	قبول توبہ کی شرائط۔	۴۰۷
	باب: ۹۷۱	
۳۳۱	[illegible] ذکر [illegible] کرنے کا استحباب	۴۰۷
۳۳۲	ذکر بالجہر کی تحقیق۔	۴۰۹
	باب: ۹۷۲	
۳۳۳	[illegible] اور استغفار	[illegible]
۳۳۴	نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جن چیزوں سے پناہ مانگی ہے ان کی تشریح۔	۴۸۵
	باب: ۹۷۳	
۳۳۵	سونے کے وقت کی دعا۔	۴۸۶

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۹۷۴	
۳۳۶	دعاؤں کا باب	[illegible]
	باب: ۹۷۵	
۳۳۷	سوتے وقت [illegible]	[illegible]
	باب: ۹۷۶	
۳۳۸	مرغ کی بانگ کے وقت دعا کا استحباب	[illegible]
	باب: ۹۷۷	
۳۳۹	مصیبت کے وقت کی دعا۔	[illegible]
	باب: ۹۷۸	
۳۴۰	سبحان اللہ وبحمدہ کی فضیلت	[illegible]
	باب: ۹۷۹	
۳۴۱	مسلمانوں کے لئے پس پشت دعا کرنے کی فضیلت	[illegible]
	باب: ۹۸۰	
۳۴۲	[illegible]	[illegible]
	باب: ۹۸۱	
۳۴۳	[illegible]	[illegible]
	باب: ۹۸۲	
۳۴۴	[illegible]	[illegible]
	باب ۹۸۳	
۳۴۵	غار میں پھنسے ہوئے تین آدمیوں کا واقعہ۔ نیک اعمال کا وسیلہ۔	[illegible]
۳۴۶	نیک اعمال سے توسل۔	[illegible]
	کتاب التوبہ	[illegible]
	باب: ۹۸۴	
۳۴۷	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۹۸۵	
۳۴۸	استغفار کی فضیلت۔	۵۱
	باب: ۹۸۶	
۳۴۹	ذکر کے دوام اور امورِ آخرت میں غور و فکر کی فضیلت۔	۵۱۳
	باب: ۹۸۷	
۳۵۰	اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے۔	۵۱۵
۳۵	رحمت اور غضب کی توجیہ۔	۵۱۹
۳۵۲	اللہ کی رحمت میں شک کرنے کی توجیہ۔	۵۲۰
	باب: ۹۸۸	۵۲۰
۳۵۳	گناہوں کی توبہ کا قبول ہونا خواہ گناہ اور توبہ بار بار ہوں۔	۵۲۰
	باب: ۹۸۹	۵۲۲
۳۵۴	اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان اور بے حیائی کے کاموں کی ممانعت۔	۵۲۲
	باب: ۹۹۰	
۳۵۵	نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں۔	۵۲۳
۳۵۶	گناہوں کو دور کرنے والی حسنات کی تشریح۔	۵۲۶
۳۵۰	حد کا معنیٰ	۵۲۶
۳۵۸	گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف۔	۵۲۸
	باب: ۹۹۱	
۳۵۹	قاتل کی توبہ کا مقبول ہونا خواہ اس نے زیادہ قتل کیے ہوں۔	۵۲۸
۳۶	قاتل کی توبہ کی تحقیق۔	۵۲۹
۳۶	تائب کے لیے بری جگہ اور برے لوگوں کو چھوڑ دینے کا استحباب۔	۵۳۰
۳۶۲	اولیاء کرام کی وجاہت۔	۵۳
	باب: ۹۹۲	
۳۶۳	مومنوں پر اللہ کی رحمت کی وسعت اور دوزخ سے نجات کے لیے ہر مسلمان کے عوض کافر کا فدیہ دیا جانا۔	۵۳۱
۳۶۴	کافروں کے فدیہ ہونے کی وضاحت۔	۵۳۲
	باب: ۹۹۳	
۳۶۵	حضرت کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی توبہ کا بیان۔	۵۳۳
۳۶۶	انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا لفظ کُن کے ساتھ تصرف	۵۴۵
۳۶۷	حضرت کعب کی حدیث کے مسائل۔	۵۴۶
	باب: ۹۹۴	
۳۶۸	تہمت کی حدیث اور تہمت لگانے والوں کی توبہ قبول ہونا۔	۵۴۹
۳۶۹	سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانے کے لیے قرعہ اندازی میں مذاہب۔	۵۵۸
۳۷۰	نزولِ وحی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ کی برأت کے متعلق علم اور شبہات کے جوابات۔	۵۵۸
۳۷۱	کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔	۵۶
۳۷۲	حضرت عائشہ کی برأت پر علماء اہل سنت کے دلائل۔	۵۶۱
۳۷۳	حضرت عائشہ کی برأت پر علماء شیعہ کے دلائل۔	۵۶۲
۳۷۴	حضرت عائشہ کی برأت کے متعلق نازل ہونے	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	[illegible]	۵۷۳
[illegible]	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل۔	۵۷۵
[illegible]	حدیث افک سے استنباط شدہ مسائل۔	۵۷۶
[illegible]	حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ "میں حضور کے لیے قیام نہیں کروں گی میں صرف اللہ کی حمد کروں گی"۔	۵۸۰
	باب: ۹۹۵	
[illegible]	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے حرم کی تہمت سے [illegible]	۵۸۰
[illegible]	منافقین کی صفات اور ان کے احکام	۵۸۲
	باب: ۹۹۶	۵۸۲
[illegible]	عبداللہ بن ابی کی مختصر سوانح۔	۵۸۱
[illegible]	حضرت زید بن ارقم کی شکایت کے متعلق دیگر روایات اور ان کی تشریح۔	[illegible]
[illegible]	ابن ابی کو قمیص مبارک عطا فرمانے کے متعلق متعارض حدیثوں میں تطبیق۔	۵۸۳
[illegible]	ابن ابی کو کفن کے لیے قمیص عطا فرمانے سے اس کی [illegible]	۵۸۳
[illegible]	[illegible]	۵۸۴
[illegible]	[illegible]	۵۸۸
[illegible]	[illegible]	۵۸۹
[illegible]	استغفر لهم او لا تستغفر لهم	
	[illegible]	۵۸۵
[illegible]	[illegible]	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کا تسامح۔	۵۹۰
۳۸۹	کیا ابن ابی کے حق میں مغفرت کی دعا کا قبول نہ ہونا آپ کی محبوبیت کے منافی ہے؟	۵۹۱
	باب: ۹۹۷	
۳۹۰	قیامت اور جنت اور دوزخ کے احوال۔	۵۹۲
۳۹۱	کفار کی نیکیوں کا آخرت میں کام نہ آنا۔	۶۰۳
۳۹۲	اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی توجیہ۔	۶۰۳
۳۹۳	اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی توجیہ۔	۶۰۴
۳۹۴	[illegible]	۶۰۵
۳۹۵	بدشگونی کی مذمت میں احادیث کا بیان۔	۶۰۹
۳۹۶	بدشگونی کی مذمت میں [illegible]	[illegible]
۳۹۷	بدشگونی لینا کفار کا طریقہ ہے۔	۶۱۰
۳۹۸	بدشگونی کے سلسلے میں خلاصہ بحث۔	۶۱۲
۴۰۰	روح کی بحث۔	۶۱۳
۴۰۱	[illegible] نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی روح کے متعلق سوال کیا تھا؟	۶۱۳
۴۰۲	روح کی تعریف۔	۶۰۴
۴۰۳	[illegible]	[illegible]
۴۰۴	نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم دیئے جانے کے متعلق اکابر علماء اسلام کی تصریحات۔	۶۱۵
	باب: ۹۹۸	
۴۰۴	چاند کا پھٹ جانا۔	۶۱۷
۴۰۵	شق القمر کو باقی دنیا نے کیوں نہیں دیکھا۔	[illegible]
۴۰۶	شق القمر کے متعلق احادیث کی تحقیق۔	۶۱۹
۴۰۷	کیا شق القمر ایک بار ہوا تھا یا کئی بار؟	۶۲۰
۴۰۸	قرآن مجید میں شق القمر کا بیان۔	۶۲

- - - - - - - -

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۹۹۹	
۴۰۹	کفار کا بیان	۶۲۱
۴۱۱	صبر اور حلم کا معنی۔	۶۲۳
۴	اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا معنی	۶۲۴
	باب: ۱۰۰۰	
۴۱۲	مومن کو اس کی نیکیوں کا صلہ دنیا اور آخرت میں ملے گا اور کافر کو صرف دنیا میں۔	۶۲۵
	باب: ۱۰۰۱	
۴۱۳	مومن اور کافر کی مثال۔	۶۲۷
	باب: ۱۰۰۲	
۴۱۵	مومن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہے۔	۶۲۸
۴۱۵	کھجور کے درخت کے ساتھ مومن کی مشابہت کی وجوہات اور دیگر مسائل۔	۶۲۹
	باب: ۱۰۰۳	
۴۱۶	لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لیے شیطان کا اپنے لشکر کو روانہ کرنا اور برانگیختہ کرنا۔	۶۳۰
۴۱۷	شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تکفیر مسلمین کا رد۔	۶۳۳
۴۱۸	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل ہونے پر ایک دلیل۔	۶۳۶
۴۱۹	ابلیس، شیطان اور جن کی حقیقتوں کا بیان	۶۳۷
۴۲۰	شیطان کی وسوسہ اندازی کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۶۳۸
۴۲۱	شیطان کے ضرر پہنچانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۶۳۹
۴۲۲	شیطان کے ضرر پہنچانے کے متعلق احادیث۔	۶۴۰
۴۲۳	شیطان کے جسم میں داخل ہو کر ضرر پہنچانے کے متعلق احادیث۔	۶۴۱
۴۲۴	انسان کے جسم میں جن کے حلول اور تصرف پر اہل سنت کے دلائل	۶۴۳
۴۲۵	مرگی کے معنی کا بیان۔	۶۴۴
۴۲۶	انسان کے جسم پر جن کے تصرف اور تسلط کے متعلق علماء اسلام کے نظریات۔	۶۴۴
۴۲۷	انسان کے جسم میں جن کے دخول اور اس کے تصرف اور تسلط کے متعلق مصنف کا موقف	۶۴۹
	باب: ۱۰۰۴	
۴۲۸	رحمت الٰہی کے بغیر کوئی شخص محض اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا۔	۶۵۰
۴۲۹	عمل کے سبب سے اجر ملنے کے متعلق اہل سنت اور معتزلہ کے مذاہب۔	۶۵۲
	باب: ۱۰۰۵	
۴۳	زیادہ عمل کرنے اور عبادت میں کوشش کرنے کا بیان۔	۶۵۴
۴۳۱	نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ذنب کے معنی کا بیان۔	۶۵۵
۴۳۲	لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کی توجیہ میں غیر مقبول توجیہات کا بیان۔	۶۵۵
۴۳۳	لیغفر لک ما تقدم من ذنبک کی توجیہ میں مقبول توجیہات کا بیان۔	۶۵۷
	باب: ۱۰۰۶	
۴۳۴	نصیحت میں اعتدال۔	۶۵۸
۴۳۵	امت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا بیان	۶۵۹
۴۳۶	**کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا۔**	۶۶۰
	باب: ۱۰۰۷	
۴۳۷	نیک اور بد اعمال کا بیان۔	۶۶۹
۴۳۸	جنت اور دوزخ میں عورتوں کی کثرت۔	۶۷۰

صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار	صفحہ نمبر	مضمون	نمبر شمار
	باب: ۱۰۰۸		[illegible]	میت پر اس کا ٹھکانا پیش کیے جانے [illegible]	۴۵۵
[illegible]	جنت کا بیان [illegible] محفوظ رکھے۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	جنت اور دوزخ کا باہم [illegible]	[illegible]	[illegible]	عذاب قبر [illegible]	[illegible]
[illegible]	دوزخ میں اللہ تعالیٰ کے قدم رکھنے کی [illegible]	[illegible]	[illegible]	عذاب قبر کی نفی پر [illegible]	[illegible]
[illegible]	جنت میں دخول کا سبب اعمال نہیں بلکہ اللہ کی رحمت اور اس کا فضل ہے۔	[illegible]	[illegible]	عذاب قبر کے [illegible]	[illegible]
[illegible]	موت کو ذبح کرنے کی تحقیق۔	[illegible]	[illegible]	کیا قبر میں عذاب صرف روح کو ہوتا ہے [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] معصیت عذاب اور [illegible] کی تحقیق۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی رحمت [illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی تشریح۔	[illegible]	[illegible]	[illegible] ہے؟	[illegible]
	باب: ۱۰۰۹		[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	دنیا کی [illegible]	[illegible]	[illegible]	قبر میں سوال ہوتا ہے یا نہیں؟	
	باب: ۱۰۱۰		[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی شدت	[illegible]	[illegible]	[illegible] کی تحقیق۔	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی مقدار۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۱۰۱۱		[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی معرفت ہوتی ہے۔	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی تشریح۔	[illegible]	۴۶۵	[illegible]	[illegible]
	باب: ۱۰۱۲		[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	میت پر جنت اور دوزخ کا ٹھکانا پیش کیے جانے [illegible] عذاب قبر کے [illegible] کا ثبوت	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	[illegible] کی تحقیق۔	[illegible]

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۴۷۲	روحوں کا زندوں کے احوال اور اعمال پر مطلع ہونا۔	۷۳۳
۴۷۳	زیارت قبور کا بیان۔	۷۳۴
۴۷۴	عورتوں کی زیارت قبور کے متعلق احادیث۔	۷۳۵
۴۷۵	فقہاء احناف کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم۔	۷۳۷
۴۷۶	فقہاء حنبلیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم۔	۷۴۰
۴۷۷	فقہاء شافعیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم۔	۷۴۰
۴۷۸	فقہاء مالکیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم۔	۷۴۲
۴۷۹	خلاصہ بحث۔	۷۴۲
۴۸۰	کون کہاں مرے گا؟ اور کل کیا ہوگا اس کے علم کی تحقیق۔	۷۴۳
۴۸۱	سماع موتی کی تحقیق۔	۷۴۳
۴۸۲	حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا سماع موتیٰ سے انکار اور اس کا جواب۔	۷۴۵
	باب: ۱۰۱۳	
۴۸۳	موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کا حکم۔	۷۴۶
۴۸۴	اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کا بیان۔	۷۴۸
۴۸۵	**فتنوں اور علامات قیامت کا بیان**	
۴۸۶	فتن کا معنیٰ۔	۷۴۹
۴۸۷	شرائط ساعت کا معنیٰ۔	۷۵۰
۴۸۸	وقوع قیامت پر عقلی دلیل۔	۷۵۰
	باب: ۱۰۱۴	۷۵۱
۴۸۹	یاجوج اور ماجوج کی تحقیق۔	۷۸۳
۴۹۰	قرآن مجید میں یاجوج اور ماجوج کا بیان۔	۷۸۴
۴۹۱	احادیث میں یاجوج اور ماجوج کا بیان۔	۷۸۵
۴۹۲	سد ذوالقرنین کا جائے وقوع۔	۷۸۸
۴۹۳	صحابہ کرام کی باہمی جنگوں کے متعلق اہل سنت کا موقف۔	۷۸۸
۴۹۴	ایام فتنہ میں قتال کرنے کا شرعی حکم۔	۷۸۹
۴۹۵	حضرت معاویہ پر علامہ عینی کے اعتراض کا جواب۔	۷۹۱
۴۹۶	**حضرت معاویہ کے فضائل۔**	۷۹۲
۴۹۷	تین چیزوں میں سے ایک چیز کا سوال کرنے سے آپ کو کیوں روک دیا گیا؟	۷۹۶
۴۹۸	دابۃ الارض کا بیان۔	۷۹۷
۴۹۹	حضرت عمار بن یاسر کی شہادت۔	۷۹۸
۵۰۰	قیصر و کسریٰ کی ہلاکت کا بیان۔	۷۹۸
	باب: ۱۰۱۵	
۵۰۱	ابن صیاد کا تذکرہ۔	۷۹۹
۵۰۲	ابن صیاد کا بیان۔	۸۰۷
۵۰۳	ابن صیاد کے متعلق علماء اسلام کی آراء۔	۸۰۰
۵۰۴	دعوی نبوت کے باوجود ابن صیاد کو قتل نہ کرنے کی وجہ۔	۸۰۶
۵۰۵	ابن صیاد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کی وضاحت۔	۸۰۸
۵۰۶	ابن صیاد کی اصلیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتباہ کی تحقیق۔	۸۰۹
۵۰۷	دجال کے متعلق علماء اسلام کے نظریات۔	۸۱۰

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	باب: ۱۰۱۶	
۵۰۸	مسیح دجال کا بیان	[illegible]
۵۰۹	دجال کی [illegible]	۹۲۲
۵۱۰	دجال کی صفت کے متعلق مزید [illegible] کا بیان	۹۲۳
۵۱۱	کیا قرآن مجید میں دجال کا ذکر ہے	۹۲۴
۵۱۲	دجال کی اہانت کا بیان	۹۲۵
۵۱۳	دجال کی [illegible] قتل کرنے کے بعد [illegible]	
	[illegible]	۹۲۵
۵۱۴	[illegible]	
	[illegible]	۹۲۶
۵۱۵	[illegible]	
	[illegible]	[illegible]
	باب: ۱۰۱۷	
۵۱۶	جساسہ کا بیان۔	۹۲۹
	باب: ۱۰۱۸	
۵۱۷	دجال کے متعلق بقیہ احادیث۔	۹۳۵
	باب: ۱۰۱۹	
۵۱۸	فتنہ کے زمانے میں عبادت کی فضیلت۔	۹۳۸
	باب: ۱۰۲۰	
۵۱۹	قیامت کا قریب ہونا۔	۹۳۸
	باب: ۱۰۲۱	
۵۲۰	دو بار صور پھونکنے کے درمیان وقفہ کا بیان۔	۹۴۰
۵۲۱	**کتاب الزہد والرقاق**	۹۴۲
۵۲۲	[illegible] کا [illegible] معنی	۹۴۲
۵۲۳	[illegible] کا مصداق	۹۴۳
۵۲۴	زہد کا لغوی معنی	۹۴۳
۵۲۵	زہد کا اصطلاحی معنی	۹۴۳
۵۲۶	زہد کے متعلق [illegible]	[illegible]
۵۲۷	زہد کے متعلق [illegible]	[illegible]
۵۲۸	[illegible]	[illegible]
	باب: ۱۰۲۲	[illegible]
۵۲۹	دنیا [illegible] کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے	[illegible]
۵۳۰	[illegible] کا [illegible] سے [illegible]	[illegible]
۵۳۱	[illegible]	[illegible]
۵۳۲	[illegible] سے پہلے [illegible]	
	[illegible]	[illegible]
	باب: ۱۰۲۳	
۵۳۳	[illegible]	[illegible]
۵۳۴	[illegible]	[illegible]
	باب: ۱۰۲۴	
۵۳۵	[illegible]	
	[illegible] کی فضیلت۔	[illegible]
	باب: ۱۰۲۵	
۵۳۶	[illegible] کی فضیلت	[illegible]
۵۳۷	[illegible]	[illegible]
۵۳۸	[illegible]	[illegible]
۵۳۹	[illegible]	[illegible]
۵۴۰	[illegible]	[illegible]
۵۴۱	[illegible]	
	[illegible]	[illegible]
۵۴۲	[illegible]	
	[illegible]	[illegible]
۵۴۳	[illegible]	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	کا نظریہ۔	۸۷۹
۵۴۴	مسجد میں سترہ کی بحث۔	۸۸۳
۵۴۵	بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۸۸۵
۵۴۶	بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۸۸۶
۵۴۷	بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۸۸۷
۵۴۸	بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۸۸۸
۵۴۹	مسجد میں سوال کرنے والے کو دینے کی تحقیق۔	۸۹۲
۵۵۰	مسجد میں سائل کو دینے کے جواز پر قرآن مجید اور مذاہب اربعہ کے مفسرین کی عبارات سے استدلال۔	۸۹۲
۵۵۱	مسجد میں سائل کو دینے کے جواز پر احادیث سے استدلال۔	۸۹۵
۵۵۲	مسجد میں سائل کو دینے کے متعلق فقہاء احناف کے نظریات۔	۸۹۶
۵۵۳	سوال کرنے کے جواز کا معیار۔	۸۹۸
۵۵۴	سائل کو دینے کے متعلق مصنف کی تحقیق۔	۸۹۸
۵۵۵	دار اسلام میں غیر اسلامی معابد کے احکام۔	۸۹۹
	باب: ۱۰۲۶	
۵۵۶	مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرنے کی فضیلت۔	۹۰۰
۵۵۷	صدقہ کی فضیلت کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۹۰۱
۵۵۸	صدقہ کی فضیلت کے متعلق احادیث۔	۹۰۲
	باب: ۱۰۲۷	
۵۵۹	ریاکاری کی حرمت۔	۹۰۵
۵۶۰	ریاکاری کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۹۰۶
۵۶۱	ریاکاری کے متعلق احادیث۔	۹۰۸
۵۶۲	ریاکاری کے درجات۔	۹۱۳
	باب: ۱۰۲۸	
۵۶۳	زبان کی حفاظت۔	۹۱۴
	باب: ۱۰۲۹	
۵۶۴	دوسروں کو نصیحت کرنے اور خود عمل نہ کرنے کا عذاب۔	۹۱۴
۵۶۵	مداہنت کی تحقیق۔	۹۱۵
۵۶۶	مداہنت کا لغوی معنی۔	۹۱۶
۵۶۷	مدارات کا لغوی معنی۔	۹۱۶
۵۶۸	مداہنت اور مدارات کا اصطلاحی فرق۔	۹۱۷
۵۶۹	کافروں سے موالات کی ممانعت۔	۹۱۸
۵۷۰	غیر مرتد کافروں کے ساتھ تجارت و معاملت کی اجازت۔	۹۱۸
۵۷۱	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے وجوب کے متعلق قرآن مجید کی آیات۔	۹۱۹
۵۷۲	نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے متعلق احادیث اور آثار۔	۹۲۰
۵۷۳	آیا نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے خود نیک ہونا ضروری ہے؟	۹۲۱
	باب: ۱۰۳۰	
۵۷۴	اپنے گناہوں کے اظہار کی ممانعت۔	۹۲۳
۵۷۵	اپنے گناہوں کے اظہار کی ممانعت سے متعلق دیگر احادیث۔	۹۲۳
	باب: ۱۰۳۱	
۵۷۶	چھینک لینے والے کو جواب دینا۔	۹۲۴
۵۷۷	چھینک کے متعلق احکام میں مذاہب اربعہ۔	۹۲۸

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
[illegible]	[illegible] کا سبب۔	۵۲۰
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	۵۲۵
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۳۲	
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] اعتبار سے کون افضل ہے؟	۵۳۶
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۳۳	
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۳۴	
[illegible]	[illegible]	۵۵۲
[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۵۴۳	لکھنے کے ثبوت سے متعلق [illegible]	۵۵۲
۵۴۴	مذاہب اربعہ کے مفسرین کے نزدیک لکھنے کا شرعی حکم۔	۵۵۳
۵۴۵	لکھنے کے متعلق احادیث اور آثار۔	۵۵۹
۵۴۶	تعلیم نسواں کے متعلق خصوصی احادیث۔	۵۶۰
[illegible]	الخصوص [illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	دنیائے اسلام کی نامور لکھنے والی خواتین۔	۵۶۳
[illegible]	نئیں تعلیم کتابت نسواں کی روایات پر نظر۔	۵۶۵
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۳۵	
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۳۶	
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]
	باب: ۳۷	
[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۱۰	کی بکریوں کا دودھ پلانے کی توجیہ۔	۹۹۰
۶۱۱	حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن پہننے کی نوید۔	۹۹۰
۶۱۲	رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مدینہ منورہ میں شہزادے کی آمد پہ استقبال۔	۹۹۱
۶۱۳	یا محمد کے ساتھ خطاب اور ندا میں بحث و نظر۔	۹۹۲
۶۱۴	**کتاب التفسیر**	۱۰۰۳
۶۱۵	تفسیر کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور تفسیر اور تاویل کا فرق۔	۱۰۱۰
۶۱۶	بوسہ دیتے کو حطۃ کا حکم دیئے اور ان کے دل بدلنے کی تفسیر۔	۵
۶۱۷	روایت اللمس کی تحقیق۔	۱۰۲۰
۶۱۸	الیوم اکملت لکم دینکم کی تفسیر۔	۲۱
۶۱۹	دین، شریعت اور مذہب وغیرہ کی تعریفات۔	۱۰۲۳
۶۲۰	آیت مذکورہ سے یوم میلاد النبی کے عید ہونے پر استدلال۔	۱۰۲۴
۶۲۱	فانکحوا ما طاب لکم من النساء کی تفسیر۔	۱۰۲۷
۶۲۲	من کان فقیرا فلیاکل بالمعروف کی تفسیر اور ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۱۰۲۹
۶۲۳	ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۱۰۳۳
۶۲۴	ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۱۰۳۳
۶۲۵	ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۱۰۳۵

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
۶۲۶	ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق مذاہب ائمہ	۱۰۳۵
۶۲۷	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی تحقیق	۱۰۳۵
۶۲۸	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے جواز کے متعلق احادیث و آثار۔	۱۰۳۶
۶۲۹	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار۔	۱۰۴۲
۶۳۰	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی ممانعت کے محامل۔	۱۰۴۵
۶۳۱	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ۔	۴۶
۶۳۲	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ۔	۴۹
۶۳۳	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ۔	۵۰
۶۳۴	تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ۔	۱۰۵۲
۶۳۵	ایصال ثواب کے لیے قرآن خوانی کی مروجہ صورت کی تحقیق۔	۴۸
۶۳۶	نماز تراویح میں ختم قرآن کے نذرانے کی تحقیق	۴۹
۶۳۷	واذ زاغت الابصار کی تفسیر۔	۱۰۴۱
۶۳۸	وان امراۃ خافت من بعلها نشوزا او اعراضا کی تفسیر۔	۱۰۴۲
۶۳۹	ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی تفسیر۔	۱۰۴۳
۶۴۰	مسلمان کو قتل کرنے پر وعید اور اس کے سوال کے جواب کا بیان	۴۳
۶۴۱	والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا اخر کی تفسیر۔	۵۰
۶۴۲	ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست	

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر
	سورۂ [illegible] کی تفسیر	[illegible]	[illegible]	اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی [illegible] وسیلہ کی تفسیر	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی تفسیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible]	[illegible]		[illegible]	[illegible]
[illegible]	[illegible] کی تفسیر		[illegible]	[illegible]	[illegible]
		[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
			[illegible]	[illegible]	[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

افتتاحی کلمات

اللہ تعالیٰ کا بے پایاں شکر اور احسان ہے کہ شرح صحیح مسلم کی جلد سادس مکمل ہوگئی اور رجب ۱۴۲۰ھ بمطابق اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حرمین شریفین میں شرح صحیح مسلم کی تصنیف کی سعادت ... ہوئی تھی ... اس وقت میں نے جلد سابع کو لکھنا شروع کیا تھا ... آج ۵ شعبان ۱۴۲۰ھ بمطابق ۸ فروری ۲۰۰۰ء کو مکمل ہوگیا۔

شرح صحیح مسلم جلد سابع میں ۱۴۲۰ ... احادیث کی شرح کی گئی ہے اور ... شمار کے مطابق صحیح مسلم کی ۷۲۳ ... احادیث ... صحیح مجلدات میں شرح کی ہے۔

جس وقت میں نے شرح صحیح مسلم کو لکھنا شروع کیا تھا ... اس قدر مفصل اور ضخیم لکھوں گا ... ہو سکتا ہے کہ ... لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت پر توکل کرتے ہوئے ... بلند فشار خون ... کی وجہ سے ... کام میں ... وقفے بھی آئے لیکن اللہ تعالیٰ کے کرم، اس کے رسول کی عنایت اور احباب کے تعاون سے ... جاری رہا حتیٰ کہ یہ کتاب مکمل ہوگئی۔ فالحمد للہ رب العالمین۔

شرح صحیح مسلم جلد سابع میں جن مباحث کو خصوصیت کے ساتھ لکھا گیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

اولیاء اللہ کی کرامات، ... اولیاء کرام کی ذوات سے توسل، ندائے غیر اللہ ... جبلی ... تقدیر ... عصمت ... فضیلت ... مسئلہ ... کے واقعہ کا جواب، ... نماز جنازہ ... کا جواب، بدشگونی کا شرعی حکم، ... انسان کے جسم میں جن کے ... کی بحث، عذاب قبر کی تحقیق، زیارت قبور کا شرعی حکم، قبر میں سوال کے وقت ... کی تحقیق، ... مردوں کے احوال پر مطلع ہونا، سماع موتی کی تحقیق ... کا بیان، مسجد سے متعلق مباحث ... مسجد ... فضیلت، مسجد کو مزین کرنا، مسجد میں کافروں کے داخل ہونے کا حکم ... مسجد میں سائل ... کی تحقیق ... غیر مسلموں کے ... کا حکم ... فضیلت ... کی تحقیق ... جنات اور انسانوں کے ... فضیلت کا بیان ... کی تحقیق ... کا بیان ...

[illegible]

کو اصل حضرت کی اتباع پر محمول کرنا چاہیے۔

[illegible]

علی قاری رحمہ اللہ لکھتے ہیں

[illegible]

یا کسی مروت کے قائل نہیں رہتے۔

[illegible]

نیز ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت اہم کارنامہ یہ ہے کہ وہ متقدمین و متاخرین فقہاء و اصولیین پر نہایت فراخدلی سے تنقید فرماتے ہیں
مولانا رحمۃ اللہ علیہ صاحب فتح القدیر کو جگہ جگہ "محقق علی الاطلاق" لکھتے ہیں مگر جب یہی محقق علی الاطلاق و نحو ہم رحمہم اللہ ذکر
کی ہوئی سبب کو قرار دیتے ہیں تو مولانا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

قول لہ یأت المستدل بشیء حتی سمعہ | مستدل (ابن ہمام) نے کوئی معقول دلیل پیش نہیں
ما سمعہ (فتاوی رضویہ ج ۵) | کی یہاں تک کہ جو سنا گیا وہ سننا پڑا۔

مزید فرماتے ہیں وہ مسئلہ تسمیہ اصالۃً تنہا محقق کی بنی بحث سے کہ نہ ائمہ مذہب سے منقول نہ محققین مابعد میں متبوع۔
خود ان کے تلمیذ علامہ قاسم بن قطلوبغا نے فرمایا کہ ہمارے شیخ کی جو بحثیں خلاف مذہب ہیں ان کا اعتبار نہ ہوگا علامہ رملی
نے تو یہاں تک کہا مگر مولانا فرماتے ہیں کہ اقوال مذہب کے خلاف اختلاف زمانہ سے ناشی نہ ہو۔

کما فتوا بجواز الاجارۃ علی التعلیم | جیسے متاخرین نے فتوی دیا کہ تعلیم و اذان و امامت
والاذان والامامۃ الخ۔ (فتاوی رضویہ ج ۵) | پر اجرت لینا جائز ہے۔

مذکورہ بالا سطور سے چند باتیں معلوم ہوتی ہیں:

۱ کسی عالم کے پاس قوی دلائل ہیں تو وہ اپنے پیش رو سے بھی اختلاف رکھ سکتے خواہ وہ کتنا ہی محقق علی الاطلاق کیوں
نہ ہو۔

۲ ائمہ مذہب (جیسے ابوحنیفہ و ابویوسف و امام محمد) سے بھی تفاوت زمانہ کے باعث اختلاف جائز ہے

۳ مولانا رحمۃ اللہ علیہ نہایت روشن دماغ تھے۔ وہ محققین سے اختلاف کرتے بلکہ ائمہ مذہب سے بھی تفاوت زمانہ
کے باعث اختلاف کو جائز قرار دیتے۔ اس طرح آپ نے حدود کے اندر علماء کے لیے گنجائش رکھی ہے کہ تفاوت
زمانہ سے ان کے بیان کردہ کسی مسئلہ پر مزید بحث کی جا سکتی ہو تو اس میں کچھ حرج نہیں۔ یعنی اگر کسی مسئلہ پر مولانا رحمۃ
اللہ علیہ نے بحث کی ہو اور اس کے بارے میں اپنی تحقیق پیش کی ہو تو بعد کے محققین کے سامنے نئے مسائل اور نئی
صورتیں بلکہ روشنی موجود ہیں اور حقیقت یہی ہے کہ ایک محقق کا کام انسانی ذہن کی گرہیں کھولنا ہے اور نئے گوشوں کو
کھولنا ہے۔[1]

نوٹ: ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ کے اس مقالہ کا عنوان ہے "امام احمد رضا خان بین الفقہاء" اور الاموسیقی ۱۳۹۹ھ
میں مرکزی مجلس رضا لاہور نے لکھوایا، اس پر انعام دیا گیا اور اس تحقیقی مقالہ کو بطور پیش لفظ فتاوی رضویہ جلد پنجم کی ابتداء میں شامل
کیا گیا۔[2]

اسی بحث میں ہمارے دور کے نامور محقق علامہ مفتی غلام سرور قادری لکھتے ہیں۔
ہمیں افسوس ہے کہ ہم اہل سنت میں نظریہ پرستی کی جگہ شخصیت پرستی جڑ پکڑ چکی ہے جس سے اہل سنت مسلک کو دو طرح

---

[1] علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری متوفی ۱۴۱۳ھ فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۲۵-۲۲، مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور ۱۳۹۲ھ
[2] فتاوی رضویہ ج ۵ ص ۱۰، مطبوعہ مکتبہ رضویہ لاہور، ۱۳۹۲ھ۔

[illegible]

ہے اور یہ فرقہ واریت ہے۔

اور دوسرا یہ کہ ہم نے اعلیٰحضرت علیہ [illegible]

نہیں کر دیا ہے جو کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔

[illegible]

کی عزت و قدر ایسی کرتے تھے کہ بایں وسعت یہ حضرات تاج الفحول محب رسول مولانا شاہ عبدالقادر صاحب بدایونی قدس سرہ العزیز کی بہت ہی عزت کرتے تھے (ف ان قال) اس عزت و توقیر کے باوجود بعض بعض مسئلوں میں کچھ اختلاف بھی تھا۔ (حیات اعلیٰحضرت ص ۳۱)

(۲) محمد بن محمد بن حرب مدنی نے اعلیٰحضرت کی دعوت کی۔ دوران طعام ان کے اور اعلیٰحضرت کے درمیان مسئلہ تفضیل مذہب حنفی پر گفتگو چھڑ گئی۔ اعلیٰحضرت نے فرمایا: مدفونین بقیع میں سب سے افضل امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں اور محمد صاحب فرماتے تھے کہ ان میں سب سے افضل حضرت ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (حیات اعلیٰحضرت ص ۱۳)

(۳) یہ حقیقت کسی اہل علم سے مخفی نہیں کہ اعلیٰحضرت نے اپنے سے پہلے کے اکابرین سے کئی ایک مسائل میں اختلاف کیا۔ متقدمین ... [illegible] ... جمہور اہل سنت کے نزدیک مکروہ تنزیہی ہے اور اعلیٰحضرت کے نزدیک حرام ہے۔

(۴) اسی طرح علامہ برزنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم مغیبات خمسہ (پانچ غیبوں) کا علم نہیں مانتے ... [illegible] ... اس کے برعکس اعلیٰحضرت اور علماء کی ایک جماعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مغیبات خمسہ (پانچ غیبوں) کا علم مانتے ہیں۔ اس اختلاف کے باوجود اعلیٰحضرت علامہ برزنجی کو ان القاب سے یاد فرماتے ہیں:

جامع علوم نقلیہ وعقلیہ، حاوی فنون منقولہ، ما تشاء من شرافت حسب ونسب، جامع ... [illegible] ... محقق صاحب ... [illegible] ... مدینہ طیبہ میں شافعیہ کے مفتی مولانا سید شریف جعفر برزنجی ان کا فیض ہمیشہ ... [illegible] ...

(حسام الحرمین ص ۱۰۹ طبع کانپور)

قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں کہ مسئلہ زیر بحث میں اختلاف کے باوجود کہ امام احمد رضا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے پانچوں غیبوں کا علم مانتے ہیں اور علامہ برزنجی نہیں مانتے پھر بھی اعلیٰحضرت ان کی نفی کرنے سے خارج اہل سنت نہیں کرتے بلکہ ان کے نام گرامی کے ساتھ کس قدر عظیم الشان القاب استعمال فرماتے ہیں۔

(۵) قطب الارشاد حضرت مولانا شاہ ارشاد حسین مجددی فاروقی جو حضرت شاہ احمد سعید اور خلیفہ حضرت شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو باکمال عالم و عارف تھے انہوں نے مسئلہ اذان ثانی میں اعلیٰحضرت سے اختلاف کیا۔ (مکتوب ... [illegible] ...)

حضرت مولانا عبدالمقتدر صاحب بدایونی مسئلہ اذان ثانی میں اعلیٰحضرت کی مخالفت میں پیش پیش تھے ... [illegible] ... اعلیٰحضرت لکھتے ہیں: "بدایوں کے بعض اہل سنت نے مسئلہ اذان ثانی میں مخالفت کی۔" (مکتوبات ص ۴۲)

اب تک تو یہ دکھانا مقصود تھا کہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمۃ کا مسلک اہل سنت کے لیے معیار ... [illegible] ... نہیں ہے دوسرے یہ کہ علمی و تحقیقی طور پر اگر کسی دلیل شرعی کی بنیاد پر کوئی سنی عالم دین تحقیق کسی مسئلہ میں یا بعض مسائل میں اگر اعلیٰحضرت کے حامل نقطہ نظر سے اختلاف کرتے ہوئے ان سے مختلف نقطہ نظر اختیار کرے تو وہ بدستور سنی ہی رہتا ہے۔ اس کو بد مذہب یا سنیت سے خارج قرار دینا سراسر ظلم اور گناہ ہے۔ کیونکہ سنیت کو محض اعلیٰحضرت کی ذات میں محدود کرنے والے یہ لوگ ... [illegible] ... سنت کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ سنیت کے ساتھ زیادتی اور دشمنی کر رہے ہیں۔ الخ

علامہ ڈاکٹر مفتی سید شجاعت علی قادری رحمہ اللہ اور علامہ مفتی غلام سرور قادری کی ان عبارات سے ... [illegible] ... واضح ہو گیا کہ علمی تحقیق ... [illegible] ... امام احمد رضا قادری رحمہ اللہ یا دیگر اکابر اہلسنت سے کسی فقہی مسئلہ میں دلائل کے ساتھ

علامہ مفتی غلام سرور قادری، ماہنامہ ... [illegible] ... ص ۳۰-۳۳ ... [illegible] ... ذوالحجہ ۱۴۱۲ھ ... ۱۹۹۲ء

بحث شرح صحیح مسلم جلد رابع میں ملاحظہ فرمائیں۔ ۱۲ منہ

۱۴۱۳ھ بمطابق ۲ جنوری ۱۹۹۳ء بروز ہفتہ صبح کی نماز کے بعد صحیح مسلم کا ترجمہ مکمل ہو گیا جب وہ صبح مدرسہ آئے تو میں نے ان کو بتایا کہ ترجمہ مکمل ہو گیا ہے اور ان شاء اللہ چند دنوں میں شرح بھی مکمل ہو جائے گی تو بہت خوش ہوئے اور کہا کہ ہمارے دارالعلوم کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں آپ نے صحیح مسلم کا ترجمہ اور شرح مکمل کی اور مجھے بہت دعائیں دیں۔ ابھی یہ شرح تکمیل کو پہنچنے والی تھی کہ ۵ شعبان ۱۴۱۳ھ بمطابق ۲۸ جنوری ۱۹۹۳ء کو جمعرات کے دن ایک بجے جکارتہ انڈونیشیا سے یہ خبر آئی کہ مفتی سید شجاعت علی قادری جکارتہ میں حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے رحلت فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مفتی سید شجاعت علی صاحب وزارت مذہبی امور کی طرف سے ایک وفد کے ساتھ انڈونیشیا کے ملاقاتی دورے پر گئے تھے، جانے سے پہلے انہوں نے مجھ سے حکومت کی منصوبہ بندی کے مسئلہ پر تبادلہ خیال کیا اور باہمی مشورہ سے یہ طے کیا کہ وہ وہاں جا کر یہ تبلیغ کریں گے کہ انفرادی طور پر کسی ضرورت کی وجہ سے ضبط تولید کرنا جائز ہے لیکن اجتماعی طور پر کسی قانون کے ذریعہ لوگوں پر جبراً ضبط تولید کو لازم کر دینا جائز نہیں ہے، انہوں نے کہا علماء ہند نے یہی نظریہ دیا ہے اور وہ یہ چاہتے تھے کہ انڈونیشیا والوں کے علماء میں تقسیم کریں گے، تو جس سفر میں ان کا انتقال ہوا وہ سفر تبلیغ دین میں تھا اور صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ کی راہ میں فوت ہو وہ شہید ہے نیز وہ دس سال سے عارضہ قلب، تبخیر معدہ اور ہائی بلڈ پریشر کے امراض میں مبتلا تھے اور سفر ہی میں ان کی وفات ہوئی اور سنن ابن ماجہ میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص بیماری میں فوت ہو وہ شہید ہے، اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، ان کی تمام تصنیف کی ہوئی کتب کو صدقہ جاریہ بنائے اور ان کے قائم کردہ دارالعلوم کو ترقیات عطا فرمائے، ان کی اولاد اور ان کے اہل خانہ کی حفاظت، حمایت اور کفالت فرمائے اور ان کے چھوٹے فرزند عزیزی سید ... کو ان کی تمنا کے مطابق ان کا صحیح جانشین بنائے، آمین یا رب العالمین

شرح صحیح مسلم کی تصنیف میں میرے دوست بہت بڑے محسن اور معاون ... فقیہ مولانا منیب الرحمان ... ہیں۔ مولانا منیب الرحمان نے قدم قدم پر میری معاونت کی اور اس سلسلہ میں مجھے جس نوع کی بھی ضرورت پیش آئی انہوں نے اس کو پورا کیا، شرح صحیح مسلم کو زیادہ تفصیل اور تحقیق کے ساتھ لکھنے کا سب سے پہلے انہوں نے مشورہ دیا تھا اور ہر مرحلہ میں مجھے ان کا تعاون حاصل رہا، اور میرے بہت عزیز دوست مولانا علامہ محمد سعید ... ہیں جن کی لائبریری میری ... مسلسل میرے زیر تصرف رہی، اگر کوئی کتاب ان کے پاس نہ ہوتی تو فوراً بازار سے خرید کر مجھے دیتے، ان کے علاوہ میرے مخلصین اور معاونین میں مولانا مفتی محمد اطہر نعیمی، حافظ محمد ... نعیمی، مولانا جمیل احمد نعیمی، مولانا قاری حسین نعیمی، اراکین دارالعلوم نعیمیہ، مولانا ... حسین سیالوی ... شمس العلوم اور شیخ الحدیث مولانا حامد محمود کراچی ہیں اور مولانا سید محمد اکرم شاہ اور مولانا سید محمد ... شامل ہیں جنہوں نے حوالے تلاش کرنے میں میری مدد کی اور مولانا حافظ محمد ابراہیم فیضی ہیں جنہوں نے انتہائی محبت، لگن اور محنت سے شرح صحیح مسلم کی تصحیح کی اور بہت سے معاملات میں مجھے بہت مفید مشورے دیتے، اور سید محمد ... صاحب مالک فرید بک سٹال ہیں جنہوں نے نہایت ذوق و شوق کے ساتھ انتہائی سرعت اور برق رفتاری کے ساتھ اس کی طباعت کرائی، شرح صحیح مسلم کے ... کے کاتب ہیں جنہوں نے بہت نفاست سے خوبصورت کتابت کی، میں ان تمام حضرات اور دیگر معاونین کے لیے، شرح صحیح مسلم کے قارئین کے لیے، اپنے تمام اساتذہ اور مشائخ کے لیے، اپنے والدین، اپنے عزیز و اقارب اور تلامذہ کے لیے اور تمام مسلمین کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور صمیم قلب سے دعا کرتا ہوں: اے اللہ العالمین ہم سب کو اسلام پر زندہ رکھ اور ایمان پر خاتمہ

[illegible] کی زندگی اور موت کی موت عطا فرما، دنیا میں صحت اور سلامتی کے ساتھ قائم رکھ [illegible]
[illegible] مذہب حق پر محفوظ رکھ [illegible] اور آخرت کی ہر [illegible] اللہ اپنے
حبیب سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں [illegible] لوگوں میں قبولیت عطا فرما [illegible]
[illegible] کی شفاعت [illegible] قیامت تک [illegible] اس کتاب [illegible]
[illegible] آمین یا رب العالمین [illegible] سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد [illegible]
سید الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین شفیع المذنبین وعلی آلہ [illegible]
[illegible] الراشدین وازواجہ المطہرات امہات المؤمنین وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ [illegible]
والمفسرین والفقہاء والمجتہدین وسائر العلماء [illegible] وعامۃ المسلمین اجمعین

۵ شعبان المعظم ۱۴۲۳ھ
۸ فروری [illegible]

غلام رسول سعیدی غفرلہ
خادم الحدیث دارالعلوم نعیمیہ
بلاک نمبر ۱۵ فیڈرل بی ایریا کراچی ۳۸
ٹیلیفون نمبر [illegible]

آراء و تاثرات

حضرت استاذ العلماء علامہ محمود احمد رضوی زید مجدہم شارح صحیح بخاری، مہتمم و شیخ الحدیث

دار العلوم حزب الاحناف۔ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

یہ شرح صحیح مسلم مؤلفہ حضرت علامہ غلام رسول صاحب سعیدی زید مجدہ دل عقیدہ وعمل حفظ [illegible] جب سے جہاں تک حدیث شریف کا تعلق ہے ابھی تک صحیح مسلم کی اردو میں ایسی جامع شرح میری نظر سے نہیں گذری، علالت اور پیرانہ سالی کی وجہ سے میں نے جلد خامس کو سرسری نظر سے دیکھا ہے میری نظر میں شرح صحیح مسلم علم وعرفان اور تحقیق و تدقیق کا خزینہ ہے، علامہ موصوف نے محنت کی ہے اور فنی محنت کی ہے اور مسائل جدیدہ پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا ہے علامہ موصوف نے جن بعض مسائل میں علماء حال اور سابق سے اختلاف کیا ہے وہ بھی یوں ہی نہیں کیا بلکہ تحقیق و تنقیح کے ساتھ دلائل سے مزین کر کے پیش کیا ہے مسائل فقہ بالخصوص مسائل جدیدہ میں اہل علم کی دو رائیں ہوں تو کچھ تعجب کی بات نہیں ہے البتہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اگر ان کی تحقیق سے کسی کو اختلاف ہو تو محض تعصب کی بنا پر نہیں بلکہ دلائل شرعیہ کی روشنی میں تنقید و تبصرہ کیا جائے تاکہ تصویر کے دونوں رخ سامنے آ جائیں۔

میں حضرت علامہ کو ایک عرصہ سے جانتا ہوں اگر کسی مسئلہ میں ان کی رائے مختلف ہو جائے تو اسے قبول کرنے میں تامل نہیں ہوتا ہوں تو علامہ موصوف کی دیگر تصنیفات بھی مت دیکھیں مگر شرح صحیح مسلم دیکھ کر ہر منصف پسند ان کی جودت ذہن علم و عمل اور فقہی بصیرت و بصارت کو داد دینے پر مجبور ہو جائے گا اہل سنت و جماعت جنہیں آج کل بریلوی کہا جاتا ہے گو کہ ہم بریلوی ہیں مگر اس لقب سے چونکہ مخالفین نے مشہور کر دیا ہے اس لیے القاب سے بچنے کے لیے بریلوی کا استعمال ہوا ہے ورنہ ہم مسلک اہل سنت و جماعت امام اعظم ابو حنیفہ قدس سرہ العزیز کے مقلد ہیں، علماء میں حضرت علامہ موصوف نے شرح صحیح مسلم لکھ کر علماء و مدرسین اور عام مسلمانوں کے لیے فہم و تفہیم حدیث کا ایک دروازہ کھول دیا ہے، میری دعا ہے کہ مولا تعالیٰ جل مجدہ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل شرح صحیح مسلم کو مسلمانوں کے لیے مینارۂ نور بنائے اور ہم سب کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور سیرت اور عمل کو اپنانے کی توفیق رفیق دے، حضرت علامہ سعیدی زید مجدہ کو صحت و سلامتی کی دولت سے مالا مال فرمائے۔ آمین۔

سید محمود احمد رضوی اشرفی، یکم جمادی الاول ۱۴۱۳ھ مطابق ۲۵ اکتوبر ۱۹۹۲ء

مبلغِ اسلام حضرت علامہ سید سعادت علی قادری ہالینڈ زید مجدہ

پوسٹ مارٹم کے جواز اور عدم جواز کا محمل

مشق کرنا جائز نہیں ہے اور غیر مسلم اموات کا حصول اس قدر دشوار نہیں ہوتا جس کی بناء پر مسلمان میت کی چیر پھاڑ کر کے اس کی بے حرمتی کی جائے خصوصاً اس صورت میں جب کہ پلاسٹک موڈل سے بھی تعلیم شرح کی جا چکی ہے۔

پوسٹ مارٹم کی دوسری وجہ جو بالعموم پیش آتی ہے وہ ہے مقدمہ کی تحقیق اور کسی بے قصور مسلمان کو قتل کی سزا سے بچانے کا مسئلہ مثلاً ایک شخص کو پولیس نے پستول سمیت پکڑ لیا اور اس پر الزام یہ ہے کہ اس نے اپنے پستول سے فلاں شخص کو گولی مار کر ہلاک کر دیا ہے جبکہ ملزم یہ کہتا ہے کہ میں نے اس پر گولی نہیں چلائی اور تمام شواہد اور قرائن ملزم کے خلاف ہیں، اب صرف یہ دیکھنا باقی ہے کہ مقتول کے جسم میں جو گولی ہے آیا وہ اس نمبر کی گولی ہے جو ملزم کے پستول میں ہے یا کوئی اور گولی ہے اگر یہ ثابت ہو جائے کہ مقتول کے جسم میں ملزم کے پستول کی گولی ہے تو وہ قاتل ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ گولی اس کے پستول کی نہیں ہے تو وہ بری ہو جائے گا۔

ایسی صورت میں جبکہ پوسٹ مارٹم کے ذریعہ کسی بے قصور کی جان بچانے کا مسئلہ ہو تو پوسٹ مارٹم کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ ضروری ہے اور فقہاء اربعہ کے مذاہب میں اس کی تائید موجود ہے۔

امام ابوحنیفہ، امام شافعی اور امام مالک کا ایک قول یہ ہے کہ حاملہ عورت فوت ہو جائے اور اس کے پیٹ میں بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور یہ بعینہ ہمارا مطلوبہ جزئیہ ہے یعنی زندہ کی جان بچانے کے لیے میت کی چیر پھاڑ (پوسٹ مارٹم) جائز ہے بلکہ احناف یہ بھی کہتے ہیں کہ اگر عورت زندہ ہو اور پیٹ میں بچہ مر جائے تو بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے اس کو نکالا جائے اور یہ پوسٹ مارٹم کے جواز پر دوسرا جزئیہ ہے، ہر چند کہ سرجری کے اس ترقی یافتہ دور میں بچہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے نکالنے کی ضرورت نہیں بلکہ عورت کے پیٹ کا آپریشن کر کے بچہ کو پیٹ سے نکالا جا سکتا ہے، امام احمد بن حنبل نے اگرچہ اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہے لیکن وہ بھی یہ کہتے ہیں کہ اگر عورت مر جائے اور بچہ کے بعض اجزاء بالکل باہر نکل آئیں اور باقی بچہ کو عورت کا پیٹ چاک کیے بغیر نکالنا ممکن نہ ہو تو عورت کا پیٹ چاک کر کے بچہ کو نکال لیا جائے اور یہ بھی موجودہ صورت میں پوسٹ مارٹم کے جواز کا بعینہ جزئیہ ہے۔ بہر حال ائمہ اربعہ کی تصریحات سے ظاہر ہو گیا کہ جب کسی زندہ کی جان بچانا مقصود ہو تو میت کا پوسٹ مارٹم کرنا جائز ہے۔ اب ہم سطور ذیل میں کتب مذاہب سے اس مسئلہ سے متعلق عبارات پیش کر رہے ہیں۔

(شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۸۴۶)

لیجیے، جناب مسئلہ حل ہو گیا، نہ ماہرین طب کو بلانے کی ضرورت نہ ماہرین قانون کو۔ شرعی مسائل کا حل نہ خود گھڑ کر بیٹھنے سے نہیں ہوتا علم کے نور سے ہوتا ہے، مطالعہ کی وسعت سے ہوتا ہے اور کتابوں سے مسائل تلاش کرنے کی صلاحیت سے ہوتا ہے۔ اسی قسم کے متعدد مسائل پر علامہ کی تحقیق نہایت علمی اور دلچسپ ہے۔

حضرت علامہ کی اس کاوش پر بہر حال علماء اور عوام سب ہی خوش ہیں، وہ اس سے استفادہ کرتے رہیں گے اور مولانا کے لیے آنے والی نسلیں تک دعا گو رہیں گی۔

حدیث شریف میں ہے:

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ نَضَّرَ اللّٰہُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَ فَرُبَّ مُبَلَّغٍ اَوْعٰی

حضرت عبد اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا کہ اللہ اس شخص کو خوش و خرم رکھے کہ جس نے ہم سے کچھ سنا اور اس کو ویسے ہی دوسروں

[illegible]

یاد رکھتے ہیں۔

[illegible]

محتاج دعا خادم الملت

[illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ حمد الشاکرین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم النبیین سید الانبیآء والمرسلین اکرم الاولین و الأخرین حامل لواء الحمد یوم الدین اول الشافعین والمشفعین صاحب المقام المحمود بین المحشورین الذی نطقہ وحی رب العالمین والذی خلقہ معیار للحسن فی الاولین والأخرین رحمۃ للعالمین حبیب رب العالمین سیدنا محمد وعلیٰ اٰلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الراشدین المہدیین وازواجہ الطاہرات المطہرات امہات المؤمنین واولیآء امتہ الواصلین الکاملین وعلمآء امتہ الراسخین من المفسرین والمحدثین والائمۃ المجتہدین اجمعین ۔

❋

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمده ونصلي ونسلم على رسوله الكريم

کتاب البر والصلة والادب

بِرّ کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

آیت اسی معنی میں ہے:

سے اور دوسری اعمال قرآن مجید کی مذکور ذیل آیت ان دونوں قسموں کو شامل ہے:

لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من اٰمن باللہ والیوم الاخر والملٰئکۃ والکتٰب والنبیین واتی المال علی حبہ ذوی القربٰی والیتٰمٰی والمسٰکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب واقام الصلٰوۃ واتی الزکوٰۃ والموفون بعھدھم اذا عاھدوا والصٰبرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولٰئک الذین صدقوا واولٰئک ھم المتقون۔ (بقرۃ: ۱۷۷)

اصل نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنا منہ مشرق یا مغرب کی طرف پھیر لو، البتہ اصل نیکی اس شخص کی ہے جو اللہ تعالیٰ، روز آخرت، فرشتوں، آسمانی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے اور مال سے محبت کے باوجود اللہ کے لیے، رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں، سوال کرنے والوں اور غلام آزاد کرنے کے لیے مال دے، اور نماز قائم کرے، اور زکوٰۃ دے، اور عہد کرنے کے بعد عہد پورا کرنے والے اور تکلیف اور سختی میں صبر کرنے والے، یہی لوگ راست باز، صادق ہیں اور یہی لوگ متقی ہیں۔

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بر کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے اس آیت کی تلاوت کی کیونکہ یہ آیت اعتقاد، عمل، ذکر، نفل، فرائض، بر والدین اور ان کے ساتھ حسن سلوک میں وسعت پر مشتمل ہے۔

صلہ کا لغوی اور شرعی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:
وصل، فصل کی ضد ہے، قرآن مجید میں ہے:

ولقد وصلنا لھم القول لعلھم یتذکرون۔ (قصص: ۵۱)

اور بے شک ہم نے ان کے لیے اپنا کلام وصل کے ساتھ (یعنی پے بہ پے) بھیجا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔

علامہ ابن اثیر نے کہا ہے کہ صلہ رحم کا جو حکم دیا گیا ہے یہ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرنے اور ان پر مہربانی اور شفقت رکھنے کے ساتھ کنایہ ہے، خواہ وہ رشتہ دار دور کے ہوں اور بدسلوکی کیوں نہ کریں۔[1]

ادب کا لغوی اور اصطلاحی معنی

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:
ادیب اس شخص کو کہتے ہیں جو لوگوں کو اچھی چیزوں کی تعلیم دیتا ہے اور بری چیزوں سے روکتا ہے، ادب کی اصل ہے دعا یعنی دعوت دینا، ہمارے شیخ نے بیان کیا ہے ادب اس ملکہ کو کہتے ہیں جو انسان کو تمام عیبوں سے محفوظ رکھتا ہے، مصباح میں ہے ریاضت سے اور محاسن الاخلاق سیکھنے کو ادب کہتے ہیں، ابوزید انصاری نے ادب کی یہ تعریف کی ہے:

الادب یقع علی کل ریاضۃ محمودۃ یتخرج بھا الانسان فی فضیلۃ من الفضائل۔

ادب ہر اس ریاضت محمودہ کو کہتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کو کوئی فضیلت حاصل ہو۔

تہذیب میں بھی یہی تعریف کی گئی ہے اور توشیح میں یہ تعریف ہے:

ما یحمد قولا وفعلا او الاخذ او الوقوف

جس قول یا فعل کی تعریف کی جائے وہ ادب ہے، یا

---

[1] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس شرح القاموس ج ۸ ص ۲۰۳۰۲، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

[2] تاج العروس شرح القاموس ج ۸ ص ۱۵۰-۱۵۵

مع المستحسنات او تعظیم من فوقك والرفق بمن دونك ۔

کسی چیز کو احسن طریقہ سے حاصل [illegible] اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنا اور اپنے سے چھوٹے پر شفقت کرنا ادب ہے۔

[illegible] مصنف نے کہا ہے کہ کسی چیز کو حسن طریقہ سے حاصل کرنا ادب ہے [illegible] [1]

اخلاق حسنہ کی اہمیت [illegible] بیان کرنے کے لیے احادیث پیش کر رہے ہیں؛

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمرو قال لم يكن النبي صلى الله عليه وسلم فاحشا ولا متفحشا كان يقول ان من خياركم احسنكم اخلاقا ۔ [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] تم میں وہ شخص سب سے اچھا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے [illegible]۔

عن عبد الله بن عمرو ان رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكن فاحشا ولا متفحشا وقال ان من احبكم الي احسنكم اخلاقا [3]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] سب سے زیادہ اچھے ہوں گے۔

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اكمل المؤمنين ايمانا احسنهم خلقا [4]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے اخلاق سب سے اچھے ہوں گے اس کا ایمان سب سے زیادہ کامل ہوگا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [5]

نیز امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن عبسة قال اتيت رسول الله

حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

---

[1] [illegible]

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۰۳، ج ۲ ص ۸۹۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۳۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۲۸۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ھ

[5] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، [illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ من تبعک علی ھذا الامر قال حر وعبد قلت ما الاسلام قال طیب الکلام واطعام الطعام قلت ما الایمان قال الصبر والسماحۃ قلت ای الاسلام افضل قال من سلم المسلمون من لسانہ ویدہ قال قلت ای الایمان افضل قال خلق حسن قال قلت ای الصلوۃ افضل قال طول القنوت قال قلت ای الھجرۃ افضل قال ان تھجر ما کرہ ربک عز وجل قال قلت فای الجھاد افضل قال من عقر جوادہ واھریق دمہ قال قلت ای الساعات افضل قال جوف اللیل الآخر ثم الصلوۃ مکتوبۃ مشھودۃ الحدیث[1]

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا، یا رسول اللہ اس دین میں آپ کے پیروکار کون ہیں؟ آپ نے فرمایا آزاد اور غلام، میں نے پوچھا اسلام کا کیا پیغام ہے؟ فرمایا: نرمی سے گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا، میں نے پوچھا ایمان کا کیا تقاضا ہے؟ آپ نے فرمایا صبر اور سخاوت، میں نے پوچھا افضل مسلمان کون ہے؟ آپ نے فرمایا جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں، میں نے پوچھا کس کا ایمان افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: جس کے اخلاق اچھے ہوں، میں نے پوچھا کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس میں قیام لمبا ہو، میں نے پوچھا کون سی ہجرت افضل ہے؟ فرمایا تم ان چیزوں کو ترک کر دو جو تمہارے رب کو ناپسند ہوں، میں نے پوچھا کون سا جہاد افضل ہے؟ فرمایا جس میں تمہارا گھوڑا زخمی ہو اور تمہارا خون بہہ جائے، میں نے پوچھا کون سی ساعت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: رات کے آخری حصہ کی، پھر فرض نماز جس میں فرشتے آتے ہیں۔

بَابُ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ وَإِنَّهُمَا أَحَقُّ بِهِ۔

والدین سے حسن سلوک اور ان کو مقدم رکھنا!

٦٣٧٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ بْنِ طَرِيفٍ الثَّقَفِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَنْ أَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِي قَالَ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أُمُّكَ قَالَ ثُمَّ مَنْ قَالَ ثُمَّ أَبُوكَ وَفِي حَدِيثِ قُتَيْبَةَ مَنْ أَحَقُّ بِحُسْنِ صَحَابَتِي وَلَمْ يَذْكُرِ النَّاسَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھنے لگا کون لوگ میرے اچھے سلوک کے حق دار ہیں؟ آپ نے فرمایا تمہاری ماں، کہا پھر کون ہے؟ فرمایا پھر تمہاری ماں، کہا پھر کون ہے؟ فرمایا پھر تمہاری ماں، کہا پھر؟ فرمایا پھر تمہارا باپ، قتیبہ کی روایت میں ہے: میرے اچھے سلوک کا کون مستحق ہے، اس میں لوگوں کا ذکر نہیں ہے۔

٦٣٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کون لوگ میرے اچھے سلوک کے زیادہ مستحق ہیں؟ آپ نے فرمایا: تمہاری ماں، پھر ماں، پھر ماں،

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۸۵ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[illegible] شُحْبَة قَالَ [illegible] [illegible]

[illegible]

۶۳۰۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ [illegible] شَيْبَةَ حَدَّثَنَا [illegible] عَنْ عُمَارَةَ وَابْنِ شُبْرُمَةَ عَنْ [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

۶۳۱۰ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ [illegible] حَدَّثَنَا [illegible] مُحَمَّدُ بْنُ [illegible] [illegible] خِرَاشٍ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ [illegible] ابْنِ شُبْرُمَةَ بِهٰذَا [illegible] [illegible] مُحَمَّدِ بْنِ [illegible] [illegible]

۶۳۱۱ - حَدَّثَنَا [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] عَنْ [illegible] [illegible] أَبِي الْعَبَّاسِ [illegible] النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] [illegible] فَجَاهِدْ.

۶۳۱۲ - حَدَّثَنَا [illegible] [illegible] عَنْ حَبِيبٍ [illegible] [illegible] النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] قَالَ مُسْلِمٌ أَبُو الْعَبَّاسِ اسْمُهُ [illegible] [illegible]

۶۳۱۳ - حَدَّثَنَا [illegible]

پھر تمہارا باپ، پھر جو تمہارے قریب ہو، پھر جو تمہارے قریب ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے [illegible] قسم ہے کہ تمہارے باپ کی قسم تم کو خبر دی جائے گی۔

[illegible] پہلی روایت کی مثل ہے

[illegible] عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے جہاد میں [illegible] اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا کیا تمہارے والدین زندہ [illegible] جہاد کرو۔

[illegible]

[illegible] نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں۔

مِسْعَرٍ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ ح وَحَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ عَلِيٍّ الْجُعْفِيُّ عَنْ زَائِدَةَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ جَمِيعًا عَنْ حَبِيبٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

۶۳۸۴۔ **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ نَاعِمًا مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ أَقْبَلَ رَجُلٌ إِلَى نَبِيِّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أُبَايِعُكَ عَلَى الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ أَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللَّهِ قَالَ فَهَلْ مِنْ وَالِدَيْكَ أَحَدٌ حَيٌّ قَالَ نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبْتَغِي الْأَجْرَ مِنَ اللَّهِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ إِلَى وَالِدَيْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: میں آپ سے ہجرت اور جہاد پر بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر طلب کرتا ہوں، آپ نے فرمایا کیا تمہارے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس نے کہا جی دونوں زندہ ہیں، آپ نے فرمایا تم اللہ سے اجر کے طالب ہو؟ اس نے کہا جی! آپ نے فرمایا اپنے والدین کے پاس جاؤ اور ان سے حسن سلوک کرو۔

ماں کا حق مقدم ہونے کی وجہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث میں رشتہ داروں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کرنے پر برانگیختہ کیا گیا ہے اور یہ کہ سب سے زیادہ حسن سلوک کی حقدار ماں ہوتی ہے، پھر باپ اور اس کے بعد قرب کے اعتبار سے درجہ بدرجہ رشتہ دار۔ ماں کا حق مقدم کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اولاد کی تربیت میں ماں کو زیادہ مشقت اٹھانا پڑتی ہے، ماں کی اولاد پر شفقت زیادہ ہوتی ہے، حمل، وضع حمل، دودھ پلانے اور پرورش کے دیگر مراحل طے کرنے میں ماں کو زیادہ مشقت ہوتی ہے۔ حارث محاسبی نے کہا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ ماں کا درجہ باپ سے زیادہ ہے، قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ جمہور کا یہی نظریہ ہے، اور بعض علماء نے کہا ہے کہ دونوں کا درجہ برابر ہے، کہا گیا ہے کہ یہ قول امام مالک کا ہے، لیکن صحیح بات یہ ہے کہ ماں کا درجہ زیادہ ہے اور یہی احادیث صحیحہ سے مستفاد ہے۔

حدیث نمبر ۶۳۸۴ میں ہے: ایک شخص نے جہاد کی اجازت مانگی، آپ نے اس سے پوچھا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟ اس نے کہا جی! آپ نے فرمایا جاؤ، ان سے حسن سلوک کرو۔ علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ایک روایت میں ہے تم ان کی خدمت میں جہاد کرو، اس حدیث میں والدین کی خدمت اور ان کے ساتھ نیکی کرنے کی فضیلت پر دلیل ہے اور یہ کہ ماں باپ کی خدمت کی جہاد سے زیادہ تاکید ہے اور یہ کہ مسلمان ماں باپ کی اجازت کے بغیر جہاد میں شریک ہو نا جائز نہیں ہے۔ یہ اس جہاد کے متعلق ہے جو فرض کفایہ ہو اگر جہاد فرض عین ہو تو پھر ان سے اجازت لینا شرط نہیں ہے، ماں باپ کے ساتھ نیکی کے وجوب پر علماء کا اجماع ہے اور یہ کہ ان کی نافرمانی کرنا حرام اور گناہ کبیرہ ہے۔[1]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ و بالوالدین احسانا وذی القربی و الیتمی والمسکین وقولوا للناس حسنا۔

(بقرہ: ۸۳)

اور یاد کرو) جب ہم نے اولاد یعقوب سے پختہ عہد [illegible] ماں باپ [illegible] یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہنا اور لوگوں سے اچھی بات کہنا۔

قل ما انفقتم من خیر فللوالدین و الاقربین والیتمی والمسکین وابن السبیل۔ (بقرہ: ۲۱۵)

آپ فرما دیجیے کہ (تم بطور حسن سلوک) جو مال [illegible] ماں باپ [illegible] یتیموں مسکینوں اور مسافروں کا حق ہے۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا وبالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمسکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل وما ملکت ایمانکم (نساء: ۳۶)

اور اللہ کی عبادت کرو [illegible] ماں باپ کے ساتھ [illegible] یتیموں مسکینوں [illegible] ساتھی، مسافر اور باندیوں کے ساتھ نیکی کرو۔

قل تعالوا اتل ما حرم ربکم علیکم الا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا۔

(انعام: ۱۵۱)

آپ فرمائیے کہ آؤ میں تم کو پڑھ کر سناؤں کہ اللہ [illegible] کے ساتھ کسی چیز [illegible] اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرو۔

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربینی صغیرا۔

(بنو اسرائیل: ۲۳)

اور آپ کے رب نے حکم [illegible] حسن سلوک [illegible] ایک یا دونوں [illegible] نہ کہنا نہ جھڑکنا اور ان کے ساتھ ادب سے بات کرنا اور [illegible] ان کے سامنے [illegible] دعا کرنا کہ اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں میری پرورش کی ہے۔

ووصینا الانسان بوالدیہ حملتہ امہ وھنا علی وھن و فصلہ فی عامین ان اشکر لی ولوالدیک الی المصیر۔ وان جاھدٰک علی ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما و صاحبھما فی الدنیا معروفا،

اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے [illegible] دیا ہے [illegible] ہوئے اس کو پیٹ میں اٹھایا، اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے [illegible] کا شکر ادا کرو [illegible]

ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں ہے، تو تم ان کی اطاعت نہ کرنا، اور دنیا میں ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کے ساتھ رہنا۔

(لقمان: ۱۵)

ووصينا الانسان بوالديه حسنا ط وان جاهداك لتشرك بي ما ليس لك به علم فلا تطعهما ط (العنكبوت: ۸)

اور ہم نے انسان کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرے، اور (اے مخاطب!) اگر وہ تجھ پر یہ دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرا جس کا تجھے علم نہیں ہے تو تو ان کا کہنا نہ مان۔

ووصينا الانسان بوالديه احسانا ط حملته امه كرها ووضعته كرها ط وحمله وفصاله ثلثون شهرا ط حتى اذا بلغ اشده وبلغ اربعين سنة قال رب اوزعني ان اشكر نعمتك التي انعمت علي وعلى والدي وان اعمل صالحا ترضه واصلح لي في ذريتي ج اني تبت اليك واني من المسلمين (الاحقاف: ۱۵)

اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کرے، اس کی ماں نے تکلیف کے ساتھ اسے اپنے پیٹ میں اٹھایا اور تکلیف کے ساتھ اسے جنا اور اس کو پیٹ میں رکھنا اور اس کا دودھ چھڑانا تیس ماہ میں ہے، یہاں تک کہ جب وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا، اور اس کی عمر چالیس برس کی ہو گئی، تو اس نے کہا اے میرے رب! مجھے توفیق دے کہ میں تیرے اس احسان کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر اور میرے ماں باپ پر فرمایا، اور میں ایسے نیک کام کرتا رہوں، اور میری اولاد میں نیکی پیدا کر دے، بے شک میں نے تیری طرف رجوع کیا اور بے شک میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنے کے متعلق احادیث

علامہ ہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن معاوية بن جاهمة عن ابيه قال اتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم استشيره في الجهاد فقال النبي صلى الله عليه وسلم الك والدان قلت نعم قال الزمهما فان الجنة تحت اقدامهما رواه الطبراني ورجاله ثقات.[1]

معاویہ بن جاہمہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے جہاد کے متعلق مشورہ طلب کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تمہارے والدین ہیں، انہوں نے کہا جی! آپ نے فرمایا تو ان سے چپٹے رہو کیونکہ جنت ان کے قدموں کے نیچے ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

عن طلحة بن معاوية سلمي قال اتيت النبي صلى الله عليه وسلم فقلت يا رسول الله

حضرت طلحہ بن معاویہ سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۳۸، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

انی ارید الجهاد فی سبیل اللہ قال امك حية قلت نعم قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الزم رجلها فثم الجنة رواہ الطبرانی۔

[illegible]

اعرفه وبقية رجاله رجال الصحيح[1]

عن ابی هریرة قال جاءت [illegible] من ابر قال امك قالت ثم من قال امك قالت ثم من قال امك قالت ثم من ق[illegible]

[illegible]

نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں جہاد فی سبیل اللہ کا ارادہ رکھتا ہوں آپ نے فرمایا: تمہاری ماں زندہ ہے؟ میں نے کہا جی! آپ نے [illegible]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی [illegible] کے ساتھ نیکی کروں؟ آپ نے فرمایا اپنی ماں کے [illegible] ساتھ، فرمایا پھر اپنے والد کے ساتھ، [illegible] نے روایت کیا ہے، اس میں [illegible]

[illegible] انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ [illegible] نیچے ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

مجمع الزوائد ج ٨ ص ١٣٩

[illegible]

کنز العمال ج ١٦ ص ٣٢٢

کنز العمال ج ٦ ص ٥٣٣

کسب اولادکم[۱] (سنن ابن ماجہ، سنن ابی داؤد، مسند احمد)۔

تمہاری اولاد ہے، سو اپنی اولاد کی کمائی سے کھاؤ۔

عن ابی بکر قال من زار قبر ابویہ او احدھما فی یوم الجمعۃ فقرأ عندہ یٰس غفرلہ[۲] (کامل لابن عدی)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کرے اور وہاں سورہ یٰسین پڑھے تو اس شخص کی مغفرت ہو جائے گی۔

عن والد عبد العزیز تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ، وتعرض علی الانبیاء وعلی الاباء والامھات یوم الجمعۃ، فیفرحون بحسناتھم وتزداد وجوھھم بیاضا واشراقا، فاتقوا اللہ ولا تؤذوا موتاکم[۳] (حکیم)

والد عبد العزیز سے روایت ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام اور ماں باپ کے سامنے جمعہ کے دن اعمال پیش کیے جاتے ہیں اور وہ اپنے متعلقین کی نیکیوں سے خوش ہوتے ہیں، اور ان کے چہروں کی سفیدی اور چمک زیادہ ہو جاتی ہے، سو اللہ سے ڈرو، اور اپنے فوت شدہ لوگوں کو اذیت نہ دو۔

عن ابن عباس قال ما من رجل ینظر الی وجہ والدیہ نظرۃ رحمۃ الا کتب لہ بھا حجۃ مقبولۃ مبرورۃ[۴] (رافعی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جو شخص اپنے ماں باپ کے چہرے کی طرف محبت سے ایک نظر دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو ایک مقبول حج کا ثواب عطا فرماتا ہے۔

عن انس قال من ارضی والدیہ فقد ارضی اللہ ومن اسخط والدیہ فقد اسخط اللہ[۵]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس شخص نے اپنے والدین کو راضی کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور جس شخص نے اپنے والدین کو ناراض کیا اس نے اللہ تعالیٰ کو ناراض کیا۔

عن جابر اذا کنت تصلی فدعاک ابواک فاجب امک ولا تجب اباک[۶] (دیلمی)

حضرت جابر سے روایت ہے: نماز کی حالت میں تمہیں ماں باپ بلائیں تو ماں کے بلانے پر چلے جاؤ باپ کے بلانے پر نہ جاؤ۔

عن ابن عمر ان من بر الرجل بابیہ ان یبر اھل ود ابیہ[۷] (ابن عساکر)

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا بھی باپ کے ساتھ نیکی ہے۔

۱۔ علامہ علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۷۲، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ علامہ علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۸، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۳۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۹

۴۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۹ " " "

۵۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۷۰ " " "

۶۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۷۰ " " "

۷۔ کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۷۳ " " "

عن ابی اسید الساعدی لا یبقی للولد من بر الوالد الا اربع الصلوٰۃ علیہ، والدعاء له، وانفاذ عهده من بعده، وصلة رحمه [illegible] صدیقه۔ [1] السنن الکبریٰ للبیہقی

حضرت ابو اسید ساعدی سے روایت ہے باپ کے بیٹے [illegible]

[illegible] [1] انس من احب ان یمد له فی عمره [illegible] فی رزقه فلیبر والدیه ولیصل رحمه۔ [2]

(مسند احمد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے [illegible]

[illegible] کرے۔

عن ابی هریرة لم یتل نقرأ من [illegible] حمل به [illegible] والدیه من [illegible] فی حال معقوق [illegible] بری [illegible] منهم بری۔ [3] [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے [illegible]

[illegible] ان سے بری ہوں۔

عن ابن عباس [illegible] نظرة رحمة [illegible] حجة مبرورة [illegible] مائة مرة [illegible] [4]

حضرت [illegible] رضی اللہ عنہما سے [illegible]

عن عائشة النظر فی ثلاثة اشیاء عبادة، النظر فی وجه الابوین وفی المصحف وفی البحر۔ [5] (ابو نعیم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے [illegible]

[illegible] کرو۔

عن ابن عمر من زار قبر والدیه او احدهما احتسابا کان کعدل حجة مبرورة۔

حضرت ابن عمر [illegible] اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی [illegible]

---

[1] [illegible]
[2] کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۷۵ [illegible]
[3] کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۷ [illegible]
[4] کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۶ [illegible]
[5] کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۸ [illegible]

ومن كان بارًّا بهما زارت الملائكة قبره. رواه ... الكامل لابن عدي

كل الذنوب يؤخر الله تعالى ما شاء منها الا عقوق الوالدين فان الله تعالى يعجله لصاحبه في الحيوة الدنيا قبل الممات. رواه الطبراني

زیارت کی تو اس کو ایک مقبول حج کا ثواب ہوگا، اور جس نے ماں باپ کی زیارت کرتے گا فرشتے اس کی قبر کی زیارت کریں گے

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر گناہ کی سزا کو اللہ تعالیٰ جتنی دیر چاہتا ہے مؤخر کر دیتا ہے سوا ماں باپ کی نافرمانی کرنے والے کے، اللہ تعالیٰ اس کو موت سے پہلے دنیا میں جلد سزا دیتا ہے۔

بَابُ تَقْدِيمِ بِرِّ الْوَالِدَيْنِ عَلَى التَّطَوُّعِ بِالصَّلٰوةِ وَغَيْرِهَا!

والدین کے ساتھ حسن سلوک کا نفل نماز وغیرہ پر مقدم ہونا

٦٢٣٥ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ كَانَ جُرَيْجٌ يَتَعَبَّدُ فِي صَوْمَعَةٍ فَجَاءَتْ أُمُّهُ قَالَ حُمَيْدٌ فَوَصَفَ لَنَا أَبُو رَافِعٍ صِفَةَ أَبِي هُرَيْرَةَ لِصِفَةِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أُمَّهُ حِينَ دَعَتْهُ كَيْفَ جَعَلَتْ كَفَّهَا فَوْقَ حَاجِبِهَا ثُمَّ رَفَعَتْ رَأْسَهَا إِلَيْهِ تَدْعُوهُ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ أَنَا أُمُّكَ كَلِّمْنِي فَصَادَفَتْهُ يُصَلِّي فَقَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي فَاخْتَارَ صَلَاتَهُ فَرَجَعَتْ ثُمَّ عَادَتْ فِي الثَّانِيَةِ فَقَالَتْ يَا جُرَيْجُ أَنَا أُمُّكَ فَكَلِّمْنِي قَالَ اللّٰهُمَّ أُمِّي وَصَلَاتِي فَاخْتَارَ صَلَاتَهُ فَقَالَتِ اللّٰهُمَّ إِنَّ هٰذَا جُرَيْجٌ وَهُوَ ابْنِي وَإِنِّي كَلَّمْتُهُ فَأَبَى أَنْ يُكَلِّمَنِي اللّٰهُمَّ فَلَا تُمِتْهُ حَتّٰى تُرِيَهُ الْمُومِسَاتِ قَالَ وَلَوْ دَعَتْ عَلَيْهِ أَنْ يُفْتَنَ لَفُتِنَ قَالَ وَكَانَ رَاعِي ضَأْنٍ يَأْوِي إِلَى دَيْرِهِ قَالَ فَخَرَجَتِ امْرَأَةٌ مِنَ الْقَرْيَةِ فَوَقَعَ عَلَيْهَا الرَّاعِي فَحَمَلَتْ فَوَلَدَتْ غُلَامًا فَقِيلَ لَهَا مَا هٰذَا قَالَتْ مِنْ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جریج اپنے عبادت خانے میں عبادت کر رہے تھے، اتنے میں ان کی ماں آئی، حمید کہتے ہیں کہ حضرت ابو رافع نے ہم کو اس طرح صفت بیان کی جس طرح حضرت ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صفت بیان کی تھی، جب ان کی ماں نے انہیں بلایا اور انہوں نے اس طرح اپنی ہتھیلی اپنی بھنوؤں پر رکھی تھی، پھر سر اٹھا کر ان کو آواز دی اور کہا: اے جریج! میں تمہاری ماں ہوں مجھ سے بات کرو، جریج اس وقت نماز پڑھ رہے تھے، انہوں نے دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے، پھر انہوں نے نماز کو اختیار کیا، ماں واپس لوٹ گئی، پھر دوبارہ آئی اور کہا: اے جریج! میں تمہاری ماں ہوں، مجھ سے بات کرو، جریج نے دل میں کہا: اے اللہ! ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف نماز ہے، پھر انہوں نے نماز کو اختیار کیا، ان کی ماں نے کہا: اے اللہ! یہ جریج میرا بیٹا ہے، میں اس سے بات کرتی ہوں اور یہ انکار کرتا ہے، اے اللہ! اس کو اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے، آپ نے فرمایا: اگر وہ یہ دعا کرتی کہ جریج

۱۔ علامہ علاؤ الدین علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۶۸، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۲۔ " " " " " " " " ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۸۰، " " "

[illegible]

۴۲۱۶- حَدَّثَنَا [illegible]

[illegible]

جو اس عورت سے پوچھا گیا یہ کس کا بچہ ہے؟ اس عورت

[illegible]

پڑھ رہا تھا، اس نے کہا اے جریج! اس نے کہا اے میرے

رب ایک طرف میری ماں ہے اور ایک طرف میری نماز ہے

[illegible]

وقت آئی جب وہ نماز پڑھ رہا تھا، اس نے کہا اے جریج

[illegible]

وُجُوهِ الْمُومِسَاتِ فَتَذَاكَرَ بَنُو إِسْرَائِيلَ جُرَيْجًا وَ
عِبَادَتَهُ وَكَانَتِ امْرَأَةٌ بَغِيٌّ يُتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا فَقَالَتْ
إِنْ شِئْتُمْ لَأَفْتِنَنَّهُ لَكُمْ قَالَ فَتَعَرَّضَتْ لَهُ فَلَمْ
يَلْتَفِتْ إِلَيْهَا فَأَتَتْ رَاعِيًا كَانَ يَأْوِي إِلَى صَوْمَعَتِهِ
فَأَمْكَنَتْهُ مِنْ نَفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا فَحَمَلَتْ فَلَمَّا وَلَدَتْ
قَالَتْ هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ فَأَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوهُ وَهَدَمُوا
صَوْمَعَتَهُ وَجَعَلُوا يَضْرِبُونَهُ فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قَالُوا
زَنَيْتَ بِهَذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ فَقَالَ أَيْنَ
الصَّبِيُّ فَجَاءُوا بِهِ فَقَالَ دَعُونِي حَتَّى أُصَلِّيَ
فَصَلَّى فَلَمَّا انْصَرَفَ أَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِي بَطْنِهِ
وَقَالَ يَا غُلَامُ مَنْ أَبُوكَ قَالَ فُلَانٌ الرَّاعِي قَالَ
فَأَقْبَلُوا عَلَى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُونَهُ وَيَتَمَسَّحُونَ بِهِ وَقَالُوا
نَبْنِي لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ قَالَ لَا أَعِيدُوهَا
مِنْ طِينٍ كَمَا كَانَتْ فَفَعَلُوا وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَرْضَعُ
مِنْ أُمِّهِ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلَى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَ
شَارَةٍ حَسَنَةٍ فَقَالَتْ أُمُّهُ اللَّهُمَّ اجْعَلِ ابْنِي
مِثْلَ هَذَا فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَأَقْبَلَ إِلَيْهِ فَنَظَرَ إِلَيْهِ فَقَالَ
اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ
يَرْتَضِعُ قَالَ فَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِي ارْتِضَاعَهُ بِإِصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِي
فَمِهِ فَجَعَلَ يَمُصُّهَا قَالَ وَمَرُّوا بِجَارِيَةٍ وَهُمْ
يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ زَنَيْتِ سَرَقْتِ وَهِيَ تَقُولُ
حَسْبِيَ اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ فَقَالَتْ أُمُّهُ اللَّهُمَّ لَا
تَجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهَا فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ إِلَيْهَا فَقَالَ
اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا فَهُنَاكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيثَ
فَقَالَتْ حَلْقَى مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ
اجْعَلِ ابْنِي مِثْلَهُ فَقُلْتَ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ وَ
مَرُّوا بِهَذِهِ الْأَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُونَهَا وَيَقُولُونَ
زَنَيْتِ سَرَقْتِ فَقُلْتُ اللَّهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِي

طرف میری ماں ہے، پھر وہ نماز میں مصروف رہا۔ اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! جب تک یہ فاحشہ عورتوں کا چہرہ نہ دیکھ لے اس پر موت طاری نہ کرنا، بنو اسرائیل جریج اور اس کی عبادت کا بہت چرچا کرتے تھے۔ بنو اسرائیل کی ایک عورت بہت خوبصورت تھی، اس نے کہا اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں، وہ عورت جریج کے پاس گئی، جریج نے اس کی طرف توجہ نہ کی، ایک چرواہا جریج کے معبد میں رہتا تھا، اس عورت نے اس چرواہے کو اپنے نفس کی دعوت دی، چرواہے نے اس سے اپنی خواہش پوری کی، وہ عورت حاملہ ہو گئی، جب اس عورت کے ہاں بچہ پیدا ہو گیا تو اس نے کہا یہ جریج کا بچہ ہے، لوگ آئے اور انہوں نے جریج کو معبد سے اتارا اور معبد کو گرا دیا، لوگوں نے جریج کو مارنا شروع کر دیا، جریج نے پوچھا تمہارے اس غصے کا کیا سبب ہے؟ لوگوں نے کہا تم نے اس بدکار عورت سے زنا کیا ہے اور تم سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے، جریج نے کہا وہ بچہ کہاں ہے؟ لوگ اس بچہ کو لے کر آئے جریج نے کہا: مجھے چھوڑ دو، مجھے نماز پڑھنے دو، اس نے نماز پڑھی، پھر نماز ختم کر کے بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ میں انگلی چبھو کر کہا اے بچے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا فلاں چرواہا، تب لوگ جریج کی طرف مڑے اس کو بوسے دینے لگے اور حصول برکت کے لیے اس کو چھونے لگے، اور کہا ہم آپ کے لیے سونے کا معبد بنا دیتے ہیں۔ جریج نے کہا نہیں تم اس کو اسی طرح مٹی کا بنا دو۔ پھر انہوں نے ویسا ہی بنا دیا۔ تیسرے نومولود بچے کے کلام کرنے کا قصہ یہ ہے، ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا، راستے میں ایک شخص عمدہ سواری پر اچھی پوشاک پہنے ہوئے گزرا، اس کی ماں نے کہا: "اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا بنا دے" بچہ دودھ چھوڑ کر اس شخص کی طرف مڑا اور اس کو دیکھتا رہا پھر کہا: "اے اللہ! مجھ کو اس جیسا نہ بنا" پھر پستان کی طرف مڑا اور دودھ پینے لگا، راوی کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھ رہا تھا، آپ

مِنْهَا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا قَالَ [illegible] الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِي مِثْلَهُ وَإِنَّ هٰذِهِ يَقُولُونَ لَهَا زَنَيْتِ وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ وَلَمْ تَسْرِقْ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِثْلَهَا

ہی انگشت [illegible] کر منہ میں ڈال کر [illegible] سے وہ دودھ پینے کی حکایت کر رہے تھے، [illegible] یہ لوگ [illegible] کہتی تھی [illegible] ماں نے کہا اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنانا [illegible] چھوڑ دیا [illegible] ”اے اللہ! مجھے اس جیسا بنانا“ تب ماں بیٹے میں مناظرہ ہوا [illegible] ایک شخص [illegible] تو میں نے کہا اے اللہ مجھ کو اس کی مثل نہ بنا، اور اس لونڈی کو [illegible] حالانکہ اس نے چوری نہیں کی تھی، اس لیے میں نے دعا کی: ”اے اللہ! مجھ کو اس جیسا بنا دے۔“

۶۳۱۰ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ أَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ

[illegible] پایا اور (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہیں ہوا۔

۶۳۱۱ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی [illegible] نے فرمایا [illegible] پھر اس کی ناک خاک آلود ہو، پھر اس کی ناک خاک آلود ہو

ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُهُ قِيلَ مَنْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ مَنْ أَدْرَكَ وَالِدَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ.

پوچھا گیا: یا رسول اللہ! وہ کون شخص ہے؟ فرمایا: جس نے اپنے ماں باپ دونوں یا ان میں سے کسی ایک کو بڑھاپے میں پایا اور ان کی خدمت کر کے جنت میں داخل نہیں ہوا۔

۶۳۸۹ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بِلَالٍ حَدَّثَنِي سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ أَنْفُهُ ثَلَاثًا ثُمَّ ذَكَرَ مِثْلَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، اس کے بعد حسب سابق ہے۔

نماز میں والدین کے بلانے پر نماز توڑ کر آنے کے متعلق فقہاء کے نظریات

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ کا قصہ ہے جو بہت بڑے عابد تھے، وہ اپنی ماں کی آواز پر لبیک کہنے کے بجائے نماز پڑھتے رہے تو ان کی ماں نے ان کو بددعا دی، اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی۔ علماء نے کہا کہ یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ اگر ماں نفل نماز میں ہو تو اس کے بلانے پر جانا واجب ہے کیونکہ نفل نماز میں مشغول رہنا بھی نفل ہے واجب نہیں ہے، اور ماں کے بلانے پر جانا اور اس کے ساتھ نیکی کرنا واجب ہے اور ماں کی نافرمانی کرنا حرام ہے۔ حضرت جریج کے لیے یہ بھی ممکن تھا کہ وہ نماز کو جلد ختم کر کے ماں کی بات سن لیتے اور پھر بعد میں پڑھ لیتے، لیکن ان کو یہ خدشہ تھا کہ شاید وہ ان سے یہ کہیں گی کہ وہ عبادت کو چھوڑ کر گھر آ جائیں اور دنیا کی دلچسپیوں، رنگینیوں اور ذمہ داریوں میں مشغول ہو جائیں، اس لیے انہوں نے عبادت کا جو عزم کیا تھا اس کو وہ پورا کرتے رہے۔[1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ ان کی شریعت میں نماز میں گفتگو کرنا ممنوع نہیں تھا، اس لیے حضرت جریج کے لیے نماز میں اپنی ماں کی بات کا جواب دینا جائز تھا اور جب اس کے باوجود حضرت جریج نے اپنی ماں کی بات کا جواب نہیں دیا تو اس کے خلاف ان کی ماں کی بددعا قبول کر لی گئی۔ ابتداء ہماری شریعت میں بھی کلام کرنا مباح تھا اور جب یہ آیت نازل ہوئی: وقوموا للہ قانتین (البقرہ: ۲۳۸) اللہ کے حضور ادب اور خاموشی سے کھڑے ہو، تو نماز میں کلام کرنا منسوخ ہو گیا۔ اور اب کسی مالک کے لیے نماز کو توڑنا جائز نہیں ہے خواہ اس کو اس کی ماں بلائے یا کوئی اور، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق، اللہ کی معصیت میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے، اور نماز کی شکل میں وہ اللہ تعالیٰ کے جس حق کو ادا کرنے کے لیے کھڑا ہوا ہے وہ ماں باپ کے حق سے زیادہ اہم ہے۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ وہ اپنی نماز میں تخفیف کر کے ماں باپ کی آواز پر لبیک کہے۔ صاحب توضیح نے کہا ہے کہ ہمارے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے کہ اگر آپ کسی شخص کو نماز کی حالت میں بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ وہ آپ کے پاس آئے اور اس سے اس کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[illegible]

کرے تو اس کی اطاعت کرو، ان دونوں میں فرق ظاہر ہے۔[1]

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ [illegible] نہیں ہے اور اگر نماز نفل ہو تو ماں کے بلانے پر [illegible] شیبہ اور مسند دیلمی کی حدیث [illegible]

اولیاء اللہ کی کرامات کی تحقیق

[illegible]

[1] [illegible]

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج [illegible]، ص ۲۸۳

[3] [illegible]

علامہ تفتازانی کرامت کی تعریف میں لکھتے ہیں:

والکرامۃ ظهور امر خارق للعادة من قبله غیر مقارن لدعوی النبوة وهی جائزة ولو بقصد الولی ومن جنس المعجزات لشمول قدرة الله تعالی وواقعة کقصة مریم وآصف واصحاب الکهف وما تواتر جنسه من الصحابة والتابعین وکثیر من الصالحین۔[1]

جو کام عام لوگوں کی طاقت اور عادت کے خلاف ہو اس کا اللہ کے ولی سے بغیر دعویٰ نبوت کے ظہور ہو اس کو کرامت کہتے ہیں، کرامت جائز ہے خواہ یہ ولی کے قصد اور اختیار سے صادر ہو، اور جنس معجزات سے ہو، کیونکہ اس کو اللہ کی قدرت شامل ہے اور کرامت واقع بھی ہے جیسا کہ حضرت مریم، حضرت آصف بن برخیا اور اصحاب کہف کے واقعات سے ظاہر ہے اور صحابہ کرام، تابعین عظام اور بہ کثرت صالحین سے تواتر کے ساتھ کرامت کا ظہور ثابت ہے۔

ہم نے اپنی کتاب "مقام ولایت و نبوت" میں معجزہ اور کرامت اور ان سے متعلق تمام مباحث پر بہت تفصیل سے گفتگو کی ہے۔

اولیاء اللہ پر مصائب اور مشکلات طاری ہونے کی حکمتیں

حضرت جریج کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا بہت اہم عبادت ہے، اور ماں باپ کا حق بہت مؤکد ہے، اور ماں کی دعا مقبول ہوتی ہے اور جب چند امور میں تعارض ہو تو ان میں زیادہ اہم ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ مصائب اور مشکلات میں اپنے اولیاء کے لیے ان کا مخرج اور حل پیدا کر دیتا ہے، قرآن مجید میں ہے:

ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب ومن یتوکل علی الله فهو حسبه۔ (الطلاق: ۲-۳)

جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے لیے نجات کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو وہاں سے روزق دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔

مصنف کی زندگی میں کئی بار اس آیت کا مصداق متحقق ہوا، میں ۱۹۶۶ء سے ۱۹۸۵ء تک جامعہ نعیمیہ، لاہور میں حدیث پڑھاتا رہا، ۱۹۸۲ء میں مجھے کمر کا شدید عارضہ لاحق ہوا، یہاں تک کہ میں زمین پر بیٹھ کر پڑھانے سے تقریباً معذور ہو گیا، جنوری ۱۹۸۵ء میں میں نے مدرسہ کے مہتمم سے کہا کہ میں زمین پر بیٹھ کر نہیں پڑھا سکتا، البتہ کرسی پر بیٹھ کر پڑھا سکتا ہوں، مدرسہ کے مہتمم نے میری اس درخواست کو منظور نہیں کیا اور کہا آپ کو روزانہ دو گھنٹے زمین پر بیٹھ کر روایتی طریقے سے تفسیر اور حدیث پڑھانی ہوگی، اس کے بعد آپ لیٹ کر پڑھائیں چاہے بیٹھ کر یا کرسی پر بیٹھ کر۔ میں شدید کرب اور اضطراب کے عالم میں سوچ رہا تھا کہ میں تو آدھا گھنٹہ بھی زمین پر نہیں بیٹھ سکتا دو گھنٹے کس طرح بیٹھ سکوں گا، میں یہی سوچ رہا تھا کہ اچانک ٹیلی فون کی گھنٹی بجی، کراچی سے مولانا منیب الرحمان صاحب نے ٹیلی فون کیا اور دارالعلوم نعیمیہ کراچی میں حدیث شریف پڑھانے کی پیش کش کی اور میز اور کرسی پر تدریس کی شرط منظور کر لی اور اس وقت میری زبان پر بے ساختہ یہ آیت آ گئی: ومن یتق الله یجعل له مخرجا ویرزقه من حیث لا یحتسب مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک لمحہ کے لیے بھی مضطرب ہونے نہیں دیا۔ والحمد لله حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیه کما یحب ربنا ویرضی۔

---

[1] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد نسفی ص ۱۰۳، مطبوعہ دار معارف عثمانیہ لاہور، ۱۴۱۳ھ

علامہ نووی لکھتے ہیں: [illegible]

[illegible]

بے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[illegible]

فاستعن باللہ
تم مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو۔

[illegible]

کے درجہ میں بزرگان دین کی ارواح کو ایصال ثواب کریں۔

[illegible]

وسیلہ کا لغوی معنی

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

[illegible]

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

علامہ ابن منظور افریقی اور علامہ زبیدی نے علامہ جوہری کی جس عبارت کا حوالہ دیا ہے وہ یہ ہے:

الوسیلۃ ما یتقرب بہ الی الغیر۔[5] جس چیز سے غیر کا تقرب حاصل کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔

اہل لغت کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ جس چیز سے غیر کا تقرب حاصل کیا جائے وہ وسیلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا تقرب اعمال صالحہ اور عبادات سے حاصل ہوتا ہے، اسی طرح انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جو عزت اور وجاہت حاصل ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قبولیت دعا کے لیے اس عزت اور وجاہت کو پیش کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا بھی جائز ہے، زندگی میں اور وفات کے بعد بھی۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی ذوات سے توسل کے متعلق فقہاء اسلام کی عبارات

امام محمد بن جزری آداب دعا میں لکھتے ہیں:

ویتوسل الی اللہ بانبیائہ والصالحین[6]

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا وسیلہ پیش کرے۔

ملا علی قاری اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قال المؤلف وهو من المندوبات ففي صحيح البخاري في الاستسقاء — حديث عمر اللهم انا كنا نتوسل اليك بنبينا صلى الله عليه وسلم فتسقينا وانا نتوسل اليك بعم نبينا فاسقنا فيسقون ولحديث عثمان بن حنيف في شان الاعمى رواه الحاكم في مستدركه على الصحيحين وقال صحيح على شرط الشيخين والترمذي وقال حديث صحيح غريب وقد ذكرناه في الحصن ولحديث ابي امامة الذي ذكرناه في ذكر الصباح رواه الطبراني في المعجم الكبير وكتاب الدعاء انتهى[7]

مصنف نے کہا دعا میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا امور مستحبہ میں سے ہے کیونکہ صحیح بخاری کی کتاب الاستسقاء میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: پہلے ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرتے تھے تو (اے اللہ!) تو بارش نازل فرماتا تھا۔ اب ہم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں تو ہم پر بارش نازل فرما، پھر ان پر بارش ہو جاتی، اور حضرت عثمان بن حنیف کی حدیث میں نابینا کے وسیلہ سے دعا کا ذکر ہے جس کو امام حاکم نے اپنی مستدرک میں روایت کیا اور یہ کہا کہ یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے، اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح غریب ہے، اور ہم نے اس کو حصن میں ذکر کیا ہے اور حدیث ابوامامہ کی بناء پر جس کو ہم نے صبح کی دعاؤں میں ذکر کیا ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر اور کتاب الدعاء میں ذکر کیا ہے۔

---

[5] علامہ اسماعیل بن حماد جوہری متوفی ۳۹۸ھ، الصحاح ج ۵ ص ۱۸۴۱، مطبوعہ دار العلم بیروت، ۱۴۰۴ھ

[6] امام محمد بن محمد الجزری متوفی ۸۳۳ھ، حصن حصین مع شرح الحرز الثمین ص ۴۲، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی مصر، ۱۳۵۰ھ

[7] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، حرز الثمین ص ۴۲، مطبوعہ مطبعہ میریہ مکہ مکرمہ، ۱۳۰۴ھ

امام طبرانی نے حضرت ابو امامہ کی اس حدیث کا [illegible] روایت ہے:

اسئلك بنور وجهك الذي اشرقت له السموات والارض وبكل حق هو لك وبحق السائلين عليك

اے اللہ میں تجھ سے تیری ذات [illegible] سوال کرتا ہوں [illegible] روشن ہیں [illegible] حق کے وسیلہ سے [illegible] پر حق ہے اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔

ملا علی قاری اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

[illegible] من الاجابة [illegible] الله تعالى [illegible] حقوق الله [illegible] حق الله هو [illegible] وحق [illegible] على [illegible] والحق [illegible] صدق

[illegible] وعدہ حق ہے اور اس کی خبر صادق ہے۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

[illegible] الله تعالى اسئلك [illegible] فلان من الملائكة و[illegible] والصالحين وغيرهم او بجاه فلان او بحرمة فلان [illegible] يقتضي ان هؤلاء لهم عند الله جاه [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] کے حق [illegible] کے وسیلہ سے [illegible]

[illegible]

معاذ الله سبحانه قال، من ذا الذي يشفع عنده الا باذنه[1]

کریں تو ان کی شفاعت قبول کرے، حالانکہ اللہ تعالیٰ سبحانہ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر کون اس سے شفاعت کر سکتا ہے۔

غیر مقلد عالم قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

ويمكن ان يراد حق السائلين على الله ان لا يخيب دعاءهم كما وعدهم بقوله ادعوني استجب لكم[2]

یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ پر سائلین کے حق سے مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو مسترد نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ وعدہ فرمایا ہے: "مجھ سے دعا کرو میں تمہاری دعا کو قبول کروں گا۔"

نیز قاضی شوکانی لکھتے ہیں:

اقول ومن التوسل بالانبياء ما اخرجه الترمذي وقال حسن صحيح غريب والنسائي وابن ماجة وابن خزيمة في صحيحه والحاكم وقال صحيح على شرط البخاري ومسلم من حديث عثمان بن حنيف رضي الله عنه ان اعمى اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله ادع الله ان يكشف لي عن بصري قال او ادعك فقال يا رسول الله انه قد شق علي ذهاب بصري قال فانطلق فتوضا فصل ركعتين ثم قل اللهم اني اسئلك واتوجه اليك بمحمد نبي الرحمة: الحديث وسياتي هذا الحديث في هذا الكتاب عند ذكر صلوة الحاجة واما التوسل بالصالحين فمنه ما ثبت في الصحيح ان الصحابة استسقوا بالعباس رضي الله عنه عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال عمر رضي الله عنه اللهم انا نتوسل اليك بعم

میں کہتا ہوں کہ انبیاء علیہم السلام کے وسیلہ کے جواز پر وہ حدیث دلیل ہے جس کو امام ترمذی نے روایت کر کے کہا یہ حدیث حسن، صحیح اور غریب ہے، امام نسائی، امام ابن ماجہ، اور امام ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں اور امام حاکم نے اس کو روایت کر کے کہا یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرائط پر صحیح ہے، حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ میری بصارت بحال کر دے، آپ نے فرمایا: یا میں رہنے دوں! اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! مجھ پر بینائی بہت دشوار ہے، آپ نے فرمایا: جاؤ وضو کر کے دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں، اور محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، الحدیث اس کتاب میں باب صلوۃ الحاجۃ میں اس حدیث کا ذکر آئے گا۔ اور صالحین سے توسل کے جواز پر وہ حدیث دلیل ہے جو صحیح بخاری میں ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم محترم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کے لیے دعا کی

---

[1] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ ھ، فتاوی ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۱۱، مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز۔

[2] شیخ محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۰ ھ، تحفۃ الذاکرین ص ۳۷، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۰ ھ

نبینا ـ

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا ہے [illegible] کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کی جس کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا۔

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عمر بن الخطاب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لما اقترف آدم الخطيئة قال يا رب اسألك بحق محمد لما غفرت لي، فقال الله عز وجل يا آدم وكيف عرفت محمدا ولم اخلقه؟ قال لانك يا رب لما خلقتني بيدك ونفخت في من روحك رفعت راسي فرايت على قوائم العرش مكتوبا لا اله الا الله محمد رسول الله، فعلمت انك لم تضف الى اسمك الا احب الخلق اليك، فقال الله عز وجل: صدقت يا آدم انه لاحب الخلق الي، ادعني بحقه فقد غفرت لك ولولا محمد ما خلقتك۔ [2]

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب حضرت آدم علیہ السلام سے خطا سرزد ہو گئی تو انہوں نے کہا: اے رب! میں تجھ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دے، اللہ عزوجل نے فرمایا: اے آدم! تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے جانا حالانکہ میں نے ابھی ان کو پیدا نہیں کیا؟ کہا: اے رب! کیونکہ جب تو نے مجھے اپنے دست قدرت سے پیدا کیا اور مجھ میں اپنی روح پھونکی تو میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو عرش کے پایوں پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا، سو میں نے جان لیا کہ تو نے جس کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے وہ تجھے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہے، اللہ عزوجل نے فرمایا: اے آدم! تم نے سچ کہا، وہ مجھے تمام مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب ہیں، جب کہ تم نے ان کے وسیلہ سے سوال کیا ہے تو میں نے تم کو بخش دیا اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا نہ کرتا۔

اس حدیث کی سند میں [illegible] ایک ضعیف راوی ہے لیکن فضائل میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہے۔

امام طبرانی نے بھی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ حضرت عمر سے روایت کیا ہے۔ [3]

امام [illegible] نے بھی اس حدیث کو حضرت عمر سے روایت کیا ہے اور [illegible]

---

1. [illegible]
2. حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، دلائل النبوۃ ج ۵ ص ۴۸۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
3. حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی متوفی ۳۶۰ھ، معجم صغیر ج ۲ ص ۸۳-۸۲، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، ۱۳۸۸ھ

اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ [1]

شیخ ابن تیمیہ نے بھی ان دونوں حدیثوں کو روایت کیا ہے، لیکن انھوں نے لکھا ہے کہ ابو نعیم حافظ نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے، اس نسبت میں شیخ کو غلط لاحق ہوئی، یہ حدیث حافظ ابو نعیم کی دلائل النبوۃ میں نہیں ہے بلکہ حافظ بیہقی کی دلائل النبوۃ میں ہے، ان دونوں حدیثوں کے متعلق شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

وهما کالتفسیر للاحادیث الصحیحة [2]

یہ دونوں حدیثیں احادیث صحیحہ کی تفسیر کے درجہ میں ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اس روایت کو حافظ الہیثمی نے بھی ذکر کیا ہے وہ اس روایت کو درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

رواه الطبرانی فی الاوسط والصغیر وفیه من لم اعرفه [3]

اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم صغیر اور معجم اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اس کے ایک راوی کو میں نہیں پہچانتا۔

شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ (توسل ص ۱۰۶، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)

امام حاکم نیشاپوری نے بھی اس حدیث کو حضرت عمر سے روایت کیا ہے اور اس کو صحیح الاسناد لکھا ہے۔ [4]

امام حاکم نیشاپوری نے ایک اور حدیث اس کے متقارب روایت کی ہے۔

عن ابن عباس رضی الله عنهما قال اوحی الله الی عیسی علیه السلام یا عیسی آمن بمحمد وامر من ادرکه من امتك ان یؤمنوا به فلولا محمد ما خلقت آدم ولولا محمد ما خلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فاضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن هٰذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاه [5]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف یہ وحی کی اے عیسیٰ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور اپنی امت میں سے جو ان کا زمانہ پائے اس کو حکم دو کہ وہ ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا، اور اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا، اور میں نے عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا پھر میں نے اس پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا تو وہ ساکن ہو گیا۔ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام بخاری اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

علامہ ذہبی نے ان دونوں حدیثوں کے راویوں کی صحت سے اختلاف کیا ہے۔

---

1. [illegible] متوفی ۵۹۷ھ، الوفا ص ۳۳، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد
2. شیخ ابو العباس تقی الدین بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۲ ص ۱۵۰، مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز
3. حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۵۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی ۱۴۰۲ھ
4. امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵، مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ
5. المستدرک ج ۲ ص ۶۱۵، " " "

[illegible] کر بیان کیا ہے۔

[illegible]

[illegible] سیدی میں ہمارا ایک تفصیلی مقالہ ہے۔

[illegible]

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا [illegible] دعا فرمانا | حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

[illegible]

ولقنها حجتها ووسع عليها مدخلها بحق نبيك والانبياء الذين من قبلي فانك ارحم الراحمين وكبر عليها اربعا وادخلوها اللحد هو والعباس وابو بكر الصديق رضي الله عنهم رواه الطبراني في الكبير والاوسط وفيه روح بن صلاح وثقه ابن حبان والحاكم وفيه ضعف وبقية رجاله رجال الصحيح۔[1]

مارتا ہے، اور وہی زندہ ہے جسے موت نہیں آئے گی، اے اللہ! اپنے نبی اور مجھ سے پہلے انبیاء کے وسیلہ سے میری ماں فاطمہ بنت اسد کی مغفرت فرما، ان کو حجت تلقین فرما، ان کی قبر کو وسیع کر، بلاشبہ تو سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے، پھر آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھی اور آپ نے، حضرت عباس نے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم نے ان کو قبر میں اتارا، اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے، اس میں روح بن صلاح نام کا ایک راوی ہے امام ابن حبان اور امام حاکم نے اس کی توثیق کی ہے اور اس میں ضعف ہے، اور اس کے باقی راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

اس حدیث کو علامہ نور الدین سمہودی نے بھی ذکر کیا ہے۔[2]
شیخ ناصر الدین البانی نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔ (توسل، ص ۱۰۲، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت)
اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا نہ صرف حضرت آدم علیہ السلام کی سنت خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی سنت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سائلین کے وسیلہ سے دعا کی تلقین فرمانا

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابي سعيد الخدري قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من خرج من بيته الى الصلاة فقال اللهم اني اسئلك بحق السائلين عليك واسئلك بحق ممشاي هذا فاني لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا رياء ولا سمعة وخرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك فاسئلك ان تعيذني من النار وان تغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب الا انت اقبل الله عليه بوجهه واستغفر له سبعون الف ملك۔[3]

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص اپنے گھر سے نماز پڑھنے کے لیے نکلا اور اس نے یہ دعا کی: اے اللہ! تجھ پر سائلین کا جو حق ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں اور میرا اس نماز کے لیے جانے کا جو حق ہے اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں کیونکہ میں بغیر اکڑنے اور اترانے اور بغیر دکھانے اور سنانے کے (محض) تیری ناراضگی کے ڈر اور تیری رضا کی طلب میں نکلا ہوں، میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو جہنم سے مجھے اپنی پناہ میں رکھنا اور میرے گناہوں کو بخش دینا، اور بلاشبہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشے گا، اس پر جو

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۲۵۷-۲۵۶، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
[2] علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی متوفی ۹۱۱ھ، وفاء الوفاء ج ۳ ص ۸۹۹-۸۹۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۱ھ
[3] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۵۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[illegible] ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کریں گے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [۱]

[illegible] نے اس حدیث کو [illegible] کے ساتھ روایت کیا ہے۔ [۲]

شیخ ابن تیمیہ نے بھی اس حدیث کو امام احمد اور امام ابن ماجہ کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ [۳]

[illegible] علامہ زبیدی نے اتحاف سادۃ المتقین ج ۵ ص ۹۰۔۹۱، علامہ سیوطی نے [illegible] علامہ [illegible] نے [illegible] ج ص ۲۲۶، علامہ منذری نے ترغیب و ترہیب ج ۲ ص ۴۵۲ [illegible] اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔

[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا خود اپنے وسیلہ سے دعا کرنے کی ہدایت دینا

[illegible]

کی اصل یہ حدیث ہے:

امام ابن ماجہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عثمان بن حنيف ان رجلا ضرير البصر اتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال ادع الله ان يعافيني قال ان شئت اخرت لك وهو خير وان شئت دعوت فقال ادعه فامره ان يتوضأ فيحسن وضوءه ويصلي ركعتين ويدعو بهذا الدعاء اللهم اني اسألك واتوجه اليك بمحمد نبي الرحمة يا محمد اني قد توجهت بك الى ربي في حاجتي هذه لتقضى اللهم فشفعه في قال ابو اسحاق هذا حديث صحيح۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آپ [illegible] اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] دعا کر دوں [illegible] دو رکعت نماز پڑھو [illegible] اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے [illegible] محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] میری یہ حاجت پوری ہو، اے اللہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو

[illegible] احمد بن حنبل [illegible] مسند احمد ج ۳ ص [illegible] مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ [illegible]

[illegible] حافظ ابوبکر [illegible] [illegible]

[illegible] شیخ [illegible] [illegible] مطبوعہ [illegible]

[illegible] ص ۹۹ مطبوعہ [illegible]

میرے لیے شفاعت کرنے والا بنا دے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔[1]
اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]
اس حدیث کو امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام احمد اور امام حاکم نے اس حدیث کو عمارہ بن خزیمہ بن ثابت کی سند سے روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے اس حدیث کو اس سند کے علاوہ ابو امامہ بن سہل بن حنیف کی سند سے بھی روایت کیا ہے، اس روایت میں یہ اضافہ ہے:

قال عثمان. فو اللہ ما تفرقنا ولا طال الحدیث حتی دخل الرجل وکانہ لم یکن بہ ضر قط.[4]

حضرت عثمان بن حنیف نے کہا: بخدا ابھی ہم اس مجلس سے اٹھے نہیں تھے اور نہ ابھی سلسلہ گفتگو دراز ہوا تھا کہ وہ (نابینا) شخص اس حال میں داخل ہوا کہ اس کی آنکھ میں کوئی تکلیف نہیں تھی۔

امام ابن السنی نے بھی اس حدیث کو ابو امامہ بن سہل بن حنیف کی سند سے روایت کیا ہے جس میں مذکور الصدر اضافہ ہے۔[5]

بعض ناشرین کا جامع ترمذی کے نسخوں سے ”یا محمد“ کو حذف کر دینا

نور محمد کارخانہ تجارت کتب وغیرہ مطبع مجتبائی میں جامع ترمذی کے جو نسخے طبع ہوئے ان میں یہ حدیث ہے لیکن اس میں یا محمد کے الفاظ کو حذف کر دیا گیا جبکہ شیخ ابن تیمیہ، قاضی شوکانی، علامہ نووی، امام محمد جزری وغیرہم نے اس حدیث کو امام ترمذی کے حوالے سے نقل کیا ہے اور اس میں یا محمد کے الفاظ ہیں۔

شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

قال الترمذی حدثنا محمود بن غیلان حدثنا عثمان بن عمر، حدثنا شعبۃ عن ابی جعفر عن عمارۃ بن خزیمۃ بن ثابت عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ میری آنکھوں کو ٹھیک کر دے،

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ ھ، جامع ترمذی ص ۵۰۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ ھ
[3] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ ھ، مستدرک ج ۱ ص ۵۱۹، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ
[4] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ ھ، دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[5] امام ابوبکر احمد بن محمد بن اسحاق دینوری المعروف بابن السنی عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۲، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف دکن، ۱۳۱۵ ھ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت صبرت فھو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضأ فیحسن وضوءہ ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی توجہت بک الی [illegible] فی حاجتی ھذہ لتقضی اللھم فشفعہ فی[1]

[illegible] اس شخص نے کہا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر دیجئے، حضرت عثمان [illegible] اور یہ دعا مانگے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور [illegible] اپنی اس حاجت کے پورا ہونے کے لیے آپ کی طرف متوجہ ہوا ہوں، اے اللہ حضور کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔

[illegible] نووی نے لکھا کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح [illegible] نسائی نے اس حدیث کو سنن کبریٰ ج ۶ ص ۱۶۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۱ھ میں روایت کیا ہے۔

[illegible] لکھتے ہیں۔[3]

قاضی شوکانی حصن حصین کی شرح میں لکھتے ہیں:

[illegible]

المستدرک والنسائی کما قال المصنف [illegible] (الی قولہ) واخرجہ الطبرانی بعد ذکرہ [illegible]

[illegible] خزیمۃ فقد صحح الحدیث ھؤلاء الائمۃ وقد تفرد النسائی بذکر الصلوٰۃ ووافقہ [illegible]

[illegible] برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اللہ عزوجل مع اعتقاد ان الفاعل ھو اللہ سبحانہ وتعالیٰ، وانہ المعطی المانع ماشاء کان

[illegible] اس حدیث میں اللہ تعالیٰ [illegible] علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے [illegible] حقیقۃً دینے والا اور منع کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، جو

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

وما لم یشأ لم یکن ۔[1] یا تبلیغ ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

ان حوالوں سے یہ ظاہر ہو گیا کہ مطبع مجتبائی اور نور محمد کارخانہ تجارت کتب والوں نے خیانت کر کے جامع ترمذی سے بمحمد کے الفاظ نکال دیئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت عثمان بن حنیف کی یہ حدیث جس کو بکثرت محدثین نے اپنی اپنی تصانیف میں صحت سند کی صراحت کے ساتھ روایت کیا ہے اس مطلوب پر قوی دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا اور آپ سے دعا کی درخواست کرنا جائز اور مستحسن ہے، اور چونکہ آپ کی ہدایات قیامت تک کے مسلمانوں کے لیے حجت ہیں، اس لیے آپ کے وصال کے بعد بھی آپ کے وسیلہ سے دعا کرنا اور آپ سے دعا کی درخواست کرنا جائز ہے اور بالخصوص آپ کے وصال کے بعد آپ کے توسل سے دعا کے جواز پر دلیل یہ ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ایک شخص کو اس کی قضاء حاجت کے لیے یہ دعا تعلیم کی، اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بیہقی نے اپنی اپنی تصانیف میں صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے جیسا کہ عنقریب ہم بیان کریں گے۔ یہاں تک جو ہم نے احادیث بیان کی ہیں ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات ظاہرہ میں آپ کے توسل پر دلیل ہے، اب ہم ایسی احادیث پیش کر رہے ہیں جن میں آپ کی وفات کے بعد آپ کے توسل پر دلیل ہے۔

حضرت عمر کے زمانہ خلافت میں صحابہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرنا!

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک سال قحط پڑ گیا حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ پر حاضر ہوئے اور عرض کیا اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے۔

حافظ ابن ابی شیبہ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن مالك الدار قال، وكان خازن عمر على الطعام قال اصاب الناس قحط فى زمن عمر فجاء رجل الى قبر النبى صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله! استسق لامتك فانهم قد هلكوا، فاتى الرجل فى المنام فقيل له ائت عمر فاقرئه السلام واخبره انكم ستسقون وقل له، عليك الكيس: عليك الكيس فاتى عمر فاخبره فبكى عمر ثم قال: يارب لاآلوا الا ما عجزت عنه ۔[2]

مالک الدار، جو حضرت عمر کے وزیر خوراک تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک بار لوگوں پر قحط آ گیا، ایک شخص حضرت بلال بن حارث مزنی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ (قحط سے) ہلاک ہو رہے ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: عمر کے پاس جاؤ ان کو سلام کہو اور یہ خبر دو کہ تم پر یقیناً بارش ہو گی، اور ان سے کہو تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے تم پر سوجھ بوجھ لازم ہے وہ حضرت عمر کے پاس گئے اور ان کو یہ خبر دی، حضرت عمر رو پڑے اور کہا: اے اللہ! میں

[1] ...

[2] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ المصنف ج ۱۲ ص ۳۲، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ

نیز حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وقال الحافظ ابوبکر البیہقی اخبرنا ابونصر بن قتادۃ وابوبکر الفارسی قالا حدثنا ابوعمر بن مطر حدثنا ابراھیم بن علی الذھلی حدثنا یحیی بن یحیی حدثنا ابومعاویۃ عن الاعمش عن ابی صالح عن مالک قال: اصاب الناس قحط فی زمن عمر بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال: یارسول اللہ! استسق اللہ [illegible] [illegible] اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال ایت عمر فاقرءہ منی السلام واخبرھم انھم مسقون وقل لہ علیک بالکیس الکیس فاتی الرجل فاخبر عمر فقال: [illegible]

حافظ ابوبکر بیہقی اپنی سند کے ساتھ مالک سے روایت کرتے ہیں [illegible] حضرت بلال بن حارث [illegible] [illegible] ان کو خبر دی، حضرت عمر نے کہا اے میرے رب! میں صرف اسی چیز کو ترک کرتا ہوں جس سے میں عاجز ہوں۔ [illegible] حدیث کی سند صحیح ہے۔

[illegible]

علم حدیث میں [illegible]

حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ نے آپ کی [illegible]

[illegible]

اس حدیث کے متعلق حافظ [illegible] لکھتے ہیں:

وروی ابن ابی شیبۃ باسناد صحیح من روایۃ [illegible] قال اصاب الناس قحط فی زمن عمر فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا

امام ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک [illegible]

ؒ [illegible] ۳۹۸

ؒ حافظ ابوعمر یوسف بن عبد اللہ [illegible]

ؒ [illegible]

رسول الله استسق لامتك فانهم قد هلكوا فاتى الرجل في المنام فقيل ائت عمر الحديث وقد روى سيف في الفتوح ان الذي راى المنام المذكور هو بلال بن الحارث المزني احد الصحابة۔ ؎

یا رسول اللہ! اپنی امت کے لیے بارش کی دعا کیجئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں، پھر اس شخص کو خواب میں آپ کی زیارت ہوئی اور یہ کہا گیا کہ عمر کے پاس جاؤ الحدیث۔ سیف نے فتوح میں روایت کیا ہے کہ جس شخص نے یہ خواب دیکھا تھا وہ صحابہ میں سے حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ تھے۔

اس حدیث کو حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر عسقلانی دونوں نے سنداً صحیح قرار دیا ہے اور ان دونوں کی تصحیح کے بعد کسی تردد کی گنجائش باقی نہیں رہتی اور نہ کسی کا انکار درخور اعتنا ہے۔

حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں صحابہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرنا۔

امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عثمان بن حنيف ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضي الله عنه في حاجة له فكان عثمان لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته، فلقي عثمان بن حنيف فشكا ذلك اليه، فقال له عثمان بن حنيف ائت الميضاة فتوضا ثم ائت المسجد فصل فيه ركعتين ثم قل اللهم اني اسئلك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم نبي الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربك (ربي) جل وعز فيقضي لي حاجتي، وتذكر حاجتك وروح الي حتى اروح معك فانطلق الرجل فصنع ما قال له عثمان ثم اتى باب عثمان ——— فجاء البواب حتى اخذ بيده فادخله على عثمان بن عفان فاجلسه معه على الطنفسة وقال حاجتك فقضاها له ثم قال له ما ذكرت حاجتك حتى كانت هذه

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے کسی کام سے حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے، اور نہ اس کے کام کی طرف دھیان دیتے تھے، ایک دن اس شخص کی حضرت عثمان بن حنیف سے ملاقات ہوئی، اس نے حضرت عثمان بن حنیف سے اس بات کی شکایت کی، حضرت عثمان نے اس سے کہا: تم وضو خانہ جاکر وضو کرو پھر مسجد میں جاؤ اور وہاں دو رکعت نماز پڑھو، پھر یہ کہو: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی رحمت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں، اے محمد! میں آپ کے وسیلہ سے آپ کے رب عزوجل کی طرف متوجہ ہوا ہوں تاکہ وہ میری حاجت روائی کرے اور اپنی حاجت کا ذکر کرنا پھر میرے پاس آنا حتیٰ کہ میں تمہارے ساتھ جاؤں، وہ شخص گیا اور اس نے حضرت عثمان بن حنیف کے بتائے ہوئے طریقہ پر عمل کیا، پھر وہ حضرت عثمان بن عفان کے پاس گیا، دربان نے ان

؎ حافظ شہاب الدین احمد بن علی ابن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۲ ص ۴۹۶، ۴۹۵ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[illegible]

ما تفرقنا ولا طال بنا الحدیث [illegible]

[illegible]

[illegible] یہ حدیث صحیح ہے۔

[illegible]

شیخ ابن تیمیہ کے قول سے حضرت عثمان بن حنیف کی روایت کی تائید، توثیق اور تصحیح امام طبرانی نے [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے بلکہ روح بن عبادہ نے بھی اس حدیث کو شعبہ سے روایت کیا ہے، اور یہ اسناد صحیح ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ امام طبرانی کی یہ روایت دو صحیح سندوں سے مروی ہے، شیخ ابن تیمیہ کی اصل عبارت یہ ہے،

قال الطبرانی روی ھٰذا الحدیث شعبۃ عن ابی جعفر واسمہ عمیر بن یزید وھو ثقۃ تفرد بہ عثمان بن عمر عن شعبۃ قال ابو عبد اللہ المقدسی والحدیث صحیح.

امام طبرانی نے کہا اس حدیث کو شعبہ نے ابوجعفر سے روایت کیا ہے اور اس کا نام عمیر بن یزید ہے اور وہ ثقہ ہے، عثمان بن عمر شعبہ سے اس روایت میں متفرد ہے۔ ابو عبد اللہ مقدسی نے کہا اور حدیث صحیح ہے۔

قلت والطبرانی ذکر تفردہ بمبلغ علمہ ولم یبلغہ روایۃ روح بن عبادۃ عن شعبۃ وذلک اسناد صحیح یبین انہ لم ینفرد بہ عثمان بن عمر.[1]

میں کہتا ہوں کہ امام طبرانی نے اپنے مبلغ علم کے اعتبار سے عثمان بن ابی عمر کو متفرد کہا ہے ان کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ روح بن عبادہ نے بھی شعبہ سے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے اس سے معلوم ہوا کہ عثمان بن عمر اس روایت میں متفرد نہیں ہے۔

اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یہ حدیث دو صحیح سندوں سے مروی ہے۔

طبرانی کی روایت مذکورہ کا صحاح کی دوسری روایت سے تعارض کا جواب

ایک سوال یہ ہو سکتا ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف کی اس روایت کو امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام احمد، اور امام ابن سنی نے روایت کیا اور اس میں حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں وسیلہ کے ساتھ دعا کا ذکر نہیں ہے اس کے برخلاف امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت عثمان بن حنیف کی اس روایت میں حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں بھی حضور سے توسل کرنے کا ذکر کیا ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

اس سوال کا جواب یہ ہے کہ ایک حدیث کو بعض ائمہ اختصار کے ساتھ روایت کرتے ہیں اور بعض ائمہ تفصیل کے ساتھ روایت کرتے ہیں،[2] اعتراض کا محل یہ تھا کہ اس حدیث کی سند صحیح نہ ہوتی یا ضعیف ہوتی اور جب شیخ ابن تیمیہ نے خود بیان کیا کہ طبرانی کی مفصل حدیث دو صحیح سندوں کے ساتھ مروی ہے تو پھر اعتراض کی کب گنجائش ہے!

امام بیہقی نے پہلے دو سندوں کے ساتھ اس حدیث کو مختصراً روایت کیا (دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۱۶۶-۱۶۷) پھر اس حدیث کو روح بن قاسم عن ابی جعفر مدینی عن ابی امامۃ بن سہل بن حنیف کی سند سے تفصیل کے ساتھ روایت کیا جیسا کہ امام طبرانی نے روایت کیا ہے اس کے بعد یہ کہا کہ:

ورواہ ایضا ھشام الدستوائی عن ابی جعفر

اس حدیث کو ہشام دستوائی نے از ابوجعفر از ابوامامہ

---

[1] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی متوفی ۷۲۸ھ، مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۴-۲۷۵، مطبوعہ بامر فہد بن عبد العزیز آل سعود الشفاء۔ ″ ″ ″ ، قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ ص ۱۰۲، مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ مصر ۱۳۷۳ھ

[2] بعض اوقات ائمہ کتب حدیث کو ایک کتاب کے ایک باب میں اختصار کے ساتھ اور دوسرے باب میں تفصیل کے ساتھ روایت کرتے ہیں صحیح بخاری میں اس کی بکثرت مثالیں ہیں اور یہ بحث حدیث کی شان سنن بیہقی کے حوالے سے بھی آ رہی ہے

عن ابیہ [illegible] بن سہل [illegible] وھو عثمان بن حنیف۔[1] — [illegible] بن حنیف ہیں۔

[illegible]

[illegible] کان صحیحا۔[2] — [illegible] کیا جاتا ہے، بشرطیکہ یہ روایت صحیح ہو۔

[illegible] بعد از وصال [illegible] شیخ ابن تیمیہ کے اعتراضات اور مصنف کے جوابات

[illegible]

پوری کردے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

وان کانت حاجۃ فافعل مثل ذلک فرد اللہ علیہ بصرہ [1]

میں اپنے رب کے حضور اپنی بصارت لوٹانے کے بارے میں شفاعت طلب کرتا ہوں۔ اے اللہ میرے حق میں میری شفاعت کو قبول کر اور میری بصارت لوٹانے میں میرے نبی کی شفاعت قبول فرما" اور اگر تمہیں کوئی اور کام ہو تو پھر اسی طرح کرنا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی بصارت لوٹا دی۔

اس روایت پر شیخ ابن تیمیہ نے حسب ذیل اعتراض کیے ہیں:

۱۔ وان کانت حاجۃ فافعل مثل ذلک۔ "اگر تمہیں کوئی کام ہو تو اسی طرح کرنا" یہ حضرت عثمان بن حنیف کے الفاظ ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ نہیں ہیں۔

۲۔ دوسرے راویوں کی روایت میں یہ الفاظ نہیں ہیں اس لیے اگر یہ الفاظ ثابت ہوں تب بھی یہ دلیل نہیں ہے، کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ الفاظ کافی ہیں، کیونکہ حضور نے دعا کرنے کا حکم نہیں دیا، بلکہ دعا کے بعض الفاظ کہنے کا حکم دیا ہے۔

۳۔ حضرت عثمان بن حنیف نے یہ گمان کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی اس طرح آپ کی شفاعت سے دعا کرنا جائز ہے، حالانکہ حدیث کے الفاظ اس کے خلاف ہیں، کیونکہ اس نابینا صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی تھی کہ آپ اس کے لیے دعا کریں اور اس کو یہ یقین تھا کہ آپ اس کے لیے دعا کریں گے اور آپ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ دعا میں یہ کہے کہ اے اللہ حضور کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما، اور اس طریقے سے دعا اس وقت صحیح ہوگی جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے دعا کریں اور اس کی شفاعت کریں اور آپ کی وفات کے بعد آپ کے شفاعت کرنے کا علم نہیں ہے اس لیے اس طریقہ سے دعا کرنا صحیح نہیں ہے، اس طریقہ سے دعا کرنا اور شفاعت طلب کرنا آپ کی حیات دنیاوی میں ہی درست تھا، یا قیامت کے دن درست ہوگا جب آپ شفاعت فرمائیں گے۔ [1]

پہلے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر یہ الفاظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہوں بلکہ حضرت عثمان بن حنیف ہی کے ہوں تب بھی کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ کسی چیز کے جائز یا ناجائز ہونے میں شیخ ابن تیمیہ کی بہ نسبت صحابی رسول کے قول اور ان کے اجتہاد پر اعتماد کرنا زیادہ قرین قیاس ہے۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ ہمارا ابن ابی خیثمہ کی اس روایت سے ہمارا استدلال نہیں ہے، ہم اس روایت کو چھوڑ دیتے ہیں، ہمارا استدلال تو امام طبرانی کی روایت سے ہے جس کے متعلق خود شیخ ابن تیمیہ نے تصریح کی ہے کہ یہ دو صحیح سندوں سے مروی ہے۔ [2]

تیسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس درخواست کی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اس درخواست پر مطلع کر دیتا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری دعا کی قبولیت

---

[1] شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۵، مطبوعہ امر فہد بن عبدالعزیز آل السعود
[2] فتاویٰ ابن تیمیہ ج ۱ ص ۲۷۳-۲۷۴

[illegible]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

بکرے کی قربانی جائز نہیں ہوگی۔

[illegible]

وكذلك الانبياء والصالحون وان كانوا احياء في قبورهم وان قدر انهم يدعون للاحياء وان وردت به آثار فليس لاحد ان يطلب منهم ذلك ولم يفعل ذلك احد من السلف لان ذلك ذريعة الى الشرك بهم وعبادتهم من دون الله تعالى بخلاف الطلب من احدهم في حياته فانه لا يفضي الى الشرك۔[۵]

ہر چند کہ انبیاء اور صالحین اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور اگر یہ فرض کیا جائے کہ وہ زندوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور بے شک اس کی تائید میں احادیث بھی ہیں، پھر بھی کسی شخص کے لیے ان سے دعا کو طلب کرنا جائز نہیں ہے اور پہلے لوگوں میں سے کسی نے یہ نہیں کیا کیونکہ یہ شرک کا سبب ہے اور اللہ کو چھوڑ کر ان کی عبادت کا ذریعہ ہے، اس کے برخلاف اگر ان کی زندگی میں ان سے دعا طلب کی جائے تو یہ شرک نہیں ہے۔

شیخ ابن تیمیہ کا یہ قاعدہ باطل ہے کیونکہ وفات کے بعد کسی سے دعا کی درخواست کرنا شرک کا سبب ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس نابینا صحابی سے فرما دیتے کہ اس طریقہ سے دعا کرنا صرف میری زندگی میں جائز ہے اور میرے وصال کے بعد اس طریقہ سے دعا کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ شرک کا سبب ہے، کیونکہ آپ کی بعثت کا مقصد ہی شرک کی بیخ کنی کرنا تھا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر کسی استثناء کے نابینا صحابی کو دعا کا یہ طریقہ تعلیم کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کے وصال کے بعد بھی اس طریقہ سے دعا کرنا جائز ہے اور یہی وجہ ہے کہ حضرت عثمان بن حنیف نے اس حدیث سے یہی سمجھا تھا، یہی وجہ ہے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی ایک شخص کو دعا کا یہ طریقہ بتلایا اور ہمارے لیے صحابی رسول کے طریقہ کی اتباع کرنا شیخ ابن تیمیہ کے افکار کی اتباع کرنے سے بہتر ہے۔

توسل بعد از وصال کے متعلق شیخ عبد الحق محدث دہلوی کا نظریہ

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

و بیت شعری چہ مے خواہند ایشاں با استمداد و امداد کہ ایں فرقہ منکر اند آنچہ ما مے فہمیم ازاں ایں است کہ داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا مے کند و طلب حاجت از جناب عزت وے و توسل مے کند روحانیت ایں بندہ مقرب و مکرم در درگاہ عزت وے و مے گوید خداوندا ببرکت ایں بندہ تو کہ رحمت کردہ بروے و اکرام کردہ او را و بلطف و کرمے کہ بوے داری برآوردہ گرداں حاجت مرا کہ تو معطی کریمی یا ندا مے کند ایں بندہ مکرم و مقرب را کہ اے بندہ خدا و ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ

کاش مجھے معلوم ہوتا کہ ان لوگوں کے پاس استمداد اور امداد سے کیا مراد ہے جن کا یہ فرقہ انکار کرتا ہے، ہم تو اس کا یہ مطلب سمجھتے ہیں کہ دعا کرنے والا اللہ کا محتاج ہے وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے اور اس سے اپنی حاجت کو طلب کرتا ہے اور اس اللہ کے ولی کا وسیلہ پیش کرتا ہے اور یہ سوال کرتا ہے کہ اے اللہ تو نے اس بندہ مکرم پر جو رحمت کی ہے اور اس پر جو لطف و کرم کیا ہے اس کے وسیلہ سے میری اس حاجت کو پورا فرما، کہ تو دینے والا کریم ہے، یا دوسری صورت یہ ہے کہ وہ اس اللہ کے ولی کو ندا کرتا ہے اور اس کو

۵۔ شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ، مجموعۃ الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۰، مطبوعہ امر فہد بن عبد العزیز

از خدا کہ بدہد مسئول و مطلوب مرا و قضا کند حاجت مرا پس معطی و مسئول و مامول پروردگار است تعالیٰ و تقدس و نیست ایں بندہ درمیان مگر وسیلہ و نیست قادر و فاعل و متصرف در وجود مگر حق سبحانہ و اولیاء خدا فانی و ہالک اند در فعل الٰہی و قدرت و سطوت وے و نیست ایشاں را فعل و قدرت و تصرف نہ اکنوں کہ در قبور اند و نہ در آں ہنگام کہ زندہ بودند در دنیا۔

مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ اے بندہ خدا اور اے اللہ کے ولی میری شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میرا سوال اور [illegible]

[illegible]

دینے والا اور حاجت کو پورا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور یہ بندہ درمیان میں صرف وسیلہ ہے، اور قادر، فاعل اور اشیاء میں تصرف کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے، اور [illegible]

[illegible]

[illegible] حاصل ہے اور نہ اس وقت قدرت اور تصرف حاصل تھا، جب وہ زندہ تھے۔

[illegible]

متصرف و مستبد و قادر اند بے توجہ بحضرت حق والتجا بجانب تعالیٰ چنانکہ عوام وجاہلان وغافلان اعتقاد دارند چنانکہ می کنند آنچہ حرام و منہی عنہ است در دین از تقبیل قبر و سجدہ آنرا و نماز بسوئے وے و جز آن ازاں چہ نہی و تحذیر واقع شدہ است این اعتقاد و افعال ممنوع و حرام خواہد بود و فعل عوام اعتبارے ندارد و خارج بحث است و حاشا از علماء شریعت و عارف باحکام دین کہ اعتقاد بکند این اعتقاد را و این فعل را بکند و آنچہ مروی و محکی است از مشائخ اہل کشف در استمداد از ارواح اکمل و استفادہ ازاں خارج از حصر است و مذکور است در کتب و رسائل ایشان و مشہور است میان ایشان حاجت نیست کہ آنرا ذکر کنیم وشاید کہ منکر و متعصب سود نہ کند اورا کلمات ایشان عافانا اللہ من ذالک

حالات کی طرف توجہ اور شعور ہوتا ہے پس اس دنیا میں تصرف نہ کریں جیسا کہ دنیا میں بھی اولیاء اللہ کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ ہاں اگر اولیاء اللہ کے حق میں زائرین کا یہ اعتقاد ہو کہ وہ مدد کرنے میں مستقل ہیں اور خدا کی جانب میں توجہ کیے بغیر خود اپنی قدرت سے مدد کرتے ہیں، جیسے بعض جہلا کا عقیدہ ہے کہ وہ قبر کو بوسہ دیتے ہیں، سجدہ کرتے ہیں اور اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں، یہ سب افعال ممنوع اور حرام ہیں اور نادانستہ عوام کے افعال کا کوئی اعتبار نہیں۔ اور وہ خارج از بحث ہیں اور عارف شریعت علماء احکام دین ان ممنوعات سے سخت بیزار ہیں اور مشائخ اور اہل کشف سے ارواح کاملہ سے استفادہ کے بارے میں جو کچھ مروی ہے وہ حد سے خارج ہے اور ان کی کتابوں میں مشہور اور مذکور ہے۔ حاجت نہیں کہ ہم اس کو ذکر کریں اور ممکن ہے کہ وہ منکر متعصب کو فائدہ دے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اس بدعقیدگی سے محفوظ رکھے۔[1]

توسل بعد از وصال کے متعلق علامہ آلوسی کا نظریہ

انا لا اری باسا فی التوسل الی اللہ تعالیٰ بجاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم حیا ومیتا، ویراد من الجاہ معنی یرجع الی صفۃ من صفاتہ تعالیٰ مثل ان یراد بہ المحبۃ التامۃ المستدعیۃ عدم ردہ وقبول شفاعتہ فیکون معنی قول القائل الٰہی اتوسل بجاہ نبیک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان تقضی لی حاجتی الٰہی اجعل محبتک لہ

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کے وصال کے بعد آپ کی عزت اور وجاہت کے وسیلہ سے اللہ سے دعا کرنے میں، میرے نزدیک کوئی حرج نہیں ہے، اور آپ کی وجاہت سے یہاں اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مراد ہے مثلاً اللہ تعالیٰ کی آپ سے وہ کامل محبت جس کا یہ تقاضا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی دعا کو مسترد نہ کرے اور آپ کی شفاعت کو قبول فرمائے۔ اور جب کوئی شخص دعا میں کہتا ہے "اے

[1] شاہ عبد العزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، تفسیر عزیزی پ ۳۰ ص ۲۰۲ ۔ ۲۰۱ مطبوعہ مطبع [illegible] لکھنؤ

وسیلۃ فی قضاء حاجتی ولافرق بین هذا و قولك : الٰهی اتوسل برحمتك ان تفعل كذا اذ معناه ایضا الٰهی اجعل رحمتك وسیلۃ فی فعل كذا بل لا اری باسا ایضا بالاقسام علی الله تعالٰی بجاهه صلی الله تعالٰی علیه وسلم بهذا المعنی والكلام فی الحرمۃ كالكلام فی الجاه ولا یجری ذلك فی التوسل والاقسام بالذات البحت نعم لم یعهد التوسل بالجاه ـــــــــــ

ـــ والحرمۃ عن احد من الصحابۃ رضی الله تعالٰی عنهم. ولعل ذلك كان تحاشیا [illegible] اذ ذاك وهم قریبو عهد بالتوسل بالاصنام شیء ثم اقتدی بهم من خلفهم من الائمۃ الطاهرین وقد ترك رسول الله صلی الله تعالٰی علیه وسلم هدم الكعبۃ وتاسیسها علی قواعد ابراهیم لكون القوم حدیثی عهد بكفر كما ثبت ذلك فی الصحیح وهذا الذی ذكرته انما هو لدفع الحرج من دعوی تضلیلهم كما یزعمه البعض فی التوسل بجاه عزیز الجاه صلی الله تعالٰی علیه وسلم لا للمیل الی ان الدعاء كذلك. افضل من استعمال الادعیۃ الماثورۃ التی جاء بها الكتاب وصرحت علیه الصحابۃ الكرام رضی الله تعالٰی عنهم وتلقاه من بعدهم بالقبول افضل واجمع وانفع واسلم.[1]

میں تیرے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وجاہت کے وسیلے سے دعا کرتا ہوں کہ تو میری حاجت کو پورا فرما" تو اس دعا کا یہ معنی ہے کہ اے اللہ میں اپنی اس حاجت کے پورا ہونے میں تیری محبت کو وسیلہ بناتا ہوں اور اس دعا میں اور متبادلے اس قول میں [illegible]

کہ "اے اللہ میں تیری رحمت کو وسیلہ بناتا ہوں کہ تو میرا یہ کام کر دے" بلکہ میں یہ کہنا بھی جائز سمجھتا ہوں کہ کوئی شخص یہ کہے کہ "[illegible]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وجاہت کی قسم دیتا ہوں کہ تو [illegible]

اور حرمت کے ساتھ سوال کرنے میں ایک [illegible]

ذات محض کی قسم دینے میں یہ بحث جاری نہیں ہو گی [illegible]

[illegible] کے وسیلے سے دعا کرنا کسی صحابی سے منقول [illegible]

ـــــ اور شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ صحابہ وسیلے کے ساتھ دعا کرنے سے اس لیے اجتناب کرتے تھے کہ لوگوں کے ذہنوں میں کوئی بدعقیدگی جگہ نہ پکڑ لے، کیونکہ ان کا زمانہ بتوں کے ساتھ [illegible]

[illegible] وقت کی عمارت کو منہدم کر کے [illegible]

[illegible]

سے میرا یہ مقصد نہیں ہے کہ اس طرح وسیلے سے دعا کرنا ان دعاؤں سے افضل ہے، جو قرآن مجید اور احادیث میں مذکور ہیں اور جن دعاؤں پر صحابہ کرام کا رہنا ہے اور اخیار تابعین نے جس [illegible] نفع آور اور زیادہ سلامتی والا ہے۔ البتہ وسیلے کے ساتھ دعا

[1] [illegible]

کرنے کا جائز ہونا ایک الگ بات ہے۔)

توسل بعد از وصال کے متعلق غیر مقلد عالم شیخ وحید الزماں کا نظریہ

شیخ وحید الزماں لکھتے ہیں:

اذا ثبت التوسل بغير الله فاى دليل يخصه بالاحياء وليس فى الشرع ما يدل على منع التوسل بالنبى وهو انما توسل بالعباس لاشتراكه فى الدعاء مع الناس و الانبياء احياء فى قبورهم وكذا الشهداء و الصالحون وقد ادعى ابن عطاء على شيخنا ابن تيمية فلم يثبت منها شيئا غير هذا انه يقول لا يجوز الاستعانة بمعنى العبادة من رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم يجوز التوسل به صلى الله عليه وسلم وقد علم عثمان بن حنيف بعد وفاة رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا كان يختلف الى عثمان فلا يلتفت اليه دعاء وفيه اللهم انى اسئلك واتوجه اليك بنبينا محمد (صلى الله عليه وسلم) نبى الرحمة الى آخره اخرجه البيهقى باسناد متصل ورجاله ثقات وليت شعرى اذا جاز التوسل الى الله بالاعمال الصالحة بنص من الكتاب والسنة فيقاس عليها التوسل بالصالحين ايضا قال الجزرى فى الحصن فى آداب الدعاء منها ان يتوسل الى الله تعالى بالانبياء والصالحين من عباده وورد فى حديث آخر يا محمد انى اتوجه بك الى ربى قال السيد انه حديث حسن لا موضوع وقد صححه الترمذى الحافظ وورد فى حديث الدعاء بمحمد نبيك وبموسى

جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے؟ حضرت عمر نے جو حضرت عباس کے وسیلہ سے دعا کی تھی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے، حضرت عمر نے حضرت عباس کے وسیلہ سے اس لیے دعا کی تھی کہ حضرت عباس لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک تھے، اور انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، اسی طرح شہداء اور صالحین بھی زندہ ہیں۔ ابن عطاء نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے استعانت کرنا جائز نہیں ہے، ہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف نے ایک شخص کو آپ کے وسیلہ سے دعا سکھائی جو حضرت عثمان کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان اس کی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ اس دعا میں یہ الفاظ تھے: اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی محمد نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔ کاش میری عقل ان منکرین کے پاس ہوتی، جب کتاب و سنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کرنا چاہیے۔ امام جزری نے حصن حصین کے آداب دعا میں لکھا ہے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے، اور ایک اور حدیث میں ہے: یا محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، سید نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے موضوع نہیں ہے، امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے، ایک حدیث میں ہے یا اللہ تیرے نبی محمد اور موسیٰ

ذکرہ ابن الاثیر فی النہایۃ والفتنی فی المجمع وروی الحاکم والطبرانی والبیہقی حدیث دعاء آدم وفیہ یارب اسئلک بحق محمد واخرجہ ابن المنذر وفیہ اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عندک وکرامۃ علیک قال السبکی یحسن التوسل والاستغاثۃ والتشفع زاد القسطلانی والتضرع والتجوہ والتوجہ بالنبی الی ربہ ولم ینکر ذلک احد من السلف والخلف [illegible] قال الشوکانی لاباس بالتوسل بنبی من الانبیاء او ولی من الاولیاء او عالم من العلماء والذی جاء الی القبر زائرا او دعا اللہ وحدہ وتوسل بذلک المیت کان یقول اللھم انی اسئلک ان تشفینی من کذا و [illegible] لاتردد فی جوازہ انتہی

کے وسیلے سے سوال کرتا ہوں، اس کو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں [illegible] کرتا ہوں" اور ابن منذر نے روایت کیا ہے اے اللہ تیرے نزدیک محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی جو وجاہت اور عزت ہے [illegible] ہے۔ علامہ قسطلانی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم [illegible] اور اس نے انکار کیا ـــــ قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیاء [illegible] اولیاء میں سے کسی ولی اور علماء میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ جو شخص قبر پر جاکر [illegible] کرے یا فقط اللہ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلے سے دعا کرے کہ اے اللہ میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو [illegible] تجھ سے سوال کرتا [illegible]

توسل بعد از وصال کے متعلق غیر مقلد عالم قاضی شوکانی کا نظریہ

مایوردہ المانعون من التوسل بالانبیاء والصالحین من نحو قولہ تعالیٰ مانعبدھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی ونحو قولہ تعالیٰ فلاتدعوا مع اللہ احدا ونحو قولہ تعالیٰ لہ دعوۃ الحق والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لھم بشیء لیس بوارد

انبیاء اور صالحین کے توسل سے منع کرنے والے [illegible] اس لیے عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اللہ کے قریب کردیں۔ (زمر: ۳) "اللہ کے ساتھ کسی کی عبادت نہ کرو۔ (جن: ۱۸) [illegible] دوسروں کو (معبود سمجھ کر) پکارتے ہیں جو ان کو کوئی جواب

[illegible]

بل هو من الاستدلال بمحل النزاع بما هو اجنبي عنه فان قولهم ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفى مصرح بانهم عبدوهم لذلك والمتوسل بالعالم مثلا لم يعبده بل علم ان له مزية عند الله بحمله العلم فتوسل به لذلك وكذلك قوله ولا تدعوا مع الله احدا فانه نهى عن ان يدعى مع الله غيره كان يقول بالله وبفلان والمتوسل بالعالم مثلا لم يدع الا الله فانما وقع منه التوسل عليه بعمل صالح عمله بعض عباده كما توسل الثلاثة الذين انطبقت عليهم الصخرة بصالح اعمالهم وكذلك قوله والذين يدعون من دونه الاية فان هؤلاء دعوا من لا يستجيب لهم ولم يدعوا ربهم الذي يستجيب لهم والمتوسل بالعالم مثلا لم يدع الا الله ولم يدع غيره دونه ولا دعا غيره معه

نہیں دے سکتے" (رعد: ۱۴) ان آیات سے استدلال صحیح نہیں ہے کیونکہ سورۂ زمر کی آیت نمبر ۳ میں یہ تصریح ہے کہ مشرکین بتوں کی عبادت کرتے تھے اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ اس کی عبادت نہیں کرتا، بلکہ وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس عالم کے علم کی وجہ سے اس کی اللہ کے نزدیک حیثیت اور وجاہت ہے وہ اس وجہ سے اس کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے، اسی طرح سورۂ جن کی آیت نمبر ۱۸ میں اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک کر کے پکارنے یا عبادت کرنے سے منع کیا ہے مثلاً کوئی شخص کہے میں اللہ اور فلاں کی عبادت کرتا ہوں، اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور اللہ کے کسی نیک بندوں کے عمل صالح کا وسیلہ پیش کرتا ہے، جیسا کہ ایک غار میں تین شخص تھے اور اس غار کے منہ پر ایک چٹان گر گئی تو انہوں نے اپنے اعمال صالحہ کے وسیلہ سے دعا کی، اسی طرح سورۂ رعد کی آیت نمبر ۱۴ میں ان لوگوں کی مذمت کی ہے جو ان لوگوں کو معبود سمجھ کر بلاتے تھے جو ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے تھے اور اپنے رب کو نہیں بلاتے تھے جو ان کی دعا قبول کرتا ہے اور جو شخص مثلاً کسی عالم کے وسیلہ سے دعا کرتا ہے وہ صرف اللہ سے دعا کرتا ہے اور کسی اور سے دعا نہیں کرتا، اللہ کے بغیر نہ اللہ کے ساتھ۔

انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین سے براہ راست استمداد کے متعلق احادیث

انبیاء علیہم السلام اور بزرگان دین سے براہ راست مدد طلب کرنے کی اصل یہ حدیث ہے:

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس قال: ان لله ملائكة فضلا سوى الحفظة يكتبون ما سقط من ورق الشجر، فاذا اصابت احدكم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کراماً کاتبین کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے مقرر کیے ہیں جو درختوں سے گرنے والے پتوں کو لکھ لیتے ہیں جب تم میں سے کسی شخص کو

۱۔ شیخ عبد الرحمن مبارکپوری متوفی ۱۳۵۳ھ، تحفۃ الاحوذی ج ۴ ص ۲۸۳، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

عرجۃ فی سفر فلیناد اعینوا عباد اللہ رحمکم اللہ ۔ [1]

سفر میں کوئی مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے " اے اللہ کے بندو تم پر اللہ رحم فرمائے میری مدد کرو "

[illegible]

عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا یا عباد اللہ احبسوہ فان للہ عزوجل فی الارض حاضرا سیحبسہ ۔ [2]

[illegible] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] کرے: اے اللہ کے نیک بندو [illegible] کے نیک بندو اس کو روک لو کیونکہ زمین میں اللہ عزوجل کے کچھ روکنے والے ہیں جو اس کو روک لیتے ہیں ۔

امام بزار اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں :

عن ابن عباس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان للہ ملائکۃ فی الارض سوی الحفظۃ ، یکتبون ما یسقط من ورق الشجر ، فاذا اصاب احدکم عرجۃ بارض فلاۃ ، فلیناد : اعینوا عباد اللہ ۔ [3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کراما کاتبین کے سوا اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں [illegible] نیک بندو! میری مدد کرو ۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں :

عن عتبۃ بن غزوان عن نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا اضل [illegible] شیئا او اراد عونا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ [illegible] للہ عبادا لا نراھم وقد جرب ذلک رواہ الطبرانی ورجالہ وثقوا علی ضعف فی بعضھم الا ان یزید بن علی لم یدرک عتبۃ ۔ [4]

حضرت عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں [illegible] مجرب ہے ، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا اور اس [illegible] البتہ یزید بن علی نے حضرت عتبہ کو نہیں پایا ۔

---

[1] [illegible] ۱۴۰۲ ھ [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

[4] مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲ ، دار الکتب العربی بیروت ، ۱۴۰۲ ھ

عن ابن عباس ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان لله ملائكة في الارض سوى الحفظة يكتبون ما يسقط من ورق الشجر فاذا اصاب احدكم عرجة بارض فلاة فليناد اعينوا عباد الله [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے محافظین کے سوا کچھ فرشتے ہیں جو درخت سے گرنے والے پتوں کو لکھتے ہیں جب کسی ویران زمین پر تم کو کوئی مشکل پیش آئے تو وہ یہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

عن عبد الله بن مسعود انه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فليناد يا عباد الله احبسوا يا عباد الله احبسوا يا عباد الله احبسوا فان لله حاضرا في الارض سيحبسه رواه ابو يعلى والطبراني و زاد سيحبسه عليكم - وفيه معروف بن حسان وهو ضعيف. [2]

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کی سواری کسی ویران زمین پر بھاگ جائے تو وہ یہ ندا کرے: اے اللہ کے بندو روک لو، اے اللہ کے بندو روک لو، اے اللہ کے بندو روک لو، کیونکہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے روکنے والے ہیں جو اس کو عنقریب روک لیں گے۔ اس کو امام ابو یعلیٰ اور طبرانی نے روایت کیا ہے اور طبرانی کی روایت میں یہ اضافہ ہے وہ اس کو تمہارے لیے روک لیں گے۔

رجال غیب (ابدال) سے استمداد کے متعلق علماء اسلام کے نظریات

علامہ نووی امام ابن السنی کی کتاب سے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

قلت حكى لي بعض شيوخنا الكبار في العلم انه انفلتت له دابة اظنها بغلة وكان يعرف هذا الحديث فقاله فحبسها الله عليهم في الحال، وكنت انا مرة مع جماعة فانفلتت منها بهيمة وعجزوا عنها فقلته فوقفت في الحال بغير سبب سوى هذا الكلام [3]

مجھ سے میرے بعض اساتذہ نے بیان کیا جو بہت بڑے عالم تھے کہ ایک مرتبہ ریگستان میں ان کی سواری بھاگ گئی ان کو اس حدیث کا علم تھا انھوں نے یہ کلمات کہے اے اللہ کے بندو روک لو، اللہ تعالیٰ نے اس سواری کو اسی وقت روک دیا۔ علامہ نووی فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں ایک جماعت کے ساتھ سفر میں تھا، اس جماعت کی ایک سواری بھاگ گئی، وہ اس کو روکنے سے عاجز آ گئے، میں نے یہ کلمات کہے تو بغیر کسی اور سبب کے صرف ان کلمات کی وجہ سے وہ سواری اسی وقت رک گئی۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲، دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
[2] " " " ، مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۱۳۲، " "
[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، کتاب الاذکار ص ۲۰۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، طبع رابع، ۱۳۷۵ھ

ملا علی قاری نے بھی علامہ نووی کی عبارت کو نقل کیا ہے۔ ۱؎

[illegible] ۲؎

ملا علی قاری، یا عباد اللہ کی شرح میں [illegible]

[illegible]

[illegible]

ہیں (یعنی اولیاء اللہ!)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

انہ مجرب۔ ۳؎ [illegible] مروی ہے کہ یہ امر مجرب ہے۔

شیخ شوکانی، حضرت ابن عباس کی روایت میں لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عثرت دابتہ او انفلتت ۴؎ [illegible] ہے۔

[illegible]

شعار تھا کہ وہ شدائد اور [illegible]

[illegible]

ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

۱؎ [illegible]

۲؎ [illegible]

۳؎ [illegible]

۴؎ [illegible] الحرز الثمین علی ہامش الدر الثمین ص ۳۴۹ [illegible]

۵؎ [illegible]

ثم برز خالد ودعا الی البراز ونادی بشعارهم وکان شعارهم یا محمداه وجعل لا یبرز الیه احد الا قتله[1]

پھر حضرت خالد بن ولید نے آگے بڑھ کر مقابلہ کی للکار دی اور للکارنے والوں کو دعوت قتال دی، پھر مسلمانوں کے معمول کے مطابق یا محمداہ کہہ کر نعرہ لگایا، پھر جو شخص بھی مقابلہ پر آتا اس کو قتل کر دیتے تھے۔

حافظ ابن کثیر بھی جنگ کے اس منظر کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ثم نادی بشعار المسلمین وکان شعارهم یومئذ یا محمداه[2]

پھر حضرت خالد نے مسلمانوں کے معمول کے مطابق نعرہ لگایا اور اس زمانہ میں ان کا معمول یا محمداہ کا نعرہ لگانا تھا۔

حافظ ابن اثیر اور ابن کثیر نے یہ تصریح کی ہے کہ عہد صحابہ اور تابعین میں شدائد اور ابتلاء کے وقت یا محمد کہنے کا معمول تھا، ندائے غائب کے منکرین کے لیے حافظ ابن کثیر کی بحث بڑی اہم ہے، اور ان کا یہ لکھنا کہ عہد صحابہ و تابعین میں یا محمداہ کہنے کا معمول تھا ان کے خلاف قوی حجت ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے مطالب عالیہ میں ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر عیسیٰ میری قبر پر کھڑے ہو کر "یا محمد" کہیں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔ اس حدیث کی تفصیل اس کتاب کے آخر میں ملاحظہ فرمائیں۔

ندائے یا محمد اور توسل میں علماء دیوبند کا موقف

شیخ رشید احمد گنگوہی "یا رسول اللہ" ... صلی اللہ علیہ وسلم ... کے جواز کی بحث میں لکھتے ہیں:

یہ خود معلوم آپ کو ہے کہ ندا غیر اللہ تعالیٰ کو دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں، مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیوے گا، یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جاوے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیویں گے جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہے، یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں، یا عرض حال محل تحسر و حرمان میں، ایسے مواقع میں گو کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہرگز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ، پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان کے ہوتے ہیں کہ فی حد ذاتہ نہ شرک ہیں نہ معصیت، مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ بھی کسی سے نقل نہیں ایسے اشعار کا پڑھنا مشائخ سے ورد کے طور پر ہو سکتا ہے (فی قرن) مگر ایسی طرح پڑھنا ورد ہر جگہ نا ... اگرچہ عقیدہ جواز کا ہو مگر بندہ پسند نہیں کرتا گو ان کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے۔[3]

گویا یا محمد یا رسول اللہ کہنے سے علماء دیوبند کا منع کرنا ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے ہے کوئی حکم شرعی نہیں ہے۔

شیخ گنگوہی سے سوال کیا گیا:

سوال: شعراء اس مضمون کے پڑھنے "یا رسول کبریا فریاد ہے، یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے، مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے" کیسے ہیں؟

---

1. امام محمد بن محمد ابن اثیر جزری متوفی ۶۳۰ھ، الکامل فی التاریخ ج ۲ ص ۲۴۶، مطبوعہ دار الکتاب العربیہ بیروت
2. حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۲۴ مطبوعہ دار الفکر بیروت
3. شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ، فتاوی رشیدیہ کامل ص ۷۸، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

جواب: [illegible]

[illegible] گے۔

[illegible] شیخ گنگوہی کی تصریح کے مطابق [illegible]

[illegible] ہر ذرہ میں بتاتے رہتے ہیں اور عام مسلمان اس فرق کو جانتے ہیں اس [illegible] وحدہ لاشریک مانتا ہے اور اس کی عبادت [illegible] مستقل سامع یا مستقل عالم گردانتا ہے البتہ ذاتی نا [illegible]

کا علماء کے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

شیخ رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں:

[illegible]

کرتا ہے۔

[illegible]

جواب: [illegible]

[illegible]

فتاوی رشیدیہ کامل ص ۹۴ [illegible]

[illegible]

اور مشابہ معتزلہ ہو گئے تھے لہٰذا فقہاء نے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا تو بہتر ہے کہ یہ لفظ کہے جو ان شبہوں سے سالم ہو۔ عبادت فقط۔ [1]

شیخ محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

سوال: بعض المہند کی عبارت پر کلام کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے نزدیک ایک جامع کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و اولیاء و صدیقین کا توسل جائز ہے ان کی حیات میں یا بعد وفات کے یوں طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت برآری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولانا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم مکی نے، پھر مولانا رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپ کر آج کل لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور مسئلہ کی تیسری جلد کے صفحہ نمبر ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ انتہی بلفظہ ص ۱۳۔ [2]

شیخ اشرف علی تھانوی حضرت عثمان بن حنیف کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

ف۔ اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃ بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں جو توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ [3]

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر کے زمانہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر بارش کی دعا کے لیے درخواست کی تھی اس کے متعلق شیخ محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور حافظ ابن کثیر، حافظ ابن حجر اور علامہ سمہودی وغیرہ اس روایت کی تصحیح کرتے ہیں امام ابن جریر اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ سنہ ۱۸ھ میں ہوا (تاریخ طبری ج ۴ ص ۹۶ و البدایہ ج ۷ ص ۹۰) اور مورخ عبدالرحمان بن محمد بن خلدون المتوفی ۸۰۸ھ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ سنہ ۱۸ھ کا ہے (ابن خلدون ج ۲ ص ۹۷۸)

یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے تقریباً سات آٹھ سال بعد پیش آیا اس وقت حضرات صحابہ کرام موجود تھے خواب دیکھنے والے کوئی مجہول شخص نہیں تھے بلکہ جلیل القدر صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی المتوفی ۶۰ھ رضی اللہ عنہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جا کر طلب دعا کرنا اگر شرک ہوتا تو یہ جلیل القدر صحابی یہ کاروائی ہرگز نہ کرتے۔

یہ معاملہ صرف خواب کا نہیں ہے بلکہ اس سچے خواب کو خلیفہ راشد حضرت عمر کی تائید و تصویب حاصل ہے اور ان کی یہ کارروائی علیکم بسنتی و سنۃ الخلفاء الراشدین کے تحت سنت کا جز یا ورنہ استحباب کا تو اقل درجہ ضرور ثابت ہو گا۔

---

[1] شیخ رشید احمد گنگوہی متوفی ۱۳۲۳ھ، فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۵، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی

[2] شیخ محمد سرفراز خان صفدر گکھڑوی، تسکین الصدور ص ۳۶۳، مطبوعہ ادارہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

[3] شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، نشر الطیب ص ۲۵۳، مطبوعہ تاج کمپنی کراچی

[illegible]

علیہ واصحابی باعث نجات اور رشد وفلاح ہے۔ [1]

نیز شیخ محمد سرفراز خاں صفدر لکھتے ہیں:

[illegible]

[1] [illegible]

کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ قبر میں زندہ ہوں، جو ذرا جب ثابت ہیں ص ۴۰) اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی یہ سارا واقعہ ذکر کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ: پس ثابت ہو کہ اس آیت کریمہ کا حکم، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی باقی ہے۔ ... ب ص ۲۳۰)، ان کا یہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر شفاعت مغفرت کی درخواست کرنا آپ کی حیات کے زمانہ سے ثابت ہے بلکہ امام سبکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس معنی میں عام ہے شفاء السقام ص ۲۸ ... جو بارہ سو سال میں یہ کارروائی ہوتی مگر کسی نے انکار نہیں کیا جو اس کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے۔ ۵

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنے کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے شیخ ابن تیمیہ، شیخ ابن قیم اور شیخ ابن عبدالہادی وغیرہم کی ایک یہ دلیل ہے کہ حضرات صحابہ کرام، ائمہ دین اور سلف صالحین سے یہ کارروائی ثابت نہیں اگر یہ جائز ہوتی تو وہ ضرور ایسا کرتے۔ اس کے جواب میں شیخ محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں:

یہ ان حضرات کا ایک علمی مغالطہ ہے کیونکہ قبر کے پاس حاضر ہو کر سفارش کرانا اور طلب دعا نہ تو فرض و واجب ہے اور نہ سنت مؤکدہ، تاکہ یہ حضرات اس پر خواہ مخواہ عمل کرتے، ہاں البتہ وہ اس کارروائی کے نہ کرنے پر وہ ملامت کے روادار نہیں اس کارروائی کے متعلق اس کو صرف جائز ہی کہتے ہیں اور جواز کے اثبات کے لیے حضرت بلال بن حارث کا یہ فعل جس کو حضرت عمر اور دیگر حضرات صحابہ کرام نے تائید کی ہے کیا کم ہے؟ اگر حضرت ابن عمر صحابی اور منصور نے ایسا نہیں کیا تو بلال بن حارث نے کیا بلال بن حارث اور ان کی اس کارروائی کے منکر نہیں جبکہ صحابہ ہی ہیں، اگرچہ حافظ ابن تیمیہ اس کارروائی کے اس ... کو نہیں مانتے مگر اس کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ کارروائی بعض متاخرین سے ثابت ہے تسکین الصدور ص ... ۶

خلاصہ یہ ہے کہ تمام اکابر اہل حق علماء دیوبند کے نزدیک رسول اللہ کی جانب سے ... رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقربین کے وسیلہ سے دعا کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا بھی جائز ہے بلکہ مستحب ہے اور ہم بھی اس سے زیادہ نہیں کہتے۔

ندائے غیر اللہ اور توسل کے متعلق مصنف کا موقف

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے ... کے متعلق ہم نے احادیث اور فقہاء اسلام کی عبارات نقل کی ہیں اس سے ہمارا صرف یہ منشاء ہے کہ وہ مسلمان جو شدائد اور مصائب میں یا رسول اللہ اور یا غوث کہہ کر پکارتے ہیں ان کو یہ لوگ مشرک قرار دیتے ہیں اور ان کا ہر طرح سے خون مباح کرتے ہیں، ان کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ یہ کتنا شدید ظلم اور زیادتی ہے کیونکہ جو لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت غوث اعظم قدس سرہ کو پکارتے ہیں وہ ان کو بہرحال اللہ کی مخلوق اور اس کا مقرب بندہ گردانتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ حقیقی کارساز صرف اللہ تعالیٰ ہے اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا ہر فعل اور ہر تصرف اللہ تعالیٰ کے اذن اس کی مشیت اور اس کی دی ہوئی طاقت کے تابع ہے انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام ہوں یا عام انسان اس کائنات میں جو بھی جو فعل صادر ہوتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قدرت سے صادر ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ کے بغیر کسی مخلوق کو کسی شے پر ذرہ برابر بھی قدرت نہیں ہے اور اس اعتقاد کے ساتھ ندائے غیر اللہ کو علماء دیوبند بھی جائز کہتے ہیں جیسا کہ شیخ گنگوہی کے حوالے سے گذر چکا ہے۔

۵۔ شیخ محمد سرفراز خان صفدر گکھڑوی، تسکین الصدور ص ۳۷۵-۳۷۲، مطبوعہ ادارہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ
۶۔ " " " " تسکین الصدور ص ۳۵۴،

[illegible]

کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

[illegible]

مانگا جائے اور اسی سے درخواست کی جائے اور انبیاء و اولیاء کا وسیلہ اس کی بارگاہ میں پیش کیا جائے، کیونکہ حقیقت حقیقت ہے اور مجاز مجاز ہے، یا بارگاہ انبیاء و اولیاء سے درخواست کی جائے کہ آپ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں کہ ہماری مشکلیں آسان فرما دے اور حاجتیں برلائے، اس طرح کسی کو غلط فہمی بھی پیدا نہیں ہوگی اور مخالفات کی خلیج بھی ... خلاصہ یہ ہے کہ ندائے غیر اللہ اعتقاد مذکور کے ساتھ ہرچند کہ جائز ہے لیکن افضل، اولیٰ اور احسن یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کیا جائے اور اسی سے استمداد اور استعانت کی جائے جیسا کہ حدیث مذکور کا تقاضا ہے۔

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام سے استمداد، نداء اور توسل کے متعلق ہم نے بہت طویل بحث کی ہے ... اس مسئلہ میں جانبین سے غلو کیا جاتا ہے، شیخ ابن تیمیہ، ابن قیم اور ابن عبد الوہاب کے پیروکار اور علماء ... سے استمداد اور وصال کے بعد ان کے توسل سے دعا مانگنے کو ناجائز اور شرک کہتے ہیں اور بعض غالی ... اللہ سے دعا مانگنے کے بجائے معاملہ میں غیر اللہ کی دہائی دیتے ہیں ... کو پکارتے ہیں اور ... کی نذر مانتے ہیں ... قرآن مجید، احادیث صحیحہ ... کی روشنی میں حق کو واضح کروں ... کہ مسلمان ... اللہ تعالیٰ سے دعا اور استعانت کا رشتہ منقطع کیا جائے اور نہ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی تعظیم و تکریم میں کوئی کمی کی جائے۔

الٰہ العالمین! اس مسئلہ میں ... افراط و تفریط سے محفوظ رکھ ... صراط مستقیم پر گامزن فرما، مجھے اس کتاب کے مکمل کرنے کی توفیق مرحمت فرما، اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما، اس کتاب کو میری بخشش کا ذریعہ بنا دے اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے۔ و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد سید المرسلین

بَابُ صِلَةِ أَصْدِقَاءِ الْأَبِ وَالْأُمِّ وَنَحْوِهِمَا

والدین کے دوستوں سے نیکی کرنے کا بیان

۶۳۹۰ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ أَبِي أَيُّوبَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ أَبِي الْوَلِيدِ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَجُلًا مِنَ الْأَعْرَابِ لَقِيَهُ بِطَرِيقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ وَحَمَلَهُ عَلَى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ وَأَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلَى رَأْسِهِ فَقَالَ ابْنُ دِينَارٍ فَقُلْنَا لَهُ أَصْلَحَكَ اللهُ إِنَّهُمُ الْأَعْرَابُ وَإِنَّهُمْ يَرْضَوْنَ بِالْيَسِيرِ فَقَالَ عَبْدُ اللهِ إِنَّ أَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِعُمَرَ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو مکہ کے راستہ میں ایک بدوی ملا، حضرت عبد اللہ نے اس کو سلام کیا اور جس گدھے پر خود سوار تھے اس دیہاتی کو بھی اس پر بٹھا لیا اور اپنے سر سے عمامہ اتار کر اس کو عطا کر دیا، ابن دینار کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کو خیر سے رکھے، یہ دیہاتی لوگ ہیں یہ معمولی چیز سے بھی خوش ہو جاتے ہیں، حضرت عبد اللہ بن عمر نے کہا: اس شخص کا باپ حضرت عمر بن الخطاب کا دوست تھا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی

۱۔ علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری نقشبندی، ندائے یا رسول اللہ ص ۱۲، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور، ۱۴۰۵ھ

[illegible]

۶۳۳۹ حَدَّثَنِي [illegible]

[illegible] سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ کوئی شخص اپنے باپ کے دوستوں سے نیکی کرے۔

۶۳۴۰ حَدَّثَنَا [illegible]

[illegible] الْحِمَارِ إِذَا مَرَّ بِهِ أَعْرَابِيٌّ [illegible] فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ فَقَالَ بَلَى [illegible] أَعْطَيْتَ هَذَا الْأَعْرَابِيَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ [illegible]

[illegible] سہولت تھی اور آپ نے اس کو وہ عمامہ [illegible]

باپ کی وفات کے بعد اس سے نیکی کرنے کے طریقے

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں: [illegible]

ان کے ساتھ صلہ رحمی کرو اور ان کے دوستوں کی تعظیم و تکریم کرو۔ [1]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن سعد بن عبادۃ انہ قال یارسول اللہ ان ام سعد ماتت فای الصدقۃ افضل قال الماء فحفر بیرا وقال ھذہ لام سعد۔ [2]

حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا یارسول اللہ! سعد کی والدہ فوت ہو گئیں تو کون سی چیز کا صدقہ کرنا افضل ہے؟ آپ نے فرمایا پانی کا، سو انہوں نے کنواں کھدوایا اور کہا یہ سعد کی ماں کے لیے ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی والدہ فوت ہو گئیں، وہ اس وقت موجود نہ تھے، انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری غیر موجودگی میں میری والدہ فوت ہو گئیں، اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا ان کو نفع پہنچے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں، انہوں نے کہا میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اپنا پھلدار باغ ان کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ [3]

بَابُ تَفْسِيرِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ

نیکی اور گناہ کی تفسیر

۶۳۹۳ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ سَأَلْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْبِرِّ وَالْإِثْمِ فَقَالَ الْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْإِثْمُ مَا حَاكَ فِي صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ أَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

نواس بن سمعان انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی اور گناہ کے متعلق سوال کیا آپ نے فرمایا: نیکی حسن خلق ہے اور گناہ وہ چیز ہے جو تمہارے دل میں کھٹکتی ہے اور تم یہ ناپسند کرو کہ لوگ اس پر مطلع ہوں۔

۶۳۹۴ - حَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مُعَاوِيَةُ يَعْنِي ابْنَ صَالِحٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ نَوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ أَقَمْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِينَةِ سَنَةً مَا يَمْنَعُنِي مِنَ

نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ میں رہا اور مجھے آپ سے سوالات کرنے کے سوا کوئی چیز ہجرت کرنے سے مانع نہیں تھی، ہم میں سے جو شخص بھی ہجرت کرلیتا تھا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی چیز کے

---

[1] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۴۴، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان، لاہور، ۱۴۰۵ھ

[2] " " " " سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۳۶، " " "

[3] امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[illegible]

... علیہ الاسلام ...

... نہیں کرتا تھا، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ... [illegible]

دل میں کھٹکنے والی چیز کے گناہ ہونے کی وضاحت

[illegible]

... کا لفظ ان تمام معانی کو جامع ہے۔

[illegible]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible]

باب صِلَةِ الرَّحِمِ وَتَحْرِيمِ قَطِيعَتِهَا

صلہ رحم کا حکم اور قطع رحمی کی ممانعت

۶۴۹۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ جَمِيلِ ... [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ... [illegible]

[illegible]

وَهُوَ ابْنُ أَبِي مُزَرِّدٍ مَوْلَى بَنِي هَاشِمٍ حَدَّثَنِي عَمِّي أَبُو الْحُبَابِ سَعِيدُ بْنُ يَسَارٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ خَلَقَ الْخَلْقَ حَتَّى إِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ فَقَالَتْ هَذَا مَقَامُ الْعَائِذِ مِنَ الْقَطِيعَةِ قَالَ نَعَمْ أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ أَصِلَ مَنْ وَصَلَكِ وَأَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ قَالَتْ بَلَى قَالَ فَذَاكِ لَكِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اقْرَءُوا إِنْ شِئْتُمْ فَهَلْ عَسَيْتُمْ إِنْ تَوَلَّيْتُمْ أَنْ تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ وَتُقَطِّعُوا أَرْحَامَكُمْ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فَأَصَمَّهُمْ وَأَعْمَى أَبْصَارَهُمْ أَفَلَا يَتَدَبَّرُونَ الْقُرْآنَ أَمْ عَلَى قُلُوبٍ أَقْفَالُهَا

کہ کہا یہ قطع رحم سے پناہ مانگنے والے کا مقام ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا کیا تو اس سے راضی نہیں ہو کہ جو تجھ سے واصل ہوں گا جو تجھ سے واصل ہوگا اور اس سے قطع کروں گا جو تجھ سے منقطع ہوگا۔ رحم نے کہا، کیوں نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ تمہارا حق ہے۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو (ترجمہ) تو تم سے یہ بات کے قریب ہے کہ اگر تم حکومت حاصل کر لو تو زمین میں فساد کرو اور قطع رحمی کرو۔ یہ وہ لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان کو بہرا کر دیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو کیا یہ قرآن میں غور نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل لگے ہوئے ہیں۔

۶۳۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي مُزَرِّدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ رُومَانَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُولُ مَنْ وَصَلَنِي وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَنِي قَطَعَهُ اللَّهُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رحم عرش کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور یہ کہہ رہا ہے کہ جس نے مجھ سے تعلق جوڑا اللہ اس کے ساتھ تعلق جوڑے گا اور جس نے میرے ساتھ تعلق منقطع کیا اللہ تعالیٰ اس سے تعلق منقطع کر دے گا۔

۶۳۹۷ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ قَالَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَ سُفْيَانُ يَعْنِي قَاطِعَ رَحِمٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاطع (رشتہ داروں سے قطع تعلق کرنے والا) جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ سفیان نے کہا یعنی قاطع رحم

۶۳۹۸ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ أَسْمَاءَ الضُّبَعِيُّ حَدَّثَنَا جُوَيْرِيَةُ عَنْ مَالِكٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَنَّ مُحَمَّدَ بْنَ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَاهُ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعُ رَحِمٍ

حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قاطع رحم جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

۶۳۹۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ

اسی سند کے ساتھ اس کی مثل مروی ہے۔ حضرت

صلہ رحم کرے۔

کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے یا اس کی عمر دراز کی جائے وہ صلہ رحم کرے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک

ان سے تعلق جوڑتا ہوں اور وہ مجھ سے تعلق توڑتے

برائی کرتے ہیں، میں ان کے ساتھ بردباری کے ساتھ

اس باب کی حدیث میں ہے رحم کو... ہو جائے گا...

حَدَّثَنِي

وَحَدَّثَنِي

حَدَّثَنِي

اتصال کو رحم کہتے ہیں، اتصال ایک معنی مصدری ہے اور معنی مصدری میں قیام وغیرہ متصور نہیں ہوتا، سو رحم کے کھڑے ہونے اور اس کے کلام کرنے سے تمثیل اور استعارہ مراد ہے، اس تمثیل سے رحم کی فضیلت اور صلہ رحم کرنے والے کا اجر و ثواب اور قطع رحم کرنے والے کا عذاب بیان کرنا مقصود ہے، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رحم کے کھڑے ہونے سے فرشتہ کا کھڑا ہونا مراد ہو اور رحم کے بولنے سے فرشتے کا بولنا مراد ہے۔

علامہ نے بیان کیا ہے کہ وصل کی حقیقت رحمت و شفقت ہے، اللہ تعالیٰ کے وصل کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ بندوں پر لطف و کرم فرمائے گا اور بندوں پر احسان کرے گا اور ان کو نعمتوں سے نوازے گا۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس پر اتفاق ہے کہ فی الجملہ صلہ رحم کرنا واجب ہے اور قطع رحم کرنا معصیت کبیرہ ہے، بکثرت احادیث میں اس کا بیان ہے، البتہ صلہ رحم کے درجات ہیں جو بعض سے بعض ارفع ہیں، سب سے کم درجہ یہ ہے کہ ترک تعلق کو ختم کیا جائے اور کلام سے وصل کیا جائے خواہ وہ سلام کے ذریعہ ہو، حاجت اور قدرت کے اعتبار سے وصل کے مراتب مختلف ہیں، بعض واجب ہیں اور بعض مستحب ہیں، اگر کسی شخص نے مکمل وصل نہیں کیا اور کچھ وصل کر دیا تو اس کو قاطع رحم نہیں کہا جائے گا اگر کسی شخص نے اپنے فرائض اور واجبات سے کوتاہی کی اور اس پر جتنا وصل تھا اتنا نہیں کیا تو اس کو واصل نہیں کہا جائے گا، اس میں بھی اختلاف ہے کہ جس رحم کا صلہ واجب ہے اس کی حد کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ وہ رشتہ جس سے نکاح حرام ہو ان سے صلہ رحم واجب ہے اس قول پر چچا زاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد اور خالہ زاد بھائی بہنوں سے صلہ رحم واجب نہیں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ تمام ذوی الارحام کے ساتھ صلہ رحم واجب ہے اور تمام وہ رشتہ دار جو وراثت میں حصہ پا سکتے ہوں وہ سب ذوی الارحام ہیں، یہ دوسرا قول صحت کے زیادہ قریب ہے، کیونکہ حدیث میں باپ کے دوستوں سے بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے حالانکہ وہ محرم نہیں ہیں۔ ؎

قاطع رحم کے جہنمی ہونے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۴۲۹ میں ہے کہ قطع رحم کرنے والا جنت میں نہیں جائے گا۔ اس حدیث کی ایک توجیہ یہ ہے کہ جو شخص بغیر کسی سبب اور بغیر کسی شبہ کے قطع رحم کی حرمت کے علم کے باوجود اس کو حلال سمجھتا ہو وہ کافر ہے، جہنم میں ہمیشہ رہے گا اور جنت میں نہیں جائے گا، دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ سابقین اولین کے ساتھ جنت میں نہیں جائے گا بلکہ وہ کچھ دیر سے جائے گا حتیٰ کہ اس کو سزا مل جائے۔

صلہ رحم سے رزق اور عمر بڑھنے کا تقدیر و قدرت سے تعارض اور اس کا جواب

حدیث نمبر ۶۴۰۰ میں ہے: جو شخص یہ پسند کرتا ہو کہ اس کے رزق میں کشادگی کی جائے یا اس کی عمر دراز کی جائے وہ صلہ رحم کرے۔

اس حدیث پر یہ اشکال وارد ہوتا ہے کہ عمر اور رزق تو تقدیر الٰہی میں مقرر اور معین ہو چکے، اب ان میں زیادتی کیسے ہو سکتی ہے؟ جب کہ عمر کے متعلق قرآن مجید میں یہ تصریح ہے:

ولکل امۃ اجل فاذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔

ہر گروہ کے لیے ایک مدت مقرر ہے، جب ان کا وقت مقرر آ جائے گا تو وہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکیں گے

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

نہ آگے بڑھ سکیں گے۔ (اعراف: ۳۴)

اس اشکال کے حل کے لیے متعدد جوابات دیے گئے ہیں، ان میں سے صحیح جواب یہ ہے کہ عمر میں زیادتی سے مراد یہ ہے کہ عمر میں برکت دی جائے، اور عبادت کی توفیق دی جائے، اور اس کی زندگی کے اوقات کو ان کاموں پر صرف کیا جائے جن سے اس کو آخرت میں نفع ہو، اور فضول اور غیر مفید کاموں میں ضیاع وقت سے اس کو محفوظ رکھا جائے، دوسرا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا تعلق تقدیر معلق سے ہے تقدیر مبرم سے نہیں ہے، مثلاً فرشتوں کو لوح محفوظ میں یہ دکھایا جاتا ہے کہ فلاں کی عمر ساٹھ سال ہے اور اگر اس نے صلہ رحمی کی تو اس کی عمر چالیس سال بڑھا دی جائے گی، لیکن اللہ تعالیٰ کو علم ہوتا ہے کہ اس نے صلہ رحمی کرنا ہے یا نہیں، اور اس کی عمر کتنی ہے، قرآن مجید کی اس آیت سے یہی مراد ہے اور یہی تقدیر مبرم ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ اس کے مرنے کے بعد دنیا میں اس کا ذکر جمیل باقی رہے گا اور اس کے اعمال صالحہ کا اجر مرنے کے بعد بھی جاری رہے گا، قرآن مجید میں ہے:

انا نحن نحی الموتی و نکتب ما قدموا و آثارهم (یٰس: ۱۲) — بے شک ہم ہی مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم ان کے آگے بھیجے ہوئے اعمال اور نشانات کو لکھ رہے ہیں۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی:

واجعل لی لسان صدق فی الآخرین (شعراء: ۸۴) — میرے بعد آنے والوں میں میرا ذکر جمیل جاری رکھ۔

خلاصہ یہ ہے کہ عمر کی زیادتی کا یہ معنی بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے مرنے کے بعد اس کے حسنات کے [illegible] کو جاری رکھے۔

حدیث نمبر ۶۴۰۲ میں ہے: جو شخص قطع رحم کرنے والے کے ساتھ صلہ رحمی کرتا ہے وہ گویا ان کو گرم راکھ کھلاتا ہے [illegible] میں جلتی ہوئی راکھ کھانے کو ان کے عذاب سے تشبیہ دی ہے جو قطع رحم کرنے کی وجہ سے ان کو پہنچتا ہو گا [illegible] رہے ہیں [illegible] اس کا مطلب یہ ہے کہ تم ان کے ساتھ مسلسل نیکیاں کر رہے ہو [illegible] اور ان کی بدسلوکی [illegible] کی حفاظت [illegible] اس حدیث میں ہے: جب تک تم اس روش پر رہو گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلہ میں تمہارا ایک مددگار رہے گا، اس کا معنی یہ ہے کہ ان کی جفا کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں صبر کی توفیق [illegible] مدد کرے گا [illegible] بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ جس شخص کے متعلق یہ گمان ہو کہ وہ سلام کا جواب نہیں دے گا اس کو سلام مت کرو، کیونکہ تم سلام کر کے اس کو حرام کا مرتکب کر رہے ہو، یہ بالکل غلط ہے، بلکہ تم اس کو سلام کرو [illegible] کسی نفی امر کی وجہ سے سنت کو مت ترک کرو [illegible] حسن سلوک [illegible] کی ہدایت دی [illegible] برائی کا جواب اچھائی سے دینے کا [illegible][1]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بَابُ ۹۰۲ تَحْرِيمِ التَّحَاسُدِ وَالتَّبَاغُضِ وَالتَّدَابُرِ

حسد، بغض اور کسی سے روگردانی کرنے کی حرمت

۶۴۰۳ - حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ ایک مسلمان کے لیے اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرنا جائز نہیں ہے۔

۶۴۰۴ - حَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ الزُّبَيْدِيُّ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ - وَحَدَّثَنِيهِ حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ - عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مَالِكٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو مزید سندیں بیان کیں۔

۶۴۰۵ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ ابْنُ عُيَيْنَةَ وَلَا تَقَاطَعُوا

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے اس میں "لا تقاطعوا" "قطع تعلق نہ کرو" کے الفاظ ہیں۔

۶۴۰۶ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ جَمِيعًا عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ أَمَّا رِوَايَةُ يَزِيدَ عَنْهُ فَكَرِوَايَةِ سُفْيَانَ عَنِ الزُّهْرِيِّ يَذْكُرُ الْخِصَالَ الْأَرْبَعَةَ جَمِيعًا وَأَمَّا حَدِيثُ عَبْدِ الرَّزَّاقِ وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا

عبدالرزاق کی روایت میں ہے: حسد نہ کرو، ترک تعلق نہ کرو اور نہ ایک دوسرے سے روگردانی کرو۔

۶۴۰۷ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَقَاطَعُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، اور قطع تعلق نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی ہو جاؤ۔

۶۴۰۸ - حَدَّثَنِيهِ عَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَزَادَ ذَكَرَ ... عَزَّ وَجَلَّ ...

یہ حدیث ایک اور سند سے مروی ہے اس میں ہے جیسا کہ اللہ نے حکم دیا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

[illegible] ... ایک دوسرے سے قطع تعلق کرنا ... کسی شخص کی نعمت کے زوال کی تمنا کرنا ... ایک دوسرے کے ساتھ ... بعض علماء ... سے مقصود ہے کہ ان اسباب ... [illegible]

باب ۹۰۳ تَحْرِيمِ الْهَجْرِ فَوْقَ ثَلاَثٍ بِلاَ عُذْرٍ شَرْعِيٍّ

بغیر عذر شرعی کے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرنے کی حرمت

۶۴۰۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَزِيدَ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الأَنْصَارِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم قَالَ ‏"‏ لاَ يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلاَثِ لَيَالٍ يَلْتَقِيَانِ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا وَخَيْرُهُمَا الَّذِي يَبْدَأُ بِالسَّلاَمِ ‏"‏ ‏.‏

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے بھائی سے تین راتوں سے زیادہ ترک تعلق کرے، کہ دونوں ملیں تو یہ اس سے منہ پھیرے اور وہ اس سے منہ پھیرے، اور ان دونوں میں بہتر وہ ہے جو سلام کرنے میں پہل کرے۔

۶۴۱۰ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنَا حَاجِبُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ح وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ وَمِثْلِ حَدِيثِهِ إِلاَّ قَوْلَهُ ‏"‏ فَيُعْرِضُ هَذَا وَيُعْرِضُ هَذَا ‏"‏ ‏.‏ فَإِنَّهُمْ جَمِيعًا قَالُوا فِي حَدِيثِهِمْ غَيْرَ مَالِكٍ ‏"‏ فَيَصُدُّ هَذَا وَيَصُدُّ هَذَا ‏"‏ ‏.‏

دوسری سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے ... سب میں یہ الفاظ ہیں "فیصد هذا ویصد هذا"۔

۶۴۱۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ ...

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ...

ابن فُدَيْكٍ أَخْبَرَنَا الضَّحَّاكُ (وَهُوَ ابْنُ عُثْمَانَ) عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَحِلُّ لِلْمُؤْمِنِ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے لیے تین دن کے بعد ترک تعلق جائز نہیں ہے

۶۴۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا هِجْرَةَ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دن کے بعد ترک تعلق جائز نہیں ہے۔

تین دن تک ترک تعلق معاف رکھنے کی وجہ

علامہ نووی لکھتے ہیں: علماء نے یہ کہا ہے کہ اس باب کی احادیث سے یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کا ایک دوسرے سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرنا جائز نہیں ہے، اور اس حدیث کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ تین دن تک ترک تعلق رکھنا جائز ہے اور تین دن کے لیے ترک تعلق اس لیے معاف کیا گیا ہے کہ غضب اور غصہ انسان کی فطرت میں ہے، اور تین دن میں غالباً غضب کم ہو جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے اور علماء مفہوم مخالف کے قائل نہیں ہیں وہ تین دن کے لیے ترک تعلق کی رخصت کے بھی قائل نہیں ہیں۔

امام مالک اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ سلام کرنے سے ترک تعلق ختم ہو جاتا ہے، اور ترک تعلق کا گناہ ساقط ہو جاتا ہے۔ فقہاء شافعیہ نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص خط لکھے یا پیغام بھیج دے تو اس میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ اب ترک تعلق ختم ہو گیا اور ایک قول یہ ہے کہ جب تک بات نہ کرے ترک تعلق ختم نہیں ہوگا۔

اس حدیث میں یہ ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں اس سے معلوم ہوا کہ کفار فروع کے مخاطب نہیں ہیں اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ کفار بھی احکام فرعیہ کے مخاطب ہیں اور اس حدیث میں مسلمان کی قید اس لیے ہے کہ مسلمان ہی احکام شرعیہ کو قبول کرتے ہیں اور ان سے نفع اٹھاتے ہیں۔[1]

بطور تادیب اور عتاب تین دن سے زیادہ ترک تعلق کا جواز

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں: حدیث شریف میں تین دن سے زیادہ جس ترک تعلق کی ممانعت ہے، اس سے مراد یہ ہے کہ لوگ حقوق معاشرت یا حقوق صحبت میں تقصیر کی بنا پر ایک دوسرے سے رنجیدہ ہو جاتے ہیں یا کسی کے عیب نکالتے یا کسی دنیوی معاملہ میں غضب ناک ہو کر ترک تعلق کر لیتے ہیں سو اس قسم کے معاملہ میں تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کسی شرعی عیب یا معصیت کی بناء پر ترک تعلق کیا جائے تو وہ جائز ہے کیونکہ جب تک اس شرعی عیب یا معصیت کو ترک نہ کیا جائے اور اس کام کا مرتکب اس سے توبہ نہ کر لے اس سے دائماً ترک تعلق رہے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حضرت کعب بن مالک اور ان کے اصحاب (جو سستی کی وجہ سے غزوہ تبوک میں نہیں گئے تھے) سے ترک تعلق کیا جائے سو ان سے پچاس دن ترک تعلق رہا حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ماہ تک ازواج مطہرات سے ترک تعلق رکھا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابن زبیر سے ایک مدت

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

کا حق باقی رہا قطع تعلق تو وہ صرف مرتدین، مخالفین اسلام اور معصیت پر اصرار کرنے والوں کے ساتھ جائز ہے۔

اہل بدعت اہل معصیت اور مخالفین اسلام سے میل جول کی ممانعت کے متعلق قرآن مجید کی آیات.

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

وقد نزل علیکم فی الکتاب ان اذا سمعتم ایات اللہ یکفر بھا ویستھزا بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم۔

(نساء: ۱۴۰)

اور بے شک کتاب میں تم پر یہ حکم نازل کیا گیا ہے کہ جب تم سنو اللہ کی آیات کا انکار کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے، تو ان کے ساتھ نہ بیٹھو حتی کہ وہ کسی دوسری بات میں مشغول ہو جائیں (ورنہ) بلاشبہ تم بھی انہی کی مثل ہو جاؤ گے۔

واذا رایت الذین یخوضون فی ایاتنا فاعرض عنھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ واما ینسینک الشیطن فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین۔

(انعام: ۶۸)

اور (اے مخاطب!) جب تو ان لوگوں کو دیکھے جو ہماری آیات میں کج بحثی کرتے ہیں تو ان سے منہ پھیر لے حتی کہ وہ کسی اور بات میں بحث کرنے لگیں، اور اگر اے مخاطب! اگر تجھے شیطان بھلا دے تو یاد آنے کے بعد تو ظالموں کے ساتھ نہ بیٹھ۔

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔

(ھود: ۱۱۳)

جن لوگوں نے ظلم کیا ان کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تم کو (دوزخ کی) آگ پہنچے گی۔

اہل بدعت، اہل معصیت اور مخالفین اسلام سے میل جول کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار:

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی اخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم من الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا اباؤکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم[1]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے جو تمہارے پاس ایسی احادیث بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ تمہارے باپ دادا نے، سو تم ان سے دور رہو وہ تم سے دور رہیں وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور تم کو فتنہ میں نہ ڈال دیں۔

امام ترمذی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عن جابر [illegible] صلى الله عليه وسلم قال [illegible] يؤمن بالله واليوم الآخر فلا [illegible] على [illegible] عليها بالخمر هذا حديث حسن غريب

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور روز آخرت پر [illegible] [illegible]

[illegible] روایت کیا ہے [illegible] امام احمد بن حنبل [illegible] نے بھی روایت کیا ہے، اور حافظ الہیثمی نے بھی [illegible]

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

[illegible]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] [illegible] امت کے مجوس ہیں [illegible] [illegible]

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ حضرت [illegible]

[illegible] في [illegible]

امام ابوداؤد نے یہ الفاظ روایت کیے ہیں:

[illegible]

امام بیہقی نے بھی یہ الفاظ روایت کیے ہیں۔

امام دارمی روایت کرتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

تعرفون بلہ

مشتبہ کردیں گے۔

عن ابن عمر انہ جاءہ رجل فقال۔ ان فلانا یقرء علیک السلام قال بلغنی انہ قد احدث فان کان احدث فلا تقرء علیہ السلام ۲

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان کے پاس آکر کہا فلاں شخص آپ کو سلام کہتا ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ وہ شخص بدعتی ہو گیا ہے اگر وہ واقعی بدعتی ہو گیا ہے تو اس کو میرا سلام نہ کہنا۔

عن الحسن وابن سیرین انہما قالا لا تجالسوا اھل الاھواء ولا تجادلوھم ولا تسمعوا منہم ۳

حسن بصری اور ابن سیرین نے کہا بدمذہب لوگوں کے پاس مت بیٹھو اور نہ ان سے بحث کرو اور نہ ان سے احادیث سنو۔

ملا علی متقی بیان کرتے ہیں:

عن معاذ من مشی الی صاحب بدعۃ لیوقرہ فقد اعان علی ھدم الاسلام ۴ (طبرانی وحلیۃ الاولیاء)

حضرت معاذ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص کسی بدعتی کی تعظیم کرنے کے لیے گیا، اس نے اسلام کے منہدم کرنے پر اعانت کی۔

اہل بدعت، اہل معصیت اور مخالفین اسلام سے میل جول کی ممانعت کے متعلق فقہاء اسلام کی تصریحات

امام قرطبی سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۴۰ انکم اذا مثلھم "اگر تم ان کے ساتھ بیٹھے رہے تو تم ان ہی شمار ہوگے" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جب اصحاب معصیت سے کوئی معصیت ظاہر ہو تو ان سے اجتناب کرنا واجب ہے کیونکہ جو شخص ان سے اجتناب نہیں کرے گا وہ ان کے فعل پر راضی ہوگا، اور کفر پر راضی ہونا بھی کفر ہے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا انکم اذا مثلھم، سو ہر وہ شخص جو کسی معصیت کی مجلس میں بیٹھا اور اس نے معصیت پر انکار نہیں کیا تو وہ ان لوگوں کے گناہ میں برابر کا شریک ہے، اس پر لازم ہے کہ جب وہ لوگ معصیت کے متعلق گفتگو کریں یا اس پر عمل کریں تو ان پر انکار کرے اور اگر انکار کی قدرت نہیں رکھتا تو اٹھ جائے تاکہ اس آیت کا مصداق نہ بنے، حضرت عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ انہوں نے کچھ لوگوں کو شراب پیتے ہوئے پکڑا، ان میں سے ایک شخص کے متعلق آپ کو بتایا گیا کہ وہ روزہ دار ہے، حضرت عمر بن عبدالعزیز نے یہ آیت پڑھی انکم اذا مثلھم یعنی معصیت پر راضی ہونا بھی معصیت ہے، حتیٰ کہ فاعل اور جو اس عمل پر راضی ہو، دونوں کو سزا دی جائے گی۔ ۵

۱۔ امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ، سنن دارمی ج ۱ ص ۹۰، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

۲۔ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ، سنن دارمی ج ۱ ص ۹۱-۹۰، ؍؍

۳۔ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ؍؍ ، سنن دارمی ج ۱ ص ۹۱ ؍؍ ؍؍

۴۔ علامہ علی متقی بن حسام الدین برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱ ص ۲۲۲، مطبوعہ موسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

۵۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۵ ص ۴۱۸، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

سورۂ انعام کی آیت نمبر ۶۸ کی تفسیر میں علامہ قرطبی لکھتے ہیں

علامہ ابن العربی نے کہا اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ اہل معاصی کی مجلس میں بیٹھنا جائز نہیں ہے [illegible] شخص اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کرے اور ان کا مذاق اڑائے اس کی مجلس کو چھوڑ دینا واجب ہے خواہ وہ مسلمان [illegible] دشمن کے ملک [illegible] عبادت گاہوں [illegible] کی مجالس میں [illegible] دوستی نہیں کی جائے نہ ان سے کلام کیا جائے [illegible] فضیل بن عیاض نے کہا جو شخص کسی [illegible] اللہ تعالیٰ اس کے [illegible] بیان [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے پر مدد کی [illegible] باطل ہو گیا کہ [illegible] سے محفوظ [illegible] صحیح ہے۔ [1]

سورۂ ہود کی آیت نمبر ۱۱۳ [illegible] کی تفسیر میں علامہ [illegible]

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ اہل [illegible] معصیت [illegible] سے تعلق [illegible] اور صحبت [illegible] معصیت اور [illegible] محبت [illegible] کسی [illegible] تو وہ مستثنیٰ ہے۔ [2]

امام رازی شافعی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں

اس آیت میں ظالموں کے ساتھ [illegible] کے نزدیک [illegible] ظالموں کے ظلم [illegible] کی تحسین [illegible] اور [illegible] ان کے ساتھ [illegible] مصلحت کے حصول کے لیے [illegible] ہے۔ [3]

نیز امام رازی سورۂ نساء کی آیت نمبر ۱۴۰ [illegible] اگر تم ان کے ساتھ بیٹھو گے تو [illegible] کے تحت لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ [illegible] جو شخص کسی [illegible] کے ساتھ [illegible] کرے تو وہ [illegible] اس کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] یہ اس وقت ہے کہ جب کوئی شخص [illegible] کے ساتھ حالت ظلم اور فسق میں بیٹھے [illegible] اور کسی [illegible] تو اس کا یہ حکم نہیں ہے۔ [4]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد [illegible] قرطبی [illegible] الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۱۰۸ [illegible]

[2] [illegible]

[3] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی [illegible] تفسیر کبیر ج ۶ ص [illegible] مطبوعہ دار الفکر بیروت [illegible]

[4] تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۴۲

علامہ سید آلوسی حنفی اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

اس آیت سے بعض علماء نے یہ استدلال کیا ہے کہ فاسقوں اور ہر قسم کے بدعتیوں کی مجلس میں بیٹھنا حرام ہے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، ابراہیم نخعی، ابو وائل اور عمر بن عبد العزیز کا یہی مسلک ہے، اور ہشام بن عروہ نے روایت کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز نے ایک روزہ دار کو دیکھا کہ وہ شراب پینے والوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے تو انہوں نے اس کو بھی سزا دی، جب ان کو بتایا گیا کہ یہ روزہ دار ہے تو انہوں نے یہ آیت پڑھی: انکم اذا مثلہم۔ [1]

حافظ ابن کثیر حنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ کے منع کرنے کے باوجود اس مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ تعالیٰ کی آیات کا کفر کیا جا رہا ہو اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہو اور ان کی تنقیص کی جا رہی ہو اور تم ان پر انکار کرو اور نہ رد کرو تو تم بھی اس استہزاء میں ان کے ساتھ شریک ہو، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: انکم اذا مثلہم "بے شک تم بھی سزا اور گناہ میں ان کے شریک ہو گئے" جیسا کہ حدیث میں ہے، جو شخص اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اس دسترخوان پر نہ بیٹھے جس پر شراب کا دور چل رہا ہو۔ [2]

ترک تعلق اور قطع تعلق کے سلسلہ میں حرف آخر

اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ مسلمانوں کا باہمی رنجش میں تین دن تک ترک تعلق رکھنا معاف ہے، اور تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھنا جائز نہیں ہے اور اگر تادیب اور عتاب مقصود ہو تو تین دن سے زیادہ ترک تعلق رکھنا بھی جائز ہے۔ اور جو لوگ علانیہ معصیت کریں اور اس پر ڈٹ جائیں اور توبہ نہ کریں اور اہل بدعت اور اہل فسق، ان سے قطع تعلق کرنا واجب ہے، قرآن مجید، احادیث، آثار اور فقہاء اسلام کی یہی تصریح ہے۔

تعلق توڑنے کے گناہ اور تعلق جوڑنے کے ثواب کے متعلق احادیث

امام بیہقی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن هشام بن عامر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول لا يحل لمسلم ان يهجر مسلما فوق ثلاث فانهما ناكبان عن الحق ما داما على صرامهما واولهما فيئا يكون سبقه بالفيء كفارة فان سلم فلم يرد عليه سلامه ردت عليه الملائكة ورد على الآخر الشيطان فان ماتا على صرامهما لم يجتمعا في الجنة ابدا۔ [3]

حضرت ہشام بن عامر بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق رکھے، جب تک وہ دونوں قطع تعلق رکھیں گے وہ حق کے راستے سے ہٹے رہیں گے، ان دونوں میں سے جو شخص پہلے تعلق جوڑنے کے لیے رجوع کرے گا اس کا یہ رجوع اس کے گناہ کا کفارہ ہو جائے گا، اگر اس نے سلام کیا اور دوسرے نے اس کے سلام کا جواب نہیں دیا تو فرشتے اس کے سلام کا جواب دیں گے اور دوسرے کو شیطان جواب دے گا، اگر

1. علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص [illegible]، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
2. حافظ ابو الفداء عماد الدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۴۱۵، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت
3. امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، کتاب شعب الایمان ج ۵ ص [illegible]، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[illegible]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

[illegible]

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں:

[illegible] اللہ علیہ وسلم لا یحل الھجر فوق [illegible] ایام فان التقیا فسلم احدھما [illegible]

[illegible]

اور وہ ضعیف ہے اور ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ اس کی توثیق کی گئی ہے۔

[illegible]

باب ٩٢ تَحْرِيمِ الظَّنِّ وَالتَّجَسُّسِ وَالتَّنَافُسِ وَنَحْوِهَا

٦٤١٣ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔

٦٤١٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَهَاجَرُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔

٦٤١٥ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔

٦٤١٦ - حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ نَصْرٍ الْجَهْضَمِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ لَا تَقَاطَعُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللّٰهُ۔

٦٤١٧ - وَحَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ سَعِيدٍ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا تَنَافَسُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا۔

بدگمانی، تجسس اور حرص کی ممانعت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے، ایک دوسرے کے ظاہری و باطنی عیب مت تلاش کرو، حرص نہ کرو، حسد نہ کرو، بغض نہ کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، اور اللہ کے بندے اور بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے ترک تعلق مت کرو اور ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور کسی کے عیب تلاش نہ کرو اور کسی کی بیع پر بیع نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک دوسرے سے حسد نہ کرو ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے کے ظاہری اور باطنی عیب تلاش مت کرو، تجسس نہ کرو اور کسی کو پھانسنے کے لیے کسی چیز کی زیادہ قیمت نہ لگاؤ، اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

اسی سند سے روایت ہے: ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تم کو حکم دیا ہے بھائی بھائی بن جاؤ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور حرص نہ کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔

حدیث نمبر ۳۲۲ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

ظن کی تعریف اور قرآن مجید میں ظن کے استعمال کے مواضع

منطق کی اصطلاح میں ظن علم کی قسم [illegible] تصور و تصدیق [illegible] جب انسان دونوں جانبوں میں سے کسی ایک جانب کو ترجیح اور غلبہ دے دے اور اس کی مخالف جانب کو بھی مغلوب اور مرجوح درجہ میں جائز قرار دے تو یہ ظن ہے اور اس کی مخالف جانب وہم ہے، مثلاً ایک انسان [illegible] بلڈ پریشر چیک کرے تین بار چیک کرنے کے نتیجہ میں بلڈ پریشر نارمل ہو اور ایک بار چیک کرنے کے نتیجہ میں اس کا بلڈ پریشر [illegible] ہوا ہو تو اس کا ذہن اس جانب کو ترجیح دے گا کہ اس کا بلڈ پریشر نارمل ہے [illegible] ہے کہ تین بار کا چیک اپ غلط ہو اور ایک بار کا صحیح ہو، اس لیے اس کا ذہن اس جانب کو بھی جائز قرار دے گا کہ اس کا بلڈ پریشر [illegible] ہو سکتا ہے لیکن یہ جانب مرجوح درجہ میں ہے [illegible] چیک کرنے کے نتیجہ میں بلڈ پریشر نارمل [illegible] نارمل ہونے کا جزم ہو گا، اگر [illegible] کے متعلق [illegible] مساوی ہو تو شک ہے [illegible] یقین [illegible] قرآن مجید میں ظن [illegible] استعمال ہوا ہے، ایک جگہ ظن یقین کے معنی میں اور علم و یقین کے مقابلہ میں استعمال ہوا ہے، اس کی مثال یہ ہے:

إن نظن إلا ظنا وما نحن بمستيقنين (الجاثیہ: ۳۲)
کفار نے کہا: ہم صرف گمان کرتے ہیں اور ہم یقین کرنے والے نہیں ہیں۔

وما لهم بذلك من علم إن هم إلا يظنون (الجاثیہ: ۲۴)
انہیں کفار کو اس کا کچھ علم نہیں ہے وہ صرف ظن کر رہے ہیں۔

ما لهم به من علم إلا اتباع الظن (النساء: ۱۵۷)
حضرت عیسیٰ کو مصلوب کرنے والوں کے متعلق [illegible] علم نہیں ہے مگر وہ صرف ظن کی پیروی کر رہے ہیں۔

إن يتبعون إلا الظن وإن هم إلا يخرصون (الانعام: ۱۱۶)
یہ کفار صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں اور [illegible] کرتے ہیں۔

وما يتبع أكثرهم إلا ظنا إن الظن لا يغني من الحق شيئا (یونس: ۳۶)
ان میں سے اکثر لوگ صرف ظن کی پیروی کرتے ہیں، بے شک ظن حق سے کچھ بھی مستغنی نہیں کرتا۔

ان تمام آیات میں ظن کی جو مذمت کی گئی ہے اس سے مراد وہ ظن ہے جو علم اور یقین کے مقابلہ میں [illegible] ہو اور قرآن مجید کی بعض آیات میں علم و یقین پر بھی ظن کا اطلاق کیا گیا ہے، اس کی مثال یہ آیات ہیں:

الذين يظنون أنهم ملاقوا ربهم (البقرہ: ۴۶)
جو لوگ یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ اپنے رب سے ملاقات کرنے والے ہیں۔

قال الذين يظنون أنهم ملاقوا الله كم من فئة قليلة غلبت فئة كثيرة بإذن الله
جو لوگ یہ یقین رکھتے تھے کہ وہ اللہ سے ملاقات کرنے والے ہیں انہوں نے کہا: [illegible] اللہ کے اذن سے [illegible]

(بقرہ : ۲۴۹)

جماعتیں کثیر جماعتوں پر غالب آچکی ہیں۔

بدگمانی کی مذمت اور ممانعت کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:

یایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم۔ (حجرات: ۱۲)

اے ایمان والو! بہت سے گمانوں سے بچو، بیشک بعض گمان گناہ ہیں۔

لولا اذ سمعتموہ ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسھم خیرا وقالوا ھذا افک مبین۔ (نور: ۱۲)

(ایسا) کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے یہ (تہمت کی) بات سنی تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے بارے میں نیک گمان کیا ہوتا اور کہا ہوتا کہ یہ کھلا بہتان ہے۔

بل ظننتم ان لن ینقلب الرسول والمؤمنون الی اھلیھم ابدا وزین ذلک فی قلوبکم وظننتم ظن السوء وکنتم قوما بورا۔ (فتح: ۱۲)

بلکہ تم نے یہ گمان کیا تھا کہ اب رسول اور ایمان والے اپنے گھروں کی طرف ہرگز کبھی لوٹ کر نہیں آئیں گے اور یہ بات تمہارے دلوں میں مزین کر دی گئی تھی، اور تم نے بہت برا گمان کیا اور تم ہلاک ہونے والے لوگ تھے۔

ویعذب المنفقین والمنفقت والمشرکین والمشرکت الظانین باللہ ظن السوء علیھم دائرۃ السوء۔ (فتح: ۶)

اور تاکہ اللہ تعالیٰ منافق مردوں اور منافق عورتوں کو عذاب دے، جو اللہ تعالیٰ کے بارے میں بدگمانی رکھتے ہیں، ان پر بدترین گردش ہے۔

وطائفۃ قد اھمتھم انفسھم یظنون باللہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ۔ (آل عمران: ۱۵۴)

اور منافقوں کا ایک گروہ تھا جو اپنی جانوں کے غم میں گرفتار تھا، وہ اللہ پر ناحق بدگمانی کرتے تھے جاہلیت کی سی بدگمانی۔

بدگمانی کی مذمت اور ممانعت کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بدگمانی کرنے سے بچو کیونکہ بدگمانی سب سے جھوٹی بات ہے۔

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن حارثۃ بن النعمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لازمات امتی الطیرۃ والحسد وسوء الظن فقال رجل ما یذھبھن یا

حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں تین چیزیں لازما رہیں گی، بدفالی، حسد اور بدگمانی۔ ایک شخص نے

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

بدگمانی کے حرام ہونے کا بیان

ظن کی اقسام اور ان کے احکام

علامہ سید آلوسی حنفی لکھتے ہیں:
ظن کی بعض اقسام میں ظن کی اتباع کرنا مباح ہے، جیسا کہ دنیاوی امور اور کاروباری معاملات میں ظن کے مطابق عمل کرنا، عام مسلمانوں کے متعلق حسن ظن رکھنا مستحب ہے اور بعض اقسام میں ظن کی اتباع کرنا واجب ہے جیسا کہ واجبات شرعیہ عملیہ ہیں وہ امور ہیں جو قطعی الثبوت ظنی الدلالۃ اور ظنی الثبوت قطعی الدلالۃ ہوں، اسی طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھنا بھی واجب ہے، اور بعض اقسام وہ ہیں جن میں ظن کرنا حرام ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات کے متعلق دلائل قطعیہ کے برخلاف محض ظن سے یا دلیل ظنیہ سے کوئی عقیدہ مان لیا جائے سو یہ ظن حرام ہے اسی طرح مسلمانوں کے متعلق سوء ظن (بدگمانی) کرنا بھی حرام ہے، کیونکہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے خون اس کی عزت اور اس کے متعلق بدگمانی کو حرام کر دیا ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس شخص نے اپنے بھائی کے متعلق بدگمانی کی اس نے اپنے رب کے متعلق بدگمانی کی۔"

جس شخص کے بارے میں مشاہدہ سے یہ معلوم ہو کہ اس کا ظاہر حال نیک ہے اور وہ احکام شرعیہ میں خیانت نہیں کرتا اس کے متعلق بدگمانی کرنا حرام ہے، لیکن جو شخص مشتبہ کام کرتا ہو اور علانیہ حرام کاری کرتا ہو مثلاً شراب کی دکانوں پر اس کی آمد ورفت عام ہو اور ناچنے گانے والی طوائفوں کی صحبت میں رہتا ہو اور بے ریش لڑکوں کو دیکھتا رہتا ہو، اس کے متعلق بدگمانی کرنا حرام نہیں ہے خواہ تم نے اس شخص کو شراب پیتے ہوئے یا زنا یا اغلام کرتے ہوئے نہ دیکھا ہو۔

امام بیہقی نے شعب الایمان میں سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے میرے بعض دوستوں نے مجھے یہ خط لکھا کہ: جب تک تم کو غالب دلیل نہ ملے اپنے بھائی کے عمل کو اچھے محمل پر محمول کرو مسلمان کی کہی ہوئی بات کا جب تک تم اچھا محمل نکال سکتے ہو، اس کو برے محمل پر محمول نہ کرو، جو شخص ان کاموں میں مشغول رہتا ہے جن پر تہمت لگائی جاتی ہے (وہ بدگمانی کرنے والے کو) اپنے علاوہ اور کسی شخص کو ملامت نہ کرے، جو شخص اپنے راز کو مخفی رکھتا ہے خیر اس کے ہاتھ میں رہتی ہے جو شخص تمہارے بارے میں اللہ کی معصیت کرے وہ اس کی مثل نہیں ہے جو تمہارے لیے اللہ کی اطاعت کرے، اچھے لوگوں کی مجلس میں رہو وہ راحت میں تمہارے رفیق ہوں گے اور مصیبت میں تمہارے مددگار، اللہ کی قسم کھانے کو معمولی نہ سمجھو اللہ تمہیں ذلیل کر دے گا جب تک کوئی چیز موجود نہ ہو اس کے متعلق سوال نہ کرو، جو تم کو پسند کرتا ہو اسی شخص سے بات کرو، خواہ تم کو قتل کر دیا جائے سچائی کو نہ چھوڑو، دشمنوں سے الگ رہو، دوستوں سے محتاط رہو، ماسوا اس دوست کے جو امین ہو اور امین وہی ہے جو اللہ سے ڈرتا ہو اپنے معاملات میں ان سے مشورہ کرو جو خلوت میں اللہ سے ڈرتے ہوں۔[1]

حدیث نمبر ۶۴۱۳ کا دوسرا جملہ یہ ہے: "تجسس اور تحسس نہ کرو"، تجسس کا معنی ہے ظاہری عیب تلاش کرنا اور تحسس کا معنی ہے باطنی عیب تلاش کرنا، دوسرا قول یہ ہے کہ تجسس کا معنی ہے کسی کے ذریعہ کسی کا عیب معلوم کرنا اور تحسس کا معنی ہے، خود کسی کا عیب معلوم کرنا۔[2]

کسی کا عیب تلاش کرنے سے قرآن مجید میں بھی منع فرمایا ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

۱۔ علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۵۶، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۔ " " " " روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۵۰، " " "

[illegible]

مسلمانوں کے شخصی اور نجی عیوب کی جستجو کی ممانعت کے متعلق احادیث

[illegible]

... یا عنقریب ان کو ضائع کر دو گے۔

[illegible]

امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

[illegible]

۲۔ ... سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۳۱۴ ...

[illegible]

عن ابی برزة الاسلمی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم یا معشر من آمن بلسانه ولم یدخل الایمان قلبه لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من یتبع عوراتهم یتبع الله عورته ومن یتبع الله عورته یفضحه فی بیته۔ [1]

حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہیں اور ان کے دل میں ایمان داخل نہیں ہوا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب تلاش نہ کرو کیونکہ جو شخص مسلمانوں کے عیوب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا عیب ظاہر کر دے گا، اور اللہ تعالیٰ جس کا عیب ظاہر کرے گا اس کو اس کے گھر میں رسوا کر دے گا۔

اس حدیث کو امام ابو یعلیٰ نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن البراء بن عازب قال خطبنا رسول الله صلی الله علیه وسلم حتی اسمع العواتق فی بیوتها او قال فی خدورها ثم قال یا معشر من آمن بلسانه ولم یؤمن بقلبه لا تغتابوا المسلمین ولا تتبعوا عوراتهم فانه من تتبع عورة اخیه المسلم تتبع الله عورته ومن تتبع الله عورته یفضحه ولو فی جوف بیته۔ [3]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ کنواری لڑکیوں کو ان کے گھروں یا ان کے پردوں میں سنایا، پھر فرمایا: اے وہ لوگو جو زبان سے ایمان لائے ہو اور دل سے ایمان نہیں لائے مسلمانوں کی غیبت نہ کرو اور ان کے عیوب تلاش نہ کرو کیونکہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب تلاش کرے گا اللہ تعالیٰ اس کا عیب ظاہر کر دے گا، اور جس کا عیب اللہ تعالیٰ ظاہر کرے گا وہ اس کو رسوا کر دے گا خواہ وہ گھر کے کسی کونے میں ہو۔

عن محمد بن منازل یقول المؤمن یطلب معاذیر اخوانه والمنافق یطلب عثرات اخوانه۔ [4]

محمد بن منازل کہتے ہیں کہ مومن اپنے بھائیوں کا عذر تلاش کرتا ہے اور منافق اپنے بھائیوں کی لغزشیں ڈھونڈتا ہے۔

عن حمدون القصار یقول اذا زل اخ من اخوانکم فاطلبوا له سبعین عذرا فان لم یقبله قلوبکم فاعلموا ان المعیب انفسکم

حمدون قصار بیان کرتے ہیں جب تمہارے بھائیوں میں سے کوئی بھائی لغزش کر جائے تو اس کے ستر عذر بھی قبول کرو، اگر تمہارا دل قبول نہ کرے تو جان لو کہ یہ تمہارا

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۴۲۴، ۴۲۱، ۴۲۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنیٰ موصلی متوفی ۳۰۷ھ، مسند ابو یعلیٰ موصلی ج ۶ ص ۲۹۷، ج ۳ ص ۲۳۷، مطبوعہ مؤسسہ علوم القرآن بیروت ۱۴۰۸ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، کتاب شعب الایمان ج ، ص ۵۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

[4] " " " " کتاب شعب الایمان ج ، ص ۵۲ " " " "

[illegible]

کو قبول نہیں کیا۔

مسلمانوں کے شخصی اور نجی عیوب کی جستجو کی ممانعت کے متعلق آثار صحابہ اور بحث و نظر

[illegible]

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

بے حد ماہر تھے، آپ نے ایک شخص کی آواز سنی جو اپنے گھر میں گا رہا تھا، آپ اس کے گھر کی دیوار پر چڑھ گئے، دیکھا وہاں شراب بھی موجود ہے اور ایک عورت بھی، آپ نے پکار کر کہا: اے دشمن خدا! کیا تو نے یہ سمجھ رکھا تھا کہ تو گناہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ تیرا پردہ فاش نہیں کرے گا، اس نے جواب دیا: اے امیر المومنین جلدی نہ کیجئے اگر میں نے ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع کیا تھا (ولا تجسسوا) اور آپ نے تجسس کیا، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ گھروں میں ان کے دروازوں سے آؤ (واتوا البیوت من ابوابھا، بقرہ: ۱۸۹) اور آپ دیوار پر چڑھ کر آئے، اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا کہ اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اجازت لیے بغیر نہ جاؤ (لا تدخلوا بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا، نور: ۲۷) اور آپ میری اجازت کے بغیر میرے گھر میں تشریف لے آئے، یہ جواب سن کر حضرت عمر اپنی غلطی مان گئے اور اس شخص کے خلاف کوئی کاروائی نہیں کی، البتہ اس سے یہ وعدہ لے لیا کہ وہ بھلائی کی راہ اختیار کرے گا۔ [1]

علامہ قرطبی مالکی اور علامہ آلوسی حنفی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے جو واقعات نقل کیے ہیں ان سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کی شخصی اور نجی برائیوں کی جستجو اور ٹوہ لگانے کے لیے جاسوسی کا محکمہ قائم نہیں کرنا چاہیے اور برائی کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ نیکی کا حکم دینے اور برائیوں سے منع کرنے کے لیے مبلغین دین کا تقرر کیا جائے جو لوگوں کو خدا خوفی کی تلقین کریں اور جب کوئی برائی بالکل ظاہر ہو جائے اور اس پر شرعی شہادت قائم ہو جائے تو اس پر احکام شریعت کے مطابق حدود و تعزیرات نافذ کی جائیں جس سے لوگوں کو عبرت ہو اور برائی کے ارتکاب سے باز رہیں۔

شریعت میں جس تجسس سے منع کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کی ذاتی اور نجی زندگی کے عیوب معلوم کیے جائیں اور اس کو معاشرہ میں بدنام کیا جائے، آج کل اخبار نویس، صحافی اور رپورٹر مشہور لوگوں کی ذاتی اور نجی زندگی کے عیوب تلاش کرتے ہیں ان کے دستاویزی ثبوت فراہم کرتے ہیں اور اس سے اپنے اخبار اور رسالوں کی اشاعت بڑھاتے ہیں یہ طریقہ سخت مذموم ہے اور شرعاً ناجائز ہے، ہاں اگر کوئی مشہور شخص کھلے عام کوئی ناجائز کام کرتا ہے اور احکام شرعیہ کی علانیہ خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کو منظر عام پر لانے کے لیے سعی اور جدوجہد کرنا ایک نیک چیز ہے۔

کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ تجسس کی ممانعت سے لاعلم تھے؟

علامہ قرطبی، علامہ آلوسی، حافظ ابن کثیر اور دیگر مفسرین نے متعدد روایات نقل کی ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو گشت پر نکلے اور کسی گھر سے گانے یا شور و غل کی آواز آرہی تھی، حضرت عمر بلا اجازت ان کے گھر میں داخل ہو گئے اور ان سے شراب نوشی پر بازپرس کی اور اس شخص نے جواب میں یہ کہا اگر میں نے اللہ تعالیٰ کا ایک گناہ کیا ہے تو آپ نے تین گناہ کیے ہیں مکان کی دیوار پھاند کر آئے بلا اجازت آئے اور تجسس کیا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے تجسس سے منع فرمایا ہے۔

ہر چند کہ یہ روایات ان اور مستند مفسرین نے نقل کی ہیں، لیکن ہمارے نزدیک یہ روایات صحیح نہیں ہیں، کیونکہ ان روایات

---

[1] علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۵۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[illegible]

ملک وملت کی سلامتی کے لیے تجسس کرنے کا وجوب

[illegible]

ملک کی سلامتی اور امن عامہ کے منافی ہوں، تب [illegible]

[illegible]

وملت کا نقصان ہے بلکہ شرعاً بھی ناجائز اور گناہ ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

[illegible]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

[illegible]

اس حدیث کو امام ترمذی اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[1][2]

مفسدوں کی سرکوبی کے لیے جاسوسی نظام کے قیام کا جواز

ایک اسلامی حکومت اپنے مسلمان باشندوں کی خیر خواہی کرنے، ملک کے داخلی اور خارجی مسائل کو حل کرنے اور انتظامی مصلحتوں کی وجہ سے جو تجسس کرتی ہے اور جاسوسی کا محکمہ قائم کرتی ہے وہ تجسس کی اس ممانعت کے تحت داخل نہیں ہے بلکہ جن لوگوں کی سرگرمیاں ملک، ملت کے خلاف ہوں، جو دشمن سے سازباز کر رہے ہوں، سرکاری عمارات، فوجی تنصیبات اور قوم کے جان و مال کو سبوتاژ کرنے کی سازشیں کر رہے ہوں ان کو تلاش کر کے ان کو قرار واقعی سزا دینا حکومت کا فریضہ ہے۔ ڈاکوؤں، دہشت گردوں اور قاتلوں کی بیخ کنی کے لیے جاسوسی محکمہ قائم کرنا اور ملک و قوم کے بدخواہوں کو گرفتار کر کے کیفر کردار تک پہنچانا حکومت کی ذمہ داری ہے۔ یہ جانچنے کے لیے کہ غذائی اجناس میں ملاوٹ کی جاتی ہے یا نہیں، دوائیں اور دیگر اشیاء صرف نقلی تو نہیں ہیں یا پولیس رشوت لے رہی ہے یا نہیں، [illegible] انتظامی مصلحتوں اور عوام کی فلاح و بہبود کی خاطر جاسوسی نظام قائم کرنا از بس ضروری ہے، اور اس کی اصل اس حدیث میں ہے جس کو ہم نے ابھی امام بخاری اور امام ترمذی کے حوالوں سے نقل کیا ہے۔ اور یہ احادیث بھی ہیں:

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے، حضرت زبیر اور حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہم کو روانہ کیا اور فرمایا "روضہ خاخ کے باغ میں جاؤ وہاں ایک مسافرہ ہوگی اس کے پاس ایک خط ہوگا وہ خط اس سے لے لو" ہم اپنے گھوڑوں کو دوڑاتے ہوئے گئے حتیٰ کہ اس باغ میں پہنچ گئے، وہاں پر وہ مسافرہ موجود تھی ہم نے اس سے کہا خط نکالو، اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے ہم نے کہا خط نکالو ورنہ تمہارے کپڑے اتار دیں گے۔ اس عورت نے اپنے بالوں کے جوڑے سے وہ خط نکالا، ہم اس خط کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر گئے، وہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہ نے مشرکین مکہ کی طرف لکھا تھا، اس خط میں انہوں نے اہل مکہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض منصوبوں سے مطلع کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے حاطب یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ! میرے متعلق جلدی فیصلہ نہ کریں، میں قریش کا حلیف ہوں اور قریش سے نہیں ہوں، آپ کے ساتھ جو مہاجرین ہیں ان کے مکہ میں رشتہ دار ہیں وہ ان کے سبب سے اپنے اہل اور مال کی حفاظت کر لیں گے، اور جب میرا وہاں کوئی رشتہ دار نہیں ہے تو میں نے چاہا میں ان پر کوئی احسان کر دوں جس کی وجہ سے میں اپنے اہل کی حفاظت کر سکوں، میں نے یہ کام کفر اور ارتداد کی وجہ سے نہیں کیا اور نہ مسلمان ہونے کے بعد کفر کو پسند کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تم سے سچ کہا ہے۔[3]

بہ ظاہر اس حدیث میں حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کا مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے کا بیان ہے لیکن اس میں یہ بھی مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت زبیر اور حضرت مقداد کو اس عورت کا پیچھا کرنے کے لیے روانہ کیا

[1] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۰۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۲۹۸، ۲۰۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

اللہ عنہ کو ان کا امیر بنایا۔

لا تجسسوا کے خلاف نہیں ہے۔

تجسس کی ممانعت اور جاسوسی کی رخصت کے متعلق احادیث

خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص

حرص دنیا کی مذمت اور قناعت کی فضیلت

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

حسن صحیح ۔[1]

ہے، یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عن کعب بن عیاض قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان لکل امۃ فتنۃ و فتنۃ امتی علی المال ۔[2]

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر امت کے لیے ایک فتنہ ہوتا ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عقبۃ بن عامر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۔۔۔۔ وانی واللہ ما اخاف علیکم ان تشرکوا بعدی ولکن اخاف علیکم ان تنافسوا فیہا ۔[3]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بخدا مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں ہے کہ تم سب میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو کان لابن ادم وادیا من ذھب لاحب ان یکون لہ ثانیا ولا یملأ فاہ الا التراب ویتوب اللہ علی من تاب ھذا حدیث حسن صحیح غریب ۔[4]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر ابن آدم کی ملکیت میں سونے کی ایک وادی ہو تب بھی وہ ایک اور وادی کی خواہش کرے گا اور مٹی کے سوا کوئی چیز اس کا منہ نہیں بھر سکتی اور جو شخص توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے[5] اور امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قلب الشیخ شاب علی اثنتین طول الحیاۃ وکثرۃ المال۔ ھذا حدیث حسن صحیح[6]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بوڑھے کا دل دو چیزوں میں جوان ہوتا ہے، لمبی زندگی اور کثرت مال۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۴۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] " " " ، جامع ترمذی ص ۳۴۳،

[3] امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۳۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[5] امام ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[6] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ۳۳۹-۳۳۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

الله عليه وسلم قال ... [illegible]

... [illegible] ... على ... [illegible]

... هذا حديث حسن صحيح

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام احمد روایت کرتے ہیں:

[illegible]

اس حدیث کو امام ... نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

... روایت کرتے ہیں:

[illegible]

نفسك من اهل القبور ... [illegible]

[illegible]

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

صلی اللہ علیہ وسلم قد افلح من اسلم ورزق کفافا وقنعہ اللہ بما اتاہ [1]

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اسلام لایا اور اس کو بہ قدر ضرورت رزق دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس رزق پر قانع کر دیا تو وہ شخص کامیاب ہوگیا۔

فی القنوع وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یدعو فیقول اللھم قنعنی بما رزقتنی وبارک لی فیہ واخلف علی کل غائبۃ لی بخیر [2]

قنوع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا میں یہ کلمات فرماتے: اے اللہ! تو نے مجھے جو کچھ دیا ہے مجھے اس پر قانع کر دے، اور اس میں میرے لیے برکت دے اور میرے پس پشت میری ہر چیز کی نگہبانی کر۔

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن ادم عندک ما یکفیک وانت تطلب ما یطغیک ابن ادم لا بقلیل تقنع ولا من کثیر تشبع ابن ادم اذا اصبحت معافی فی جسدک امنا فی سربک عندک قوت یومک فعلی الدنیا العفاء [3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابن آدم! تیرے پاس وہ چیزیں ہیں جو تیرے لیے کافی ہیں اور تم ان چیزوں کی طلب کرتے ہو جو تم کو سرکش کر دیں۔ اے ابن آدم! تم قلیل چیزوں پر قناعت نہیں کرتے اور کثیر چیزوں سے سیر نہیں ہوتے۔ اے ابن آدم! جب تم صبح کرو اس حال میں کہ تمہارا جسم تندرست ہو اور تمہارے دل میں امن ہو اور تمہارے پاس ایک دن کی خوراک ہو تو یہ دنیا کی بہتات ہے۔

عن الحسن قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لا یحاسب بھن العبد کسرۃ یشد بھا صلبہ وثوب یواری عورتہ وظل خص یستظل بہ [4]

حسن کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ سے تین چیزوں کا حساب نہیں ہوگا، روٹی کا ٹکڑا جس سے وہ کمر سیدھی رکھتا ہے، وہ کپڑا جس سے وہ ستر پوشی کرتا ہے اور اس جھونپڑی کا سایہ جس میں وہ رہتا ہے۔

حرص مستحسن کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ ... وکانوا احرص شیء علی الخیر [5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ کرم میں سب سے زیادہ حریص تھے۔

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، کتاب شعب الایمان ج ۷، ص ۲۹۰ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ
[2] " " " کتاب شعب الایمان ج ۷، ص ۲۹۱ " " "
[3] " " " کتاب شعب الایمان ج ۷، ص ۲۹۴ "
[4] " " " کتاب شعب الایمان ج ۷، ص ۲۹۶ "
[5] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱، ص ۱۰۳ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی ۱۳۸۱ھ

[illegible] مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن القوی خیر واحب الی اللہ من المؤمن الضعیف وفی کل خیر احرص علی ما ینفعک واستعن باللہ ولا تعجز [illegible]

حضرت [illegible] [illegible] [illegible] نفع پر اور اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز نہ ہو۔

اس حدیث کو [illegible] [illegible]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی بکرۃ [illegible] [illegible] فقال زادك الله حرصا ولا تعد

[illegible] [illegible] فرمایا اللہ تعالیٰ تمہاری (نماز میں) حرص کو اور زیادہ کرے لیکن دوبارہ اس طرح نہ کرنا۔

[illegible] حدیث کو [illegible] روایت [illegible]

امام دارمی روایت کرتے ہیں:

قال سعید ومن کان [illegible] [illegible]

[illegible] [illegible] قوت ہو تو اس کا اشراف سے شمار ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

قرآن مجید، احادیث اور آثار میں حسد کی ممانعت کا بیان

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

ومن شر حاسد اذا حسد
(فلق: ۵)

اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے (میں اللہ کی پناہ میں آتا ہوں)۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ایاکم والحسد فان الحسد یاکل الحسنات کما تاکل النار الحطب او قال العشب[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد سے بچو، کیونکہ حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی اور سوکھی گھاس کو کھا جاتی ہے۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام نسائی روایت کرتے ہیں:

عن ابی هریرة ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ... ولا یجتمعان فی قلب عبد الایمان والحسد[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی بندے کے دل میں ایمان اور حسد جمع نہیں ہوتے۔

ان دونوں حدیثوں کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔[4]

حافظ الہیثمی لکھتے ہیں:

عن حارثة بن النعمان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلاث لازمات امتی الطیرة والحسد وسوء الظن فقال رجل ما یذهبهن یارسول اللہ ممن هن فیه قال اذا حسدت فاستغفر اللہ واذا ظننت فلا تحقق واذا تطیرت فامض رواه الطبرانی[5]

حضرت حارثہ بن نعمان بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین چیزیں میری امت کو لازم ہیں بدشگونی، حسد اور بدگمانی۔ ایک شخص نے پوچھا یا رسول اللہ جس شخص میں یہ خصلتیں ہوں وہ ان کا کس طرح تدارک کرے؟ آپ نے فرمایا: جب تم حسد کرو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور جب بدگمانی کرو تو اس پر جمے نہ رہو اور جب تم کسی کام کو بدشگونی سمجھو تو وہ کام کر گزرو۔

۱۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

۲۔ امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳۔ امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۶۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۴۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۶۶، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ

۵۔ حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۷۸، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

[illegible] لاخوان [illegible]

[illegible] میں منفعت ہوتی ہے۔

[illegible]

حسد اور رشک کی تعریف اور وضاحت

[illegible] مذموم اور محمود، حسد مذموم یہ ہے کہ تم یہ تمنا کرو [illegible]

حسد کی اس قسم کی قرآن مجید میں مذمت [illegible]

ام یحسدون الناس علی [illegible] (النساء: [illegible])

[illegible] اپنے فضل سے [illegible] ہے۔

[illegible] تمہارے بھائی کو حاصل ہے وہ نعمت اس کے [illegible] اور تم کو بھی حاصل ہو [illegible]

[illegible] تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وفی ذلک [illegible] (المطففین: ۲۶)

[illegible] نعمت [illegible]

حسد محمود کی حدیث میں [illegible]

[illegible] روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ [illegible]

[illegible]

[illegible] کتاب شعب الایمان ج ۵ ص ۲۶۳ [illegible]

عملت کما یعمل ورجل اتاہ اللہ مالا فھو یھلکہ فی الحق فیقول لو اوتیت مثل ما اوتی لفعلت کما یعمل

(صحیح بخاری ج ۲ ص)

تو وہ آدمی یہ تمنا کرے کہ کاش مجھے بھی قرآن دیا جاتا تو میں بھی اس کی طرح دن رات قرآن مجید کی تلاوت کرتا، دوسرے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال عطا فرمایا ہو اور وہ شخص حق کے راستے میں اس مال کو خرچ کرتا ہو تو آدمی یہ تمنا کرے کہ کاش مجھے بھی مال دیا جاتا تو میں بھی اس کی طرح مال خرچ کرتا۔

نیز علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

حسد مذموم ہے اور حسد کرنے والا مذموم ہوتا ہے، حضرت انس بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے عداوت نہ رکھو، ان سے پوچھا گیا: اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے کون عداوت رکھ سکتا ہے؟ حضرت ابن مسعود نے کہا: جو لوگوں سے اللہ کی دی ہوئی نعمتوں کی وجہ سے حسد کرتا ہے۔ آسمان پر سب سے پہلے اللہ کی معصیت حسد کی وجہ سے ہوئی، جب ابلیس نے حضرت آدم سے حسد کیا اور زمین پر بھی سب سے پہلا گناہ حسد کی وجہ سے ہوا، جب قابیل نے ہابیل سے حسد کیا۔

نیز علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن رشک کرتا ہے اور منافق حسد کرتا ہے، علماء نے کہا کہ حسد کرنے کا ضرر اس وقت ہوتا ہے جب حسد کرنے والا اپنے قول یا فعل سے محسود کو ضرر پہنچانے کی سعی کرے اور اس کی لغزشوں اور عیوب کو تلاش کرے۔ [1]

حدیث مذکور کا ایک جزء ہے اور بغض نہ کرو:

قرآن مجید احادیث اور آثار میں بغض کی ممانعت کا بیان

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

انما یرید الشیطن ان یوقع بینکم العداوۃ والبغضاء۔ (المائدۃ: ۹۱)

شیطان صرف یہ چاہتا ہے کہ تمہارے درمیان بغض اور عداوت پیدا کردے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تباغضوا ولا تحاسدوا [2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے حسد نہ کرو۔

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۲ ص ۱، ج ۵ ص ۲۵۱، ج ۵ ص ۲۵۵ مطبوعہ انتشارات
[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن الزبير بن العوام رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم دب اليكم داء الامم قبلكم الحسد والبغضاء هي الحالقة حالقة الدين لا حالقة الشعر والذي نفس محمد بيده لا تؤمنوا حتى تحابوا افلا انبئكم بشيء اذا فعلتموه تحاببتم افشوا السلام بينكم۔[1]

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں پچھلی امتوں کی بیماریاں سرایت کر گئی ہیں حسد اور بغض، بغض مونڈنے والا ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ وہ بال مونڈتا ہے لیکن وہ دین کو مونڈتا ہے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں محمد کی جان ہے تم اس وقت تک مومن نہیں ہو گے جب تک ایک دوسرے سے محبت نہ کرو، کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جس کے کرنے سے تم ایک دوسرے سے محبت کرنے لگو ایک دوسرے کو سلام کیا کرو۔

امام مالک روایت کرتے ہیں:

عن سعيد بن المسيب انه قال الا اخبركم بخير من كثير من الصلوة والصدقة قالوا بلى قال اصلاح ذات البين واياكم والبغضة فانها هي الحالقة۔[2]

سعید بن مسیب بیان کرتے ہیں کہ کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتاؤں جو بہت زیادہ نفلی نماز اور صدقہ سے بہتر ہے، لوگوں نے کہا کیوں نہیں، انہوں نے کہا دو آدمیوں میں صلح کرانا اور بغض کرنے سے بچو کیونکہ بغض (دین کو) مونڈ دیتا ہے۔

بغض کی ممانعت کی تفصیل

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

بغض کی ممانعت کا سبب یہ ہے کہ انسان کی کسی باطل خواہش یا کسی حق کے پورا نہ ہونے سے کسی کے خلاف بغض پیدا ہوتا ہے۔[3]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کی وجہ سے کسی سے بغض رکھنا واجب ہے اور اللہ کے حق کی تعظیم کی بنا پر بغض رکھنے والے کو اجر ملے گا، اور اللہ کے لیے بغض رکھنے کا سبب یہ ہے کہ انسان یہ سمجھے کہ فلاں شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی کر رہا ہے ... اگر کوئی شخص دنیاوی معاملات میں کسی سے بغض رکھتا ہے ... اگر کوئی شخص کسی سے ایسا بغض رکھے کہ وہ اس کی نفسانی خواہش پوری نہیں کرتا تو یہ بغض حرام ہے قرآن مجید میں اور احادیث میں جس بغض کی مذمت اور ممانعت کی گئی ہے اس سے یہی آخری دو قسمیں مراد ہیں۔[4]

۱۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۱۶۷، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

۲۔ امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ، موطا امام مالک ص ۷۰۵، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور

۳۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۴۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۸۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

باب ٩٠٥ تَحْرِيمِ ظُلْمِ الْمُسْلِمِ وَخَذْلِهِ وَاحْتِقَارِهِ

مسلمان پر ظلم کرنے اس کو رسوا کرنے اور اس کو حقیر جاننے کی حرمت

٦٤١٨ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ مَوْلَى عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلَى بَيْعِ بَعْضٍ وَكُونُوا عِبَادَ اللَّهِ إِخْوَانًا الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ التَّقْوَى هَاهُنَا وَيُشِيرُ إِلَى صَدْرِهِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ بِحَسْبِ امْرِئٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، تناجش نہ کرو، ایک دوسرے سے بغض نہ رکھو، ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو، کسی کی بیع پر بیع نہ کرو، اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ، مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، اس پر ظلم نہ کرے، نہ اس کو رسوا کرے، نہ حقیر جانے، حضور نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کرکے تین بار فرمایا تقویٰ یہاں ہے، کسی شخص کی برائی کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر جانے، ایک مسلمان پورا پورا دوسرے مسلمان پر حرام ہے، اس کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت۔

٦٤١٩ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ عَنْ أُسَامَةَ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا سَعِيدٍ مَوْلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَامِرِ بْنِ كُرَيْزٍ يَقُولُ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ دَاوُدَ وَزَادَ وَنَقَصَ وَمِمَّا زَادَ فِيهِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى أَجْسَادِكُمْ وَلَا إِلَى صُوَرِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَشَارَ بِأَصَابِعِهِ إِلَى صَدْرِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کی طرف، اور اپنے سینہ کی طرف اپنی انگلیوں سے اشارہ کرکے فرمایا لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔

٦٤٢٠ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا كَثِيرُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ بُرْقَانَ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتا، البتہ وہ تمہارے دلوں اور عملوں کی طرف دیکھتا ہے۔

متقی کی تعریف

حدیث نمبر ۶۴۰۷ میں ہے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے [illegible]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible]

اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: تقویٰ یہاں ہے [illegible]

[illegible]

لفظ تقویٰ کی صرفی بحث

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

[illegible]

لفظ تقویٰ کا لغوی و شرعی معنی

[illegible]

ارشاد ہے:

[illegible]

(دخان: ۵۶)

[illegible]

دیا ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۳)

[illegible]

[illegible]

قرآن مجید میں ہے:

فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ (اعراف: ۳۵)

جن لوگوں نے تقویٰ کیا اور نیکی اختیار کی ان پر کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

تقویٰ کے کئی مدارج ہیں جن کا قرآن مجید میں بیان ہے۔ [۱]

تقویٰ کی قسمیں

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

تقویٰ کی تین قسمیں ہیں: پہلی قسم ہے، خود کو عذاب مخلّد سے محفوظ رکھنا، تقویٰ کی یہ قسم شرک اور کفر کو ترک کرنے سے حاصل ہوتی ہے، اس معنی میں تقویٰ کا استعمال اس آیت میں ہے:

والزمھم کلمۃ التقویٰ۔ (فتح ۲۶)

اور اللہ تعالیٰ نے ان کو تقویٰ کے کلمہ پر مستحکم کر دیا۔

تقویٰ کی دوسری قسم ہے ہر گناہ کے کام سے بچنا یعنی فرض کے ترک اور حرام کے ارتکاب سے بچنا اور بعض علماء کے نزدیک صغائر سے بچنا بھی تقویٰ میں شامل ہے یعنی واجب کے ترک اور مکروہ تحریمی کے ارتکاب اسی طرح سنت مؤکدہ کے ترک اور اساءت کے ارتکاب سے بچنا، اصطلاح شرع میں جب تقویٰ کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے تو اس سے یہی معنی مراد ہوتا ہے۔ اس معنی میں تقویٰ کا استعمال اس آیت میں ہے:

ولو ان اھل القریٰ اٰمنوا واتقوا لفتحنا علیھم برکٰت من السماء والارض۔ (الاعراف ۹۶)

اگر بستیوں والے ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کرتے تو ہم ان پر ضرور آسمان اور زمین سے برکتیں کھول دیتے۔

تقویٰ کی تیسری قسم ہے انسان اپنے دل و دماغ کو ہر اس چیز سے منزہ کرے جو اس کی توجہ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہٹا سکے، اور بالکلیہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف متوجہ ہو جائے، اور یہی وہ حقیقی تقویٰ ہے جو بندے سے مطلوب ہے اس معنی میں تقویٰ کا استعمال قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

یاایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللہ حق تقٰتہ ولا تموتن الا وانتم مسلمون۔ (اٰل عمران ۱۰۲)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمہیں اس حال میں موت آئے کہ تم نے اپنے آپ کو صرف اللہ کے سپرد کیا ہوا ہو۔ [۲]

تقویٰ کیا ہے؟

امام رازی لکھتے ہیں:

اس میں اختلاف ہے کہ آیا صغائر سے بچنا تقویٰ میں داخل ہے یا نہیں، بعض علماء نے کہا داخل ہے اور بعض نے کہا نہیں، لیکن اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ صغائر اور کبائر ہر قسم کے گناہوں سے توبہ کرنا واجب ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ جو شخص صغیرہ گناہوں سے نہیں بچتا اس پر متقی کا اطلاق ہوگا یا نہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کوئی بندہ اس وقت تک متقین کے درجہ کو نہیں پا سکتا جب تک بے ضرر چیزوں کو بھی اس خوف سے

---

[۱] علامہ حسین بن محمد راغب اصبہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۵۳۱۔ ۵۳۰، مطبوعہ مکتبہ مرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ

[۲] قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی متوفی ۶۸۵ھ، انوار التنزیل علی ہامش عنایۃ القاضی ج ۱، ص ۱۹۸۔ ۱۹۰ مطبوعہ دار صادر بیروت

[illegible] حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: متقین کے متقی ہونے کی وجہ [illegible] وہ مشتبہات کی چیزوں کو ترک کر دیتے ہیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] کی تصدیق کرتے [illegible] سکتے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی معانی پر تقویٰ کا اطلاق کیا گیا ہے۔

خشیت اور خوف الٰہی پر اس آیت میں اطلاق ہے:

يايها الناس اتقوا ربكم (النساء: ۱) — اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو۔

اولئك الذين امتحن الله قلوبهم للتقوى. (حجرات: ۳) — یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے پرکھ لیا ہے۔

توبہ پر اس آیت میں اطلاق ہے:

ولو ان اهل القرى امنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركت من السماء والارض — اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور توبہ کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتیں کھول دیتے۔

اطاعت پر اطلاق اس آیت میں ہے:

الا انا فاتقون (النحل: ۲) — میرے سوا کوئی معبود نہیں تو میری اطاعت کرو۔

ترک معصیت پر اس آیت میں اطلاق ہے:

واتوا البيوت من ابوابها واتقوا الله (بقرہ: ۱۸۹) — گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو اور اللہ کی معصیت نہ کرو۔

اخلاص پر اس آیت میں اطلاق ہے:

ومن يعظم شعائر الله فانها من تقوى القلوب. (حج: ۳۲) — جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کے اخلاص سے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک تقویٰ کا مقام بہت بلند ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون. (نحل: ۱۲۸) — بے شک اللہ تعالیٰ متقین اور نیکی کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

ان اكرمكم عند الله اتقكم (حجرات: ۱۳) — تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں زیادہ متقی ہو۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ عزت دار ہو وہ اللہ سے ڈرے، (یعنی متقی بنے)، اور جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ [illegible] ہو وہ اللہ پر توکل کرے، اور جو شخص یہ چاہتا ہو کہ وہ لوگوں میں سب سے زیادہ غنی ہو [illegible] اللہ کی ملکیت پر [illegible]۔ حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: معصیت پر اصرار کو ترک کرنا [illegible] تقویٰ ہے۔ حسن بصری نے کہا: تقویٰ یہ ہے کہ اللہ کے سوا کسی اور کو اختیار نہ کرو اور یہ یقین رکھو کہ تمام امور اللہ کے قبضہ و قدرت [illegible]

رہیں، ابراہیم بن ادہم نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ لوگ تمہاری زبان پر، فرشتے تمہارے افعال میں اور مالک عرش تمہارے باطن میں عیب نہ دیکھے، واقدی نے کہا تقویٰ یہ ہے کہ جس طرح تم مخلوق کے لیے اپنے ظاہر کو مزین کرتے ہو اسی طرح تم خالق کے لیے اپنے باطن کو مزین کرو، ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو وہ کام کرتے نہ دیکھے جس کام سے اس نے تم کو منع کیا ہے، ایک قول یہ ہے کہ تقویٰ یہ ہے کہ تم سیرت مصطفیٰ کے رستہ پر چلو، دنیا کو پس پشت ڈال دو، اپنے نفس میں اخلاق اور وفا کو لازم کر لو، حرام اور جفا سے اجتناب کرو، قرآن مجید میں ایک جگہ یہ فرمایا کہ قرآن انسانوں کے لیے ہدایت ہے، دوسرے مقام پر یہ فرمایا قرآن مجید متقین کے لیے ہدایت ہے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ انسان وہی ہیں جو صاحب تقویٰ ہیں اور جن میں تقویٰ نہیں ان میں انسانیت نہیں، یہ تقویٰ کی کیا فضیلت ہے! [1]

جزاء اور سزا کا مدار نیت اور دل کے فعل پر ہے

حدیث نمبر ۶۴۱۹ میں ہے: "اللہ تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے نہ تمہاری صورتوں کی طرف، لیکن وہ تمہارے دلوں کی طرف دیکھتا ہے۔"

قاضی عیاض نے کہا ہے اللہ تعالیٰ ہر چیز کو دیکھتا ہے، اس حدیث میں دیکھنے کا مطلب ہے جزاء اور ثواب دینا یعنی اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور ظاہر پر ثواب نہیں دیتا بلکہ تمہارے دلوں میں جو نیکی کی نیت ہے اس پر ثواب دیتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ دل کے افعال اعضاء کے افعال کا سبب ہوتے ہیں، اور جب مدار دل کے افعال پر ہے تو کسی شخص کے نیک اعمال ظاہرہ کو دیکھ کر یہ یقین نہیں کرنا چاہیے کہ یہ شخص واقعی نیک ہے کیونکہ ہو سکتا ہے وہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک بری نیت کی وجہ سے برا ہو البتہ حسن ظن رکھنا چاہیے اسی طرح کسی شخص کے ظاہری برے افعال دیکھ کر اس کو حقیر نہیں جاننا چاہیے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی وصف محمود ہو جس کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہو۔ [2]

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دل کے افعال پر مواخذہ ہوتا ہے، قرآن مجید میں ہے:

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین اٰمنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والاٰخرة (النور: ۱۹)

بے شک جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلنے کو پسند کرتے ہیں، ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ گناہ کا عزم گناہ ہے اور فسق کا ارادہ فسق ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں بے حیائی کو پھیلانے کی محبت پر سزا کی وعید سنائی ہے۔ [3]

۹۰۶ - بَابُ النَّهْيِ عَنِ الشَّحْنَاءِ کینہ رکھنے کی ممانعت

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۱ ص ۱۶۲-۱۶۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ
[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۸ ص ۴۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[3] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۸ ص ۳۴۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

٦٤٢١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُفْتَحُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا رَجُلًا كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا أَنْظِرُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں بناتا، سوا اس بندے کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو، اور یہ کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں، ان دونوں کی طرف دیکھتے رہو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔

٦٤٢٢ - حَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيِّ كِلَاهُمَا عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ بِإِسْنَادِ مَالِكٍ نَحْوَ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الدَّرَاوَرْدِيِّ إِلَّا الْمُتَهَاجِرَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ عَبْدَةَ وَقَالَ قُتَيْبَةُ إِلَّا الْمُهْتَجِرَيْنِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، ایک روایت میں متہاجرین اور دوسری روایت میں مہتجرین کا لفظ ہے۔

٦٤٢٣ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَرَّةً قَالَ تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ فِي كُلِّ يَوْمِ خَمِيسٍ وَاثْنَيْنِ فَيَغْفِرُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ لِكُلِّ امْرِئٍ لَا يُشْرِكُ بِاللَّهِ شَيْئًا إِلَّا امْرَأً كَانَتْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَصْطَلِحَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ ہر پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں، اس دن اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کی مغفرت کر دیتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا، سوا اس شخص کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہے، کہا جاتا ہے کہ ان کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں، ان کو مہلت دو حتیٰ کہ یہ صلح کر لیں۔

٦٤٢٤ - حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ وَعَمْرُو بْنُ سَوَّادٍ قَالَا أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ مُسْلِمِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تُعْرَضُ أَعْمَالُ النَّاسِ فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّتَيْنِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَيَوْمَ الْخَمِيسِ فَيُغْفَرُ لِكُلِّ عَبْدٍ مُؤْمِنٍ إِلَّا عَبْدًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لوگوں کے اعمال ہر ہفتہ میں دو بار پیر اور جمعرات کو پیش کیے جاتے ہیں، پھر ہر مومن بندہ کی مغفرت کر دی جاتی ہے، سوا اس شخص کے جو اپنے بھائی کے ساتھ کینہ رکھتا ہو، کہا جاتا ہے ان دونوں کو چھوڑ دو یا مہلت دو حتیٰ کہ یہ رجوع کر لیں۔

بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَخِيهِ شَحْنَاءُ فَيُقَالُ اتْرُكُوا أَوِ ارْكُوا هَذَيْنِ حَتَّى يَفِيئَا۔

عرضِ اعمال کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۴۲۱ میں ہے: ہر پیر اور جمعرات کو اعمال پیش کیے جاتے ہیں:

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ نووی نے کہا ہے کہ اعمال پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ کراماً کاتبین نے جو کچھ صحائف میں لکھا ہے اس کو وہ کسی اور محل میں نقل کر دیتے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ اس کو لوحِ محفوظ میں منتقل کرتے ہوں، اعمال اس لیے پیش کیے جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بنو آدم کے نیک اعمال سے فرشتوں کے سامنے فخر و مباہات فرماتا ہے، جیسا کہ اہل عرفہ سے فخر و مباہات فرماتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ عرض اعمال اس وجہ سے ہو تاکہ فرشتوں کو معلوم ہو جائے کہ کون سے اعمال مقبول ہیں اور کون سے اعمال مردود ہیں، جیسا کہ حدیث میں ہے فرشتے صحائف اعمال کو لے کر اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرنے کے لیے اوپر چڑھتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اس کو رہنے دو اور اس کو قبول کر لو، فرشتے کہتے ہیں: تیری عزت کی قسم ہم نے خیر کے سوا اور کچھ نہیں جانا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا یہ عمل میرے لیے نہ تھا اور میں صرف اسی عمل کو قبول کرتا ہوں جس سے میری رضا کو طلب کیا گیا ہو۔ [1]

کیا عرضِ اعمال کے بعد کبائر کی مغفرت بھی ہو جاتی ہے؟

اسی حدیث میں ہے: پیر اور جمعرات کو ہر اس بندے کی مغفرت کی جاتی ہے جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک نہ کیا ہو۔

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا ہے: اس مغفرت سے مراد صغائر کی مغفرت ہے، کیونکہ حدیث میں ہے پانچ نمازیں، ایک جمعہ سے دوسرا جمعہ اور ایک رمضان سے دوسرا رمضان، ان کے درمیان ہونے والے گناہوں کا کفارہ ہیں جب کہ کبیرہ گناہوں سے بچا جائے، (علامہ ابی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص کبیرہ گناہوں پر توبہ کیے بغیر مر گیا، اس کی مغفرت اللہ تعالیٰ کی مشیت پر موقوف ہے، اللہ تعالیٰ چاہے تو اس کی مغفرت کر دے اور چاہے تو اس کو عذاب دے۔ [2]

میں یہ کہتا ہوں کہ علامہ خطابی اور علامہ ابی نے جو کچھ کہا وہ برحق ہے لیکن اس حدیث میں مغفرت سے صرف کینہ رکھنے کا استثناء کیا گیا ہے حالانکہ مسلمان سے کینہ رکھنا بھی گناہ کبیرہ ہے، اس لیے بظاہر اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ہر پیر اور جمعرات کو مسلمانوں کے تمام صغیرہ اور کبیرہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں، البتہ مسلمان بھائی سے کینہ رکھنے کا گناہ اس وقت تک معاف نہیں کیا جاتا جب تک کہ وہ آپس میں صلح نہ کر لیں، اگر اس حدیث کا یہ مطلب نہ لیا جائے تو پھر اس حدیث میں اس استثناء کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا، اور اللہ تعالیٰ کے وسیع لطف و کرم کے سامنے کبائر کی مغفرت کوئی بعید نہیں ہے، رہا بعض احادیث میں بعض گناہوں پر عذاب کا ذکر ہے، ہو سکتا ہے اس سے صورۃً تعذیب مراد ہو اور حقیقت حال کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مراد کو بہتر جاننے والا ہے۔

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۴۱، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۔ اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۴۰

بَابٌ فِيْ فَضْلِ الْحُبِّ فِي اللّٰهِ

اللہ کے لیے محبت کی فضیلت

٦٤٢٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيْدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيْمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ أَبِي الْحُبَابِ سَعِيْدِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَيْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِيْ الْيَوْمَ أُظِلُّهُمْ فِيْ ظِلِّيْ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلِّيْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا میرے جلال کی وجہ سے محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج میں ان کو اپنے سائے میں رکھوں گا، آج کے دن میرے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہے۔

٦٤٢٦ - حَدَّثَنِيْ عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِيْ رَافِعٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَجُلًا زَارَ أَخًا لَهُ فِيْ قَرْيَةٍ أُخْرٰى فَأَرْصَدَ اللّٰهُ لَهُ عَلَى مَدْرَجَتِهِ مَلَكًا فَلَمَّا أَتٰى عَلَيْهِ قَالَ أَيْنَ تُرِيْدُ قَالَ أُرِيْدُ أَخًا لِيْ فِيْ هٰذِهِ الْقَرْيَةِ قَالَ هَلْ لَكَ عَلَيْهِ مِنْ نِعْمَةٍ تَرُبُّهَا قَالَ لَا غَيْرَ أَنِّيْ أَحْبَبْتُهُ فِي اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ فَإِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ إِلَيْكَ بِأَنَّ اللّٰهَ قَدْ أَحَبَّكَ كَمَا أَحْبَبْتَهُ فِيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص اپنے بھائی سے ملنے کے لیے ایک دوسری بستی میں گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کے راستہ میں ایک فرشتہ کو اس کے انتظار کے لیے بٹھا دیا، جب وہ شخص اس کے پاس سے گزرا تو فرشتہ نے پوچھا: کہاں کا ارادہ ہے؟ اس شخص نے کہا: اس بستی میں اپنے ایک بھائی سے ملنے کا ارادہ ہے۔ فرشتے نے پوچھا: کیا تمہارا اس پر کوئی احسان ہے جس کی تکمیل مقصود ہے؟ اس نے کہا: نہیں، بجز اس کے کہ میں اس سے اللہ کے لیے محبت کرتا ہوں۔ فرشتے نے کہا: میں اللہ کا پیغام رساں ہوں، جس طرح تم اس شخص سے اللہ کی وجہ سے محبت کرتے ہو اللہ تعالیٰ بھی تم سے محبت کرتا ہے۔

٦٤٢٧ - قَالَ الشَّيْخُ أَبُوْ أَحْمَدَ أَخْبَرَنَا أَبُوْ بَكْرٍ مُحَمَّدُ بْنُ زَنْجُوَيْهِ الْقُشَيْرِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے ایک اور سند سے یہ حدیث بیان کی ہے۔

اللہ سے محبت کرنے کا بیان

حدیث نمبر ٦٤٢٥ میں ہے میرے جلال کی وجہ سے محبت کرنے والے کہاں ہیں، یعنی جو لوگ میری ذات کی وجہ سے میری تعظیم اور میری اطاعت کی وجہ سے محبت کرتے تھے کسی دنیاوی غرض کی وجہ سے نہیں اور میری عظمت اور میری اطاعت کی وجہ سے محبت کرتے تھے، اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کا بیان یہ ہے۔

[illegible]

يحبونهم كحب الله ؕ والذين آمنوا اشد حبا لله ۔ (البقرۃ: ۱۶۵)

(وہ ان کو اللہ کا شریک) قرار دیتے ہیں اور وہ ان سے ایسی محبت کرتے ہیں جیسی اللہ سے محبت کرنی چاہیے، اور ایمان والے سب سے زیادہ اللہ سے محبت کرنے والے ہیں۔

يا ايها الذين آمنوا من يرتد منكم عن دينه فسوف يأتي الله بقوم يحبهم و يحبونه

(مائدہ: ۵۴)

اے ایمان والو! تم میں سے جو شخص اپنے دین سے مرتد ہو جائے گا تو عنقریب اللہ ایسی قوم کو لے آئے گا کہ اللہ ان سے محبت کرے گا اور وہ اللہ سے محبت کریں گے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ سے محبت کرنا جائز ہے اور اللہ تعالیٰ پر محبت کرنے کا اطلاق جائز ہے جیسا کہ مذکور الصدر آیات میں ہے، اسی طرح احادیث میں ہے۔ روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس ملک الموت روح قبض کرنے کے لیے آئے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے کہا کیا تم نے کہیں دیکھا ہے کہ ایک خلیل نے اپنے خلیل کی جان لی ہو؟ تب اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف یہ وحی کی کہ کیا تم نے یہ دیکھا ہے کہ ایک خلیل اپنے خلیل سے ملاقات کرنا ناپسند کرتا ہو؟ تب حضرت ابراہیم نے فرمایا اے ملک الموت اب میری روح کو قبض کر لو۔ نیز روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی؟ آپ نے فرمایا تم نے قیامت کی کیا تیاری کی ہے؟ اس نے کہا میں نے زیادہ نمازوں اور روزوں کی تیاری تو نہیں کی لیکن میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان اسی کے ساتھ ہوگا جس سے وہ محبت رکھے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں یہ سن کر مسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ میں نے انہیں اسلام لانے کے بعد کسی اور چیز سے اس قدر خوش ہوتے ہوئے نہیں دیکھا اور روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین ایسے شخصوں کے پاس سے گذر ہوا جن کے جسم نحیف اور لاغر تھے، اور ان کا رنگ متغیر ہو گیا تھا، حضرت عیسیٰ نے پوچھا تمہاری یہ حالت کیسے ہوگئی؟ انہوں نے کہا جہنم کے خوف سے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اللہ تعالیٰ پر اس کے وعدہ کی وجہ سے یہ حق ہے کہ وہ جہنم سے ڈرنے والے کو جہنم سے امان میں رکھے!

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تین اور شخص دیکھے، جن کا حال ان سے بھی زیادہ پتلا تھا، آپ نے پوچھا تمہارا یہ حال کیسے ہوگیا؟ انہوں نے کہا جنت کے شوق کی وجہ سے۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا اللہ پر یہ حق ہے کہ وہ تم کو تمہاری امید کے مطابق عطا فرمائے، پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تین ایسے شخصوں پر گذر ہوا جو ان سب سے زیادہ دبلے اور کمزور تھے اور ان کے چہرے نورانی آئینوں کی مانند تھے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے پوچھا تم لوگ اس درجہ پر کیسے پہنچے؟ انہوں نے کہا اللہ سے محبت کرنے کی وجہ سے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہوگے!

اللہ سے محبت کرنے کے متعلق متکلمین اور صوفیاء کے نظریات اور مصنف کی تحقیق

اللہ تعالیٰ سے محبت کے اطلاق کے جواز

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفر لکم ذنوبکم واللّٰہ غفور رحیم۔
(آل عمران: ۳۱)

آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، تو تمہیں اپنا محبوب بنا لے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا ہے

یایها الذین اٰمنوا هل ادلکم علی تجارة تنجیکم من عذاب الیم ۝ تؤمنون باللّٰہ ورسوله وتجاهدون فی سبیل اللّٰہ باموالکم وانفسکم ذلکم خیر لکم ان کنتم تعلمون ۝ یغفر لکم ذنوبکم ویدخلکم جنت تجری من تحتها الانهر ومسکن طیبة فی جنت عدن ذلك الفوز العظیم ۝ واخری تحبونها نصر من اللّٰہ وفتح قریب وبشر المؤمنین۔
(صف: ۱۳-۱۰)

اے ایمان والو! کیا میں تم کو ایسی تجارت بتاؤں جو تم کو سخت دردناک عذاب سے بچا لے، تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھو، اور اپنے مال وجان کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو، اگر تمہیں علم ہو تو یہ تمہارے لیے بہت اچھا ہے، وہ تمہارے گناہ بخش دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے دریا جاری ہیں، اور عمدہ پاکیزہ مکانوں میں ہمیشہ رہنے کی جنتوں میں، یہی بہت بڑی کامیابی ہے اور دوسری نعمت بھی عطا فرمائے گا جس کو تم بہت پسند کرتے ہو (وہ) اللہ کی طرف سے مدد اور عنقریب فتح ہے، آپ ایمان والوں کو خوشخبری سنا دیں۔

وسارعوا الی مغفرة من ربکم وجنة عرضها السموت والارض اعدت للمتقین ۝
(آل عمران: ۱۳۳)

اپنے رب کی مغفرت کی طرف جلدی کرو اور اس جنت کی طرف جو متقین کے لیے تیار کی گئی ہے جس کی پہنائی آسمان اور زمین ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن سهل بن سعد الساعدی قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلم موضع سوط فی الجنة خیر من الدنیا وما فیها۔ [1]

حضرت سہل بن سعد ساعدی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک چابک جتنی جگہ (بھی) دنیا وما فیہا سے بہتر ہے۔

عن ابی هریرة عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم لقاب قوس احدکم فی الجنة خیر مما طلعت علیه الشمس او تغرب۔ [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کی کمان کے دو سروں جتنی جگہ (بھی) جنت میں ان تمام چیزوں سے بہتر ہے جن پر سورج طلوع ہوتا ہے یا غروب ہوتا ہے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲۱ - ۴۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[2] صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۹۱، ،، ،، ،، ،،

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن معاذ بن جبل [illegible] ... الفردوس [illegible]

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ [illegible] ... سے جنت الفردوس کا سوال کرو۔

اور امام قشیری لکھتے ہیں:

ابو سلیمان فرماتے ہیں: رضا تو یہ ہے کہ تو اللہ سے نہ جنت مانگے اور نہ دوزخ سے پناہ طلب کرے [illegible]

تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اس وجہ سے کی جائے [illegible] ... محبت کرنے کا حکم دیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

بعض عبادت میں ہے: "میرے عرش کے سایہ میں"۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو سورج کی گرمی اور جہنم کے عذاب سے بچانے کے لیے (سایہ دے گا)، امام بخاری حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سات شخص ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس دن اپنے سایہ میں رکھے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کسی کا سایہ نہیں ہوگا، امام عادل، وہ شخص جو اپنے رب کی عبادت میں جوان ہوا ہو، وہ شخص جس کا دل مسجد میں اٹکا رہے، وہ دو آدمی جو اللہ کی محبت میں ملیں اور اللہ کی محبت میں جدا ہوں، وہ شخص جس کو کسی خوبصورت اور اقتدار والی عورت نے گناہ کی دعوت دی ہو اور وہ کہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں، وہ شخص جو پوشیدہ طریقہ سے صدقہ کرے حتیٰ کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی پتہ نہ چلے کہ اس نے دائیں ہاتھ سے کیا دیا ہے اور وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلیں۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۹۱) ان حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ قیامت کے دن عرش کے سایہ کے علاوہ بھی کوئی اور سایہ ہوگا۔ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن بہ قدر اعمال سائے ہوں، جو سورج اور جہنم کی گرمی سے بچائیں، لیکن سب سے عظیم اور مکرم سایہ عرش کا ہوگا، جو اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کو عطا فرمائے گا، ان نیک بندوں میں اللہ سے محبت کرنے والے بھی ہوں گے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اس دن صرف عرش کا سایہ ہو اور تمام مومنین اسی کے سائے میں ہوں اور جگہ سایہ صرف نیک اعمال سے ملے گا اور اعمال مختلف ہوتے ہیں ہر شخص کو اپنے عمل کے مطابق سایہ ملے گا اور تمام مومنین اس سائے میں مستغرق ہوں گے۔ اے اللہ! مصنف اور اس کتاب کے قارئین کو بھی اس دن اپنی رحمت کے سائے میں رکھنا۔ آمین

بَابُ فَضْلِ عِيَادَةِ الْمَرِيضِ ۹۰۸ مریض کی عیادت کرنے کی فضیلت

٦٤٢٨ - حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ وَأَبُو الرَّبِيعِ الزَّهْرَانِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ أَبُو الرَّبِيعِ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي حَدِيثِ سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِدُ الْمَرِيضِ فِي مَخْرَفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مریض کی عیادت کرنے والا واپس آنے تک جنت کے باغ میں رہتا ہے۔

٦٤٢٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ عَنْ خَالِدٍ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی وہ ہمیشہ جنت کے باغ میں رہتا ہے حتیٰ کہ لوٹ آئے۔

٦٤٣٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی

۱؎ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حَدَّثَنَا [illegible] عَنْ [illegible] لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ.

۶۴۳۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ [illegible] عَنْ يَزِيدَ [illegible] حَدَّثَنَا [illegible] عَنْ أَبِي الْأَشْعَثِ الصَّنْعَانِيِّ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزَلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ قَالَ جَنَاهَا.

۶۴۳۳ - حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ [illegible] عَنْ عَاصِمٍ [illegible]

۶۴۳۴ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ [illegible] عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُولُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَا ابْنَ آدَمَ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَعُودُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ عَبْدِي فُلَانًا مَرِضَ فَلَمْ تَعُدْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ عُدْتَهُ لَوَجَدْتَنِي عِنْدَهُ يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَطْعَمْتُكَ فَلَمْ تُطْعِمْنِي قَالَ يَا رَبِّ وَكَيْفَ أُطْعِمُكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّهُ اسْتَطْعَمَكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تُطْعِمْهُ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّكَ لَوْ أَطْعَمْتَهُ لَوَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي يَا ابْنَ آدَمَ اسْتَسْقَيْتُكَ فَلَمْ تَسْقِنِي قَالَ يَا رَبِّ كَيْفَ أَسْقِيكَ وَأَنْتَ رَبُّ الْعَالَمِينَ قَالَ اسْتَسْقَاكَ عَبْدِي فُلَانٌ فَلَمْ تَسْقِهِ أَمَا إِنَّكَ لَوْ سَقَيْتَهُ وَجَدْتَ ذَلِكَ عِنْدِي.

[illegible] اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان جب [illegible] ہے تو واپس لوٹنے تک برابر جنت کے باغ میں رہتا ہے۔

[illegible] اللہ علیہ وسلم کے [illegible] بیان کرتے ہیں کہ [illegible] نے فرمایا: جس شخص نے مریض کی عیادت کی [illegible] گیا [illegible] آپ سے پوچھا گیا [illegible] کہ آپ نے فرمایا [illegible]

[illegible]

[illegible] اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن [illegible] اے ابن آدم [illegible] بیمار ہوا [illegible] [illegible] کھانا مانگا [illegible] [illegible] پانی مانگا [illegible]

مریض کی عیادت کرنے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء بن عازب قال امرنا النبی صلی اللہ علیہ وسلم بسبع ونھانا عن سبع امرنا باتباع الجنائز وعیادۃ المریض واجابۃ الداعی ونصر المظلوم وابرار القسم ورد السلام وتشمیت العاطس ونھانا عن آنیۃ الفضۃ وخاتم الذھب والحریر والدیباج والقسی والاستبرق۔[1]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم کو سات چیزوں کا حکم دیا اور سات چیزوں سے منع فرمایا، ہم کو جنازوں کے ساتھ چلنے، بیماروں کی عیادت کرنے، دعوت قبول کرنے، مظلوم کی مدد کرنے، قسم پوری کرنے، سلام کا جواب دینے اور چھینک لینے والے کے لیے رحمت کی دعا کرنے کا حکم دیا اور چاندی کے برتنوں، سونے کی انگوٹھی، ریشم، دیباج، قسی اور استبرق (موخر الذکر تینوں ریشم کی اقسام ہیں) سے منع فرمایا۔

عن ابی موسی الاشعری قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اطعموا الجائع وعودوا المریض وفکوا العانی۔[2]

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بھوکوں کو کھانا کھلاؤ، اور بیماروں کی عیادت کرو اور قیدیوں کو چھڑاؤ۔

عن جابر بن عبد اللہ یقول مرضت مرضا فاتانی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی وابوبکر وھما ماشیان فوجدانی اغمی علی فتوضا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم صب وضوءہ علی فافقت فاذا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ کیف اصنع فی مالی کیف اقضی فی مالی فلم یجبنی بشیء حتی نزلت آیۃ المیراث۔[3]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں ایک بار بیمار ہوگیا، تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل چل کر میرے پاس عیادت کے لیے آئے، انھوں نے دیکھا کہ مجھ پر بے ہوشی طاری ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے وضو کیا اور وضو کا پانی مجھ پر ڈالا جب مجھے ہوش آیا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، میں نے کہا یا رسول اللہ! میں اپنے مال میں کس طرح کروں اپنے مال میں کیا فیصلہ کروں، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، حتیٰ کہ آیت میراث نازل ہوگئی۔

عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علی اعرابی یعودہ قال وکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا دخل علی مریض

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم ایک اعرابی (دیہاتی شخص) کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے، اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ معمول تھا

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ص ۱۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۳، " " " "

[3] " " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۴، " " " "

يعوده فقال لا بأس طهور إن شاء الله قال قلت طهور كلا بل هي حمى تفور او تثور على شيخ كبير تزيره القبور فقال النبي صلى الله عليه وسلم فنعم اذن [1]

آپ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے کوئی بات نہیں ان شاء اللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے، اس نے کہا: آپ کہتے ہیں پاک کرنے والا ہے مگر نہیں یہ تو جوش مارتا ہوا بخار ہے جو ایک بوڑھے شخص کو قبرستان پہنچانے والا ہے، آپ نے فرمایا تو پھر ایسا ہوگا!

عن انس كان غلام يهودي يخدم النبي صلى الله عليه وسلم فمرض فاتاه النبي صلى الله عليه وسلم يعوده فقعد عند رأسه فقال له اسلم فنظر الى ابيه وهو عنده فقال له اطع ابا القاسم فاسلم فخرج النبي صلى الله عليه وسلم وهو يقول الحمد لله الذي انقذه من النار [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اس کی عیادت کے لیے تشریف لے گئے۔ وہ اس کے سرہانے بیٹھ گئے اور فرمایا مسلمان ہو جا، اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا، اس نے کہا ابو القاسم کا کہنا مان لو، سو وہ مسلمان ہو گیا پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم یہ کہتے ہوئے نکلے: اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے اسے آگ سے نجات دے دی۔

[3] امام بخاری نے اس حدیث کو الادب المفرد میں روایت کیا ہے [illegible]

عن ابي سعيد عن النبي صلى الله عليه وسلم قال عودوا المريض واتبعوا الجنائز تذكركم الآخرة [4]

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مریض کی عیادت کرو، جنازوں کے ساتھ جاؤ وہ تمہیں آخرت کی یاد دلاتے ہیں۔

عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال ثلاث كلهن حق على كل مسلم عيادة المريض وشهود الجنازة وتشميت العاطس اذا حمد الله عز وجل [5]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہر مسلمان پر واجب ہیں، مریض کی عیادت کرنا، جنازوں کے ساتھ جانا، چھینک لینے والا جب الحمد للہ کہے [illegible]

---

1. [illegible] صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۴ [illegible]
2. صحیح بخاری ج ۱ [illegible]
3. الادب المفرد ص ۱۳۶ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
4. [illegible]
5. [illegible] الادب المفرد ص ۱۳۶ مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل
6. " " " " الادب المفرد ص ۱۳۷ " " " "

کو رحمت کی دعا دینا۔

امام احمد بن حنبل روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما من مسلم یعود مریضا لم یحضر اجلہ فیقول سبع مرات اسأل اللہ العظیم رب العرش العظیم ان یشفیک الا عوفی۔[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو مسلمان کسی ایسے مریض کی عیادت کرتا ہے جس کی موت ابھی مقرر نہیں ہوئی اور سات بار یہ دعا کرتا ہے: میں اللہ سے یہ دعا کرتا ہوں جو عظیم ہے اور عرش عظیم کا مالک ہے کہ اس کو شفاء عطا فرمائے تو اس کو شفاء دی جاتی ہے۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ بنت سعد ان اباہا قال اشتکیت بمکۃ فجاءنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی ووضع یدہ علی جبہتی ثم مسح صدری وبطنی ثم قال اللہم اشف سعدا واتمم لہ ہجرتہ۔[2]

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں مکہ میں بیمار ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لیے تشریف لائے اور اپنا ہاتھ میری پیشانی پر رکھا پھر میرے سینہ اور پیٹ پر ہاتھ پھیرا پھر دعا کی اے اللہ سعد کو شفاء دے اور اس کی ہجرت مکمل کر۔

عیادت کے اجر و ثواب کے متعلق احادیث

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من توضأ فاحسن الوضوء وعاد اخاہ المسلم محتسبا بوعد من جہنم مسیرۃ سبعین خریفا قلت یا ابا حمزۃ وما الخریف قال العام۔[3]

عن علی قال ما من رجل یعود مریضا ممسیا الا خرج معہ سبعون الف ملک یستغفرون لہ حتی یصبح ومن اتاہ مصبحا خرج معہ سبعون الف ملک یستغفرون لہ حتی یمسی وکان

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا اور ثواب کی نیت سے اپنے مسلمان بھائی کی عیادت کے لیے گیا اسے ستر سال کی مسافت کے برابر جہنم سے دور کیا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جو شخص شام کے وقت کسی مریض کی عیادت کے لیے جاتا ہے تو اس کے ساتھ ستر ہزار فرشتے جاتے ہیں جو صبح تک اس کے لیے استغفار کرتے رہتے ہیں اور جو شخص صبح کے وقت کسی

---

1. امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۱ ص ۲۴۳، ۲۳۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت
2. امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۸۶، مطبوعہ مطبع مجتبائی ...
3. " " " " سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۸۴-۸۵

لہ خریف فی الجنۃ [1]

مریض کی عیادت کے لیے جاتے [illegible] فرشتے جاتے ہیں [illegible] رہتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں [illegible]

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن هارون بن ابی داؤد قال اتیت انس بن مالك فقلت یا ابا حمزة ان [illegible] سمعت رسول الله صلی الله علیه [illegible] یخوض فی الرحمة فاذا قعد عند المریض غمرته الرحمة قال فقلت یا [illegible] [2]

ہارون بن ابی داؤد بیان کرتے ہیں [illegible] بن مالک رضی اللہ عنہ سے کہا [illegible] آپ کی عیادت کرنا [illegible] مریض کی عیادت کرتا ہے [illegible] رحمت [illegible] ہے۔

اس حدیث کو حافظ الہیثمی نے امام احمد [illegible] سے بیان کیا ہے۔ [3]

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من عاد مریضا لم یزل یخوض الرحمة حتی یجلس فاذا جلس [illegible] فیها رواه احمد والبزار ورجال احمد رجال الصحیح [4]

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] مریض کی عیادت [illegible] رحمت میں [illegible] اور جب وہ بیٹھ جائے [illegible] اس حدیث کو امام احمد اور امام بزار نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔

عن عبد الله بن عمرو وابی هریرة قالا

حضرت عبد اللہ بن عمرو [illegible]

---

1. [illegible]
2. [illegible]
3. [illegible]
4. مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۹۸ [illegible]

من مشى فى حاجة اخيه المسلم اظله الله بخمسة وسبعين الف ملك يدعون له ولم يزل يخوض فى الرحمة حتى يفرغ فاذا فرغ كتب الله له حجة وعمرة ومن عاد مريضا اظله الله بخمسة وسبعين الف ملك لا يرفع قدما الا كتب له حجة وعمرة ولا يضع قدما الا حطت عنه سيئة ورفع له بها درجة حتى يقعد مقعده فاذا قعد غمرته الرحمة فلا يزال كذلك حتى اذا اقبل حيث ينتهى الى منزله رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه جعفر بن ميسرة الاشجعى وهو ضعيف۔ [1]

نے بیان کیا کہ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے کام کے لیے گیا اللہ تعالیٰ اس کو پچھتر ہزار فرشتوں کے سایہ میں کر دیتا ہے وہ اس کے لیے دعا کرتے ہیں اور جب تک وہ اس کام سے فارغ نہ ہو وہ رحمت میں داخل رہتا ہے اور جب وہ فارغ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے حج اور عمرہ کا ثواب لکھ دیتا ہے اور جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے اللہ تعالیٰ اس کو پچھتر ہزار فرشتوں کے سایہ میں رکھتا ہے اور جب وہ قدم اٹھاتا ہے تو اس کے لیے حج اور عمرہ لکھ دیا جاتا ہے اور جب وہ قدم رکھتا ہے تو اس کا ایک گناہ مٹا دیا جاتا ہے اور ایک درجہ بلند کر دیا جاتا ہے، حتیٰ کہ وہ مریض کے پاس بیٹھ جاتا ہے اور جب وہ بیٹھ جاتا ہے تو جب تک وہ گھر واپس نہیں آتا اس کو رحمت ڈھانپے رکھتی ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں جعفر بن میسرہ اشجعی ایک ضعیف راوی ہے۔

بدعقیدہ اور بدکار کی عیادت سے ممانعت کے متعلق احادیث

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبى صلى الله عليه وسلم القدرية مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدوهم۔ [2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منکرین تقدیر اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت مت کرو اور اگر وہ مر جائیں تو ان کے جنازہ میں نہ جاؤ۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ [3] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمرو بن العاص قال: لا تعودوا شراب الخمر اذا مرضوا۔ [5]

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ شرابی جب بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت مت کرو۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲۹۷، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۲۸۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ

[3] امام ابو عبد اللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۱۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۱۲۵، ۸۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[5] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، الادب المفرد ص ۱۴۰، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد

عیادت کا شرعی حکم

[illegible]

عیادت کے فوائد

[illegible]

چاہیے جس میں عیادت سنت ہے، یہ روایت کیا ہے کہ جب حضرت حذیفہ بیمار ہوگئے تو آدھی رات کو ان کی عیادت کی گئی، ... نے نقل کیا ہے، ... سے سوال کیا گیا کہ گرمیوں میں دن چڑھنے کے بعد فلاں شخص کی عیادت کی جائے؟ انہوں نے کہا یہ عیادت کا وقت نہیں ہے۔ ... نے ... سے نقل کیا ہے کہ سردیوں میں رات کو عیادت کرنا مستحب ہے اور گرمیوں میں دن کو، لیکن یہ حکم غریب ہے۔

عیادت کے آداب

عیادت کے آداب میں سے یہ ہے کہ مریض کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھے جس سے مریض تنگ ہو یا مریض کے گھر والوں کو حرج ہو، ہاں اگر مریض کے پاس زیادہ دیر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو پھر کوئی حرج نہیں۔ ؎

مریض کی عیادت کے لیے جائے تو اس کو تکلیف پر صبر کی تلقین کرے اور تسلی آمیز کلمات کہے۔ اس کے سامنے ایسی باتیں کرے جس سے وہ خوش ہو اور اس کا دل بہلے، اس کو وہ احادیث سنائے جن میں یہ ذکر ہے کہ بیماری گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، اس کو توبہ، استغفار اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کے لیے کہے اور حالت مرض میں نماز پڑھنے اور جو عبادات وہ کر سکتا ہو ان عبادات کی تلقین کرے اور مریض کو اس قسم کی احادیث سنائے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مومن یا مومنہ یا مسلم اور مسلمہ بیمار ہو تو اللہ تعالیٰ اس بیماری کی وجہ سے اس کا گناہ مٹا دیتا ہے۔ ایک روایت میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے، اس حدیث کو امام احمد، امام ابو یعلیٰ اور امام بزار نے روایت کیا ہے، اور امام احمد کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۰۱، اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کے جسم میں جو بھی تکلیف ہو وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے۔ اس حدیث کو امام احمد اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے، امام احمد کی سند صحیح ہے۔ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۰۱ امام حسن بصری روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سخت بیمار ہوگئے ہم ان کی عیادت کے لیے گئے، حسن نے کہا آپ کو اس حالت میں دیکھ کر مجھے بہت افسوس ہے، حضرت عمران بن حصین نے کہا اے بھتیجے ایسا نہ کہو، بخدا مجھے سب سے زیادہ وہی پسند ہے جو سب سے زیادہ اللہ عزوجل کو پسند ہے اور اللہ عزوجل نے فرمایا:

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم ویعفوا عن کثیر۔ (شوریٰ: ۳۰)

اور تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ تمہارے ہاتھوں کی کمائی کے سبب پہنچتی ہے اور تمہاری بہت سی خطاؤں کو تو وہ معاف کر دیتا ہے۔

یہ بیماری جو تم دیکھ رہے ہو یہ میرے کیے ہوئے گناہوں میں سے بعض کی سزا ہے اور جو باقی گناہ ہیں ان کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دے گا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۰۲ حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو بندہ کسی مرض میں مبتلا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو پاک کر کے اٹھاتا ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۳۰۲ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ عزوجل کسی مسلمان بندے کو

؎ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۲۶، مطبوعہ دار نشر الکتب اسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[illegible] ج ۲ ص ۳۰۴)۔

[illegible]

اہل ذمہ کی عیادت کا حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

[illegible]

علامہ عینی لکھتے ہیں:

[illegible]

باب ثواب المؤمن فیما یصیبہ من مرض او حزن او نحو ذلک

مومن کو غم، پریشانی یا بیماری کی بنا پر ملنے والے ثواب کا بیان

[illegible] حدثنا عثمان بن ابی شیبۃ [illegible]

[illegible]

[illegible]

حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ قَالَتْ عَائِشَةُ مَا رَأَيْتُ رَجُلًا أَشَدَّ عَلَيْهِ الْوَجَعُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَفِي رِوَايَةِ عُثْمَانَ مَكَانَ الْوَجَعِ وَجَعًا.

نہیں دیکھی۔ عثمان کی روایت میں وجع کی جگہ وجعا کا لفظ ہے

۶۴۳۵- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ ح وَحَدَّثَنِي بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُصْعَبُ بْنُ الْمِقْدَامِ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ مِثْلَ حَدِيثِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں بیان کیں

۶۴۳۶- حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوعَكُ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّكَ لَتُوعَكُ وَعْكًا شَدِيدًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ إِنِّي أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ قَالَ فَقُلْتُ ذَلِكَ أَنَّ لَكَ أَجْرَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَجَلْ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مِنْ مَرَضٍ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ بِهِ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ فَمَسِسْتُهُ بِيَدِي.

حضرت عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس وقت آپ کو بخار تھا۔ میں نے آپ کو ہاتھ لگا کر دیکھا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو تو بہت سخت بخار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں مجھے تم میں سے دو آدمیوں جتنا بخار ہوتا ہے۔ میں نے عرض کیا اس کا سبب یہ ہے کہ آپ کو دگنا اجر ملتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہاں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس مسلمان کو بھی مرض یا کوئی اور مصیبت پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کے گناہ اس طرح جھاڑ دیتا ہے جس طرح درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔ زہیر کی حدیث میں ہاتھ لگا کر دیکھنے کا ذکر نہیں ہے۔

۶۴۳۷- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں بیان کیں ابو معاویہ کی سند میں ہے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے روئے زمین پر جو مسلمان ہو آخر حدیث تک

[illegible]

الرحمٰن مسلم ۱/۲

[illegible]

[illegible] تکلیف ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس [illegible]
[illegible] کرتا ہے یا اس کا گناہ مٹا دیتا ہے۔

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ [illegible]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] مسلمان [illegible]
[illegible] ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے عوض اس کا
[illegible]

[illegible]

۶۴۴۲ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ وَيُونُسُ بْنُ يَزِيدَ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُصِيبَةٍ يُصَابُ بِهَا الْمُسْلِمُ إِلَّا كُفِّرَ بِهَا عَنْهُ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کو جو مصیبت بھی پہنچتی ہو خواہ کانٹا چبھے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گناہ کا کفارہ کر دیتا ہے۔

۶۴۴۳ - حَدَّثَنَا أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ خُصَيْفَةَ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ مُصِيبَةٍ حَتَّى الشَّوْكَةِ إِلَّا قُصَّ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ أَوْ كُفِّرَ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ لَا يَدْرِي يَزِيدُ أَيَّتُهُمَا قَالَ عُرْوَةُ۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان پر جو مصیبت آئے خواہ کانٹا چبھے اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے، راوی کہتے ہیں پتا نہیں عروہ نے قص بہا من خطایاہ کہا تھا یا کفر بہا من خطایاہ۔ کہا تھا۔

۶۴۴۴ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَا مِنْ شَيْءٍ يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ حَتَّى الشَّوْكَةِ تُصِيبُهُ إِلَّا كَتَبَ اللهُ لَهُ بِهَا حَسَنَةً أَوْ حُطَّتْ عَنْهُ بِهَا خَطِيئَةٌ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن پر جو مصیبت سے خواہ کانٹا چبھے اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں ایک نیکی لکھ دیتا ہے یا اس کے عوض میں ایک گناہ مٹا دیتا ہے۔

۶۴۴۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ عَطَاءٍ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُمَا سَمِعَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُصِيبُ الْمُؤْمِنَ مِنْ وَصَبٍ وَلَا نَصَبٍ وَلَا سَقَمٍ وَلَا حَزَنٍ حَتَّى الْهَمِّ يُهَمُّهُ إِلَّا كُفِّرَ بِهِ مِنْ سَيِّئَاتِهِ۔

حضرت ابو سعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا مسلمان پر جو مصیبت آئے، خواہ بیماری ہو، تھکاوٹ ہو، تکلیف ہو، غم ہو یا کوئی پریشانی ہو، اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔

۶۴۴۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ وَاللَّفْظُ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ:) جس شخص نے جو برائی کی اس

[illegible] محيصة [illegible]
[illegible]
[illegible] صلى الله عليه وسلم [illegible]
[illegible] بن محيصة من أهل [illegible]

کہ اس کی سزا دی جائے گی، مسلمانوں کو اس سے سخت تکلیف ہوئی، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [illegible]
[illegible]

٦٢٢٠ - حَدَّثَنِي [illegible] الحجاج الصواف [illegible]
[illegible]

[illegible]

٦٢٢١ - حَدَّثَنَا [illegible]
[illegible] النبي صلى الله عليه وسلم [illegible]

[illegible] ایک دن حضرت [illegible]
[illegible]

سانپ [illegible] کی تحقیق

علامہ [illegible] نووی لکھتے ہیں [illegible]

اس باب کی احادیث میں مسلمانوں کے لیے عظیم بشارت ہے، کیونکہ ان احادیث میں جن مصائب، پریشانیوں [illegible] اور بیماریوں کا ذکر کیا گیا ہے ان سے بمشکل کوئی مسلمان خالی ہوگا، اور جیسا کہ ان احادیث میں بیان کیا گیا ہے کہ ان امور سے مسلمانوں کے گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور ان کے درجات بلند کر دیے جاتے ہیں، یہی بات صحیح ہے اور جمہور علماء کا نظریہ ہے، [illegible] بعض علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ [illegible] گناہ مٹاتے ہیں [illegible] درجات بلند نہیں ہوتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی یہ منقول ہے کہ مصیبت پر اجر نہیں ملتا صرف گناہ مٹا دیے جاتے ہیں [illegible] احادیث پر غور [illegible] صرف گناہ مٹنے کا ذکر ہے [illegible] امام مسلم نے جو احادیث ذکر کی ہیں [illegible] کہ مصیبتوں سے درجات بھی بلند ہوتے ہیں اور نیکیاں بھی لکھی جاتی ہیں۔

علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ احادیث میں ہے کہ سب سے زیادہ [illegible] اور تکلیف میں انبیاء مبتلا ہوتے ہیں [illegible] کی وجہ یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام [illegible] کے ساتھ مخصوص ہوتے ہیں اور ان کی [illegible] مصائب [illegible] ان کے صبر [illegible] کا ظہور ہوتا ہے۔[1]

بَابُ ۹۱ تَحْرِيمِ الظُّلْمِ — ظلم کی حرمت

٦٤٤٩ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدِّمَشْقِيَّ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي ذَرٍّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيمَا رَوَى عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَّهُ قَالَ يَا عِبَادِي إِنِّي حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلَى نَفْسِي وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوا يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ ضَالٌّ إِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُونِي أَهْدِكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ جَائِعٌ إِلَّا مَنْ أَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُونِي أُطْعِمْكُمْ يَا عِبَادِي كُلُّكُمْ عَارٍ إِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُونِي أَكْسُكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ تُخْطِئُونَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَأَنَا أَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا فَاسْتَغْفِرُونِي أَغْفِرْ لَكُمْ يَا عِبَادِي إِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوا ضَرِّي فَتَضُرُّونِي وَلَنْ تَبْلُغُوا نَفْعِي فَتَنْفَعُونِي

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک و تعالیٰ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا: اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام کر دیا ہے، سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو، اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو سوا اس کے جس کو میں ہدایت دوں، پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تم کو ہدایت دوں گا، اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوا اس کے جس کو میں کھلاؤں، پس تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تم کو کھلاؤں گا، اے میرے بندو! تم سب بے لباس ہو سوا اس کے جس کو میں لباس پہناؤں، پس تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تم کو لباس پہناؤں گا، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں تمام گناہوں کو بخشتا ہوں، تم مجھ سے بخشش طلب کرو میں تم کو بخش دوں گا، اے میرے بندو! تم کسی نقصان کے مالک نہیں ہو کہ مجھے نقصان پہنچا سکو، اور تم کسی نفع کے مالک نہیں کہ مجھے نفع پہنچا سکو، اے میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور [illegible]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۱۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

[illegible] میں سے سب سے زیادہ متقی شخص کی طرح [illegible]

[illegible]

میرے بندو! اگر تمہارے اول و آخر اور تمہارے [illegible]
جن تم میں سے سب سے زیادہ بدکار شخص کی طرح [illegible]

[illegible]

[illegible] کم ہوگا [illegible]

[illegible]

٦٤٥٢ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا دَاوُدُ يَعْنِي ابْنَ قَيْسٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اتَّقُوا الظُّلْمَ فَإِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَإِنَّ الشُّحَّ أَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلَى أَنْ سَفَكُوا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوا مَحَارِمَهُمْ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم سے بچو، کیونکہ ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں، اور بخل سے بچو کیونکہ تم سے پہلے لوگوں کو بخل نے ہلاک کر دیا، اس بخل نے ان کو خونریزی کرنے اور حرام کو حلال کرنے پر برانگیختہ کیا۔

٦٤٥٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الْمَاجِشُونُ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ظلم قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں۔

٦٤٥٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللّٰهُ فِي حَاجَتِهِ وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر ظلم کرے نہ اس کو بے یار و مددگار چھوڑے، جو شخص اپنے بھائی کی حاجت روائی میں رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی میں رہتا ہے، جو شخص کسی مسلمان کی مصیبت دور کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی مصیبت دور کرے گا اور جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔

٦٤٥٥ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُونَ مَا الْمُفْلِسُ قَالُوا الْمُفْلِسُ فِينَا مَنْ لَا دِرْهَمَ لَهُ وَلَا مَتَاعَ فَقَالَ إِنَّ الْمُفْلِسَ مِنْ أُمَّتِي يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَصِيَامٍ وَزَكَاةٍ وَيَأْتِي قَدْ شَتَمَ هَذَا وَقَذَفَ هَذَا وَأَكَلَ مَالَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے کہا ہمارے نزدیک مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس درہم ہو نہ کوئی متاع، آپ نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور اس شخص نے دنیا میں کسی کو گالی دی تھی، کسی کو تہمت لگائی تھی، کسی کا مال کھایا تھا، کسی کا خون

[illegible]

۲۶۴۵ - حَدَّثَنَا [illegible]

[illegible] صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible]

[illegible]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول [illegible]

[illegible]

۲۶۴۶ - حَدَّثَنَا [illegible]

[illegible] شَدِيدَة.

[illegible] کے منسوخ ہونے کا بیان [illegible]

حدیث نمبر ۲۶۴۹ [illegible]

[illegible]

لنبیین مبشرین و منذرین۔ (بقرہ: ۲۱۳) اللہ تعالیٰ نے نبیوں کو خوشخبری دینے والے اور (اللہ کے عذاب سے) ڈرانے والے بنا کر بھیجا۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو نہ بھیجتا اور لوگوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیتا اور لوگ محض اپنی عقل پرستی اور دنیاوی توجیہات میں مصروف رہتے تو اس کی وجہ سے لوگ گمراہ ہو جاتے۔

اس حدیث میں ہے جو کچھ میرے پاس ہے اس سے اتنا ہی کم ہوگا جس طرح سوئی کو سمندر میں ڈال کر نکالنے سے اس میں کمی ہوتی ہے۔

چونکہ سوئی کو سمندر میں ڈبو کر نکالنے سے بظاہر سمندر میں کوئی کمی نہیں ہوتی اس لیے یہ مثال دی گئی ہے ورنہ سمندر متناہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے وہ غیر متناہی ہے۔

مسلمان کے پردہ رکھنے کا بیان

حدیث نمبر ۶۴۵۷ میں ہے: جو شخص کسی مسلمان کا پردہ رکھے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کا پردہ رکھے گا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ جن لوگوں کے گناہوں پر کسی کو اطلاع ہو جائے اور وہ فسق میں مشہور نہ ہوں ان کے عیوب کا پردہ رکھنا واجب ہے کیونکہ ان کے گناہوں کو مشہور کرنے سے ان کی رسوائی ہوگی، اور جو لوگ فسق میں مشہور ہوں ان کا پردہ رکھنا مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنے سامنے کسی کو معصیت کرتے ہوئے دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس معصیت پر نکیر کرے اور اگر وہ خود اس کو اس معصیت سے روک سکے تو روک دے اور اگر وہ اس پر قادر نہ ہو تو اس معاملہ کو حاکم کے پاس لے جائے بشرطیکہ ایسا کرنے سے کوئی اس سے بڑی خرابی واقع نہ ہو۔

حدیث کے راویوں اور گواہوں پر جو جرح کی جاتی ہے اور اوقاف اور صدقات کے امینوں پر جو تنقید کی جاتی ہے یہ جائز ہے کیونکہ اس جرح اور تنقید کا مقصد کسی کو رسوا کرنا نہیں ہوتا بلکہ یہ بتانا ہوتا ہے کہ اس شخص کی شہادت یا روایت قابل اعتماد نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص اللہ کی حدود کی مخالفت کے جذبہ سے کسی معصیت کا ارتکاب کرے یا اس سے جا ملے تو یہ بھی جائز ہے اور یہ ستر مومن کے تحت داخل نہیں ہے۔

حیوانات کے حشر کی تحقیق

حدیث نمبر ۶۴۵۸ میں ہے: قیامت کے دن تم حقداروں کے حق ان کو ادا کرو گے، حتیٰ کہ بے سینگ بکری کا سینگ والی بکری سے بدلہ لیا جائے گا۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ قیامت کے دن جانوروں کو جمع کیا جائے گا، اور جس طرح مکلف انسانوں کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا اسی طرح جانوروں کو بھی دوبارہ زندہ کیا جائے گا اسی طرح بچوں، مجنونوں اور جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی ان کو زندہ کیا جائے گا۔ قرآن مجید اور احادیث سے اس نظریہ پر دلائل قائم ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واذا الوحوش حشرت (تکویر: ۵) اور جب وحشی جانور اکٹھے کیے جائیں۔

ا۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

[illegible]

جائے گا کہ مٹی ہو جاؤ اس وقت کافر یہ کہے گا: [illegible]

[illegible]

اس لیے ان کو ثواب اور عقاب نہیں ہوگا۔

[illegible]

[illegible]

لہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی [illegible]

لیے اخبار احاد کافی ہیں اور قرآن مجید کی ظاہر آیات اور احادیث سے تواتر معنوی کے ساتھ یہ مسئلہ ثابت ہے اور ہر چند کہ امام اشعری نے مجنونوں اور جن لوگوں کو دعوت اسلام نہیں پہنچی ان کے حشر میں توقف کیا ہے لیکن جب کہ ظاہر آیات اور احادیث سے تمام مخلوق کا حشر ثابت ہے تو ان کے توقف کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ [1]

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

قتادہ نے کہا ہے کہ ہر چیز کو جمع کیا جائے گا حتی کہ مکھیوں کو بھی قصاص کے لیے جمع کیا جائے گا، معتزلہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس دن تمام حیوانات کو جمع کرے گا تاکہ دنیا میں ان کو موت اور قتل کی وجہ سے جو درد اور الم پہنچا ہے اس کا عوض دے دیا جائے گا پھر اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا تو بعض کو جنت میں رکھے گا اور اگر ان کو فنا کرنا چاہے گا تو فنا کر دے گا جیسا کہ حدیث میں ہے، اور ہمارے اصحاب یہ کہتے ہیں کہ کسی کے استحقاق کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے، لیکن اللہ تعالیٰ تمام جانوروں کو جمع کرے گا اور سینگ والے سے بے سینگ کا بدلہ دے گا پھر ان سے فرمائے گا مر جاؤ تو وہ مر جائیں گے اور اس قصہ کو ذکر کرنے کی کئی وجوہ ہیں:

(۱) جب اللہ تعالیٰ عدل کو ظاہر کرنے کے لیے حیوانات کو بھی دوبارہ زندہ کر کے جمع کرے گا تو مکلفین میں سے انسانوں اور جنوں کا حشر کیوں نہیں فرمائے گا!

(۲) وحشی جانور دنیا میں انسانوں سے بھاگتے ہیں اور قیامت کے دن وہ انسانوں کے ساتھ مانوس ہوں گے اس وجہ سے مجتمع ہوں گے کہ وہ دن سخت ہولناک ہوگا۔

(۳) بعض حیوانات بعض دوسرے حیوانات کی غذا ہیں لیکن یہ سب قیامت کے دن ایک دوسرے کے ساتھ جمع ہوں گے اور کوئی دوسرے سے تعرض نہیں کرے گا، اور اس کی وجہ صرف قیامت کا ہول ہوگا۔ [2]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس سے یہ تفسیر منقول ہے کہ تمام جانوروں کو جمع کر کے ان پر موت طاری کر دی جائے گی، امام حاکم نے بھی یہی کہا ہے۔ اس لیے قیامت کے دن جن و انس کے سوا کسی اور کو نہیں اٹھایا جائے گا، ایک قول یہ ہے کہ تمام حیوانات سب کو دوبارہ زندہ کیا جائے گا حتی کہ مکھیوں کو بھی زندہ کیا جائے گا۔ یہ تفسیر بھی حضرت ابن عباس سے مروی ہے، اور ایک جماعت سے یہ منقول ہے کہ تمام جانوروں کو جمع کیا جائے گا اور بعض کا بعض سے قصاص لیا جائے گا حتی کہ بے سینگ والے سے سینگ کا بدلہ لیا جائے گا، پھر ان سے کہا جائے گا مر جاؤ پھر وہ سب مر جائیں گے۔ ایک قول یہ ہے کہ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کے بعد ان کو مٹی کر دیا جائے گا اور صرف وہ جانور باقی رکھے جائیں گے جو بنو آدم کے لیے سرور کا باعث ہیں مثلاً مور اور ہرن وغیرہ، ایک قول یہ ہے کہ وہ جانور باقی رکھے جائیں گے جن سے صرف مسلمانوں نے استفادہ کیا ہو۔ بہت سے علماء کا یہ مذہب ہے کہ تمام حیوانات کا حشر کیا جائے گا کیونکہ امام مسلم اور امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن تم سے حق داروں کا

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۳۲۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۳۲۸، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[illegible] جلے گا۔

[illegible]

باب نصر الاخ ظالما او مظلوما

بھائی کی مدد کرنا خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم

[illegible]

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزَاةٍ فَكَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ الْأَنْصَارِيُّ يَا لَلْأَنْصَارِ وَقَالَ الْمُهَاجِرِيُّ يَا لَلْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَالُ دَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ قَالُوا يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَقَالَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ فَسَمِعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَقَالَ قَدْ فَعَلُوهَا وَاللّٰهِ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ عُمَرُ دَعْنِي أَضْرِبْ عُنُقَ هٰذَا الْمُنَافِقِ فَقَالَ دَعْهُ لَا يَتَحَدَّثُ النَّاسُ أَنَّ مُحَمَّدًا يَقْتُلُ أَصْحَابَهُ.

کی طرح چیخ و پکار ہے؟ صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ایک مہاجر شخص نے ایک انصاری کی سرین پر مارا، آپ نے فرمایا: اس معاملہ کو چھوڑ دو یہ ایک ناشائستہ حرکت ہے، عبد اللہ بن ابی نے یہ بات سن کر کہنے لگا: اچھا! انھوں نے یہ کیا ہے! بہ خدا جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو ہم میں سے عزت والا ذلت والے کو نکال دے گا، حضرت عمر نے کہا: مجھے اس منافق کی گردن اڑانے کی اجازت دیجئے، آپ نے فرمایا: اس کو رہنے دو! کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔

٦٤٦٠- حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَسَعَ رَجُلٌ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ رَجُلًا مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ الْقَوَدَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعُوهَا فَإِنَّهَا مُنْتِنَةٌ قَالَ ابْنُ مَنْصُورٍ فِي رِوَايَتِهِ عَمْرٌو قَالَ سَمِعْتُ جَابِرًا.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں، ایک مہاجر نے ایک انصاری کی سرین پر مارا، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے بدلہ کی درخواست کی، آپ نے فرمایا: اس معاملہ کو چھوڑ دو، یہ ایک ناشائستہ حرکت ہے، عمرو کی روایت میں سمعت جابرا کے الفاظ ہیں۔

زمانہ جاہلیت کی چیخ و پکار

حدیث نمبر ۶۴۵۹ میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کیا زمانہ جاہلیت کی طرح چیخ و پکار کر رہے ہو!

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں لوگ عصبیت کی بناء پر لڑائیوں میں اپنے اپنے قبیلہ والوں کو پکارتے تھے، اسلام نے اس طریقہ کو باطل کر دیا اور یہ بتایا کہ خصومات اور مقدمات کا فیصلہ احکام شرعیہ کی بناء پر کیا جائے، جب ایک انسان دوسرے شخص پر کوئی زیادتی کرے تو قاضی ان کے درمیان فیصلہ کر دے، چونکہ اس مہاجر اور انصاری کا اپنے اپنے حلیفوں کو پکارنا زمانہ جاہلیت کی چیخ و پکار کے مشابہ تھا اس لیے آپ نے اس کو ناپسند فرمایا۔

منافقین کی بدکلامی پر مواخذہ نہ کرنے کا سبب

حدیث نمبر ۶۴۵۹ میں ہے: چھوڑ دو، لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔

اس حدیث میں شر کے دروازے کو بند کرنے اور دو ضرروں میں کم ضرر کو اختیار کرنے کی دلیل ہے، کیونکہ منافقین کی

بدکلامی پر مواخذہ نہ کرنے کے عذر کی [illegible] تھا [illegible] تسلیم [illegible]
[illegible]
اور کسی مطلوبات پر اس سے زیادہ سنگین [illegible] کے خدشہ سے مواخذہ نہیں [illegible] تھے [illegible]
[illegible] منافقین [illegible] کرتے تھے [illegible] حضرت عمر
[illegible]
سبب سے آپ ان کو بکثرت عطیات دیا کرتے تھے [illegible] منافقین [illegible] میں کرتے تھے، نیز یہ کہ منافقین کا [illegible]
[illegible] اور بظاہر منافقین کا شمار
[illegible] اصحاب [illegible] کے ساتھ [illegible]
[illegible] اب بھی
[illegible]
کیونکہ قرآن مجید میں یہ آیت نازل ہوئی:

[illegible] اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کیجئے اور ان پر سختی کیجئے۔ (التوبہ: ۷۳)

یہ آیت اس سے پہلے احکام کے لیے ناسخ ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ منافقین سے [illegible] ان کو قتل کرنے کا حکم ہے۔ [1]

[illegible]

باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم

مومنین کی ایک دوسرے کے ساتھ محبت اور امداد

[illegible] حدثنا [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک مسلمان [illegible]

---

[1] [illegible]

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمن للمؤمن کالبنیان یشد بعضہ بعضا۔

۶۴۶۲۔ حدثنا محمد بن عبد اللہ بن نمیر حدثنا ابی حدثنا زکریاء عن الشعبی عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مثل المؤمنین فی توادہم وتراحمہم وتعاطفہم مثل الجسد اذا اشتکی منہ عضو تداعی لہ سائر الجسد بالسہر والحمی۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمانوں کا آپس میں دوستی اور محبت و شفقت کی مثال جسم کی طرح ہے جب جسم کا کوئی عضو بیمار ہوتا ہے تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے۔

۶۴۶۳۔ حدثنا اسحق بن ابراہیم الحنظلی اخبرنا جریر عن مطرف عن الشعبی عن النعمان بن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم بنحوہ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۶۴۶۴۔ حدثنا ابو بکر بن ابی شیبۃ وابو سعید الاشج قالا حدثنا وکیع عن الاعمش عن الشعبی عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون کرجل واحد ان اشتکی راسہ تداعی لہ سائر الجسد بالحمی والسہر

حضرت نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان باہم ایک شخص کی طرح ہیں، اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو بخار اور بے خوابی میں سارا جسم اس کا شریک ہوتا ہے۔

۶۴۶۵۔ حدثنی محمد بن عبد اللہ بن نمیر حدثنا حمید بن عبد الرحمن عن الاعمش عن خیثمۃ عن النعمان بن بشیر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المسلمون کرجل واحد ان اشتکی عینہ اشتکی کلہ وان اشتکی راسہ اشتکی کلہ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان باہم ایک شخص کی طرح ہیں، اگر اس کی آنکھ میں تکلیف ہو تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے، اور اگر اس کے سر میں تکلیف ہو تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے۔

۶۴۶۶۔ حدثنا ابن نمیر حدثنا حمید بن عبد الرحمن عن الاعمش عن الشعبی عن النعمان بن بشیر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ۔

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت بیان کی۔

باب ۹۱۳ النہی عن السباب

گالی دینے کی ممانعت

۶۴۶۷۔ حدثنا یحیی بن ایوب وقتیبۃ وابن حجر قالوا حدثنا اسمعیل یعنون ابن جعفر عن العلاء عن ابیہ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب دو شخص ایک دوسرے کو گالیاں دیں تو اس کا گناہ ابتداء کرنے والے کو

الْبَادِئِ مَا لَمْ يَعْتَدِ الْمَظْلُومُ۔

گالی دینے والے کا حکم اور گالی کا بدلہ لینے کی تفسیر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وجزاء سيئة سيئة مثلها فمن [illegible] فاجره على الله انه لا يحب [illegible]

[illegible] معاف کردے اور اصلاح کرے تو اس کا [illegible]

نے دوبارہ اذیت دی، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پھر خاموش رہے، جب اس نے سہ بارہ اذیت دی تو حضرت ابوبکر نے بدلہ لیا جب حضرت ابوبکر نے بدلہ لے لیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجلس سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے، حضرت ابوبکر نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا آپ مجھ سے خفا ہو گئے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اس شخص نے تم کو برا کہا تو آسمان سے ایک فرشتہ نازل ہو کر اس کی تکذیب کر رہا تھا اور جب تم نے خود بدلہ لیا تو شیطان آ پہنچا اور جہاں شیطان آ پہنچے میں وہاں نہیں بیٹھتا، ایک اور سند کے ساتھ یہ حدیث حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے اس کے آخر میں ہے، کہ اے ابوبکر! جس شخص پر ظلم کیا جاتا ہے اور وہ اس معاملہ کو اللہ پر چھوڑ دے تو اس شخص کی طرف سے اللہ تعالیٰ بدلہ لیتا ہے۔[1]

بَابُ ۱۹ اِسْتِحْبَابِ الْعَفْوِ وَالتَّوَاضُعِ

عفو اور انکسار کی فضیلت

۶۴۶۹- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ وَهُوَ ابْنُ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ وَمَا زَادَ اللّٰهُ عَبْدًا بِعَفْوٍ إِلَّا عِزًّا وَمَا تَوَاضَعَ أَحَدٌ لِلّٰهِ إِلَّا رَفَعَهُ اللّٰهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، بندے کے معاف کرنے سے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اور جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ اس کا درجہ بلند کرتا ہے۔

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں ہے کہ صدقہ مال میں کمی نہیں کرتا، اس حدیث کے دو محمل ہیں یا تو صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ دنیا میں مال میں زیادتی کرتا ہے یا صدقہ کرنے سے دنیا میں جو مال میں کمی ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ میں آخرت میں اجر عطا فرما کر اس کمی کو پورا کر دیتا ہے۔

اس حدیث کا دوسرا جز ہے، بندے کے معاف کرنے سے اللہ اس کی عزت بڑھاتا ہے اس حدیث کے بھی دو محمل ہیں ایک یہ کہ جس شخص کا قصور معاف کیا جائے اس کے دل میں معاف کرنے والے کی عزت بڑھ جاتی ہے، دوسرا محمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے کی آخرت میں عزت بڑھا دے گا۔

اس حدیث کا تیسرا جز ہے: جو شخص بھی اللہ کی رضا کے لیے عاجزی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا درجہ بلند کرتا ہے، اس حدیث کے بھی دو محمل ہیں، ایک محمل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا میں اس کا درجہ بلند کرے گا بایں طور کہ لوگوں کے دلوں میں اس کی محبت پیدا کر دے گا، دوسرا محمل یہ ہے کہ آخرت میں اس کے درجات بلند ہوں گے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دنیا اور آخرت دونوں میں اس کے درجات بلند ہوں۔[2]

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۶ ص ۸۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

بَابُ ۹۵ تَحْرِيْمِ الْغِيْبَةِ

غیبت کی حرمت

۶۴۶۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوْبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوْا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيْلُ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَتَدْرُوْنَ مَا الْغِيْبَةُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ أَعْلَمُ قَالَ ذِكْرُكَ أَخَاكَ بِمَا يَكْرَهُ قِيْلَ أَفَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ فِيْ أَخِيْ مَا أَقُوْلُ قَالَ إِنْ كَانَ فِيْهِ مَا تَقُوْلُ فَقَدِ اغْتَبْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيْهِ فَقَدْ بَهَتَّهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں، آپ نے فرمایا: غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے اس عیب کا ذکر کرو جس کا ذکر اس کو ناپسند ہو، عرض کیا گیا: یہ بتائیے کہ اگر میرے بھائی میں وہ عیب موجود ہو [illegible] آپ نے فرمایا: اگر [illegible] تو تم نے اس کی غیبت کی [illegible] تم نے اس پر بہتان باندھا۔

غیبت، بہتان اور چغلی کی تعریف

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: جب کوئی شخص کسی کی غیر موجودگی میں اس کا عیب بیان کرے [illegible] بات بیان کرے جس سے وہ ناراض ہو [illegible] اس میں وہ عیب ہو تو اس کو غیبت کہتے ہیں [illegible] جھوٹ کہا [illegible] تو اس کو بہتان کہتے ہیں [illegible]

[illegible]

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

[illegible]

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

۱۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ [illegible] مطبوعہ [illegible]

۲۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۳۶۷ [illegible]

۳۔ علامہ محمد بن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۳ ص ۳۹۹ [illegible]

امام غزالی لکھتے ہیں:

الغیبۃ ان تذکر اخاک بما یکرہہ لو بلغہ سواء ذکرتہ بنقص فی بدنہ او نسبہ او فی خلقہ او فی فعلہ او فی قولہ او فی دینہ او فی دنیاہ حتی فی ثوبہ ودارہ ودابتہ۔[1]

غیبت یہ ہے کہ تم اپنے بھائی کے متعلق کسی چیز کا اس طرح ذکر کرو جس کا ذکر اگر وہ سنے تو اس کو ناگوار ہو خواہ تم اس کے بدن کے نقص کا ذکر کرو یا اس کے نسب کا یا اس کے اخلاق کا یا اس کے فعل کا یا اس کے قول کا یا اس کے دین کا یا اس کی دنیا کا حتیٰ کہ اس کے کپڑوں یا مکان یا سواری کے متعلق کسی عیب کا ذکر کرو۔

کسی شخص کے اندھے، لنگڑے، کانے، گنجے یا ٹھگنے ہونے کا ذکر کرنا بدن کا عیب ہے، یہ کہنا کہ اس کا باپ حبشی، موچی یا فاسق ہے نسب کا عیب ہے، یہ کہنا کہ وہ بخیل، متکبر یا بزدل ہے خلق کا عیب ہے، وہ چور، جھوٹا، شرابی، بے نمازی، روزے کا تارک یا نجاسات سے نہ بچنے والا ہے یہ اس کے دینی افعال کا عیب ہے، یہ کہنا کہ وہ لوگوں سے اچھی طرح نہیں ملتا، بہت کھاتا ہے، بہت باتونی ہے، بہت سوتا ہے [illegible] یہ اس کے دنیاوی افعال کا عیب ہے، یہ کہنا کہ اس کے کپڑے میلے یا پھٹے ہوئے ہیں یہ اس کے کپڑوں کا عیب ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

غیبت یہ ہے کہ تم کسی انسان کے متعلق کسی چیز کا ذکر کرو جس کو وہ ناگوار جانے، خواہ وہ ذکر اس کے بدن کا ہو یا اس کے دین کا یا اس کی دنیا کا یا اس کے نفس کا یا اس کی جسمانی ساخت کا یا اس کے اخلاق کا یا اس کے مال کا یا اس کی اولاد کا یا اس کی بیوی کا یا اس کے والد کا یا اس کے خادم کا یا اس کے لباس کا یا اس کی چال ڈھال کا یا اس کے متعلق کسی اور چیز کا، خواہ یہ ذکر کلام سے ہو یا تحریر سے یا اشارہ و کنایہ سے۔[2]

چغلی کی تعریف میں علامہ نووی لکھتے ہیں:

وھی نقل کلام الناس بعضہم الی بعض علی جہۃ الافساد۔[3]

فساد پیدا کرنے کی نیت سے بعض لوگوں کی باتیں بعض کو پہنچانا چغلی ہے۔

[illegible]

غیبت کی حرمت کے متعلق قرآن مجید کا حکم

یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم ولا نساء من نساء عسی ان یکن خیرا منہن ولا تلمزوا انفسکم

اے ایمان والو! مردوں کا کوئی گروہ دوسرے گروہ کا مذاق نہ اڑائے، ہو سکتا ہے کہ وہ ان مذاق اڑانے والوں سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں کا مذاق اڑائیں

۱؎ امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء علوم الدین مع اتحاف السادۃ المتقین ج ۷ ص ۵۳۱، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر [illegible]

۲؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، الاذکار ص ۲۹۵، [illegible]

۳؎ " " " " الاذکار ص ۲۹۹

[illegible]
بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ھم الظالمون ۔ یا ایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم ولا تجسسوا ولا یغتب بعضکم بعضا ایحب احدکم ان یاکل [illegible] اللہ تواب رحیم ۔

(الحجرات : ۱۱ - ۱۲)

[illegible] اللہ تعالیٰ توبہ کو بہت قبول کرنے [illegible]

غیبت کی حرمت [illegible]

[illegible] بیت ما اعظمک [illegible] اعظم حرمۃ عند اللہ منک ان اللہ حرم منک واحدۃ وحرم [illegible] وماله وان یظن به ظن السوء [illegible]

[illegible] سے [illegible] اور تیری حرمت [illegible] کرنا۔

عن ابن عباس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول: ان الربوا نیف و سبعون بابا

[illegible]

[illegible] شعب الایمان ج ۵ ص ۲۹۶-۲۹۷ [illegible]

هو نحو ثلاثا من الربوا مثل من اتی امه فی الاسلام ودرهم الربوا واخبث الربا انتهاك عرض المسلم وانتهاك حرمته [1]

زیادہ درجے ہیں اور سب سے ہلکا درجہ کا گناہ اسلام میں اپنی ماں کے ساتھ زنا کے برابر ہے اور سود کا سب سے خبیث درجہ مسلمان کی بے عزتی کرنا اور اس کی پردہ دری کرنا ہے۔

امام ابو یعلی روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة قال: كنا عند النبی صلی الله عليه وسلم فقام رجل فقال: يا رسول الله ما اعجز - او قال ما اضعف فلانا، فقال النبی صلی الله عليه وسلم اغتبتم صاحبكم واكلتم لحمه [2]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! فلاں شخص کتنا عاجز یا کمزور ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے اپنے ساتھی کی غیبت کی ہے اور اس کا گوشت کھایا ہے۔

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم لما عرج بی عز وجل مررت بقوم لهم اظفار من نحاس يخمشون وجوههم وصدورهم فقلت من هؤلاء يا جبريل؟ قال: هؤلاء الذين ياكلون لحوم الناس ويقعون فی اعراضهم [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ عزوجل نے مجھے معراج کرائی تو میرا ایک قوم سے گزر ہوا جن کے پیتل کے ناخن تھے جن سے وہ اپنے چہروں اور سینوں پر خراشیں ڈال رہے تھے، میں نے کہا اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ اس نے کہا یہ وہ لوگ ہیں جو لوگوں کا گوشت کھاتے تھے اور ان کی عزت کے درپے رہتے تھے۔

عن انس ان النبی صلی الله عليه وسلم امر الناس ان يصوموا يوما ولا يفطرن احد حتی اذن له فصام الناس فلما امسوا جعل الرجل يجیء الی رسول الله صلی الله عليه وسلم فيقول ظللت منذ اليوم صائما فاذن لی فلافطر فياذن له حتی جاء رجل فقال يا رسول الله ان فتاتين من اهلك ظلتا منذ اليوم صائمتين فاذن لهما فلتفطرا فاعرض عنه فقال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ حکم دیا کہ وہ ایک دن روزہ رکھیں اور جب تک میں اجازت نہ دوں اس وقت تک کوئی روزہ افطار نہ کرے، لوگوں نے روزہ رکھا، جب شام ہوئی تو ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا میں سارے دن روزہ سے رہا ہوں، آپ مجھے افطار کی اجازت دیں، آپ نے اس کو افطار کی اجازت دی، پھر ایک شخص آیا اور اس نے کہا آپ کے گھر کی دو کنیزیں صبح سے روزے سے ہیں آپ انہیں افطار کی اجازت

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۲۹۹ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

[2] امام ابو یعلی احمد بن علی بن مثنی موصلی متوفی ۳۰۷ھ، مسند ابو یعلی موصلی ج ۵ ص ۴۲۵، مطبوعہ موسسہ علوم القرآن بیروت، طبعۃ اولی ۱۴۰۸ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۰-۲۹۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

صامتا - وكيف صام من ظل يأكل لحوم الناس اذهب فمرهما ان كانتا صائمتين ان يستقيا فقعلتا فقاءت كل واحدة منهما علقة علقة فاتى النبى صلى الله عليه وسلم فاخبره فقال النبى صلى الله عليه وسلم لو ماتتا او بقتا فيهما لاكلتهما النار [1]

[illegible]

[illegible] اعیدوا وضوء کما [illegible]

[illegible]

[illegible] سے جو گناہ سرزد ہوا ہے اس کا کفارہ [illegible]

[illegible]

---

[1] [illegible]

[2] " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۳ ، " " " "

[3] " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۳ ، " " " "

[4] " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۳ ، " "

عن الاوزاعی یقول بلغنی انه یقال للعبد یوم القیامة قم فخذ حقك من فلان فیقول ما لی قبله حق فیقال بلی ذکرك یوم کذا وکذا بکذا وکذا.[1]

امام اوزاعی کہتے ہیں مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ قیامت کے دن ایک بندے سے کہا جائے گا فلاں شخص سے اپنا حق وصول کر لو، وہ شخص کہے گا کہ میرا اس پر کوئی حق نہیں ہے۔ اس سے کہا جائے گا کیوں نہیں اس شخص نے فلاں فلاں دن تیرا اس اس طرح ذکر کیا تھا۔

عن ابی سعید وجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنهم قالا قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم الغیبة اشد من الزنا قالوا یا رسول اللہ وکیف الغیبة اشد من الزناء؟ قال ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ علیه وفی روایة حمزة فیتوب فیغفر له وان صاحب الغیبة لا یغفر له حتی یغفرها له صاحبه.[2]

حضرت ابو سعید اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے۔ صحابہ نے عرض کیا، یا رسول اللہ! غیبت کس طرح زنا سے زیادہ شدید ہے؟ آپ نے فرمایا: آدمی زنا کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے، اور حمزہ کی روایت میں ہے وہ توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دیتا ہے، اور غیبت کرنے والے کی اس وقت تک مغفرت نہیں ہوگی جب تک وہ شخص اس کو معاف نہیں کرے گا جس کی اس نے غیبت کی ہے۔

عن عبد اللہ بن المبارك قال: اذا اغتاب رجل رجلا فلا یخبره به ولکن یستغفر اللہ.[3]

حضرت عبد اللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی شخص کی غیبت کرے تو اس کو خبر نہ دے لیکن اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے۔

قال الامام احمد رحمه اللہ قد روینا فی حدیث مرفوع باسناد ضعیف کفارة الغیبة ان تستغفر لمن اغتبته.[4]

امام احمد فرماتے ہیں ہم نے سند ضعیف سے حدیث مرفوع میں روایت کیا ہے: غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی تم نے غیبت کی ہے اس کے لیے استغفار کرو۔

عن حذیفة قال: کان فی لسانی ذرب علی اهلی لم یعده الی غیرهم فسألت النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال این انت

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری زبان میرے اہل کے متعلق بہت سخت کلمات کہتی تھی۔ میں نے اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

۱۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ
۲۔ " " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۶، " " " "
۳۔ " " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۳۱۷، " " " "
۴۔ " " " " شعب الایمان ج ۵ ص ۳۱۷، " " " "

غیبت کے متعلق فقہائے اسلام کے نظریات

[illegible]

غیبت: [illegible]

(۲) افکہ: اپنے بھائی [illegible]

(۳) بہتان: اپنے بھائی کے متعلق [illegible]

[illegible]

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible]

کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح تم مُردار کا گوشت کھانے کو بُرا جانتے ہو اور اس سے اجتناب کرتے ہو، اسی طرح غیبت کرنے کو بھی بُرا جانو اور اس سے اجتناب کرو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ساری رات لوگوں کا گوشت کھاتا رہا وہ روزہ دار کیسے ہے، سو جو شخص کسی مسلمان کی تنقیص کرے یا اس کی ہتکِ حرمت کرے وہ گویا اس زندہ آدمی کا گوشت کھا رہا ہے، اور جو شخص غیبت کرے وہ اس مردہ آدمی کا گوشت کھا رہا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی دنیا میں کسی مسلمان کا گوشت کھائے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن جہنم کی آگ کھلائے گا، اور آپ کا ارشاد ہے، اے وہ لوگو جو زبان سے مسلمان ہوئے ہو اور جن کا دل مومن نہیں ہوا مسلمان کی غیبت نہ کرو، ابوقلابہ رقاشی نے کہا ابو عاصم کہتے تھے جب سے مجھے علم ہوا کہ غیبت کا اس قدر گناہ ہے اس کے بعد میں نے کسی کی غیبت نہیں کی میمون بن سیاہ کسی کی غیبت نہیں کرتے تھے، ان کے سامنے اگر کوئی شخص کسی کی غیبت کرتا تو وہ اس کو منع کرتے تھے اگر وہ رک جاتا تو ٹھیک ورنہ وہاں سے اٹھ کر چلے جاتے تھے، شعبی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث ذکر کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک شخص اٹھا اس کے اٹھنے میں کچھ سستی تھی، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! یہ شخص اٹھنے سے کس قدر عاجز ہے، آپ نے فرمایا تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا اور اس کی غیبت کی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا، لوگوں کے ذکر سے اجتناب کرو، کیونکہ یہ بیماری ہے اور اللہ کا ذکر کیا کرو، کیونکہ اس میں شفا ہے، عمر بن عبید سے کسی نے کہا فلاں شخص آپ کی اس قدر برائی بیان کرتا ہے کہ ہمیں آپ پر رحم آتا ہے، انہوں نے کہا قابلِ رحم تو وہ شخص ہے، ایک شخص نے حسن بصری سے کہا مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ میری غیبت کرتے ہیں، حسن بصری نے کہا میرے نزدیک تمہاری اتنی قدر نہیں ہے کہ میں اپنی نیکیوں پر تمہیں حاکم بنا دوں۔ [۱]

علامہ نووی نے لکھا ہے کہ امام ابن المبارک نے کہا، اگر میں کسی کی غیبت کرتا تو اپنے ماں باپ کی غیبت کرتا کیونکہ وہ میری نیکیوں کے زیادہ مستحق ہیں۔ [۲]

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

ایک قوم کا یہ نظریہ ہے کہ غیبت کا تعلق صرف امورِ دینیہ سے ہے (مثلاً فلاں شخص بے نماز ہے) اور امورِ دنیویہ (مثلاً فلاں شخص کانا یا بھینگا ہے، دیگر عیبیہ (مثلاً فلاں شخص موچی ہے) بیان کرنے میں غیبت نہیں ہے، ایک قوم نے اس کے برعکس یہ کہا کہ غیبت کا تعلق صرف خَلقی (جسمانی عیوب) خُلقی (فطری عیوب مثلاً بخل اور بزدلی) اور حسب (پیشہ کے عیوب مثلاً جولاہا اور موچی) سے ہے اور جسمانی عیوب کا بیان کرنا زیادہ سخت گناہ ہے کیونکہ صنعت کی مذمت کرنا صانع کی مذمت کے مترادف ہے، یہ تمام نظریات مردود ہیں اور ہر قسم کی غیبت کرنا گناہ اور حرام ہے جسمانی بناوٹ کی غیبت کے حرام ہونے کی دلیل یہ ہے کہ جب حضرت عائشہ نے حضرت صفیہ کے متعلق یہ کہا کہ وہ کوتاہ قد ہیں تو آپ نے فرمایا تم نے ایسا کلمہ کہا ہے کہ اگر اس کو سمندر میں ڈال دیا جائے تو تمام پانی کا ذائقہ بدل جائے اس حدیث کو امام ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے، اور علماء کا اس پر اجماع ہے

۱۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۳۴-۳۳۵ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

۲۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، الاذکار ص ۳۰۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

سے معارضہ کرتا ہے۔

غیبت کے حرام ہونے کا بیان اور بحث و نظر

نے یا تم نے اس کی غیبت کی ہے، اب اس غیبت کو اس سے معاف کرو۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث مروی ہیں ان سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ جس شخص کی غیبت کی ہو اس سے معاف کرانا ضروری ہے اور ان احادیث کے مقابلہ میں حضرت حسن کی روایت حجت نہیں ہے۔ [1]

علامہ سید آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور صریحہ سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ غیبت کرنا حرام ہے علامہ قرطبی اور دیگر علماء نے یہ نقل کیا ہے کہ اس پر اجماع ہے کہ غیبت گناہ کبیرہ ہے اور امام غزالی اور صاحب العدۃ نے یہ تصریح کی ہے کہ غیبت کرنا گناہ صغیرہ ہے، ان حضرات کا یہ قول بہت عجیب ہے کیونکہ بکثرت احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ غیبت کے صغیرہ ہونے پر انتہائی دلیل یہ ہے کہ اگر غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہو تو ماسوا چند حضرات کے تمام مسلمانوں کا فاسق ہونا لازم آئے گا اور یہ بہت شدید ہے لیکن یہ دلیل اس لیے مردود ہے کہ کسی معصیت کا پھیل جانا حتیٰ کہ تمام لوگ اس معصیت کا ارتکاب کرنے لگیں یہ بھی اس معصیت کے صغیرہ ہونے کو مستلزم نہیں ہے بلکہ اکثر لوگ کسی معصیت کا ارتکاب کرنا شروع کر دیتے ہیں بینک کا سود، ریڈیو، ٹی وی، وی سی آر اور ٹیپ ریکارڈر پر موسیقی کا سماع، عورتوں کی بے پردگی، اور نماز روزہ کا ترک وغیرہ حتیٰ کہ معدودے چند لوگ ہی ان معاملات سے [illegible] معصیت [illegible] اس کے صغیرہ ہونے کو مستلزم [illegible] معصیت [illegible] لوگ [illegible] ادا کرتے ہیں [illegible] معصیت [illegible] سعیدی غفرلہ [illegible] نظم کا دفعیہ ترتب ہوگا جب غیبت اصلاً معصیت ہو۔

حقیقت یہ ہے کہ غیبت کرنا گناہ کبیرہ ہے، ہاں البتہ غیبت کی بعض اقسام وہ ہیں جو گناہ صغیرہ ہیں جیسے کسی کی پیٹھ پیچھے اس کی سواری اور لباس کا عیب بیان کرنا، اور بعض اقسام کبیرہ ہیں مثلاً علماء اور صالحین کی غیبت کرنا اور ان کو فاسق و فاجر کہنا۔ [2]

کیا امام غزالی نے غیبت کو گناہ صغیرہ کہا ہے؟

علامہ آلوسی نے امام غزالی کی طرف جو منسوب کیا ہے کہ وہ [illegible] کی بنا پر غیبت کو گناہ صغیرہ قرار دیتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں علامہ آلوسی کو یقیناً تسامح ہوا ہے۔ امام غزالی نے غیبت پر بہت مفصل بحث کی ہے اور قرآن مجید کی آیات اور بکثرت احادیث اور آثار سے غیبت کا حرام ہونا بیان کیا ہے اور غیبت پر توبہ کرنے اور صاحب حق سے معاف کرانے کو واجب قرار دیا ہے، اور ہر قسم کی غیبت کو حرام کہا ہے۔ امام غزالی لکھتے ہیں:

اعلم ان الذکر باللسان انما حرم لان فیه تفهیم الغیر نقصان اخیک وتعریفه بما یکرهه

زبان سے غیبت کرنا اس لیے حرام ہے کہ اس کے ذریعہ دوسرے شخص کو تم اپنے بھائی کا عیب بتاتے

1۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱۶ ص ۳۳۶، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

2۔ علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۵۹-۱۷۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[illegible] وکل ما یفهم المقصود [illegible] فی الغیبۃ وھو حرام [illegible]

[illegible]

[illegible] امام غزالی نے کتنی تفصیل [illegible] کے ساتھ غیبت کو حرام قرار دیا ہے! [illegible] علامہ آلوسی کی نقل پر ہے۔

غیبت سننے کی حرمت کا بیان

علامہ نووی لکھتے ہیں:

جس طرح متکلم پر غیبت کرنا حرام ہے، اسی طرح سامع پر غیبت [illegible]

[illegible]

[illegible] سے مواخذہ نہیں ہوگا۔

[illegible] شخص کی غیبت کی جائے اس کی حمایت کے متعلق احادیث

اگر کوئی شخص [illegible] مسلمان کی غیبت کر رہا ہو تو سننے [illegible]

[illegible]

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

[illegible]

عن ابی الدرداء عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من رد عن عرض اخیہ رد اللہ عن وجہہ النار یوم القیمۃ۔ [1]

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اپنے بھائی کی عزت سے تہمت کو دور کیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چہرے سے آگ کو دور کر دے گا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن سہل بن معاذ بن انس الجہنی عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من حمی مؤمنا من منافق اراہ قال بعث اللہ ملکا یحمی لحمہ یوم القیمۃ من نار جہنم۔ [3]

سہل بن معاذ بن انس جہنی اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی منافق کے مقابلہ میں مومن کی حمایت کی میرا گمان ہے آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک فرشتہ بھیجے گا جو اس کے گوشت کو جہنم کی آگ سے محفوظ رکھے گا۔

عن جابر بن عبد اللہ و ابی طلحۃ بن سہل الانصاری یقولان قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من امرئ یخذل امرأ مسلما فی موضع ینتہک فیہ حرمتہ وینتقص فیہ من عرضہ الا خذلہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ وما من امرئ ینصر مسلما فی موضع ینتقص فیہ من عرضہ وینتہک فیہ من حرمتہ الا نصرہ اللہ فی موطن یحب فیہ نصرتہ۔ [4]

حضرت جابر بن عبداللہ اور حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس جگہ پر کسی مسلمان شخص کی بے عزتی اور بے توقیری کی جا رہی ہو وہاں جو شخص اس مسلمان کو رسوا کرنے کی کوشش کرے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس جگہ رسوا کر دے گا جہاں وہ اپنی عزت کا خواہش مند ہوگا، اور جس جگہ پر کسی مسلمان کی بے عزتی اور توہین کی جا رہی ہو وہاں پر جو شخص اس مسلمان کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کی اس جگہ مدد کرے گا جہاں وہ اپنی مدد کا خواہش مند ہوگا۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [5]

1۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۲۹۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
2۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۴۵۰۔ ۴۴۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
3۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۳، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
4۔ " " " ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۳۱۳، "
5۔ امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۳۰، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

امام بخاری نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے:

فقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقمنا فصففنا فصلی رکعتین ثم سلم قال وحبسناہ علی خزیرۃ صنعناھا لہ قال فثاب فی البیت رجال من اھل الدار ذو عدد فاجتمعوا فقال قائل منھم این ابن الدخیشن فقال بعضھم ذلک منافق لا یحب اللہ ورسولہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تقل ذالک الا تراہ قد قال لا الہ الا اللہ یرید بذلک وجہ اللہ قال اللہ ورسولہ اعلم قال فانا نری وجھہ ونصیحتہ الی المنافقین قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فان اللہ عزوجل قد حرم علی النار من قال لا الہ الا اللہ یبتغی بذلک وجہ اللہ [1]

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو گئے ہم بھی آپ کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہو گئے، آپ نے دو رکعت نماز پڑھ کر سلام پھیر دیا، حضرت عتبان بن مالک کہتے ہیں ہم نے آپ کے لیے ایک کھانا تیار کیا تھا [illegible] کے لیے ہم نے آپ کو روک لیا [illegible] گھر والوں کے لوگ آ گئے، ان میں سے ایک نے پوچھا ابن دخیشن کہاں ہے؟ [illegible] **ہے اللہ اور اس کے رسول سے محبت نہیں کرتا، تب** رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] نے [illegible] کہا ہے [illegible] **کی خیر خواہی کرتے ہوئے دیکھا ہے، رسول اللہ صلی اللہ** علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] پڑھا، اللہ تعالیٰ نے [illegible] حرام کر دیا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

اس حدیث میں [illegible] ایک شخص کی [illegible] کی [illegible] صلی اللہ علیہ [illegible] کی حمایت کی۔

امام بخاری نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کی ہے اس میں ہے:

قال وھو جالس فی القوم بتبوک ما فعل کعب فقال رجل من بنی سلمۃ یارسول اللہ حبسہ برداہ ونظرہ فی عطفیہ فقال معاذ بن جبل بئس ما قلت واللہ یارسول اللہ! ما علمنا علیہ الا خیرا فسکت

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] نے کہا [illegible] ایک شخص نے [illegible] کے تکبر نے روک لیا ہے، حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بری بات کہی ہے [illegible] متعلق سوا خیر کے اور کسی بات کا علم نہیں [illegible]

---

[1] [illegible]

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [1]

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

ان عائذ بن عمرو وكان من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم دخل على عبيد الله بن زياد فقال اى بنى انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم ان شر الرعاء الحطمة فاياك ان تكون منهم فقال له اجلس فانما انت من نخالة اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم فقال وهل كانت لهم نخالة انما كانت النخالة بعدهم وفي غيرهم [3]

...اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ عبید اللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا اے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے بدترین حاکم وہ ہوتے ہیں جو بے درد اور ظالم ہوں، تم اپنے آپ کو ظالموں میں ہونے سے بچانا، اس نے کہا بیٹھیے آپ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے بھوسی ہیں، حضرت عائذ نے کہا کیا صحابہ کرام میں سے کوئی بھوسی بھی تھا، بھوسی تو صحابہ کے بعد آنے والے لوگوں میں سے ہو سکتے ہیں جو غیر صحابہ ہوں گے!

غیبت کی توبہ اور اس کے کفارہ کا بیان

علامہ نووی لکھتے ہیں:

جب کوئی شخص کوئی گناہ کرے تو اس پر لازم ہے کہ فوراً اس گناہ سے توبہ کر لے، اگر توبہ اللہ کے حقوق سے ہے اور اس کی تین شرطیں ہیں:

(۱) فی الفور گناہ کو ترک کر دے، (۲) اس گناہ پر نادم ہو، (۳) آئندہ کے لیے اس گناہ کو بالکلیہ ترک کرنے کا عزم کرے۔

(یہاں ایک اور شرط کا بھی ذکر ضروری ہے اور وہ ہے بہ قدر امکان تلافی، مثلاً کسی نے نماز نہیں پڑھی تو اس کی قضا کرے اسی طرح روزہ، حج اور زکوٰۃ وغیرہ کی قضا، اور جن گناہوں کی تلافی و تدارک ممکن نہیں ان میں صرف نادم ہو کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا توبہ ہے، مثلاً جھوٹی قسم کھائی، جھوٹ بولا، اجنبی عورت سے جنسی تلذذ حاصل کیا، حائضہ سے وطی کی، کوئی کلمہ کفریہ کہا، العیاذ باللہ! سعیدی غفرلہ)

اور جو توبہ بندوں کے حقوق سے متعلق ہے اس میں ان مذکور الصدر تین شرطوں کے علاوہ چوتھی شرط یہ ہے کہ حقدار کو اس کا حق واپس کر دے یا اس سے وہ حق معاف کرا لے اور اپنے آپ کو اس حق سے بری کرا لے، اس لیے غیبت سے توبہ کرنے والے پر یہ چار شرطیں پوری کرنا ضروری ہیں، کیونکہ غیبت آدمی کا حق ہے، اس لیے جس کی غیبت کی ہے اس سے اس کو معاف کرانا ضروری ہے، اس صورت میں آیا اس کے لیے یہ کافی ہے کہ میں نے تمہاری غیبت کی تھی تم مجھے معاف کر دو، یا اس شخص کو یہ بھی بتائے کہ اس نے کیا غیبت کی تھی؟ فقہاء شافعیہ کے اس میں دو قول ہیں، اور اگر جس کی غیبت کی ہے وہ مر چکا ہو یا غائب ہو تو اس سے معاف کرانا متعذر ہے، اب وہ اس کے لیے دعا اور استغفار کرے۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۲، ″ ″ ″ ″ ″ ″

اور جس شخص سے غیبت کرنے والا غیبت کرنے پر معافی مانگے اس شخص کے لیے اس کو معاف کر دینا مستحب ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

والکاظمین الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین (آل عمران: ۱۳۴)

اور غصہ پینے والے اور لوگوں کو معاف کرنے والے اور اللہ تعالیٰ نیکی کرنے والوں سے محبت رکھتا ہے۔

صاحب حق سے غیبت کو معاف کرانے کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رحم اللہ عبدا کانت لاخیہ عندہ مظلمۃ فی عرض او مال فجاءہ فاستحلہ قبل ان یؤخذ ولیس ثم دینار ولا درھم فان کانت لہ حسنات اخذ من حسناتہ وان لم تکن لہ حسنات حملوا علیہ من سیئاتھم ھذا حدیث صحیح۔[1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس بندہ پر رحم فرمائے جس پر اس کے بھائی کی عزت یا مال کا کوئی حق ہو [illegible] جائیں گے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کانت لہ مظلمۃ لاخیہ من عرضہ او شیء فلیتحللہ منہ الیوم قبل ان لا یکون دینار ولا درھم ان کان لہ عمل صالح اخذ منہ بقدر مظلمتہ وان لم تکن لہ حسنات اخذ من سیئات صاحبہ فحمل علیہ۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص پر اس کے بھائی کی عزت یا کسی اور چیز کا کوئی حق ہو وہ آج اس سے معاف کرالے، اس دن کے آنے سے پہلے جب اس کے پاس درہم یا دینار نہیں ہوں گے، اگر اس کے نیک اعمال ہوں گے تو وہ اس سے بقدر حق وصول کر لیے جائیں گے اور اگر اس کے پاس نیک اعمال نہیں ہوں گے تو مظلوم کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے۔

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

[4] [illegible]

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے[1]

امام غزالی لکھتے ہیں:

حسن بصری نے یہ کہا ہے کہ حقدار سے غیبت کا جرم معاف کرانے کے بجائے اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا کافی ہے، اس نظریہ پر اس حدیث سے استدلال کیا جاتا ہے: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی تم نے غیبت کی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کے لیے استغفار کرو، مجاہد نے کہا اگر تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کی خوبیاں بیان کرو اور اس کے حق میں دعا کرو۔[2]

جس کی غیبت کی ہے اس کے لیے دعا و ثنا کا فی ہونے کے متعلق احادیث کی تحقیق

علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کے لیے استغفار کرو، امام حارث بن ابی اسامہ نے بھی اس حدیث کو اپنی مسند میں روایت کیا ہے، امام دارقطنی نے اس کو ذکر کیا ہے اور امام بیہقی نے شعب الایمان (ج ۵ ص ۳۱۷) میں، امام ابوالشیخ نے توبیخ میں اور امام دینوری نے مجالسہ میں اور خطیب نے تاریخ بغداد میں اور دوسرے محدثین نے بھی اس کو روایت کیا ہے لیکن ان سب کی سند عنبسہ از خالد بن یزید از انس کی طرف رجوع کرتی ہے اور عنبسہ ضعیف راوی ہے، امام دارقطنی نے اس حدیث کو اس سند کے علاوہ از ابوسہل کی ذکر... انس روایت کیا ہے، اس میں مذکور ہے کہ تم نے جس کی غیبت کی ہے اس کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کے لیے استغفار کرو اور یہ کہو "اللھم اغفر لنا ولہ" یہ سند بھی ضعیف ہے لیکن اس کے متعدد شواہد ہیں، امام ابونعیم نے حلیہ میں اور امام ابن عدی نے کامل میں از ابوداؤد سلیمان بن عمرو نخعی از ابی حازم حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جس شخص نے اپنے بھائی کی غیبت کی پھر اس کے لیے استغفار کیا تو یہ اس کے لیے کفارہ ہے لیکن نخعی پر حدیث وضع کرنے کی تہمت ہے، امام دارقطنی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس شخص نے اپنے کسی بھائی کی غیبت کی پھر اس کے بعد اس کے لیے استغفار کیا تو اس کی غیبت کو معاف کر دیا جائے گا۔ یہ حدیث ضعیف ہے، اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں دوسری سند کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ غیبت روزہ توڑ دیتی ہے اور استغفار اس کو جوڑ دیتا ہے سو جو شخص یہ چاہتا ہو کہ اس کا روزہ جڑا ہوا ہو وہ استغفار کرے، عقبہ نے کہا یہ حدیث موقوف ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔[3]

نیز علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابن ابی الدنیا نے اپنی سند کے ساتھ مجاہد سے روایت کیا ہے کہ تم نے اپنے بھائی کا گوشت کھایا ہے تو اس

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۵، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم مع اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۵۵۷۔ ۵۵۸، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۱ھ

[3] علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۵۵۷۔ ۵۵۸

کا کفارہ یہ ہے کہ تم اس کی خوبیاں بیان کرو [illegible] نے اپنی سند کے ساتھ [illegible] روایت کیا ہے جو آدمی اپنے بھائی کی غیبت کرے وہ اس کے لیے استغفار کرے یہ اس کا کفارہ ہے [illegible] بن مبارک سے روایت کیا ہے کہ جو آدمی کسی کی غیبت کرے وہ اس کو خبر نہ دے لیکن [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے علی بن بکار سے سوال کیا کہ میں نے ایک شخص کی غیبت کی پھر میں نادم ہوا [illegible] ہوگا لیکن تم اس کے لیے دعا کرو اور اس کی خوبیاں بیان کرو [illegible] قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے:

ادفع بالتي هي احسن السيئة (المؤمنون: ۹۶) برائی کو نیکی سے دور کرو۔

اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے [illegible] مستبعد ہو جاتا ہے۔ [۱]

[illegible]

کیا صاحب حق سے غیبت کو معاف کرانا ضروری ہے؟

[illegible]

غیبت کی توبہ کے طریقہ میں مصنف کی تحقیق

[illegible]

---

۱ [illegible]

۲ علامہ سید محمود آلوسی [illegible]

کرے اور اس شخص کے لیے استغفار کرے اور اس غیبت کی تلافی کے لیے جن کے سامنے اس کی غیبت کی تھی اب ان کے سامنے اس شخص کے محاسن اور فضائل بیان کرے کیونکہ اگر وہ اس شخص کو جا کر یہ بتائے گا کہ میں نے تمہاری غیبت کی تھی تو اول تو اس کو رنج ہوگا اور مسلمان کو رنجیدہ کرنا منع ہے، ثانیاً اس فعل سے غیبت کرنے والا اس کے سامنے اپنے گناہ کا اظہار اور اعلان کرے گا، اور گناہ کا اظہار اور اعلان کرنا منع ہے، جن احادیث میں حقدار کو حق واپس کرنے کا حکم ہے، ان کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ حقدار کو لازماً یہ بتلائے کہ میں نے تمہاری فلاں حق تلفی کی تھی اور اب میں اس کی تلافی کر رہا ہوں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اس نے علانیہ اس کا حق مار لیا تھا، تو اس کو بتا کر اس کا حق واپس کر دے یا اس کے منہ پر اس کو کوئی برا کلمہ کہا تھا تو اس سے اس کی معافی مانگ لے اور اگر خفیہ طریقہ سے اس کی کوئی حق تلفی کی تھی تو اس کا خفیہ طریقہ سے ازالہ کر دے مثلاً اس کی چوری کی تھی تو خفیہ طریقہ سے اس کا مال واپس کر دے اور اگر اس کی غیبت کی ہے تو اللہ تعالیٰ سے اپنے لیے اور اس کے لیے استغفار کرے اور جن محافل میں اس کی برائی کی تھی اب وہاں اس کی اچھائی بیان کرے، یہ تفصیل اس صورت میں ہے جب اس شخص کو علم نہ ہو کہ فلاں شخص نے اس کی غیبت کی ہے اور اگر اس کو علم ہو گیا ہو تو اب اس سے جا کر معافی مانگنا زیادہ بہتر ہے۔

فقہاء مذاہب کے نزدیک غیبت کی جائز صورتیں

علامہ نووی لکھتے ہیں:

چند اسباب ایسے ہیں جن کی وجہ سے کسی کی غیبت کرنا شرعاً جائز ہے:

(۱)۔ مظلوم کا قاضی یا حاکم کے سامنے داد رسی کی خاطر ظالم کا ظلم بیان کرنا مثلاً یہ کہے کہ فلاں شخص نے میری جان یا میرے مال یا میری عزت پر یہ ظلم کیا ہے۔

(۲)۔ کسی برائی کو مٹانے کی جدوجہد میں لوگوں کے سامنے کسی کی برائی بیان کرنا، مثلاً لوگوں کو بتائے کہ شہر میں فلاں شخص نے جوئے کا اڈہ قائم کیا ہے۔

(۳)۔ استفتاء کے لیے، یعنی کسی شخص کی برائی کے خلاف فتویٰ طلب کرنے کے لیے، مثلاً مفتی سے پوچھے کہ میرا شوہر خرچ نہیں دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے اس کا کیا حل ہے؟

(۴)۔ کسی شخص کے عیب کے شر سے لوگوں کو محفوظ رکھنے کے لیے اس کا عیب بیان کرنا، اس کی متعدد صورتیں ہیں۔

(الف)۔ مجروح راویوں، گواہوں اور مصنفوں پر جرح کرنا یہ بالاجماع جائز ہے بلکہ واجب ہے تاکہ احکام شرعیہ صحیح طریقہ سے مدون ہوں۔

(ب) جب کوئی شخص کسی آدمی کے متعلق مشورہ لے تو اس کا عیب بتا دے مثلاً ایک آدمی کسی کو قرض دینے کے متعلق مشورہ لیتا ہے تو اس کو بتا دے کہ یہ آدمی قرض لے کر واپس نہیں دیتا یا کسی درزی سے کپڑا سلوانا چاہتا ہے تو اس کو بتا دے یہ کپڑا چرا لیتا ہے، یا کسی لڑکی سے نکاح کے لیے مشورہ لیتا ہے تو بتا دے کہ اس کا چال چلن ٹھیک نہیں ہے (یعنی جب ان میں یہ عیوب ہوں۔) کیونکہ مشورہ دینے والا امین ہوتا ہے۔

(ج) جب تم دیکھو کہ کوئی شخص کوئی عیب والی چیز خرید رہا ہے اور اس کو اس عیب کا علم نہیں ہے تو اس کی خیر خواہی کی نیت سے اس کو وہ عیب بتا دو، بشرطیکہ اس سے بیچنے والے کو ایذاء دینے اور نقصان پہنچانے کا قصد نہ ہو۔

(۵) حاکم یا قاضی کے سامنے داد رسی کے لیے ظالم کے ظلم کو بیان کرنا جائز ہے۔

(۶) کسی برائی کو مٹانے اور نہی عن المنکر پر مدد حاصل کرنے کے لیے کسی کی غیبت کرنا واجب ہے۔

(۷) اگر کوئی شخص اپنے مسلمان بھائی کی برائیوں کو غم اور افسوس کی وجہ سے بیان کرے تو یہ غیبت نہیں ہے، مثلاً یہ کہے کہ افسوس فلاں شخص جواری ہو گیا! کیونکہ غیبت اس وقت ہوتی ہے جب وہ کسی کی برائی طعن اور غضب سے یا اس کو بدنام اور رسوا کرنے کی غرض سے بیان کرے۔ اس صورت میں غیبت اس وقت مباح ہے جب وہ اپنے غم اور افسوس میں صادق ہو ورنہ وہ نہ صرف غیبت کرنے والا بلکہ ریاکار، منافق اور خودستائی کرنے والا ہوگا کیونکہ اس نے لوگوں کو یہ تاثر دیا کہ وہ اس کام کو برا جانتا ہے اور اس کا قصد صلاح ہے اور اس نے اس عیوب کو بطور غیبت نہیں بلکہ افسوس اور حسرت کی بنا پر بیان کیا ہے حالانکہ درحقیقت وہ اپنے مسلمان بھائی کی مذمت کر کے اس کو رسوا کر رہا ہے سو اس شخص نے غیبت کے علاوہ، نفاق، ریا اور خودستائی کا بھی ارتکاب کیا

نعوذ باللہ من تلک القبائح۔

(۸) مفتی سے مسئلہ معلوم کرنے کے لیے کسی شخص کی غیبت کرنا جائز ہے۔

(۹) جو شخص کسی کو عیب دار چیز بیچ رہا ہو یا جو کسی کو کھوٹے یا جعلی سکے دے رہا ہو تو ان کو ضرر سے بچانے کے لیے ان میں سے کسی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

(۱۰) جو آدمی کسی عیب (مثلاً اندھا یا لنگڑا) والے لقب سے معروف ہو تو اس کا اس عیب کے ساتھ ذکر کرنا جائز ہے۔

(۱۱) مجروح راویوں، گواہوں اور مصنفوں کے عیوب بیان کرنا جائز ہے بلکہ واجب ہے۔ [1]

علامہ شامی نے جن صورتوں میں غیبت کرنے کو مباح کہا ہے ہم چاہتے ہیں کہ قرآن اور سنت سے ان کے دلائل اور ان کی اصل کو بیان کریں: فنقول وباللہ التوفیق وبہ الاستعانۃ یلیق

قاضی یا حاکم کے سامنے مظلوم کی غیبت کا جواز

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

لا یحب اللہ الجہر بالسوء من القول الا من ظلم (النساء: ۱۴۸)

اللہ تعالیٰ مظلوم کے علاوہ اور کسی شخص سے بری بات کا آشکارا کرنا پسند نہیں فرماتا۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ہریرۃ ان رجلا اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتقاضاہ فاغلظ لہ فہم بہ اصحابہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعوہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص (یہ کافر یا یہودی تھا۔ نووی) نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے حق کا تقاضا کیا اور درشت کلام کیا

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۱-۲۶۲، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

فان لصاحب الحق مقالا

آپ کے اصحاب نے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] حق والے [illegible] کا حق ہوتا ہے

اس حدیث کو امام مسلم اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [illegible]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ یقول قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مطل الغنی ظلم [illegible]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ [illegible]

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

ویذکر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لی الواجد یحل عقوبته وعرضه [illegible]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] [illegible]

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عمرو بن الشرید عن ابیه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لی الواجد یحل عرضه وعقوبته [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] عزت حلال کرنے کا مطلب ہے اس سے درشت کلام [illegible]

ا [illegible]

ب [illegible]

ج [illegible]

د [illegible]

ہ [illegible]

و [illegible]

ز [illegible]

اس حدیث کو امام نسائی[1] اور امام احمد[2] نے بھی روایت کیا ہے۔

فتویٰ سے متعلق شخص کی غیبت کرنے کا جواز

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن عائشة ان هند بنت عتبة قالت يا رسول الله ان ابا سفيان رجل شحيح وليس يعطيني ما يكفيني وولدي الا ما اخذت منه وهو لا يعلم فقال خذي ما يكفيك وولدك بالمعروف.[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ حضرت ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ابو سفیان بخیل آدمی ہیں، وہ خرچ کے لیے مجھے اتنی رقم نہیں دیتے جو میرے اور میرے بچوں کے لیے کافی ہو، ماسوا اس کے کہ میں ان کی لاعلمی میں کچھ رقم لے لوں، آپ نے فرمایا: اتنی رقم لے لیا کرو جو تمہارے اور تمہارے بچوں کے لیے دستور کے مطابق کافی ہو

اس حدیث کو امام مسلم،[4] امام ابو داؤد[5] اور امام احمد[6] نے بھی روایت کیا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں

عن عائشة ان امراة رفاعة القرظي جاءت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت يا رسول الله ان رفاعة طلقني فبت طلاقي واني نكحت بعده عبد الرحمن بن الزبير القرظي وانما معه مثل الهدبة.[7]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی یا رسول اللہ! بے شک رفاعہ نے مجھے طلاق مغلظہ دے دی، میں نے ان کے بعد حضرت عبد الرحمن بن زبیر قرظی سے نکاح کیا ان کے پاس تو صرف کپڑے کا پلو ہے! (یعنی نامرد ہیں)

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[8]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ، سنن نسائی ج ۲ ص ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی۔
[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۳۸۹، ۳۸۸، ۲۲۳، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ
[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۳۳، ۳۳۲، ج ۲ ص ۸۰۸ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
[4] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[5] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ سنن ابو داؤد ج ۲ ص ۱۴۲، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۶ ص ۲۰۶، ۵۰، ۳۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
[7] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۵۹، ج ۲ ص ۸۶۲، ۷۹۱ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ
[8] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ مسند احمد ج ۶ ص ۲۲۱ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ

عن ابی هریرة وزید بن خالد قالا كنا عند النبی صلی الله علیه وسلم فقام رجل فقال انشدك الله الا قضیت بیننا بكتاب الله فقام خصمه وكان افقه منه فقال اقض بیننا بكتاب الله وائذن لی قال قل قال ان ابنی كان عسیفا علی هذا فزنی بامراته الحدیث .[1]

حضرت ابوہریرہ اور زید بن خالد رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ ہمارے درمیان صرف کتاب اللہ سے فیصلہ کریں، دوسرے فریق نے جو اس سے زیادہ سمجھدار تھا کھڑے ہو کر کہا ہمارے درمیان کتاب اللہ سے فیصلہ کریں اور مجھے بیان کرنے کی اجازت دیں، آپ نے فرمایا کہو، اس نے کہا میرا بیٹا اس شخص کے ہاں مزدور تھا اس نے اس شخص کی بیوی سے زنا کیا ......

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

برائی کے ازالہ کے لیے غیبت کا جواز

عن ابی الدرداء قال كنت جالسا عند النبی صلی الله علیه وسلم اذ اقبل ابو بكر آخذا بطرف ثوبه حتی ابدی عن ركبته فقال النبی صلی الله علیه وسلم اما صاحبكم فقد غامر فسلم فقال انی كان بینی وبین ابن الخطاب شیء فاسرعت الیه ثم ندمت فسالته ان یغفر لی فابی علی فاقبلت الیك فقال یغفر الله لك یا ابا بكر ثلاثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بكر فسال اثم ابو بكر فقالوا لا فاتی الی النبی صلی الله علیه وسلم فسلم فجعل وجه النبی صلی الله علیه وسلم یتمعر حتی اشفق ابو بكر فجثا علی ركبتیه فقال یا رسول الله والله انا كنت

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت ابوبکر اپنی چادر کا کنارہ پکڑے ہوئے آئے حتیٰ کہ ان کا گھٹنا ظاہر ہو رہا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا صاحب جھگڑ کر آیا ہے، انہوں نے سلام کیا اور کہا میرے اور ابن الخطاب کے درمیان کچھ کشمکش ہو گئی تھی میں نے جلدی میں ان سے سخت بات کہہ دی پھر میں نادم ہوا، میں نے ان سے کہا مجھے معاف کر دیں، انہوں نے انکار کیا، تو میں آپ کے پاس آ گیا ہوں، آپ نے تین بار فرمایا: اے ابوبکر! اللہ تمہیں معاف کرے، پھر حضرت عمر نادم ہوئے اور حضرت ابوبکر کے گھر گئے اور پوچھا کیا یہاں ابوبکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہو رہا تھا، حتیٰ کہ ابوبکر ڈر

---

[1] امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۱۰۰۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۷۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

اظلم مرتين فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابو بكر صدق وواساني بنفسه وماله فهل انتم تاركوا لي صاحبي مرتين فما اوذي بعدها۔[1]

گئے اور انہوں نے گھٹنوں کے بل بیٹھ کر دو بار کہا یا رسول اللہ زیادتی میری ہی تھی! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہارے پاس بھیجا تو تم لوگوں نے میری تکذیب کی اور ابوبکر نے میری تصدیق کی، اور اپنے مال اور جان سے میری غمخواری کی، آپ نے دو بار فرمایا تو کیا تم میری خاطر میرے صاحب کو ایذاء رسانی سے چھوڑ دو گے؟ اس کے بعد حضرت ابوبکر کو ایذاء نہیں دی گئی۔

حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے معاف نہ کرنے کی غیبت ان کی اصلاح کے لیے کی تھی۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن علي ان رسول الله صلى الله عليه وسلم بعث جيشا وامر عليهم رجلا فاوقد نارا وقال ادخلوها فاراد ناس ان يدخلوها وقال الآخرون انا فررنا منها فذكر ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم فقال للذين ارادوا ان يدخلوها لو دخلتموها لم تزالوا فيها الى يوم القيمة وقال للآخرين قولا حسنا قال لا طاعة لمعصية الله انما الطاعة في المعروف۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا، اس نے آگ جلائی اور لوگوں سے کہا اس آگ میں داخل ہو، بعض نے اس میں داخل ہونے کا ارادہ کیا دوسروں نے کہا ہم آگ سے ہی تو بھاگ کر آئے ہیں! پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے امیر کے اس حکم کا واقعہ ذکر کیا گیا، تو آپ نے ان لوگوں سے فرمایا جنہوں نے آگ میں داخل ہونے کا ارادہ کیا تھا، اگر تم اس آگ میں داخل ہو جاتے تو قیامت تک اس میں رہتے، اور دوسروں کی تعریف کی اور فرمایا گناہ میں کسی کی اطاعت نہیں ہے، اطاعت صرف نیکی میں ہے۔

صحابہ نے اس امیر کی غیبت اس کی اصلاح کے لیے کی تھی۔

مشورہ دینے کے لیے غیبت کا جواز

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن فاطمة بنت قيس ان ابا عمرو بن حفص طلقها البتة وهو غائب فارسل اليها وكيله بشعير فسخطته فقال والله

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ابو عمرو بن حفص نے ان کو طلاق مغلظہ دے دی، درآں حالیکہ وہ اس وقت غائب تھے، حضرت ابو عمرو نے

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۱۲۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

مالک علینا من شیء فجاءت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال لیس لک علیہ نفقۃ فامرھا ان تعتد فی بیت ام شریک ثم قال تلک امراۃ یغشاھا اصحابی اعتدی عند ابن ام مکتوم فانہ رجل اعمی تضعین ثیابک فاذا حللت فاذنینی قالت فلما حللت ذکرت لہ ان معاویۃ بن ابی سفیان وابا جھم خطبانی فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اما ابو جھم فلا یضع عصاہ عن عاتقہ واما معاویۃ فصعلوک لا مال لہ انکحی اسامۃ [illegible] فکرھتہ ثم قال [illegible] فجعل اللہ فیہ خیرا واغتبطت۔

بیت [illegible] کے ہاتھ حضرت فاطمہ [illegible] فاطمہ بنت قیس [illegible] تمہارا آپ کا تم پر کوئی حق نہیں [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس [illegible] آپ نے فرمایا تمہارا خرچ اس پر واجب [illegible] دن کو ام شریک کے گھر عدت [illegible] پھر فرمایا اس عورت کے ہاں میرے اصحاب [illegible] تم ابن ام مکتوم کے ہاں عدت گزارو [illegible] آدمی ہے تم اپنے کپڑے [illegible] جب تمہاری عدت پوری ہو جائے تو مجھے [illegible] جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے [illegible] حضرت معاویہ بن ابی سفیان اور حضرت ابوجہم نے [illegible] ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہے ابوجہم [illegible] کندھے سے لاٹھی نہیں اتارتے [illegible] وہ مفلس شخص ہیں [illegible] تم اسامہ سے نکاح کر لو [illegible] آپ نے فرمایا اسامہ سے نکاح کر لو میں نے حضرت اسامہ سے نکاح کر لیا [illegible] کیا جاتا تھا۔

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مشورہ [illegible] کے لیے تین آدمیوں کے [illegible] ان [illegible] سفیان بن [illegible] کے متعلق فرمایا [illegible] حضرت ابوجہم کے متعلق فرمایا [illegible] ماتا [illegible] حضرت معاویہ کے متعلق فرمایا وہ مفلس [illegible] کی عادت کے [illegible] وقت خیر خواہی کی نیت سے کسی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال کنت عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتاہ رجل فاخبرہ انہ تزوج امراۃ من الانصار فقال لہ رسول

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا ایک شخص نے آکر خبر دی کہ وہ انصار کی [illegible]

ا۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ، صحیح مسلم ج ٢ ص ٤٨٢، ٤٨٣، مطبوعہ [illegible]

الله صلی الله علیه وسلم انظرت الیها قال لا قال فاذهب فانظر الیها فان فی اعین الانصار شیئا [1]

نکاح کا ارادہ رکھتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم نے اس کو دیکھ لیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! آپ نے فرمایا: جاؤ اس کو دیکھ لو کیونکہ انصار کی آنکھوں میں کچھ عیب ہوتا ہے

فاسق معلن کی غیبت کا جواز

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة اخبرته استاذن رجل علی النبی صلی الله علیه وسلم فقال ائذنوا له بئس اخو العشیرة او ابن العشیرة فلما دخل الان له الکلام قلت یا رسول الله قلت الذی قلت ثم النت له الکلام قال ای عائشة ان شر الناس من ترکه الناس او ودعه الناس اتقاء فحشه [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اجازت طلب کی، آپ نے فرمایا اس کو اجازت دے دو، یہ برا آدمی ہے جب وہ آیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ نرمی سے بات کی، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ نے اس کے متعلق وہ کہا جو آپ نے کہا تھا، پھر آپ نے اس کے ساتھ نرمی سے بات کی! آپ نے فرمایا: اے عائشہ! بدترین لوگ وہ ہیں جن کی بدکلامی کی بنا پر لوگ ان سے ملنا چھوڑ دیں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ کے سامنے اس شخص کی برائی اس لیے بیان کی تاکہ اس کے ساتھ نرم گفتاری کی وجہ سے اس کو نیک اور صالح آدمی نہ سمجھ لیا جائے اور یہ مسئلہ معلوم ہو جائے کہ جو شخص مفسد اور فاسق معلن ہو اس کی غیبت جائز ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اترعون عن ذکر الفاجر ان تذکروه فاذکروه یعرفه الناس رواه الخطیب ورواه ابن ابی الدنیا عن بهز بن حکیم عن ابیه عن جده قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اترعون عن ذکر الفاجر متی یعرفه الناس

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاسق کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو! اس کا ذکر کرو تاکہ لوگ اس کو پہچان لیں، اس حدیث کو امام خطیب نے روایت کیا ہے، اور امام ابن ابی الدنیا نے بہز بن حکیم کے والد اور انہوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۴۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۹۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

اذكروه بما فيه يحذره الناس واخرجه كذلك ابو يعلى والترمذی الحكيم فی نوادر الاصول والحاكم فی الكنى والشيرازی فی الالقاب والعقيلی والبيهقی والخطيب۔ [1]

تو پھر اس کو لوگ کیسے پہچانیں گے، اس میں جو عیب ہے اس کو بیان کرو تاکہ لوگ اس سے متنبہ رہیں۔ اس حدیث کو امام ابو یعلیٰ، حکیم ترمذی، امام حاکم، امام شیرازی، امام عقیلی، امام بیہقی اور امام خطیب نے روایت کیا ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عيينة يقول: ثلاثة ليست لهم غيبة الامام الجائر والفاسق المعلن والمبتدع الذی يدعو الناس الى بدعته [2]

ابن عیینہ کہتے ہیں کہ تین آدمیوں کی غیبت نہیں ہے ظالم حاکم، فاسق معلن اور وہ بدعتی جو لوگوں کو اپنی بدعت کی طرف دعوت دے۔

عن الحسن قال ليس فی اصحاب البدع غيبة [3]

حسن بصری کہتے ہیں کہ بدعتیوں کی بدعت کا ذکر کرنا غیبت نہیں ہے۔

عن زيد بن اسلم قال انما الغيبة لمن لم يعلن بالمعاصی۔ [4]

زید بن اسلم کہتے ہیں اس کی غیبت (ممنوع) ہوتی ہے جو علی الاعلان معصیت نہ کرے۔

وصف مشہور کا ذکر غیبت نہیں ہے

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة قال صلى النبی صلى الله عليه وسلم الظهر ركعتين ثم سلم ثم قام الى خشبة فی مقدم المسجد ووضع يده عليها وفی القوم يومئذ ابوبكر وعمر فهاباه ان يكلماه وخرج سرعان الناس فقالوا قصرت الصلوة وفی القوم رجل كان النبی صلى الله عليه وسلم يدعوه ذا اليدين [5]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز دو رکعت پڑھائی پھر سلام پھیر دیا پھر مسجد کے اگلے حصہ میں لکڑی کے پاس کھڑے ہو گئے اور اس پر ہاتھ رکھا، اس دن لوگوں میں حضرت ابوبکر اور عمر بھی تھے، وہ آپ سے کچھ بات کرتے ہوئے ڈرے، جلد باز لوگ نکل گئے، انہوں نے کہا نماز کم ہو گئی، نمازیوں میں ایک شخص تھا جس کو آپ ذوالیدین (دو ہاتھوں والا) فرماتے تھے۔

---

1. علامہ محمد بن محمد [illegible] حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف سادۃ المتقین ج ۷ ص ۵۵۵ [illegible]
2. امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۱۸، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت [illegible]
3. ،، ،، ،، ،، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۱۹، ،، ،، ،، ،،
4. ،، ،، ،، ،، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۱۹، ،، ،، ،، ،،
5. امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری [illegible]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابراهيم بن سويد قال صلى بنا علقمة الظهر خمسا فلما سلم قال القوم يا ابا شبل قد صليت خمسا قال كلا ما فعلت قالوا بلى وكنت في ناحية القوم وانا غلام فقلت بلى قد صليت خمسا قال لي وانت ايضا يا اعور تقول ذلك قال قلت نعم ۔[1]

ابراہیم بن سوید بیان کرتے ہیں کہ علقمہ نے ظہر کی پانچ رکعت پڑھا دیں، جب انہوں نے سلام پھیرا تو نمازیوں نے کہا اے ابو شبل! آپ نے پانچ رکعت نماز پڑھی ہیں، انہوں نے کہا ہرگز نہیں میں نے نہیں پڑھیں، لوگوں نے کہا کیوں نہیں! ابراہیم بن سوید کہتے ہیں میں اس وقت نوعمر تھا اور ایک کونے میں کھڑا تھا، میں نے کہا ہاں! آپ نے پانچ رکعت پڑھی ہیں، علقمہ نے کہا اے کانے، تم بھی یہ کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا جی!

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر ان اليهود اتوا النبي صلى الله عليه وسلم برجل وامرأة منهم قد زنيا فقال ما تجدون في كتابكم فقالوا نسخم وجوههما ويخزيان قال كذبتم ان فيها الرجم فاتوا بالتوراة فاتلوها ان كنتم صادقين فجاءوا بالتوراة وجاءوا بقارئ لهم اعور ۔[2]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس یہود ایک ایسے مرد اور عورت کو لے کر آئے جنہوں نے زنا کیا تھا، آپ نے فرمایا تمہاری کتاب میں ان کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا ہم ان کا منہ کالا کر کے ان کو رسوا کرتے ہیں، آپ نے فرمایا تم نے جھوٹ کہا تورات میں رجم کا حکم ہے، اگر تم سچے ہو تو تورات کو لا کر پڑھو، وہ تورات لے کر آئے اور اس کو پڑھنے کے لیے ایک کانے قاری کو لائے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن عبدة بن سليمان قال سمعت ابن المبارك وسئل عن فلان القصير وفلان الاعرج وفلان الاصفر وحميد الطويل قال اذا اراد صفته ولم يرد عيبه فلا بأس ۔[3]

عبدہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ امام ابن مبارک سے یہ سوال کیا گیا کہ اگر کوئی یہ کہے کہ فلاں کوتاہ قامت، فلاں لنگڑا، فلاں ٹھگنا، حمید لمبا، تو اس کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب اس کا قصد اس کا عیب بیان کرنا نہ ہو، بلکہ صرف اس کی شناخت مقصود ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۵ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۲ ص ۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۵ ص ۳۰۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۱۰ھ

ہم نے غیبت کے جواز کی گیارہ اقسام بیان کی ہیں ان میں سے چھ کی اصل پر قرآن اور سنت سے دلائل پیش کی ہیں، غیبت کی باقی اقسام کا جواز بھی انہی دلائل سے مستنبط ہے۔

غیبت کرنے کے مشہور اسباب

امام غزالی نے غیبت کے گیارہ اسباب بیان کیے ہیں ہم ان میں سے بعض بیان کر رہے ہیں۔

جب آدمی کو کسی پر غصہ ہو تو اس کی برائی بیان کر کے دل کے پھپھولے پھوڑتا ہے۔

۲۔ بعض اوقات انسان کسی محفل میں اپنے دوستوں یا اہل مجلس کی ہاں میں ہاں ملانے کے لیے کسی کی برائی بیان کرتا ہے۔

۳۔ بعض مرتبہ اپنے کسی عیب میں تخفیف کے لیے دوسروں میں بھی اس عیب کا بیان کرتا ہے تاکہ ظاہر ہو کہ میں اس برائی میں منفرد نہیں ہوں فلاں فلاں بھی اس برائی کے مرتکب ہیں۔

۴۔ کبھی انسان اپنی بڑائی، اہمیت اور شان جتانے کے لیے دوسروں کی تنقیص کرتا ہے اور ان کے عیوب گنواتا ہے تاکہ لوگ دوسروں کے مقابلہ میں اس کو بڑا اور بہتر سمجھیں۔[1]

غیبت کس طرح ترک کی جائے؟

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

غیبت کرنے میں کثیر لوگ مبتلا ہیں، غیبت میں کچھ لوگوں کی تسکین اور شر کی تسکین ہوتی ہے اور حقیقت میں غیبت کرنا اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا ہے، اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے پناہ میں رکھے۔[2]

غیبت سے اجتناب کے لیے انسان کو چاہیے کہ قرآن مجید اور احادیث میں غیبت پر جو وعید ہے اس میں غور و فکر کرے اور سوچے کہ غیبت کرنے سے دنیا میں وقتی طور پر اس کو جو لذت حاصل ہوگی وہ آخرت میں عذاب کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں، لیکن اس کے بدلہ میں انتہائی محنت و مشقت سے کمایا ہوا مال و دولت خرچ کر کے جو نیکیاں کی ہیں وہ سب آخرت میں دوسروں کو دینی پڑیں گی اور اس کے گناہ اپنے سر لینے پڑیں گے، تو کیا یہ سودا سود مند ہے؟

آدمی مخالفین کی غیبت تو کرتا ہی ہے، اپنے دوستوں کی بھی غیبت کرتا ہے جو دوست سامنے ہو اس کے سامنے دوسرے دوستوں کی غیبت اس کے سامنے کرتا ہے، اس معاملہ میں یہ سوچنا چاہیے کہ اگر سامنے والے دوست کو یہ معلوم ہو جائے کہ جس شخص کی دوستی کا یہ دم بھرتا ہے اس کی دوستی پر بات کرتا ہے اور میرے عیوب بیان کرتا ہے تو اس پر کیا گزرے گی اور یہ دوستی کیسے قائم رہے گی اور دوستی نفرت بلکہ دشمنی میں تبدیل ہو جائے گی!

جب آدمی کسی شخص کی برائی بیان کرے تو یہ بات تو یہ سوچے کہ جس برائی کی وجہ سے وہ اس کی مذمت کر رہا ہے

---

[1] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء علوم الدین مع اتحاف السادۃ المتقین ج ۷ ص ۵۴۰-۵۴۵ مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر
[2] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۶۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اور وہ برائی مجھ میں تو موجود نہیں ہے اگر وہ برائی مجھ میں بھی ہے تو دوسروں کی مذمت کا کیا جواز ہے، سو اگر آدمی اپنے عیوب پر غور کرتا رہے تو اس کو دوسروں کے عیوب بیان کرنے کی فرصت نہیں ملے گی۔

کراچی میں ایک شاہ صاحب رہتے ہیں، اکثر و بیشتر میری مذمت کرتے رہتے ہیں، مجھ سے ایک دوست نے کہا شاہ صاحب آپ سے بڑی دشمنی رکھتے ہیں، اکثر و بیشتر آپ کی برائی کرتے رہتے ہیں، میں نے کہا شاہ صاحب تو مجھ پر مہربانی کرتے ہیں دشمنی تو درحقیقت میں ان سے کر رہا ہوں، انھوں نے پوچھا وہ کیسے؟ میں نے کہا شاہ صاحب تو دن رات نیکیاں کر کے میرے نامہ اعمال میں داخل کر رہے ہیں، اور میں ان کی برائی بالکل نہیں کرتا تا کہ میری کوئی نیکی ان کے نامہ اعمال میں نہ چلی جائے!۔

غیبت کے موضوع پر بھی میں نے بڑی تفصیل سے گفتگو کی ہے۔ اگر اس کو پڑھ کر کسی غیبت کرنے والے نے غیبت ترک کر دی تو میں سمجھوں گا کہ میری محنت ٹھکانے لگی؛ رب العالمین میری اس تحریر کو مؤثر بنا دے، اور اس کو میرے لیے صدقہ جاریہ کر دے، وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین سید المرسلین وقائد الغر المحجلین شفیع المذنبین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ واولیاء امتہ وعلماء ملتہ اجمعین۔

باب ۹۱۶ بشارۃ من ستر اللّٰہ تعالٰی عیبہ فی الدنیا بان یستر علیہ فی الآخرۃ

جس شخص کی اللہ تعالیٰ نے دنیا میں پردہ پوشی کی اس کو آخرت میں پردہ پوشی کی بشارت

٦٤٧٠ - حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامَ الْعَيْشِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا رَوْحٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ اللَّهُ عَلَى عَبْدٍ فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص کے عیب پر اللہ تعالیٰ دنیا میں پردہ رکھتا ہے قیامت کے دن بھی اللہ تعالیٰ اس کا پردہ رکھے گا۔

٦٤٧١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِي الدُّنْيَا إِلَّا سَتَرَهُ اللَّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص دنیا میں کسی کے عیب کا پردہ رکھے گا، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیب کا پردہ رکھے گا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے بیان کیا ہے کہ اس کی تشریح میں دو احتمال ہیں، ایک یہ کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے عیوب کو اہل محشر سے مخفی رکھے گا، دوسرا احتمال یہ ہے کہ ان کے عیوب کا حساب نہیں لے گا اور ان کا ذکر نہیں فرمائے گا، لیکن پہلا احتمال زیادہ ظاہر ہے، کیونکہ دوسری حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا پھر فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہوں کی پردہ پوشی کی تھی اور آج تمہیں بخش دیتا ہوں۔

بَابُ مُدَارَاةِ مَنْ يُتَّقَى فُحْشُهُ

جس شخص سے درشت کلامی کا خدشہ ہو اس سے نرم گفتگو کرنا

[illegible]

اَلنَّاسُ اِتِّقَاءَ فُحْشِهِ.

[illegible]

... الْمُنْكَدِرِ فِي هٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَاهُ ...

... قَالَ بِئْسَ أَخُو الْقَوْمِ ...

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک شخص نے ... [illegible] ... پھر آپ نے اس سے نرمی سے بات ... [illegible]

[illegible]

علامہ نووی لکھتے ہیں: [illegible]

[illegible]

ان کو سلام پر مائل کیا جا سکے، اس حدیث میں فاسق معلن کی غیبت کے جواز کا بیان ہے۔ لے

باب ۹۱۸ فَضْلِ الرِّفْقِ!

نرمی کی فضیلت

۶۴۲۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ سُفْيَانَ حَدَّثَنَا مَنْصُورٌ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ جَرِيرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ملائمت سے محروم رہا وہ خیر سے محروم رہا۔

۶۴۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لَهُمَا قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ تَمِيمِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ الْعَبْسِيِّ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرًا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ۔

حضرت جریر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نرمی سے محروم رہا وہ خیر سے محروم رہا۔

۶۴۲۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ زِيَادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي إِسْمٰعِيلَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ هِلَالٍ قَالَ سَمِعْتُ جَرِيرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حُرِمَ الرِّفْقَ حُرِمَ الْخَيْرَ أَوْ مَنْ يُحْرَمِ الرِّفْقَ يُحْرَمِ الْخَيْرَ۔

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ملائمت سے محروم رہا وہ خیر سے محروم رہا۔

۶۴۲۷۔ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

لے علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۲۲ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

حَدَّثَنِي ابْنُ الْهَادِ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ حَزْمٍ عَنْ عَمْرَةَ يَعْنِي بِنْتَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا عَائِشَةُ إِنَّ اللهَ رَفِيقٌ يُحِبُّ الرِّفْقَ وَيُعْطِي عَلَى الرِّفْقِ مَا لَا يُعْطِي عَلَى الْعُنْفِ وَمَا لَا يُعْطِي عَلَى مَا سِوَاهُ.

فرمایا: اے عائشہ اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق (نرمی) کو پسند کرتا ہے وہ نرمی کی وجہ سے اتنا عطا فرماتا ہے جو سختی کی وجہ سے یا کسی اور وجہ سے عطا نہیں کرتا۔

۶۲۷۸ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمِقْدَامِ وَهُوَ ابْنُ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الرِّفْقَ لَا يَكُونُ فِي شَيْءٍ إِلَّا زَانَهُ وَلَا يُنْزَعُ مِنْ شَيْءٍ إِلَّا شَانَهُ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نرمی جس چیز میں بھی ہوتی ہے اس کو خوبصورت بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نرمی نکال لی جاتی ہے وہ بدصورت ہو جاتی ہے۔

۶۲۷۹ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ سَمِعْتُ الْمِقْدَامَ بْنَ شُرَيْحِ بْنِ هَانِئٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي الْحَدِيثِ رَكِبَتْ عَائِشَةُ بَعِيرًا فَكَانَتْ فِيهِ صُعُوبَةٌ فَجَعَلَتْ تُرَدِّدُهُ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْكِ بِالرِّفْقِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک سرکش اونٹ پر سوار تھیں اور اس کو جھنجھوڑ رہی تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ نرمی کرو، باقی حدیث حسب سابق ہے۔

اللہ تعالیٰ پر "رفیق" کے اطلاق کا محمل

حدیث نمبر ۶۲۷۷ میں ہے: اللہ تعالیٰ رفیق ہے اور رفق کو پسند کرتا ہے۔

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا ہے کہ رفیق کا معنی ہے جو بہت رفق اور نرمی کرتا ہے اور رفق کا معنی ہے [illegible] رفق عنف کی ضد ہے، عنف کا معنی ہے تشدد اور تعجیل، کسی چیز کو [illegible] کسی چیز کی تلافی [illegible] اللہ تعالیٰ پر رفیق کا اطلاق [illegible] اس اعتبار سے اللہ تعالیٰ پر رفیق کا اطلاق صحیح ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ [illegible] دینے میں جلدی نہیں فرماتا۔[1]

[1] [illegible] اکمال اکمال المعلم ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت [illegible]

اللہ تعالیٰ کی ذات پر اُن اسماء اور صفات کے اطلاق کی تحقیق جن کا ذکر کتاب اور سنت میں نہیں ہے

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی ابوبکر نے کہا ہے کہ اشاعرہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اسماء توقیفی ہیں، اللہ عزوجل پر اسی نام کا اطلاق کیا جائے گا جو قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہے یا جس نام پر اجماع منعقد ہو چکا ہے، اور جس نام کے متعلق اذن ثابت نہ ہو اس میں اختلاف ہے:

۱۔ ایک قول یہ ہے کہ اس میں توقف کیا جائے گا اس کو جائز یا ناجائز نہیں کہا جائے گا۔

۲۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایسے اسماء کا اطلاق ناجائز ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وللّٰہ الاسماء الحسنٰی (اعراف: ۱۸۰) "سب سے اچھے نام اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں" اور سب سے اچھے نام وہی ہیں جو کتاب وسنت میں وارد ہوں۔

توقف کے قائلین کا اس میں اختلاف ہے کہ جس نام کا خبر واحد سے ثبوت ہو اس کا اطلاق جائز ہے یا نہیں، عدم جواز کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر کسی نام کے اطلاق کے لیے قیاس کافی نہیں ہے۔[1]

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

اہل سنت کا اس میں اختلاف ہے کہ کتاب وسنت میں جو اسماء وارد نہیں ہیں اور کمال، جلال اور مدح کے جو اوصاف شریعت میں ثابت نہیں ہیں ان اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موسوم کرنا اور ان صفات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو موصوف کرنا جائز ہے یا نہیں، ایک جماعت نے اس کی اجازت دی ہے اور دوسروں نے منع کیا ہے، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ صحیح یہ ہے کہ یہ جائز ہے کیونکہ اس میں قرآن مجید کی اس آیت پر عمل ہے۔[2]

وللّٰہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بہا (اعراف: ۱۸۰)

سب سے اچھے نام اللہ تعالیٰ کے ہیں سو اللہ تعالیٰ کو انہی ناموں کے ساتھ پکارو۔

نیز علامہ نووی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا ہے کہ اللہ عزوجل پر انہی اسماء اور صفات کا اطلاق کیا جائے گا جن کا اللہ عزوجل نے اپنی ذات پر اطلاق کیا ہے یا جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی ذات پر اطلاق کیا ہے یا جن اسماء کے اطلاق کے جواز پر امت کا اجماع ہے، اور جن اسماء اور صفات کے متعلق اجازت ہے نہ ممانعت ان میں اختلاف ہے، بعض علماء نے کہا ان پر جواز یا عدم جواز کا حکم نہیں لگایا جائے گا اور بعض نے اس سے منع کیا۔۔۔ جن اسماء کا ثبوت

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹، ص ۴۰-۳۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲، ص ۴۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[illegible]

اللہ تعالیٰ کی ذات کو لفظ "خدا" کے ساتھ تعبیر کرنے کی تحقیق

[illegible]

توقیفی اور غیر توقیفی کی بحث صفات میں [illegible]

دوسری وجہ یہ ہے کہ غیر توقیفی اسم وہ ہے جس [illegible] کہ ہم نے اس سے پہلے علامہ نووی

اور قاضی عیاض وغیرہ کے حوالوں سے بیان کیا [illegible]

کرتے رہے ہیں اور اس کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] کے لیے فارسی میں نماز پڑھنے کی اجازت تھی جو عربی

[illegible]

اور علامہ قاضی خان اوزجندی لکھتے ہیں:

ولو قال بالفارسیۃ خدائے بزرگ است او قال خدائے بزرگ او قال بنام خدائے بزرگ یصیر شارعا فی الصلوٰۃ فی قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ [1]

اگر فارسی میں خدائے بزرگ است یا خدائے بزرگ کہا یا بنام خدائے بزرگ کہا تو امام ابوحنیفہ کے قول کے مطابق اس کا نماز میں شروع ہونا صحیح ہے۔

ملک العلماء علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

ولو افتتح الصلوٰۃ بالفارسیۃ بان قال خدائے بزرگ او بنام خدائے بزرگ یصیر شارعا عند ابی حنیفۃ [2]

اگر فارسی میں نماز پڑھنی شروع کی اور خدائے بزرگ یا بنام خدائے بزرگ کہا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک اس کا نماز میں شروع ہونا صحیح ہے۔

علامہ بدرالدین عینی ہدایہ کی شرح میں لکھتے ہیں:

وان افتتح الصلوٰۃ بالفارسیۃ بان قال موضع اللہ اکبر خدائے بزرگ او سمی بالفارسیۃ بان قال بنام خدائے بزرگ اجزأہ عند ابی حنیفۃ [3]

اگر کسی نے فارسی میں نماز کو شروع کیا بایں طور کہ اللہ اکبر کی جگہ خدائے بزرگ کہا یا فارسی میں بسم اللہ پڑھی بایں طور کہ بنام خدائے بزرگ کہا تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک نماز جائز ہے۔

تکبیر تحریمہ کو غیر عربی میں کہنے کے متعلق علامہ ابن قدامہ کا بھی یہی موقف ہے وہ لکھتے ہیں:

لان التکبیر ذکر اللہ وذکر اللہ تعالیٰ یحصل بکل لسان [4]

کیونکہ تکبیر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور اللہ تعالیٰ کا ذکر ہر زبان سے حاصل ہوتا ہے۔

ان عبارات کو نقل کرنے سے ہمارا مقصد صرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے، اور ہر دور میں اکابر فقہاء اللہ تعالیٰ کی ذات کو خدا سے تعبیر کرنے کو جائز کہتے رہے ہیں ہر چند کہ افضل اور اولیٰ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لفظ اللہ سے ہی تعبیر کیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کو خدا سے تعبیر کرنا بھی جائز ہے اور اس کا مسئلہ توقیف سے کوئی تعلق نہیں ہے، اول اس لیے کہ اللہ تعالیٰ پر خدا کا اطلاق اجماعاً جائز ہے اور جس کے جواز پر اجماع ہو وہ غیر توقیفی نہیں ہے، ثانیاً اس لیے کہ اطلاق کے جواز اور عدم جواز کی یہ بحث صفات میں ہے اسماء اور اعلام میں نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ پر کسی صفت کے اطلاق کے لیے ثبوت شرعی کی ضرورت ہے اور اس کی ذات کو کسی اسم سے تعبیر کرنے کے لیے ثبوت شرعی کی احتیاج نہیں ہے۔

....

[1] علامہ حسن بن منصور اوزجندی حنفی معروف بہ قاضی خان متوفی ۵۹۲ھ، فتاویٰ قاضی خان علی ہامش الہندیہ ج ۱ ص ۸۶، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی حنفی متوفی ۵۸۷ھ، بدائع الصنائع ج ۱ ص ۱۳۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۰ھ

[3] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، البنایہ ج ۱ ص ۵۰۷، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ

[4] علامہ ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۱ ص ۲۷۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

جن اسماء کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ذات کو تعبیر کیا جائے ان کا کتاب وسنت میں مذکور ہونا ضروری نہیں ہے

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:

تسمیۃ اللہ تعالیٰ بالاسماء توقیفیۃ ای [illegible] اطلاقها علی الاذن [illegible] ولیس [illegible] فی اسماء الاعلام الموضوعۃ فی اللغات [illegible] فی [illegible] من الصفات والافعال۔[1]

اللہ تعالیٰ پر اسماء کا اطلاق کرنا [illegible] کی اجازت پر موقوف ہے اور یہ بحث ان [illegible] جن کا اطلاق مختلف لغات میں [illegible] ہے، بحث صرف ان اسماء میں ہے [illegible] صفات اور افعال سے ماخوذ ہیں۔

علامہ شعرانی اس بحث میں لکھتے ہیں:

ولیس الکلام فی اسمائہ الموضوعۃ فی اللغات وانما الخلاف فی الاسماء الماخوذۃ من الصفات والافعال (الی ان قال)

وقد قال اللہ تعالیٰ سبحان ربک رب [illegible] عما یصفون [illegible] عن الصفۃ لا من الاسم۔[2]

یہ بحث ان اسماء میں نہیں ہے جن کا اطلاق مختلف لغات میں [illegible] کی ذات پر کیا جاتا ہے [illegible] صفات [illegible]

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آپ کا رب جو رب العزت ہے [illegible] بیان کردہ صفات سے پاک ہے" اس آیت میں [illegible] ہے اپنی ذات پر ان کے اطلاق کردہ اسم سے منزہ [illegible]

علامہ سیالکوٹی فرماتے ہیں:

[illegible] لا کلام فی [illegible] اطلاق [illegible] الاعلام الموضوعۃ فی [illegible] فی الاسماء الماخوذۃ من الصفات والافعال۔[3]

جان لو کہ مختلف لغات میں جو اسماء اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے موضوع ہیں [illegible] کا اختلاف نہیں ہے [illegible] صفات اور افعال سے [illegible]

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

واختلفوا حیث لا اذن ولا منع فی جواز

جس لفظ کے اطلاق کی شارع کی طرف سے نہ اجازت

۱۔ علامہ میر سید شریف علی بن محمد [illegible] متوفی [illegible] شرح مواقف [illegible] مطبوعہ [illegible] لکھنؤ [illegible]

۲۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی [illegible] الیواقیت والجواہر ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ مطبع [illegible]

۳۔ علامہ عبد الحکیم سیالکوٹی [illegible] حاشیہ سیالکوٹی علی الخیالی ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

اطلاق ما کان سبحانہ وتعالیٰ متصفا بمعناہ ولم یکن من الاسماء الاعلام الموضوعۃ فی سائر اللغات اذ لیس جواز اطلاقہا علیہ تعالیٰ محل نزاع لاحد۔[۱]

جو شارع نے منع کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اس لفظ کے معنی کے ساتھ متصف ہو، اور وہ لفظ کسی لغت میں اللہ تعالیٰ کا علم (نام) نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ پر اس لفظ کے اطلاق میں علماء کا اختلاف ہے جو لفظ کسی لغت میں اللہ تعالیٰ کا علم نام ہو اس کے اطلاق میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

علامہ پرہاروی لکھتے ہیں:

ثم اعلم ان مسئلۃ التوقیف اختلف فیہ اختلافا کثیرا قال بعض المحققین لا نزاع فی جواز اطلاق اسمائہ الاعلام الموضوعۃ فی اللغات کخدائی بالفارسیۃ وتنکری بالترکیۃ وانما النزاع فی الاسماء الماخوذۃ من صفات الافعال وقال المعتزلۃ والکرامیۃ یجوز اطلاق کل ما دل العقل علی اتصافہ تعالیٰ بہ ولو لم یاذن بہ الشرع وقال قوم یجوز ما یرادف الاسماء الشرعیۃ الا ما کان مخصوصا بلغۃ۔[۲]

جان لو کہ مسئلہ توقیف میں بہت اختلاف ہے۔ بعض محققین نے کہا کہ جو اسماء مختلف لغات میں اللہ تعالیٰ کے لیے علم (نام) ہیں جیسے فارسی میں لفظ خدا اور ترکی میں تنکری ان کے اطلاق میں کوئی اختلاف نہیں ہے البتہ وہ اسماء جو صفات سے ماخوذ ہیں ان کے اطلاق میں اختلاف ہے، معتزلہ اور کرامیہ نے کہا جس لفظ کے معنی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا موصوف ہونا عقلاً معلوم ہو اس کا اطلاق جائز ہے خواہ شریعت میں اس کا ثبوت نہ ہو۔ اور ایک قوم نے کہا جو الفاظ اسماء شرعیہ کے مترادف ہیں ان کا اطلاق جائز ہے ماسوا ان الفاظ کے جو کسی لغت کے ساتھ خاص ہیں۔

خاص طور پر لفظ خدا کے بارہ میں متکلمین اور مفسرین نے جواز کی تصریح کی ہے علامہ پرہاروی شرح عقائد کی شرح میں لفظ خدا ذکر کرتے ہیں۔

فان قیل کیف صح اطلاق الموجود والواجب والقدیم ونحو ذلک کلفظ خدا بالفارسیۃ مما لم یرد بہ الشرع قلنا بالاجماع۔

اگر کہا جائے کہ موجود، واجب اور قدیم اور ان کی مثل الفاظ مثلاً فارسی میں لفظ خدا کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر کیسے جائز ہوگا ہم کہیں گے کہ یہ اطلاق اجماع سے ثابت ہے۔

علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

ومال الیہ القاضی ابوبکر شیوع اطلاق نحو خدا وتنکری من غیر نکیر

اور قاضی ابوبکر کا بھی اسی طرف میلان ہے کیونکہ مثل لفظ خدا اور تنکری کا اطلاق بغیر کسی اختلاف کے رائج ہے

---

[۱] علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ روح المعانی ج ۹ ص ۱۲۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[۲] علامہ عبد العزیز پرہاروی متوفی ۱۲۳۹ھ، نبراس ص ۲۰۰، مطبوعہ شاہ عبد الحق اکیڈمی بندیال
[۳] " " " " نبراس ص ۱۴۳۔ ۱۴۲

[illegible]

اللہ میاں کہنا ناجائز ہے [illegible]

[illegible]

بَابُ النَّهْيِ عَنْ لَعْنِ الدَّوَابِّ وَغَيْرِهَا

جانوروں وغیرہ پر لعنت [illegible]

٦٤١٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى [illegible] وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ [illegible] أَبُو قِلَابَةَ [illegible] عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ [illegible] رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي [illegible] عَلَى نَاقَةٍ فَضَجِرَتْ فَلَعَنَتْهَا فَسَمِعَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَدَعُوهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ [illegible] تَمْشِي فِي النَّاسِ مَا يَعْرِضُ لَهَا أَحَدٌ

حضرت عمران بن حصین [illegible] ایک عورت [illegible] اس عورت نے [illegible] علیہ وسلم نے [illegible]

٦٤١١ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ [illegible] حَدَّثَنَا حَمَّادٌ [illegible] ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا الثَّقَفِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ أَيُّوبَ بِإِسْنَادِ إِسْمَاعِيلَ نَحْوَ حَدِيثِهِ [illegible] وَفِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ فَقَالَ خُذُوا مَا عَلَيْهَا وَأَعْرُوهَا فَإِنَّهَا مَلْعُونَةٌ

[illegible] اللہ علیہ وسلم [illegible] گئی ہے

٦٤١٢ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ وَفُضَيْلُ بْنُ [illegible]

حضرت ابو برزہ اسلمی [illegible]

ا ۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی [illegible] روح المعانی [illegible]

حَسَنٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ أَبِي بَرْزَةَ الْأَسْلَمِيِّ قَالَ بَيْنَمَا جَارِيَةٌ عَلَى نَاقَةٍ عَلَيْهَا بَعْضُ مَتَاعِ الْقَوْمِ إِذْ بَصُرَتْ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَضَايَقَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَقَالَتْ حَلْ اللّٰهُمَّ الْعَنْهَا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَاحِبْنَا نَاقَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ۔

کہ ایک باندی ایک اونٹنی پر سوار تھی جس پر لوگوں کا کچھ سامان رکھا ہوا تھا، اچانک اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا درآں حالیکہ ان کے درمیان پہاڑ کا تنگ درہ تھا، اس باندی نے کہا "چل" اے اللہ اس پر لعنت کر، تب نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے جس پر لعنت کی گئی ہے۔

٦٤٨٣ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ ح وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ جَمِيعًا عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ فِي حَدِيثِ الْمُعْتَمِرِ لَا أَيْمُ اللّٰهِ لَا تُصَاحِبْنَا رَاحِلَةٌ عَلَيْهَا لَعْنَةٌ مِنَ اللّٰهِ أَوْ كَمَا قَالَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کی ہیں ایک سند کے ساتھ آپ کا یہ ارشاد مروی ہے "بخدا ہمارے ساتھ وہ اونٹنی نہ رہے جس پر اللہ کی طرف سے لعنت ہے۔"

٦٤٨٤ ـ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ وَهُوَ ابْنُ بِلَالٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَنْبَغِي لِصِدِّيقٍ أَنْ يَكُونَ لَعَّانًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق کو زیادہ لعنت کرنے والا نہیں ہونا چاہیے۔

٦٤٨٥ ـ حَدَّثَنِيهِ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

٦٤٨٦ ـ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ أَنَّ عَبْدَ الْمَلِكِ بْنَ مَرْوَانَ بَعَثَ إِلَى أُمِّ الدَّرْدَاءِ بِأَنْجَادٍ مِنْ عِنْدِهِ فَلَمَّا أَنْ كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ قَامَ عَبْدُ الْمَلِكِ مِنَ اللَّيْلِ فَدَعَا خَادِمَهُ فَكَأَنَّهُ أَبْطَأَ عَلَيْهِ فَلَعَنَهُ فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَتْ لَهُ أُمُّ الدَّرْدَاءِ سَمِعْتُكَ اللَّيْلَةَ لَعَنْتَ خَادِمَكَ حِينَ دَعَوْتَهُ فَقَالَتْ سَمِعْتُ أَبَا الدَّرْدَاءِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَكُونُ اللَّعَّانُونَ شُفَعَاءَ وَلَا شُهَدَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

زید بن اسلم بیان کرتے ہیں کہ عبدالملک بن مروان نے اپنے پاس سے حضرت ام درداء کے گھر کا کچھ آرائشی سامان بھیجا، پھر ایک رات کو عبدالملک اٹھا اور اپنے خادم کو آواز دی اس نے دیر کر دی عبدالملک نے اس پر لعنت کی جب صبح ہوئی تو حضرت ام درداء نے کہا میں نے رات کو سنا تم نے جس وقت اپنے خادم کو بلایا تم نے اس پر لعنت کی۔ اور میں نے حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے یہ سنا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن شفاعت کریں گے نہ گواہی دیں گے۔

۶۳۸۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَعَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ كِلَاهُمَا عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَ مَعْنَى حَدِيثِ حَفْصِ بْنِ مَيْسَرَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں اور ذکر کی ہیں۔

۶۳۸۸ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُعَاوِيَةُ بْنُ هِشَامٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ وَأَبِي حَازِمٍ عَنْ أُمِّ الدَّرْدَاءِ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللَّعَّانِينَ لَا يَكُونُونَ شُهَدَاءَ وَلَا شُفَعَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن شہادت دیں گے نہ شفاعت کریں گے۔

۶۳۸۹ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ادْعُ عَلَى الْمُشْرِكِينَ قَالَ إِنِّي لَمْ أُبْعَثْ لَعَّانًا وَإِنَّمَا بُعِثْتُ رَحْمَةً

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! مشرکین کے خلاف دعا کیجئے، آپ نے فرمایا: مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا، مجھے صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

زیادہ لعنت کرنے والے سے شہادت کی نفی کی توجیہات

حدیث نمبر ۶۳۸۸ میں ہے: زیادہ لعنت کرنے والے قیامت کے دن شہادت نہیں دیں گے۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث میں نفی شہادت کے تین محمل ہیں: (۱) صحیح یہ ہے کہ وہ قیامت کے دن امتوں کے خلاف ان کے رسولوں کی تبلیغ کی شہادت نہیں دیں گے۔ (۲) دوسرا محمل یہ ہے کہ ان کے فسق کی وجہ سے دنیا میں ان کی شہادت قبول نہیں کی جائے گی۔ (۳) تیسرا محمل یہ ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں شہید ہونے کی نعمت سے محروم رہیں گے۔ اس حدیث میں کثرت سے لعنت کرنے کی مذمت کی ہے، اسی طرح آپ نے فرمایا: صدیق کو زیادہ لعنت کرنے والا نہیں ہونا چاہیے۔ [illegible] زیادہ لعنت کرنا مذموم ہے اور ایک دو بار لعنت کے مستحق پر لعنت کرنے میں کوئی حرج نہیں [illegible] وہ لعنت خارج ہو جاتی ہے جس کا شرع میں ثبوت ہے مثلاً ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو، [illegible] سود لینے والے اور سود کھلانے والے پر اللہ کی لعنت ہو، [illegible] اس پر لعنت ہو، وغیرہا۔[1]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۲۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

إسْحٰقُ بْنُ يُوسُفَ الْأَزْرَقُ حَدَّثَنَا زَكَرِيَّاءُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

بَابُ ۹۸۱ بَيَانِ أَنَّهُ يُسْتَجَابُ لِلدَّاعِي مَا لَمْ يَعْجَلْ

۶۸۰۸ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى قَالَ قَرَأْتُ عَلَى مَالِكٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ أَبِي عُبَيْدٍ مَوْلَى ابْنِ أَزْهَرَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَا أَوْ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِي.

۶۸۰۹ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّهُ قَالَ حَدَّثَنِي أَبُو عُبَيْدٍ مَوْلَى عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ وَكَانَ مِنَ الْقُرَّاءِ وَأَهْلِ الْفِقْهِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِأَحَدِكُمْ مَا لَمْ يَعْجَلْ فَيَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ رَبِّي فَلَمْ يَسْتَجِبْ لِي.

۶۸۱۰ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي مُعَاوِيَةُ وَهُوَ ابْنُ صَالِحٍ عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي إِدْرِيسَ الْخَوْلَانِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا يَزَالُ يُسْتَجَابُ لِلْعَبْدِ مَا لَمْ يَدْعُ بِإِثْمٍ أَوْ قَطِيعَةِ رَحِمٍ مَا لَمْ يَسْتَعْجِلْ قِيلَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا الْاِسْتِعْجَالُ قَالَ يَقُولُ قَدْ دَعَوْتُ وَقَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ أَرَ يَسْتَجِيبُ لِي فَيَسْتَحْسِرُ عِنْدَ ذٰلِكَ وَيَدَعُ الدُّعَاءَ.

جب تک قبولیت کی جلدی نہ کرے دعا قبول ہوتی ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک وہ جلدی نہ کرے وہ یہ نہ کہے کہ میں نے دعا کی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کی دعا اس وقت تک قبول ہوتی ہے جب تک تم میں سے کوئی شخص جلدی نہ کرے، یہ نہ کہے کہ میں نے اپنے رب سے دعا کی تھی اور میری دعا قبول نہیں ہوئی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک کوئی بندہ گناہ کی یا قطع رحم کی دعا نہ کرے اور قبولیت کی جلدی نہ کرے اس کی دعا قبول ہوتی رہتی ہے، عرض کیا گیا یا رسول اللہ جلدی کا کیا معنی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کہے میں نے دعا کی اور میں نے دعا کی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی پھر وہ تنگ ہو کر دعا کرنا ترک کر دے۔

بَابُ ۹۸۲ أَكْثَرُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْفُقَرَاءُ وَأَكْثَرُ أَهْلِ النَّارِ النِّسَاءُ

۶۸۱۱ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ

اہل جنت اکثر فقراء ہوں گے اور اہل دوزخ اکثر عورتیں ہوں گی

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے

بن سلمة ح وحدثني زهير بن حرب حدثنا معاذ بن معاذ العنبري ح وحدثني محمد بن عبد الأعلى حدثنا المعتمر ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا جرير كلهم عن سليمان التيمي ح وحدثنا أبو كامل فضيل بن حسين واللفظ له حدثنا يزيد بن زريع حدثنا التيمي عن أبي عثمان عن أسامة بن زيد قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قمت على باب الجنة فإذا عامة من دخلها المساكين وإذا أصحاب الجد محبوسون إلا أصحاب النار فقد أمر بهم إلى النار وقمت على باب النار فإذا عامة من دخلها النساء.

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں جنت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو جنت میں داخل ہونے والے زیادہ تر مساکین تھے اور مالدار لوگ جنت میں داخل ہونے سے روکے ہوئے تھے البتہ دوزخیوں کو دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دے دیا گیا تھا اور جب میں دوزخ کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو دوزخ میں داخل ہونے والی زیادہ تر عورتیں تھیں۔

٦٨١٢ - حدثنا زهير بن حرب حدثنا إسمعيل بن إبراهيم عن أيوب عن أبي رجاء العطاردي قال سمعت ابن عباس يقول قال محمد صلى الله عليه وسلم اطلعت في الجنة فرأيت أكثر أهلها الفقراء واطلعت في النار فرأيت أكثر أهلها النساء.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت پر مطلع ہو کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر فقراء کو دیکھا اور دوزخ پر مطلع ہو کر دیکھا تو اس میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا۔

٦٨١٣ - وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا الثقفي أخبرنا أيوب بهذا الإسناد.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٦٨١٤ - وحدثنا شيبان بن فروخ حدثنا أبو الأشهب حدثنا أبو رجاء عن ابن عباس أن النبي صلى الله عليه وسلم اطلع في النار فذكر بمثل حديث أيوب.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دوزخ میں جھانکا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٦٨١٥ - حدثنا أبو كريب حدثنا أبو أسامة عن سعيد بن أبي عروبة سمع أبا رجاء عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم فذكر مثله.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے، اس کی مثل حدیث ذکر کی۔

٦٨١٦ - حدثنا عبيد الله بن معاذ العنبري حدثنا أبي حدثنا شعبة عن أبي التياح قال كان لمطرف بن عبد الله امرأتان فجاء من عند إحداهما

ابو التیاح بیان کرتے ہیں کہ مطرف بن عبد اللہ کی دو بیویاں تھیں، وہ ایک بیوی کے پاس سے آئے تو دوسری نے کہا تم تو فلاں کے پاس سے آئے ہو

فَقَالَتِ الْأُخْرٰى جِئْتَ مِنْ عِنْدِ فُلَانَةَ فَقَالَ جِئْتُ مِنْ عِنْدِ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ فَحَدَّثَنَا أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَقَلَّ سَاكِنِي الْجَنَّةِ النِّسَاءُ.

انھوں نے کہا میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے پاس سے آیا ہوں انھوں نے ذکر کیا کہ یہ حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے رہنے والوں میں عورتیں کم ہیں۔

٦٨١٧۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ مُطَرِّفًا يُحَدِّثُ أَنَّهُ كَانَتْ لَهُ امْرَأَتَانِ بِمَعْنٰى حَدِيثِ مُعَاذٍ.

حضرت مطرف بیان کرتے ہیں کہ ان کی دو بیویاں تھیں اس طرح معاذ کی حدیث میں ہے۔

٦٨١٨۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الْكَرِيمِ أَبُو زُرْعَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِينَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيعِ سَخَطِكَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا تھی: اے اللہ میں تیری نعمت کے زوال سے اور تیری عافیت کے بدل جانے سے اور تیرے اچانک عذاب سے اور تیری ہر قسم کی ناراضگی سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔

٦٨١٩۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ وَمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِتْنَةً هِيَ أَضَرُّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد مردوں کے لیے عورتوں سے زیادہ ضرر رساں کوئی فتنہ نہیں چھوڑا۔

٦٨٢٠۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ وَسُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى جَمِيعًا عَنِ الْمُعْتَمِرِ قَالَ ابْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ قَالَ أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَسَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ أَنَّهُمَا حَدَّثَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ مَا تَرَكْتُ بَعْدِي فِي النَّاسِ فِتْنَةً أَضَرَّ عَلَى الرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ.

حضرت اسامہ بن زید اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے اپنے بعد لوگوں میں مردوں پر عورتوں سے زیادہ ضرر رساں فتنہ کوئی نہیں چھوڑا۔

٦٨٢١۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ ...

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا هُشَيْمٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

٦٨٢٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الدُّنْيَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ وَإِنَّ اللَّهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِيهَا فَيَنْظُرُ كَيْفَ تَعْمَلُونَ فَاتَّقُوا الدُّنْيَا وَاتَّقُوا النِّسَاءَ فَإِنَّ أَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِي إِسْرَائِيلَ كَانَتْ فِي النِّسَاءِ وَفِي حَدِيثِ ابْنِ بَشَّارٍ لِيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا شیریں اور سرسبز ہے، اور اللہ تعالیٰ تم کو اس میں خلیفہ بنانے والا ہے پھر وہ دیکھے گا کہ تم اس میں کس طرح عمل کرتے ہو، سو تم دنیا سے اور عورتوں سے بچو کیونکہ بنو اسرائیل کا پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔ ابن بشار کی حدیث میں ہے: تاکہ وہ دیکھے کہ تم کس طرح عمل کرتے ہو۔

(الف) اس حدیث کا منشا یہ ہے کہ [illegible] کی وجہ سے [illegible] پانچ سو سال پہلے [illegible] ان احادیث میں فقراء اور ضعفاء کی فضیلت ہے اور عورتوں کے بکثرت دوزخ میں جانے کی وجہ یہ ہے کہ وہ عموماً نماز نہیں پڑھتیں، شوہر کے حقوق ادا نہیں کرتیں، اس کی ناشکری [illegible] بے پردہ رہتی اور حجاب کے احکام کی خلاف ورزی کرتی ہیں۔

بَابُ قِصَّةِ أَصْحَابِ الْغَارِ الثَّلَاثَةِ وَالتَّوَسُّلِ بِصَالِحِ الْأَعْمَالِ ٩٨٣

غار میں پھنسے ہوئے تین آدمیوں کا قصہ اور نیک اعمال کا وسیلہ

٦٨٢٣ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنِي أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ أَبَا ضَمْرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ بَيْنَمَا ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يَتَمَشَّوْنَ أَخَذَهُمُ الْمَطَرُ فَأَوَوْا إِلَى غَارٍ فِي جَبَلٍ فَانْحَطَّتْ عَلَى فَمِ غَارِهِمْ صَخْرَةٌ مِنَ الْجَبَلِ فَانْطَبَقَتْ عَلَيْهِمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ انْظُرُوا أَعْمَالًا عَمِلْتُمُوهَا صَالِحَةً لِلَّهِ فَادْعُوا اللَّهَ تَعَالَى بِهَا لَعَلَّ اللَّهَ يَفْرُجُهَا عَنْكُمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ اللَّهُمَّ إِنَّهُ كَانَ لِي وَالِدَانِ شَيْخَانِ كَبِيرَانِ وَامْرَأَتِي وَلِي صِبْيَةٌ صِغَارٌ أَرْعَى عَلَيْهِمْ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمی جا رہے تھے کہ ان کو بارش نے آلیا، انہوں نے پہاڑ کے ایک غار میں پناہ لی، اتنے میں غار کے منہ پر پہاڑ کی ایک چٹان آگری اور وہ لوگ بند ہو گئے، پھر انہوں نے ایک دوسرے سے کہا: تم لوگوں نے جو اللہ کے لیے نیک اعمال کیے ہیں ان پر غور کرو اور ان اعمال کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا کرو، شاید اللہ تعالیٰ تم سے یہ مصیبت دور کر دے۔ سو ان میں سے ایک نے یہ دعا کی: اے اللہ! میرے بوڑھے ماں باپ تھے، میری بیوی تھی اور میرے چھوٹے چھوٹے بچے تھے، میں بکریاں

فَإِذَا أَرَحْتُ عَلَيْهِمْ حَلَبْتُ فَبَدَأْتُ بِوَالِدَيَّ
فَسَقَيْتُهُمَا قَبْلَ بَنِيَّ وَأَنَّهُ نَأَى بِي ذَاتَ يَوْمٍ
الشَّجَرُ فَلَمْ آتِ حَتَّى أَمْسَيْتُ فَوَجَدْتُهُمَا قَدْ نَامَا
فَحَلَبْتُ كَمَا كُنْتُ أَحْلُبُ فَجِئْتُ بِالْحِلَابِ فَقُمْتُ
عِنْدَ رُءُوسِهِمَا أَكْرَهُ أَنْ أُوقِظَهُمَا مِنْ نَوْمِهِمَا
وَأَكْرَهُ أَنْ أَسْقِيَ الصِّبْيَةَ قَبْلَهُمَا وَالصِّبْيَةُ
يَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَيَّ فَلَمْ يَزَلْ ذَلِكَ دَأْبِي وَ
دَأْبَهُمْ حَتَّى طَلَعَ الْفَجْرُ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي
فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا
فُرْجَةً نَرَى مِنْهَا السَّمَاءَ فَفَرَجَ اللَّهُ مِنْهَا فُرْجَةً
فَرَأَوْا مِنْهَا السَّمَاءَ وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنَّهُ
كَانَتْ لِيَ ابْنَةُ عَمٍّ أَحْبَبْتُهَا كَأَشَدِّ مَا يُحِبُّ
الرِّجَالُ النِّسَاءَ وَطَلَبْتُ إِلَيْهَا نَفْسَهَا فَأَبَتْ
حَتَّى آتِيَهَا بِمِائَةِ دِينَارٍ فَتَعِبْتُ حَتَّى جَمَعْتُ مِائَةَ
دِينَارٍ فَجِئْتُهَا بِهَا فَلَمَّا وَقَعْتُ بَيْنَ رِجْلَيْهَا
قَالَتْ يَا عَبْدَ اللَّهِ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَفْتَحِ الْخَاتَمَ
إِلَّا بِحَقِّهِ فَقُمْتُ عَنْهَا فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنِّي فَعَلْتُ
ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَا مِنْهَا فُرْجَةً
فَفَرَجَ لَهُمْ وَقَالَ الْآخَرُ اللَّهُمَّ إِنِّي كُنْتُ
اسْتَأْجَرْتُ أَجِيرًا بِفَرَقِ أَرُزٍّ فَلَمَّا
قَضَى عَمَلَهُ قَالَ أَعْطِنِي حَقِّي فَعَرَضْتُ
عَلَيْهِ فَرَقَهُ فَرَغِبَ عَنْهُ فَلَمْ أَزَلْ
أَزْرَعُهُ حَتَّى جَمَعْتُ مِنْهُ بَقَرًا وَرِعَاءَهَا
فَجَاءَنِي فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَظْلِمْنِي حَقِّي
قُلْتُ اذْهَبْ إِلَى تِلْكَ الْبَقَرِ وَرِعَائِهَا
فَقَالَ اتَّقِ اللَّهَ وَلَا تَسْتَهْزِئْ بِي فَقُلْتُ إِنِّي
لَا أَسْتَهْزِئُ بِكَ خُذْ ذَلِكَ الْبَقَرَ وَرِعَاءَهَا
فَأَخَذَهُ فَذَهَبَ بِهِ فَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ
أَنِّي فَعَلْتُ ذَلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ

چرا تا تھا جب میں واپس آتا تو دودھ دوہتا اور [illegible]
بچوں سے پہلے ماں باپ کو دودھ پلاتا، ایک
دن درختوں نے مجھے دور پہنچا دیا، [illegible] رات سے
پہلے نہ آ سکا، جب میں آیا تو ماں باپ سو گئے تھے
میں نے حسب معمول دودھ دوہا [illegible] برتن میں دودھ
ڈال کر [illegible] کھڑا ہو گیا [illegible] نیند
سے بیدار کرنا ناپسند [illegible] ان سے پہلے [illegible]
دودھ پلانا [illegible] بچے میرے
قدموں میں [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] کشادگی کر دے، اور ہم اس
[illegible]
[illegible]
[illegible] میں ایک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
اللہ کے بندے اللہ سے ڈر [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شخص نے کہا [illegible]
فرق، ایک پیمانہ [illegible]
[illegible]

عَنَّا مَا بَقِيَ فَفَرَجَ اللّٰهُ مَا بَقِيَ.

میری اجرت دو، میں نے اس کو مقررہ اجرت دے دی، اس نے اس سے اعراض کیا، میں ان چاولوں کی کاشت کرتا رہا حتیٰ کہ میں نے ان سے گائیں اور ان کے چرواہے جمع کر لیے، پھر ایک دن وہ شخص میرے پاس آیا اور کہنے لگا: اللہ سے ڈرو، اور میرا حق نہ مارو، میں نے کہا: یہ گائیں اور ان کے چرواہے لے جاؤ، اس نے کہا: اللہ سے ڈرو اور میرے ساتھ مذاق نہ کرو، میں نے کہا: میں تمہارے ساتھ مذاق نہیں کر رہا، یہ گائیں اور چرواہے لے لو، وہ ان کو لے کر چلا گیا، سو اگر تجھ کو علم ہے کہ میں نے یہ کام تیری رضا جوئی کے لیے کیا تھا تو اب غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دے، سو اللہ نے غار کا باقی ماندہ منہ بھی کھول دیا۔

۶۹۲۴۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ طَرِيفٍ الْبَجَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَرَقَبَةُ بْنُ مَسْقَلَةَ ح وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي ضَمْرَةَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَزَادُوا فِي حَدِيثِهِمْ وَخَرَجُوا يَمْشُونَ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ يَتَمَاشَوْنَ إِلَّا عُبَيْدَ اللّٰهِ فَإِنَّ فِي حَدِيثِهِ وَخَرَجُوا وَلَمْ يَذْكُرْ بَعْدَهَا شَيْئًا.

امام مسلم نے اس حدیث کی چار سندیں بیان کی ہیں، موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ وہ [illegible]

[illegible]

۶۹۲۵۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ سَهْلٍ التَّمِيمِيُّ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ بَهْرَامَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ قَالَ ابْنُ سَهْلٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس دوران کہ تین شخص روانہ ہوئے تھے ان کو بارش نے آ لیا

[illegible]

کو ایک غار میں پناہ لی۔ اس کے بعد حسب سابق ہے۔ البتہ اس روایت میں ہے کہ ان میں سے ایک شخص نے یہ کہا: اے اللہ! میرے دو بوڑھے ماں باپ تھے [illegible] کو ان سے پہلے اپنے بال بچوں کو دودھ نہیں پلاتا [illegible]

[illegible] سے نکل کر روانہ ہوگئے

[illegible] استدلال کیا ہے کہ انسان [illegible]

[illegible]

[illegible] اور اس میں ایک واضح [illegible] کا [illegible]

[illegible]

سابقہ ہے بلکہ [illegible]

[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب التوبہ

باب ۹۸۴
(توبہ کا بیان)

٦٩٢٦ - حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ حَدَّثَنِي زَيْدُ بْنُ أَسْلَمَ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِي بِي وَأَنَا مَعَهُ حَيْثُ يَذْكُرُنِي وَاللَّهِ لَلَّهُ أَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ يَجِدُ ضَالَّتَهُ بِالْفَلَاةِ وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ إِلَيَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ إِلَيْهِ بَاعًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جہاں وہ ذکر کرتا ہے میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور بہ خدا اللہ کو اپنے بندہ کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کی جنگل میں گمشدہ سواری مل جائے، اور جو شخص بہ قدر ایک بالشت میرا قرب حاصل کرتا ہے، میں بہ قدر ایک ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو بہ قدر ایک ہاتھ میرے قریب ہوتا ہے میں بہ قدر چار ہاتھ اس کے قریب ہوتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

٦٩٢٧ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ أَحَدِكُمْ مِنْ أَحَدِكُمْ بِضَالَّتِهِ إِذَا وَجَدَهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی ایک شخص کے توبہ کرنے پر اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ خوش ہوتا ہے کہ تم میں سے کسی شخص کو اس کی گم شدہ سواری مل جائے۔

٦٩٢٨ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَاهُ.

امام مسلم نے ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ذکر کی۔

٦٩٢٩ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ سُوَيْدٍ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ أَعُودُهُ وَهُوَ مَرِيضٌ فَحَدَّثَنَا

حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیمار تھے میں ان کی عیادت کے لیے گیا انھوں نے مجھ کو دو حدیثیں بیان کیں ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

حَدِيثًا عَنْ نَفْسِهِ وَحَدِيثًا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ فِي أَرْضٍ دَوِيَّةٍ مَهْلَكَةٍ مَعَهُ رَاحِلَتُهُ عَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَنَامَ فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ فَطَلَبَهَا حَتَّى أَدْرَكَهُ الْعَطَشُ ثُمَّ قَالَ أَرْجِعُ إِلَى مَكَانِيَ الَّذِي كُنْتُ فِيهِ فَأَنَامُ حَتَّى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلَى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ وَعِنْدَهُ رَاحِلَتُهُ وَعَلَيْهَا زَادُهُ طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَاللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هَذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ۔

یہ سنتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ پر اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ ایک شخص کسی ہلاکت خیز سنسان جنگل میں اپنی سواری پر چلے جس پر اس کے کھانے پینے کی چیزیں ہوں، وہ سو جائے اور جب وہ بیدار ہو تو سواری کہیں جا چکی ہو۔ وہ اس سواری کی تلاش کرتا رہے حتیٰ کہ اس کو سخت پیاس لگ جائے پھر وہ کہے میں واپس اسی جگہ جاتا ہوں جہاں پہلے تھا میں وہاں سو جاؤں گا حتیٰ کہ مر جاؤں گا وہ اپنے بازو پر سر رکھ کر مرنے کے لیے سو جائے پھر جب وہ بیدار ہو تو اس کی سواری اس کے پاس ہو اس پر اس کی خوراک اور کھانے پینے کی چیزیں بھی ہوں تو اللہ تعالیٰ کو بندۂ مومن کی توبہ سے اس شخص کی سواری اور زادِ راہ کے ملنے سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔

٦٨٣٠ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ قُطْبَةَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ مِنْ رَجُلٍ بِدَاوِيَّةٍ مِنَ الْأَرْضِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس روایت میں ہے ایک شخص جنگل کی زمین میں تھا۔

٦٨٣١ - وَحَدَّثَنِي إِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا عُمَارَةُ بْنُ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ الْحَارِثَ بْنَ سُوَيْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللّٰهِ حَدِيثَيْنِ أَحَدُهُمَا عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْآخَرُ عَنْ نَفْسِهِ فَقَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ بِمِثْلِ حَدِيثِ جَرِيرٍ۔

حارث بن سوید کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مجھ کو دو حدیثیں بیان کیں ایک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے روایت کی اور دوسری حدیث انہوں نے اپنی طرف سے بیان کی۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندۂ مومن کی توبہ سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے۔ اس کے بعد جریر کی روایت کی طرح ہے۔

٦٨٣٢ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ خَطَبَ النُّعْمَانُ بْنُ بَشِيرٍ فَقَالَ لَلّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ رَجُلٍ حَمَلَ زَادَهُ وَمَزَادَهُ عَلَى بَعِيرٍ ثُمَّ سَارَ حَتَّى كَانَ

سماک کہتے ہیں کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے خطبہ میں کہا اللہ تعالیٰ کو اپنے بندے کی توبہ سے اس شخص سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جس نے اپنی خوراک اور مشک کو اونٹ پر لادا پھر کسی جنگل کی زمین میں سفر کے لیے روانہ

[illegible]
تحت شجرة فعلقته عليه
[illegible]

حدثنا محمد بن الصباح [illegible] حدثنا عكرمة [illegible] حدثنا اسحٰق بن عبد الله بن ابي طلحة حدثنا انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لله اشد فرحا بتوبة عبده حين يتوب [illegible]

[illegible] اس شخص کے ہاتھ میں [illegible]

[illegible] کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ سے توبہ کرتا ہے [illegible]

مِنْ أَحَدِكُمْ كَانَ عَلَى رَاحِلَتِهِ بِأَرْضِ فَلَاةٍ فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهُ وَشَرَابُهُ فَأَيِسَ مِنْهَا فَأَتَى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِي ظِلِّهَا قَدْ أَيِسَ مِنْ رَاحِلَتِهِ فَبَيْنَا هُوَ كَذَلِكَ إِذَا هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهُ فَأَخَذَ بِخِطَامِهَا ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ اللَّهُمَّ أَنْتَ عَبْدِي وَأَنَا رَبُّكَ أَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ.

سے نکل جائے جس پر اس کے کھانے اور پینے کا سامان ہو اور وہ اس سے مایوس ہو کر ایک درخت کے نیچے آئے اور اس کے سائے میں لیٹ جائے، جس وقت وہ سواری سے مایوس ہو کر لیٹا ہوا ہو، اچانک وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہو، وہ اس کی مہار پکڑ لے، پھر خوشی کی شدت سے کہے: "اے اللہ! تو میرا بندہ اور میں تیرا رب" یعنی شدت مسرت کی وجہ سے الفاظ الٹ جائیں۔

٦١٣٥ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَلَّهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ مِنْ أَحَدِكُمْ إِذَا اسْتَيْقَظَ عَلَى بَعِيرِهِ قَدْ أَضَلَّهُ بِأَرْضِ فَلَاةٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو بندے کی توبہ کرنے سے اس سے زیادہ خوشی ہوتی ہے جب تم میں سے کوئی شخص بیدار ہو کر اسی جنگل کی زمین میں اپنا اونٹ پا لے۔

٦١٣٦ - وَحَدَّثَنِيهِ أَحْمَدُ الدَّارِمِيُّ حَدَّثَنَا حَبَّانُ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل روایت کی۔

اف۔ حدیث نمبر ٦١٢٩ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دو حدیثیں بیان کیں، ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اور دوسری اپنی طرف سے، وہ حدیث نہیں بیان کی جو حضرت ابن مسعود نے اپنی طرف سے بیان کی تھی، امام بخاری نے اس کا بیان کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود نے کہا مومن اپنے گناہوں کو یوں خیال کرتا ہے گویا وہ پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا ہے، اسے ڈر ہوتا ہے کہ وہ اس پر گر پڑے گا، اور فاجر اپنے گناہوں کو یوں خیال کرتا ہے جیسے مکھی اس کی ناک پر سے گزری ہو، اس نے ہاتھ سے مکھی اڑانے کا اشارہ کیا۔ صحیح بخاری ج ٢ ص ٩٣٣ [illegible]

بَابُ فَضِيلَةِ الِاسْتِغْفَارِ

استغفار کی فضیلت

٦١٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ قَيْسٍ قَاصِّ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ أَنَّهُ قَالَ حِينَ حَضَرَتْهُ الْوَفَاةُ كُنْتُ كَتَمْتُ عَنْكُمْ شَيْئًا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَوْلَا أَنَّكُمْ

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے وفات کے وقت کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوئی ایک حدیث تم سے چھپا رکھی تھی، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی مخلوق کو پیدا کرتا جو گناہ کرتی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کر دیتا۔

يُذْنِبُونَ لَخَلَقَ اللّٰهُ خَلْقًا يُذْنِبُونَ يَغْفِرُ لَهُمْ.

۶۹۳۸ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عِيَاضٌ وَهُوَ ابْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْفِهْرِيُّ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبٍ الْقُرَظِيِّ عَنْ أَبِي صِرْمَةَ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ الْأَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَوْ أَنَّكُمْ لَمْ تَكُنْ لَكُمْ ذُنُوبٌ يَغْفِرُهَا لَكُمْ لَجَاءَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ لَهُمْ ذُنُوبٌ يَغْفِرُهَا لَهُمْ.

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر مغفرت کرنے کے لیے تمہارے گناہ نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ ایک ایسی قوم کو پیدا کرتا جس کے گناہ ہوتے اور اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت کرتا۔

۶۹۳۹ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ جَعْفَرٍ الْجَزَرِيِّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْأَصَمِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَوْ لَمْ تُذْنِبُوا لَذَهَبَ اللّٰهُ بِكُمْ وَلَجَاءَ بِقَوْمٍ يُذْنِبُونَ فَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ فَيَغْفِرُ لَهُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اگر تم لوگ گناہ نہ کرتے تو اللہ تعالیٰ تم کو لے جاتا اور تمہارے بدلے میں ایک ایسی قوم لاتا جو گناہ کرتی اور اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتی اور اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرماتا۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس حدیث کو اس خوف سے چھپا رکھا تھا کہ لوگ اس پر اعتماد کرکے عمل کو ترک کر دیں گے اور ان پر مغفرت کی امید غالب آجائے گی اور وہ دیدہ دلیری سے گناہ کرنے لگیں گے، اسی طرح واعظ اور خطیب کو چاہیے کہ وہ اس قسم کی احادیث کو بہ کثرت بیان نہ کرے تاکہ لوگ گناہ پر بے خوف نہ ہو جائیں اور وعظ ونصیحت میں گناہوں سے ڈرانے کی احادیث کو زیادہ تر بیان کیا جائے لیکن اس طرح نہیں کہ لوگ اللہ کی رحمت سے مایوس ہو جائیں اور جب انسان پر موت کا وقت آئے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کی وسعت سے متعلق آیات اور احادیث سنائی جائیں تاکہ مرتے وقت بندہ کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن قائم رہے۔[1]

اس حدیث کا منشاء یہ نہیں ہے کہ لوگ گناہ کریں اور بخشش طلب کریں بلکہ اس کا منشاء یہ ہے کہ لوگ ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہیں، عبادت گزار اور نیکوکار بھی اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہتے رہیں کیونکہ انسان کتنی ہی عبادت کیوں نہ کرے وہ اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی غیر متناہی نعمتوں میں سے کسی ایک نعمت کا حق شکر ادا نہیں کر سکتا اس لیے ہر وقت ہی عبادت کی کمی پر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہنا چاہیے، اس کا منشاء یہ ہے کہ اگر انسان سے گناہ ہو جائے تو وہ فوراً توبہ اور استغفار کرے، اور توبہ سے غافل نہ ہو۔

---

[1] علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۵۵، مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت

بَابُ ۹۸۶ فَضْلِ دَوَامِ الذِّكْرِ وَالْفِكْرِ فِي أُمُورِ الْآخِرَةِ

٦٩٣٠ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَقَطَنُ بْنُ نُسَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى، أَخْبَرَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ إِيَاسٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ الْأُسَيِّدِيِّ قَالَ وَكَانَ مِنْ كُتَّابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَقِيَنِي أَبُو بَكْرٍ فَقَالَ كَيْفَ أَنْتَ يَا حَنْظَلَةُ قَالَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ مَا تَقُولُ قَالَ قُلْتُ نَكُونُ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ فَنَسِينَا كَثِيرًا قَالَ أَبُو بَكْرٍ فَوَاللَّهِ إِنَّا لَنَلْقَى مِثْلَ هَذَا فَانْطَلَقْتُ أَنَا وَأَبُو بَكْرٍ حَتَّى دَخَلْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ نَافَقَ حَنْظَلَةُ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا ذَاكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ نَكُونُ عِنْدَكَ تُذَكِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ حَتَّى كَأَنَّا رَأْيُ عَيْنٍ فَإِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِكَ عَافَسْنَا الْأَزْوَاجَ وَالْأَوْلَادَ وَالضَّيْعَاتِ نَسِينَا كَثِيرًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَوْ تَدُومُونَ عَلَى مَا تَكُونُونَ عِنْدِي وَفِي الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ عَلَى فُرُشِكُمْ وَفِي طُرُقِكُمْ وَلَكِنْ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً ثَلَاثَ مَرَّاتٍ.

ذکر کے دوام اور امور آخرت میں غور و فکر کی فضیلت

حضرت حنظلہ اسیدی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتبوں میں سے تھے، بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا: اے حنظلہ! تم کیسے ہو؟ میں نے کہا: حنظلہ منافق ہو گیا۔ حضرت ابوبکر نے کہا: سبحان اللہ! تم کیسی بات کہہ رہے ہو؟ میں نے کہا: ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہوتے ہیں، آپ ہمیں جنت اور دوزخ کی نصیحت کرتے ہیں، گویا کہ ہم جنت اور دوزخ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں، پھر جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے نکل جاتے ہیں اور بیویوں، بچوں اور زمینوں کے معاملات میں مشغول ہو جاتے ہیں تو بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر نے کہا: اللہ کی قسم! ہمیں بھی یہی صورت پیش آتی ہے۔ پھر میں اور حضرت ابوبکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، میں نے کہا: یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا بات ہے؟ میں نے کہا: یا رسول اللہ! ہم آپ کے پاس ہوتے ہیں، آپ ہمیں جنت اور دوزخ کی نصیحت کرتے ہیں، گویا کہ ہم بھی آنکھوں سے جنت اور دوزخ دیکھ رہے ہیں، پھر جب ہم آپ کے پاس سے نکل کر بیویوں، بچوں اور زمینوں میں مشغول ہوتے ہیں تو ہم بہت ساری باتیں بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے! تم میرے پاس ذکر و فکر کی جس کیفیت میں ہوتے ہو اگر تمہاری وہ کیفیت ہمیشہ رہے تو فرشتے تمہارے بستروں اور راستوں پر تم سے مصافحہ کریں، لیکن اے حنظلہ!

یہ کیفیت ایک آدھ ساعت رہتی ہے۔ یہ آپ نے تین بار فرمایا۔

٦٩٦٨۔ حَدَّثَنِي إِسْحٰقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَعَظَنَا فَذَكَّرَ النَّارَ قَالَ ثُمَّ جِئْتُ إِلَى الْبَيْتِ فَضَاحَكْتُ الصِّبْيَانَ وَلَاعَبْتُ الْمَرْأَةَ قَالَ فَخَرَجْتُ فَلَقِيتُ أَبَا بَكْرٍ فَذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهُ فَقَالَ وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا تَذْكُرُ فَلَقِينَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ نَافَقَ حَنْظَلَةُ فَقَالَ مَهْ فَحَدَّثْتُهُ بِالْحَدِيثِ فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ وَأَنَا قَدْ فَعَلْتُ مِثْلَ مَا فَعَلَ فَقَالَ يَا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَسَاعَةً وَلَوْ كَانَتْ تَكُونُ قُلُوبُكُمْ كَمَا تَكُونُ عِنْدَ الذِّكْرِ لَصَافَحَتْكُمُ الْمَلَائِكَةُ حَتَّى تُسَلِّمَ عَلَيْكُمْ فِي الطُّرُقِ۔

حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے، ہم کو آپ نے نصیحت کی اور دوزخ کا ذکر فرمایا، حنظلہ نے کہا پھر میں گھر آیا اور بچوں کے ساتھ ہنسی مذاق کیا اور بیوی سے خوش طبعی کی، پھر جب میں باہر نکلا تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے اس بات کا ذکر کیا، انہوں نے کہا جیسا تم نے کہا ہے میں نے بھی اسی طرح کیا ہے، پھر ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی، میں نے کہا یا رسول اللہ! حنظلہ منافق ہو گیا، آپ نے فرمایا کیا کہتے ہو، پھر میں نے آپ کے سامنے پورا واقعہ عرض کیا، حضرت ابوبکر نے کہا جس طرح حنظلہ نے بیان کیا ہے میرے ساتھ بھی اسی طرح ہوا ہے، آپ نے فرمایا اے حنظلہ! یہ کیفیت کبھی کبھی ہوا کرتی ہے، جس طرح نصیحت کے وقت تمہارے دلوں کی کیفیت ہوتی ہے اگر یہ کیفیت ہمیشہ رہے تو فرشتے تم سے مصافحہ کریں اور راستوں پر تم کو سلام کریں۔

٦٩٦٩۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ دُكَيْنٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَعِيدٍ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ عَنْ حَنْظَلَةَ التَّمِيمِيِّ الْأُسَيِّدِيِّ الْكَاتِبِ قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَّرَنَا الْجَنَّةَ وَالنَّارَ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمَا

حضرت حنظلہ تمیمی اسیدی کاتب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ ہمیں جنت اور نار کی نصیحت کرتے تھے۔ حسب سابق حدیث ہے —

(ف) حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ نے جو کہا کہ حنظلہ منافق ہو گیا اس کی وجہ یہ تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ان کو جو آخرت کا خوف لاحق ہوتا تھا اور خضوع اور خشوع کی کیفیت پیدا ہوتی تھی، اس مجلس سے اٹھنے کے بعد جب وہ بال بچوں اور گھر کے امور میں مشغول ہوتے تھے تو وہ کیفیت نہیں ہوتی تھی، اور نفاق کی اصل یہ ہے کہ دل میں پوشیدہ شر کے برعکس خیر کا اظہار کرے، اس لیے حضرت حنظلہ کو خوف ہوا کہ کہیں وہ منافق تو نہیں ہو گئے، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتایا کہ یہ نفاق نہیں ہے اور وہ خوف خدا کی اس کیفیت کو دائما برقرار رکھنے کے مکلف نہیں ہیں، البتہ یہ کیفیت کبھی کبھی ہونی چاہیے۔

باب ۹۸۶ فِي سَعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى وَأَنَّهَا سَبَقَتْ غَضَبَهُ

اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کے غضب پر غالب ہے

۶۸۴۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَمَّا خَلَقَ اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ فَهُوَ عِنْدَهُ فَوْقَ الْعَرْشِ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا فرمایا تو عرش کے اوپر اپنی کتاب میں لکھ دیا کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

۶۸۴۴۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ سَبَقَتْ رَحْمَتِي غَضَبِي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل فرماتا ہے میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی۔

۶۸۴۵۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ أَخْبَرَنَا أَبُو ضَمْرَةَ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَطَاءِ بْنِ مِينَاءَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا قَضَى اللهُ الْخَلْقَ كَتَبَ فِي كِتَابِهِ عَلَى نَفْسِهِ فَهُوَ مَوْضُوعٌ عِنْدَهُ إِنَّ رَحْمَتِي تَغْلِبُ غَضَبِي.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کر لیا تو اپنی کتاب میں اپنی ذات پر لکھ دیا جو اس کے پاس رکھی ہوئی ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

۶۸۴۶۔ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ أَخْبَرَهُ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ جَعَلَ اللهُ الرَّحْمَةَ مِائَةَ جُزْءٍ فَأَمْسَكَ عِنْدَهُ تِسْعَةً وَتِسْعِينَ وَأَنْزَلَ فِي الْأَرْضِ جُزْءًا وَاحِدًا فَمِنْ ذَلِكَ الْجُزْءِ تَتَرَاحَمُ الْخَلَائِقُ حَتَّى تَرْفَعَ الدَّابَّةُ حَافِرَهَا عَنْ وَلَدِهَا خَشْيَةَ أَنْ تُصِيبَهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصے کیے، ننانوے حصے اپنے پاس رکھے اور ایک حصہ زمین پر نازل کیا، اسی ایک حصہ سے مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے حتیٰ کہ جانور اپنے بچے کے اوپر سے اپنا پیر ہٹا لیتا ہے تاکہ اس کو تکلیف نہ ہو۔

۶۸۴۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَلَقَ اللهُ مِائَةَ رَحْمَةٍ فَوَضَعَ وَاحِدَةً بَيْنَ خَلْقِهِ وَخَبَأَ عِنْدَهُ مِائَةً إِلَّا وَاحِدَةً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے سو رحمتیں پیدا کیں، ایک رحمت اپنی مخلوق میں رکھی اور ننانوے رحمتیں اس نے اپنے پاس رکھیں۔

٦١٤٨ - حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير حدثنا أبي حدثنا عبد الملك عن عطاء عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن لله مائة رحمة أنزل منها رحمة واحدة بين الجن والإنس والبهائم والهوام فبها يتعاطفون وبها يتراحمون وبها تعطف الوحش على ولدها وأخر الله تسعا وتسعين رحمة يرحم بها عباده يوم القيامة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں اس نے ان میں سے ایک رحمت جن، انس، حیوانات اور حشرات میں نازل کی ہے جس سے وہ ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں اور رحم کرتے ہیں اسی سے وحشی جانور اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں بچا رکھی ہیں ان سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

٦١٤٩ - حدثني الحكم بن موسى حدثنا معاذ بن معاذ حدثنا سليمان التيمي حدثنا أبو عثمان النهدي عن سلمان الفارسي قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن لله مائة رحمة فمنها رحمة بها يتراحم الخلق بينهم وتسعة وتسعون ليوم القيامة.

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت سے مخلوق آپس میں ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے اور ننانوے رحمتیں روز قیامت کے لیے ہیں۔

٦١٥٠ - وحدثناه محمد بن عبد الأعلى حدثنا المعتمر عن أبيه بهذا الإسناد.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦١٥١ - حدثنا ابن نمير حدثنا أبو معاوية عن داود بن أبي هند عن أبي عثمان عن سلمان قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم إن الله خلق يوم خلق السماوات والأرض مائة رحمة كل رحمة طباق ما بين السماء والأرض فجعل منها في الأرض رحمة فبها تعطف الوالدة على ولدها والوحش والطير بعضها على بعض فإذا كان يوم القيامة أكملها بهذه الرحمة.

حضرت سلمان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے جس دن آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اس دن سو رحمتیں پیدا کیں ہر رحمت آسمان اور زمین کے درمیان کی وسعت کے برابر ہے، اللہ نے ان میں سے ایک رحمت زمین پر نازل کی اسی رحمت کی وجہ سے والدہ اپنی اولاد پر رحمت کرتی ہے اور درندے اور پرندے ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں، جب قیامت کا دن ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس رحمت کے ساتھ اپنی رحمتوں کو مکمل فرمائے گا۔

٦١٥٢ - حدثني الحسن بن علي الحلواني ومحمد بن سهل التميمي واللفظ لحسن حدثنا ابن أبي مريم حدثنا أبو غسان حدثني زيد بن أسلم عن أبيه عن عمر بن الخطاب أنه قال قدم

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ قیدی آئے ان قیدیوں میں سے ایک عورت کسی کو تلاش کر رہی تھی جب قیدیوں میں سے اس کو اپنا بچہ مل گیا اس نے اس بچہ

عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْيٍ [illegible]
[illegible] مِنَ السَّبْيِ تَبْتَغِي [illegible]
[illegible] فَأَلْصَقَتْهُ [illegible]
[illegible] رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَرَوْنَ
[illegible]
[illegible] عَلَى أَنْ لَا تَطْرَحَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ
[illegible]
[illegible] بِوَلَدِهَا.

[illegible] حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ [illegible] إِسْمَاعِيلُ بْنُ جَعْفَرٍ [illegible]

[illegible] حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ [illegible]

[illegible] حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ [illegible]

[illegible]

قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ قَالَ قَالَ لِي الزُّهْرِيُّ أَلَا أُحَدِّثُكَ بِحَدِيثَيْنِ عَجِيبَيْنِ قَالَ الزُّهْرِيُّ أَخْبَرَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَسْرَفَ رَجُلٌ عَلَى نَفْسِهِ فَلَمَّا حَضَرَهُ الْمَوْتُ أَوْصَى بَنِيهِ فَقَالَ إِذَا أَنَا مُتُّ فَأَحْرِقُونِي ثُمَّ اسْحَقُونِي ثُمَّ اذْرُونِي فِي الرِّيحِ فِي الْبَحْرِ فَوَاللهِ لَئِنْ قَدَرَ عَلَيَّ رَبِّي لَيُعَذِّبُنِي عَذَابًا مَا عَذَّبَهُ بِهِ أَحَدًا قَالَ فَفَعَلُوا ذَلِكَ بِهِ فَقَالَ لِلْأَرْضِ أَدِّي مَا أَخَذْتِ فَإِذَا هُوَ قَائِمٌ فَقَالَ لَهُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا صَنَعْتَ فَقَالَ خَشْيَتُكَ يَا رَبِّ أَوْ قَالَ مَخَافَتُكَ فَغَفَرَ لَهُ بِذَلِكَ. قَالَ الزُّهْرِيُّ وَحَدَّثَنِي حُمَيْدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ دَخَلَتِ امْرَأَةٌ النَّارَ فِي هِرَّةٍ رَبَطَتْهَا فَلَا هِيَ أَطْعَمَتْهَا وَلَا هِيَ أَرْسَلَتْهَا تَأْكُلُ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ حَتَّى مَاتَتْ هَزْلًا. قَالَ الزُّهْرِيُّ ذَلِكَ لِئَلَّا يَتَّكِلَ رَجُلٌ وَلَا يَيْأَسَ رَجُلٌ.

عجیب حدیثیں نہ سناؤں؟ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے اپنے نفس پر زیادتی کی، جب اس کی موت کا وقت آیا تو اس نے اپنے بیٹوں کو یہ وصیت کی جب میں مر جاؤں تو مجھے آگ میں جلا دینا، پھر مجھے ریزہ ریزہ کر کے ہوا اور سمندر میں منتشر کر دینا کیونکہ بخدا اگر میرے رب نے گرفت کی تو وہ مجھے ایسا عذاب دے گا کہ کوئی کسی کو ایسا عذاب نہیں دے سکتا۔ آپ نے فرمایا اس کے بیٹوں نے ایسا ہی کیا۔ اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا تو نے جو لیا ہے اس کو واپس کر، وہ شخص کھڑا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا تجھے اس حرکت پر کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا؟ اس شخص نے کہا اے رب! تیری خشیت نے، یا کہا تیرے خوف نے، اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا۔ اور دوسری حدیث یہ ہے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک عورت بلی کی وجہ سے دوزخ میں داخل ہو گئی، اس نے اس بلی کو باندھ کر رکھا، اس کو کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو چھوڑا کہ وہ حشرات الارض کو کھا لیتی حتیٰ کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ زہری نے کہا ان حدیثوں کا منشا یہ ہے کہ انسان نہ اعمال پر تکیہ اور اعتماد کرے اور نہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہو۔

٦٨٥٦۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي الزُّبَيْدِيُّ قَالَ الزُّهْرِيُّ حَدَّثَنِي حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَسْرَفَ عَبْدٌ عَلَى نَفْسِهِ بِنَحْوِ حَدِيثِ مَعْمَرٍ إِلَى قَوْلِهِ فَغَفَرَ اللهُ لَهُ وَلَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ الْمَرْأَةِ فِي قِصَّةِ الْهِرَّةِ وَفِي حَدِيثِ الزُّبَيْدِيِّ قَالَ فَقَالَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ لِكُلِّ شَيْءٍ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا أَدِّ مَا أَخَذْتَ مِنْهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بندے نے اپنے نفس پر زیادتی کی، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے یہاں تک ہے کہ "پس اللہ نے اس کو بخش دیا" اور اس میں بلی کے قصہ میں عورت کا ذکر نہیں ہے اور زبیدی کی روایت میں ہے: اللہ عزوجل نے ہر اس چیز سے فرمایا جس نے اس کی راکھ کا کچھ حصہ لیا تھا: "تو نے جو لیا ہے وہ واپس کرو"

۶۸۵۱ حَدَّثَنِي [illegible]

[illegible] اللّٰهُ مَا حَمَلَكَ عَلَى مَا فَعَلْتَ [illegible]

۶۸۵۲ وَحَدَّثَنَا [illegible]

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں [illegible]

[illegible] ورنہ میں تمہارے علاوہ کسی اور کو تمہارے مال [illegible]

[illegible]

رحمت اور غضب کی ترجیح [illegible]

[illegible]

رد کرنا، اور غضب کا تعلق ہے گنہ گار کو معصیت کا رد کرنا، ایک قول یہ ہے کہ ان کا معنی ثواب دینا اور سزا دینا ہے.
اور قاضی عیاض نے کہا حدیث میں ہے میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے، یہاں غلبہ سے مراد کثرت ہے یعنی
بندوں کے حال پر رحم کرنے اور معاف کرنے کی نسبت سزا دینے کی نسبت کثیر اور زیادہ ہے. اور رحمت کے سو حصوں سے مراد
کثرت ہے.

اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۱۵۰ میں ہے، جس آدمی نے اپنے نفس پر زیادتی کی تھی اس نے کہا اگر اللہ تعالیٰ مجھ کو عذاب دینے پر قادر ہوا تو اتنا سخت عذاب دے گا کہ تمام جہانوں میں کسی کو اتنا عذاب نہیں دے سکتا.

علامہ وشتانی ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

ہو سکتا ہے یہ لفظ قدرت سے ماخوذ ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی قدرت میں شک کرے وہ کافر ہے اور یہ شخص کافر نہیں تھا کیونکہ اس نے کہا تھا کہ اے رب میں نے تیرے خوف سے یہ کیا تھا، اور مومن یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور اللہ تعالیٰ کافر کو نہیں بخشتا اس لیے "قدر" کی تاویل میں اختلاف ہے بعض علماء نے کہا یہ تقدیر اور قضا کے معنی میں ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے عذاب دینے کا حکم دیا یا فیصلہ کیا اور بعض علماء نے کہا یہ تضییق کے معنی میں ہے یعنی اگر اللہ تعالیٰ نے عذاب دینے میں تنگی کی، گرفت کی، اور بعض علماء نے یہ کہا کہ یہ قدرت سے ہی ماخوذ ہے لیکن اس شخص کو قدرت میں شک نہیں تھا لیکن خوف کے غلبہ اور گھبراہٹ کی شدت کی وجہ سے اس کے منہ سے یہ الفاظ نکل گئے اس لیے اس سے ان الفاظ پر مواخذہ نہیں ہوا جس طرح ایک شخص نے خوشی کی شدت کی وجہ سے یہ کہا تھا اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں۔[۱]

بَابُ ۹۱۸ قَبُوْلِ التَّوْبَةِ مِنَ الذُّنُوْبِ وَاِنْ تَكَرَّرَتِ الذُّنُوْبُ وَالتَّوْبَةُ

گناہوں کی توبہ کا قبول ہونا خواہ گناہ اور توبہ بار بار ہوں

۶۱۵۵ - حَدَّثَنِي عَبْدُ الْاَعْلٰى بْنُ حَمَّادٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ اِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي طَلْحَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِي عَمْرَةَ عَنْ اَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَحْكِي عَنْ رَّبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ اَذْنَبَ عَبْدٌ ذَنْبًا فَقَالَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي فَقَالَ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى اَذْنَبَ عَبْدِي ذَنْبًا فَعَلِمَ اَنَّ لَهُ رَبًّا يَغْفِرُ الذَّنْبَ وَيَاْخُذُ بِالذَّنْبِ ثُمَّ عَادَ فَاَذْنَبَ فَقَالَ اَيْ رَبِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے نقل کرتے ہوئے فرمایا ایک بندے نے گناہ کیا اور کہا اے اللہ میرے گناہ کو بخش دے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میرے بندے نے گناہ کیا اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر دوبارہ وہ بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب میرا گناہ معاف کر دے، اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

---

۱ علامہ ابو عبد اللہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۱۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

عبدي ذنبي فقال تبارك وتعالى عبدي أذنب ذنبا فعلم أن له ربا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب ثم عاد فأذنب فقال أي رب اغفر لي ذنبي فقال تبارك وتعالى أذنب عبدي ذنبا فعلم أن له ربا يغفر الذنب ويأخذ بالذنب اعمل ما شئت فقد غفرت لك قال عبد الأعلى لا أدري أقال في الثالثة أو الرابعة اعمل ما شئت.

ہے گناہ بخشتا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے پھر وہ بندہ پھر گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے میرے رب میرے گناہ معاف کر دے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے گناہ کیا ہے اور اس کو یقین ہے کہ اس کا رب گناہ معاف بھی کرتا ہے اور گناہ پر گرفت بھی کرتا ہے اب جو چاہے کر میں نے تمہاری مغفرت کر دی۔ عبد الاعلیٰ نے کہا مجھے یاد نہیں کہ تیسری بار یا چوتھی بار یوں فرمایا جو چاہے کر۔

٦٩٧٠- قَالَ أبو أحمد حدثنا محمد بن زنجويه القشيري حدثنا عبد الأعلى بن حماد بهذا الإسناد.

دوسری سند سے اس حدیث کا مضمون وہی ہے۔

٦٩٧١- حَدَّثَنِي عبد بن حميد حدثني أبو الوليد حدثنا همام حدثنا إسحاق بن عبد الله بن أبي طلحة قال كان بالمدينة قاص يقال له عبد الرحمن بن أبي عمرة قال فسمعته يقول سمعت أبا هريرة يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن عبدا أذنب ذنبا بمعنى حديث حماد بن سلمة وذكر ثلاث مرات أذنب ذنبا وفي الثالثة قد غفرت لعبدي فليعمل ما شاء.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک بندے نے گناہ کیا پھر روایت حسب سابق ہے اس میں تین بار گناہ کا ذکر ہے اور تیسری بار یہ فرمایا میں نے اپنے بندے کو بخش دیا وہ جو چاہے سو کرے۔

٦٩٧٢- حَدَّثَنَا محمد بن المثنى حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عمرو بن مرة قال سمعت أبا عبيدة يحدث عن أبي موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال إن الله عز وجل يبسط يده بالليل ليتوب مسيء النهار ويبسط يده بالنهار ليتوب مسيء الليل حتى تطلع الشمس من مغربها.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل رات کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ دن کا گناہ گار توبہ کرے اور دن کو اپنا ہاتھ پھیلاتا ہے تاکہ رات کا گناہ گار توبہ کرے یہاں تک کہ سورج مغرب سے نکلے اس کے بعد توبہ قبول نہ ہوگی۔

٦٩٧٣- وحَدَّثَنَاه محمد بن بشار حدثنا أبو داود حدثنا شعبة بهذا الإسناد نحوه.

ترجمہ وہی ہے اس حدیث کی ایک اور سند ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

ان احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص سو بار یا ہزار بار یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ گناہ کا ارتکاب کرے اور ہر بار توبہ کرے تو اس کی توبہ قبول ہو جائے گی اور اس کے گناہ ساقط ہو جائیں گے اور اگر تمام گناہوں کے بعد توبہ کرے تب بھی اس کی توبہ صحیح ہے۔ [1]

بَابُ ۹۸۹ غَيْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَتَحْرِيمِ الْفَوَاحِشِ!

اللہ تعالیٰ کی غیرت کا بیان اور بے حیائی کے کاموں کی ممانعت

۶۶۶۴ ـ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو اپنی تعریف پسند نہیں ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خود اپنی تعریف فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی شخص غیور نہیں ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فواحش (بے حیائی کے کاموں) کو حرام کر دیا۔

۶۶۶۵ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَلَا أَحَدَ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی غیور نہیں ہے، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ظاہر اور باطن کے تمام فواحش کو حرام کر دیا، اور اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی شخص اپنی تعریف پسند کرنے والا نہیں ہے۔

۶۶۶۶ ـ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ قُلْتُ لَهُ أَنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَرَفَعَهُ أَنَّهُ قَالَ لَا أَحَدَ أَغْيَرُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی غیور نہیں ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے تمام ظاہری اور باطنی فواحش کو حرام کر دیا، اور اللہ تعالیٰ سے زیادہ کسی کو تعریف پسند نہیں ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف فرمائی ہے۔

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۵۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

وَلَا أَحَدٌ أَحَبُّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ وَلِذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ

٦٨٦٧ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مَالِكِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْمَدْحُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ مَدَحَ نَفْسَهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ حَرَّمَ الْفَوَاحِشَ وَلَيْسَ أَحَدٌ أَحَبَّ إِلَيْهِ الْعُذْرُ مِنَ اللّٰهِ مِنْ أَجْلِ ذٰلِكَ أَنْزَلَ الْكِتَابَ وَأَرْسَلَ الرُّسُلَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل سے زیادہ کسی کو تعریف پسند نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف فرمائی ہے، اور اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی غیور نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فواحش کو حرام کردیا، اور اللہ عزوجل سے زیادہ کسی کو عذر قبول کرنا پسند نہیں ہے اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کتاب نازل کی اور رسولوں کو بھیجا۔

٦٨٦٨ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ حَجَّاجِ بْنِ أَبِي عُثْمَانَ قَالَ قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَغَارُ وَإِنَّ الْمُؤْمِنَ يَغَارُ وَغَيْرَةُ اللّٰهِ أَنْ يَأْتِيَ الْمُؤْمِنُ مَا حَرَّمَ عَلَيْهِ قَالَ يَحْيٰى وَحَدَّثَنِي أَبُو سَلَمَةَ أَنَّ عُرْوَةَ بْنَ الزُّبَيْرِ حَدَّثَهُ أَنَّ أَسْمَاءَ بِنْتَ أَبِي بَكْرٍ حَدَّثَتْهُ أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيْسَ شَيْءٌ أَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ بھی غیرت کرتا ہے اور مومن بھی غیرت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کی غیرت یہ ہے کہ مومن وہ کام کرے جس کو اللہ نے حرام کردیا ہے۔ ایک اور سند سے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی غیور نہیں ہے۔

٦٨٦٩ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ وَحَرْبُ بْنُ شَدَّادٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ رِوَايَةِ حَجَّاجٍ حَدِيثَ أَبِي هُرَيْرَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ أَسْمَاءَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حجاج کی مثل حدیث بیان کی۔

٦٨٧٠ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي بَكْرٍ الْمُقَدَّمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أَسْمَاءَ عَنْ

حضرت اسماء بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل سے زیادہ کوئی غیور نہیں ہے۔

النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا شَيْءَ أَغْيَرُ مِنَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

٦٨٠١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْمُؤْمِنُ يَغَارُ وَاللَّهُ أَشَدُّ غَيْرًا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن غیرت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ غیرت کرتا ہے۔

٦٨٠٢۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ الْعَلَاءَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

بَابُ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ

نیکیاں گناہوں کو مٹا دیتی ہیں

٦٨٠٣۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ كِلَاهُمَا عَنْ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كَامِلٍ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا التَّيْمِيُّ عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ قُبْلَةً فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ قَالَ فَنَزَلَتْ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ قَالَ فَقَالَ الرَّجُلُ أَلِيَ هَذِهِ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِمَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ أُمَّتِي.

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کا بوسہ لیا وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس واقعہ کا ذکر کیا تب یہ آیت نازل ہوئی (ترجمہ) "دن کے دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصہ میں نماز قائم رکھو بے شک نیکیاں برائیوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں" ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کیا یہ بشارت صرف اسی شخص کے لیے ہے آپ نے فرمایا میری امت میں سے جو بھی اس پر عمل کرے سب کے لیے ہے۔

٦٨٠٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنَا أَبُو عُثْمَانَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَنَّهُ أَصَابَ مِنِ امْرَأَةٍ إِمَّا قُبْلَةً أَوْ مَسًّا بِيَدٍ أَوْ شَيْئًا كَأَنَّهُ يَسْأَلُ عَنْ كَفَّارَتِهَا قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اس نے ذکر کیا کہ اس نے ایک عورت کا بوسہ لے لیا یا ہاتھ سے چھوا یا کچھ اور کیا ہے گویا وہ اس کے کفارے کے متعلق سوال کر رہا تھا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٦٨٠٥۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ قَالَ

اسی سند سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت کے ساتھ زنا کے سوا کوئی کام کیا تھا وہ حضرت

أَصَابَ رَجُلٌ مِنِ امْرَأَةٍ شَيْئًا دُونَ الْفَاحِشَةِ فَأَتَى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَى أَبَا بَكْرٍ فَعَظَّمَ عَلَيْهِ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يَزِيدَ وَالْمُعْتَمِرِ

۶۸۸۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ وَالْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي عَالَجْتُ امْرَأَةً فِي أَقْصَى الْمَدِينَةِ وَإِنِّي أَصَبْتُ مِنْهَا مَا دُونَ أَنْ أَمَسَّهَا فَأَنَا هَذَا فَاقْضِ فِيَّ مَا شِئْتَ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ لَقَدْ سَتَرَكَ اللّٰهُ لَوْ سَتَرْتَ نَفْسَكَ قَالَ فَلَمْ يَرُدَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا فَقَامَ الرَّجُلُ فَانْطَلَقَ فَأَتْبَعَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا دَعَاهُ وَتَلَا عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ ﴿أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِنَ اللَّيْلِ إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ ذَلِكَ ذِكْرَى لِلذَّاكِرِينَ﴾ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ هَذَا لَهُ خَاصَّةً قَالَ بَلْ لِلنَّاسِ كَافَّةً.

۶۸۸۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يُحَدِّثُ عَنْ خَالِهِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الْأَحْوَصِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَقَالَ مُعَاذٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ هَذَا لِهَذَا خَاصَّةً أَوْ لَنَا عَامَّةً قَالَ بَلْ لَكُمْ عَامَّةً.

۶۸۸۸۔ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا

حضرت عمر بن خطاب کے پاس گیا انہوں نے اس کو بہت بڑا گناہ قرار دیا، پھر وہ حضرت ابوبکر کے پاس گیا انہوں نے بھی اس کو بہت سخت گناہ قرار دیا، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے مدینہ کے آخری کنارے میں ایک عورت کو پکڑ لیا اور زنا کے علاوہ اس سے ہر قسم کا مزہ اٹھایا، اب میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوں آپ میرے متعلق جو چاہیں فیصلہ فرمائیں، حضرت عمر نے اس شخص سے کہا اللہ تعالیٰ نے تمہارا پردہ رکھا تھا کاش تم بھی اپنا پردہ رکھتے، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کوئی جواب نہیں دیا، وہ شخص اٹھ کر چلا گیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی بھیج کر اس کو بلوایا اور اس کے سامنے یہ آیت تلاوت کی: دن کے دونوں حصوں اور رات کے کچھ حصوں میں نماز قائم رکھو، بے شک نیکیاں گناہوں کو دور کر دیتی ہیں، یہ ان لوگوں کے لیے نصیحت ہے جو نصیحت قبول کرنے والے ہیں، حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا یا نبی اللہ! کیا یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، سب لوگوں کے لیے ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس روایت کو ذکر کیا، اس حدیث میں ہے کہ حضرت معاذ نے کہا یا رسول اللہ! کیا یہ حکم اسی کے ساتھ خاص ہے یا ہم سب کے لیے عام ہے؟ آپ نے فرمایا: تم سب کے لیے عام ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص

عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَصَلَّى مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا قَضَى الصَّلٰوةَ قَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْ فِيَّ كِتَابَ اللّٰهِ قَالَ هَلْ حَضَرْتَ الصَّلٰوةَ مَعَنَا قَالَ نَعَمْ قَالَ قَدْ غُفِرَ لَكَ

اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے آکر کہا یا رسول اللہ! مجھ سے ایک ایسا جرم ہو گیا جس پر حد ہے آپ مجھ پر حد جاری کریں، اتنے میں نماز تیار ہو گئی، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، جب اس نے نماز پڑھ لی تو اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک حد لگنے والا کام کیا ہے آپ کتاب اللہ کے مطابق حد قائم کیجیے، آپ نے فرمایا کیا تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی ہے! اس نے کہا جی! آپ نے فرمایا تمہاری مغفرت کر دی گئی۔

٦١٠٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنَا شَدَّادٌ حَدَّثَنَا أَبُو أُمَامَةَ قَالَ بَيْنَمَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَنَحْنُ قُعُودٌ مَعَهُ إِذْ جَاءَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَعَادَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ فَسَكَتَ عَنْهُ وَأُقِيمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَمَّا انْصَرَفَ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَاتَّبَعَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ انْصَرَفَ وَاتَّبَعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْظُرُ مَا يَرُدُّ عَلَى الرَّجُلِ فَلَحِقَ الرَّجُلُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنِّي أَصَبْتُ حَدًّا فَأَقِمْهُ عَلَيَّ قَالَ أَبُو أُمَامَةَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرَأَيْتَ حِينَ خَرَجْتَ مِنْ بَيْتِكَ أَلَيْسَ قَدْ تَوَضَّأْتَ فَأَحْسَنْتَ الْوُضُوءَ قَالَ بَلَى يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ ثُمَّ شَهِدْتَ الصَّلٰوةَ مَعَنَا فَقَالَ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے، اور ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے یکایک ایک شخص آیا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک حد والا کام کیا ہے آپ مجھ پر حد قائم کیجیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے، اس نے دوبارہ کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک حد والا کام کیا ہے آپ مجھ پر حد قائم کیجیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش رہے اور جماعت کھڑی ہو گئی، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، ابو امامہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو وہ شخص آپ کے پیچھے گیا اور میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے گیا تاکہ دیکھوں آپ اس شخص کو کیا جواب دیتے ہیں، وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے ایک حد والا کام کیا ہے آپ مجھ پر حد قائم کیجیے، حضرت ابو امامہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا یہ بتاؤ کہ جب تم گھر سے چلے تھے کیا تم نے اچھی طرح وضو نہیں کیا تھا! اس نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا پھر تم نے ہمارے ساتھ نماز پڑھی؟ اس نے کہا ہاں! یا رسول اللہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

صلى الله عليه وسلم فقال: إن الله قد غفر لك حدك أو قال ذنبك

نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تمہاری حد کو معاف کر دیا، یا فرمایا: تمہارے گناہ کو معاف کر دیا۔

گناہوں کو دور کرنے والی "حسنات" کی تشریح

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث میں مذکور ہے کہ حسنات [illegible] گناہوں کو [illegible] حسنات کی تفسیر میں اختلاف ہے [illegible] کہتے ہیں کہ [illegible] امام ابن جریر [illegible] نے اسی کو اختیار کیا ہے، مجاہد نے کہا اس سے [illegible] [illegible] حدیث [illegible] ہوگیا [illegible] کا معنی نووی کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہاں حد سے [illegible] وہ [illegible] موجب [illegible] صغیرہ ہے کیونکہ [illegible] حد کا موجب ہوتا [illegible] تو نماز سے ساقط نہ ہوتا، کیونکہ [illegible] کا تقاضا ہے کہ جو گناہ حد کو واجب [illegible] وہ [illegible] ساقط نہیں ہوتیں [illegible] نے بعض علماء سے یہ نقل کیا ہے کہ یہاں حد سے [illegible] اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کیونکہ [illegible] اور [illegible] رکھنے کو [illegible] ہونے کی [illegible] کیونکہ [illegible] شخص [illegible] اقرار [illegible] کرے تو مستحب [illegible] نہیں کی جو [illegible] پہلی تفسیر ہے۔[1]

گناہ صغیرہ اور کبیرہ کی تعریف

علامہ شامی نے لکھا ہے کہ مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ صغیرہ ہے۔[2] اس عبارت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ فرض کا ترک اور حرام کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے اور واجب کا ترک اور مکروہ تحریمی کا ارتکاب گناہ صغیرہ ہے [illegible] کبیرہ ہے [illegible] مستقل [illegible] تحقیق ہم نے شرح صحیح مسلم جلد [illegible] میں بیان کی ہے۔

باب ۹۹۱ قُبُوْلِ تَوْبَةِ الْقَاتِلِ وَإِنْ كَثُرَ قَتْلُهُ

قاتل کی توبہ کا قبول ہونا خواہ اس نے زیادہ قتل کیے ہوں

۶۸۸۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي الصِّدِّيقِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [illegible] شخص نے ننانوے قتل کیے پھر اس نے زمین والوں سے پوچھا کہ سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اسے ایک بڑا راہب (عیسائی [illegible])

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۵۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج [illegible] ص [illegible]، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

وسلم قال كان فيمن كان قبلكم رجل قتل تسعة وتسعين نفسا فسأل عن أعلم أهل الأرض فدل على راهب فأتاه فقال إنه قتل تسعة وتسعين نفسا فهل له من توبة فقال لا فقتله فكمل به مائة ثم سأل عن أعلم أهل الأرض فدل على رجل عالم فقال إنه قتل مائة نفس فهل له من توبة فقال نعم ومن يحول بينه وبين التوبة انطلق إلى أرض كذا وكذا فإن بها أناسا يعبدون الله فاعبد الله معهم ولا ترجع إلى أرضك فإنها أرض سوء فانطلق حتى إذا نصف الطريق أتاه الموت فاختصمت فيه ملائكة الرحمة وملائكة العذاب فقالت ملائكة الرحمة جاء تائبا مقبلا بقلبه إلى الله وقالت ملائكة العذاب إنه لم يعمل خيرا قط فأتاهم ملك في صورة آدمي فجعلوه بينهم فقال قيسوا ما بين الأرضين فإلى أيتهما كان أدنى فهو له فقاسوه فوجدوه أدنى إلى الأرض التي أراد فقبضته ملائكة الرحمة قال قتادة فقال الحسن ذكر لنا أنه لما أتاه الموت نأى بصدره.

تارک الدنیا عابد کا پتا بتایا گیا وہ شخص اس راہب کے پاس گیا اور یہ کہا کہ اس نے ننانوے قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے کہا نہیں، اس شخص نے اس راہب کو بھی قتل کر کے پورے سو قتل کر دیے پھر اس نے سوال کیا کہ روئے زمین پر سب سے بڑا عالم کون ہے؟ تو اس کو ایک عالم کا پتا دیا گیا، اس شخص نے کہا کہ اس نے سو قتل کیے ہیں کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ عالم نے کہا: ہاں، توبہ کی قبولیت میں کیا چیز حائل ہو سکتی ہے جاؤ فلاں فلاں جگہ پر جاؤ، وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں، تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی زمین کی طرف واپس نہ جاؤ کیونکہ وہ بری جگہ ہے، وہ شخص روانہ ہوا، جب وہ آدھے راستہ پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا، اور اس کے متعلق رحمت اور عذاب کے فرشتوں میں اختلاف ہوگیا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ شخص توبہ کرتا ہوا اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوا آیا تھا اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے بالکل کوئی نیک عمل نہیں کیا، پھر ان کے پاس آدمی کی صورت میں ایک فرشتہ آیا، انہوں نے اس کو اپنے درمیان حکم بنایا، اس نے کہا دونوں زمینوں کی پیمائش کرو وہ جس زمین کے زیادہ قریب ہوگا یہ اسی کا حکم ہوگا جب انہوں نے پیمائش کی تو وہ اس زمین کے زیادہ قریب تھا جہاں اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا، رحمت کے فرشتوں نے اس پر قبضہ کر لیا، حسن نے بیان کیا ہے کہ جب اس پر موت آئی تو اس نے اپنا سینہ پہلی جگہ سے دور کر لیا تھا۔

۶۸۸۱ - حدثني عبيد الله بن معاذ العنبري حدثنا أبي حدثنا شعبة عن قتادة أنه سمع أبا الصديق الناجي عن أبي سعيد الخدري عن النبي صلى الله عليه وسلم أن رجلا قتل تسعة

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک شخص نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا، پھر وہ یہ پوچھتا پھرتا تھا کہ کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے ایک راہب کے پاس جا کر یہ سوال

وَتِسْعِينَ نَفْسًا فَجَعَلَ يَسْأَلُ هَلْ لَهُ مِنْ تَوْبَةٍ فَأَتَى رَاهِبًا فَسَأَلَهُ فَقَالَ لَيْسَتْ لَكَ تَوْبَةٌ فَقَتَلَ الرَّاهِبَ ثُمَّ جَعَلَ يَسْأَلُ ثُمَّ خَرَجَ مِنْ قَرْيَةٍ إِلَى قَرْيَةٍ فِيهَا قَوْمٌ صَالِحُونَ فَلَمَّا كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ أَدْرَكَهُ الْمَوْتُ فَنَأَى بِصَدْرِهِ ثُمَّ مَاتَ فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَكَانَ إِلَى الْقَرْيَةِ الصَّالِحَةِ أَقْرَبَ مِنْهَا بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ أَهْلِهَا

کہ کیا اس کی توبہ ہے؟ راہب نے کہا تمہاری توبہ نہیں ہو سکتی، اس نے راہب کو بھی قتل کر دیا، اس نے پھر سوال کرنا شروع کیا اور وہ اس بستی سے نکل کر دوسری بستی کی طرف جانے لگا جس میں کچھ نیک لوگ رہتے تھے، جب اس نے راستہ کا کچھ حصہ طے کر لیا تھا تو اس کو موت نے آ لیا، اس نے اپنا سینہ کچھ دور کر دیا پھر مر گیا، تو رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہوئی، وہ ایک بالشت کے برابر نیک آدمیوں کی بستی کے قریب تھا سو اس کو اس بستی والوں سے ملحق کر دیا گیا۔

٦٨٨٢ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ بِهَذَا الْحَدِيثِ ... نَحْوَ حَدِيثِ مُعَاذِ بْنِ مُعَاذٍ وَزَادَ فِيهِ فَأَوْحَى اللَّهُ إِلَى هَذِهِ أَنْ تَبَاعَدِي وَإِلَى هَذِهِ أَنْ تَقَرَّبِي

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں ہے: اللہ تعالیٰ نے اس زمین سے کہا تو دور ہو جا اور اس زمین سے کہا تو قریب ہو جا۔

قاتل کی توبہ کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ عمداً قتل کرنے والے کی توبہ مقبول ہے، اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے سوا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے، اور سلف صالحین سے جو اس مسئلہ میں اختلاف منقول ہے اس کا محمل یہ ہے کہ وہ زجر اور تغلیظ کے لیے تھا، وہ قاتل کی توبہ کے باطل ہونے کے معتقد نہیں تھے، اور یہ حدیث اس مسئلہ میں واضح ہے اگرچہ یہ ہم سے پہلے کی شریعت ہے، لیکن جب شریعت سابقہ کے خلاف ہماری شریعت میں کوئی حکم نہ ہو تو وہ حجت ہوتی ہے اور اس مسئلہ میں تو ہماری شریعت میں بھی یہی حکم ہے، قرآن مجید میں ہے:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُونَ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ يَلْقَ أَثَامًا يُضَاعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَخْلُدْ فِيهِ مُهَانًا إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَأُولَئِكَ يُبَدِّلُ اللَّهُ سَيِّئَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِيمًا

(الفرقان: ٦٨-٧٠)

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی پرستش نہیں کرتے اور اس جان کو قتل نہیں کرتے جس کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ نے حرام کر دیا ہے، اور زنا نہیں کرتے اور جو ایسا کرے گا سزا بھگتے گا، قیامت کے دن اس کو دگنا عذاب دیا جائے گا، اور وہ اس عذاب میں ہمیشہ خوار ہو گا، لیکن جو شخص توبہ کرے ایمان لے آئے اور نیک کام کرے تو اللہ تعالیٰ ان لوگوں کی برائیوں کو بھی نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا، بہت رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں یہ تصریح ہے کہ قتل کرنے کے بعد بھی توبہ مقبول اور مشروع ہے۔

جو لوگ قتل کے بعد توبہ کے قائل نہیں ہیں، ان کا استدلال اس آیت سے ہے:

ومن یقتل مؤمنا متعمدا فجزاءه جهنم خالدا فیها وغضب الله علیه ولعنه واعد له عذابا عظیما۔ (النساء: ۹۳)

اور جو شخص کسی مسلمان کو عمداً قتل کرے تو اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس پر غضب ناک ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دور کر دے گا اور اس کے لیے بہت بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے

اس آیت کے متعدد جوابات ہیں:

۱۔ یہ آیت عام مخصوص منہ البعض ہے اور مراد یہ ہے کہ اگر کوئی کافر مسلمان کو قتل کرے تو اس کی یہ سزا ہے۔

۲۔ یہ آیت اپنے عموم پر ہے اور مراد یہ ہے کہ جو شخص مسلمان کے قتل کو جائز اور حلال سمجھ کر قتل کرے تو اس کی یہ سزا ہے، اور ظاہر ہے کہ حرام قطعی کو حلال سمجھنا کفر ہے۔

۳۔ جب مشتق پر حکم لگایا جائے تو اس کا مبدأ اشتقاق اس حکم کی علت ہوتا ہے، اس آیت میں مومن پر قتل کا حکم لگایا گیا ہے اور اس حکم یعنی قتل کی علت ایمان ہوگی یعنی جو شخص کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے اس کی یہ سزا ہے اور جو شخص کسی مومن کو اس کے ایمان کی وجہ سے قتل کرے گا وہ کافر ہو جائے گا۔

۴۔ اس آیت میں یہ بتایا ہے کہ مومن کو قتل کرنے والا اس سزا کا مستحق ہے یہ نہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس کو یہ سزا دے گا۔

۵۔ یہ آیت استمرار تخویف پر محمول ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے ڈرانے کے سبب یہ فرمایا ہے۔

۶۔ یہ آیت عدم عفو کے ساتھ مقید ہے، یعنی اگر اللہ تعالیٰ معاف نہ فرمائے تو یہ سزا دے گا۔

۷۔ یہ آیت ایک خاص شخص کے متعلق ہے اور عام نہیں ہے۔

۸۔ اس آیت میں خلود سے مراد مکث طویل ہے یعنی قاتل بہت مدت تک جہنم میں رہے گا۔

تائب کے لیے بری جگہ اور برے لوگوں کو چھوڑ دینے کا استحباب

اس حدیث میں ہے عالم نے کہا تم فلاں فلاں علاقے میں جاؤ وہاں لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں تم ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو، اور اپنی زمین کی طرف لوٹ کر نہ جانا کیونکہ وہ بری زمین ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ توبہ کرنے والے کے لیے مستحب یہ ہے کہ جس زمین میں اس نے گناہ کیے ہوں اس کو چھوڑ دے اور جو لوگ اس کو گناہ کی دعوت دینے والے ہوں اور گناہ میں اس کی معاونت کرتے ہوں ان سے قطع تعلق کرے تاوقتیکہ وہ لوگ تائب نہ ہو جائیں۔ اور یہ کہ علماء، صلحاء، عبادت گزاروں اور اہل تقویٰ کی صحبت اور مجلس کو اختیار کرے تاکہ ان کی نصیحت اور مجلس سے فائدہ حاصل کرے۔[1]

اولیاء کرام کی وجاہت

اس حدیث سے اولیاء کرام کی اللہ کے ہاں وجاہت اور قدر و منزلت معلوم ہوئی کہ اگر کوئی گناہ گار ان کے پاس جا کر توبہ کرنے کا صرف ارادہ کرے ابھی وہاں پہنچا نہ ہو اور توبہ نہ کی ہو

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۳۵۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

تب بھی بخش دیا جاتا ہے [illegible] کے پاس حاضرین کے ہاتھ پر بیعت ہوں تو یہ بھی [illegible] کے درجات پر عمل کریں ان کے مرتبہ [illegible] ہوگا اور یہ تو بھی [illegible] کی جماعت سے [illegible] اور خصوصا خوف عظیم رہی اللہ عزوجل کی [illegible] اور جماعت کا [illegible] ہوگا اور جو مسلمان [illegible] ہے [illegible] حصول مغفرت اور وسعت رحمت کی بھی توقع اور امید ہوگی۔

لیلۃ القدر کا بڑا مرتبہ ہے ایک رات میں عبادت کی جائے تو ہزار راتوں کی عبادت کا درجہ [illegible] عبادت سے زیادہ ہے۔ لیکن اگر کوئی [illegible] رات کو [illegible] عبادت کرے تو اسے کوئی [illegible] ملے گا [illegible] اس [illegible] عبادت [illegible] کی نیت کر [illegible] بخش دیا جاتا ہے [illegible] کوئی شخص [illegible] اجر و ثواب ملے گا [illegible] نہیں ملے گا [illegible] ہیں [illegible] بخش دیا جاتا ہے لیکن جو شخص [illegible] کی نیت کرے بخش دیا جاتا ہے۔

بَابُ ۹۹۲ فِي سَعَةِ رَحْمَةِ اللهِ تَعَالَى لِلْمُؤْمِنِينَ وَفِدَاءِ كُلِّ مُسْلِمٍ بِكَافِرٍ مِنَ النَّارِ

مومنوں پر اللہ کی رحمت کی وسعت اور دوزخ سے نجات کے لیے ہر مسلمان کے عوض کافر کا فدیہ دیا جانا

٦٨٨٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسَى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ دَفَعَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَى كُلِّ مُسْلِمٍ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا فَيَقُولُ هَذَا فِكَاكُكَ مِنَ النَّارِ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایک یہودی یا عیسائی دے گا اور فرمائے گا: یہ جہنم سے تمہارا چھٹکارا ہے۔

٦٨٨٤ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ أَنَّ عَوْنًا وَسَعِيدَ بْنَ أَبِي بُرْدَةَ حَدَّثَاهُ أَنَّهُمَا شَهِدَا أَبَا بُرْدَةَ يُحَدِّثُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يَمُوتُ رَجُلٌ مُسْلِمٌ إِلَّا أَدْخَلَ اللهُ مَكَانَهُ النَّارَ يَهُودِيًّا أَوْ نَصْرَانِيًّا قَالَ فَاسْتَحْلَفَهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ بِاللهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَحَلَفَ

حضرت ابو بردہ نے اپنے والد سے روایت کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بھی فوت ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ایک یہودی یا عیسائی کو دوزخ میں داخل کرتا ہے۔ عمر بن عبد العزیز نے حضرت ابو بردہ کو تین بار اس ذات کی قسم دی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے، انہوں نے قسم کھائی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ سعید نے مجھ سے قسم کا ذکر نہیں کیا اور نہ عون نے اس پر کوئی اعتراض کیا

لہ قال فلم یحلفنی سعید انہ استحلفہ، ولم ینکر علی عون قولہ۔

۶۸۸۵۔ حدثنا اسحق بن ابراھیم ومحمد بن المثنی جمیعا عن عبد الصمد بن عبد الوارث اخبرنا ھمام حدثنا قتادۃ بھذا الاسناد نحو حدیث عفان وقال عون بن عتبۃ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۸۸۶۔ حدثنی محمد بن عمرو بن عباد بن جبلۃ بن ابی رواد حدثنا حرمی بن عمارۃ حدثنا شداد ابو طلحۃ الراسبی عن غیلان بن جریر عن ابی بردۃ عن ابیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یجیء یوم القیامۃ ناس من المسلمین بذنوب امثال الجبال فیغفرھا اللہ لھم ویضعھا علی الیھود والنصاری فیما احسب انا قال ابو روح لا ادری ممن الشک قال ابو بردۃ فحدثت بہ عمر بن عبد العزیز فقال ابوک حدثک ھذا عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلت نعم

حضرت ابو بردہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کچھ مسلمان پہاڑ جتنے گناہ لے کر آئیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے وہ گناہ بخش دے گا اور وہ گناہ یہود اور نصاریٰ پر ڈال دے گا جہاں تک مجھے گمان ہے، ابو روح نے کہا مجھے معلوم نہیں کہ یہ شک کس کو تھا۔ حضرت ابو بردہ نے کہا میں نے یہ حدیث عمر بن عبد العزیز کو بیان کی، انہوں نے کہا تمہارے والد نے یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی تھی؟ میں نے کہا ہاں۔

۶۸۸۷۔ حدثنا زھیر بن حرب حدثنا اسمٰعیل بن ابراھیم عن ھشام الدستوائی عن قتادۃ عن صفوان بن محرز قال قال رجل لابن عمر کیف سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی النجوی قال سمعتہ یقول یدنی المؤمن یوم القیامۃ من ربہ عز وجل حتی یضع علیہ کنفہ فیقررہ بذنوبہ فیقول ھل تعرف فیقول ای رب اعرف قال فانی قد سترتھا علیک فی الدنیا وانی اغفرھا لک الیوم فیعطی صحیفۃ حسناتہ واما الکفار والمنافقون فینادی بھم علی رءوس الخلائق ھؤلاء الذین کذبوا علی اللہ۔

صفوان بن محرز بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر سے پوچھا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے "نجویٰ" (سرگوشی) کے متعلق کس طرح سنا؟ انہوں نے کہا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک مومن اپنے رب عزوجل کے قریب ہوگا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے پوری طرح چھپا لے گا پھر اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کرائے گا، اور فرمائے گا کیا تو اس گناہ کو پہچانتا ہے؟ وہ کہے گا ہاں میرے رب میں پہچانتا ہوں، اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے گناہ کو چھپایا تھا اور میں آج تیرے گناہ کو معاف کر دیتا ہوں۔ پھر اس کو اس کی نیکیوں کا اعمال نامہ دے دیا جائے گا، اور کفار اور

منافقوں کو لوگوں کے سامنے علی الاعلان ذلیل کیا جائے گا، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی تھی۔

کافروں کے فدیہ ہونے کی وضاحت

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:
اس حدیث کی تشریح کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ہر شخص کی ایک منزل جنت میں ہے اور ایک منزل دوزخ میں ہے پس مومن جنت میں داخل ہوگا اور کافر دوزخ میں مومن کی منزل میں اپنے کفر کی وجہ سے داخل ہوگا، اور جب کفار اپنے کفر کی وجہ سے جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو ان کا یہ دخول بہ منزلہ فدیہ ہوگا۔

حدیث نمبر ۶۸۸۰ میں ہے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے گناہ یہود اور نصاریٰ پر ڈال دے گا، یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے گناہ معاف کر دے گا اور یہود اور نصاریٰ نے چونکہ وہی گناہ کیے ہوں گے ان کو عذاب دے گا کیونکہ قرآن مجید میں ہے: کوئی شخص کسی کے گناہ کا بوجھ نہیں اٹھائے گا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو کفار ان گناہوں کے کرنے کا سبب بنے ہوں ان پر مسلمانوں کے گناہ ڈال دیئے جائیں گے اور مسلمانوں کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے معاف کر دے گا۔

حدیث نمبر ۶۸۸۲ میں ہے کہ عمر بن عبدالعزیز نے حضرت ابوبردہ کو تین بار قسم دے کر پوچھا کہ کیا ان کے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی تھی، ان کا قسم دے کر پوچھنا کسی بدگمانی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ زیادہ تاکید کے حصول کے لیے تھا کیونکہ اس حدیث میں مسلمانوں کے لیے عظیم بشارت دی گئی ہے اس سے ان کو بہت طمانیت اور مسرت حاصل ہوئی تھی کیونکہ حضرت ابوبردہ کو اگر اس حدیث میں کوئی شک ہوتا یا نسیان اور خطا کا خدشہ ہوتا تو وہ اس پر قسم نہ کھاتے، اور جب انہوں نے قسم کھائی تو اس قسم سے تمام خوشی حاصل ہوئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز اور امام شافعی سے منقول ہے کہ یہ حدیث مسلمانوں کے لیے بہت بڑی بشارت ہے کیونکہ اس حدیث میں تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو جنت میں داخل کرے گا اور اس کے بدلہ میں ایک یہودی یا نصرانی کو جہنم میں داخل کر دے گا۔[1]

باب ۹۹۳ حَدِيثِ تَوْبَةِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَصَاحِبَيْهِ

حضرت کعب بن مالک اور ان کے ساتھیوں کی توبہ کا بیان

۶۸۸۳ حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ مَوْلَى بَنِي أُمَيَّةَ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ ثُمَّ غَزَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَزْوَةَ تَبُوكَ

ابن شہاب بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں گئے اور آپ کا ارادہ روم اور شام کے عیسائی عرب کے خلاف جہاد کرنے کا تھا، ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے عبداللہ بن کعب بن مالک نے حدیث

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

وَهُوَ يُرِيدُ الرُّومَ وَنَصَارَى الْعَرَبِ بِالشَّامِ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَأَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبٍ كَانَ قَائِدَ كَعْبٍ مِنْ بَنِيهِ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ قَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ لَمْ أَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ إِلَّا فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ غَيْرَ أَنِّي قَدْ تَخَلَّفْتُ فِي غَزْوَةِ بَدْرٍ وَلَمْ يُعَاتِبْ أَحَدًا تَخَلَّفَ عَنْهُ إِنَّمَا خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُونَ يُرِيدُونَ عِيرَ قُرَيْشٍ حَتَّى جَمَعَ اللَّهُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلَى غَيْرِ مِيعَادٍ وَلَقَدْ شَهِدْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِينَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْإِسْلَامِ وَمَا أُحِبُّ أَنَّ لِي بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ وَإِنْ كَانَتْ بَدْرٌ أَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا وَكَانَ مِنْ خَبَرِي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ أَنِّي لَمْ أَكُنْ قَطُّ أَقْوَى وَلَا أَيْسَرَ مِنِّي حِينَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَاللَّهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتَّى جَمَعْتُهُمَا فِي تِلْكَ الْغَزْوَةِ فَغَزَاهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرٍّ شَدِيدٍ وَاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيدًا وَمَفَازًا وَاسْتَقْبَلَ عَدُوًّا كَثِيرًا فَجَلَا لِلْمُسْلِمِينَ أَمْرَهُمْ لِيَتَأَهَّبُوا أُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَأَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِي يُرِيدُ وَالْمُسْلِمُونَ مَعَ رَسُولِ

کعب کے نابینا ہو جانے کے بعد عبداللہ ان کی رہنمائی کرتے تھے، حضرت کعب بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غزوہ تبوک میں پیچھے رہ جانے کا واقعہ بیان کیا۔ کعب بن مالک نے کہا میں غزوہ تبوک کے سوا کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہا، البتہ میں غزوہ بدر میں بھی پیچھے رہ گیا تھا اور غزوہ بدر میں پیچھے رہ جانے والوں میں سے کسی پر بھی آپ نے عتاب نہیں کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قریش کے قافلہ کو روکنے کے ارادے سے روانہ ہوئے تھے، حتی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اور ان کے دشمنوں کے درمیان یکایک مقابلہ کرا دیا اور جب ہم نے اسلام کا عہد کیا تھا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عقبہ کی شب میں بھی حاضر ہوا تھا، ہرچند کہ مسلمانوں میں شہرت بدر کی زیادہ ہے لیکن میں شب عقبہ کی حاضری کے بدلے میں اور کوئی فضیلت پسند نہیں کرتا، میرا واقعہ یہ ہے کہ جب میں غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گیا تھا، اس وقت میں جس قدر قوی اور خوشحال تھا اس سے پہلے کبھی اس قدر قوی اور خوشحال نہیں تھا، اس غزوہ کے وقت سے میرے پاس دو اونٹنیاں تھیں اس سے پہلے کبھی کسی جہاد کے وقت میرے پاس نہیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سخت گرمی میں اس جہاد کے لیے روانہ ہوئے، آپ دور دراز سفر کے لیے جنگل اور کثیر دشمنوں سے مقابلہ کے لیے روانہ ہوئے، آپ نے مسلمانوں پر پورا معاملہ واضح کر دیا تھا تاکہ وہ دشمن سے جہاد کے لیے پوری تیاری کر لیں، آپ نے مسلمانوں کو اپنے ارادہ سے آگاہ کر دیا تھا، اس وقت مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور کسی رجسٹر میں مسلمانوں کی تعداد درج نہیں تھی، حضرت کعب نے کہا بہت کم کوئی ایسا شخص ہوگا جو اس غزوہ سے غائب ہونے کا ارادہ کرے اور یہ

صلى الله عليه وسلم كثير ولا يجمعهم كتاب
حافظ يريد بذلك الديوان قال
كعب فقل رجل يريد أن يتغيب يظن
أن ذلك سيخفى له ما لم ينزل فيه وحى
من الله عز وجل وغزا رسول الله صلى الله
عليه وسلم تلك الغزوة حين طابت الثمار
والظلال فأنا إليها أصعر فتجهز رسول
الله صلى الله عليه وسلم والمسلمون معه
وطفقت أغدو لكى أتجهز معهم فأرجع
ولم أقض شيئا وأقول فى نفسى أنا قادر
على ذلك إذا أردت فلم يزل ذلك يتمادى بى
حتى استمر بالناس الجد فأصبح رسول
الله صلى الله عليه وسلم غاديا والمسلمون
معه ولم أقض من جهازى شيئا ثم غدوت
فرجعت ولم أقض شيئا فلم يزل ذلك
يتمادى بى حتى أسرعوا وتفارط الغزو
فهممت أن أرتحل فأدركهم فيا ليتنى
فعلت ثم لم يقدر ذلك لى فطفقت إذا
خرجت فى الناس بعد خروج رسول الله
صلى الله عليه وسلم يحزننى أنى لا أرى
لى أسوة إلا رجلا مغموصا عليه فى النفاق
أو رجلا ممن عذر الله من الضعفاء ولم
يذكرنى رسول الله صلى الله عليه وسلم
حتى بلغ تبوكا فقال وهو جالس فى القوم
بتبوك ما فعل كعب بن مالك قال رجل
من بنى سلمة يا رسول الله حبسه برداه
والنظر فى عطفيه فقال له معاذ بن جبل
بئس ما قلت والله يا رسول الله ما علمنا
عليه إلا خيرا فسكت رسول الله صلى الله عليه

کا گمان ہوتا کہ جب تک اللہ کی وحی نازل نہ ہونے کے سبب
ان کا معاملہ مخفی رہے گا جب درختوں کے پھل پک گئے
تھے اور ان کے سائے گھنے ہو گئے تھے اس وقت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہاد کا ارادہ کیا میں اس
وقت میووں اور درختوں میں مشغول تھا رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم اور مسلمان جہاد کی تیاری کر رہے تھے اور میں صبح
جہاد کی تیاری کا سوچتا اور واپس آ جاتا کچھ نہ کرتا اور دل میں
کہتا اور سوچتا کہ جس وقت چاہوں گا ارادہ کروں گا
سکوں گا اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ مسلمانوں نے سامان سفر
باندھ لیا اور ایک صبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
روانہ ہو گئے اور میں نے کچھ بھی تیاری نہ کی تھی
پھر صبح کو گیا اور لوٹ آیا اور میں کوئی تیاری نہ کر
سکا میں یونہی ٹالتا رہا یہاں تک کہ مجاہدین آگے
نکل گئے اور جنگ فوت ہو گئی اور میں نے ارادہ کیا
کہ روانہ ہو کر ان کے ساتھ جا ملوں گا، کاش میں ایسا کرتا
لیکن یہ میری تقدیر میں نہ تھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے تشریف لے جانے کے بعد مجھے بڑا
افسوس ہوتا کہ میں جن لوگوں کے درمیان چلتا تھا یہ
وہی لوگ تھے جو نفاق سے متہم تھے یا ضعیف
لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے معذور رکھا تھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک پہنچنے سے پہلے
میرا ذکر نہیں کیا جس وقت تبوک میں صحابہ کے ساتھ بیٹھے
ہوئے تھے آپ نے فرمایا کعب بن مالک کو کیا ہوا
بنو سلمہ کے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ اس کو روک رکھا
اس کی چادروں نے دیکھنے سے روک رکھا حضرت معاذ
بن جبل نے کہا تم نے بری بات کہی اللہ کی قسم
اللہ اعلم اس کے متعلق خیر کے سوا ہم کچھ نہیں جانتے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اسی بات پر
تھی کہ آپ نے ایک سفید پوش شخص کو دیکھا سامنے آتے

وَسَلَّمَ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلَى ذٰلِكَ رَأَى رَجُلًا مُبَيِّضًا
يَزُولُ بِهِ السَّرَابُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُنْ أَبَا خَيْثَمَةَ فَإِذَا هُوَ أَبُو خَيْثَمَةَ
الْأَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِي تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ
حِينَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُونَ فَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ
فَلَمَّا بَلَغَنِي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِنْ تَبُوكَ حَضَرَنِي بَثِّي
فَطَفِقْتُ أَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَأَقُولُ بِمَ
أَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ غَدًا وَأَسْتَعِينُ عَلَى
ذٰلِكَ كُلَّ ذِي رَأْيٍ مِنْ أَهْلِي فَلَمَّا قِيلَ لِي
إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ
أَظَلَّ قَادِمًا زَاحَ عَنِّي الْبَاطِلُ حَتَّى عَرَفْتُ
أَنِّي لَنْ أَنْجُوَ مِنْهُ بِشَيْءٍ أَبَدًا فَأَجْمَعْتُ
صِدْقَهُ وَصَبَّحَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قَادِمًا وَكَانَ إِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ
بَدَأَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ
لِلنَّاسِ فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُونَ
فَطَفِقُوا يَعْتَذِرُونَ إِلَيْهِ وَيَحْلِفُونَ لَهُ وَ
كَانُوا بِضْعَةً وَثَمَانِينَ رَجُلًا فَقَبِلَ مِنْهُمْ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَانِيَتَهُمْ
وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ
إِلَى اللّٰهِ حَتَّى جِئْتُ فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ
الْمُغْضَبِ ثُمَّ قَالَ تَعَالَ فَجِئْتُ أَمْشِي حَتَّى
جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لِي مَا خَلَّفَكَ
أَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ إِنِّي وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ أَهْلِ
الدُّنْيَا لَرَأَيْتُ أَنِّي سَأَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهِ بِعُذْرٍ
وَلَقَدْ أُعْطِيتُ جَدَلًا وَلٰكِنِّي وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ
لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيثَ كَذِبٍ تَرْضَى

ہوتے دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تو ابو خیثمہ ہو جا"، تو وہ ابو خیثمہ انصاری ہو گیا، یہ وہی شخص تھے جنہوں نے ایک صاع (کھجوریں) صدقہ کی تھیں تو منافقین نے انہیں طعنہ دیا تھا، حضرت کعب بن مالک بیان کرتے ہیں کہ جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک سے واپس آ رہے ہیں تو میری پریشانی پھر تازہ ہو گئی، اب جھوٹی باتیں بنانے کے لیے سوچنے لگا اور یہ سوچنے لگا کہ میں کل حضور کی ناراضگی سے کیسے بچوں گا، اور اپنے گھر کے ہر صاحب رائے سے اس سلسلہ میں مشورہ کرنے لگا، پھر جب مجھے یہ بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عنقریب تشریف لا رہے ہیں تو میرے ذہن سے وہ سب جھوٹ نکل گئے اور میں نے یہ جان لیا کہ میں کسی (جھوٹی) بات سے کبھی نجات نہیں پا سکوں گا، پھر میں نے سچ بولنے کا پختہ ارادہ کر لیا، صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے اور آپ جب سفر سے آتے تھے تو پہلے مسجد میں جاتے تھے اور وہاں دو رکعت نماز پڑھتے تھے، پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے، جب حضور معمول کے مطابق فارغ ہو گئے، تو جو لوگ غزوہ تبوک میں پیچھے رہ گئے تھے وہ آ کر عذر پیش کرنے لگے اور قسمیں کھانے لگے، یہ لوگ اسی سے زیادہ تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہری طور پر ان کے عذر کو قبول کر لیا، آپ نے ان سے بیعت لی اور ان کے لیے استغفار کیا، اور ان کے باطنی معاملہ کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دیا، حتی کہ میں آیا، جب میں نے سلام کیا تو آپ مسکرائے جیسے کوئی ناراض شخص مسکراتا ہے، آپ نے فرمایا آؤ، میں آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا، آپ نے فرمایا تم نے کس وجہ سے (جہاد ترک کیا)؟ کیا تم نے سواری نہیں خریدی تھی؟ میں

ى ليوشكن الله أن يسخطك علي ولئن
حدثتك حديث صدق تجد علي فيه
إني لأرجو فيه عقبى الله والله ما كان
لي عذر والله ما كنت قط أقوى ولا أيسر
مني حين تخلفت عنك قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم أما هذا فقد صدق
فقم حتى يقضي الله فيك فقمت وثار
رجال من بني سلمة فاتبعوني فقالوا لي
والله ما علمناك أذنبت ذنبا قبل هذا
لقد عجزت في أن لا تكون اعتذرت إلى
رسول الله صلى الله عليه وسلم بما اعتذر
به إليه المخلفون فقد كان كافيك ذنبك
استغفار رسول الله صلى الله عليه وسلم
لك قال فوالله ما زالوا يؤنبونني حتى أردت
أن أرجع إلى رسول الله صلى الله عليه و
سلم فأكذب نفسي قال ثم قلت لهم هل
لقي هذا معي من أحد قالوا نعم لقيه
معك رجلان قالا مثل ما قلت فقيل لهما
مثل ما قيل لك قال قلت من هما قالوا
مرارة بن الربيعة العامري وهلال بن أمية
الواقفي قال فذكروا لي رجلين صالحين قد
شهدا بدرا فيهما أسوة قال فمضيت
حين ذكروهما لي قال ونهى رسول الله
صلى الله عليه وسلم المسلمين عن كلامنا
أيها الثلاثة من بين من تخلف عنه
قال فاجتنبنا الناس وقال تغيروا لنا
حتى تنكرت لي في نفسي الأرض فما هي
بالأرض التي أعرف فلبثنا على ذلك
خمسين ليلة فأما صاحباي فاستكانا

نے کہا یا رسول اللہ بخدا اگر میں آپ کے سوا کسی دنیا دار
کے پاس بیٹھا ہوتا تو مجھے معلوم ہے کہ میں کوئی عذر پیش
کر کے اس کی ناراضگی سے بچ جاتا کیونکہ مجھے کلام پر
قدرت حاصل ہے لیکن بخدا مجھے معلوم ہے کہ اگر آج
میں نے آپ سے کوئی جھوٹی بات کہی جس سے آپ مجھ
سے راضی ہو بھی گئے تو عنقریب اللہ تعالیٰ آپ کو مجھ سے
ناراض کر دے گا اور اگر میں آپ سے سچی بات کہوں جس پر آپ
مجھ سے ناراض ہوں گے تو مجھے اس بات میں اللہ تعالیٰ
سے حسن عاقبت کی امید ہے، اللہ کی قسم مجھے کوئی عذر نہیں تھا،
اللہ کی قسم میں جب آپ کے پیچھے رہا اس وقت سے زیادہ
خوش حال اور قوی نہیں تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا اس شخص نے سچ بولا ہے، تم یہاں سے اٹھ
جاؤ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تمہارے متعلق کوئی فیصلہ کر دے، میں
وہاں سے اٹھا اور بنو سلمہ کے کچھ لوگ میرے پیچھے آئے
انہوں نے مجھ سے کہا بخدا ہمیں معلوم نہیں کہ تم
نے اس سے پہلے کوئی گناہ کیا ہو، تم اس بات سے عاجز
ہو گئے تھے کہ تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسی
طرح کا کوئی عذر پیش کر دیتے جس طرح دوسرے پیچھے رہنے والوں
نے عذر پیش کیے تھے، تمہارے گناہ کے لیے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا تمہارے لیے استغفار کرنا کافی تھا
بخدا وہ مجھے مسلسل ملامت کرتے رہے حتیٰ کہ میں
نے یہ ارادہ کیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
دوبارہ جاؤں اور اپنی پہلی بات کی تکذیب کر دوں، پھر
میں نے ان سے پوچھا کیا کسی اور کا بھی یہ معاملہ ہوا
ہے، انہوں نے کہا ہاں دو شخصوں نے بھی تمہاری مثل
کہا ہے ان سے بھی حضور نے وہی فرمایا ہے جو تم سے
فرمایا تھا، میں نے پوچھا وہ کون ہیں، انہوں نے کہا
مرارہ بن ربیعہ عامری اور ہلال بن امیہ واقفی، انہوں
نے مجھ سے ان دو نیک شخصوں کا ذکر کیا جو غزوہ بدر میں

وَقَعَدَا فِي بُيُوتِهِمَا يَبْكِيَانِ وَأَمَّا أَنَا فَكُنْتُ
أَشَبَّ الْقَوْمِ وَأَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ أَخْرُجُ
فَأَشْهَدُ الصَّلَاةَ وَأَطُوفُ فِي الْأَسْوَاقِ
وَلَا يُكَلِّمُنِي أَحَدٌ وَآتِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِي مَجْلِسِهِ
بَعْدَ الصَّلَاةِ فَأَقُولُ فِي نَفْسِي هَلْ حَرَّكَ
شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلَامِ أَمْ لَا ثُمَّ أُصَلِّي قَرِيبًا
مِنْهُ وَأُسَارِقُهُ النَّظَرَ فَإِذَا أَقْبَلْتُ عَلَى
صَلَاتِي نَظَرَ إِلَيَّ وَإِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهُ
أَعْرَضَ عَنِّي حَتَّى إِذَا طَالَ ذَلِكَ عَلَيَّ مِنْ
جَفْوَةِ الْمُسْلِمِينَ مَشَيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ
جِدَارَ حَائِطِ أَبِي قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّي
وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيَّ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ
مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ فَقُلْتُ لَهُ يَا أَبَا قَتَادَةَ
أَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمَنَّ أَنِّي أُحِبُّ اللّٰهَ
وَرَسُولَهُ قَالَ فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ
فَسَكَتَ فَعُدْتُ فَنَاشَدْتُهُ فَقَالَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ
أَعْلَمُ فَفَاضَتْ عَيْنَايَ وَتَوَلَّيْتُ حَتَّى تَسَوَّرْتُ
الْجِدَارَ فَبَيْنَا أَنَا أَمْشِي فِي سُوقِ الْمَدِينَةِ
إِذَا نَبَطِيٌّ مِنْ نَبَطِ أَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ
بِالطَّعَامِ يَبِيعُهُ بِالْمَدِينَةِ يَقُولُ مَنْ يَدُلُّ
عَلَى كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ فَطَفِقَ النَّاسُ
يُشِيرُونَ لَهُ إِلَيَّ حَتَّى جَاءَنِي فَدَفَعَ إِلَيَّ كِتَابًا
مِنْ مَلِكِ غَسَّانَ وَكُنْتُ كَاتِبًا فَقَرَأْتُهُ فَإِذَا
فِيهِ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّهُ قَدْ بَلَغَنَا أَنَّ صَاحِبَكَ
قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَلَا
مَضْيَعَةٍ فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ قَالَ فَقُلْتُ حِينَ
قَرَأْتُهَا وَهَذِهِ أَيْضًا مِنَ الْبَلَاءِ فَتَيَامَمْتُ
بِهَا التَّنُّورَ فَسَجَرْتُهَا بِهَا حَتَّى إِذَا مَضَتْ

حاضر ہوئے تھے وہ میرے لیے نمونہ اور پیشوا تھے
جب ان لوگوں نے ان دونوں نیکوں کا ذکر کیا تو میں اپنے
پہلے خیال پر قائم رہا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مسلمانوں کو ہم تینوں سے گفتگو کرنے سے منع فرمادیا،
جو آپ سے پیچھے رہ گئے تھے پھر مسلمانوں نے ہم سے
اجتناب کر لیا اور ہمارے لیے اجنبی ہو گئے، حتی کہ زمین
بھی میرے لیے اجنبی ہو گئی یہ وہ زمین نہیں تھی جس کو میں
پہلے پہچانتا تھا ہم لوگوں کو اسی حال پر پچاس راتیں گزر
گئیں، میرے دو ساتھی تو خانہ نشین ہو گئے تھے، وہ
اپنے گھروں میں بیٹھے روتے رہتے تھے لیکن
میں نسبتاً جوان اور طاقتور تھا، میں باہر نکلتا تھا
نمازوں میں حاضر ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا
مجھ سے کوئی شخص بات نہیں کرتا تھا میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتا اور نماز کے بعد
جب آپ اپنی نشست پر بیٹھتے تو میں آپ کو سلام عرض
کرتا، میں اپنے دل میں سوچتا کہ آیا حضور نے سلام کا جواب
دینے کے لیے اپنے ہونٹ ہلائے ہیں یا نہیں، پھر
میں آپ کے قریب نماز پڑھتا اور نظر چرا کر آپ کو
دیکھتا سو جب میں نماز کی طرف متوجہ ہوتا تو آپ میری طرف
دیکھتے اور جب میں آپ کی طرف متوجہ ہوتا تو مجھ سے
اعراض کرتے حتی کہ جب مسلمانوں کی بے رخی زیادہ
بڑھ گئی تو میں ایک روز اپنے عم زاد حضرت ابوقتادہ کے
باغ کی دیوار پر چڑھ گیا، وہ مجھ کو لوگوں میں سب سے زیادہ
محبوب تھے، میں نے ان کو سلام کیا بہ خدا انہوں نے
میرے سلام کا جواب نہیں دیا، میں نے ان سے کہا اے
ابوقتادہ! میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم کو علم ہے
کہ میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے
محبت کرتا ہوں، وہ خاموش رہے میں نے دوبارہ
ان کو قسم دے کر سوال کیا وہ پھر خاموش رہے، میں

أَرْبَعُونَ مِنَ الْخَمْسِينَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ إِذَا رَسُولُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِينِي فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْمُرُكَ أَنْ تَعْتَزِلَ امْرَأَتَكَ قَالَ فَقُلْتُ أُطَلِّقُهَا أَمْ مَاذَا أَفْعَلُ قَالَ لَا بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا قَالَ فَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذَلِكَ قَالَ فَقُلْتُ لِامْرَأَتِي الْحَقِي بِأَهْلِكِ فَكُونِي عِنْدَهُمْ حَتَّى يَقْضِيَ اللّٰهُ فِي هَذَا الْأَمْرِ قَالَ فَجَاءَتِ امْرَأَةُ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ هِلَالَ بْنَ أُمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَيْسَ لَهُ خَادِمٌ فَهَلْ تَكْرَهُ أَنْ أَخْدُمَهُ قَالَ لَا وَلَكِنْ لَا يَقْرَبَنَّكِ فَقَالَتْ إِنَّهُ وَاللّٰهِ مَا بِهِ حَرَكَةٌ إِلَى شَيْءٍ وَوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِي مُنْذُ كَانَ مِنْ أَمْرِهِ مَا كَانَ إِلَى يَوْمِهِ هَذَا قَالَ فَقَالَ لِي بَعْضُ أَهْلِي لَوِ اسْتَأْذَنْتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي امْرَأَتِكَ فَقَدْ أَذِنَ لِامْرَأَةِ هِلَالِ بْنِ أُمَيَّةَ أَنْ تَخْدُمَهُ قَالَ فَقُلْتُ لَا أَسْتَأْذِنُ فِيهَا رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يُدْرِينِي مَاذَا يَقُولُ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَأْذَنْتُهُ فِيهَا وَأَنَا رَجُلٌ شَابٌّ قَالَ فَلَبِثْتُ بِذَلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمَلَ لَنَا خَمْسُونَ لَيْلَةً مِنْ حِينَ نُهِيَ عَنْ كَلَامِنَا قَالَ ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِينَ لَيْلَةً عَلَى ظَهْرِ بَيْتٍ مِنْ بُيُوتِنَا فَبَيْنَا أَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِي ذَكَرَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ مِنَّا قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِي وَضَاقَتْ عَلَيَّ

[illegible]

الارض بما رحبت سمعت صوت
صارخ اوفى على سلع يقول باعلى
صوته يا كعب بن مالك ابشر
قال فخررت ساجدا وعرفت ان
قد جاء فرج قال فآذن رسول
الله صلى الله عليه وسلم الناس
بتوبة الله علينا حين صلى صلوة
الفجر فذهب الناس يبشروننا
فذهب قبل صاحبي مبشرون
وركض رجل الي فرسا وسعى ساع
من اسلم قبلي واوفى الجبل فكان
الصوت اسرع من الفرس فلما جاءني
الذي سمعت صوته يبشرني فنزعت
له ثوبي فكسوتهما اياه ببشارته
والله ما املك غيرهما يومئذ
واستعرت ثوبين فلبستهما
فانطلقت اتامم رسول الله صلى الله
عليه وسلم يتلقاني الناس فوجا فوجا
يهنئوني بالتوبة ويقولون لتهنئك
توبة الله عليك حتى دخلت المسجد
فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم
جالس في المسجد وحوله الناس فقام
طلحة بن عبيد الله يهرول حتى صافحني
وهنأني والله ما قام رجل من المهاجرين
غيره فكان كعب لا ينساها لطلحة
قال كعب فلما سلمت على رسول الله
صلى الله عليه وسلم قال وهو يبرق
وجهه من السرور ويقول ابشر بخير
يوم مر عليك منذ ولدتك امك قال

کو ناپسند کرتے ہیں کہ میں ان کی خدمت کروں، آپ
نے فرمایا نہیں، لیکن وہ تم سے مقاربت نہ کرے، ان
کی بیوی نے کہا بہ خدا وہ کسی چیز کی طرف حرکت بھی نہیں
کر سکتے، اور جب سے یہ معاملہ ہوا ہے بہ خدا وہ اس
دن سے مسلسل روتے رہتے ہیں۔ مجھ سے میرے
بعض گھر والوں نے کہا تم بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے اسی طرح اجازت لے لو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی کو ان کی خدمت
کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ میں نے کہا میں اس
معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت نہیں
لوں گا، مجھے پتا نہیں کہ اگر میں نے اجازت طلب کی تو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس معاملہ میں کیا فرمائیں گے
اور میں ایک جوان شخص ہوں، پھر میں دس راتیں اور
ٹھہرا رہا، حتیٰ کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ہم سے گفتگو کی ممانعت کی تھی، پچاس راتیں گزر
چکی تھیں۔ حضرت کعب کہتے ہیں کہ پچاس راتوں کے
بعد ایک صبح کو میں اپنے گھر کی چھت پر بیٹھا ہوا نماز پڑھ
رہا تھا، پھر جس وقت میں اسی حال میں بیٹھا ہوا تھا جس
کا اللہ عزوجل نے ہمارے متعلق ذکر کیا ہے کہ مجھ پر
میرا نفس تنگ ہو گیا اور زمین اپنی وسعت کے باوجود
مجھ پر تنگ ہو گئی، یکایک میں نے سلع پہاڑ کی چوٹی
سے ایک چلانے والے کی آواز سنی جو بلند آواز سے
کہہ رہا تھا، اے کعب بن مالک بشارت ہو، مبارک ہو،
حضرت کعب نے کہا میں اسی وقت سجدہ میں گر پڑا اور
میں نے جان لیا کہ اب کشادگی ہو گئی، پھر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز پڑھنے کے بعد لوگوں میں
اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری توبہ قبول کر لی ہے،
پھر لوگ آکر ہم کو مبارک باد دیتے تھے، میرے دو
ساتھیوں کی طرف لوگ مبارک باد دینے کے لیے گئے

فقلت أمن عندك يا رسول الله أم من
عند الله فقال لا بل من عند الله وكان
رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا سر
استنار وجهه كأن وجهه قطعة قمر
قال وكنا نعرف ذلك قال فلما
جلست بين يديه قلت يا رسول الله
إن من توبتي أن أنخلع من مالي صدقة
إلى الله وإلى رسوله صلى الله عليه وسلم
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
أمسك بعض مالك فهو خير لك قال
فقلت فإني أمسك سهمي الذي
بخيبر قال وقلت يا رسول الله إن
الله إنما أنجاني بالصدق وإن من
توبتي أن لا أحدث إلا صدقا ما
بقيت قال فوالله ما علمت أن
أحدا من المسلمين أبلاه الله في
صدق الحديث منذ ذكرت ذلك لرسول
الله صلى الله عليه وسلم إلى يومي
هذا أحسن مما أبلاني الله به والله ما
تعمدت كذبة منذ قلت ذلك لرسول
الله صلى الله عليه وسلم إلى يومي هذا
وإني لأرجو أن يحفظني الله فيما
بقي قال فأنزل الله عز وجل لقد
تاب الله على النبي
والمهاجرين والأنصار الذين
اتبعوه في ساعة العسرة من بعد ما
كاد يزيغ قلوب فريق منهم ثم تاب
عليهم إنه بهم رءوف رحيم وعلى
الثلاثة الذين خلفوا حتى إذا

اور ایک شخص گھوڑا دوڑاتا ہوا میری طرف روانہ ہوا، اور قبیلہ اسلم کے ایک شخص نے پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے مجھے ندا کی، اور اس کی آواز گھوڑے سوار سے پہلے ہی مجھ تک پہنچی، جب میرے پاس وہ شخص آیا، جس کی بشارت کی آواز میں نے سنی تھی، میں نے اپنے کپڑے اتار کر اس شخص کو بشارت کی خوشی میں پہنا دیے بخدا اس وقت میرے پاس ان کپڑوں کے علاوہ اور کوئی چیز نہیں تھی اور میں نے کسی سے عاریۃً کپڑے لے کر پہنے، پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے قصد سے روانہ ہوا، راستہ میں جوق در جوق لوگ توبہ قبول ہونے پر مجھ کو مبارک باد دینے کے لیے آ رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ تم کو اللہ تعالیٰ کا توبہ قبول کرنا مبارک ہو، حتیٰ کہ میں مسجد میں داخل ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے اور آپ کے گرد لوگ بیٹھے تھے، حضرت طلحہ بن عبید اللہ جلدی سے اٹھے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارک باد دی، بخدا مہاجرین میں سے ان کے علاوہ اور کوئی نہیں اٹھا تھا، حضرت کعب طلحہ کو نہیں بھولتے تھے، حضرت کعب نے کہا جب میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا تو خوشی سے آپ کا چہرہ چمک رہا تھا اور آپ فرما رہے تھے مبارک ہو، جب سے تم کو تمہاری ماں نے جنا ہے اس سے زیادہ اچھا دن تم پر نہیں آیا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ قبولیت توبہ آپ کی طرف سے ہے یا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ اس طرح منور ہو جاتا تھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہو، حضرت کعب نے کہا ہم اس علامت کو پہچانتے تھے، انہوں نے کہا جب میں آپ کے سامنے بیٹھ

وَضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ
وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنْفُسُهُمْ حَتَّى بَلَغَ
يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا
مَعَ الصَّادِقِينَ قَالَ كَعْبٌ وَاللَّهِ مَا أَنْعَمَ
اللَّهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ إِذْ هَدَانِي
اللَّهُ لِلْإِسْلَامِ أَعْظَمَ فِي نَفْسِي مِنْ صِدْقِي
رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ لَا
أَكُونَ كَذَبْتُهُ فَأَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ
الَّذِينَ كَذَبُوا إِنَّ اللَّهَ قَالَ لِلَّذِينَ كَذَبُوا
حِينَ أَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِأَحَدٍ
وَقَالَ اللَّهُ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا
انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ
فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَ
مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا
يَكْسِبُونَ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ
فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ
لَا يَرْضَى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ
قَالَ كَعْبٌ كُنَّا خُلِّفْنَا أَيُّهَا
الثَّلَاثَةُ عَنْ أَمْرِ أُولَئِكَ
الَّذِينَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ
حَلَفُوا لَهُ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ
لَهُمْ وَأَرْجَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْرَنَا حَتَّى
قَضَى اللَّهُ فِيهِ فَبِذَلِكَ
قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَعَلَى
الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا وَ
لَيْسَ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ مِمَّا
خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ

اور میں نے کہا، یا رسول اللہ! میں اپنی توبہ کی خوشی میں اپنے
مال کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں
صدقہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
تھوڑا سا مال اپنے پاس رکھو وہ تمہارے لیے بہتر ہے۔
میں نے کہا میں اپنے اس مال کو رکھ لیتا ہوں جو خیبر
میں ہے۔ اور میں نے کہا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے
مجھے سچ بولنے کی وجہ سے نجات دی ہے اور اب
میری توبہ یہ ہے کہ میں اپنی باقی زندگی میں ہمیشہ سچ
بولوں گا۔ کعب نے کہا بخدا! مجھے معلوم نہیں کہ مسلمانوں
میں سے کسی شخص کو اللہ تعالیٰ نے سچ بولنے کی وجہ سے
اس طرح سے آزمائش میں مبتلا کیا ہو، اور جب سے میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کیا
تھا اس وقت سے لے کر آج تک میں نے جھوٹ نہیں
بولا، اور مجھے امید ہے کہ باقی زندگی میں بھی اللہ تعالیٰ مجھے
جھوٹ سے محفوظ رکھے گا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیتیں نازل
کیں:

(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے نبی، مہاجرین اور
انصار پر رحمت کے ساتھ توجہ کی جنہوں نے تنگی
کے وقت نبی کا ساتھ دیا اس کے بعد کہ قریب تھا
کہ ان میں سے ایک گروہ کے دل ٹیڑھے ہو
جائیں پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمائی بے شک
وہ ان پر نہایت مہربان بے حد رحم فرمانے والا ہے
اور اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کی بھی توبہ قبول فرمائی جو موخر
کیے گئے تھے، یہاں تک کہ جب زمین اپنی وسعت کے
باوجود ان پر تنگ ہو گئی اور ان کی جانیں بھی ان پر تنگ ہو
گئیں اور انہوں نے یہ یقین کر لیا تھا کہ اللہ کے سوا ان کی
کوئی جائے پناہ نہیں ہے پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ

وَإِنَّمَا هُوَ تَخْلِيفُهُ إِيَّانَا وَ
إِرْجَاؤُهُ أَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ
لَهُ وَاعْتَذَرَ إِلَيْهِ فَقَبِلَ
مِنْهُ.

قبول کریں بے شک اللہ تعالیٰ بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان رحم فرمانے والا ہے۔ اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو۔ حضرت کعب نے کہا: جب سے اللہ تعالیٰ نے مجھے ہدایت اسلام کی نعمت دی ہے اس وقت سے لے کر اللہ تعالیٰ نے میرے نزدیک اس سے بڑی کوئی نعمت نہیں دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولا، کیونکہ اگر میں نے آپ سے جھوٹ بولا ہوتا تو میں بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا جس طرح وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے جھوٹ بولا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے وحی نازل کی تو ان جھوٹوں کی مذمت جیسی کسی کی بھی مذمت نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: عنقریب جب تم ان کی طرف لوٹ کر جاؤ گے تو وہ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے تاکہ تم ان کی بد عملیوں سے چشم پوشی کرو، سو تم ان کی طرف التفات نہ کرو، بے شک وہ ناپاک ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے یہ ان کے کاموں کی سزا ہے۔ وہ تم کو راضی کرنے کے لیے قسمیں کھائیں گے سو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بے شک اللہ نافرمانی کرنے والوں سے راضی نہیں ہوگا۔ حضرت کعب نے کہا: ہم لوگوں کا معاملہ ان لوگوں سے مؤخر کیا گیا تھا جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے قسمیں کھائی تھیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا عذر قبول کر لیا تھا، ان سے بیعت کر لی تھی اور ان کے لیے استغفار کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے معاملہ کو مؤخر کر دیا تھا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس معاملہ کا فیصلہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ان تینوں کی توبہ بھی قبول فرمائی جن کا معاملہ مؤخر کیا گیا تھا۔ اس آیت کا یہ مطلب نہیں ہے کہ غزوہ تبوک میں جو پیچھے رہ گئے تھے ان کا ذکر ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم کو ان لوگوں کی بہ نسبت ہمارے معاملہ کو مؤخر کیا گیا تھا جنہوں نے قسمیں کھائیں اور آپ نے ان کے عذر کو قبول فرمایا تھا۔

٦٨٨٩ - وَحَدَّثَنِيهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُجَيْنُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِإِسْنَادِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ سَوَاءً.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی

٦٨٩٠ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُسْلِمٍ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ عَنْ عَمِّهِ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ عُبَيْدَ اللَّهِ بْنَ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ عَمِيَ قَالَ سَمِعْتُ كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ حَدِيثَهُ حِينَ تَخَلَّفَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ تَبُوكَ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ فِيهِ عَلَى يُونُسَ فَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَلَّمَا يُرِيدُ غَزْوَةً إِلَّا وَرَّى بِغَيْرِهَا حَتَّى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ وَلَمْ يَذْكُرْ فِي حَدِيثِ ابْنِ أَخِي الزُّهْرِيِّ أَبَا خَيْثَمَةَ وَلُحُوقَهُ بِالنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

عبید اللہ بن کعب بن مالک (آپ حضرت کعب کے نابینا ہونے کے بعد ان کی رہنمائی کرتے تھے) بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ واقعہ سنا جب وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ گئے تھے اس کے بعد حسب سابق حدیث بیان کی۔ اس میں یہ اضافہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی غزوہ میں سفر پر جانے لگتے تو اس کا پتہ نہ ذکر فرماتے سوائے اس غزوہ کا آپ نے صراحۃً ذکر فرمایا تھا۔ اس حدیث میں حضرت ابو خیثمہ اور ان کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ لاحق ہونے کا ذکر نہیں ہے۔

٦٨٩١ - وَحَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ وَهُوَ ابْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنِ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عَمِّهِ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ كَعْبٍ وَكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ حِينَ أُصِيبَ بَصَرُهُ وَكَانَ أَعْلَمَ قَوْمِهِ وَأَوْعَاهُمْ لِأَحَادِيثِ أَصْحَابِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ وَهُوَ أَحَدُ الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ تِيبَ عَلَيْهِمْ يُحَدِّثُ أَنَّهُ لَمْ يَتَخَلَّفْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ غَيْرَ غَزْوَتَيْنِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَقَالَ فِيهِ وَغَزَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَاسٍ كَثِيرٍ يَزِيدُونَ عَلَى

جب حضرت کعب نابینا ہو گئے تھے تو ان کے بیٹے عبید اللہ بن کعب ان کی رہنمائی کرتے تھے، وہ اپنی قوم میں سب سے بڑے عالم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے سب سے زیادہ حافظ تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ وہ ان تین میں سے ایک ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے توبہ قبول فرمائی تھی، اور وہ کہتے تھے کہ دو غزوں کے سوا وہ کسی غزوہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہیں رہے پھر پوری حدیث بیان کی اور اس میں یہ ذکر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت زیادہ مسلمانوں کے ساتھ جہاد کیا تھا جن کی تعداد دس ہزار سے زیادہ تھی اور کسی رجسٹر میں ان کا شمار نہیں تھا۔

عثرة لاد ولا يجمعهم [illegible]

انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کا لفظ کن کے ساتھ تصرف

حدیث نمبر [illegible] میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک سفید پوش شخص کو ریگستان سے آتے ہوئے دیکھا۔ [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو ابو خیثمہ ہو جا، تو وہ ابو خیثمہ انصاری ہو گئے۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے: [illegible]

[illegible]

علامہ عبد الوہاب شعرانی لکھتے ہیں:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ [illegible] "کن" کے ساتھ تصرف [illegible]

[illegible]

حضرت آصف نے [illegible] حضرت سلیمان کے سامنے [illegible]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی [illegible] شرح مسلم ج [illegible] مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی [illegible]

۲۔ علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی [illegible] الیواقیت والجواہر ج [illegible] مطبوعہ مطبعہ مصطفی البابی [illegible]

کے سے۔ [1]

یعنی حضرت آصف نے تخت بلقیس سے کہا، بلقیس کے پاس سے اور حضرت سلیمان کے پاس موجود ہو جا، سو پلک جھپکنے سے پہلے ایسا ہو گیا۔

شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

شیخ عبدالغنی نابلسی نے عارف جامی سے نقل کیا ہے کہ ایک بوڑھے آدمی نے عارف جامی کی دعوت کی اور ایک مردہ مرغی پکا دی، عارف جامی نے کہا "اللہ کے اذن سے زندہ ہو" وہ مرغی زندہ ہو گئی۔ اسی طرح شیخ عبد القادر جیلانی کے وعظ میں ایک چیل نے شور مچا کر خلل ڈالا، آپ نے فرمایا "اللہ تیری گردن کاٹ دے"۔ وہ اسی وقت مر کر زمین پر گر گئی۔ وعظ کے بعد آپ نے فرمایا "اللہ کے اذن سے اٹھ جا" وہ اڑ گئی۔ [2]

شیخ بنوری لکھتے ہیں: میں نے شیخ بدر عالم میرٹھی سے سنا ہے کہ ایک طالب علم جو کی روٹی کھا رہا تھا اور شیخ عبد القادر جیلانی بھنی ہوئی مرغی کھا رہے تھے۔ طالب علم کی ماں اس سے ملنے آئی تو اس نے کہا آپ مرغی کھا رہے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھا رہا ہے! حضرت شیخ نے مرغی کی طرف اشارہ کر کے کہا "اللہ کے اذن سے کھڑی ہو جا" وہ زندہ ہو گئی، شیخ نے فرمایا جب تیرا بیٹا اس مقام پر پہنچے گا تو مرغی کھائے گا۔ [3]

فقہاء اسلام کی ان عبارات سے ظاہر ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ انبیاء علیہم السلام کو بطور معجزہ اور اولیاء کرام کو بطور کرامت "کن" کا تصرف عطا فرماتا ہے اور انبیاء اور اولیاء اللہ کے اذن سے اس لفظ کن سے تصرف کرتے ہیں۔

حضرت کعب کی حدیث کے مسائل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کے فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

(۱) اس امت کے لیے مال غنیمت حلال ہے کیونکہ حضرت کعب نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کفار کے قافلہ کو لوٹنے کے قصد سے نکلے تھے۔ لیکن یہ حالت جنگ کا واقعہ ہے کیونکہ اس وقت مسلمان کافروں سے برسر جنگ تھے، حالت امن میں کسی مسلمان کے لیے کافر کو لوٹنا جائز نہیں ہے۔ دار الاسلام میں نہ دار الکفر میں، خصوصاً دار الکفر میں مسلمانوں کو اسلام کے اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہیے تاکہ کفار اسلام کی اعلیٰ اقدار کے قائل ہوں۔ مسلمانوں کی تہذیب اور شرافت سے متاثر ہو کر مائل بہ اسلام ہوں نہ یہ کہ اسلام کے نام پر کفار سے دھوکے اور فراڈ کے ذریعے جیسے چوری، ان کے ساتھ سودی کاروبار کریں اور سود کھائیں، اور اسلام کو بدنام کریں۔ یاد رہے کہ تہذیب اور تمدن کی اعلیٰ روایات کا حامل اور علمبردار دنیا میں صرف مذہب اسلام ہے۔ میرے علم میں یہ بات آئی کہ برطانیہ اور امریکہ وغیرہ میں بعض مسلمان ناجائز طریقے سے بے روزگاری الاؤنس وصول کرتے ہیں اور فراڈ کر کے ان کا پیسہ کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کافر حربی کا مال کھانا جائز ہے، یہ بالکل غلط استدلال ہے، حرام مال کھانا بہرحال حرام ہے خواہ کسی کافر کا مال ہو اور

۱۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۹ ص ۲۰۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
۲۔ شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۲ ص ۲۱، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند، ۱۳۵۷ھ
۳۔ شیخ محمد یوسف بنوری، حاشیہ فیض الباری ج ۲ ص ۲۱، مطبوعہ مجلس علمی ہند، ۱۳۵۷ھ

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس آتے تو سب سے پہلے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھتے۔

(۳) اس حدیث میں غزوہ بدر اور اصحاب عقبہ کی فضیلت کا بیان ہے۔

(۴) سربراہ کے لیے یہ چاہیے کہ جب وہ کسی مہم پر روانہ ہو تو توریہ کرے کسی اور جگہ کا نام لے تاکہ جو مہم ہو وہ محفوظ رہے ہاں اگر کسی دور دراز سفر پر جانا ہو تو اصل مقام کا نام بتا دے تاکہ مسلمان پوری تیاری کر سکیں۔

(۵) جب انسان سے کوئی نیکی رہ جائے تو اس پر افسوس کرے اور یہ تمنا کرے کہ کاش میں وہ نیکی کر لیتا۔

(۶) اگر کوئی شخص کسی مسلمان کی غیبت کرے تو اس کو رد کرے، کیونکہ حضرت کعب کے متعلق ایک شخص نے کہا ان کو ان کے کپڑوں نے روک لیا تو حضرت معاذ نے فرمایا تم نے بری بات کہی ہے۔

(۷) صدق کی فضیلت اور صدق کو ہمیشہ اختیار کرنے کا بیان خواہ اس میں مشقت ہو کیونکہ اس کے نتیجہ میں خیر ہے صحیح حدیث میں ہے صدق نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کی رہنمائی کرتی ہے۔

(۸) جب کوئی بڑا شخص سفر سے لوٹے تو وہ کسی ایسی جگہ پر آ کر بیٹھے جہاں سب لوگ آ کر اس سے مل سکیں۔

(۹) ظاہر امر پر حکم لگانا اور باطن کو اللہ کے سپرد کر دینا جب تک اس سے کوئی فساد نہ ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے عذر کو قبول کر لیا تھا۔

(۱۰) اہل بدعت اور اہل معصیت سے قطع تعلق کرنے کا استحباب اور زجر و توبیخ کے سبب ان سے سلام و کلام کو منقطع کرنا۔

(۱۱) جب انسان سے کوئی گناہ ہو تو اس گناہ پر ندامت سے رونے کا استحباب۔

(۱۲) نماز میں کسی کی طرف نظر چرا کر دیکھنے اور اس کی طرف التفات کرنے کا جواز۔

(۱۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت کعب کی طرف نظر بچا کر ان کو دیکھتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ ناراضگی کے اظہار کے لیے آپ نے ان سے قطع تعلق کیا تھا ورنہ آپ کے دل میں ان کی محبت قائم تھی اور دیگر اسلامی احکامات کی وجہ سے آپ کے دل میں ان کی جگہ تھی۔

(۱۴) سلام اور سلام کے جواب پر بھی کلام کا اطلاق ہوتا ہے اور جو شخص یہ قسم کھائے کہ وہ فلاں شخص سے کلام نہیں کرے گا پھر اس کو سلام کرے یا سلام کا جواب دے تو اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔

(۱۵) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کی محبت پر ترجیح دینے کے وجوب کا بیان کیونکہ جب حضرت کعب نے حضرت ابو قتادہ کو سلام کیا تو انہوں نے ان کے سلام کا جواب نہیں دیا اور اپنے تعلق پر حضور کی اطاعت کو مقدم رکھا۔

(۱۶) جس کاغذ پر اللہ کا ذکر لکھا ہو اس کو کسی مصلحت کی وجہ سے جلانے کا جواز، جیسا کہ حضرت عثمان اور دیگر صحابہ نے ان مصاحف کو جلا دیا تھا جن میں بعض صحابہ کا [illegible] نہیں تھا اور حضرت کعب نے اس خط کو جلا دیا جس میں لکھا ہوا تھا

"اللہ تعالیٰ نے تم کو ذلت اور رسوائی کی جگہ میں رہنے کے لیے پیدا نہیں کیا"، اس سے معلوم ہوا کہ جن خطوط میں اللہ اور اس کے رسول کا ذکر ہو ان کو کسی وجہ سے جلانا جائز ہے۔

(۱۷) جس چیز کے اظہار سے فتنہ اور فساد کا اندیشہ ہو اس کو چھپانے کا جواز، جس طرح حضرت کعب نے غسان کے حکمران کے خط کے معاملہ کو چھپایا۔

(۱۸) کسی شخص کا اپنی بیوی سے کہنا "تم اپنے میکہ چلی جاؤ" طلاق نہیں ہے تاوقتیکہ وہ طلاق کی نیت نہ کرے۔

(۱۹) بیوی کا اپنے خاوند کی خدمت کرنے کا جواز، جیسا کہ حضرت ہلال بن امیہ کی بیوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی خدمت کرنے کی اجازت لی اور آپ نے اجازت دے دی اور یہ بہ طور تبرع جائز ہے البتہ یہ بیوی پر لازم نہیں ہے۔

(۲۰) بیوی سے استمتاع کے بجائے مقاربت وغیرہ کے الفاظ کا کنایۃً استعمال کرنا۔

(۲۱) حضرت کعب چونکہ جوان تھے اس لیے انہوں نے بیوی کی خدمت کی اجازت نہیں لی کیونکہ اس کی بیوی کے قرب سے مقاربت کا خدشہ تھا، اس سے معلوم ہوا کہ اس قسم کے مواقع میں احتیاط کرنی چاہیے۔

(۲۲) حضرت کعب قبولیت توبہ کی خبر سنتے ہی سجدہ میں گر پڑے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی نئی اور تازہ نعمت کی خبر ملنے پر سجدہ شکر ادا کرنا مستحب ہے۔

(۲۳) کسی نعمت اور خوشی کے موقع پر مبارک باد دینے کا جواز۔[5]

بَابُ ۹۹۳ فِی حَدِیْثِ الْاِفْکِ وَقُبُوْلِ تَوْبَۃِ الْقَاذِفِ

تہمت کی حدیث اور تہمت لگانے والوں کی توبہ قبول ہونا

۶۸۹۲ - حَدَّثَنَا حَبَّانُ بْنُ مُوْسٰی اَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَخْبَرَنَا يُوْنُسُ بْنُ يَزِيْدَ الْاَيْلِيُّ ح وَحَدَّثَنَا اِسْحٰقُ بْنُ اِبْرَاهِيْمَ الْحَنْظَلِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْاٰخَرَانِ اَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ وَالسِّيَاقُ حَدِيْثُ مَعْمَرٍ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدٍ وَابْنِ رَافِعٍ قَالَ يُوْنُسُ وَمَعْمَرٌ جَمِيْعًا عَنِ الزُّهْرِيِّ اَخْبَرَنِيْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَعُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ وَعَلْقَمَةُ بْنُ وَقَّاصٍ وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر پر روانہ ہونے کا ارادہ کرتے تو اپنی ازواج کے درمیان قرعہ اندازی کرتے اور جس کے نام قرعہ نکل آتا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھ سفر میں لے جاتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ میں جا رہے تھے، آپ نے ہمارے درمیان قرعہ اندازی کی، اس میں میرے نام قرعہ نکل آیا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہو گئی، یہ حجاب نازل ہونے کے بعد کا واقعہ تھا، مجھے اپنے محمل میں سوار کیا جاتا اور جہاں ہم

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

قال لها أهل الإفك ما قالوا فبرأها الله
مما قالوا وكلهم حدثني طائفة من
حديثها وبعضهم كان أوعى لحديثها
من بعض وأثبت اقتصاصا وقد وعيت
عن كل واحد منهم الحديث الذي حدثني
وبعض حديثهم يصدق بعضا ذكروا أن
عائشة زوج النبي صلى الله عليه وسلم
قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم
إذا أراد أن يخرج سفرا أقرع بين نسائه
فأيتهن خرج سهمها خرج بها رسول
الله صلى الله عليه وسلم معه قالت عائشة
فأقرع بيننا في غزوة غزاها فخرج
فيها سهمي فخرجت مع رسول الله
صلى الله عليه وسلم وذلك بعد ما
أنزل الحجاب فأنا أحمل في هودجي
وأنزل فيه مسيرنا حتى إذا فرغ رسول
الله صلى الله عليه وسلم من غزوه وقفل
ودنونا من المدينة آذن ليلة بالرحيل
فقمت حين آذنوا بالرحيل فمشيت حتى
جاوزت الجيش فلما قضيت من شأني أقبلت إلى الرحل
فلمست صدري فإذا عقدي من
جزع ظفار قد انقطع فرجعت فالتمست
عقدي فحبسني ابتغاؤه وأقبل
الرهط الذين كانوا يرحلون لي فاحتملوا
هودجي فرحلوه على بعيري الذي كنت
أركب وهم يحسبون أني فيه قالت وكانت
النساء إذ ذاك خفافا لم يهبلن
ولم يغشهن اللحم إنما يأكلن العلقة

[illegible] مجھے محمل سے اتار دیا جاتا تھا۔ جب رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوئے اور
مدینہ کے قریب پہنچے۔ آپ نے ایک رات کوچ کا اعلان
کر دیا جب لوگوں نے کوچ کا اعلان کیا تو میں اٹھ کر لشکر
سے دور نکل گئی۔ قضاء حاجت کے بعد میں اپنے کجاوہ کی
طرف آئی، میں نے سینے کی طرف ہاتھ لگایا تو [illegible] کی
سیپیوں کا ہار [illegible] تھا میں
واپس لوٹی اور ہار تلاش کرنے لگی [illegible] نے
[illegible] خدمت گار تھے
انہوں نے ہودج اٹھایا اور میرے اونٹ پر رکھ دیا
جس پر میں سوار ہوتی تھی ان کا گمان یہ تھا کہ میں ہودج میں
بیٹھی ہوئی ہوں۔ اس زمانہ میں عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں،
گوشت سے بھری ہوئی اور بھاری نہ ہوتی تھیں [illegible]
کرتی تھیں۔ اس سے ان لوگوں نے جب ہودج اٹھا کر اونٹ
پر رکھا تو اس کے وزن کی طرف توجہ نہیں کی، اور میں ویسے
بھی کم سن لڑکی تھی۔ پھر انہوں نے اونٹ کو ہانکا اور روانہ ہو گئے
لشکر روانہ ہونے کے بعد مجھے ہار مل گیا۔ میں ان کے پڑاؤ
پر آئی مگر وہاں کوئی بلانے والا اور جواب دینے والا نہ
تھا۔ تب میں نے اسی جگہ کا قصد کیا جہاں پر میں ٹھہری تھی اور میں
گمان کرتی تھی کہ لوگ جب مجھے گم پائیں گے تو میری طرف لوٹیں گے
جس وقت میں اپنی جگہ بیٹھی ہوئی تھی تو مجھ پر نیند غالب آ گئی اور
میں سو گئی، اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی جو لشکر کے پیچھے
لشکر کے پیچھے رہ گئے تھے وہ آخر رات چلے اور صبح کو میری
جگہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے ایک سوئے ہوئے انسان
کا جسم دیکھا، تو وہ میرے پاس آئے اور مجھے دیکھتے ہی
پہچان لیا کیونکہ حجاب کے احکام نازل ہونے سے پہلے
انہوں نے مجھے دیکھا ہوا تھا۔ انہوں نے مجھے پہچان کر انا
للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور ان کے پڑھنے سے میں بیدار ہو گئی۔ میں
نے اپنے چہرے پر اپنی چادر ڈال لی۔ بخدا انہوں نے مجھ

مِنَ الطَّعَامِ فَلَمْ يَسْتَنْكِرِ الْقَوْمُ ثِقَلَ الْهَوْدَجِ
حِينَ رَحَلُوهُ وَرَفَعُوهُ وَكُنْتُ جَارِيَةً حَدِيثَةَ
السِّنِّ فَبَعَثُوا الْجَمَلَ وَسَارُوا وَوَجَدْتُ
عِقْدِي بَعْدَ مَا اسْتَمَرَّ الْجَيْشُ فَجِئْتُ
مَنَازِلَهُمْ وَلَيْسَ بِهَا دَاعٍ وَلَا مُجِيبٌ
فَتَيَمَّمْتُ مَنْزِلِي الَّذِي كُنْتُ فِيهِ وَظَنَنْتُ
أَنَّ الْقَوْمَ سَيَفْقِدُونِي فَيَرْجِعُونَ إِلَيَّ
فَبَيْنَا أَنَا جَالِسَةٌ فِي مَنْزِلِي غَلَبَتْنِي عَيْنِي
فَنِمْتُ وَكَانَ صَفْوَانُ بْنُ الْمُعَطَّلِ السُّلَمِيُّ
ثُمَّ الذَّكْوَانِيُّ قَدْ عَرَّسَ مِنْ وَرَاءِ الْجَيْشِ
فَادَّلَجَ فَأَصْبَحَ عِنْدَ مَنْزِلِي فَرَأَى سَوَادَ
إِنْسَانٍ نَائِمٍ فَأَتَانِي فَعَرَفَنِي حِينَ رَآنِي
وَقَدْ كَانَ يَرَانِي قَبْلَ أَنْ يُضْرَبَ الْحِجَابُ
عَلَيَّ فَاسْتَيْقَظْتُ بِاسْتِرْجَاعِهِ حِينَ عَرَفَنِي
فَخَمَّرْتُ وَجْهِي بِجِلْبَابِي وَوَاللَّهِ مَا
يُكَلِّمُنِي كَلِمَةً وَلَا سَمِعْتُ مِنْهُ كَلِمَةً غَيْرَ
اسْتِرْجَاعِهِ حَتَّى أَنَاخَ رَاحِلَتَهُ فَوَطِئَ
عَلَى يَدِهَا فَرَكِبْتُهَا فَانْطَلَقَ يَقُودُ بِيَ الرَّاحِلَةَ
حَتَّى أَتَيْنَا الْجَيْشَ بَعْدَ مَا نَزَلُوا مُوغِرِينَ
فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ فَهَلَكَ مَنْ هَلَكَ فِي شَأْنِي
وَكَانَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ ابْنُ
سَلُولَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ فَاشْتَكَيْتُ حِينَ
قَدِمْتُ الْمَدِينَةَ شَهْرًا وَالنَّاسُ يُفِيضُونَ
فِي قَوْلِ أَهْلِ الْإِفْكِ وَلَا أَشْعُرُ بِشَيْءٍ مِنْ
ذَلِكَ وَهُوَ يَرِيبُنِي فِي وَجَعِي أَنِّي لَا أَعْرِفُ
مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللُّطْفَ
الَّذِي كُنْتُ أَرَى مِنْهُ حِينَ أَشْتَكِي إِنَّمَا
يَدْخُلُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فَيُسَلِّمُ ثُمَّ يَقُولُ كَيْفَ تِيكُمْ فَذَاكَ

سے کوئی بات نہیں کی اور سوائے [illegible] کے
[illegible] ان کے منہ سے کوئی بات نہیں سنی [illegible]
[illegible] گلے [illegible] تھا [illegible] دنوں میں [illegible]
[illegible] تھی [illegible] شکر سے [illegible] کے بعد [illegible]
[illegible] گئے [illegible] شک [illegible] وقت تھے
تھے، میرے اس واقعہ میں جس شخص نے [illegible]
[illegible] ہو گیا [illegible] شخص نے سب سے
زیادہ تہمت لگائی [illegible] ہم مدینہ پہنچ
گئے [illegible] مدینہ پہنچنے کے بعد [illegible]
[illegible] تہمت لگانے [illegible] مشہور [illegible]
[illegible] ان باتوں [illegible] کا علم نہیں تھا،
[illegible] شک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کے بعد
[illegible] سلام کرتے، پھر فرماتے تمہارا کیا حال ہے؟ اس
[illegible] کا علم نہیں تھا
[illegible] کے بعد [illegible] رفع حاجت
کے [illegible] میدان [illegible] کے لئے
[illegible] مسطح [illegible] تھیں،
[illegible] رات [illegible] گھروں
[illegible] تھا [illegible]
عرب کے پہلے لوگوں [illegible] تھا [illegible] گھروں میں بیت الخلاء
بنانے سے اذیت ہوتی تھی [illegible] اجتناب
کرتے تھے [illegible] حضرت ام مسطح
اور [illegible] بن مطلب بن عبد مناف کی بیٹی [illegible] صخر
بن عامر کی بیٹی [illegible] حضرت ابو بکر [illegible]
کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عباد بن مطلب [illegible]
[illegible] کی بیٹی [illegible] حضرت ام مسطح [illegible] گھر سے چلی

ضَرَائِرُ إِلَّا كَثَّرْنَ عَلَيْهَا قَالَتْ قُلْتُ
سُبْحَانَ اللّٰهِ وَقَدْ تَحَدَّثَ النَّاسُ بِهٰذَا
قَالَتْ فَبَكَيْتُ تِلْكَ اللَّيْلَةَ حَتّٰى أَصْبَحْتُ
لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ
أَصْبَحْتُ أَبْكِي وَدَعَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ وَ
أُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ حِينَ اسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ
يَسْتَشِيرُهُمَا فِي فِرَاقِ أَهْلِهِ قَالَتْ
فَأَمَّا أُسَامَةُ بْنُ زَيْدٍ فَأَشَارَ عَلٰى
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالَّذِي
يَعْلَمُ مِنْ بَرَاءَةِ أَهْلِهِ وَبِالَّذِي يَعْلَمُ
فِي نَفْسِهِ لَهُمْ مِنَ الْوُدِّ فَقَالَ يَا رَسُولَ
اللّٰهِ هُمْ أَهْلُكَ وَلَا نَعْلَمُ إِلَّا خَيْرًا وَ
أَمَّا عَلِيُّ بْنُ أَبِي طَالِبٍ فَقَالَ لَمْ يُضَيِّقِ
اللّٰهُ عَلَيْكَ وَالنِّسَاءُ سِوَاهَا كَثِيرٌ وَإِنْ
تَسْأَلِ الْجَارِيَةَ تَصْدُقْكَ قَالَتْ فَدَعَا
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَرِيرَةَ
فَقَالَ أَيْ بَرِيرَةُ هَلْ رَأَيْتِ مِنْ شَيْءٍ
يَرِيبُكِ مِنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَهُ بَرِيرَةُ
وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ إِنْ رَأَيْتُ عَلَيْهَا
أَمْرًا قَطُّ أَغْمِصُهُ عَلَيْهَا أَكْثَرَ مِنْ أَنَّهَا
جَارِيَةٌ حَدِيثَةُ السِّنِّ تَنَامُ عَنْ عَجِينِ
أَهْلِهَا فَتَأْتِي الدَّاجِنُ فَتَأْكُلُهُ قَالَتْ
فَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
عَلَى الْمِنْبَرِ فَاسْتَعْذَرَ مِنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ
ابْنِ سَلُولَ قَالَتْ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَا مَعْشَرَ
الْمُسْلِمِينَ مَنْ يَعْذِرُنِي مِنْ رَجُلٍ قَدْ بَلَغَ
أَذَاهُ فِي أَهْلِ بَيْتِي فَوَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلٰى

کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا علم تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! وہ آپ کی بیویاں ہیں اور ہمیں ان کے متعلق صرف پاکدامنی کا یقین ہے، اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے یہ کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی تنگی نہیں کی، ان کے سوا اور بھی بہت عورتیں ہیں، اور آپ ان کی باندی سے سوال کیجئے وہ آپ سے سچی بات کہیں گی حضرت عائشہ کہتی ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ کو بلایا اور فرمایا کیا تم نے کوئی ایسی چیز دیکھی ہے جس سے تم کو عائشہ کے متعلق کوئی شک ہو، حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میرے علم کے مطابق اگر کوئی چیز ان میں باعث عیب ہے تو وہ یہ ہے کہ وہ کم سن لڑکی ہیں اپنے گھر کا آٹا گوندھتے ہوئے سو جاتی ہیں اور بکری آکر وہ آٹا کھا جاتی ہے، حضرت عائشہ بیان کرتی ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے اور عبد اللہ بن ابی ابن سلول سے جواب طلب کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اس شخص کی طرف سے مجھے کون جواب دے گا جس کی طرف سے مجھے اپنی زوجہ کے معاملہ میں اذیت پہنچی ہے، بہ خدا مجھے اپنی بیوی کے متعلق پاکیزگی کے سوا اور کسی چیز کا علم نہیں ہے اور جس مرد کا انہوں نے ذکر کیا ہے مجھے اس کے متعلق بھی نیکی کے سوا اور کسی چیز کا علم نہیں، وہ جب بھی میرے گھر گیا میرے ساتھ گیا، حضرت سعد بن معاذ انصاری رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ! میں آپ کو اس شخص کی طرف سے جواب دیتا ہوں اگر وہ شخص قبیلہ اوس میں سے ہے تو ہم اس کی گردن مار دیں گے اور اگر وہ ہمارے بھائی خزرج میں سے ہو تو آپ اس کے متعلق حکم دیں ہم آپ کے حکم کی تعمیل کریں گے، حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہو گئے وہ خزرج کے سردار تھے وہ نیک شخص تھے لیکن قبائلی تعصب نے ان کو بھڑکا دیا، انہوں نے حضرت سعد بن معاذ سے کہا: تم نے جھوٹ بولا، اللہ کی قسم تم اس

خَيْرًا وَمَا كَانَ يَدْخُلُ عَلَى أَهْلِي إِلَّا مَعِي فَقَامَ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ الْأَنْصَارِيُّ فَقَالَ أَنَا أَعْذِرُكَ مِنْهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ كَانَ مِنَ الْأَوْسِ ضَرَبْنَا عُنُقَهُ وَإِنْ كَانَ مِنْ إِخْوَانِنَا الْخَزْرَجِ أَمَرْتَنَا فَفَعَلْنَا أَمْرَكَ قَالَتْ فَقَامَ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ وَهُوَ سَيِّدُ الْخَزْرَجِ وَكَانَ رَجُلًا صَالِحًا وَلَكِنِ اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَا تَقْتُلُهُ وَلَا تَقْدِرُ عَلَى قَتْلِهِ فَقَامَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ وَهُوَ ابْنُ عَمِّ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَقَالَ لِسَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ كَذَبْتَ لَعَمْرُ اللَّهِ لَنَقْتُلَنَّهُ فَإِنَّكَ مُنَافِقٌ تُجَادِلُ عَنِ الْمُنَافِقِينَ فَثَارَ الْحَيَّانِ الْأَوْسُ وَالْخَزْرَجُ حَتَّى هَمُّوا أَنْ يَقْتَتِلُوا وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ فَلَمْ يَزَلْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَفِّضُهُمْ حَتَّى سَكَتُوا وَسَكَتَ قَالَتْ وَبَكَيْتُ يَوْمِي ذَلِكَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ ثُمَّ بَكَيْتُ لَيْلَتِي الْمُقْبِلَةَ لَا يَرْقَأُ لِي دَمْعٌ وَلَا أَكْتَحِلُ بِنَوْمٍ وَأَبَوَايَ يَظُنَّانِ أَنَّ الْبُكَاءَ فَالِقٌ كَبِدِي فَبَيْنَمَا هُمَا جَالِسَانِ عِنْدِي وَأَنَا أَبْكِي اسْتَأْذَنَتْ عَلَيَّ امْرَأَةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَأَذِنْتُ لَهَا فَجَلَسَتْ تَبْكِي قَالَتْ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ قَالَتْ وَلَمْ يَجْلِسْ عِنْدِي مُنْذُ قِيلَ لِي مَا قِيلَ وَقَدْ لَبِثَ شَهْرًا لَا يُوحَى إِلَيْهِ فِي شَأْنِي بِشَيْءٍ قَالَتْ فَتَشَهَّدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ

کو قتل کر دیں گے۔ یہ کہہ کر حضرت سعد بن معاذ کے عزیز حضرت اسید بن حضیر کھڑے ہو گئے اور انھوں نے حضرت سعد بن عبادہ سے کہا تم نے غلط کہا، ہم ضرور اس کو قتل کریں گے تو خود بھی منافق ہے اور منافقوں کی طرف سے لڑ رہا ہے۔ اوس اور خزرج دونوں قبیلے جوش میں آ گئے اور ایک دوسرے سے لڑنے پر تیار ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر کھڑے ہوئے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو مسلسل ٹھنڈا کرتے رہے حتیٰ کہ وہ لوگ خاموش ہو گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش ہو گئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں میں سارا دن روتی رہی میرے آنسو نہ رکے نہ مجھے نیند کا سرمہ لگا، اور میرے ماں باپ یہ گمان کرتے تھے کہ اس قدر رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا۔ پھر جس وقت میرے ماں باپ میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی انصار کی ایک عورت نے اندر آنے کی اجازت مانگی میں نے اس کو اجازت دے دی وہ بھی بیٹھ کر رونے لگی۔ ہم اسی حال میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور بیٹھ گئے۔ حضرت عائشہ فرماتی ہیں جب سے میرے متعلق یہ تہمت بنائی گئی تھی آپ میرے پاس نہیں بیٹھے تھے اور ایک ماہ تک میرے متعلق آپ کے پاس کوئی وحی نہیں آئی تھی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تشہد پڑھا، پھر فرمایا: اے عائشہ! مجھے تمہارے متعلق ایسی ایسی خبر پہنچی ہے (یعنی زنا کی تہمت سے) اگر تم پاک ہو تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمہاری پاکدامنی ظاہر فرما دے گا اور اگر (بالفرض) تم اس گناہ میں ملوث ہو گئی ہو تو اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرو کیونکہ جب بندہ اپنے گناہ کا اعتراف کر کے اور توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بات ختم کر دی تو

جَلَسَ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ يَا عَائِشَةُ فَإِنَّهُ قَدْ
بَلَغَنِي عَنْكِ كَذَا وَكَذَا فَإِنْ كُنْتِ بَرِيئَةً
فَسَيُبَرِّئُكِ اللَّهُ وَإِنْ كُنْتِ أَلْمَمْتِ بِذَنْبٍ
فَاسْتَغْفِرِي اللَّهَ وَتُوبِي إِلَيْهِ فَإِنَّ الْعَبْدَ
إِذَا اعْتَرَفَ بِذَنْبٍ ثُمَّ تَابَ تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ
قَالَتْ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَالَتَهُ قَلَصَ دَمْعِي حَتَّى مَا أُحِسُّ
مِنْهُ قَطْرَةً فَقُلْتُ لِأَبِي أَجِبْ عَنِّي رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
فِيمَا قَالَ فَقَالَ وَاللَّهِ مَا أَدْرِي
مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ فَقُلْتُ لِأُمِّي أَجِيبِي عَنِّي رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ وَاللَّهِ
مَا أَدْرِي مَا أَقُولُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ وَأَنَا جَارِيَةٌ
حَدِيثَةُ السِّنِّ لَا أَقْرَأُ كَثِيرًا مِنَ
الْقُرْآنِ إِنِّي وَاللَّهِ لَقَدْ عَرَفْتُ أَنَّكُمْ قَدْ
سَمِعْتُمْ بِهَذَا حَتَّى اسْتَقَرَّ فِي نُفُوسِكُمْ
وَصَدَّقْتُمْ بِهِ فَإِنْ قُلْتُ لَكُمْ إِنِّي
بَرِيئَةٌ وَاللَّهُ يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَا تُصَدِّقُونِي
بِذَلِكَ وَلَئِنِ اعْتَرَفْتُ لَكُمْ بِأَمْرٍ وَاللَّهُ
يَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ لَتُصَدِّقُونَنِي وَإِنِّي
وَاللَّهِ مَا أَجِدُ لِي وَلَكُمْ مَثَلًا إِلَّا كَمَا
قَالَ أَبُو يُوسُفَ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللَّهُ
الْمُسْتَعَانُ عَلَى مَا تَصِفُونَ قَالَتْ ثُمَّ
تَحَوَّلْتُ فَاضْطَجَعْتُ عَلَى فِرَاشِي قَالَتْ
وَأَنَا وَاللَّهِ حِينَئِذٍ أَعْلَمُ أَنِّي بَرِيئَةٌ وَ
أَنَّ اللَّهَ مُبَرِّئِي بِبَرَاءَتِي وَلَكِنْ وَاللَّهِ
مَا كُنْتُ أَظُنُّ أَنْ يُنْزَلَ فِي شَأْنِي وَحْيٌ

میرے آنسو خشک ہو گئے تھے کہ مجھے ایک قطرہ بھی محسوس
نہ ہوا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ میری طرف سے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی باتوں کا جواب دیجئے۔
انہوں نے کہا بخدا مجھے پتا نہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے کیا کہوں۔ میں نے اپنی والدہ سے کہا کہ آپ میری
طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے۔
انہوں نے بھی کہا بخدا مجھے پتا نہیں کہ میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کہوں۔ حضرت عائشہ نے کہا
کہ میں ایک کم عمر لڑکی ہوں میں نے زیادہ قرآن مجید نہیں
پڑھا۔ بخدا مجھے یہ معلوم ہے کہ تم لوگوں نے اس بات
کو سن لیا ہے اور یہ تم لوگوں کے دلوں میں جم گئی ہے،
اور تم نے اس کی تصدیق کر دی ہے۔ اگر میں تم سے یہ
کہوں کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں
بری ہوں تو تم میری تصدیق نہیں کرو گے اور اگر میں کسی
گناہ کا اعتراف کر لوں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں
اس سے بری ہوں، تو تم میری تصدیق کرو گے، اور
بے شک بخدا میں اپنے اور تمہارے درمیان صرف
حضرت یوسف کے والد کی مثال پاتی ہوں انہوں نے
کہا تھا میں صبر جمیل کرتا ہوں اور اللہ جو کچھ تم کہتے ہو
اس کے خلاف میں نے اللہ ہی سے مدد طلب کی ہے
حضرت عائشہ کہتی ہیں، میں جا کر لیٹ گئی اور بخدا مجھے یہ
یقین تھا کہ میں بری ہوں اور اللہ تعالیٰ میری براءت کو ظاہر
کر دے گا اور بخدا یہ بات میرے وہم و گمان میں بھی نہ
تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق قرآن مجید میں وحی نازل فرمائیگا
اور میں اپنی حیثیت اس سے کم سمجھتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے
متعلق ایسا کلام نازل فرماتے گا جس کی تلاوت قیامت تک
کی جائے گی لیکن مجھے یہ امید تھی کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کو نیند میں کوئی ایسا خواب دکھا دے گا جس میں
اللہ تعالیٰ میری براءت ظاہر فرمائے گا۔ حضرت عائشہ فرماتی

[illegible]

نزول وحی کے وقت جو شدت طاری ہوتی تھی وہ طاری [illegible]

[illegible]

فَرَجَعَ إِلَى مِسْطَحٍ النَّفَقَةَ الَّتِي كَانَ يُنْفِقُ عَلَيْهِ وَقَالَ لَا أَنْزِعُهَا مِنْهُ أَبَدًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ أَمْرِي مَا عَلِمْتِ أَوْ مَا رَأَيْتِ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحْمِي سَمْعِي وَبَصَرِي وَاللَّهِ مَا عَلِمْتُ إِلَّا خَيْرًا قَالَتْ عَائِشَةُ وَهِيَ الَّتِي كَانَتْ تُسَامِينِي مِنْ أَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَعَصَمَهَا اللَّهُ بِالْوَرَعِ وَطَفِقَتْ أُخْتُهَا حَمْنَةُ بِنْتُ جَحْشٍ تُحَارِبُ لَهَا فَهَلَكَتْ فِيمَنْ هَلَكَ قَالَ الزُّهْرِيُّ فَهَذَا مَا انْتَهَى إِلَيْنَا مِنْ أَمْرِ هَؤُلَاءِ الرَّهْطِ وَقَالَ فِي حَدِيثِ يُونُسَ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ.

آیت سے (جب یہ آیت نازل ہوئی تو) حضرت ابوبکر نے کہا بخدا میں یہ چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بخش دے پھر انہوں نے حضرت مسطح کو وہ خرچ دینا شروع کر دیا جو وہ پہلے دیا کرتے تھے اور کہا میں اس خرچ کو کبھی نہیں روکوں گا۔ حضرت عائشہ بیان فرماتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس معاملہ کے متعلق دریافت کیا کہ تم کو کیا علم ہے یا تم نے کیا دیکھا ہے؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے کانوں اور آنکھوں کو محفوظ رکھتی ہوں، بخدا مجھے ان کے متعلق نیکی کے سوا اور کچھ علم نہیں۔ حضرت عائشہ نے بیان کیا کہ حضرت زینب ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں میری ہمسری کرتی تھیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے تقویٰ اور پرہیزگاری کی وجہ سے محفوظ رکھا مگر ان کی بہن حضرت حمنہ بنت جحش ان سے لڑیں اور تہمت کی ہلاکت میں مبتلا ہونے والے دوسرے لوگوں کے ساتھ مبتلا ہو گئیں۔ زہری کہتے ہیں کہ یہ وہ حدیث ہے جو اس جماعت کے معاملہ کے متعلق ہم تک پہنچی ہے، اور یونس کی روایت میں ہے کہ حضرت حمنہ کو تعصب نے تہمت لگانے پر ابھارا تھا۔

۶۸۹۳ - وَحَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ ح وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحِ بْنِ كَيْسَانَ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ وَمَعْمَرٍ بِإِسْنَادِهِمَا وَفِي حَدِيثِ فُلَيْحٍ اجْتَهَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ كَمَا قَالَ مَعْمَرٌ وَفِي حَدِيثِ صَالِحٍ احْتَمَلَتْهُ الْحَمِيَّةُ كَقَوْلِ يُونُسَ وَزَادَ فِي حَدِيثِ صَالِحٍ قَالَ عُرْوَةُ كَانَتْ عَائِشَةُ تَكْرَهُ أَنْ يُسَبَّ

امام مسلم نے اس حدیث کو دو اور سندوں کے ساتھ روایت کیا فلیح کی روایت میں ہے اس کو تعصب نے جاہل بنا دیا اور صالح کی روایت میں ہے اس کو تعصب نے ابھارا، نیز صالح کی روایت میں یہ اضافہ ہے: حضرت عائشہ حضرت حسان کو برا کہنا ناپسند کرتی تھیں۔ حضرت حسان بھی تہمت لگانے والوں میں تھے، اور فرماتی تھیں حسان کا یہ شعر ہے: "بے شک میرے باپ، میری ماں اور میری عزت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کے تحفظ کے لیے ہیں" نیز اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ عروہ ——

عِنْدَهَا حَسَّانُ وَتَقُولُ فَإِنَّهُ قَالَ
فَإِنَّ أَبِي وَوَالِدَهُ وَعِرْضِي
لِعِرْضِ مُحَمَّدٍ مِنْكُمْ وِقَاءُ
قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ عَائِشَةُ وَاللّٰهِ إِنَّ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ مَا قِيلَ لَيَقُولُ سُبْحَانَ اللّٰهِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ قَالَتْ ثُمَّ قُتِلَ بَعْدَ ذٰلِكَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَفِي حَدِيثِ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ مُوعِرِينَ فِي نَحْرِ الظَّهِيرَةِ وَقَالَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ مُوغِرِينَ قَالَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قُلْتُ لِعَبْدِ الرَّزَّاقِ مَا قَوْلُهُ مُوغِرِينَ قَالَ الْوَغْرَةُ شِدَّةُ الْحَرِّ

جس آدمی کے ساتھ یہ تہمت لگائی گئی تھی (یعنی حضرت صفوان بن معطل) وہ کہتے تھے سبحان اللہ! بخدا جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے میں نے کبھی کسی عورت کا پردہ نہیں کھولا (یعنی وہ نامرد تھے)، حضرت عائشہ بولیں کہ اس کے بعد وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے۔ یعقوب بن ابراہیم کی حدیث میں ہے ... ـــــــ اور عبدالرزاق نے موغرین روایت کیا۔ عبد بن حمید کہتے ہیں میں نے عبدالرزاق سے پوچھا موغرین کا کیا معنی ہے انہوں نے کہا وغرہ کا معنی ہے سخت گرمی۔

٦١٩٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ لَمَّا ذُكِرَ مِنْ شَأْنِي الَّذِي ذُكِرَ وَمَا عَلِمْتُ بِهِ قَامَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَتَشَهَّدَ فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَشِيرُوا عَلَيَّ فِي أُنَاسٍ أَبَنُوا أَهْلِي وَايْمُ اللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَى أَهْلِي مِنْ سُوءٍ قَطُّ وَلَا دَخَلَ بَيْتِي قَطُّ إِلَّا وَأَنَا حَاضِرٌ وَلَا غِبْتُ فِي سَفَرٍ إِلَّا غَابَ مَعِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِقِصَّتِهِ وَفِيهِ وَلَقَدْ دَخَلَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتِي فَسَأَلَ جَارِيَتِي فَقَالَتْ وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا عَيْبًا إِلَّا أَنَّهَا كَانَتْ تَرْقُدُ حَتَّى تَدْخُلَ الشَّاةُ فَتَأْكُلَ عَجِينَهَا أَوْ قَالَتْ خَمِيرَهَا شَكَّ هِشَامٌ فَانْتَهَرَهَا بَعْضُ أَصْحَابِهِ فَقَالَ اصْدُقِي رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى أَسْقَطُوا لَهَا بِهِ فَقَالَتْ سُبْحَانَ اللّٰهِ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں جب میرے متعلق یہ ناگفتہ بہ بات کہی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا، کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی، پھر فرمایا مجھے ان لوگوں کے متعلق مشورہ دو جنہوں نے میری اہلیہ پر تہمت لگائی ہے، بخدا میں نے اپنی اہلیہ پر کبھی کوئی برائی نہیں دیکھی اور جس شخص کے ساتھ انہوں نے تہمت لگائی ہے بخدا مجھے اس کی بھی کسی برائی کا علم نہیں ہے، وہ جب بھی میرے گھر گیا میرے ساتھ گیا اور میں جب کبھی گھر سے باہر گیا تو وہ میرے ساتھ باہر گیا، اس کے بعد حسب سابق واقعہ بیان کیا اور اس روایت میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے گھر تشریف لے گئے اور میری باندی (حضرت بریرہ) سے پوچھا، اس نے کہا بخدا مجھے ان کے متعلق اس کے سوا اور کسی عیب کا علم نہیں ہے کہ وہ سو جاتی ہیں اور بکری آکر ان کا آٹا کھا جاتی ہے۔ ہشام کو شک ہے آٹا کہا یا خمیر کہا، پھر آپ کے بعض صحابہ (حضرت علی) نے اس کو ڈانٹا اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سچ بولو،

وَاللّٰهِ مَا عَلِمْتُ عَلَيْهَا إِلَّا مَا يَعْلَمُ الصَّائِغُ عَلَى تِبْرِ الذَّهَبِ الْأَحْمَرِ، وَقَدْ بَلَغَ الْأَمْرُ ذٰلِكَ الرَّجُلَ الَّذِي قِيلَ لَهُ فَقَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَاللّٰهِ مَا كَشَفْتُ عَنْ كَنَفِ أُنْثَى قَطُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَقُتِلَ شَهِيدًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ. وَفِيهِ أَيْضًا مِنَ الزِّيَادَةِ: وَكَانَ الَّذِينَ تَكَلَّمُوا بِهِ مِسْطَحٌ وَحَمْنَةُ وَحَسَّانُ، وَأَمَّا الْمُنَافِقُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ أُبَيٍّ فَهُوَ الَّذِي كَانَ يَسْتَوْشِيهِ وَيَجْمَعُهُ، وَهُوَ الَّذِي تَوَلَّى كِبْرَهُ وَحَمْنَةُ۔

حتیٰ کہ حضرت عائشہ کو اس قول کی وجہ سے ... اس نے کہا سبحان اللہ میں ... جس طرح سنار خالص سونے کی سرخ ڈلی کو جانتا ہے۔ (یعنی وہ بے عیب ہیں) اور جب اس شخص تک یہ خبر پہنچی جس سے یہ تہمت لگائی گئی تھی تو اس نے کہا: سبحان اللہ! میں نے کبھی کسی عورت کا کپڑا نہیں کھولا، ... وہ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے تھے، اور اس روایت میں یہ اضافہ ہے: جن لوگوں نے تہمت لگائی تھی ان میں حضرت مسطح، حضرت حمنہ اور حضرت حسان بھی تھے اور رہا منافق عبداللہ بن ابی سو وہ اس تہمت کو ہوا دیتا تھا اور وہ اور حمنہ ہی اس تہمت کو سب سے زیادہ پھیلانے والے تھے۔

سفر میں بیوی کو ساتھ لے جانے کے لیے قرعہ اندازی میں مذاہب

اس حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں کسی زوجہ کو ساتھ لے جانے کے لیے ازواج مطہرات کے درمیان قرعہ اندازی کرتے تھے۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور جمہور علماء کی اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جو بیوی ... کو سفر میں لے جانے کے لیے قرعہ اندازی کرنا چاہیے اور اس سلسلہ میں بہ کثرت احادیث صحیحہ مشہورہ موجود ہیں۔ علامہ ابو عبید نے کہا ہے کہ حضرت یونس، حضرت زکریا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تین انبیاء علیہم السلام نے اس پر عمل کیا ہے۔ علامہ ابن منذر نے کہا ہے کہ اس پر عمل بمنزلہ اجماع ہے۔ امام ابوحنیفہ کے مشہور مذہب میں یہ باطل ہے۔ اور امام ابوحنیفہ سے اس کی اجازت بھی منقول ہے۔ امام ابوحنیفہ اور بعض دیگر علماء نے یہ کہا ہے کہ شوہر بغیر قرعہ اندازی کے جس بیوی کو چاہے سفر میں ساتھ لے جا سکتا ہے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک بیوی کے لیے سفر میں زیادہ مفید ہو اور دوسری بیوی گھر کے کاموں اور بچوں کی حفاظت میں زیادہ ماہر ہو، امام مالک سے بھی ایک یہی روایت ہے۔ علامہ ابن منذر نے کہا کہ قیاس اسی کا تقاضا کرتا ہے، لیکن ہم نے حدیث پر عمل کیا ہے۔[1]

مذاہب ائمہ کی وضاحت علامہ عینی کے حوالے سے آ رہی ہے۔

نزول وحی سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت عائشہ کی براءت کے متعلق علم، اور شبہات کے جوابات

اس حدیث میں ایک بحث یہ ہے کہ آیا نزول وحی سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[illegible] تحقیق یہ ہے کہ [illegible] [illegible]

[illegible] کیونکہ جب اس مسئلہ پر بحث ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

واللہ ما علمت علی اھلی الا خیرا ولقد ذکروا رجلا ما علمت علیہ الا خیرا۔[1]

خدا کی قسم مجھے اپنی بیوی میں نیکی کے سوا [illegible] اور ان لوگوں نے جس شخص کے ساتھ تہمت لگائی ہے مجھے اس شخص کی بھی [illegible]

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت ام المومنین [illegible] [illegible] اس کا جواب یہ ہے کہ [illegible] [illegible]

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اگر [illegible] ام المومنین کی برأت کا پہلے سے علم تھا تو آپ نے اس مسئلہ میں صحابہ سے مشورہ کیوں کیا اور حضرت بریرہ سے حضرت عائشہ کے چال چلن کے متعلق استفسار کیوں کیا [illegible] اس مسئلہ کی پوری تحقیق [illegible] حضرت عائشہ کی خادمہ بریرہ [illegible] حضرت عائشہ کے چال چلن کے متعلق استفسار کیا تھا تاکہ سب کے سامنے حضرت ام المومنین کی برأت اور پاکیزگی کا اظہار [illegible] ان کہا کہ ہم حضرت عائشہ کے متعلق پاکیزگی کے سوا اور کچھ نہیں جانتے۔

تیسرا سوال یہ ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی پاکیزگی کا علم تھا تو آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کیوں فرمایا اگر تم سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، اس کا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد [illegible] امت کے لیے تھا [illegible] مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرنی چاہیے، قرآن مجید میں اس قسم کی کثرت سے مثالیں ہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

فان کنت فی شک مما انزلنا الیک فسئل الذین یقرءون الکتاب من قبلک

اگر آپ کو بالفرض اس چیز کے متعلق شک ہو جس کو ہم نے آپ کی طرف نازل کیا ہے تو آپ ان لوگوں سے سوال کیجئے جو آپ سے پہلے کتاب پڑھتے ہیں۔

یونس: ۱۰

اللہ تعالیٰ انبیاء کرام کے متعلق ارشاد فرماتا ہے:

فمن تولی بعد ذلک فاولئک ھم الفاسقون

پھر جو کوئی اس کے بعد روگردانی کرے تو وہی لوگ [illegible]

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۹۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

(آل عمران: ۸۲) پھر گیا تو وہی لوگ نافرمان ہوں گے۔

قل ان کان للرحمن ولد فانا اول العابدین (الزخرف: ۸۱) — آپ فرمائیے اگر بہ فرض محال رحمن کی کوئی اولاد ہوتی تو میں سب سے پہلے اس کی عبادت کرتا۔

سو اسی اعتبار سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر بالفرض تم سے کوئی گناہ ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو، یہ تحقیق اور تفتیش کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے فرمایا تھا اور اس ارشاد میں امت کے لیے یہ درس تھا کہ اپنی بیوی کی حمایت میں تحقیق میں کوئی کمی نہ کی جائے اور یہ تعلیم دینی تھی کہ اگر کسی شخص کی بیوی سے یہ غلطی ہو جائے تو وہ اس کو توبہ کی تلقین کرے اور یہ مسئلہ بتانا تھا کہ جس شخص سے یہ غلطی صادر ہو جائے وہ اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو معاف کر دے گا۔

چوتھا سوال یہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ لوگوں نے یہ بات سنی ہے اور تمہارے دلوں میں یہ بات قرار پکڑ چکی ہے اور تم نے اس کی تصدیق بھی کر دی ہے اگر میں تم سے کہوں کہ میں بے گناہ ہوں تو تم میری تصدیق نہ کرو گے" اس سے معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی پاکدامنی کا علم نہیں تھا، اس کا جواب یہ ہے کہ معاذ اللہ اس خطاب میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا روئے سخن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نہیں تھا، اس قول میں اگرچہ خطاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا لیکن یہ خطاب ان لوگوں کے لیے تھا جو مسلمان ہونے کے باوجود منافقین کے بہکانے سے تہمت لگانے میں مشغول ہو گئے تھے۔

پانچواں سوال یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ کی براءت اور پاکیزگی کا علم تھا تو آپ اس قدر پریشان اور غمگین کیوں رہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو غم اور صدمہ کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ کو بے گناہ پر تہمت لگی ہے بلکہ زیادہ غم اور پریشانی کا سبب یہ تھا کہ بعض مسلمان بھی تہمت لگانے والوں میں شامل ہو گئے تھے۔ ایسے میں اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم از خود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت کا اعلان کرتے تو یہ خدشہ تھا کہ وہ مسلمان آپ کے متعلق یہ بدگمانی کرتے کہ آپ اہل کی رعایت فرما رہے ہیں اور آپ کے متعلق بدگمانی کرنے کا فتنہ ہو جاتا۔

کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم تھا اس پر ایک قوی دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی،[1] تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر نبی کی زوجہ کی پاکدامنی کا علم ہے تو اپنی زوجہ مطہرہ کی پاک دامنی کا علم کیسے نہیں ہوگا!

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قال الضحاک عن ابن عباس ما بغت امرأۃ نبی قط[2] — ضحاک نے کہا کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما متوفی ۶۸ھ، تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس برحاشیہ در منثور ج ۲ ص ۱۱۱، مطبوعہ مکتبہ میمنیہ مصر ۱۳۰۲ھ

۲۔ حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۷۳، مطبوعہ دار الاندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

اخرج عبد بن حمید عن ابن عباس ما زنت امرأة نبی قط ورفعه اشرس الی النبی صلی الله علیه وسلم۔ [1]

امام عبد بن حمید نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی اور اشرس نے کہا ہے کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

واخرج ابن عساکر عن اشرس الخراسانی یرفعه الی النبی صلی الله علیه وسلم انه قال ما بغت امرأة نبی قط، واخرج ابن المنذر عن ابن عباس رضی الله عنهما ما بغت امرأة نبی قط۔ [2]

امام ابن عساکر نے اپنی سند کے ساتھ اشرس خراسانی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔ امام ابن منذر نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اس روایت کو امام رازی، [3] علامہ قرطبی [4] اور علامہ نووی نے بھی ذکر کیا ہے۔ [5]

خلاصہ یہ ہے کہ امام ابن منذر اور امام ابن عساکر وغیرہ ائمہ نے اپنی سندوں کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ کسی نبی کی بیوی نے کبھی بدکاری نہیں کی اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی ... کے متعلق کچھ علم نہیں ہوگا۔

حضرت عائشہ کی براءت پر علماء اہل سنت کے دلائل

امام ... شافعی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ کا نبی معصوم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ ہونا اس فاحشہ کے ارتکاب سے مانع ہے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کفار کو دین حق کی طرف دعوت دینے کے لیے مبعوث ہوئے ہیں، اس لیے واجب ہے کہ ان میں کوئی ایسا عیب نہ ہو جو لوگوں کو ان سے متنفر کرے، اور جس شخص کی بیوی بدکار ہو اس سے لوگ بہت نفرت کرتے ہیں۔ اگر یہ سوال کیا جائے کہ پھر نبی کی بیوی کا کافرہ ہونا کیوں جائز ہے جیسا کہ حضرت نوح اور حضرت لوط علیہما السلام کی بیویاں کافرہ تھیں، اور جب نبی کی بیوی کا کافرہ ہونا جائز ہے تو بدکار ہونا کیوں جائز نہیں ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کفار کے نزدیک کفر موجب نفرت نہیں ہے اور بیوی کا بدکار ہونا سب کے نزدیک ہی موجب نفرت ہے۔

---

[1] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۸ ص ۱۶۲، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۶ ص ۲۴۵، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ

[3] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۸ ص ۱۲۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[4] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۹ ص ۲۰۲، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

[5] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

دوسری وجہ یہ ہے کہ اس واقعہ سے پہلے حضرت عائشہ کا یہ حال معروف تھا کہ وہ فحش کاموں کے اسباب اور محرکات سے بہت دور اور بالکل محفوظ تھیں اور جس شخصیت کا یہ حال معروف ہو اس کے ساتھ حسن ظن کرنا واجب تھا۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ اس فاحشہ کی تہمت لگانے والے منافقین اور ان کے متبعین تھے اور یہ بات معلوم ہے کہ دشمن کی اڑائی ہوئی بات بے بنیاد ہوتی ہے، ان قرائن سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس تہمت کا جھوٹا ہونا آپ کو نزول وحی سے پہلے ہی معلوم تھا۔

تہمت لگانے والوں میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی بن سلول، زید بن رفاعہ، حسان بن ثابت، مسطح بن اثاثہ حمنہ بنت جحش اور ان کے موافقین تھے۔ [1]

علامہ ابو البرکات نسفی لکھتے ہیں:

روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے منافقین کے جھوٹ کا یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کے جسم پر مکھی بیٹھے، کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھ کر نجاست سے آلودہ ہوتی ہے، تو جب اللہ تعالیٰ نے اتنی معمولی نجاست والی چیز کے مس سے آپ کو محفوظ رکھا ہے تو آپ کو اس فاحشہ کے ساتھ ملوث ہونے والی عورت سے کیسے محفوظ نہیں رکھے گا، حضرت عثمان نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سایہ کو زمین پر پڑنے سے محفوظ رکھا ہے تاکہ کسی انسان کا اس سایہ پر قدم نہ پڑے تو جب کسی شخص کے لیے آپ کے سایہ پر قدم رکھنا ممکن نہیں ہے تو کسی شخص کے لیے آپ کی زوجہ کی عزت کو پامال کرنا کس طرح ممکن ہوگا، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو بھیج کر آپ کو یہ خبر دی کہ آپ کے نعلین میں گندی چیز ہے اور آپ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنے پیر سے وہ جوتی اتار دیں تاکہ آپ کے پیر میں وہ گندی چیز نہ لگے تو اگر بالفرض آپ کی زوجہ اس فاحشہ سے ملوث ہو گئی ہوتیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو ان سے الگ ہونے کا حکم فرما دیتا۔ اور حضرت ابو ایوب انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کیا تم کو اس چیز کی خبر ہے؟ ان کی بیوی نے کہا یہ بتاؤ اگر تم حضرت صفوان بن معطل کی جگہ ہوتے تو کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم محترم کے ساتھ کسی فاحشہ کا ارادہ کر سکتے تھے! انہوں نے کہا ہرگز نہیں! انہوں نے کہا اور اگر میں حضرت عائشہ کی جگہ ہوتی تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خیانت کا ارادہ نہ کرتی اور حضرت عائشہ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت صفوان تم سے افضل ہیں تو ان کے متعلق اس فاحشہ کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ [2]

حضرت عائشہ کی براءت پر علماء شیعہ کے دلائل

شیعہ مفسرین میں سے شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی لکھتے ہیں:

فالأية دالة على كذب من قذف عائشة وافك عليها۔ [3]

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ جس نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی وہ جھوٹا ہے۔

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۴۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ، مدارک التنزیل ج ۳ ص ۱۳۳ مطبوعہ دار الکتب عربیہ پشاور

[3] شیخ ابو جعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ، تبیان ج ۷ ص ۴۲۳ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۳ھ

شیخ فتح اللہ کاشانی لکھتے ہیں:

ایشاں اند دروغ گویان در ظاہر و باطن چہ اگر گواہ آوردندے در ظاہر در حکم کاذب نبودندے اما در باطن کاذب بودندے زیرا کہ ایں صورت در ازواج انبیاء ممتنع است و چوں گواہ نیاوردند در ظاہر نیز کاذب اند۔[1]

یہ تہمت لگانے والے ظاہر اور باطن میں جھوٹے تھے کیونکہ اگر وہ گواہ پیش کر دیتے تو ظاہر میں تو جھوٹے نہ ہوتے لیکن باطن میں جھوٹے ہوتے کیونکہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج میں یہ صورت ممتنع ہے اور جب وہ گواہ پیش نہیں کر سکے تو باطن کی طرح ظاہر میں بھی جھوٹے ہوئے۔

نیز شیخ کاشانی لکھتے ہیں:

پس فجور زوجات پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم موجب تنفیر مردم است از آنحضرت و انبیاء مبعوث شدہ اند بجانب خلق بجہت آنکہ ایشاں را دعوت کنند بدین خدا پس واجب است کہ منتفی باشد از ایشاں چیزے کہ موجب تنفیر کفار شود و کشخیت از اعظم منفرات است بخلاف کفر کہ نزد ایشاں منفر نبود ازیں جہت واجب است کہ ازواج ما از لوث معصوم باشند و لازم نیست کہ از کفر بری باشند۔[2]

کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج سے فاحشہ کا صدور لوگوں کی حضور سے نفرت کا موجب ہے اور انبیاء علیہم السلام کفار کی طرف اس لیے بھیجے جاتے ہیں کہ ان کو اللہ کے دین کی دعوت دیں اس لیے واجب ہے کہ وہ ان چیزوں سے محفوظ رہیں جو کفار کے تنفر کا موجب ہوں اور بدکاری سب سے زیادہ تنفر کا موجب ہے اس کے برخلاف کفر ان کے نزدیک تنفر کا موجب نہیں ہے اس لیے واجب ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی ازواج اس فاحشہ سے محفوظ ہوں اور یہ لازم نہیں ہے کہ وہ کفر سے بری ہوں۔

شیخ طبرسی لکھتے ہیں:

لان اللہ تعالیٰ یبرئ عائشۃ ویأجرھا بصبرھا واحتسابھا ویلزم اصحاب الافک ما استحقوہ بالاثم الذی ارتکبوہ فی امرھا[3]

کیونکہ اللہ تعالیٰ حضرت عائشہ کو بری کر دے گا اور ان کو ان کے صبر کرنے پر اجر عطا فرمائے گا اور تہمت لگانے والوں کو وہ سزا ملے گی جس کے وہ مستحق ہوئے ہیں۔

حضرت عائشہ کی برأت کے متعلق نازل ہونے والی قرآن مجید کی آیات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ نے قرآن مجید میں میری برأت کے متعلق دس آیات نازل فرمائیں وہ دس آیات یہ ہیں:

1۔ شیخ فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۷۷ھ، منہج الصادقین ج ۶ ص ۲۸۳-۲۸۲ مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران

2۔ 〃 〃 〃 〃، منہج الصادقین ج ۶ ص ۲۸۴

3۔ شیخ ابو علی فضل بن حسن طبرسی [illegible]ھ، مجمع البیان ج ۷ ص ۲۰۷ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

إن الذين جاءو بالافك عصبة منكم ط
لا تحسبوه شرا لكم ط بل هو خير لكم ط لكل امرئ
منهم ما اكتسب من الاثم ج والذى تولى
كبره منهم له عذاب عظيم ه لولا اذ سمعتموه
ظن المؤمنون والمؤمنات بانفسهم خيرا
وقالوا هذا افك مبين ه لولا جاءو عليه
باربعة شهداء فاذ لم يأتوا بالشهداء فاولئك
عند الله هم الكاذبون ه ولولا فضل
الله عليكم ورحمته فى الدنيا والاخرة
لمسكم فى ما افضتم فيه عذاب عظيم ه
اذ تلقونه بالسنتكم وتقولون بافواهكم
ما ليس لكم به علم وتحسبونه هينا و
هو عند الله عظيم ه ولولا اذ سمعتموه
قلتم ما يكون لنا ان نتكلم بهذا سبحنك
هذا بهتان عظيم ه يعظكم الله ان تعودوا
لمثله ابدا ان كنتم مؤمنين ه ويبين الله
لكم الايات ط والله عليم حكيم ه ان الذين
يحبون ان تشيع الفاحشة فى الذين امنوا
لهم عذاب اليم لا فى الدنيا والاخرة ط و
الله يعلم وانتم لا تعلمون ه ولولا فضل
الله عليكم ورحمته وان الله رءوف
رحيم

(نور : ۲۰-۱۱)

بے شک جن لوگوں نے (حضرت عائشہ پر) کھلا بہتان لگایا وہ تم ہی میں سے ایک گروہ ہے تم اس بہتان کو اپنے لیے شر نہ سمجھو بلکہ وہ (بارِ آخر) تمہارے لیے خیر ہے اس گروہ میں سے ہر شخص کے لیے وہ گناہ ہے جس کا اس نے ارتکاب کیا، اور ان میں سے جس نے اس بہتان میں سب سے بڑا حصہ لیا اس کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔ جب تم نے اس بہتان کو سنا تو مومن مردوں اور مومن عورتوں نے اپنوں کے متعلق نیک گمان کیوں نہ کیا اور یہ کیوں نہ کہا کہ یہ کھلا بہتان ہے، یہ لوگ اپنے بہتان پر چار گواہ کیوں نہیں لے کر آئے، پس جب وہ گواہ نہ لا سکے تو یہی لوگ اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں، اگر دنیا اور آخرت میں تم پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتی تو جس بہتان کو پھیلانے میں تم لگ گئے تھے اس کی وجہ سے تم کو بہت بڑا عذاب پہنچتا، جب تم اپنی زبانوں پر ایک دوسرے سے (سن کر) یہ بات لاتے رہے اور اپنے منہ سے وہ بات کہتے رہے جس کا تمہیں علم نہ تھا اور تم اس کو معمولی بات سمجھتے رہے، حالانکہ اللہ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی، اور جب تم نے اس بہتان کو سنا تو تم نے اسی وقت یہ کیوں نہ کہہ دیا، اس قسم کی بات ہمیں سزاوار نہیں، اے اللہ تو پاک ہے یہ بہت بڑا بہتان ہے، اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت فرماتا ہے کہ تم ایسی بات کبھی نہ کہنا اگر تم ایمان رکھتے ہو اور اللہ تمہارے لیے آیتیں بیان فرماتا ہے اور اللہ بہت علم والا ہے بڑی حکمت والا ہے، بے شک جو لوگ مسلمانوں میں بے حیائی کی بات پھیلنے کو پسند کرتے ہیں ان کے لیے دنیا اور آخرت میں دردناک عذاب ہے اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے، اور اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت نہ ہوتی (تو تم کو بھی عذاب ہوتا) اور بے شک اللہ نہایت رحم فرمانے والا بے حد مہربانی کرنے والا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فضائل

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

ان آیات میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بہت بڑی فضیلت ہے، اگر تم تمام قرآن کو مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے کسی معصیت پر اتنی سخت وعید نازل نہیں فرمائی جتنی حضرت عائشہ کی تہمت پر وعید نازل فرمائی ہے اور جتنی سختی کے ساتھ اس سے منع فرمایا ہے اور یہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت ہے۔

امام ابن ابی شیبہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میرے کچھ ایسے خصوصی فضائل ہیں جو دوسری کسی میں نہیں ہیں، البتہ جو چیزیں اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم بنت عمران کو عطا فرمائیں وہ مستثنیٰ ہیں، اللہ کی قسم میں یہ نہیں کہتی کہ میں ان اوصاف کی وجہ سے دیگر ازواج مطہرات پر فخر کرتی ہوں، پوچھا گیا وہ کیا ہیں؟ حضرت عائشہ نے فرمایا: فرشتہ میری صورت لے کر نازل ہوا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات سال کی عمر میں مجھ سے نکاح کیا، نو سال کی عمر میں میری رخصتی ہوئی، میرے علاوہ اور کسی کنواری عورت کا حضور سے نکاح نہیں ہوا، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوتی تو آپ پر وحی نازل ہوتی، میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک لوگوں میں سب سے زیادہ محبوب تھی، میرے متعلق قرآن مجید کی آیات نازل ہوئیں، میرے سوا ازواج مطہرات میں سے کسی نے بھی حضرت جبرئیل کو نہیں دیکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا میرے حجرے میں وصال ہوا، میرے اور فرشتہ کے سوا اور کوئی آپ کے قریب نہیں تھا۔[۱]

امام رازی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے چار شخصوں کی وجہ سے برأت بیان کی، حضرت یوسف علیہ السلام کی برأت ایک شاہد کی زبان سے بیان کی، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف یہود نے ایک مکروہ بیماری کی نسبت کردی تو ان کی برأت ایک پتھر نے بیان کی، حضرت مریم کی برأت ان کے بیٹے نے بیان کی اور حضرت عائشہ کی برأت اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی دس آیات میں بیان کی جن کی قیامت تک تلاوت ہوتی رہے گی۔ روایت ہے کہ جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات کا وقت قریب آیا تو حضرت ابن عباس نے آنے کی اجازت طلب کی، حضرت عائشہ نے فرمایا: اب وہ آئے گا اور میری تعریف کرے گا، حضرت ابن زبیر نے حضرت ابن عباس کو بتادیا، حضرت ابن عباس نے کہا جب تک ام المومنین مجھ کو اجازت نہیں دیں گی میں نہیں آؤں گا، حضرت عائشہ نے اجازت دے دی ... حضرت ابن عباس آئے تو حضرت عائشہ نے کہا میں دوزخ کے عذاب سے اللہ کی پناہ ... کہا اے ام المومنین آپ کو دوزخ کے عذاب سے کیا خطرہ ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوزخ کے عذاب سے پناہ دے دی ہے اور آپ کی برأت کے متعلق قرآن مجید میں آیات نازل کی ہیں جن کی مسجدوں میں تلاوت کی جاتی ہے، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو طیب قرار دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: طیبات طیبین کے لیے ہیں اور طیبین طیبات کے لیے ہیں، اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ محبوب تھیں، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم طیب کے سوا کسی چیز سے محبت نہیں کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب سے تیمم کا حکم نازل کیا اور فرمایا "صعیداً طیباً" پاک مٹی سے وضو کرو۔ نیز آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ مغفرت مقرر ہوئی، روایت ہے کہ حضرت عائشہ اور حضرت زینب نے اپنی اپنی فضیلت بیان کی، حضرت زینب نے فرمایا میں وہ ہوں جس کا اللہ تعالیٰ نے نکاح کیا اور حضرت عائشہ نے فرمایا میں وہ

۱۔ علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۳۲ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

بعد جس کی اللہ تعالیٰ نے برأت بیان کی جب ابن معطل نے مجھے سواری پر سوار کیا، حضرت زینب نے پوچھا آپ نے سوار ہوتے وقت کیا کہا تھا، حضرت عائشہ نے فرمایا میں نے کہا تھا: حسبی اللہ ونعم الوکیل حضرت زینب نے کہا یہی مومنوں کی نشانی ہے۔ [1]

حدیث افک سے استنباط شدہ مسائل

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں اس حدیث سے حسب ذیل مسائل مستنبط ہوتے ہیں:

۱۔ اس طویل حدیث کے متعدد قطعات کو راویوں نے بیان کیا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ حدیث کی تقطیع کرنا جائز ہے اور اس کے جواز پر اجماع ہے۔
۲۔ ازواج کو سفر میں لے جانے کے لیے قرعہ اندازی کرنے کا جواز۔
۳۔ خواتین کے غزوات میں شریک ہونے کا جواز۔
۴۔ خواتین کے اونٹ پر سوار ہونے اور کجاوہ میں بیٹھنے کا جواز۔
۵۔ سفر میں مردوں کا خواتین کی خدمت کرنے کا جواز۔
۶۔ لشکر کی روانگی کا امیر کے حکم پر موقوف ہونا۔
۷۔ بیوی کا قضاء حاجت کے لیے شوہر کی اجازت کے بغیر جنگل میں جانے کا جواز۔
۸۔ خواتین کے لیے سفر میں ہار پہننے کا جواز۔
۹۔ غیر محرم کا عورت کو کجاوہ میں بٹھانے کا جواز اور یہ کہ غیر محرم سفر میں عورت کے ساتھ بلا ضرورت بات نہ کرے۔
۱۰۔ عورتوں کے کم کھانے کا استحسان تاکہ جسم پر گوشت کی تہیں نہ چڑھیں۔
۱۱۔ بعض آدمیوں کو لشکر سے پیچھے رکھنا تاکہ اگر کوئی شخص لشکر سے بچھڑ جائے تو وہ اس کو لشکر کے ساتھ لاحق کردے
۱۲۔ مسکین کی مدد کرنا، جو قافلہ سے بچھڑ گیا ہو اس کو قافلہ سے لاحق کرنا اور صاحب قدر کی تکریم کرنا جیسا کہ حضرت صفوان نے کیا۔
۱۳۔ خواتین کے ساتھ حسن ادب کے ساتھ پیش آنا خصوصاً جنگل کی تنہائی میں، جیسا کہ حضرت صفوان نے از خود بغیر کہے اونٹ کو بٹھایا اور اونٹ کے آگے آگے چلے۔
۱۴۔ ایثار کا بیان کیونکہ حضرت صفوان خود پیدل چلے اور حضرت عائشہ کو سوار کر دیا۔
۱۵۔ دین اور دنیا کی کسی بھی مصیبت کے وقت، انا للہ وانا الیہ راجعون کہنے کا استحباب۔
۱۶۔ اجنبی شخص خواہ صالح ہو یا نہ ہو اس سے چہرہ کے پردہ کا بیان، کیونکہ حضرت عائشہ نے حضرت صفوان کو دیکھ کر اپنی چادر میں چہرہ چھپا لیا۔
۱۷۔ بغیر طلب کے قسم کھانے کا بیان۔
۱۸۔ جس شخص نے کسی پر تہمت لگائی ہو تو اس کا اس شخص سے ذکر نہ کرنے کا استحباب کیونکہ جب وہ نیک

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ٦٠٦ ھ، تفسیر کبیر ج ٦ ص ٣٥٣ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ١٣٩٨ھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس تہمت کے متعلق نہیں بتایا گیا۔

١٩۔ خاوند کا بیوی کے ساتھ حسن معاشرت اور لطف کے ساتھ پیش آنا۔

٢٠۔ جب بیوی کے متعلق کوئی تہمت سنی جائے تو اس سے لطف میں کمی کرنا، تاکہ بیوی اس کی وجہ دریافت کرے اور سبب پر مطلع ہونے کے بعد اس کا ازالہ کرے۔

٢١۔ مریض سے اس کا حال پوچھنے کا استحباب۔

٢٢۔ عورت جب جنگل میں قضاء حاجت کے لیے جائے تو رفاقت کے لیے اپنے ساتھ کسی خاتون کو لے جائے۔

٢٣۔ اگر کسی شخص کا کوئی عزیز یا رشتہ دار کسی معزز شخص کو اذیت دے تو اس کو برا جاننا جس طرح حضرت مسطح کی ماں نے مسطح کی تہمت لگانے کو برا جانا۔

٢٤۔ اہل بدر کی فضیلت اور ان کی طرف سے دفاع کرنا جیسا کہ حضرت عائشہ نے حضرت مسطح کی طرف سے دفاع کیا۔

٢٥۔ اہل بدر کی مغفرت کا اعلان اس بات کو مستلزم نہیں کہ بعد میں وہ گناہ کریں گے اور ان کو دنیاوی سزا نہیں ملے گی کیونکہ حضرت مسطح نے تہمت لگائی اور ان پر حد قذف جاری ہوئی، البتہ ان کو موت سے پہلے توبہ کی توفیق دی جائے گی اور خاتمہ ایمان پر ہوگا۔

٢٦۔ کسی عورت کا شوہر پر مائل ہونا کیونکہ حمنہ بنت جحش کے مائل ہونے سے اپنی بہن کی خاطر تہمت لگائی اور ان پر حد جاری کی گئی۔

٢٧۔ بیوی کا اپنے میکے جانے کے لیے خاوند سے اجازت طلب کرنا۔

٢٨۔ تعجب کے موقع پر سبحان اللہ کہنا۔

٢٩۔ کسی شخص کا اپنے خانگی امور میں اپنے اصحاب اور عزیزوں سے مشورہ کرنا۔

٣٠۔ کسی تہمت کے متعلق تحقیق اور تفتیش کرنا اور کسی کے حال معلوم کرنا، لیکن بلاوجہ تجسس کرنا منع ہے۔

٣١۔ کسی پیش آمدہ حادثہ کے متعلق امام کا لوگوں سے خطاب کرنا۔

٣٢۔ اگر کسی شخص کی طرف سے مسلمانوں کے امیر کو اذیت پہنچی ہو تو اس کی مسلمانوں سے شکایت کرنا۔

٣٣۔ حضرت صفوان بن معطل رضی اللہ عنہ کے فضائل جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اور حضرت عائشہ کے بیان سے ثابت ہوئے۔

٣٤۔ حضرت سعد بن معاذ اور حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہما کی فضیلت۔

٣٥۔ فتنہ کو بند کرنا، لوگوں کے جوش اور غضب کو ٹھنڈا کرنا اور لڑائی جھگڑے کو بند کرنا۔

٣٦۔ توبہ پر برانگیختہ کرنا اور توبہ کی قبولیت۔

٣٧۔ بزرگوں کی موجودگی میں چھوٹوں کا بزرگوں کی طرف کلام کو مفوض کرنا جیسا کہ حضرت عائشہ نے اپنے والدین سے کہا کہ وہ حضور سے بات کریں۔

٣٨۔ قرآن مجید کی آیت سے استشہاد کرنا۔

٣٩۔ جس شخص کو کوئی نئی نعمت ملی ہو یا اس سے کوئی مصیبت دور ہوئی ہو اس کو مبارک باد دینا۔

۴۰۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تہمت سے برأت، قطعی برأت ہے جو قرآن مجید میں منصوص ہے، سو جو انسان اس میں شک کرے گا وہ العیاذ باللہ کافر ہو جائے گا۔ حضرت ابن عباس وغیرہ نے کہا تمام انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی کی زوجہ نے کبھی بدکاری نہیں کی، اور یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہے۔

۴۱۔ جب کوئی تازہ نعمت ملے تو اس پر فوراً شکر ادا کرنا، جس طرح حضرت عائشہ نے برأت کی آیات نازل ہونے کے بعد اللہ کا شکر ادا کیا۔

۴۲۔ ولا یأتل اولوا الفضل ۔ میں حضرت ابوبکر کی فضیلت کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو صاحب فضل فرمایا۔

۴۳۔ رشتہ دار اگرچہ بدسلوکی کریں پھر بھی ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا، جیسا کہ حضرت ابوبکر کو حضرت مسطح کے ساتھ حسن سلوک کا حکم ہوا۔

۴۴۔ دوسروں کی بدسلوکی کو معاف کرنے اور درگذر کرنے کا بیان۔

۴۵۔ نیکی کے راستہ میں صدقہ اور خیرات کرنے کا استحباب۔

۴۶۔ اگر کوئی شخص نیکی نہ کرنے کی قسم کھالے تو مستحب یہ ہے کہ وہ نیکی کرے اور قسم کا کفارہ دے جس طرح حضرت ابوبکر نے کیا۔

۴۷۔ حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہا کی فضیلت۔

۴۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے خلق کی عظمت کیونکہ حضرت حسان کے تہمت لگانے کے باوجود حضرت عائشہ ان کی طرف سے مدافعت کرتی تھیں۔

۴۹۔ مسلمانوں کا اپنے امیر کے اہل کی عزت و حرمت کے لیے غضب ناک ہونا، جس طرح حضرت سعد بن معاذ اور دیگر صحابہ غضب میں آئے۔

۵۰۔ متعصب کو سب کرنے کا جواز جیسا کہ حضرت اسید بن حضیر نے حضرت سعد بن عبادہ سے کہا تم منافق ہو اور منافقوں کی طرف سے لڑتے ہو اور اس سے ان کی مراد نفاق حقیقی نہیں تھا۔[۱]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

۱۔ علامہ نووی نے کہا ہے کہ امام ابوحنیفہ کا مشہور مذہب یہ ہے کہ سفر کے لیے ازواج میں قرعہ اندازی کرنا باطل ہے اور ان سے اجازت کی بھی حکایت ہے اور علامہ ابن منذر وغیرہ نے کہا کہ قیاس کا تقاضا قرعہ اندازی کو ترک کرنا ہے لیکن ہم نے احادیث پر عمل کیا ہے۔ (علامہ عینی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ امام ابوحنیفہ کا مشہور مذہب قرعہ اندازی کو باطل کرنا نہیں ہے، اور امام ابوحنیفہ نے یہ نہیں کہا بلکہ انہوں نے یہ کہا ہے کہ قیاس قرعہ اندازی کے خلاف ہے کیونکہ اس میں بیوی کے ساتھ لے جانے کو قرعہ پر معلق کرنا ہے اور یہ قمار ہے اس سے بیوی کے ساتھ جانے کا استحقاق ثابت نہیں ہوتا لیکن ہم نے احادیث کی بنا پر اس قیاس کو ترک کر دیا، اور اس تعامل کی وجہ سے جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے لے کر آج تک بغیر کسی اختلاف کے

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۶۸ - ۳۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

عمل ہوتا ہے، یہ احادیث اس پر محمول ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواج کی خوشنودی کے لیے ایسا کیا اور اس پر دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر حضر میں بھی ازواج مطہرات کی باری میں مساوات واجب نہیں تھی اور قدوری میں یہ لکھا ہے کہ امام ابوحنیفہ سے یہ روایت ہے کہ سفر میں ازواج کا کوئی حق نہیں اور خاوند کی مرضی ہے وہ جس زوجہ کو چاہے سفر میں لے جائے اور علامہ قسطلانی نے اس کی شرح میں یہ لکھا کیونکہ خاوند پر یہ واجب نہیں ہے کہ وہ ان میں سے ایک معین کو سفر میں اپنے ساتھ لے جائے اور اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ ان کی خوشنودی کے لیے ان کے درمیان قرعہ اندازی کرے۔

۲۔ عورتوں کا کسی ایک کو نیک قرار دینا جائز ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ اور حضرت ام المومنین زینب رضی اللہ عنہما سے حضرت عائشہ کے متعلق پوچھا اور انہوں نے حضرت عائشہ کی فضیلت اور دین داری میں ان کے کمال کو بیان کیا۔ امام ابوحنیفہ نے اسی حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ بعض عورتوں کا بعض دوسری عورتوں کو نیک قرار دینا اور ان کی تعدیل کرنا جائز ہے۔

۳۔ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کی اہلیہ یا آپ کی عزت کے متعلق ایذا دے اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کہا کہ اگر یہ شخص اوس میں سے ہے تو ہم اس کو قتل کر دیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو رد نہیں کیا اور علامہ ابن بطال نے یہ کہا کہ جو شخص حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس چیز کے ساتھ متہم کرے جس سے اللہ تعالیٰ نے ان کو بری کر دیا اس کو قتل کر دیا جائے گا کیونکہ وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرتا ہے۔ علامہ مہلب نے کہا میرا نظریہ یہ ہے کہ ازواج مطہرات میں سے جس زوجہ پر بھی زنا کی تہمت لگائی جائے گی اس تہمت لگانے والے کو قتل کر دیا جائے گا۔

۴۔ صبر جمیل کی دنیا اور آخرت میں فضیلت اور تحسین ہے۔

۵۔ جس شخص پر حد لگانے سے فتنہ اور فساد کا خدشہ ہو اس پر حد نہ لگائی جائے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن سلول پر حد نہیں لگائی۔

۶۔ کسی باطل چیز کا اعتراف کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضرت عائشہ نے کہا اگر میں اس گناہ کا اعتراف کروں حالانکہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ میں اس گناہ سے بری ہوں تو تم میری تصدیق کرو گے۔

۷۔ وحی کا نزول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع نہیں تھا کیونکہ اس موقع پر ایک ماہ تک وحی نازل نہیں ہوئی، اور یہ آپ کی نبوت کی دلیل ہے۔

۸۔ عورتوں کا سونے چاندی موتی اور نگینوں کے زیورات پہننا جائز ہے۔

۹۔ کسی گم شدہ چیز کو تلاش کرنا جس طرح حضرت عائشہ نے اپنے ہار کو تلاش کیا، اور مال کو ضائع ہونے سے بچانا جائز ہے۔

۱۰۔ کسی شخص کے متعلق جو خبر گشت کر رہی ہو اس کے متعلق تحقیق کرنا کہ آیا اس سے پہلے کبھی اس نے ایسا کام کیا تھا یا نہیں، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ، حضرت اسامہ اور حضرت زینب وغیرہم رضی اللہ عنہم سے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تنہائی کے صورت اور دیگر افعال کے متعلق سوالات کیے اور یہ جگہ خاص طور پر ... لگایا جاتا ہے۔[۱]

حضرت عائشہ کا یہ کہنا کہ "میں حضور کے لیے قیام نہیں کروں گی میں صرف اللہ کی حمد کروں گی"

جب حضرت عائشہ کی برأت کے متعلق آیات نازل ہو گئیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہ! اللہ کی حمد کرو، اللہ نے تمہاری برأت کر دی ہے۔ حضرت عائشہ کی والدہ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لیے کھڑی ہو تو حضرت عائشہ نے کہا: بخدا میں ان کی طرف کھڑی نہیں ہوں گی میں صرف اللہ تعالیٰ کی حمد کروں گی۔

علامہ بدرالدین عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ کا یہ کلام بمنزلہ عتاب تھا، کیونکہ مسلمانوں نے آپ کے معاملہ میں شک کیا حالانکہ ان کو حضرت عائشہ کی نیک خلقی اور پاکیزہ و بے عیب کا بخوبی علم تھا اور وہ جانتے تھے کہ ظالموں نے آپ پر جو بغیر کسی حجت اور دلیل کے جھوٹی تہمت لگائی ہے آپ کا دامن اس سے بری ہے۔[۲] علامہ عینی نے یہ عبارت علامہ نووی سے نقل کی ہے۔

اس عبارت کے بعد علامہ نووی لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ نے کہا میں صرف اپنے رب سبحانہ وتعالیٰ کی حمد کروں گی جس نے میری برأت کو نازل کیا اور مجھ پر غیر متوقع انعام کیا، جیسا کہ حضرت عائشہ نے فرمایا میں اپنے آپ کو اس سے بہت کمتر خیال کرتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے متعلق ایسی وحی نازل کرے جس کی تلاوت کی جائے۔[۳]

حضرت عائشہ نے جو فرمایا میں حضور کے سامنے کھڑی نہیں ہوں گی اور میں صرف اپنے رب کی حمد کروں گی، اس کلام کے متعلق یہ وہم نہ کیا جائے کہ حضرت عائشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے انکار کیا ہو اور ... آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ناراض تھیں جیسا کہ علامہ نووی اور علامہ عینی نے حضرت عائشہ کے اس قول کو عتاب پر محمول کیا ہے بلکہ حضرت عائشہ کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر جو عظیم احسان کیا ہے اور ان کو نعمت عظمیٰ عطا فرمائی ہے تو اس نعمت اور احسان پر سب سے پہلے صرف اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی حمد کرنی چاہیے ورنہ حضرت عائشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور آپ کے شکر کا کیسے انکار کر سکتی ہیں جبکہ یہ عظیم نعمت آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے سے ہی ملی تھی، اس لیے آپ کے اس قول کا مطلب یہ تھا کہ میں سب سے پہلے آپ کی تعظیم اور آپ کا شکر نہیں بلکہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی تعظیم اور اس کا شکر ادا کروں گی۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

یہ غزوہ بنو المصطلق کا واقعہ ہے جو ... ھ میں ہوا تھا علامہ ابن التین وغیرہ نے اسی پر ... اور ...

---

[۱] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۲۳۷، ۲۳۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[۲] ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۲۳۴، 〃 〃 〃

[۳] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

ہے کہ یہ شعبان ۵ھ میں ہوا، یہ غزوہ مریسیع کے نام سے بھی مشہور ہے، موسیٰ بن عقبہ نے کہا یہ ۴ھ میں ہوا، یہ تین قول ہیں۔ [1]

حافظ ابن حجر عسقلانی نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ یہ غزوہ مریسیع کا واقعہ ہے اسی کو غزوہ بنو مصطلق بھی کہتے ہیں اور یہ ۶ھ میں ہوا تھا۔ [2]

بَابُ ۹۹۵ بَرَاءَةِ حَرَمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الرِّيبَةِ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حرم کی تہمت سے برأت

۶۸۹۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا كَانَ يُتَّهَمُ بِأُمِّ وَلَدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَلِيٍّ اذْهَبْ فَاضْرِبْ عُنُقَهُ فَأَتَاهُ عَلِيٌّ فَإِذَا هُوَ فِي رَكِيٍّ يَتَبَرَّدُ فِيهَا فَقَالَ لَهُ عَلِيٌّ اخْرُجْ فَنَاوَلَهُ يَدَهُ فَأَخْرَجَهُ فَإِذَا هُوَ مَجْبُوبٌ لَيْسَ لَهُ ذَكَرٌ فَكَفَّ عَلِيٌّ عَنْهُ ثُمَّ أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّهُ لَمَجْبُوبٌ مَا لَهُ ذَكَرٌ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ام ولد کے ساتھ متہم کیا جاتا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے کہا جاؤ اس کی گردن اڑا دو، حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے تو وہ ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے ایک کنویں میں غسل کر رہا تھا، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا نکلو اور اپنے ہاتھ سے پکڑ کر اس کو نکالا دیکھا تو اس کا عضو تناسل کٹا ہوا تھا، حضرت علی اس کو قتل کرنے سے رک گئے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ وہ شخص منافق تھا اور کسی اور وجہ سے قتل کا مستحق تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے نفاق یا کسی اور سبب سے اس کے قتل کا حکم دیا تھا نہ کہ زنا کی تہمت سے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے قتل سے رک گئے کہ آپ نے اس کے زنا کی وجہ سے اس کے قتل کا حکم دیا ہے اور ... نے روا نہیں کیا ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۳۸۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۴۲۸، مطبوعہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۶۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب صفات المنافقین و احکامهم

منافقین کی صفات اور ان کے احکام

باب:۹۹۶

٦٨٩٦ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ مُوسَى حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو إِسْحَاقَ أَنَّهُ سَمِعَ زَيْدَ بْنَ أَرْقَمَ يَقُولُ خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ أَصَابَ النَّاسَ فِيهِ شِدَّةٌ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أُبَيٍّ لِأَصْحَابِهِ لَا تُنْفِقُوا عَلَى مَنْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ حَتَّى يَنْفَضُّوا مِنْ حَوْلِهِ قَالَ زُهَيْرٌ وَهِيَ قِرَاءَةُ مَنْ خَفَضَ حَوْلَهُ وَقَالَ لَئِنْ رَجَعْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرْتُهُ بِذَلِكَ فَأَرْسَلَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أُبَيٍّ فَسَأَلَهُ فَاجْتَهَدَ يَمِينَهُ مَا فَعَلَ فَقَالَ كَذَبَ زَيْدٌ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي مِمَّا قَالُوهُ شِدَّةٌ حَتَّى أَنْزَلَ اللَّهُ تَصْدِيقِي إِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُونَ قَالَ ثُمَّ دَعَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَسْتَغْفِرَ لَهُمْ قَالَ فَلَوَّوْا رُءُوسَهُمْ وَقَوْلُهُ كَأَنَّهُمْ خُشُبٌ مُسَنَّدَةٌ وَقَالَ كَانُوا رِجَالًا أَجْمَلَ شَيْءٍ.

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں گئے جس میں لوگوں کو بہت تکلیف پہنچی عبداللہ بن ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جب تک وہ ان سے الگ نہ ہو جائیں ان کو کچھ مت دو، زہیر کہتے ہیں کہ یہ اس کی قرأت ہے جس نے من حولہ پڑھا اور ابن ابی نے کہا اگر ہم مدینہ کو لوٹ گئے تو عزت والے مدینہ سے ذلت والوں کو نکال دیں گے حضرت زید بن ارقم نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی خبر دی، آپ نے عبداللہ بن ابی کو بلا کر اس سے اس بات کے متعلق پوچھا اس نے بہت پکی قسم کھائی کہ اس نے ایسا نہیں کہا، اور حضرت زید نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جھوٹ بولا ہے حضرت زید نے کہا مجھے لوگوں کی اس بات سے سخت تکلیف ہوئی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میری تصدیق میں یہ آیت نازل کی جب آپ کے پاس منافقین آتے ہیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مغفرت طلب کرنے کے لیے بلایا تو انہوں نے سر موڑ لیے، اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد گویا کہ وہ دیوار کے سہارے کھڑی ہوئی لکڑیاں ہیں حضرت زید نے کہا ظاہر میں یہ لوگ بہت اچھے تھے۔

٦٨٩٧ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ ابْنُ عَبْدَةَ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَمْرٍو أَنَّهُ سَمِعَ

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عبداللہ بن ابی کی قبر پر تشریف لائے اس کو قبر سے نکال کر اپنے گھٹنوں پر رکھا اس پر اپنا لعاب مبارک ڈالا اور اس کو اپنی قمیص پہنائی، پس

جابرًا يقول أتى النبي صلى الله عليه وسلم قبر عبد الله بن أبي فأخرجه من قبره فوضعه على ركبتيه ونفث عليه من ريقه وألبسه قميصه فالله أعلم.

اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے۔

٦٨٩٨ - حدثني أحمد بن يوسف الأزدي حدثنا عبد الرزاق أخبرنا ابن جريج أخبرني عمرو بن دينار قال سمعت جابر بن عبد الله يقول جاء النبي صلى الله عليه وسلم إلى عبد الله بن أبي بعد ما أدخل حفرته فذكر بمثل حديث سفيان.

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی کے دفن کیے جانے کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کی قبر پر تشریف لائے، اس کے بعد حدیث سفیان کی مثل ہے۔

٦٨٩٩ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا أبو أسامة حدثنا عبيد الله بن عمر عن نافع عن ابن عمر قال لما توفي عبد الله بن أبي ابن سلول جاء ابنه عبد الله بن عبد الله إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم فسأله أن يعطيه قميصه يكفن فيه أباه فأعطاه ثم سأله أن يصلي عليه فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم ليصلي عليه فقام عمر فأخذ بثوب رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال يا رسول الله أتصلي عليه وقد نهاك الله أن تصلي عليه فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما خيرني الله فقال استغفر لهم أو لا تستغفر لهم إن تستغفر لهم سبعين مرة وسأزيده على سبعين قال إنه منافق فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم فأنزل الله عز وجل ولا تصل على أحد منهم مات أبدا ولا تقم على قبره.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مر گیا تو اس کے بیٹے عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ سے سوال کیا کہ آپ اپنی قمیص اس کو عطا کر دیں جس میں وہ اپنے باپ کو کفن دیں، آپ نے اس کو وہ قمیص عطا کی پھر سوال کیا کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس پر نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن پکڑا اور کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرمایا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: تم ان کے لیے استغفار کرو یا استغفار نہ کرو، اگر تم ان کے لیے ستر مرتبہ استغفار کرو" اور میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا، حضرت عمر نے کہا وہ منافق ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھا دی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی "ان منافقین میں سے کوئی شخص بھی مر جائے تو آپ اس کی نماز جنازہ کبھی نہ پڑھیں اور نہ اس کی قبر پر کھڑے ہوں۔"

٦٩٠٠ - حدثنا محمد بن المثنى وعبيد الله بن سعيد قالا حدثنا يحيى وهو القطان عن عبيد الله بهذا الإسناد نحوه وزاد قال فترك الصلوة عليهم.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ پھر آپ نے منافقین پر نماز پڑھنے کو ترک کر دیا۔

٦٩٠١ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ اجْتَمَعَ عِنْدَ الْبَيْتِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ قُرَشِيَّانِ وَثَقَفِيٌّ أَوْ ثَقَفِيَّانِ وَقُرَشِيٌّ قَلِيلٌ فِقْهُ قُلُوبِهِمْ كَثِيرٌ شَحْمُ بُطُونِهِمْ فَقَالَ أَحَدُهُمْ أَتُرَوْنَ اللَّهَ يَسْمَعُ مَا نَقُولُ وَقَالَ الْآخَرُ يَسْمَعُ إِنْ جَهَرْنَا وَلَا يَسْمَعُ إِنْ أَخْفَيْنَا وَقَالَ الْآخَرُ إِنْ كَانَ يَسْمَعُ إِذَا جَهَرْنَا فَهُوَ يَسْمَعُ إِذَا أَخْفَيْنَا فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُونَ أَنْ يَشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَلَا أَبْصَارُكُمْ وَلَا جُلُودُكُمُ الْآيَةَ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ بیت اللہ کے پاس تین آدمی جمع ہوئے ان میں سے دو قریشی تھے اور ایک ثقفی تھا یا دو ثقفی تھے اور ایک قریشی تھا، ان کے دلوں میں دین کی سمجھ کم تھی اور ان کے پیٹوں میں چربی زیادہ تھی ان میں سے ایک شخص نے کہا: تمہارا کیا خیال ہے اللہ ہماری بات سنتا ہے؟ دوسرے نے کہا اگر ہم زور سے بولیں تو سنتا ہے اور اگر آہستہ بولیں تو نہیں سنتا، تیسرے نے کہا جب وہ ہمارے زور سے بولنے کو سنتا ہے تو وہ ہمارے آہستہ بولنے کو بھی سنتا ہے تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "اور تم اپنے گناہ کسی سے نہیں چھپاتے تھے کہ تمہارے خلاف تمہارے کان، تمہاری آنکھیں اور تمہاری کھالیں گواہی دیں گے لیکن تم یہ گمان کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ بہت سے کاموں کو نہیں جانتا اور تمہارے اسی گمان نے جو تم نے اپنے رب سے کیا تھا تمہیں ہلاک کر دیا اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گئے۔"

٦٩٠٢ - وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ خَلَّادٍ الْبَاهِلِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ وَهْبِ بْنِ رَبِيعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ح وَقَالَ حَدَّثَنَا يَحْيَى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي مَنْصُورٌ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بِنَحْوِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

٦٩٠٣ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيٍّ وَهُوَ ابْنُ ثَابِتٍ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ يَزِيدَ يُحَدِّثُ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ إِلَى أُحُدٍ فَرَجَعَ نَاسٌ مِمَّنْ كَانَ مَعَهُ فَكَانَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِمْ فِرْقَتَيْنِ قَالَ بَعْضُهُمْ نَقْتُلُهُمْ وَقَالَ بَعْضُهُمْ لَا فَنَزَلَتْ فَمَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِينَ فِئَتَيْنِ.

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم احد پہاڑ کی طرف گئے، آپ کے ساتھ جانے والوں میں سے چند لوگ لوٹ آئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں ان لوٹنے والوں کے متعلق دو گروہ ہو گئے، بعض نے کہا ہم ان کو قتل کر دیں گے اور بعض نے کہا نہیں، تب یہ آیت نازل ہوئی: "تمہیں کیا ہوا کہ منافقوں کے متعلق تمہارے دو گروہ ہو گئے۔"

٦٩٠٤ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں بیان کیں۔

حدثنا [illegible] كلاهما عن شعبة بهذا الإسناد نحوه.

٦٩٠٥ - حَدَّثَنَا الحسن بن علي الحلواني ومحمد بن سهل التميمي قالا حدثنا ابن أبي مريم أخبرنا محمد بن جعفر أخبرني زيد بن أسلم عن عطاء بن يسار عن أبي سعيد الخدري أن رجالا من المنافقين في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا إذا خرج النبي صلى الله عليه وسلم إلى الغزو تخلفوا عنه وفرحوا بمقعدهم خلاف رسول الله صلى الله عليه وسلم فإذا قدم النبي صلى الله عليه وسلم اعتذروا إليه وحلفوا وأحبوا أن يحمدوا بما لم يفعلوا فنزلت لا تحسبن الذين يفرحون بما أتوا ويحبون أن يحمدوا بما لم يفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کچھ منافقین ایسے تھے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ کے لیے جاتے تو وہ پیچھے رہ جاتے ـــــــ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے رہ جانے پر خوش ہوتے، اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم واپس آتے تو آپ کے سامنے عذر بیان کرتے اور قسمیں کھاتے اور یہ خواہش کرتے کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے تھے، تب یہ آیت نازل ہوئی: "ان لوگوں کے متعلق گمان نہ کرو جو اپنے کیے ہوئے کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور یہ خواہش کرتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے، سو ان کے متعلق عذاب سے نجات کا گمان نہ کرو۔"

٦٩٠٦ - حَدَّثَنَا زهير بن حرب وهارون بن عبد الله واللفظ لزهير قالا حدثنا حجاج بن محمد عن ابن جريج أخبرني ابن أبي مليكة أن حميد بن عبد الرحمن بن عوف أخبره أن مروان قال اذهب يا رافع لبوابه إلى ابن عباس فقل لئن كان كل امرئ منا فرح بما أتى وأحب أن يحمد بما لم يفعل معذبا لنعذبن أجمعون فقال ابن عباس ما لكم ولهذه الآية إنما نزلت هذه الآية في أهل الكتاب ثم تلا ابن عباس وإذ أخذ الله ميثاق الذين أوتوا الكتاب لتبيننه للناس ولا تكتمونه هذه الآية وتلا ابن عباس لا تحسبن الذين يفرحون بما أتوا ويحبون أن يحمدوا بما لم يفعلوا وقال ابن عباس سألهم النبي صلى الله عليه وسلم عن شيء فكتموه إياه وأخبروه بغيره فخرجوا قد أروه أن قد أخبروه بما سألهم عنه و

حمید بن عبد الرحمن بیان کرتے ہیں کہ مروان نے اپنے دربان سے کہا: اے رافع! حضرت ابن عباس کے پاس جاؤ اور کہو کہ اگر ہم میں سے ہر وہ شخص جو اپنے کیے ہوئے کام پر خوش ہوتا ہے اور یہ خواہش کرتا ہے کہ ان کاموں پر اس کی تعریف کی جائے جو اس نے نہیں کیے، اس کو عذاب دیا جائے تو ہم سب کو عذاب دیا جائے گا۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: تمہارا اس آیت سے کیا تعلق ہے؟ یہ آیت تو اہل کتاب کے متعلق نازل ہوئی تھی، پھر حضرت ابن عباس نے یہ آیات تلاوت کیں: "اور یاد کرو جب اللہ نے اہل کتاب سے یہ عہد لیا کہ تم اس کو لوگوں سے ضرور بیان کرو گے اور اس کو نہیں چھپاؤ گے تو انہوں نے اس عہد کو اپنے پس پشت پھینک دیا اور اس کے بدلہ تھوڑی قیمت خرید لی سو وہ کیسی بری چیز ہے جو انہوں نے خریدی۔ تم ہرگز نہ سمجھو جو اپنے کاموں پر خوش ہوتے ہیں اور یہ خواہش رکھتے ہیں کہ ان کی ان کاموں پر تعریف کی جائے جو انہوں نے نہیں کیے تو ایسے لوگوں کے متعلق ہرگز یہ گمان نہ کرنا

اسْتَحْمَدُوا بِذٰلِكَ إِلَيْهِ وَفَرِحُوا بِمَا أَتَوْا مِنْ كِتْمَانِهِمْ إِيَّاهُ مَا سَأَلَهُمْ عَنْهُ۔

کہ وہ عذاب سے نجات پا گئے۔ حضرت ابن عباس نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہل کتاب سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے اس چیز کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے چھپا لیا اور اس کے بجائے کسی اور چیز کی خبر دی اور آپ پر یہ ظاہر کرتے ہوئے نکلے کہ انہوں نے آپ کو وہ چیز بتا دی ہے جس کا آپ نے ان سے سوال کیا تھا، اور اس بتانے پر آپ سے تعریف کے طالب ہوئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سوال کی ہوئی چیز کے چھپانے پر خوش ہوئے۔

۶۹۰۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ قَيْسٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمَّارٍ أَرَأَيْتُمْ صَنِيعَكُمْ هٰذَا الَّذِي صَنَعْتُمْ فِي أَمْرِ عَلِيٍّ أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ أَوْ شَيْئًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَلٰكِنْ حُذَيْفَةُ أَخْبَرَنِي عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَصْحَابِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا فِيهِمْ ثَمَانِيَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ وَأَرْبَعَةٌ لَمْ أَحْفَظْ مَا قَالَ شُعْبَةُ فِيهِمْ۔

قیس نے کہا میں نے حضرت عمار سے پوچھا بتائیں کہ آپ نے حضرت علی کے معرکہ میں جو کاروائی کی، (یعنی ان کا ساتھ دیا) آیا یہ آپ کا اپنا اجتہاد تھا یا آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کا عہد لیا تھا؟ انہوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم سے کوئی ایسا عہد نہیں لیا جو آپ نے تمام لوگوں سے عہد نہ لیا ہو لیکن حضرت حذیفہ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت کیا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ میرے اصحاب کی طرف منسوب ہیں ان میں بارہ منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکے میں داخل ہو جائے اور ان میں سے آٹھ کو دبیلہ کافی ہوگا، راوی کہتے ہیں اور چار کے متعلق مجھے یاد نہیں رہا کہ راوی نے کیا کہا تھا۔ (دبیلہ سے مراد ایک قسم کا پھوڑا ہے۔)

۶۹۰۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ قُلْتُ لِعَمَّارٍ أَرَأَيْتَ قِتَالَكُمْ أَرَأْيًا رَأَيْتُمُوهُ فَإِنَّ الرَّأْيَ يُخْطِئُ وَيُصِيبُ أَوْ عَهْدًا عَهِدَهُ إِلَيْكُمْ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

قیس بن عباد بیان کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے پوچھا یہ بتلائیے کہ آپ نے اس جنگ میں اپنی رائے سے حصہ لیا تھا کیونکہ رائے کبھی غلط ہوتی ہے اور کبھی صحیح یا اس معاملہ میں آپ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی عہد لیا تھا؟ انہوں نے کہا ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی ایسا عہد نہیں

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مَا عَهِدَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ كَافَّةً وَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي أُمَّتِي — قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ حَدَّثَنِي حُذَيْفَةُ وَقَالَ غُنْدَرٌ أُرَاهُ قَالَ — فِي أُمَّتِي اثْنَا عَشَرَ مُنَافِقًا لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدُونَ رِيحَهَا حَتَّى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ ثَمَانِيَةٌ مِنْهُمْ تَكْفِيكَهُمُ الدُّبَيْلَةُ سِرَاجٌ مِنَ النَّارِ يَظْهَرُ فِي أَكْتَافِهِمْ حَتَّى يَنْجُمَ مِنْ صُدُورِهِمْ

٦٩٠٩ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ الْكُوفِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ جُمَيْعٍ حَدَّثَنَا أَبُو الطُّفَيْلِ قَالَ كَانَ بَيْنَ رَجُلٍ مِنْ أَهْلِ الْعَقَبَةِ وَبَيْنَ حُذَيْفَةَ بَعْضُ مَا يَكُونُ بَيْنَ النَّاسِ فَقَالَ أَنْشُدُكَ بِاللَّهِ كَمْ كَانَ أَصْحَابُ الْعَقَبَةِ قَالَ فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ أَخْبِرْهُ إِذْ سَأَلَكَ قَالَ كُنَّا نُخْبَرُ أَنَّهُمْ أَرْبَعَةَ عَشَرَ فَإِنْ كُنْتَ مِنْهُمْ فَقَدْ كَانَ الْقَوْمُ خَمْسَةَ عَشَرَ وَأَشْهَدُ بِاللَّهِ أَنَّ اثْنَيْ عَشَرَ مِنْهُمْ حَرْبٌ لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ وَعَذَرَ ثَلَاثَةً قَالُوا مَا سَمِعْنَا مُنَادِيَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا عَلِمْنَا بِمَا أَرَادَ الْقَوْمُ وَقَدْ كَانَ فِي حَرَّةٍ فَمَشَى فَقَالَ إِنَّ الْمَاءَ قَلِيلٌ فَلَا يَسْبِقُنِي إِلَيْهِ أَحَدٌ فَوَجَدَ قَوْمًا قَدْ سَبَقُوهُ فَلَعَنَهُمْ يَوْمَئِذٍ.

٦٩١٠ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا قُرَّةُ بْنُ خَالِدٍ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يَصْعَدُ الثَّنِيَّةَ ثَنِيَّةَ الْمُرَارِ

بجز آپ نے تمام لوگوں سے وعدہ کیا ہو، اور کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (شعبہ نے کہا میرا گمان ہے کہ حضرت حذیفہ نے بیان کیا تھا کہ) میری امت میں بارہ منافق ہیں، وہ اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے نہ جنت کی خوشبو پائیں گے جب تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل نہ ہو جائے، ان میں سے آٹھ کو دبیلہ (ایک قسم کا پھوڑا) کافی ہو گا یعنی ان کے کندھوں میں آگ کا ایک چراغ پیدا ہو گا جو ان کے سینوں کو توڑ کر نمودار ہو جائے گا۔

ابوالطفیل بیان کرتے ہیں کہ اہل عقبہ میں سے ایک شخص کا حضرت حذیفہ کے ساتھ جھگڑا ہو گیا جیسا کہ عام طور سے لوگوں میں ہوتا ہے، اس نے کہا میں تم کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اہل عقبہ کتنے تھے، لوگوں نے حذیفہ سے کہا جب یہ آپ سے پوچھ رہا ہے تو بتا دیجئے، انہوں نے کہا ہم کو یہ خبر دی گئی کہ وہ چودہ تھے، اگر تم بھی ان میں سے ہو تو پندرہ ہو جائیں گے، میں اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ ان میں سے بارہ دنیا اور آخرت میں اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرنے والے ہیں، اور تین کو معذور قرار دیا جنہوں نے کہا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی آواز نہیں سنی اور نہ ہم کو قوم کے ارادہ کی خبر ہے، اس وقت حضور حرہ میں چل رہے تھے، آپ نے فرمایا پانی بہت کم ہے مجھ سے پہلے کوئی پانی پر نہ پہنچے، آپ نے دیکھا کچھ لوگ آپ سے پہلے پانی پر پہنچ گئے، آپ نے اس دن ان پر لعنت فرمائی۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرار کی گھاٹی پر کون چڑھے گا؟ کیونکہ اس کے گناہ اس طرح جھڑ جائیں گے جس طرح بنو اسرائیل کے گناہ جھڑ گئے

فإنه يحط عنه ما حط عن بني إسرائيل قال فكان أول من صعدها خيلنا خيل بني الخزرج ثم تتام الناس فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وكلكم مغفور له إلا صاحب الجمل الأحمر فأتيناه فقلنا له تعال يستغفر لك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال والله لأن أجد ضالتي أحب إلي من أن يستغفر لي صاحبكم قال وكان رجل ينشد ضالة له.

تھے حضرت جابر نے کہا: تو سب سے پہلے اس گھاٹی پر ہمارے یعنی بنو خزرج کے گھوڑے چڑھے تھے، پھر لوگوں کا تانتا بندھ گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرخ اونٹ والے کے سوا تم سب میں سے ہر شخص کی مغفرت ہو جائے گی۔ ہم اس کے پاس گئے اور اس سے کہا چلو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے لیے استغفار کریں گے، اس بدبخت نے کہا: بخدا اگر مجھے اپنی گم شدہ چیز مل جائے تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ تمہارا پیغمبر میرے لیے استغفار کرے، وہ شخص اس وقت اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔

۶۹۱۱ - وحدثناه يحيى بن حبيب الحارثي حدثنا خالد بن الحارث حدثنا قرة حدثنا أبو الزبير عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يصعد ثنية المرار أو المرار بمثل حديث معاذ غير أنه قال وإذا هو أعرابي جاء ينشد ضالة له.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مرار یا مرار کی گھاٹی پر کون چڑھے گا، یہ روایت حضرت معاذ کی حدیث کی مثل ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ وہ ایک اعرابی تھا جو اپنی گم شدہ چیز تلاش کر رہا تھا۔

۶۹۱۲ - حدثني محمد بن رافع حدثنا أبو النضر حدثنا سليمان وهو ابن المغيرة عن ثابت عن أنس بن مالك قال كان منا رجل من بني النجار قد قرأ البقرة وآل عمران وكان يكتب لرسول الله صلى الله عليه وسلم فانطلق هاربا حتى لحق بأهل الكتاب قال فرفعوه قالوا هذا قد كان يكتب لمحمد فأعجبوا به فما لبث أن قصم الله عنقه فيهم فحفروا له فواروه فأصبحت الأرض قد نبذته على وجهها ثم عادوا فحفروا له فواروه فأصبحت الأرض قد نبذته على وجهها ثم عادوا فحفروا له فواروه فأصبحت الأرض قد نبذته على وجهها فتركوه منبوذا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے قبیلہ بنو النجار میں سے ایک شخص تھا، اس نے سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھی تھی اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، وہ بھاگ گیا اور اہل کتاب کے ساتھ لاحق ہو گیا، انہوں نے اس کی بڑی عزت کی اور کہا یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کتابت کرتا تھا، وہ اس سے بہت خوش ہوتے تھے، چند دنوں بعد اللہ تعالیٰ نے اس کی گردن توڑ دی، انہوں نے گڑھا کھود کر اس کو دفن کر دیا، صبح کے وقت زمین نے اس کو نکال کر باہر پھینک دیا، انہوں نے پھر دوبارہ گڑھا کھود کر دفن کیا، صبح کو اسے زمین نے نکال کر باہر پھینک دیا تھا، انہوں نے سہ بارہ گڑھا کھود کر اس کو دفن کیا، صبح کے وقت زمین نے اس کو پھر باہر

نکال پھینکا، جب انھوں نے بھی کئی مرتبہ ایسا دیکھا تو اس کو پھینک دیا۔

٦٩١٣ - حَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا حَفْصٌ يَعْنِي ابْنَ غِيَاثٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ فَلَمَّا كَانَ قُرْبَ الْمَدِينَةِ هَاجَتْ رِيحٌ شَدِيدَةٌ تَكَادُ أَنْ تَدْفِنَ الرَّاكِبَ فَزَعَمَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثَتْ هَذِهِ الرِّيحُ لِمَوْتِ مُنَافِقٍ فَلَمَّا قَدِمَ الْمَدِينَةَ فَإِذَا مُنَافِقٌ عَظِيمٌ مِنَ الْمُنَافِقِينَ قَدْ مَاتَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے آئے جب مدینہ منورہ کے قریب پہنچے تو بڑے زور سے آندھی چلی کہ سوار زمین میں دھنسنے کے قریب ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ آندھی کسی منافق کی موت کے لیے بھیجی گئی ہے، جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو منافقوں میں سے ایک بہت بڑا منافق مر چکا تھا۔

٦٩١٤ - حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ عَبْدِ الْعَظِيمِ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُحَمَّدٍ النَّضْرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ مُوسَى الْيَمَامِيُّ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ حَدَّثَنَا إِيَاسٌ حَدَّثَنِي أَبِي قَالَ عُدْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مَوْعُوكًا قَالَ فَوَضَعْتُ يَدِي عَلَيْهِ فَقُلْتُ وَاللَّهِ مَا رَأَيْتُ كَالْيَوْمِ رَجُلًا أَشَدَّ حَرًّا فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَشَدَّ حَرًّا مِنْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ هَذَيْنِكَ الرَّجُلَيْنِ الرَّاكِبَيْنِ الْمُقَفِّيَيْنِ لِرَجُلَيْنِ حِينَئِذٍ مِنْ أَصْحَابِهِ.

ایاس کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک شخص کی عیادت کے لیے گئے جس کو بخار تھا، میں نے اس پر ہاتھ رکھا، میں نے کہا: بخدا! میں نے آج کی طرح کسی شخص کو اتنا گرم نہیں دیکھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں تم کو اس شخص کی خبر نہ دوں جو قیامت کے دن اس سے بھی زیادہ گرم ہوگا، پھر آپ نے اپنے ہمراہ دو شخصوں کی طرف اشارہ کیا جو گھوڑوں پر سوار تھے اور منہ پھیرے کھڑے تھے۔

٦٩١٥ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ الشَّاةِ الْعَائِرَةِ بَيْنَ الْغَنَمَيْنِ تَعِيرُ إِلَى هَذِهِ مَرَّةً وَإِلَى هَذِهِ مَرَّةً

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: منافق کی مثال اس بکری کی طرح ہے جو بکریوں کے دو ریوڑوں کے درمیان متردد رہتی ہے، کبھی اس ریوڑ کی طرف جاتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔

۶۹۱۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ) عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ تَكِرُّ فِي هٰذِهِ مَرَّةً وَفِي هٰذِهِ مَرَّةً۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حدیث بھی پہلی حدیث کی طرح ہے، البتہ اس حدیث میں یہ ہے کہ کبھی وہ اس ریوڑ میں گھس جاتی ہے اور کبھی اس ریوڑ میں۔

عبد اللہ بن ابی کی مختصر سوانح

حدیث نمبر ۶۸۵۷ میں رئیس المنافقین عبد اللہ بن ابی کے اس قول کا ذکر ہے: "مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال باہر کریں گے"۔

عبد اللہ بن ابی ابن سلول، سلول عبد اللہ کی ماں کا نام ہے، قبیلہ خزرج کی شاخ بنو الحبلی کا سردار تھا اور مدینہ کے ممتاز لوگوں میں سے تھا۔ ہجرت سے پہلے اس نے جنگ فجار میں حصہ لیا اور قیادت کی تھی اور دوسرے دن کی جنگ میں اس نے حصہ نہیں لیا تھا۔ جنگ بعاث میں بھی اس نے شرکت نہیں کی تھی۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف نہ لاتے تو شاید اس کو مدینہ کا بادشاہ بنا دیا جاتا۔ جب مدینہ کے اکثر لوگ مسلمان ہو گئے تو عبد اللہ بن ابی نے بھی اسلام قبول کر لیا لیکن اس کے اسلام میں خلوص نہیں تھا، اس کو رئیس المنافقین کہا گیا ہے۔ جب ۲ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قینقاع پر حملہ کیا تو عبد اللہ نے آپ سے ان کی سفارش کی کیونکہ وہ زمانہ جاہلیت میں اس کے حلیف رہے تھے۔ ۳ھ میں جنگ احد کے موقع پر عبد اللہ نے اس تجویز کی حمایت کی کہ شہر میں رہ کر جنگ کی جائے لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثریت کے مشورے کی بناء پر شہر سے باہر نکل کر دشمن سے مقابلہ کا ارادہ فرمایا تو عبد اللہ بن ابی نے اس کو ناپسند کیا اور میدان جنگ میں پہنچ کر اپنے تین سو آدمیوں کو ساتھ لے کر اسلامی فوج کو چھوڑ کر چلا گیا۔ اس سے عبد اللہ بن ابی کی بزدلی اور اس کا نفاق ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت تک عبد اللہ بن ابی کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سرگرمیاں زبانی نکتہ چینی تک محدود تھیں۔ لیکن اس کے بعد وہ آپ کے خلاف سازشیں بھی کرنے لگا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو نضیر کو اپنے مکانات خالی کرنے کا حکم دیا تو اس نے ان کو مدافعت اور حکم کی خلاف ورزی پر اکسایا بلکہ فوجی امداد کا بھی وعدہ کیا۔ غزوہ مریسیع میں اس نے حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف سازش کی کوشش کی اور لوگوں کے دلوں میں یہ خیال پیدا کرنا چاہا کہ وہ آپ کو مدینہ سے نکال دیں، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ شکایت پہنچی کہ اس نے یہ کہا تھا کہ "مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو نکال دیں گے" تو اس نے جھوٹی قسمیں کھائیں اور صاف مکر گیا۔ اس واقعہ کے بعد غزوہ بنو المصطلق میں اس نے حضرت ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے خلاف تہمت لگائی۔ عبد اللہ بن ابی غزوہ تبوک میں بھی شامل نہیں ہوا۔ ۹ھ میں یہ فوت ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے از راہ شفقت درخواست پر اس کے بیٹے جو صحابی تھے کی دلجوئی کی خاطر اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور اپنی قمیص اس کے کفن کے لیے دی، لیکن قرآن مجید میں آئندہ کے لیے اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منافقوں کی نماز جنازہ پڑھنے سے منع فرما دیا۔ [۱]

---

[۱] اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۱۲ ص ۷۷، ۷۹، مطبوعہ زیر اہتمام دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۳۹۲ھ

حضرت زید بن ارقم کی شکایت کے متعلق دیگر روایات اور ان کی تشریح

امام بخاری نے اس حدیث کو کئی سندوں کے ساتھ ذکر کیا ہے ہم اس حدیث کی پوری وضاحت کے لیے ان میں سے بعض روایات کو بیان کر رہے ہیں

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے ساتھ تھا، میں نے عبداللہ بن ابی بن سلول کو یہ کہتے ہوئے سنا "جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں جب تک وہ آپ کا ساتھ نہ چھوڑ دیں ان پر خرچ نہ کرو" اور یہ بھی کہا "اگر ہم مدینہ پہنچ گئے تو عزت والے ضرور ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے"۔ میں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر کیا، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کر دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں کو بلوایا، انہوں نے قسم کھا کر کہا کہ انہوں نے یہ نہیں کہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تصدیق کی اور مجھ کو جھوٹا قرار دیا، اس سے مجھے اتنا غم ہوا کہ اتنا غم پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمادی "اذا جاءک المنافقون (جب آپ کے پاس منافق آتے ہیں) ...... یہی وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں ان پر خرچ نہ کرو ...... عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو بلوا کر میرے سامنے یہ آیات پڑھیں اس کے بعد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہاری تصدیق کر دی ہے۔ [1]

ایک مجلس میں میرے شیخ علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ سے کسی نے سوال کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا تو آپ نے منافقوں کو سچا اور زید بن ارقم کو جھوٹا کیوں قرار دیا؟ حضرت نے فرمایا اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ چونکہ منافقوں نے قسم کھائی تھی اس لیے ظاہر شریعت کی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کے ساتھ سچوں کا معاملہ کیا اور مجھ سے جھوٹوں کا معاملہ کیا یہ مطلب نہیں ہے کہ واقع میں منافقوں کو سچا اور مجھے جھوٹا قرار دیا۔

امام بخاری حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ہم ایک غزوہ میں تھے ایک مہاجر شخص (لڑکے) نے ایک انصاری لڑکے کی پشت پر ہاتھ مار دیا، انصاری نے کہا اے انصار! میری مدد کے لیے آؤ، مہاجر نے کہا اے مہاجرین میری مدد کے لیے آؤ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آواز سن کر کہا یہ زمانہ جاہلیت کی طرح پکارنا کیسا ہے؟ آپ نے فرمایا اس قسم کی پکار کو ترک کر دو یہ بدبودار ہے۔ عبداللہ بن ابی نے یہ سن کر کہا (مہاجرین نے) ایسا کیا ہے؟ سنو! جب ہم مدینہ پہنچیں گے تو عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ بات پہنچی تو حضرت عمر نے کھڑے ہو کر کہا: اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیں میں اس منافق کی گردن اڑا دوں! نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو! لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کرتے ہیں، جب مہاجرین مدینہ میں آئے تو انصار ان سے زیادہ تھے بعد میں مہاجرین زیادہ ہو گئے۔ [2]

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی تنازعہ پر اپنے قبیلہ اور اپنے جتھے کو مدد کے لیے پکارنا اور عصبیت کی آگ بھڑکانا زمانہ جاہلیت کا طریقہ ہے اور یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سخت ناپسند ہے، نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ، صحیح بخاری ج ٢ ص ٧٢٧، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ١٣٨١ھ

[2] " " " " ، صحیح بخاری ج ٢ ص ٧٢٨، " " "

کا نفاق صحابہ کرام کے درمیان معلوم اور مشہور تھا، اور چونکہ ظاہری طور پر منافقوں کا مسلمانوں میں شمار ہوتا تھا اس لیے آپ نے یہ فرمایا کہ "لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں" ورنہ حقیقۃً وہ اصحاب رسول میں سے نہیں تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی قوم کے رئیس کی ناپسندیدہ اور بے ہودہ باتوں پر اس سے مواخذہ ترک کر دینا چاہیے کہ کہیں اس کے متبعین متنفر اور متوحش نہ ہو جائیں اور ان کے عذروں کو قبول کرنا چاہیے اور ان کی قسموں کی تصدیق کرنی چاہیے، خواہ قرائن ان کی قسموں کے خلاف کیوں نہ ہوں اور اس کا مقصد اس قوم کی الفت اور انس کو حاصل کرنا ہے۔ نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے امیر کے متعلق اگر کوئی شخص بدگوئی کرے یا کوئی شخص کلمہ کفر کہے تو اس کا قتل کرنا جائز نہیں ہے اور اس بات کو مسلمانوں کے امیر تک پہنچانا چغلی نہیں ہے، ہاں اگر اس سے محض فساد ڈالنا مراد ہو تو پھر یہ چغلی ہے اور حرام ہے، اور اگر اس میں کوئی ایسی مصلحت ہو جو اس کے فساد پر راجح ہو تو پھر جائز ہے۔ [1]

ابن ابی کو قمیص مبارک عطا فرمانے کے متعلق دو متعارض حدیثوں میں تطبیق

حدیث نمبر ۶۹۹۸ میں حضرت جابر سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کو قبر سے نکال کر اس کو قمیص پہنائی اور حدیث نمبر ۶۹۹۹ میں حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی کے بیٹے حضرت عبداللہ بن عبداللہ بن ابی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ اپنی قمیص عطا فرمائیں جس میں وہ اپنے باپ کو کفن دیں، پھر آپ نے ان کو قمیص عطا فرمائی، امام بخاری نے اس طرح دو متعارض حدیثیں ذکر کی ہیں۔

علامہ بدر الدین عینی اس تعارض کو اٹھاتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت ابن عمر کی روایت میں جو حضرت عبداللہ کو اپنے باپ کے کفن کے لیے قمیص عطا فرمانے کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ آپ نے قمیص عطا فرمانے کا وعدہ کر لیا تھا، اور مجازاً وعدہ پر عطیہ کا اطلاق کر دیا، اور عبداللہ بن ابی کے گھر والوں کو خیال ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قمیص دینے کے لیے آئیں گے تو آپ کو مشقت ہوگی، اس لیے انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پہنچنے سے پہلے اس کو کفن پہنا دیا اور جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم پہنچے تو وہ اس کو کفن پہنا کر قبر میں اتار چکے تھے، آپ نے اپنا وعدہ پورا کرنے کے لیے اس کو قبر سے نکالا، اس کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اس پر لعاب ڈالا اور اس کو قمیص پہنائی۔

علامہ ابن جوزی نے ان روایات کی تطبیق میں یہ لکھا ہے کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ نے ان کو دو قمیص عطا فرمائی ہوں، ایک قمیص کفن کے لیے عطا فرمائی اور ایک بعد میں قبر سے نکال کر پہنائی۔ [2]

علامہ عینی کی بیان کردہ توجیہ زیادہ قرین قیاس ہے۔

ابن ابی کو کفن کے لیے قمیص عطا فرمانے اور اس کی نماز جنازہ پڑھنے کی وجہ سے ایک ہزار منافقوں کا اسلام قبول کرنا

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۶۴۷ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

عبد اللہ بن ابی منافقوں کا سردار تھا پھر اس کی کیا وجہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی قمیص عطا فرمائی علماء کرام نے اس کے متعدد جوابات دیئے ہیں:

۱۔ عبد اللہ بن ابی نے عمرہ حدیبیہ کے موقع پر مشرکین کی پیشکش کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے طواف کرنے سے انکار کر دیا تھا اس کی جزاء میں آپ نے قمیص عطا فرمائی۔
۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی کی دلجوئی کی خاطر قمیص عطا فرمائی تھی کیونکہ وہ خالص مومن اور صحابی تھے۔
۳۔ کفن کے لیے قمیص کا سوال رد کرنا مکارم اخلاق کے خلاف تھا اس لیے آپ نے قمیص عطا فرمائی۔
۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جب کسی چیز کا سوال کیا جاتا اور وہ چیز آپ کے پاس ہوتی تو آپ منع نہیں فرماتے تھے۔
۵۔ قرآن مجید میں ہے: واما السائل فلا تنهر (الضحی) اور سائل کو مت جھڑکیں، آپ نے اس آیت پر عمل کیا۔
۶۔ کثیر علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس دراز قامت تھے اور بدر کے دن ابن ابی کی قمیص کے سوا اور کسی کی قمیص ان کو پوری نہیں آتی تھی، ابن ابی نے اپنی قمیص ان کے لیے دی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا بدلہ اتارنے کے لیے اپنی قمیص اس کو دی، اس وجہ کا ثبوت حسب ذیل حدیث میں ہے
امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں بدر کے دن قیدیوں کو لایا گیا اور عباس کو لایا گیا ان کے بدن پر کپڑا نہیں تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے قمیص کو دیکھا تو عبد اللہ بن ابی کی قمیص ان کے ناپ کی تھی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ قمیص ان کو پہنا دی، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی قمیص اتار کر عبد اللہ بن ابی کو پہنائی تھی۔ ابن عیینہ نے کہا عبد اللہ بن ابی کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر احسان تھا آپ نے اس کے احسان کا بدلہ اتارنا پسند کیا۔ ۱؎
۷۔ علامہ بدر الدین عینی نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اس سے اللہ کے عذاب کو بالکل دور نہیں کر سکتی، مجھے امید ہے کہ اس سبب سے اللہ تعالیٰ ہزار آدمیوں کو اسلام میں داخل کر دے گا۔ روایت ہے کہ خزرج کے لوگوں نے جب دیکھا کہ ابن ابی آپ کی قمیص کو طلب کر رہا ہے اور آپ سے نماز کی درخواست کر رہا ہے تو ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو گئے۔ ۲؎

حافظ ابن حجر عسقلانی نے بھی ابن جریر طبری کی سند کے ساتھ اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ ۳؎

ملا علی قاری لکھتے ہیں: روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ عبد اللہ بن ابی سے کیا کیا گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی، بے شک میں یہ امید کرتا ہوں کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ روایت ہے کہ اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو گئے جب انہوں نے دیکھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قمیص سے برکت حاصل کر رہا ہے۔ ۴؎

۱؎ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۲۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
۲؎ حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۵۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
۳؎ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۴، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ
۴؎ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۴ ص ۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

واخرج ابو الشیخ عن قتادة انهم ذكروا القميص بعد نزول الاية فقال عليه الصلوٰة والسلام وما يغني عنه قميصي والله اني لارجو ان يسلم به اكثر من الف من بني الخزرج وقد حقق الله تعالیٰ رجاءه كما في بعض الاثار۔[1]

ابو الشیخ نے اپنی سند کے ساتھ قتادہ سے روایت کیا ہے کہ استغفر لہم اولا تستغفر لہم اس آیت کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے قمیص دینے کے متعلق استفسار کیا تو آپ نے فرمایا: میری قمیص اس سے کسی چیز کو دور نہیں کر سکتی، بہ خدا مجھے یہ امید ہے کہ بنو خزرج کے ایک ہزار سے زیادہ آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے اور جیسا کہ بعض روایات میں ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی امید کو پورا کر دیا۔

علامہ جلال الدین سیوطی نے بھی ابو الشیخ کے حوالے سے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔[2]

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

وفي الحديث ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان قميصي لا يغني عنه من الله شيئا واني لارجو ان يسلم بفعلي هذا الف رجال من قومه وقع في مغازي ابن اسحاق وفي بعض كتب التفسير فاسلم وتاب لهذه الفعلة من رسول الله صلى الله عليه وسلم الف رجل من الخزرج۔[3]

حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری قمیص اس سے اللہ کے عذاب کو بالکل دور نہیں کر سکتی اور بہ خدا مجھے یہ امید ہے کہ میرے اس فعل سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام میں داخل ہو جائیں گے۔ مغازی ابن اسحاق اور بعض کتب تفسیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حسن خلق کی وجہ سے خزرج کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو گئے۔

امام رازی[4]، علامہ خازن[5]، علامہ نسفی[6] اور شیخ سلیمان جمل[7] نے بھی اس روایت کا ذکر کیا ہے۔

ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں کہ جب عبداللہ بن ابی مر گیا تو اس کے فرزند عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی

---

[1] علامہ شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۰ ص ۱۵۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، الدر المنثور ج ۳ ص ۲۶۶، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۴ھ

[3] علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۸ ص ۲۲۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

[4] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[5] علامہ علی بن محمد خازن شافعی متوفی ۷۲۵ھ، تفسیر خازن ج ۲ ص ۲۶۵، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[6] علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ، مدارک التنزیل ج ۲ ص ۲۶۰، مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور

[7] شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل متوفی ۱۲۰۴ھ، الفتوحات الالٰہیہ ج ۲ ص ۳۰۰، مطبوعہ مطبعہ بہیہ مصر، ۱۳۰۳ھ

اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، آپ نے ان کو اپنی مبارک قمیص عطا فرمائی اور حکم دیا کہ اس قمیص میں اس کو کفن دیا جائے۔ پھر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے حضرت عمر بن خطاب نے آپ کا دامن پکڑ کر کہا آپ اس کی نماز جنازہ پڑھ رہے ہیں، حالانکہ وہ منافق تھا؟ آپ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم "آپ ان کے لیے مغفرت طلب کریں یا نہ کریں اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کی مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کو ہرگز نہ بخشے گا۔" آپ نے فرمایا میں عنقریب ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ حضرت ابن عمر نے بیان کیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے بھی آپ کی اقتداء میں اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله وماتوا وهم فاسقون "ان میں سے جو کوئی مر جائے آپ اس کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ کبھی ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمان ہونے کی حالت میں مر گئے۔" ؎

امام بخاری حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی بن سلول مر گیا تو اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلایا گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو میں دوڑ کر آپ کے پاس گیا میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا آپ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھا رہے ہیں حالانکہ اس نے فلاں دن یہ یہ کہا تھا کہ مدینہ پہنچ کر عزت والے ذلت والوں کو مدینہ سے نکال دیں گے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہیں [illegible] آپ [illegible] حضرت عائشہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرما کر کہا [illegible] پیچھے ہٹ جاؤ، جب میں نے آپ سے بہت اصرار کیا تو آپ نے فرمایا مجھے اختیار دیا گیا ہے کہ میں استغفار کروں یا نہ کروں سو میں نے استغفار کرنے کو اختیار کر لیا اور اگر مجھے یہ علم ہو کہ اگر میں نے ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کیا تو اس کی مغفرت کر دی جائے گی تو میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کرتا، حضرت عمر بیان کرتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی پھر آپ واپس ہوئے ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ سورہ براءت کی دو آیتیں نازل ہو گئیں: ولا تصل على احد منهم مات ابدا الی قولہ تعالیٰ وهم فاسقون۔ حضرت عمر کہتے ہیں کہ مجھے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی اس جسارت پر تعجب ہوتا رہا، اور اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والے ہیں۔ ؎

امام بخاری روایت کرتے ہیں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب عبد اللہ بن ابی فوت ہو گیا تو اس کے فرزند حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے آپ نے انہیں اپنی قمیص دے کر فرمایا

؎ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

؎ " " " " ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۴، " " " "

ص میں اس کو کفن دیا جائے، پھر آپ اس کی نماز پڑھانے کے لیے کھڑے ہوئے تو حضرت عمر بن الخطاب نے آپ کا دامن پکڑ کر کہا: آپ اس کی نماز پڑھا رہے ہیں، حالانکہ وہ منافق تھا، اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کے لیے استغفار کرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے اور فرمایا ہے: استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم (توبہ: ۸۰) "آپ ان کے لیے استغفار کریں یا ان کے لیے استغفار نہ کریں، اگر آپ ان کے لیے ستر بار استغفار کریں تب بھی اللہ ان کو نہیں بخشے گا" آپ نے فرمایا: "میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا" پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور ہم نے آپ کے ساتھ اس کی نماز جنازہ پڑھی پھر آپ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

ولا تصل علی احد منھم مات ابدا ولا تقم علی قبرہ انھم کفروا باللہ ورسولہ وماتوا وھم فاسقون۔ [۱]
(توبہ: ۸۴)

اور آپ ان میں سے کسی کی میت پر کبھی نماز نہ پڑھیں اور نہ کبھی ان میں سے کسی کی قبر پر کھڑے ہوں، بے شک انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا اور وہ نافرمان ہونے کی حالت میں مر گئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن اُبی کے نفاق کے باوجود اس کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تھی؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یقین سے کہا کہ ابن ابی منافق ہے، ان کا یہ یقین ابن ابی کے دیگر احوال پر مبنی تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس یقین پر عمل نہیں کیا کیونکہ وہ بظاہر مسلمانوں کے حکم میں تھا اور آپ نے بطور استصحاب اسی ظاہری حکم پر عمل کرتے ہوئے اس کی نماز جنازہ پڑھائی، نیز آپ کو اس کے بیٹے کی عزت افزائی منظور تھی، جو نہایت مخلص اور صالح مومن تھے، اور اس کی قوم کی تالیف قلوب میں مصلحت تھی، اور ایک فتنہ کو دور کرنا منظور تھا، ابتداء میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کی دی ہوئی اذیتوں پر صبر کرتے تھے اور ان کو معاف اور درگزر کرتے تھے پھر آپ کو مشرکین سے قتال کرنے کا حکم دیا گیا اور جو لوگ اسلام کو ظاہر کرتے تھے خواہ باطن میں اسلام کے مخالف ہوں ان کے ساتھ آپ کے درگزر کرنے کا معاملہ بدستور جاری رہا، اور ان کو متنفر نہ کرنے اور ان کی تالیف قلوب کرنے میں مصلحت تھی، اسی لیے آپ نے فرمایا تھا: "کہیں لوگ یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں" اور جب مکہ فتح ہوگیا اور مشرکین اسلام میں داخل ہوگئے اور کفار بہت کم اور پست ہوگئے، تب آپ کو یہ حکم دیا گیا کہ آپ منافقین کو ظاہر کر دیں اور خاص طور پر ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے کا واقعہ اس وقت پیش آیا تھا جب منافقین کی نماز جنازہ پڑھنے کی صراحۃً ممانعت نہیں کی گئی تھی، اس تقریر سے ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو اشکال ہے وہ دور ہو جاتا ہے۔

---

[۱] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کے ساتھ جو حسن سلوک کیا اس کی وجہ یہ تھی کہ جس شخص کا دین کے ساتھ معمولی سا بھی تعلق ہو آپ اس پر نہایت شفقت فرماتے تھے نیز آپ اس کے بیٹے کی دلجوئی کرنا چاہتے تھے جو نیک صحابی تھے اور اس کی قوم خزرج کی تالیف قلب کرنا چاہتے تھے جن کا وہ رئیس تھا۔ اگر آپ اس کے بیٹے کی درخواست قبول نہ فرماتے اور اللہ تعالیٰ کے منع فرمانے سے پہلے اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرما دیتے تو اس کے بیٹے کی دل شکنی ہوتی اور اس کی قوم کے لیے باعث عار ہوتا اس لیے آپ نے منع ہونے سے پہلے مستحسن امر کو اختیار فرمایا۔

بعض محدثین نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھائی اس وجہ سے کہ اس کا ایمان صحیح تھا، لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے، کیونکہ یہ آیات اور احادیث کے خلاف ہے جن میں اس کے ایمان نہ ہونے کی صراحت ہے۔

امام ابن جریر طبری نے اس قصہ میں اپنی سند کے ساتھ حضرت قتادہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اس کو اللہ کے عذاب سے دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے امید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے۔ [3]

علامہ بدرالدین عینی نے بھی اس حدیث کو امام ابن جریر طبری کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔ [2]

علامہ قسطلانی نے بھی اس حدیث کو امام ابن جریر طبری کے حوالے سے بیان کیا ہے۔ [4]

شیخ انور شاہ کشمیری نے لکھا ہے کہ اس احسان کی وجہ سے ایک ہزار منافق اسلام میں داخل ہو گئے۔ [5]

علامہ عینی، علامہ ابن حجر اور دیگر علماء نے علامہ طبری کے حوالے سے جس حدیث کا ذکر کیا ہے علامہ طبری کی وہ روایت یہ ہے:

ثنا سعيد عن قتادة قال ذكر لنا ان نبي الله صلى الله عليه وسلم كلم في ذلك فقال وما يغني عنه قميصي من الله وربي وصلاتي عليه واني لارجو ان يسلم به الف من قومه۔ [6]

امام سعید قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس معاملہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: میری قمیص اور میری نماز جنازہ اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی اور بے شک مجھے یہ امید ہے کہ اس کی وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی اسلام لے آئیں گے۔

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۴، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

[2] حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۳-۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر

[3] امام ابن جریر طبری نے اس حدیث کو سورۂ توبہ کی آیت ۸۴ کی تفسیر میں ذکر کیا ہے۔

[4] علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ، ارشاد الساری ج ۳ ص ۳۸، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۰۶ھ

[5] شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ، فیض الباری ج ۴ ص ۲۵۲، مطبوعہ مطبع حجازی مصر ۱۳۵۷ھ

[6] امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ، جامع البیان ج ۱۰ ص ۱۴۲، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت

مشرکین کے لیے استغفار کی ممانعت کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کی نماز جنازہ کیوں پڑھائی تھی؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھانے پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے استغفار کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور یہ فرمایا کہ میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، حالانکہ عبداللہ بن ابی کی وفات ۹ھ میں ہوئی ہے اور ہجرت سے پہلے جب ابوطالب کی وفات ہوئی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک مجھے منع نہ کیا جائے میں تمہارے لیے استغفار کرتا رہوں گا، اس وقت قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

ما كان للنبي والذين امنوا ان يستغفروا للمشركين ولو كانوا اولي قربى من بعد ما تبين لهم انهم اصحاب الجحيم۔ (توبہ: ۱۱۳)

نبی اور ایمان والوں کی شان کے یہ لائق نہیں کہ وہ مشرکین کے لیے استغفار کریں، خواہ وہ ان کے قرابت دار ہوں جب کہ ان پر یہ ظاہر ہو چکا ہے کہ وہ جہنمی ہیں۔

تو جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت سے پہلے مشرکین کے لیے استغفار کرنے سے منع کر دیا تھا تو آپ نے ہجرت کے نو سال بعد عبداللہ بن ابی کے لیے استغفار کیوں کیا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ آپ کو جس استغفار سے منع کیا گیا ہے جس میں حصول مغفرت اور قبولیت دعا کی توقع کی جاتی ہے جیسا کہ ابوطالب کے لیے استغفار کے مطالب تھا، اس کے برخلاف آپ نے عبداللہ بن ابی کے لیے جو استغفار کیا تھا اس سے غرض اس کی مغفرت کا حصول نہیں تھا بلکہ اس سے غرض یہ تھی کہ اس کے بیٹے کی دلجوئی کی جائے اور اس کی قوم کی تالیف قلوب کی جائے۔

علامہ زمخشری نے یہ اعتراض کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا تھا "کہ اگر آپ ستر مرتبہ بھی ان کے لیے استغفار کریں تو اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا" زبان و بیان کے اسلوب کے مطابق ستر بار کا مطلب یہ ہے کہ اگر آپ نے بہ کثرت استغفار کیا پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کو نہیں معاف کرے گا۔ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو زمخشری سے زیادہ فصیح ہیں آپ سے یہ معنی کیسے مخفی رہا حتیٰ کہ آپ نے اس کو عدد کی خصوصیت پر محمول کیا اور فرمایا میں ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا، اسی طرح دوسرا اعتراض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ فرمایا "آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں" اس کا مطلب یہ ہے کہ استغفار سے ان کو نفع نہیں ہوگا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو اس پر محمول کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا ہے کہ آپ استغفار کریں یا نہ کریں اس کا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ معنی مخفی نہیں تھے ان آیتوں کے قریب اور متبادر معنی یہی تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بطور تعریض کے بعید معنی مراد لیے تاکہ امت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت شفقت اور غایت رحمت کا اظہار ہو، جیسا کہ حضرت ابراہیم نے کہا: ومن عصاني فانك غفور رحيم (ابراہیم: ۳۶) "اور جس نے میری معصیت کی تو بے شک تو بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے" کیونکہ حضرت ابراہیم نے اس آیت میں معصیت سے مراد اللہ کی معصیت یعنی بت پرستی کو مراد نہیں لیا بلکہ اپنی معصیت مراد لی جبکہ سیاق و سباق سے یہاں اللہ تعالیٰ کی معصیت

...دے اور یہ اپنی امت پر رحمت اور شفقت کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا قول ہے اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت پر رحمت و شفقت کے غلبہ کی وجہ سے بعید معنی مراد لیا۔

بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے استغفار کرنے سے منع کیا ہے جس کا خاتمہ کفر پر ہوا ہو اور یہ ممانعت اس کے لیے استغفار کرنے سے ممانعت کو مستلزم نہیں ہے جو دین اسلام کا اظہار کرتے ہوئے مرا ہو اور یہ بہت اچھا جواب ہے۔ ؎

ہمارے نزدیک بہتر یہ جواب یہ ہے کہ قرآن مجید میں اس استغفار سے منع کیا ہے جس سے مقصود مغفرت کا حصول ہو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کے لیے جو استغفار کیا تھا اس سے مراد اس کے بیٹے کی دلجوئی اور اس کی قوم کے ایک ہزار آدمیوں کا اسلام تھا جیسا کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی لیکن مجھے امید ہے کہ اس وجہ سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمی مسلمان ہو جائیں گے اور اس روایت کو امام ابن جریر طبری نے روایت کیا ہے۔

استغفر لهم او لا تستغفر لهم سے استغفار کا اختیار مراد لینے پر بعض علماء کا اضطراب

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

ان روایات صحیحہ میں یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت کریمہ استغفر لهم او لا تستغفر لهم (توبہ: ۸۰) آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں سے یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو استغفار کرنے یا استغفار نہ کرنے کا اختیار دیا ہے جیسا کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ہے۔ اکابر علماء کی ایک جماعت کو یہ بات مشکل لگی اور اس حدیث سے استدلال بعید ہے کیونکہ قرآن مجید کی اس آیت سے آپ کو استغفار کا اختیار دینا واضح نہیں ہوتا، اس لیے بعض اکابر علماء نے اس حدیث پر جرح کی ہے حالانکہ یہ حدیث بکثرت اسانید صحیحہ سے مروی ہے، امام بخاری، امام مسلم اور دیگر محدثین کا اس کی صحت پر اتفاق ہے۔ اس لیے اس حدیث کا انکار علم حدیث سے ناواقفیت پر مبنی ہے۔ اس آیت کا مفہوم سمجھنے میں لوگوں کو سخت مشکل ہوئی حتیٰ کہ قاضی ابوبکر نے اس حدیث کا انکار کیا اور کہا اس حدیث کو قبول کرنا جائز نہیں ہے اور امام الحرمین نے کہا یہ حدیث "صحیح" میں نہیں ہے اور "البرہان" میں کہا محدثین اس حدیث کو صحیح نہیں کہتے اور امام غزالی نے "المستصفیٰ" میں کہا زیادہ ظاہر یہ ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ علامہ داؤدی نے کہا یہ حدیث غیر محفوظ ہے۔ اس انکار کی وجہ یہی ہے جو حضرت عمر نے سمجھی تھی کہ آپ ان کے لیے استغفار کریں یا نہ کریں اگر آپ ان کے لیے ستر بار بھی استغفار کریں تو اللہ ان کو نہیں بخشے گا۔ اس آیت سے منافقین کی مغفرت کی نفی میں مبالغہ مراد ہے نہ کہ عدد کی خصوصیت اور تخییر دینا مراد ہے جیسا کہ اس آیت کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے، اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول پر اشکال ہے کہ میں ستر مرتبہ سے زیادہ استغفار کروں گا۔ بعض متاخرین نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کی قوم کی تالیف کے لیے یہ فرمایا تھا، اور آپ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ اگر آپ نے ستر بار سے

؎ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۵ - ۳۳۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

زیادہ استغفار کیا تو اس کی مغفرت ہو جائے گی، اور اس کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ "اگر مجھے یہ علم ہوتا کہ ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے سے اس کی مغفرت ہو جائے گی تو میں ستر بار سے زیادہ استغفار کرتا" (صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۰۷) لیکن ثابت وہ روایت ہے جس کے یہ الفاظ ہیں "میں عنقریب ستر بار سے زیادہ استغفار کروں گا" بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد استصحاب حال پر مبنی ہے، کیونکہ اس آیت کے نزول سے پہلے ان کے لیے استغفار کرنا جائز تھا، اس لیے وہ بقیہ عمل کے مطابق اب بھی جائز ہے، اور یہ اچھا جواب ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس آیت سے نفی مغفرت کے مبالغہ کو سمجھنے کے باوجود اصل کے حکم کو باقی قرار دے کر اس پر عمل کرنے میں کوئی تنافی نہیں ہے، گویا آپ نے ستر بار سے زیادہ استغفار کرنے پر حصول مغفرت کو جائز قرار دیا لیکن اس پر یقین نہیں کیا۔ بعض علماء نے یہ جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرنا فی نفسہ عبادت ہے، سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بقصد عبادت ستر بار سے زیادہ استغفار کیا اور اس سے آپ کا یہ ارادہ نہیں تھا کہ عبداللہ بن ابی کی مغفرت ہو جائے، لیکن اس جواب پر یہ اشکال ہے کہ اس اعتبار سے پھر جس کی مغفرت محال ہو اس کے لیے بھی مغفرت طلب کرنا جائز ہو گا حالانکہ یہ جائز نہیں ہے۔ ۱؎

ہمارے نزدیک اس اشکال کا صحیح جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کی مغفرت نہیں کرے گا اور آپ کو اس وقت تک ان کے لیے استغفار کرنے سے منع نہیں فرمایا تھا اس لیے آپ نے فرمایا میں ان کے لیے استغفار کروں گا اور استغفار کرنے سے آپ کی غرض ان کے لیے مغفرت حاصل کرنا نہیں تھی بلکہ ابن ابی کے بیٹے اور اس کی قوم کی دلجوئی اور اس حسن خلق کی وجہ سے اس کی قوم کو مسلمان کرنا آپ کا مطلوب تھا۔

ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق امام رازی کا تسامح

امام رازی اس بحث میں لکھتے ہیں:

اگر یہ اعتراض ہو کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم تھا کہ عبداللہ بن ابی کافر ہے اور کفر پر مرا ہے تو آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں کیوں رغبت کی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس کے اعزاز و اکرام کے مترادف ہے، اور کافر کی تکریم جائز نہیں ہے، نیز اس کی نماز جنازہ پڑھنا اس کے لیے دعاء مغفرت کو مستلزم ہے اور یہ بھی جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خبر دے دی تھی کہ وہ کافر کی بالکل مغفرت نہیں کرے گا۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب عبداللہ بن ابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی کہ آپ اس کو اپنی وہ قمیص عطا فرمائیں جو آپ کے جسم مبارک کے ساتھ لگی ہو تاکہ اس قمیص میں اس کو دفن کیا جائے تو اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ظن غالب ہوا کہ وہ اس وقت میں ایمان کی طرف منتقل ہو گیا ہے کیونکہ یہ وہ وقت ہے جس میں فاسق توبہ کر لیتا ہے اور کافر ایمان لے آتا ہے سو جب آپ نے اس سے اظہار اسلام دیکھا اور اس کی ان علامات کا مشاہدہ کیا جو دخول اسلام پر دلالت کرتی ہیں تو آپ کا یہ ظن غالب ہو گیا کہ اب وہ مسلمان ہو گیا ہے تو آپ نے اپنے ظن غالب کے مطابق اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں رغبت کی، اور جب جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر یہ خبر دی کہ وہ کفر اور نفاق پر مرا ہے تو پھر آپ اس کی نماز جنازہ پڑھانے سے باز رہے۔ ۲؎

۱؎ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۸ ص ۳۳۸، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ۱۴۰۱ھ

۲؎ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۸۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

امام رازی کی یہ تقریر صحیح نہیں ہے، بلکہ بخاری، صحیح مسلم اور دیگر کتب احادیث صحیحہ میں یہ حدیث موجود ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن ابی کی نماز جنازہ پڑھی ہے اور کسی حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے کہ جبریل علیہ السلام نے آپ کو خبر دی تھی کہ ابن ابی کا کفر اور نفاق برقرار ہے ——— باقی رہا یہ سوال کہ ابن ابی کا نفاق مشہور تھا پھر آپ نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے میں کیوں رغبت کی اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بات مقرر ہے کہ جب منافق ایمان کا اظہار کرے اور اپنا کفر چھپائے تو اس پر اسلام کے احکام جاری کیے جاتے ہیں اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے کیونکہ احکام شرعیہ ظاہر حال پر مبنی ہیں جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ظاہر پر حکم لگاتے ہیں اور باطن کا معاملہ اللہ کی طرف مفوض ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری قمیص اور میری نماز اس سے اللہ کے عذاب کو دور نہیں کر سکتی اور مجھے یہ امید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے اس کی قوم کے ایک ہزار آدمیوں کو اسلام میں داخل کر دے گا۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حصول مغفرت کے لیے اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی تھی آپ پر اتمام حجت تھا ورنہ آپ حصول مغفرت کے سبب اس کی نماز جنازہ پڑھاتے۔

کیا ابن ابی کے حق میں مغفرت کی دعا کا قبول نہ ہونا آپ کی محبوبیت کے منافی ہے؟

اگر یہ سوال کیا جائے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن ابی کی مغفرت کے لیے دعا کی اور اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو قبول نہیں فرمایا اور یہ آپ کی شان محبوبیت کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ بعض اوقات کسی عبارت سے اس کا مدلول صریح مراد ہوتا ہے اور کبھی اس عبارت سے متکلم کا خاص منشاء مراد ہوتا ہے آپ نے جو یہ مغفرت کی دعا کی تھی اس سے مراد اس کے لیے مغفرت کا حصول نہیں تھا بلکہ اس سے آپ کا منشاء اس کی قوم کے لیے ایمان کا حصول تھا اور جو اس دعا سے آپ کا منشاء تھا وہ اللہ تعالیٰ نے پورا کر دیا۔ اس کی نظیر قرآن مجید کی یہ آیت ہے:

وقل الحق من ربكم فمن شاء فليؤمن ومن شاء فليكفر انا اعتدنا للظالمين نارا احاط بهم سرادقها۔ (الکہف: ۲۹)

اور فرما دیجیے کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے ہم نے ظالموں کے لیے ایسی آگ تیار کی ہے جس کی چار دیواری ان کو احاطہ سے گھیرے گی۔

اس آیت کا منطوق صریح یہ ہے کہ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے، یعنی انسان کو کفر کرنے کا بھی اختیار دیا ہے اور اس کا حکم دیا ہے لیکن اس آیت کا منشاء تہدید ہے اور کفر کرنے پر آگ کے عذاب کی دھمکی ہے۔

امام رازی لکھتے ہیں:

یہ آیت پچھلی آیت سے اس طرح مربوط ہے کہ مالدار مشرکین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہا تھا کہ اگر آپ ان فقراء کو اپنے پاس سے ہٹا دیں تو ہم آپ پر ایمان لے آئیں گے، اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے یہ فرمایا آپ ان کی طرف التفات نہ کریں اور ان فقراء سے یہ کہہ دیں حق اللہ کی طرف سے ہے اگر تم نے اس کو قبول کیا تو تم کو نفع ہوگا اور اگر تم نے اس کو قبول نہیں کیا تو تم کو نقصان ہوگا اور یہ جو فرمایا ہے "جو چاہے کفر کرے" قرآن مجید میں بہت جگہ امر کا لفظ فعل کی طلب کے لیے نہیں آیا، حضرت علی بن ابی طالب نے فرمایا: یہاں امر کا معنی تہدید اور وعید کے

لیے ہے تحقیر کے لیے نہیں ہے۔ [1]

علامہ شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں:

یعنی اس آیت میں جو تشبیہ ہے اس کی حقیقت مقصود نہیں ہے بلکہ یہاں مجاز مراد ہے [illegible] کا قول [illegible] اور اس کا مقصود بیان کرنا ہے۔ [2]

علامہ آلوسی نے بھی علامہ خفاجی کے حوالے سے یہی لکھا ہے۔ [3]

اسی طرح قرآن مجید میں ہے:

وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ (البقرہ: ۲۳)

اگر تم کو اس کلام کے متعلق شک ہو جس کو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے تو اس کلام کی مثل کوئی سورت لے آؤ۔

اس آیت کا منطوق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں شک کرنے والوں کو یہ حکم دیا کہ وہ قرآن مجید کی مثل ایک سورت بنا کر لائیں لیکن اس کا مشار یہ ہے کہ وہ اس کی مثل سورت نہیں بنا سکتے اور اس سے عاجز ہیں:

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

علامہ خفاجی نے یہ کہا ہے کہ اس آیت سے مراد عرب کے بلغاء کو چیلنج دینا ہے اور ان کو قرآن مجید کی مثل سورت لانے سے عاجز کرنا ہے۔ [4]

ہم نے دو مثالیں ذکر کی ہیں ورنہ قرآن مجید میں بکثرت ایسی مثالیں ہیں جہاں کسی لفظ سے اس کا منطوق اور مدلول صریح مراد نہیں ہوتا بلکہ اس سے کوئی خاص مشار مراد ہوتا ہے، اسی طرح جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے [illegible] کی مغفرت کے لیے دعا کی تو اس دعا سے اس کا منطوق اور مدلول صریح مراد نہیں تھا بلکہ اس لفظ سے آپ کا خاص مشار مراد تھا اور وہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کے حسن اخلاق کی وجہ سے اس کی قوم سے ایک جم غفیر [illegible] کو مسلمان کر دے [illegible] تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کی اور وہ مسلمان ہو گئے، واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

بَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ
قیامت اور جنت و دوزخ کے احوال

۶۹۹۱ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ حَدَّثَنِي الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن

---

[1] امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۹۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت [illegible]

[2] علامہ شہاب الدین احمد بن محمد خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ، عنایۃ القاضی ج [illegible] ص [illegible]، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۲۸۳ھ

[3] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۲۷۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[4] 〃 〃 〃 〃 روح المعانی ج ۱ ص ۱۹۳، 〃 〃

عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّهُ لَيَأْتِي الرَّجُلُ الْعَظِيمُ السَّمِينُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا يَزِنُ عِنْدَ اللَّهِ جَنَاحَ بَعُوضَةٍ اقْرَءُوا فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا.

ایک بہت موٹا آدمی آئے گا، خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا تم پڑھو ترجمہ: پس ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔

۶۹۱۸ - حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يُونُسَ حَدَّثَنَا فُضَيْلٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَبِيدَةَ السَّلْمَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ أَوْ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْجِبَالَ وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْمَاءَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَسَائِرَ الْخَلْقِ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ فَيَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَجُّبًا مِمَّا قَالَ الْحَبْرُ تَصْدِيقًا لَهُ ثُمَّ قَرَأَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِينِهِ سُبْحٰنَهُ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُونَ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک یہودی عالم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم، یا کہا اے ابو القاسم، بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا، اور زمینوں کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا، اور پہاڑوں اور درختوں کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا، اور پانی اور مٹی کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا اور تمام مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا پھر ان کو ہلائے گا اور فرمائے گا میں بادشاہ ہوں میں بادشاہ ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس یہودی کی بات پر تعجب اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے ہنسے پھر یہ آیت پڑھی: ان لوگوں نے اللہ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنی چاہیے تھی، تمام زمین قیامت کے دن اس کی مٹھی میں ہوگی اور تمام آسمان اس کے دائیں ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے، وہ لوگ جس چیز کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں وہ اس سے پاک ہے۔

۶۹۱۹ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ كِلَاهُمَا عَنْ جَرِيرٍ عَنْ مَنْصُورٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ قَالَ جَاءَ حَبْرٌ مِنَ الْيَهُودِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ فُضَيْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ ثُمَّ يَهُزُّهُنَّ وَقَالَ فَلَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ تَعَجُّبًا لِمَا قَالَ تَصْدِيقًا لَهُ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَتَلَا الْآيَةَ.

اسی سند کے ساتھ منصور سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک یہودی عالم آیا، یہ حدیث حسب سابق ہے، لیکن اس میں ہلانے کا ذکر نہیں ہے اور کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس بات پر تعجب اور تصدیق کرتے ہوئے ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہوگئیں، پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ان لوگوں نے اس طرح اللہ کی قدر نہیں کی جس طرح اس کی قدر کرنی چاہیے تھی۔

۶۹۲۰ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيمَ يَقُولُ سَمِعْتُ عَلْقَمَةَ يَقُولُ قَالَ عَبْدُ اللهِ جَاءَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا أَبَا الْقَاسِمِ إِنَّ اللهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ عَلَى إِصْبَعٍ وَالْأَرَضِينَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَنَا الْمَلِكُ قَالَ فَرَأَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ ثُمَّ قَرَأَ ﴿مَا قَدَرُوا اللهَ حَقَّ قَدْرِهِ﴾

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اہل کتاب سے ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور اس نے کہا بے شک اللہ تعالیٰ تمام آسمانوں کو ایک انگلی سے، اور زمینوں کو ایک انگلی سے، اور درخت اور گیلی زمین کو ایک انگلی سے اور تمام مخلوق کو ایک انگلی سے تھامے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہنستے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ آپ کی مبارک ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں، پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت کی انھوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح قدر کرنی چاہیے تھی۔

۶۹۲۱ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمْ جَمِيعًا وَالشَّجَرَ عَلَى إِصْبَعٍ وَالثَّرَى عَلَى إِصْبَعٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ وَالْخَلَائِقَ عَلَى إِصْبَعٍ وَلٰكِنْ فِي حَدِيثِهِ وَالْجِبَالَ عَلَى إِصْبَعٍ وَزَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ تَصْدِيقًا لَهُ تَعَجُّبًا لِمَا قَالَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں، ان سب کی روایتوں میں ہے درختوں کو ایک انگلی پر اور گیلی زمین کو ایک انگلی پر اٹھائے گا، اور جریر کی روایت میں یہ نہیں ہے اور مخلوق کو ایک انگلی پر اٹھائے گا لیکن اس کی حدیث میں یہ ہے اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اٹھائے گا اور جریر کی روایت میں یہ اضافہ ہے آپ نے اس کی بات کی تصدیق کی اور اس پر تعجب کیا۔

۶۹۲۲ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْبِضُ اللهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى الْأَرْضَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَيَطْوِي السَّمَاءَ بِيَمِينِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ مُلُوكُ الْأَرْضِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن زمین کو اپنی مٹھی میں لے لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ میں لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں۔

۶۹۲۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ عُمَرَ بْنِ حَمْزَةَ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللهِ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطْوِي اللهُ عَزَّ وَجَلَّ السَّمٰوٰتِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل قیامت کے دن آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، جبر کرنے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ يَأْخُذُهُنَّ بِيَدِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ ثُمَّ يَطْوِي الْأَرَضِينَ بِشِمَالِهِ ثُمَّ يَقُولُ أَنَا الْمَلِكُ أَيْنَ الْجَبَّارُونَ أَيْنَ الْمُتَكَبِّرُونَ.

۶۹۲۴ - **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ أَنَّهُ نَظَرَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ كَيْفَ يَحْكِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَأْخُذُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ فَيَقُولُ أَنَا اللَّهُ وَيَقْبِضُ أَصَابِعَهُ وَيَبْسُطُهَا أَنَا الْمَلِكُ حَتَّى نَظَرْتُ إِلَى الْمِنْبَرِ يَتَحَرَّكُ مِنْ أَسْفَلِ شَيْءٍ مِنْهُ حَتَّى إِنِّي لَأَقُولُ أَسَاقِطٌ هُوَ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

کہاں ہیں تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ پھر بائیں ہاتھ سے زمین کو لپیٹ دے گا پھر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں! جبر کرنے والے کہاں ہیں تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟۔

حضرت عبید اللہ بن مقسم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی طرف دیکھا کہ وہ کس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑے گا اور فرمائے گا میں اللہ ہوں، آپ اپنی انگلیوں کو بند کرتے تھے اور کھولتے تھے اور فرماتے کہ میں بادشاہ ہوں حضرت عبد اللہ کہتے ہیں میں نے دیکھا منبر نیچے سے ہل رہا تھا حتیٰ کہ میں نے دل میں کہا کیا وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو لے کر گر جائے گا۔

۶۹۲۵ - **حَدَّثَنَا** سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ مِقْسَمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَقُولُ يَأْخُذُ الْجَبَّارُ عَزَّ وَجَلَّ سَمَاوَاتِهِ وَأَرَضِيهِ بِيَدَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ يَعْقُوبَ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر فرما رہے تھے جبار عزوجل آسمانوں اور زمینوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑے گا۔

۶۹۲۶ - **حَدَّثَنِي** سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ وَهَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ أَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِي فَقَالَ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ التُّرْبَةَ يَوْمَ السَّبْتِ وَخَلَقَ فِيهَا الْجِبَالَ يَوْمَ الْأَحَدِ وَخَلَقَ الشَّجَرَ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ وَخَلَقَ الْمَكْرُوهَ يَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَخَلَقَ النُّورَ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ وَبَثَّ فِيهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا: اللہ عزوجل نے مٹی (زمین) کو ہفتہ کے دن پیدا کیا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن پیدا کیا، اور درختوں کو پیر کے دن پیدا کیا اور مکروہ چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا اور نور کو بدھ کے دن پیدا کیا، اور جمعرات کے دن چوپایوں کو پھیلا دیا اور جمعہ کے دن تمام مخلوقات کے آخر میں عصر کے بعد جمعہ کی آخری ساعات میں سے کسی ساعت میں حضرت آدم علیہ السلام کو عصر سے لے کر رات تک پیدا کیا۔

الدَّوَابَّ يَوْمَ الْخَمِيسِ وَخَلَقَ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعْدَ الْعَصْرِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي آخِرِ الْخَلْقِ فِي آخِرِ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ الْجُمُعَةِ فِيمَا بَيْنَ الْعَصْرِ إِلَى اللَّيْلِ.

٦٩٢٧ - قَالَ إِبْرَاهِيمُ حَدَّثَنَا الْبِسْطَامِيُّ وَهُوَ الْحُسَيْنُ بْنُ عِيسَى وَسَهْلُ بْنُ عَمَّارٍ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ بِنْتِ حَفْصٍ وَغَيْرُهُمْ عَنْ حَجَّاجٍ بِهَذَا الْحَدِيثِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٦٩٢٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ مَخْلَدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمِ بْنُ دِينَارٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحْشَرُ النَّاسُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عَلَى أَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيهَا عَلَمٌ لِأَحَدٍ.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں کو سفید زمین پر جمع کیا جائے گا جو سرخی مائل ہوگی، جیسے میدے کی روٹی ہوتی ہے اور اس زمین میں کسی شخص کے لیے کوئی علامت نہیں ہوگی۔

٦٩٢٩ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ دَاوُدَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَأَلْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَوٰتُ فَأَيْنَ يَكُونُ النَّاسُ يَوْمَئِذٍ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ عَلَى الصِّرَاطِ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اللہ عزوجل کے اس قول کے متعلق سوال کیا: "جس دن یہ زمین دوسری زمین سے بدل دی جائے گی اور آسمان بھی بدل دیے جائیں گے" تو یارسول اللہ! اس وقت لوگ کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: صراط پر۔

٦٩٣٠ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ يَزِيدَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَكُونُ الْأَرْضُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ خُبْزَةً وَاحِدَةً يَكْفَؤُهَا الْجَبَّارُ بِيَدِهِ كَمَا يَكْفَؤُ أَحَدُكُمْ خُبْزَتَهُ فِي السَّفَرِ نُزُلًا لِأَهْلِ الْجَنَّةِ قَالَ فَأَتَى رَجُلٌ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَارَكَ الرَّحْمَنُ عَلَيْكَ أَبَا الْقَاسِمِ أَلَا أُخْبِرُكَ بِنُزُلِ أَهْلِ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ بَلَى قَالَ تَكُونُ الْأَرْضُ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن یہ زمین روٹی کی طرح ہو جائے گی اللہ اہل جنت کی مہمانی کے لیے اپنے ہاتھ سے اس زمین کو الٹ پلٹ دے گا جس طرح تم میں کوئی شخص سفر میں روٹی کو الٹ پلٹ کرتا ہے، حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ پھر ایک یہودی آیا اور کہنے لگا: اے ابوالقاسم! رحمن آپ پر برکتیں نازل فرمائے کیا میں آپ کو نہ بتاؤں کہ قیامت کے دن اہل جنت کی کس چیز سے مہمانی ہوگی؟ آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس نے کہا زمین تو ایک

خُبْزَةً وَاحِدَةً كَمَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَنَظَرَ إِلَيْنَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ ضَحِكَ حَتَّى بَدَتْ نَوَاجِذُهُ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِإِدَامِهِمْ قَالُوا بَلَى قَالَ إِدَامُهُمْ بَالَامُ وَنُونٌ قَالُوا وَمَا هٰذَا قَالَ ثَوْرٌ وَنُونٌ يَأْكُلُ مِنْ زَائِدَةِ كَبِدِهِمَا سَبْعُونَ أَلْفًا

روٹی کی طرح ہو جائے گی جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ حضرت ابوسعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری طرف دیکھا پھر آپ ہنسے حتی کہ آپ کی داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ اس نے کہا کیا میں آپ کو ان کے سالن کی خبر نہ دوں، آپ نے فرمایا کیوں نہیں! اس نے کہا بالام اور نون۔ صحابہ نے پوچھا وہ کیا ہے؟ اس نے کہا بیل اور مچھلی جن کی کلیجی کے ایک ٹکڑے سے ستر ہزار آدمی کھا سکیں گے۔

۶۹۳۱۔ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ تَابَعَنِي عَشَرَةٌ مِنَ الْيَهُودِ لَمْ يَبْقَ عَلَى ظَهْرِهَا يَهُودِيٌّ إِلَّا أَسْلَمَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر دس یہودی عالم میری پیروی کر لیتے تو روئے زمین پر ہر یہودی مسلمان ہو جاتا۔

۶۹۳۲۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ بَيْنَمَا أَنَا أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ وَهُوَ مُتَّكِئٌ عَلَى عَسِيبٍ إِذْ مَرَّ بِنَفَرٍ مِنَ الْيَهُودِ فَقَالَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ سَلُوهُ عَنِ الرُّوحِ فَقَالُوا مَا رَابَكُمْ إِلَيْهِ لَا يَسْتَقْبِلُكُمْ بِشَيْءٍ تَكْرَهُونَهُ فَقَالُوا سَلُوهُ فَقَامَ إِلَيْهِ بَعْضُهُمْ فَسَأَلَهُ عَنِ الرُّوحِ قَالَ فَأَسْكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيْهِ شَيْئًا فَعَلِمْتُ أَنَّهُ يُوحَى إِلَيْهِ قَالَ فَقُمْتُ مَكَانِي فَلَمَّا نَزَلَ الْوَحْيُ قَالَ وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک کھیت میں جا رہا تھا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شاخ سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اتنے میں کچھ یہودی گزرے، ان لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا، ان سے روح کے متعلق سوال کرو، ان میں سے ایک نے کہا کہ اس میں کیا شبہ ہے، کہیں وہ ایسا جواب نہ دیں جس کو تم ناپسند کرتے ہو۔ انھوں نے کہا ان سے سوال کرو۔ پھر ان میں سے بعض نے کھڑے ہو کر آپ سے روح کے متعلق سوال کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے اور اس کو کوئی جواب نہیں دیا، پس مجھے معلوم ہو گیا کہ آپ کی طرف وحی کی جا رہی ہے، حضرت عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں میں اپنی جگہ کھڑا ہو گیا تب آپ پر یہ وحی نازل ہوئی، یہ لوگ آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے اور تم کو علم کم دیا گیا ہے۔

۶۹۲۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ وَعَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عَلْقَمَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنْتُ أَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَرْثٍ بِالْمَدِينَةِ بِنَحْوِ حَدِيثِ حَفْصٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا وَفِي حَدِيثِ عِيسَى بْنِ يُونُسَ وَمَا أُوتُوا مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ خَشْرَمٍ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ایک کھیت میں جا رہا تھا، اس کے آگے حسب سابق روایت ہے، البتہ وکیع کی روایت میں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ہے اور عیسیٰ بن یونس کی روایت میں وما اوتوا ہے۔

۶۹۲۴۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ إِدْرِيسَ يَقُولُ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ يَرْوِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مُرَّةَ عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي نَخْلٍ يَتَوَكَّأُ عَلَى عَسِيبٍ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ عَنِ الْأَعْمَشِ وَقَالَ فِي رِوَايَتِهِ وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ إِلَّا قَلِيلًا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کھجوروں کے ایک باغ میں ایک تنے سے ٹیک لگائے ہوئے تھے اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے اور اس میں وما اوتیتم من العلم الا قلیلا ہے۔

۶۹۲۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ الْأَشَجُّ وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ اللَّهِ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي الضُّحَى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ خَبَّابٍ قَالَ كَانَ لِي عَلَى الْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ دَيْنٌ فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ فَقَالَ لِي لَنْ أَقْضِيَكَ حَتَّى تَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِنِّي لَنْ أَكْفُرَ بِمُحَمَّدٍ حَتَّى تَمُوتَ ثُمَّ تُبْعَثَ قَالَ وَإِنِّي لَمَبْعُوثٌ مِنْ بَعْدِ الْمَوْتِ فَسَوْفَ أَقْضِيكَ إِذَا رَجَعْتُ إِلَى مَالٍ وَوَلَدٍ قَالَ وَكِيعٌ كَذَا قَالَ الْأَعْمَشُ قَالَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ أَفَرَأَيْتَ الَّذِي كَفَرَ بِآيَاتِنَا وَقَالَ لَأُوتَيَنَّ مَالًا وَوَلَدًا إِلَى قَوْلِهِ وَيَأْتِينَا فَرْدًا۔

حضرت خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عاص بن وائل سے قرض لینا تھا، میں نے اس کے پاس جا کر تقاضا کیا، اس نے مجھ سے کہا میں تم کو اس وقت تک قرض واپس نہیں کروں گا جب تک تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہ کرو، میں نے اس سے کہا میں اس وقت تک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر نہیں کروں گا جب تک کہ تم مر کر دوبارہ زندہ نہ ہو جاؤ، اس نے کہا جب میں مر کر دوبارہ اٹھایا جاؤں گا تو میرے پاس مال و اولاد ہوگی، اس وقت میں تمہارا قرض ادا کر دوں گا، اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: ”تو کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جس نے ہماری آیتوں کے ساتھ کفر کیا اور کہا مجھے ضرور مال

اور اولاد ملے گی، کیا وہ غیب پر مطلع ہو گیا ہے یا اس نے رحمٰن سے کوئی عہد لے لیا ہے، ہرگز نہیں، جو کچھ وہ کہتا ہے ہم اس کو لکھ لیں گے ہم اس کے قول کے وارث ہیں اور وہ ہمارے پاس تنہا آئے گا۔"

۶۹۳۶- حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ وَكِيعٍ وَفِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ كُنْتُ قَيْنًا فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَعَمِلْتُ لِلْعَاصِ بْنِ وَائِلٍ عَمَلًا فَأَتَيْتُهُ أَتَقَاضَاهُ۔

حضرت خباب نے کہا میں زمانہ جاہلیت میں لوہار تھا، میں نے عاص بن وائل کے لیے کام کیا پھر میں نے اس سے تقاضا کیا۔

۶۹۳۷- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ الزِّيَادِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ أَبُو جَهْلٍ اللَّهُمَّ إِنْ كَانَ هَذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ فَنَزَلَتْ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللَّهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا اے اللہ اگر یہ قرآن برحق اور تیری جانب سے ہے تو آسمان سے ہم پر پتھر برسا یا کوئی دردناک عذاب بھیج، تب یہ آیت نازل ہوئی جب تک آپ ان میں موجود ہیں، اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں ہے اور جب تک یہ استغفار کرتے رہیں گے اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیجنے والا نہیں ہے، اور کیا وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہ دے حالانکہ یہ مسلمانوں کو مسجد حرام سے روک رہے ہیں، آخر آیت تک۔

۶۹۳۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الْقَيْسِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ عَنْ أَبِيهِ حَدَّثَنِي نُعَيْمُ بْنُ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ أَبُو جَهْلٍ هَلْ يُعَفِّرُ مُحَمَّدٌ وَجْهَهُ بَيْنَ أَظْهُرِكُمْ قَالَ فَقِيلَ نَعَمْ فَقَالَ وَاللَّاتِ وَالْعُزَّى لَئِنْ رَأَيْتُهُ يَفْعَلُ ذَلِكَ لَأَطَأَنَّ عَلَى رَقَبَتِهِ أَوْ لَأُعَفِّرَنَّ وَجْهَهُ فِي التُّرَابِ قَالَ فَأَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُصَلِّي زَعَمَ لِيَطَأَ عَلَى رَقَبَتِهِ قَالَ فَمَا فَجِئَهُمْ مِنْهُ إِلَّا وَهُوَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا کیا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں؟ کہا گیا ہاں، تو اس نے کہا لات اور عزیٰ کی قسم اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو روندوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملاؤں گا، پھر جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کے پاس گیا اور آپ کی گردن روندنے کا ارادہ کیا وہ آگے بڑھا ہی تھا کہ اچانک پچھلے پاؤں لوٹا اور اپنے ہاتھ

يَنْكُصُ عَلٰى عَقِبَيْهِ وَيَتَّقِىْ بِيَدَيْهِ قَالَ فَقِيْلَ لَهٗ مَا لَكَ فَقَالَ إِنَّ بَيْنِيْ وَبَيْنَهٗ لَخَنْدَقًا مِّنْ نَارٍ وَّهَوْلًا وَّأَجْنِحَةً فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ دَنَا مِنِّيْ لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا قَالَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَا نَدْرِيْ فِيْ حَدِيْثِ أَبِيْ هُرَيْرَةَ أَوْ شَيْءٌ بَلَغَهٗ كَلَّا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَيَطْغٰى أَنْ رَّآهُ اسْتَغْنٰى إِنَّ إِلٰى رَبِّكَ الرُّجْعٰى أَرَأَيْتَ الَّذِيْ يَنْهٰى عَبْدًا إِذَا صَلّٰى أَرَأَيْتَ إِنْ كَانَ عَلَى الْهُدٰى أَوْ أَمَرَ بِالتَّقْوٰى أَرَأَيْتَ إِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى يَعْنِيْ أَبَا جَهْلٍ أَلَمْ يَعْلَمْ بِأَنَّ اللّٰهَ يَرٰى كَلَّا لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ لَنَسْفَعًا بِالنَّاصِيَةِ نَاصِيَةٍ كَاذِبَةٍ خَاطِئَةٍ فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ كَلَّا لَا تُطِعْهُ زَادَ عُبَيْدُ اللّٰهِ فِيْ حَدِيْثِهٖ قَالَ وَأَمَرَهٗ بِمَا أَمَرَهٗ بِهٖ وَزَادَ ابْنُ عَبْدِ الْأَعْلٰى فَلْيَدْعُ نَادِيَهٗ يَعْنِيْ قَوْمَهٗ.

سے کسی چیز سے بچ رہا تھا، اس سے پوچھا گیا کہ کیا ہوا؟ اس نے کہا میرے اور ان کے درمیان آگ کی ایک خندق تھی اور ہول اور بازو تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کا ایک ایک عضو نوچ لیتے تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی، اور حضرت ابوہریرہ کی حدیث میں ہے یا کسی طریقہ سے انہیں معلوم ہوا: (ترجمہ:) حقیقت یہ ہے کہ انسان ناشکر اور سرکشی کرتا ہے (کیونکہ) اس نے اپنے آپ کو مستغنی سمجھ لیا ہے، بے شک آپ کے رب کی طرف ہی لوٹنا ہے کیا آپ نے اس کو دیکھا ہے جو ہمارے بندے کو نماز پڑھنے سے روکتا ہے، آپ بتائیے اگر وہ ہدایت پر ہوتا یا تقویٰ کا حکم دیتا تو یہ بہتر تھا، آپ بتائیے کہ اگر وہ جھٹلائے اور پیٹھ پھیرے تو وہ اللہ کے عذاب سے کیسے بچے گا، کیا اس نے یہ نہیں جانا کہ اللہ سب کچھ دیکھ رہا ہے؟ یقیناً اگر وہ باز نہ آیا تو ہم یقیناً پیشانی کے بال پکڑ کر گھسیٹیں گے وہ پیشانی جو جھوٹی اور گنہگار ہے، اسے چاہیے کہ وہ مجلس میں اپنے مددگاروں کو بلائے، ہم بھی دوزخ کے فرشتوں کو بلا لیں گے، ہرگز نہیں! آپ اس کی اطاعت نہ کریں۔

۶۹۳۹ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ عَنْ مَنْصُوْرٍ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوْقٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عَبْدِ اللّٰهِ جُلُوْسًا وَهُوَ مُضْطَجِعٌ بَيْنَنَا فَأَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمٰنِ إِنَّ قَاصًّا عِنْدَ أَبْوَابِ كِنْدَةَ يَقُصُّ وَيَزْعُمُ أَنَّ آيَةَ الدُّخَانِ تَجِيْءُ فَتَأْخُذُ بِأَنْفَاسِ الْكُفَّارِ وَيَأْخُذُ الْمُؤْمِنِيْنَ مِنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَجَلَسَ وَهُوَ غَضْبَانُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا اللّٰهَ مَنْ عَلِمَ مِنْكُمْ شَيْئًا فَلْيَقُلْ بِمَا يَعْلَمُ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ أَعْلَمُ فَإِنَّهٗ

مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمارے درمیان لیٹے ہوئے تھے، اسی دوران ایک شخص نے آکر کہا: اے ابوعبدالرحمان! کندہ کے دروازوں پر ایک قصہ گو بیان کر رہا ہے اور اس کا یہ زعم ہے کہ قرآن مجید میں جو دخان (دھوئیں) کی آیت ہے، وہ دھواں آنے والا ہے اور وہ کفار کے سانسوں کو روک لے گا، اور مسلمانوں کو اس سے صرف زکام جیسی کیفیت ہوگی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود غصہ سے اٹھ کر بیٹھ گئے، انہوں نے کہا: اے لوگو! اللہ سے ڈرو، تم میں سے جس شخص کو جس چیز کا علم ہو وہ اس

عِلْمِ أَحَدِكُمْ أَنْ يَقُولَ لِمَا لَا يَعْلَمُ اللَّهُ أَعْلَمُ
فَإِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ لِنَبِيِّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ قُلْ مَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ وَمَا أَنَا
مِنَ الْمُتَكَلِّفِينَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ لَمَّا رَأَى مِنَ النَّاسِ إِدْبَارًا فَقَالَ اللَّهُمَّ
سَبْعٌ كَسَبْعِ يُوسُفَ قَالَ فَأَخَذَتْهُمْ سَنَةٌ
حَصَّتْ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى أَكَلُوا الْجُلُودَ وَالْمَيْتَةَ
مِنَ الْجُوعِ وَيَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ أَحَدُهُمْ فَيَرَى
كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ فَأَتَاهُ أَبُو سُفْيَانَ فَقَالَ
يَا مُحَمَّدُ إِنَّكَ جِئْتَ تَأْمُرُ بِطَاعَةِ اللَّهِ وَبِصِلَةِ
الرَّحِمِ وَإِنَّ قَوْمَكَ قَدْ هَلَكُوا فَادْعُ اللَّهَ لَهُمْ
قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ
بِدُخَانٍ مُبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هَذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ إِلَى
قَوْلِهِ إِنَّكُمْ عَائِدُونَ قَالَ أَفَيُكْشَفُ عَذَابُ الْآخِرَةِ
يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ
فَالْبَطْشَةُ يَوْمَ بَدْرٍ وَقَدْ مَضَتْ آيَةُ الدُّخَانِ
وَالْبَطْشَةُ وَاللِّزَامُ وَآيَةُ الرُّومِ

٦٩٣٠- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا
أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ
أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ
حَدَّثَنَا جَرِيرٌ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا
يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى
قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ مُسْلِمٍ

بیان کرے اور جس کو علم نہ ہو وہ کہے اللہ زیادہ جاننے والا ہے، کیونکہ علم کی یہ شان ہے جس کو کسی چیز کا علم نہ ہو وہ کہے اللہ جانتا ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا: آپ کہیے میں تم سے کسی اجر کا سوال نہیں کرتا اور نہ میں تکلف کرنے والوں سے ہوں، اور اس کا سبب یہ تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کی طرف سے روگردانی دیکھی تو آپ نے فرمایا: اے اللہ ان پر حضرت یوسف کے زمانہ کی طرح سات سال کا قحط نازل فرما، حضرت ابن مسعود نے فرمایا: پھر ان پر قحط نازل ہو گیا جس نے ہر چیز کو ختم کر دیا، حتیٰ کہ انہوں نے بھوک کی شدت سے کھالیں اور مردار کھائے، ان میں سے کوئی شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو اس کو دھوئیں کی طرح دکھائی دیتا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ابوسفیان آیا، اور اس نے کہا اے محمد! آپ اللہ کی اطاعت اور صلہ رحم کا حکم دیتے ہیں اور آپ کی قوم ہلاک ہو گئی ہے، آپ ان کے لیے اللہ سے دعا کیجئے، اللہ عزوجل نے فرمایا: "پس آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا، یہ درد ناک عذاب ہے" سے لے کر "بے شک تم لوٹنے والے ہو" تک، حضرت ابن مسعود نے کہا: کیا آخرت کا عذاب دور ہو سکتا ہے؟ "جس دن ہم سب سے بڑی گرفت کے ساتھ پکڑیں گے، بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں" اس گرفت سے مراد بدر کا دن ہے، اور دھواں، گرفت، لزام اور روم کی نشانیاں گزر چکی ہیں۔

مسروق بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے تھے، ایک شخص آیا اور کہنے لگا میں مسجد میں ایک ایسے شخص کو چھوڑ کر آیا ہوں جو اپنی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرتا ہے، "جب آسمان ظاہر دھواں لائے گا" کی وہ یہ تفسیر کرتا ہے کہ قیامت کے دن لوگوں کے پاس ایک دھواں آئے گا جو لوگوں کے سانس روک لے گا

بْنِ صُبَيْحٍ عَنْ مَسْرُوقٍ قَالَ جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ رَجُلٌ فَقَالَ تَرَكْتُ فِي الْمَسْجِدِ رَجُلًا يُفَسِّرُ الْقُرْآنَ بِرَأْيِهِ يُفَسِّرُ هٰذِهِ الْآيَةَ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ قَالَ يَأْتِي النَّاسَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ دُخَانٌ فَيَأْخُذُ بِأَنْفَاسِهِمْ حَتّٰى يَأْخُذَهُمْ مِّنْهُ كَهَيْئَةِ الزُّكَامِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ مَنْ عَلِمَ عِلْمًا فَلْيَقُلْ بِهِ وَمَنْ لَّمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللَّهُ أَعْلَمُ فَإِنَّ مِنْ فِقْهِ الرَّجُلِ أَنْ يَّقُولَ لِمَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ اللَّهُ أَعْلَمُ إِنَّمَا كَانَ هٰذَا أَنَّ قُرَيْشًا لَمَّا اسْتَعْصَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا عَلَيْهِمْ بِسِنِينَ كَسِنِي يُوسُفَ فَأَصَابَهُمْ قَحْطٌ وَّجَهْدٌ حَتّٰى جَعَلَ الرَّجُلُ يَنْظُرُ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرٰى بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا كَهَيْئَةِ الدُّخَانِ مِنَ الْجَهْدِ وَحَتّٰى أَكَلُوا الْعِظَامَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اسْتَغْفِرِ اللَّهَ لِمُضَرَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا فَقَالَ لِمُضَرَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ قَالَ فَدَعَا اللَّهَ لَهُمْ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّا كَاشِفُو الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ قَالَ فَمُطِرُوا فَلَمَّا أَصَابَتْهُمُ الرَّفَاهِيَةُ قَالَ عَادُوا إِلٰى مَا كَانُوا عَلَيْهِ قَالَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَاءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ يَغْشَى النَّاسَ هٰذَا عَذَابٌ أَلِيمٌ يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى إِنَّا مُنْتَقِمُونَ قَالَ يَعْنِي يَوْمَ بَدْرٍ.

جس سے ان کو زکام کی سی کیفیت ہو جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے کہا جس شخص کو جو علم ہو وہ اس کو بیان کرے اور جس کا اسے علم نہ ہو وہ کہے کہ اللہ زیادہ جانتا ہے، کیونکہ انسان کی عقلمندی یہ ہے کہ جس چیز کا اسے علم نہ ہو وہ کہے کہ اللہ اس کو زیادہ جاننے والا ہے، بات یہ ہے کہ جب قریش نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی تو آپ نے ان کے خلاف دعا ضرر کی کہ اللہ تعالیٰ ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ کی طرح قحط مسلط کر دے، پھر ان پر قحط اور مصیبت آئی حتیٰ کہ ایک شخص آسمان کی طرف دیکھتا تو اسے اپنے اور آسمان کے درمیان مصیبت کی وجہ سے دھواں سا دکھائی دیتا، حتیٰ کہ ان لوگوں نے ہڈیاں کھائیں، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا: یا رسول اللہ! آپ مضر کے لیے اللہ سے استغفار کیجئے کیونکہ وہ ہلاک ہو رہے ہیں، آپ نے فرمایا: تم نے مضر کے لیے بڑی ہمت کی ہے، پھر آپ نے ان کے لیے بارش کی دعا کی، تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ) بے شک ہم تھوڑے عرصہ کے لیے عذاب دور کر دیتے ہیں مگر بے شک تم پھر کفر کی طرف لوٹنے والے ہو، حضرت عبداللہ نے کہا کہ ان پر بارش ہوئی اور جب وہ خوش حال ہو گئے تو وہ پھر اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ گئے تب اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی: آپ اس دن کا انتظار کیجئے جب آسمان سے واضح دھواں اٹھے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا یہ دردناک عذاب ہے، جس دن ہم بڑی گرفت کے ساتھ پکڑ لیں گے بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں (۱۱۔۱۶) اس سے مراد بدر کا دن ہے۔

۶۹۳۱- حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي الضُّحٰى عَنْ مَسْرُوقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ خَمْسٌ قَدْ مَضَيْنَ الدُّخَانُ وَاللِّزَامُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ پانچ چیزیں گزر چکی ہیں: دھواں، لزوم، روم، گرفت اور شق قمر۔

وَاللِّزَامُ وَالْبَطْشَةُ وَالْقَمَرُ۔

۶۹۴۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۶۹۴۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَزْرَةَ عَنِ الْحَسَنِ الْعُرَنِيِّ عَنْ يَحْيَى بْنِ الْجَزَّارِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ قَالَ مَصَائِبُ الدُّنْيَا وَالرُّومُ وَالْبَطْشَةُ أَوِ الدُّخَانُ شُعْبَةُ الشَّاكُّ فِي الْبَطْشَةِ أَوِ الدُّخَانِ۔

حضرت ابی بن کعب نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: ہم ان کو بڑے عذاب سے پہلے ضرور بالضرور ـــــــ عذاب چکھائیں گے۔ حضرت ابی نے کہا اس سے مراد دنیا کے مصائب ہیں، روم، گرفت یا دھواں، شعبہ کو شک ہے دھواں کہا تھا یا گرفت۔

کفار کی نیکیوں کا آخرت میں کام نہ آنا

حدیث نمبر ۶۹۴۵ میں ہے قیامت کے دن ایک بہت موٹا آدمی آئے گا جس کا اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہیں ہوگا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

أُولَئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا۔ (کہف: ۱۰۵)

یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں اور اس سے ملاقات کا انکار کیا تو ان کے سب اعمال ضائع ہو گئے، پس ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن قائم نہیں کریں گے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یعنی ہم ان کی تحقیر کریں گے اور ان کے اعمال کا کوئی اعتبار نہیں کریں گے، کیونکہ علماء کا اس پر اتفاق ہے، یا اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ ہم ان کے اعمال کا وزن کرنے کے لیے میزان نہیں لگائیں گے کیونکہ ان کے اعمال کفر کی وجہ سے برباد ہو گئے اور غبار منثور ہو گئے۔[1]

اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۹۴۷ میں ہے بے شک اللہ تعالیٰ آسمانوں کو ایک انگلی پر اٹھا لے گا۔

[1] علامہ سید شہاب الدین محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۶ ص ۴۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی انگلیوں کا ذکر ہے، علامہ نووی لکھتے ہیں: یہ حدیث احادیث صفات میں سے ہے اور پہلے بیان ہو چکا ہے کہ اس میں دو مذہب ہیں، ایک مذہب یہ ہے کہ انگلیوں میں تاویل کی جائے اور دوسرا مذہب یہ ہے کہ بغیر کسی تاویل کے اس پر ایمان رکھا جائے اور یہ عقیدہ رکھا جائے کہ اس کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے جو علماء اس کی تاویل کرتے ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ انگلیوں سے مراد قدرت ہے، یعنی آسمانوں کی تمام وسعت و عظمت کے باوجود ان کو بغیر کسی مشقت اور تھکاوٹ کے پیدا کرنا، لوگ اس قسم کے موقع پر انگلی کا استعمال کرتے ہیں مثلاً ان کے نزدیک جب کوئی کام بہت آسان اور معمولی ہو تو کہتے ہیں یہ تو میں ایک انگلی سے کر سکتا ہوں، میں چاہوں تو فلاں شخص کو ایک انگلی کے اشارہ سے قتل کر دوں، ایک قول یہ ہے کہ انگلیوں سے مراد اس کی مخلوق کی انگلیاں ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لیے انگلی کا ثبوت محال ہے۔ لہ

اس حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس یہودی عالم کی تصدیق کرتے ہوئے اس پر تعجب کرتے ہوئے ہنسے۔ علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث کا ظاہری معنی یہ ہے کہ جب اس یہودی عالم نے یہ کہا: اللہ تعالیٰ آسمانوں، زمینوں اور تمام مخلوقات کو انگلیوں سے پکڑے گا، تو آپ نے وہ آیت پڑھی جس میں اس طرف اشارہ ہے۔ بعض متکلمین نے کہا: نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تعجب فرمانا اور اس آیت کی تلاوت کرنا اس کی تصدیق کے لیے نہیں تھا بلکہ اس کے قول کا رد اور انکار تھا اور اس کی بد عقیدگی پر تعجب تھا، کیونکہ یہودی اللہ تعالیٰ کی جسمیت کے معتقد ہیں، اور اس نے اس قول میں اللہ تعالیٰ کی جسمیت کا اظہار کیا تھا، آپ نے اس کی بات کو رد کیا اور اس پر تعجب فرمایا، حدیث میں تصدیق کا لفظ راوی کا اضافہ ہے آپ نے اس کی تصدیق نہیں کی بلکہ اس کا رد کرتے ہوئے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: (ترجمہ) "انہوں نے اللہ تعالیٰ کی اس طرح قدر نہیں کی جس طرح اس کی قدر کرنے کا حق ہے"۔ لہ

اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کی توجیہ

حدیث نمبر ۶۹۲۳ میں ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا پھر ان کو دائیں ہاتھ سے پکڑے گا پھر بائیں ہاتھ سے زمینوں کو لپیٹ لے گا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں کا ذکر کیا گیا ہے اس کی تاویل قدرت کے ساتھ کی گئی ہے اور قدرت کو ہاتھوں سے اس لیے تعبیر کیا ہے کہ ہمارے افعال ہمارے ہاتھوں سے صادر ہوتے ہیں تاکہ ہم اس کو آسانی سے سمجھ سکیں، اور دائیں اور بائیں ہاتھوں کا ذکر کرنا مثال کو مکمل کرنے کے لیے ہے، کیونکہ جو چیز مکرم ہو ہم اس کو دائیں ہاتھ سے اٹھاتے ہیں اور جو کم درجہ کی ہو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھاتے ہیں، کیونکہ ہمارے دائیں ہاتھ میں بائیں ہاتھ سے زیادہ قوت ہوتی ہے اور یہ معلوم ہے کہ آسمان زمین سے زیادہ بڑے ہیں، اس لیے آسمانوں کو اٹھانے کی نسبت دائیں ہاتھ کی طرف کی اور زمینوں کو اٹھانے کی نسبت بائیں ہاتھ کی طرف کی تاکہ استعارہ مکمل ہو جائے اگرچہ اللہ تعالیٰ اس چیز کے ساتھ متصف نہیں ہوتا کہ فلاں چیز اس کے نزدیک ہلکی ہے اور فلاں چیز بھاری ہے اس حدیث کی تشریح میں یہ علامہ مازری کا مختصر کلام ہے قاضی عیاض نے کہا اس حدیث میں تین لفظ ہیں لپیٹنے

لہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۰ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

لہ ،، ،، ،، ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۰ ،، ،، ، ،،

(لبیث، یقبض مٹھی میں لینا اور یا جلد پکڑنا) ان تمیزوں کا معنی جمع کرنا ہے کیونکہ آسمان پھیلانے سے بھی وسعت پیدا ہوتی ہے اور زمین بالکل ٹھہری ہوئی ہے۔ جو اس کا مطلب اس زمین کو دوسری زمین کے ساتھ تبدیل کرنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مٹھی کھولنا اور بند کرنا مخلوقات کو مٹھی میں لینے کی تمثیل کے لیے ہے اور اس سے مراد ان کو قبض کرنا ہے۔ اللہ تعالیٰ قاضی [illegible] [illegible]

بعض دنوں کو منحوس قرار دینے کی تحقیق

حدیث نمبر ٦٥٢٢ میں ہے: اللہ تعالیٰ نے ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا۔

علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں ہے: مضبوط چیزوں کو منگل کے دن پیدا کیا ہے اس سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے ظاہری معاش حاصل ہوتے ہیں، جیسے لوہا، زمین اور دیگر معدنیات۔

یہ مسئلہ بھی بحث طلب ہے کہ آیا بعض ایام مبارک اور منحوس ہوتے ہیں یا سب ایام یکساں ہیں، بعض علماء کے نزدیک بعض ایام منحوس اور بعض مبارک ہوتے ہیں ان کا استدلال قرآن مجید کی ان آیات سے ہے:

فارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی ایام نحسات۔ (حم السجدۃ: ١٦) — ترجمہ: ہم نے (قوم عاد کی) نحوست کے دنوں میں ان پر خوفناک آندھی بھیجی۔

انا ارسلنا علیھم ریحا صرصرا فی یوم نحس مستمر۔ (القمر: ١٩) — بے شک ہم نے ان پر نہایت سخت آندھی ان کی دائمی نحوست کے دن بھیجی۔

جو علماء بعض ایام کی نحوست کے قائل نہیں وہ ان آیات کا دوسرا مفہوم بیان کرتے ہیں وہ علماء کہتے ہیں کہ تمام دن اللہ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور سب دن یکساں ہیں وہ کہتے ہیں کہ ان آیات کا معنی یہ ہے کہ ان پر عذاب بھیجا گیا جن دنوں کو وہ منحوس سمجھتے تھے یا ان دنوں میں وہ تنگی میں تھے۔ پھر ان دنوں میں ان پر عذاب بھیجا گیا۔

علامہ آلوسی اس آیت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ان پر سخت اور تیز آندھی کا عذاب جس دن بھیجا گیا اس کی نحوست ان پر ہمیشہ برقرار رہی۔ کیونکہ ان کے ہلاک ہونے کے بعد بھی برزخ میں ان پر مسلسل عذاب ہوتا رہے گا حتیٰ کہ قیامت کے دن جہنم میں داخل ہو جائیں گے اس آیت میں یوم سے مراد مطلق زمانہ ہے، کیونکہ دوسری سورت میں اللہ تعالیٰ نے "فی ایام نحسات" فرمایا ہے اور مشہور یہ ہے کہ یہ شوال کے مہینہ کا آخری بدھ تھا یعنی آندھی آنے کی ابتداء بدھ سے ہوئی اور بدھ کے دن ختم ہوئی۔

بعض علماء جو بعض ایام کی نحوست کے قائل ہیں انہوں نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اور اس کی تائید میں اس حدیث کو پیش کیا ہے جو وکیع، ابن مردویہ اور خطیب بغدادی نے حضرت ابن عباس سے مرفوعاً روایت کی ہے:

ل۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٣٧٠، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ١٣٧٥ھ

ل۔ 〃 〃 〃 شرح مسلم ج ٢ ص ٣٧١ 〃 〃 〃

اربعاء فی آخر الشہر یوم نحس مستمر۔
مہینہ کا آخری بدھ دائمی نحوست کا دن ہے۔

بہت سے لوگوں نے اس حدیث کی وجہ سے مہینہ کے آخری بدھ کو منحوس قرار دیا اور اس دن کو منحوس سمجھتے ہوئے اس دن میں اپنے مقاصد کے لیے کام کرنا ترک کر دیا۔

یہ استدلال صحیح نہیں ہے، اس حدیث کی سند میں ایک راوی مسلمہ بن صلت ہے، ابوحاتم نے کہا: یہ متروک ہے، ابن جوزی نے اس کے موضوع ہونے پر اعتماد کیا، ابن رجب نے کہا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے اور اس کا مرفوع ہونا متفق علیہ نہیں ہے کیونکہ طیوری نے اس کو ایک اور سند کے ساتھ حضرت ابن عباس سے موقوفاً روایت کیا ہے، علامہ سخاوی نے کہا اس کی تمام اسانید ضعیف ہیں اور معجم طبرانی کی یہ حدیث بھی ضعیف ہے: "بدھ کا دن دائمی نحوست کا دن ہے" اور اس آیت کا معنی ہم بیان کر چکے ہیں بعض احادیث اور آثار سے بدھ کے دن کی برکت اور مدح کا علم ہوتا ہے، کیونکہ حلیمی نے منہاج میں اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے: "بدھ کے دن زوال سے تھوڑی دیر بعد دعا قبول ہوتی ہے" اور برہان الاسلام نے "تعلیم متعلم" میں صاحب ہدایہ سے نقل کیا ہے کہ "بدھ کے دن جو کام بھی شروع کیا جائے وہ پورا ہو جاتا ہے" یہ وہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے نور کو پیدا کیا، اسی وجہ سے بہت سے مشائخ بدھ کے دن پڑھانے کی ابتدا کرتے ہیں، بعض علماء بدھ کے دن درخت لگانے کو مستحب کہتے ہیں، کیونکہ امام ابن حبان اور امام دیلمی نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

من غرس الاشجار یوم الاربعاء وقال سبحان الباعث الوارث، اتته اکلها۔
جس نے بدھ کے دن درخت لگائے اور کہا سبحان الباعث الوارث۔ اس کے درخت پھل لائیں گے۔

اور بعض احادیث اور آثار اس کے خلاف بھی ہیں: فردوس میں حضرت عائشہ سے مرفوعاً مروی ہے: "اگر میری امت کو ناپسند نہ ہوتا تو میں ان کو یہ حکم دیتا کہ وہ بدھ کے دن سفر نہ کریں، سفر کرنے کے لیے سب سے اچھا دن جمعرات ہے" اس حدیث کی صحت کا مجھے علم نہیں۔

امام ابویعلیٰ نے حضرت ابن عباس سے اور امام ابن عدی نے حضرت ابوسعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے:

یوم السبت یوم مکر وخدیعة ویوم الاحد یوم غرس وبناء ویوم الاثنین یوم سفر وطلب رزق ویوم الثلثاء یوم حدید وباس ویوم الاربعاء لا اخذ ولا عطاء ویوم الخمیس یوم طلب الحوائج والدخول علی السلطان والجمعة یوم خطبة ونکاح

ہفتہ مکر اور دھوکے کا دن ہے، اتوار پودے لگانے اور مکان بنانے کا دن ہے، پیر سفر کرنے اور طلب رزق کا دن ہے، منگل لوہے کے کام اور مشقت کا دن ہے، بدھ، لینے دینے کا دن نہیں ہے، جمعرات ضروریات کو طلب کرنے اور بادشاہ کے پاس جانے کا دن ہے اور جمعہ منگنی اور نکاح کا دن ہے۔

علامہ سخاوی نے اس حدیث کی سند کا تعاقب کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ سند ضعیف ہے۔

امام ابن ماجہ نے حضرت ابن عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اس کی دو سندیں ذکر کی ہیں:

لا یبدو جذام ولا برص الا یوم الاربعاء۔
جذام اور برص صرف بدھ کے دن ظاہر ہوتے ہیں۔

منقول ہے نقل کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنے بھائی سے کہا میرے ساتھ میرے کام کے لیے چلو اس نے کہا آج تو بدھ کا دن ہے، اس شخص نے کہا بدھ کے دن حضرت یونس علیہ السلام پیدا ہوئے تھے اور اسی دن ان کو مچھلی کے پیٹ سے نجات ملی، اور اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام پیدا ہوئے، اور ان کے بھائیوں کے سلوک کے نتیجہ میں ان کو مصر میں عزت ملی اور اسی دن جنگ احزاب میں حضرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کی گئی، اس سے اس نے کہا ان بدھوں میں یہ برکتیں اس وقت حاصل ہوئی تھیں جب [illegible] کی پیروی کی گئی تھی اور [illegible]۔

علامہ مناوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے "ہمیشہ کے منحوس [illegible]" [illegible] بدشگونی ہے، کیونکہ بدشگونی درست نہیں ہے بلکہ یہ زمانہ جاہلیت کا عمل ہے اور یہ نجومیوں کا نظریہ ہے کہ بدھ منحوس دن کا دن ہے [illegible] کے ساتھ منحوس ہے [illegible] کے ساتھ منسوب کیا ہے۔

جن روایات میں بدھ کو منحوس کہا گیا ہے ان کی [illegible] تو یہ ہے کہ یہ باب [illegible] سے متعلق ہیں [illegible] دن میں اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ قوم عاد کو [illegible] اسی دن عذاب نازل ہوا اور کافروں کو ہلاک کر دیا [illegible] دن [illegible] قوم عاد [illegible] عذاب [illegible] کتاب خیبر سے متعلق فرمایا [illegible] سے [illegible] اور بعض علماء نے کہا ہے کہ بدشگونی [illegible] مکروہ ہے [illegible] کسی کام [illegible] مصیبت [illegible] شریعت سے [illegible] اجازت [illegible] ہے کہ بدشگونی کی وجہ سے۔

علامہ حلیمی نے یہ نقل کیا ہے [illegible] سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ [illegible] منحوس [illegible] مبارک [illegible] منحوس ہوتے ہیں [illegible] صحیح ہے کہ [illegible] سب اسباب [illegible] اللہ تعالیٰ کے فعل سے ہوتے ہیں۔

جو علامہ مناوی نے کہا ہے یہ ہے کہ بدھ کے دن کسی کام کو بدشگونی کی وجہ سے ترک کرنا نجومیوں کے قول [illegible] بہت شدید حرام ہے کیونکہ تمام دن اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور [illegible] کے خیال کے تحت اگر بدھ کے دن کام کو ترک کیا [illegible] کوئی حرج نہیں اور جو شخص کسی چیز سے بدشگونی لیتا ہے اس کی نحوست اس کو لاحق ہوتی ہے اور جس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کوئی چیز نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی اس پر بدشگونی اثر نہیں کرتی۔

علامہ آلوسی کہتے ہیں [illegible] ہیں کہتا ہوں کہ تمام ایام برابر ہیں اور بدھ کے دن کی نحوست [illegible] کوئی خصوصیت نہیں ہے، اور گزرنے والی ساعت کسی شخص کے لیے اچھی اور مبارک ہوتی ہے اور دوسرے شخص کے لیے بری اور منحوس ہوتی ہے اور ہر دن کسی شخص کے لیے خیر اور دوسرے شخص کے لیے شر ہوتا ہے [illegible] پر عذاب یا کوئی مصیبت نازل ہونے کی وجہ سے بدھ کا دن منحوس نہ تو دن بلکہ ساعت [illegible] کسی نہ کسی شخص پر کوئی نہ کوئی مصیبت اور بلا نازل ہوتی ہے تو تمام ایام اور ساعات منحوس ہونے چاہئیں۔

قرآن مجید میں ہے:

واما عاد فاهلکوا بریح صرصر عاتیۃ ۝ سخرھا علیھم سبع لیال وثمانیۃ ایام حسوما فتری القوم فیھا صرعی کانھم اعجاز نخل خاویۃ ۔

(الحاقۃ: ۶-۷)

اور رہے قوم عاد کے لوگ تو وہ ایک سخت گرجتی ہوئی نہایت تیز آندھی سے ہلاک کیے گئے ، اللہ تعالیٰ نے اس آندھی کو سات راتوں اور آٹھ دن تک متواتر ان پر مسلط کر دیا تھا تو اے مخاطب تو لوگوں کو ان راتوں اور دنوں میں یوں گرا ہوا دیکھتا ہے گویا وہ کھجور کے گرے ہوئے درختوں کے تنے ہیں ۔

اس آیت کے مطابق قوم عاد پر یہ عذاب سات راتوں اور آٹھ دنوں تک مسلسل آتا رہا ، اب اگر عذاب آنے کی وجہ سے کسی دن کو منحوس کہا جائے تو پھر ہفتہ کا کون سا دن اس سے خالی ہو گا !

یہ بھی منقول ہے کہ قوم عاد پر اتوار کے دن عذاب آیا ، اور بعض روایات میں ہے : "ہم اتوار کے دن سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں کیونکہ اس کی دھار تلوار سے زیادہ تیز ہے" ، میرا گمان ہے کہ یہ روایت صحیح نہیں ہے ، اگر یہ روایت صحیح ہو تو پھر یہ کسی مخصوص اتوار کے متعلق ہے جس کے بارے میں آپ کو وحی سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اس روز کوئی مصیبت آنے والی ہے ، مسند الفردوس میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے : "اللہ تعالیٰ نے منگل کے دن بیماریوں کو پیدا کیا ، اسی دن ابلیس کو زمین پر نازل کیا گیا ، اسی دن جہنم کو پیدا کیا گیا ، اسی دن اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بنو آدم کی روحوں پر مسلط کیا ، اسی دن قابیل نے ہابیل کو قتل کیا ، اسی دن حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام فوت ہوئے ، اسی دن حضرت ایوب بیماری میں مبتلا ہوئے" ، اگر یہ روایت صحیح ہو تو یہ بھی منگل کے دن کی نحوست پر دلالت نہیں کرتی ، زیادہ سے زیادہ ____ یہ ہے کہ اسی دن یہ واقعات رونما ہوئے لیکن اس دن اس سے اچھے واقعات بھی ہوئے ، صحیح مسلم میں ہے : منگل کے دن انسانوں کی معاش کا وسیلہ پیدا کیا گیا ، اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہو گا کہ ہفتہ کے ہر دن میں بڑے بڑے مصائب نازل ہوئے ، اور اس بحث میں یہ بات کافی ہے کہ قرآن مجید کے مطابق ہفتہ کے تمام ایام میں قوم عاد پر عذاب نازل ہوا ، اب بتائیے کہ ہفتہ کا کون سا دن نحوست سے خالی ہے ؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بعض اشعار منقول ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے : "ہفتہ کا دن شکار کے لیے اچھا ہے ، اتوار کا دن مکان بنانے کے لیے اچھا ہے ، کیونکہ اس دن اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو بنایا ، اور اگر پیر کے دن سفر کرو گے تو کامیابی سے لوٹو گے ، منگل کا دن حجامت بنانے کے لیے اچھا ہے ، دوا پینے کے لیے بدھ کا دن اچھا ہے ، ضروریات کی تکمیل کے لیے جمعرات کا دن مبارک ہے اور شادی بیاہ کے لیے جمعہ کا دن ، برکت سے اور ان اوقات کا علم نبی کو ہوتا ہے یا نبی کے وصی کو" ۔

مجھے یقین ہے کہ یہ نقل صحیح نہیں ہے ، اور بہرحال میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہوتا ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا ، اس میں وقت یا کسی اور چیز کا کوئی دخل نہیں ہے ، ہاں یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ بعض دنوں اور بعض راتوں کی اجر و ثواب کے اعتبار سے فضیلت ہے ، جیسے رمضان کا مہینہ ، لیلۃ القدر اور بعض اوقات میں عبادت کرنا مکروہ ہے جیسا کہ سورج کے طلوع ، غروب اور استواء کے وقت ، اسی طرح بعض ایام ...

مولانا مصطفیٰ رضا خان، اعلیٰ حضرت کا ارشاد نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

عرض: جبل پور جانے کے چار روز باقی اور حضرت مد ظلہ اقدس کے واسطے کپڑے سلوانا تھے سلطان حمید خاں نے عرض کی درزی کو دے دیئے جائیں؟

ارشاد: آج منگل کا دن ہے جس کی نسبت مولیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا ارشاد ہے جو کپڑا منگل کے دن قطع ہو وہ جل جائے یا ڈوب جائے گا یا چوری ہو جائے گا۔ [2]

علامہ مناوی نے اس مسئلہ پر بہت طویل بحث کی ہے جس کا اکثر حصہ علامہ آلوسی نے نقل کیا ہے بلکہ علامہ آلوسی کی تمام بحث اسی سے ماخوذ ہے۔ علامہ مناوی نے اس بحث میں یہ بھی لکھا ہے:

• ما الطیرۃ فیکرھھا و نسبتھا ... بل من فعل الجاھلیۃ وقول الکھان والمنجمین [3]

اور بد فالی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مکروہ قرار دیا ہے، یہ دین سے نہیں ہے بلکہ جاہلیت کے افعال اور نجومیوں کے اثر سے ماخوذ ہے۔

بدشگونی کی مذمت میں احادیث کا بیان

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن مسعود عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطیرۃ شرک الطیرۃ شرک ثلاثا • وما منا الا ولکن اللہ یذھبہ بالتوکل [4]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا بدشگونی شرک ہے بدشگونی شرک ہے۔ حضرت ابن مسعود نے کہا ہم میں سے ہر شخص کے دل میں کسی چیز کے متعلق بدشگونی ہوتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اس کو توکل کے سبب سے دور کر دیتا ہے۔

عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان لا یتطیر من شیء [5]

حضرت عبداللہ بن بریدہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز سے بدشگونی نہیں لیتے تھے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [6]

---

[1] [illegible] علامہ شہاب الدین سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۷ ص ۸۴-۸۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] مولانا مصطفیٰ رضا خان، ملفوظ ج ۲ ص ۹۲-۹۳، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

[3] علامہ عبد الرؤف مناوی، فیض القدیر ج ص ۴۵، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۱ھ

[4] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۹۰، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

[5] سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۹۱

[6] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۳۸۹، ۴۳۸، ۴۴۰، ج ۵ ص ۳۴۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت

نیز امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن ابی حسان ان رجلا قال لعائشة ان ابا هريرة يحدث ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان الطيرة فی المرأة والدار والدابة فغضبت غضبا شديدا فطارت شقة منها فی السماء وشقة فی الارض فقالت انما كان اهل الجاهلية يتطيرون من ذلك. [1]

ابو حسان کہتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت، مکان اور چوپائے میں نحوست ہے، حضرت عائشہ یہ سن کر بہت غضب ناک ہوئیں حتیٰ کہ یوں لگا کہ ان کا ایک ٹکڑا آسمان کی طرف اڑ جاتا اور ایک ٹکڑا زمین پر گر جاتا، پھر فرمایا زمانہ جاہلیت میں لوگ اس سے بدفالی لیتے۔

اس حدیث کی یہ توجیہ ہے کہ اگر نحوست ہوتی تو ان چیزوں میں ہوتی۔

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

وعن معاوية بن الحكم السلمی قال ومنا رجال يتطيرون قال ذاك شیء يجدونه فی صدورهم فلا يصدنهم. [2]

حضرت معاویہ بن الحکم سلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہم میں سے کچھ لوگ بدشگونی لیتے ہیں، آپ نے فرمایا یہ وہ چیز ہے جس کا ان کے دل میں خیال آتا ہے تم اس کے درپے نہ ہونا۔

بدشگونی کی مذمت میں فقہاء اسلام کی تصریحات

علامہ نووی شافعی اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے دل میں غیر اختیاری طور پر کسی چیز کے متعلق نحوست کا خیال آجانے کی وجہ سے تم پر عتاب نہیں ہے کیونکہ تم اس کو دور کرنے کے مکلف نہیں ہو لیکن اس خیال کے سبب سے تم اپنا کوئی کام کرنے سے نہ رکو، کیونکہ یہ تمہارے اختیار میں ہے اور تم اس کے مکلف ہو سو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے روک دیا، اور بدشگونی کی وجہ سے کسی کام کو ترک کرنے سے منع فرما دیا، اور بکثرت احادیث صحیحہ میں بدشگونی لینے اور کسی چیز کو منحوس قرار دینے سے آپ نے منع فرمایا ہے۔ [3]

شریعت اسلام نے بدشگونی کے حکم کو باطل کر دیا ہے اور یہ خبر دی ہے کہ کسی چیز سے نفع حاصل کرنے یا کسی ضرر کو دور کرنے میں بدشگونی کا کوئی دخل نہیں ہے۔ [4]

---

[1] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۶ ص ۲۴۰، ۱۵۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۱ ص ۲۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۲۳۹، مطبوعہ مکتبہ دار الکتب العلمیہ بیروت

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

تطیر (بدشگونی) کی اصل یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ پرندوں پر اعتماد کرتے تھے جب کوئی شخص کسی کام کے لیے نکلتا تو اگر وہ کسی پرندے کو دائیں جانب اڑتا ہوا دیکھتا تو اس کو مبارک قرار دیتا اور اپنے کام پر روانہ ہو جاتا اور اگر اس کو بائیں جانب اڑتا ہوا دیکھتا تو اس کو منحوس قرار دیتا اور اپنے کام پر جانے سے باز آجاتا اور بعض اوقات کوئی شخص کوئی کام کرنے سے پہلے خود کسی پرندے کو اڑا کر اس سے شگون نکال لیتا۔

زمانہ جاہلیت میں اکثر لوگ شگون نکالتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے کیونکہ شیطان نے یہ عمل ان کے لیے مزین کر دیا تھا اور بہت سے مسلمانوں میں اس کا اثر باقی رہ گیا۔ امام عبدالرزاق نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی چیز سے بدشگونی لو تو اس کام کو ترک نہ کرو اور امام ابن عدی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جب تم کسی چیز سے بدشگونی لو تو اس کام کو کر گزرو اور اللہ تعالیٰ پر توکل کرو۔ اور امام ابوداؤد، امام ترمذی اور ابن حبان نے حضرت ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ "بدشگونی لینا شرک ہے" اور سلیمان بن حرب نے کہا آپ نے اس کو شرک اس لیے فرمایا کہ ان کا اعتقاد تھا کہ شگون کی وجہ سے نفع حاصل ہوتا ہے یا ضرر دور ہو جاتا ہے۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں لوگ بدشگونی کی وجہ سے بہت سے مشروع کاموں کو کرنے سے رک جاتے تھے شریعت اسلام نے بدشگونی کو باطل کیا اور یہ بتایا کہ نفع کے حصول یا کسی ضرر کے دور کرنے میں شگون کا کوئی اثر نہیں ہے۔ [2]

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بدشگونی لینا شرک ہے، کیونکہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا عقیدہ تھا کہ بدشگونی کے تقاضے پر عمل کرنے سے ان کو نفع حاصل ہوتا ہے یا ان سے ضرر دور ہوتا ہے اور جب انہوں نے اس کے تقاضے پر عمل کیا تو گویا انہوں نے شرک کیا اور یہ شرک خفی ہے، اور اگر کسی شخص نے یہ اعتقاد کیا کہ حصول نفع یا دفع ضرر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز مستقلاً مؤثر ہے تو یہ شرک جلی ہے، آپ نے اس کو شرک اس لیے فرمایا کہ وہ یہ اعتقاد کرتے تھے کہ جن چیزوں سے انہوں نے بدفالی لی ہے وہ مصیبت کے نزول میں مؤثر سبب ہیں اور بالخصوص اسباب کا لحاظ کرنا شرک خفی ہے خصوصاً جب اس کے ساتھ جہالت اور سوء اعتقاد بھی ہو تو اس کا شرک خفی ہونا اور بھی واضح ہے۔ [3]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "الطیرۃ" یعنی حصول نفع اور دفع ضرر میں بدشگونی لینے کی کوئی تاثیر اور دخل نہیں

۱۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۱۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

۲۔ حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۱ ص ۲۷۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۳۔ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۸ ص ۳۰۰، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

ہے اور بدشگونی نہیں لینا چاہیے اور نہ اس کا اعتبار کرنا چاہیے، جو کچھ ہوتا ہے وہ ہو کر رہے گا نحوست نے اس کو سبب نہیں بنایا۔ [1]

نیز شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لا صفر" بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد ماہ صفر ہے جو محرم کے بعد آتا ہے، عام لوگ اس ماہ کو مصیبتوں، بلاؤں اور آفتوں اور حادثوں کا مہینہ قرار دیتے تھے یہ عقیدہ باطل ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ [2]

علامہ علی قاری حنفی لکھتے ہیں:

بقیہ کہتے ہیں میں نے محمد بن راشد سے پوچھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "لا صفر" کا کیا مطلب ہے؟ انہوں نے کہا لوگ ماہ صفر کے دخول کو منحوس سمجھتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "لا صفر" یعنی صفر میں نحوست نہیں ہے۔ [3]

اس سے معلوم ہوا کہ کسی دن کو منحوس، نامسعود اور نامبارک خیال کرنا اسلام کی تعلیمات کے خلاف ہے۔

بدشگونی لینا کفار کا طریقہ ہے

قرآن مجید کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص یا کسی چیز کو منحوس قرار دینا کفار کا طریقہ ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فاذا جاءتهم الحسنة قالوا لنا هذه وان تصبهم سيئة يطيروا بموسى ومن معه الا انما طائرهم عند الله ولكن اكثرهم لا يعلمون
(اعراف: ۱۳۱)

تو جب انہیں خوشحالی پہنچتی تو کہتے یہ ہماری وجہ سے ہے، اور اگر انہیں کوئی بدحالی پہنچتی تو اسے موسیٰ اور ان کے اصحاب کی نحوست قرار دیتے، سنو! ان کافروں کی نحوست اللہ کے نزدیک (مقدر) ہے لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے۔

قالوا انا تطيرنا بكم لئن لم تنتهوا لنرجمنكم وليمسنكم منا عذاب اليم۔
(یٰس: ۱۸)

کافروں نے کہا ہم نے تم سے برا شگون لیا ہے اگر تم باز نہ آئے تو ہم تمہیں ضرور سنگسار کر دیں گے اور ہماری طرف سے تم کو ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔

قالوا اطيرنا بك وبمن معك قال طائركم عند الله بل انتم قوم تفتنون
(نمل: ۴۷)

(کافروں نے حضرت صالح سے کہا) ہم نے آپ سے اور آپ کے ساتھیوں سے برا شگون لیا ہے، (حضرت صالح نے) کہا تمہاری بدشگونی اللہ کے پاس ہے، بلکہ تم لوگ فتنہ میں مبتلا ہو۔

---

1. شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۲۰، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ
2. " " " اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۲۰، " "
3. ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۹ ص ۴، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

بدشگونی کے سلسلہ میں خلاصہ بحث

خلاصہ یہ ہے کہ تمام دن اللہ تعالیٰ کے پیدا کیے ہوئے ہیں اور کوئی دن نامسعود اور نامبارک نہیں ہے، اسی طرح تمام انسان اور تمام اشیاء اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہیں اور ان میں سے کوئی چیز منحوس نہیں ہے اور حوادث، آفات، بلائیں اور مصائب کے نازل ہونے میں کسی چیز کا دخل نہیں ہے، بیماریوں، آفتوں اور مصیبتوں کے نازل ہونے کا تعلق تکوین اور تقدیر سے ہے اور کسی شئے کا کسی شر کے حدوث اور کسی آفت کے نزول میں کوئی دخل اور اثر نہیں ہے، ہر چیز اذن الٰہی سے ہے۔ اس لیے کسی بھی جائز اور صحیح کام کو کسی دن اور کسی چیز کی خصوصیت کی وجہ سے ترک کرنا جائز نہیں ہے اور کوئی دن اور کوئی چیز منحوس، نامسعود اور نامبارک نہیں ہے۔

روح کی بحث

حدیث نمبر ۶۹۳۲ میں ہے کہ یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کیا تو آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے کہا ہے کہ روح اور نفس کے سلسلہ میں کلام بہت غامض اور دقیق ہے، اس کے باوجود بہت سے علماء نے اس پر بحث کی اور اس موضوع پر کتابیں لکھی ہیں۔ علامہ ابو الحسن اشعری نے کہا ہے کہ وہ سانس ہے جو اندر آتا جاتا ہے۔ علامہ باقلانی نے کہا [illegible] اور [illegible] میں مشترک ہے، ایک قول یہ ہے کہ روح ایک جسم لطیف ہے جو تمام بدن میں [illegible] ہم نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو روح کا علم نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "آپ کہیے کہ روح میرے رب کے امر سے ہے" اور جمہور علماء نے یہ کہا کہ روح معلوم ہے اور اس کے متعلق مختلف اقوال ہیں [illegible] اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔ اس آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ روح کا علم نہیں ہو سکتا اور نہ یہ دلیل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم نہیں تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ جواب اس لیے کہلوایا گیا کہ یہود کے نزدیک یہ بات تھی کہ اگر حضور نے روح کی تفسیر کر دی تو یہ نبی نہیں ہیں۔ ۱؎

یہودیوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کون سی روح کے متعلق سوال کیا تھا؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: علامہ ابن التین نے کہا اس حدیث میں یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس روح کے متعلق سوال کیا تھا، اس کی تعیین میں متعدد اقوال ہیں (۱) انسان کی روح (۲) حیوان کی روح (۳) جبرئیل (۴) حضرت عیسیٰ (۵) قرآن مجید (۶) وحی (۷) وہ فرشتہ جو تنہا قیامت کے دن صف میں کھڑا ہوگا (۸) وہ فرشتہ جس کے گیارہ ہزار چہرے ہیں (۹) وہ فرشتہ جس کی ستر ہزار زبانیں ہیں (۱۰) وہ فرشتہ جس کے ستر ہزار منہ ہیں، ہر منہ میں ستر ہزار زبانیں ہیں، ہر زبان میں ستر ہزار لغات ہیں جن سے وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہے اور [illegible] اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے جو فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتا ہے (۱۲) وہ فرشتہ جس [illegible] عرش کے پائے پر ہے [illegible]

۱؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

والی ایک مخلوق ہے جس کو روح کہتے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد فرشتوں کی ایک نوع ہے جو کہ ذی حیثیت ہے۔

روح کے متعلق یہ متعدد اقوال اس وجہ سے ہیں کہ قرآن مجید کی آیات میں متعدد معانی پر روح کا اطلاق کیا گیا ہے، خاص اس آیت کے متعلق یہ متعدد اقوال نہیں ہیں، قرآن مجید میں روح کا اطلاق جن معانی پر ہے ان کی تفصیل یہ ہے:

(۱) نزل به الروح الامین۔ "اس کو روح امین نے نازل کیا" یہاں مراد حضرت جبرائیل ہیں۔

(۲) وکذلک اوحینا الیک روحا من امرنا۔ "اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کی وحی کی ہے" اس سے مراد قرآن مجید ہے۔

(۳) یلقی الروح من امرہ "اپنے حکم سے روح نازل فرماتا ہے" اس سے مراد وحی ہے

(۴) وایدھم بروح منہ "اور اللہ نے اپنی روح سے ان کی تائید کی" اس سے مراد قوت ہے۔

(۵) یوم یقوم الروح والملائکۃ صفا۔ "جس دن روح اور فرشتے صف باندھے کھڑے ہوں گے" اس سے مراد حضرت جبرائیل ہیں یا کوئی اور فرشتہ۔

(۶) تنزل الملائکۃ والروح فیھا۔ "اس رات فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں" اس سے مراد حضرت جبرائیل ہیں یا کوئی اور فرشتہ اور روح اللہ کا اطلاق حضرت عیسیٰ پر کیا گیا ہے۔

امام ابن اسحاق نے اپنی تفسیر میں سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے روح اللہ کی طرف سے ہے، اور اللہ کی مخلوقات میں سے ایک مخلوق ہے، وہ بنو آدم کی طرح صورتیں ہیں ہر فرشتہ کے ساتھ ایک روح نازل ہوتی ہے، حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے اس آیت میں روح کی تفسیر نہیں کی، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس آیت میں روح کے متعلق کئی اقوال ہیں:

(۱) یہودیوں نے حضرت جبرائیل کے متعلق سوال کیا تھا (۲) اس فرشتے کے متعلق سوال کیا تھا جس کی زبانیں ہیں (۳) اور اکثر علماء نے یہ کہا ہے کہ انہوں نے اس روح کی ماہیت کے متعلق سوال کیا جس کے سبب سے جسم میں حیات ہوتی ہے، (۴) اہل نظر نے یہ کہا انہوں نے جسم میں روح کے حلول اور امتزاج کی کیفیت کے متعلق سوال کیا تھا اور یہی وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے (۵) علامہ قرطبی نے کہا راجح یہ ہے کہ انہوں نے انسان کی روح کے متعلق سوال کیا تھا کیونکہ یہود اس کو نہیں مانتے تھے کہ حضرت عیسیٰ اللہ کی روح ہیں، وہ ... اس بات سے جاہل تھے کہ حضرت جبرائیل فرشتے ہیں اور فرشتے ارواح ہیں۔

روح کی تعریف امام فخر الدین رازی نے یہ کہا کہ مختار یہ ہے کہ انہوں نے اس روح کے متعلق سوال کیا تھا، جو حیات کا سبب ہے اور قرآن مجید کی آیت میں اس کا نہایت عمدہ جواب ہے، کیونکہ ممکن ہے کہ اس سوال کا مطلب یہ ہو کہ روح کی ماہیت کیا ہے؟ وہ متحیز ہے یا نہیں، آیا اس کا کسی متحیز میں حلول ہے یا نہیں؟ آیا وہ قدیم ہے یا حادث؟ جسم سے نکلنے کے بعد روح باقی رہتی ہے یا فنا ہو جاتی ہے، روح کے عذاب اور ثواب کی کیا کیفیت ہے؟ ان کے سوال میں ان میں سے کسی مطلب کی تخصیص نہیں ہے، البتہ زیادہ ظاہر یہ ہے کہ انہوں نے روح کی ماہیت کے متعلق سوال کیا تھا اور یہ کہ آیا روح قدیم ہے یا حادث؟

قرآن مجید میں جو اس کا جواب دیا گیا ہے وہ اس پر دلالت کرتا ہے کہ روح ایک موجود چیز ہے جو عام حقیقتوں سے متغائر ہے وہ ایک جوہر بسیط مجرد ہے جو اللہ تعالیٰ کے محض لفظ کن سے پیدا ہوتی ہے گویا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وہ ایک موجود ہے جو اللہ تعالیٰ کے امر اور اس کی تکوین سے پیدا ہوتی ہے اور اس میں جسم کے اندر حیات کے فیضان کی تاثیر ہے اور اس کی کیفیت مخصوصہ کے علم کی نفی سے روح کے علم کی نفی لازم نہیں آتی۔

سلف صالحین نے روح میں غور و خوض کرنے سے منع فرمایا ہے تاہم روح کے متعلق علماء کے چند اقوال ہیں (۱) یہ سانس ہے جو اندر جا رہا ہے اور باہر آ رہا ہے (۲) حیات (۳) ایک جسم لطیف جس کا تمام بدن میں حلول ہے (۴) خون (۵) عرض۔ خلاصہ یہ ہے کہ روح کے متعلق سو اقوال ہیں۔ ابن مندہ نے بعض متکلمین سے نقل کیا ہے کہ نبی کی پانچ روحیں ہیں اور مومن کی تین روحیں ہیں اور ہر جاندار کی ایک روح ہے۔

روح کی حقیقت مخفی رکھنے کی حکمت

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ روح کی حقیقت کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور اس [illegible] کی حکمت یہ ہے کہ مخلوق کو بتایا جائے کہ جس چیز کا علم انہیں ہے وہ اس کو اللہ کی ذات [illegible] ہیں اور علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ روح کو مخفی رکھنے میں انسان کے عجز کا اظہار ہے کہ انسان کا وجود قطعی طور پر اس کو معلوم ہے لیکن وہ اس کی حقیقت کا ادراک کرنے سے عاجز ہے تو اللہ تعالیٰ کی حقیقت کو جاننے سے تو وہ بہ طریق اولیٰ عاجز ہو گا۔ بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ اس آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا ہو اور آپ کو اس کے بیان نہ کرنے کا حکم دیا ہو۔

علم و معارف میں سے اس کا تقاضا ہے کہ روح کے متعلق بحث نہ کی جائے، اور حضرت جنید سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے روح کے علم کو اپنے ساتھ خاص کر لیا اور کسی مخلوق کو اس پر مطلع نہیں کیا، ابن عبد البر نے کتاب الروح میں [illegible] کہا ہے کہ روح مخلوق ہے اور اس میں اختلاف ہے کہ جب تمام عالم فنا ہو جائے گا تو روح [illegible] رہے گی یا فنا ہو جائے گی۔[1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم دیے جانے کے متعلق اکابر علماء اسلام کی تصریحات

امام رازی لکھتے ہیں:

ان مسئلۃ الروح یعرفھا اصاغر الفلاسفۃ وارذال المتکلمین فلو قال الرسول انی لا اعرفھا لاورث ذلک ما یوجب التحقیر والتنفیر فان الجھل بمثل ھذہ المسئلۃ یفید تحقیر ای انسان کان فکیف الرسول الذی ھو اعلم

روح کے مسئلہ کو چھوٹے چھوٹے فلسفی اور کم درجہ کے متکلمین بھی جانتے ہیں تو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمائیں کہ میں روح کو نہیں جانتا تو آپ سے لوگوں کی دوری اور نفرت کا موجب ہو گا، کیونکہ جو انسان روح کی معرفت سے جاہل ہو جائے اس کی مذمت ہوتی ہے تو رسول اللہ

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ فتح الباری ج ۸ ص ۴۰۳-۴۰۴ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

العلماء وافضل الفضلاء [1]

صلے اللہ علیہ وسلم جو تمام مخلوق میں سب سے بڑے عالم اور فاضل ہیں، ان کو روح کی حقیقت کا علم کیونکر نہ ہوگا۔

امام غزالی لکھتے ہیں:

فلا يدرك بالعقل شيء من وصفه بل نور اخر على واشرف من العقل يشرق ذلك النور في عالم النبوة والولاية۔ [2]

عقل کے ذریعہ روح کا کچھ بھی بیان نہیں کیا جا سکتا بلکہ اس کا بیان ایک اور نور کے ذریعہ ہوگا جو عقل سے اعلیٰ اور اشرف ہے، یہ نور عالم نبوت اور ولایت کے عالم میں روشن ہوتا ہے۔

علامہ آلوسی روح کے علم پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

لم يقبض رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى علم كل شيء يمكن العلم به [3]

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اس وقت تک وصال نہیں ہوا جب تک کہ آپ کو ہر اس چیز کا علم نہیں ہو گیا جس کا علم ممکن تھا۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

قلت جل منصب النبي صلى الله عليه وسلم وهو حبيب الله وسيد خلقه ان يكون غير عالم بالروح وكيف وقد من الله عليه بقوله وعلمك ما لم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما۔ [4]

میں کہتا ہوں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے محبوب ہیں اور اس کی تمام مخلوق کے سردار ہیں اور آپ کا مرتبہ اس سے بلند ہے کہ آپ کو روح کا علم نہ ہو آپ کو روح کا علم کیسے نہیں ہوگا، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق بطور احسان یہ فرمایا ہے، آپ جس چیز کو بھی نہیں جانتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا علم عطا فرما دیا، اور اللہ کا آپ پر بہت بڑا فضل ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

ذهب بعضهم الى انه صلى الله عليه وسلم اوتي علم الخمس ايضا وعلم وقت الساعة والروح وانه امر بكتم ذلك [5]

بعض علما کا یہ نظریہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو امور خمسہ، قیامت، روح، بارش کے برسنے، ماں کے پیٹ کل اور مرنے کی جگہ، اور روح کا علم دیا گیا ہے اور آپ

[1] امام فخرالدین محمد بن ضیاءالدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۴۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

[2] امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم ج ۴ ص ۱۱۲، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت

[3] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۵۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[4] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۲۰۱، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[5] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص ۱۳۳، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر

کو ان کے چھپانے کا حکم دیا ہے۔

علامہ احمد قسطلانی لکھتے ہیں:

وقال بعضهم ليس في الآية دلالة على أن الله لم يطلع نبيه على حقيقة الروح بل يحتمل أن يكون أطلعه ولم يأمره أن يطلعهم وقد قالوا في علم الساعة نحو هذا۔[1]

بعض علماء نے کہا ہے کہ قرآن مجید کی اس آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ یہ احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا ہو اور آپ کو اس کی تبلیغ کا حکم نہ دیا ہو، اور علم قیامت کے متعلق بھی اسی قسم کا قول ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی کی بھی ہم ان عبارات کا ترجمہ نقل کر چکے ہیں، خلاصہ یہ ہے کہ محققین علماء کی تحقیق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روح کا علم عطا فرمایا ہے۔

بَابُ ۹۹۸ انْشِقَاقِ الْقَمَرِ

چاند کا پھٹ جانا

٦٩٧٤ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِقَّتَيْنِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اشْهَدُوا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: گواہ ہو جاؤ۔

٦٩٧٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ بَيْنَمَا نَحْنُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى إِذَا انْفَلَقَ الْقَمَرُ فِلْقَتَيْنِ فَكَانَتْ فِلْقَةٌ وَرَاءَ الْجَبَلِ وَفِلْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ لَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں بیٹھے ہوئے تھے اس وقت چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑا پہاڑ کے پیچھے تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے سامنے تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: گواہ ہو جاؤ۔

[1] علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۲۳ھ، ارشاد الساری ج ۷ ص ۲۰۳، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۰۶ھ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَشْهَدُوْا۔

٦٩٣٦ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِلْقَتَيْنِ فَسَتَرَ الْجَبَلُ فِلْقَةً وَكَانَتْ فِلْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند پھٹ کر دو ٹکڑے ہو گیا، ایک ٹکڑے کو پہاڑ نے ڈھانپ لیا اور دوسرا اس کے اوپر تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! تو گواہ رہ۔

٦٩٣٧ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِثْلَ ذٰلِكَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح روایت بیان کی۔

٦٩٣٨ - وَحَدَّثَنِيْهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ اَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ اَبِيْ عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِاِسْنَادِ ابْنِ مُعَاذٍ عَنْ شُعْبَةَ نَحْوَ حَدِيْثِهِ غَيْرَ اَنَّ فِيْ حَدِيْثِ ابْنِ اَبِيْ عَدِيٍّ فَقَالَ اشْهَدُوْا اشْهَدُوْا۔

ابن ابی عدی کی روایت میں ہے گواہ ہو جاؤ گواہ ہو جاؤ۔

٦٩٣٩ - حَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ اَهْلَ مَكَّةَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُرِيَهُمْ اٰيَةً فَاَرَاهُمُ انْشِقَاقَ الْقَمَرِ مَرَّتَيْنِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اہل مکہ نے یہ سوال کیا کہ آپ انہیں کوئی معجزہ دکھائیں، آپ نے انہیں چاند کا دو ٹکڑے ہونا دو بار دکھایا (یعنی ایک ہی واقعہ کو انہوں نے کئی مل کر دو بار دیکھا)۔

٦٩٥٠ - وَحَدَّثَنِيْهِ مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ اَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ بِمَعْنٰى حَدِيْثِ شَيْبَانَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٦٩٥١ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَاَبُوْ دَاوُدَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ وَاَبُوْ دَاوُدَ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ انْشَقَّ الْقَمَرُ فِرْقَتَيْنِ وَفِيْ حَدِيْثِ اَبِيْ دَاوُدَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے، ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

انشق القمر على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم .

٦٩٥٢ ـ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ قُرَيْشٍ التَّمِيمِيُّ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ بَكْرِ بْنِ مُضَرَ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ رَبِيعَةَ عَنْ عِرَاكِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ إِنَّ الْقَمَرَ انْشَقَّ عَلَى زَمَانِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند پھٹ گیا۔

شق القمر کو باقی دنیا نے کیوں نہیں دیکھا

علامہ نووی لکھتے ہیں:

[illegible]

شق القمر کے متعلق احادیث کی تحقیق

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

قرآن مجید میں منصوص ہے۔

حضرت انس، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس، حضرت حذیفہ، حضرت جبیر بن مطعم اور حضرت ابن عمر وغیرہ رضی اللہ عنہم سے اس سلسلہ میں بہ کثرت احادیث مروی ہیں، البتہ ان میں سے بعض صحابہ اس موقع پر موجود نہ تھے جیسے حضرت ابن عباس یہ اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے، اور جیسے حضرت انس یہ اس وقت مدینہ میں تھے اور ان کی عمر چار یا پانچ سال تھی، ان کی روایات از قبیل مراسیل ہیں، لیکن اس سے ان احادیث کی صحت میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ صحیح بخاری اور دیگر کتب حدیث میں حضرت ابن مسعود سے روایت ہے کہ چاند اس وقت دو ٹکڑے ہوا جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ منیٰ میں تھے، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہ معجزہ اس وقت ہوا جب آپ مکہ میں تھے، ان دونوں روایتوں میں کوئی تعارض نہیں ہے کیونکہ ان سے مراد یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے اس واقعہ کا ظہور مکہ میں ہوا تھا۔

آیا شق القمر ایک بار ہوا تھا یا کئی بار؟

حافظ ابو الفضل عراقی نے لکھا ہے کہ یہ بات متواتر ہے کہ ایک مرتبہ چاند شق ہوا کیونکہ ایک جماعت نے جماعت سے اسانید صحیحہ کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے اور امام بیہقی نے دلائل النبوۃ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت سے پہلے ہم نے مکہ میں دو بار چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ لیکن اس لفظ مرتین کا اس پر محمول کرنا قابل تسلیم نہیں کیونکہ مواہب میں مذکور ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے کہا کہ چاند کے شق ہونے کا تعدد ثابت نہیں لیکن اس کے دو بار شق ہونے پر نص ثابت نہیں ہے کیونکہ محدثین میں سے کسی نے اس پر نص نہیں کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں چاند دو بار شق ہوا ہے، اور جس حدیث میں دو بار کا لفظ ہے اس سے مراد دو ٹکڑے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ حافظ ابن حجر کی یہ تاویل صحیح نہیں ہے کیونکہ زیر بحث روایت میں یہ مذکور ہے کہ ہم نے دو بار چاند کو دو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا۔ البتہ میرے نزدیک اس روایت کی صحیح تاویل یہ ہے کہ دو بار کا تعلق دیکھنے سے ہے، اس کا تعلق ٹکڑے ہونے سے نہیں ہے، یعنی اس واقعہ کو متعدد بار دیکھا یا دو بار دیکھا، یہ مطلب نہیں کہ یہ واقعہ دو بار ہوا، اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے، امام ابو نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اہل مکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا کیا آپ کے پاس کوئی نشانی ہے جس سے ہم یہ پہچانیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، اس وقت حضرت جبریل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا اے محمد! اہل مکہ سے کہیے کہ وہ اس رات میں جمع ہو جائیں وہ ایک نشانی دیکھیں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے اسی طرح فرما دیا، پھر یہ لوگ اس رات کو جمع ہوئے وہ چاند کی چودھویں شب تھی، اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا نصف صفا پر تھا اور نصف مروہ پر، انہوں نے یہ منظر دیکھا، ان کو خیال ہوا کہ ان کی آنکھوں کو دھوکا ہو رہا ہے وہ بار بار آنکھیں مل کر یہ منظر دیکھ رہے تھے، سو اگر کوئی شخص یہ کہتا کہ میں نے دو بار چاند کو شق ہوتے ہوئے دیکھا تو یہ بالکل صحیح ہوتا اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ دو وقتوں میں چاند دو بار دو ٹکڑے ہوا ہے، اس لیے حضرت ابن مسعود کے کلام کو اسی طرز پر محمول کرنا چاہیے تاکہ احادیث میں تعارض نہ ہو۔[1]

۱۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۷ ص ۷۷-۷۸، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی، بیروت

قرآن مجید میں شق القمر کا بیان

کافروں نے شق القمر کا یہ معجزہ دیکھنے کے بعد یہ کہہ دیا کہ یہ جادو ہے اور ایسا جادو پہلے سے ہوتا چلا آیا ہے اس موقع پر قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں:

اقتربت الساعة وانشق القمر ۝ وان یروا آیة یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ۝ وکذبوا واتبعوا اھواءھم وکل امر مستقر ۝ (القمر: ۳-۱)

قیامت قریب آگئی اور چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کافر اگر کوئی نشانی دیکھیں تو منہ پھیر لیتے ہیں، اور کہتے ہیں یہ تو ہمیشہ سے چلتا ہوا جادو ہے اور انہوں نے جھٹلایا اور اپنی نفسانی خواہشوں کی اتباع کی اور ہر کام اپنی میعاد کے مطابق قرار پاتا ہے۔

یعنی چاند کا دو ٹکڑے ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ قیامت کا وقت اب قریب آ پہنچا ہے کیونکہ اب نظام عالم کے درہم برہم ہونے کی ابتداء ہو گئی ہے چاند ایک سیارہ ہے اور جب وہ پھٹ سکتا ہے تو دوسرے سیارے بھی پھٹ سکتے ہیں، زمین بھی شق ہو سکتی ہے اور آسمان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو سکتا ہے، کائنات کی کوئی چیز دائمی اور سرمدی نہیں ہے اور ہر چیز فانی ہے۔

نیز چاند کو شق کرنے کے بعد دوبارہ پہلے کی طرح جوڑ دینے میں یہ دلیل ہے کہ جس طرح اللہ ایک سیارہ کو توڑنے کے بعد اس کو دوبارہ پہلے کی طرح جوڑ سکتا ہے تو اس سارے عالم کو فنا کرنے کے بعد دوبارہ پیدا کرنے پر بھی وہ اسی طرح قادر ہے۔

بعض لوگوں نے یہ کہا ہے کہ یہ آیت معجزہ شق القمر پر دلیل نہیں ہے بلکہ یہاں ماضی کا صیغہ مضارع کے معنی میں ہے اور اس آیت کا معنی ہے چاند شق ہو جائے گا یعنی قرب قیامت میں، یہ معنی خلاف ظاہر ہونے کے علاوہ اس لیے بھی صحیح نہیں ہے کہ اس آیت میں چاند کے پھٹنے کو قرب قیامت کی علامت قرار دیا گیا ہے اگر اس آیت کے نزول سے پہلے چاند شق نہیں ہوا تھا بلکہ وہ آئندہ کبھی شق ہونے والا تھا تو اس وجہ سے یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ قیامت کا وقت قریب آ پہنچا ہے کیونکہ آئندہ چاند شق ہو جائے گا، بلکہ معقول مطلب یہ ہے کہ جب چاند ایک سیارہ ہونے کے باوجود شق ہو گیا تو معلوم ہوا کہ کائنات کا ہر سیارہ پھٹ سکتا ہے اس لیے چاند کا شق ہو جانا اس بات کی علامت ہے کہ قیامت کی ساعت اب قریب آ پہنچی ہے۔

بَابٌ ۹۹۹ فِي الْكُفَّارِ
کفار کا بیان

۶۹۵۳ - حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ وَوَكِيْعٌ وَاَبُوْ اُسَامَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ اَبِيْ

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی ذات تکلیف دہ بات پر صبر کرنے والی نہیں

مُوسٰى قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا أَحَدَ أَصْبَرُ عَلٰى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ إِنَّهُ يُشْرَكُ بِهِ وَيُجْعَلُ لَهُ الْوَلَدُ ثُمَّ هُوَ يُعَافِيهِمْ وَيَرْزُقُهُمْ.

اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا جاتا ہے، اس کے لیے بیٹا بنایا جاتا ہے، اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کو عافیت کے ساتھ رکھتا ہے اور رزق دیتا ہے۔

٦٩٥٤- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَأَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ عَنْ أَبِي مُوسٰى عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا قَوْلَهُ وَيُجْعَلُ لَهُ الْوَلَدُ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ.

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ حدیث بھی حسب سابق ہے، البتہ اس میں یہ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا بنایا جاتا ہے

٦٩٥٥- وَحَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمٰنِ السُّلَمِيِّ قَالَ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ قَيْسٍ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا أَحَدٌ أَصْبَرَ عَلٰى أَذًى يَسْمَعُهُ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى إِنَّهُمْ يَجْعَلُونَ لَهُ نِدًّا وَيَجْعَلُونَ لَهُ وَلَدًا وَهُوَ مَعَ ذٰلِكَ يَرْزُقُهُمْ وَيُعَافِيهِمْ وَيُعْطِيهِمْ.

حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تکلیف دہ باتوں کو سن کر اللہ تعالیٰ سے زیادہ صبر کرنے والا کوئی نہیں ہے، لوگ اللہ تعالیٰ کے لیے شریک بناتے ہیں اور اس کا بیٹا بناتے ہیں اور وہ اس کے باوجود ان کو رزق دیتا ہے ان کو عافیت کے ساتھ رکھتا ہے اور ان کو عطا کرتا ہے۔

٦٩٥٦- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى لِأَهْوَنِ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا لَوْ كَانَتْ لَكَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا أَكُنْتَ مُفْتَدِيًا بِهَا فَيَقُولُ نَعَمْ فَيَقُولُ قَدْ أَرَدْتُ مِنْكَ أَهْوَنَ مِنْ هٰذَا وَأَنْتَ فِي صُلْبِ آدَمَ أَنْ لَا تُشْرِكَ أَحْسِبُهُ قَالَ وَلَا أُدْخِلَكَ النَّارَ فَأَبَيْتَ إِلَّا الشِّرْكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن لوگوں کو جہنمیوں میں سب سے کم عذاب ہو گا اس سے اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تمہیں دنیا اور اس کی سب چیزیں مل جائیں تو کیا تم ان کو اس عذاب سے نجات کے لیے فدیہ دے دو گے؟ وہ کہے گا ہاں! اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جس وقت تم آدم کی پشت میں تھے اس وقت میں نے تم سے اس کی بہ نسبت کم چیز کا مطالبہ کیا تھا وہ یہ کہ اللہ کے ساتھ شرک نہ کرو (راوی کہتا ہے میرا گمان ہے کہ آپ نے فرمایا تھا) کہ میں تم کو جہنم میں داخل نہیں کروں گا، مگر تم نے شرک کے سوا کوئی بات نہیں مانی۔

٦٩٥٧- حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يُحَدِّثُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ إِلَّا قَوْلَهُ وَلَمْ أُدْخِلْكَ النَّارَ فَإِنَّهُ لَمْ يَذْكُرْهُ.

کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حدیث مثل سابق ہے البتہ اس میں یہ قول نہیں ہے کہ میں تم کو دوزخ میں داخل نہ کرتا۔

۶۹۵۸- حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَإِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُقَالُ لِلْكَافِرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَرَأَيْتَ لَوْ كَانَ لَكَ مِلْءُ الْأَرْضِ ذَهَبًا أَكُنْتَ تَفْتَدِي بِهِ فَيَقُولُ نَعَمْ فَيُقَالُ لَهُ قَدْ سُئِلْتَ أَيْسَرَ مِنْ ذَلِكَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن کافر سے کہا جائے گا یہ بتاؤ اگر تمہارے پاس روئے زمین کے برابر سونا ہو تو کیا تم اس کو عذاب سے نجات کے عوض دے دو گے، وہ کہے گا ہاں، پس اس سے کہا جائیگا تم سے اس کی بہ نسبت بہت آسان چیز کا مطالبہ کیا گیا تھا

۶۹۵۹- وَحَدَّثَنِي عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ ح وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ كَذَبْتَ قَدْ سُئِلْتَ مَا هُوَ أَيْسَرُ مِنْ ذَلِكَ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ حدیث بھی اس کی مثل ہے البتہ اس میں یہ مذکور ہے: اس سے کہا جائے گا تم نے جھوٹ بولا، تم سے اس کی بہ نسبت بہت آسان چیز کا سوال کیا گیا تھا۔

۶۹۶۰- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللهِ كَيْفَ يُحْشَرُ الْكَافِرُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ أَلَيْسَ الَّذِي أَمْشَاهُ عَلَى رِجْلَيْهِ فِي الدُّنْيَا قَادِرًا عَلَى أَنْ يُمْشِيَهُ عَلَى وَجْهِهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ قَتَادَةُ بَلَى وَعِزَّةِ رَبِّنَا.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ کافر کس طرح قیامت کے دن منہ کے بل اٹھایا جائے گا آپ نے فرمایا جس نے اس کو پاؤں کے بل چلایا ہے کیا وہ اس کو قیامت کے دن منہ کے بل چلانے پر قادر نہیں ہے؟ قتادہ نے کہا کیوں نہیں، ہمارے رب کی عزت و جلال کی قسم۔

۶۹۶۱- حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس جہنمی

الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ نَعِيمٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ وَيُؤْتَى بِأَشَدِّ النَّاسِ بُؤْسًا فِي الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَيُصْبَغُ صَبْغَةً فِي الْجَنَّةِ فَيُقَالُ لَهُ يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ بُؤْسًا قَطُّ هَلْ مَرَّ بِكَ شِدَّةٌ قَطُّ فَيَقُولُ لَا وَاللّٰهِ يَا رَبِّ مَا مَرَّ بِي بُؤْسٌ قَطُّ وَلَا رَأَيْتُ شِدَّةً قَطُّ۔

جس کو دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں ملی تھیں اس کو قیامت کے دن لایا جائے گا، اور اس کو جہنم میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا: اے ابن آدم کیا تم نے کبھی کوئی خیر دیکھی تھی؟ وہ کہے گا: نہیں بہ خدا! اے میرے رب! اور اہل جنت میں سے اس شخص کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں رہا تھا، اس کو جنت میں ایک غوطہ دیا جائے گا، پھر اس سے پوچھا جائے گا: اے ابن آدم کیا تم نے کبھی کوئی تکلیف دیکھی ہے، کیا تم کو کبھی کوئی تکلیف لاحق ہوئی ہے؟ وہ کہے گا: نہیں بخدا! اے میرے رب! مجھے کبھی کوئی تکلیف پہنچی ہے نہ کبھی کوئی سختی پہنچی ہے۔

صبر اور حلم کا معنی

حدیث نمبر ۶۹۵۳ میں ہے: اللہ تعالیٰ کافر لوگوں کے شرک پر صبر کرتا ہے۔
علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت حلیم ہے، حتیٰ کہ جو کافر اس کی طرف بیٹے اور اولاد کی نسبت کرتے ہیں، ان پر بھی رحم فرماتا ہے۔ علامہ مازری نے کہا ہے کہ صبر کا معنی ہے نفس کو انتقام وغیرہ سے روکنا اور اللہ تعالیٰ کے لیے جب صبر کا لفظ استعمال ہوتا ہے تو اس کا معنی ہے امتناع، قاضی عیاض نے کہا اللہ تعالیٰ کا ایک اسم ہے صبور (بہت زیادہ صبر کرنے والا) اس کا معنی ہے جو نافرمانوں سے انتقام لینے میں جلدی نہ کرے، اس کا معنی حلیم ہے اور حلیم اللہ تعالیٰ کا اسم ہے اور حلیم اس شخص کو کہتے ہیں جو قدرت کے باوجود انتقام نہ لے۔[۵]

اللہ تعالیٰ کے ارادہ کا معنی

حدیث نمبر ۶۹۵۵ میں ہے: اللہ تعالیٰ سب سے کم عذاب والے جہنمی سے فرمائے گا: اگر تم کو دنیا و مافیہا مل جائے تو کیا تم اس کو اس عذاب سے نجات کے لیے دے دو گے؟ وہ شخص کہے گا ہاں، (حدیث نمبر ۶۹۵۹) میں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے جھوٹ بولا، میں نے تم سے اس کی بہ نسبت بہت آسان چیز کا ارادہ کیا تھا، وہ یہ کہ تم [illegible] مگر تم نے شرک کرنے کے سوا کوئی بات نہیں مانی۔

اس حدیث پر یہ اعتراض ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ کافر شرک نہ کریں تو اللہ تعالیٰ کا وہ ارادہ پورا کیوں نہیں ہوا، اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ وہ جو ارادہ کرتا ہے اس کو کر گزرتا ہے وہ "فعال لما یرید" ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ارادہ کا معنی ہے مطالبہ اور سوال کرنا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان سے شرک نہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا نہ یہ کہ ارادہ کیا تھا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ میں نے تم سے شرک نہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور تم کو شرک نہ کرنے کا

۵۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

علماء اہل حق کا مذہب یہ ہے کہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کے ارادہ سے وقوع پذیر ہوتی ہے، خیر اور شر ہو یا ایمان اور کفر، اللہ سبحانہ وتعالیٰ مومن کے ایمان کا ارادہ فرماتا ہے اور کافر کے کفر کا، اس کے برخلاف معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ اللہ تعالیٰ کافر کے کفر کا ارادہ نہیں کرتا، بلکہ اس کے ایمان کا ارادہ کرتا ہے، اور ان کے اس مذہب کی بناء پر اللہ تعالیٰ کا عجز لازم آتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مملکت میں جس چیز کے کرنے کا ارادہ کیا وہ نہیں ہوئی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث میں ارادہ کا معنی مطالبہ ہے۔

دوسرا اعتراض یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہے:

وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (الزمر: ۴۷)

اور اگر ان ظالموں کے پاس تمام روئے زمین کی چیزیں ہوں اور اتنی ہی اور چیزیں بھی ہوں تو وہ ان کو برے عذاب سے بچنے کے لیے قیامت کے دن فدیہ میں دے دیں گے۔

قرآن مجید کی اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر گنہگار کے پاس دنیا اور مافیہا ہو تو وہ اس کو قیامت کے دن عذاب سے چھٹکارے کے لیے فدیہ میں دے دے گا اور اس حدیث میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا: کیا تم عذاب سے بچنے کے لیے دنیا و مافیہا کو فدیہ میں دے دو گے اور مخاطب نے کہا: ہاں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تم نے جھوٹ بولا۔ یعنی وہ عذاب سے بچنے کے لیے فدیہ نہیں دے سکے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم کو دنیا میں دوبارہ بھیج دیا جائے تو کیا تم اخروی عذاب سے بچنے کے لیے دنیا و مافیہا کو فدیہ میں دے دو گے، وہ کہیں گے: ہاں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: تم نے جھوٹ کہا، میں نے تم کو اس کی بہ نسبت آسان چیز کا حکم دیا تھا جس کو تم نے نہیں مانا اور شرک کیا۔ [1]

بَابُ جَزَاءِ الْمُؤْمِنِ بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَتَعْجِيلِ حَسَنَاتِ الْكَافِرِ فِي الدُّنْيَا

مومن کو اس کی نیکیوں کا صلہ دنیا اور آخرت میں ملے گا اور کافر کو صرف دنیا میں۔

۶۹۶۲ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ وَأَمَّا الْكَافِرُ فَيُطْعَمُ بِحَسَنَاتِ مَا عَمِلَ بِهَا لِلَّهِ فِي الدُّنْيَا حَتَّى إِذَا أَفْضَى إِلَى الْآخِرَةِ لَمْ يَكُنْ لَهُ حَسَنَةٌ يُجْزَى بِهَا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس مومن کو دنیا میں کوئی نیکی دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ظلم نہیں کرے گا، اس کو آخرت میں بھی جزا دی جائے گی، رہا کافر تو اس نے دنیا میں اللہ کے لیے جو نیکیاں کی ہیں ان کا اجر اس کو دنیا میں ہی دے دیا جائے گا اور جب وہ آخرت میں پہنچے گا تو اس کو جزا دینے کے لیے کوئی نیکی نہیں ہوگی۔

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۶۹۶۳ - حَدَّثَنَا عَاصِمُ بْنُ النَّضْرِ التَّيْمِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّهُ حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْكَافِرَ إِذَا عَمِلَ حَسَنَةً أُطْعِمَ بِهَا طُعْمَةً مِنَ الدُّنْيَا وَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَإِنَّ اللَّهَ يَدَّخِرُ لَهُ حَسَنَاتِهِ فِي الْآخِرَةِ وَيُعْقِبُهُ رِزْقًا فِي الدُّنْيَا عَلَى طَاعَتِهِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ کافر جب کوئی نیک عمل کرتا ہے تو اس کا لقمہ اس کو دنیا میں ہی کھلا دیا جاتا ہے اور رہا مومن تو اللہ تعالیٰ اس کی نیکیوں کو آخرت کے لیے ذخیرہ کرتا ہے اور اس کی عبادت کے صلہ میں اس کو دنیا میں رزق عطا فرماتا ہے۔

۶۹۶۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّزِّيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِهِمَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت بیان کی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علماء کا اس پر اجماع ہے کہ جو کافر کفر پر مر جائے اس کو آخرت میں کوئی ثواب نہیں ملے گا، اور اس نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرنے کے لیے جو کام کیے ہوں گے اس کو ان کی کوئی جزا نہیں ملے گی، اور اس باب کی احادیث میں یہ تصریح ہے کہ اس نے دنیا میں صلہ رحم، صدقہ، غلاموں کو آزاد کرنا، مہمان نوازی اور جو دوسری نیکیاں کی ہیں اس کی جزا اس کو دنیا میں دے دی جائے گی اور مومن کی نیکیوں کو آخرت کے لیے جمع کیا جائے گا اس کے باوجود اس کو دنیا میں بھی اجر ملے گا، اس مسئلہ کی پوری تحقیق کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔ لہ

بَابُ مَثَلِ الْمُؤْمِنِ وَمَثَلِ الْكَافِرِ

مومن اور کافر کی مثال

۶۹۶۵ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ كَمَثَلِ الزَّرْعِ لَا تَزَالُ الرِّيحُ تُمِيلُهُ وَلَا يَزَالُ الْمُؤْمِنُ يُصِيبُهُ الْبَلَاءُ وَمَثَلُ الْمُنَافِقِ كَمَثَلِ شَجَرَةِ الْأَرْزِ لَا تَهْتَزُّ حَتَّى تَسْتَحْصِدَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال کھیت کی طرح ہے جس کو ہوا مسلسل جھونکے دیتی رہتی ہے، مومن پر بھی مصیبتیں آتی رہتی ہیں، اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو ہلتا جلتا بھی نہیں حتیٰ کہ اس کو کاٹ دیا جاتا ہے۔

۶۹۶۶ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

لہ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

مكان قوله تميله تفيئه.

٦٩٦٧ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا عبد الله بن نمير ومحمد بن بشر قالا حدثنا زكرياء بن أبي زائدة عن سعد بن إبراهيم حدثني ابن كعب بن مالك عن أبيه كعب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المؤمن كمثل الخامة من الزرع تفيئها الريح تصرعها مرة وتعدلها أخرى حتى تهيج ومثل الكافر كمثل الأرزة المجذية على أصلها لا يفيئها شيء حتى يكون انجعافها مرة واحدة.

حضرت کعب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال سرسبز کھیت کی طرح ہے، جس کو ہوا جھونکے دیتی رہتی ہے کبھی اس کو گرا دیتی ہے اور کبھی کھڑا کر دیتی ہے حتیٰ کہ وہ سوکھ جاتا ہے، اور کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو اپنی جڑ پر قائم رہتا ہے، کوئی چیز اس کو ادھر ادھر نہیں جھکاتی حتیٰ کہ وہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

٦٩٦٨ - حدثني زهير بن حرب حدثنا بشر بن السري وعبد الرحمن بن مهدي قالا حدثنا سفيان عن سعد بن إبراهيم عن عبد الرحمن بن كعب بن مالك عن أبيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل المؤمن كمثل الخامة من الزرع تفيئها الرياح تصرعها مرة وتعدلها حتى يأتيه أجله ومثل المنافق مثل الأرزة المجذية التي لا يصيبها شيء حتى يكون انجعافها مرة واحدة.

عبد الرحمن بن کعب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مومن کی مثال سرسبز کھیت کی طرح ہے، جس کو ہوا جھونکے دیتی رہتی ہے کبھی اس کو گرا دیتی ہے اور کبھی کھڑا کر دیتی ہے حتیٰ کہ اس کی اجل آجاتی ہے، اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے جو اپنی جڑ پر کھڑا رہتا ہے، اس پر کوئی آفت نہیں آتی بالآخر وہ جڑ سے اکھڑ جاتا ہے۔

٦٩٦٩ - وحدثنيه محمد بن حاتم ومحمود بن غيلان قالا حدثنا بشر بن السري حدثنا سفيان عن سعد بن إبراهيم عن عبد الله بن كعب بن مالك عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم غير أن محمودا قال في روايته عن بشر ومثل الكافر كمثل الأرزة وأما ابن حاتم فقال مثل المنافق كما قال زهير.

عبد اللہ بن کعب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، محمود کی روایت میں ہے کافر کی مثال صنوبر کے درخت کی طرح ہے اور ابن حاتم نے منافق کی مثال کہا جس طرح زہیر کی روایت میں ہے۔

٦٩٧٠ - وحدثناه محمد بن بشار وعبد الله بن هاشم قالا حدثنا يحيى (وهو القطان) عن سفيان عن سعد بن إبراهيم قال ابن هاشم

عبد اللہ بن کعب اپنے والد رضی اللہ عنہ سے اس کی مثل نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں اور ان حضرات کی روایت میں ہے: کافر کی مثال صنوبر

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ وَقَالَ ابْنُ بَشَّارٍ عَنِ ابْنِ كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمْ وَقَالَا جَمِيعًا فِي حَدِيثِهِمَا عَنْ يَحْيَى وَمَثَلُ الْكَافِرِ مَثَلُ الْأَرْزَةِ.

کے درخت کی طرح ہے۔

بَابُ ۱۰۲ مَثَلُ الْمُؤْمِنِ مَثَلُ النَّخْلَةِ

مومن کی مثال کھجور کے درخت کی طرح ہے۔

۶۹۷۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ دِينَارٍ أَنَّهُ سَمِعَ عَبْدَ اللهِ بْنَ عُمَرَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَإِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُونِي مَا هِيَ فَوَقَعَ النَّاسُ فِي شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ عَبْدُ اللهِ وَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُولَ اللهِ قَالَ فَقَالَ هِيَ النَّخْلَةُ قَالَ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِعُمَرَ قَالَ لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَ هِيَ النَّخْلَةُ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا.

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: درختوں میں سے ایک درخت ہے جس کے پتے نہیں جھڑتے اور وہ درخت مسلمان کی طرح ہے، مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ لوگوں کا دھیان جنگل کے درختوں کی طرف گیا، حضرت عبداللہ بن عمر نے کہا میرے دل میں یہ خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن مجھے بتانے سے حیا آئی، پھر صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! ہمیں بتائیے وہ کون سا درخت ہے؟ آپ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے، حضرت ابن عمر کہتے ہیں میں نے اس بات کا حضرت عمر سے ذکر کیا، انہوں نے فرمایا اگر تم یہ بتا دیتے کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو مجھے فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسند ہوتا۔

۶۹۷۲ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ أَبِي الْخَلِيلِ الضُّبَعِيِّ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ أَخْبِرُونِي عَنْ شَجَرَةٍ مَثَلُهَا مَثَلُ الْمُؤْمِنِ فَجَعَلَ الْقَوْمُ يَذْكُرُونَ شَجَرًا مِنْ شَجَرِ الْبَوَادِي قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَأُلْقِيَ فِي نَفْسِي أَوْ رُوعِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ فَجَعَلْتُ أُرِيدُ أَنْ أَقُولَهَا فَإِذَا أَسْنَانُ الْقَوْمِ فَأَهَابُ أَنْ أَتَكَلَّمَ فَلَمَّا سَكَتُوا قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هِيَ النَّخْلَةُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا: مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے جس کی مثال مومن کی طرح ہے؟ صحابہ جنگل کے درختوں میں سے کسی درخت کا ذکر کرنے لگے، حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میرے دل میں یہ چیز ڈالی گئی کہ یہ کھجور کا درخت ہے، میں نے اس کو بتانے کا ارادہ کیا مگر وہاں بڑی عمر کے لوگ تھے، میں ان کے سامنے بات کرنے سے ڈرا۔ جب سب صحابہ چپ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

۶۹۷۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ

مجاہد کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ ابْنِ أَبِي نَجِيحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ عُمَرَ إِلَى الْمَدِينَةِ فَمَا سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا حَدِيثًا وَاحِدًا قَالَ كُنَّا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأُتِيَ بِجُمَّارٍ فَذَكَرَ بِنَحْوِ حَدِيثِهِمَا.

کے ساتھ مدینہ میں رہا میں نے ان سے صرف ایک حدیث سنی، انھوں نے کہا ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس کھجور کا گودا لایا گیا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

٦٩٧٤ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ أُتِيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجُمَّارٍ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِهِمْ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھجور کا گودا لایا گیا، اس کے بعد ان کی طرح حدیث بیان کی۔

٦٩٧٥ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَخْبِرُونِي بِشَجَرَةٍ شِبْهِ أَوْ كَالرَّجُلِ الْمُسْلِمِ لَا يَتَحَاتُّ وَرَقُهَا قَالَ إِبْرَاهِيمُ لَعَلَّ مُسْلِمًا قَالَ وَتُؤْتِي أُكُلَهَا وَكَذَا وَجَدْتُ عِنْدَ غَيْرِي أَيْضًا وَلَا تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ قَالَ ابْنُ عُمَرَ فَوَقَعَ فِي نَفْسِي أَنَّهَا النَّخْلَةُ وَرَأَيْتُ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ لَا يَتَكَلَّمَانِ فَكَرِهْتُ أَنْ أَتَكَلَّمَ أَوْ أَقُولَ شَيْئًا فَقَالَ عُمَرُ لَأَنْ تَكُونَ قُلْتَهَا أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ كَذَا وَكَذَا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا مجھے اس درخت سے متعلق بتاؤ جس کے پتے نہیں جھڑتے، وہ مسلمان کی طرح ہے، امام مسلم کہتے ہیں کہ اس روایت میں ہے وہ ہر وقت پھل دیتا ہے، لیکن میں نے اپنے علاوہ دوسروں کے پاس اسی طرح روایت دیکھی ہے، کہ وہ درخت ہر وقت پھل نہیں لاتا، حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ میرے دل میں خیال آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے، لیکن میں نے دیکھا کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کلام نہیں کر رہے تو مجھے کچھ کہنا ناگوار ہوا، حضرت عمر نے کہا اگر تم بتا دیتے تو مجھے یہ فلاں فلاں چیز سے زیادہ پسند ہوتا۔

کھجور کے درخت کے ساتھ مومن کی مشابہت کی وجوہات اور دیگر مسائل

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث سے معلوم ہوا کہ امام کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے تلامذہ کی عقلوں کی آزمائش کے لیے ان سے کوئی مسئلہ پوچھے تو وہ اپنے ذہنوں کو بروئے کار لائیں اور غور و فکر کریں، اور اس میں بڑوں کی تعظیم اور توقیر کا بیان ہے جیسا کہ حضرت ابن عمر نے مسئلہ کا علم ہونے کے باوجود اس لیے نہیں بتایا کہ جب حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نہیں بتا رہے تو میرا بھی خاموش رہنا مناسب ہے، البتہ جب بڑوں کو جواب نہ آئے تو چھوٹوں کو بتا دینا چاہیے، نیز ان احادیث میں پہیلی کی لغت پر باب کے ذکر ہونے کا بیان ہے اور ان احادیث میں کھجور کے درخت کی فضیلت ہے، علامہ

نے کہا ہے کہ کھجور کے درخت کو مسلمان کے ساتھ اس لیے تشبیہ دی گئی ہے کہ اس میں بہت زیادہ خیر ہے اس کا سایہ دائمی ہے، اس کا پھل میٹھا ہے اور وہ پھل ہمیشہ موجود رہتا ہے، کیونکہ تازہ کھجوریں کھائی جاتی ہے اور خشک ہونے کے بعد چھوارے کی شکل میں بھی کھائی جاتی ہے اور کھجور کے درخت کے خشک ہونے کے بعد اس کے تنے، اس کے پتوں اور اس کی شاخوں سے فوائد حاصل ہوتے ہیں اس کے تنے سے شہتیر بنائے جاتے ہیں، اس کی شاخوں اور پتوں سے چٹائیاں بنائی جاتی ہیں اور اس کی گٹھلیوں سے تسبیح بنائی جاتی ہے، غرض یہ کہ کھجور کے درخت سے ہر حالت اور ہر دور میں نفع حاصل ہوتا ہے جس طرح مومن کے ہر نیک عمل میں خیر ہے اس کا عبادت کرنا، لوگوں کے ساتھ حسن معاملہ کرنا اور حسن اخلاق سے پیش آنا، اہل و عیال اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا، عبادت میں معاونت کی نیت سے کھانا پینا اور آرام کرنا، سو جس طرح کھجور کے درخت کا ہر جز نفع بخش ہے اسی طرح مومن سے بہ حیثیت مومن جو عمل ہو وہ خیر اور باعث اجر ہے۔ له

بعض علماء نے کھجور کے درخت کی مومن کے ساتھ مشابہت میں یہ نکتہ بیان کیا ہے کہ مومن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت زیادہ بلکہ سب سے زیادہ محبت ہوتی ہے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فراق پر صبر نہیں کر سکتا اور آپ سے جدائی پر بے اختیار گریہ و زاری کرتا ہے اور اب بھی جب اہل ایمان اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شیدائی مدینہ منورہ سے رخصت ہوتے ہیں تو زار و قطار روتے ہیں اور فراق کے صدمہ کے باعث ان کی چیخیں نکل جاتی ہیں اور تمام درختوں میں سے صرف کھجور کے درخت کی یہ صفت ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت کرتا ہے اور اس کو آپ کی جدائی کی سہار نہیں ہے، کھجور کے جس تنے سے ٹیک لگا کر آپ خطبہ دیتے تھے جب منبر بننے کے بعد آپ نے اس کو چھوڑ دیا تو وہ آپ کے فراق میں دھاڑیں مار مار کر رونے لگا!

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله ان امرأة من الانصار قالت لرسول الله صلى الله عليه وسلم يا رسول الله الا اجعل لك شيئا تقعد عليه فان لي غلاما نجارا قال ان شئت قال فعملت له المنبر فلما كان يوم الجمعة قعد النبي صلى الله عليه وسلم على المنبر الذي صنع فصاحت النخلة التي كان يخطب عندها حتى كادت ان تنشق فنزل النبي صلى الله عليه وسلم حتى اخذها فضمها اليه فجعلت تئن

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انصار کی ایک عورت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا میں آپ کے بیٹھنے کے سبب کوئی چیز نہ بنا دوں! کیونکہ میرا بیٹا بڑھئی ہے، آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو بنا دو، حضرت جابر کہتے ہیں کہ اس عورت نے منبر بنا دیا۔ جمعہ کے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کے بیٹے کے بنائے ہوئے منبر پر بیٹھے، تب کھجور کے اس درخت نے چیخ ماری جس کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے تھے، حتی کہ وہ تنا پھٹنے کے قریب تھا پھر نبی

له - علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

أنين الصبي الذي يسكّت حتى استقرت.[1]

…اللہ علیہ وسلم نے منبر سے اتر کر اس ستون کو پکڑ لیا اور اس کو اپنے ساتھ چمٹایا، وہ تنا اس طرح سسکیاں لینے لگا جیسے روتا ہوا بچہ چپ کراتے وقت سسکیاں لیتا ہے، پھر وہ پرسکون ہو گیا۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

مفسرین نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ کی مثال پاک درخت کے ساتھ دی ہے جس کی جڑ زمین میں ہے اور اس کی شاخیں آسمان میں ہیں جو ہر وقت پھل لاتا ہے، اس سے مراد کھجور کا درخت ہے، اللہ تعالیٰ نے ایمان کو کھجور کے درخت کے ساتھ تشبیہ دی ہے، کیونکہ جس طرح کھجور کی جڑیں زمین میں مضبوط ہیں اسی طرح ایمان مومن کے دل میں ہوتا ہے، اور جس طرح کھجور کی شاخیں آسمان کی جانب اٹھی ہوئی ہیں اسی طرح مومن کے اعمال قبولیت کے لیے آسمانوں کے اوپر جاتے ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ امام ابو داؤد نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں پر بجھارتیں ڈالنے سے منع فرمایا ہے اور یہاں آپ نے خود بجھارت ڈالی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ ممانعت اس صورت پر محمول ہے جب کوئی شخص دوسرے شخص پر اپنی بڑائی ظاہر کرنے کے لیے یا اس کو شرمندہ یا عاجز کرنے کے لیے اس سے کوئی مشکل سوال کرے، البتہ اگر اپنے شاگردوں کے علم اور ان کی عقل کی آزمائش کے سبب ان سے کوئی پہیلی پوچھے تو یہ جائز ہے۔[2]

بَابُ تَحْرِيْشِ الشَّيْطَانِ وَبَعْثِهِ سَرَايَاهُ لِفِتْنَةِ النَّاسِ

لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لیے شیطان کا اپنے لشکر کو روانہ کرنا اور برانگیختہ کرنا

۶۹۷۶۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ إِنَّ الشَّيْطَانَ قَدْ أَيِسَ أَنْ يَعْبُدَهُ الْمُصَلُّوْنَ فِي جَزِيْرَةِ الْعَرَبِ وَلٰكِنْ فِي التَّحْرِيْشِ بَيْنَهُمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جزیرہ عرب میں اپنی عبادت کیے جانے سے شیطان مایوس ہو گیا ہے لیکن وہ ان کو آپس میں (لڑائی کے لیے) بھڑکائے گا۔

۶۹۷۷۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ مُعَاوِيَةَ

امام مسلم نے اس حدیث کی سند بیان کی۔

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۸۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۵، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

كِلَاهُمَا عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

٦٩٧٨ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ فَيَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُونَ النَّاسَ فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

٦٩٧٩ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَا أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ إِبْلِيسَ يَضَعُ عَرْشَهُ عَلَى الْمَاءِ ثُمَّ يَبْعَثُ سَرَايَاهُ فَأَدْنَاهُمْ مِنْهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ فَعَلْتُ كَذَا وَكَذَا فَيَقُولُ مَا صَنَعْتَ شَيْئًا قَالَ ثُمَّ يَجِيءُ أَحَدُهُمْ فَيَقُولُ مَا تَرَكْتُهُ حَتَّى فَرَّقْتُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ امْرَأَتِهِ قَالَ فَيُدْنِيهِ مِنْهُ وَيَقُولُ نِعْمَ أَنْتَ قَالَ الْأَعْمَشُ أُرَاهُ قَالَ فَيَلْتَزِمُهُ.

٦٩٨٠ - حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يَبْعَثُ الشَّيْطَانُ سَرَايَاهُ فَيَفْتِنُونَ النَّاسَ فَأَعْظَمُهُمْ عِنْدَهُ مَنْزِلَةً أَعْظَمُهُمْ فِتْنَةً.

٦٩٨١ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْكُمْ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ قَالُوا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ابلیس کا تخت سمندر پر ہے وہ لوگوں میں فتنہ ڈالنے کے لیے اپنے لشکر روانہ کرتا ہے شیطان کے نزدیک سب سے بڑے درجہ والا وہ ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابلیس اپنا عرش پانی پر رکھتا ہے، پھر وہ اپنے لشکر روانہ کرتا ہے اس کے نزدیک سب سے زیادہ مقرب وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ ڈالتا ہے، اس کے لشکر میں سے ایک کہتا ہے، میں نے ایسا ایسا کیا ہے تو وہ کہتا ہے تم نے کچھ نہیں کیا، پھر ان میں سے ایک کہتا ہے، میں نے ایک شخص کو اس حال میں چھوڑا ہے کہ اس کی اور اس کی بیوی کے درمیان تفریق کرادی وہ اس کو اپنے قریب کرکے کہتا ہے ہاں تم نے کام کیا ہے اعمش نے کہا میرا گمان ہے وہ اس کو گلے لگاتا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ شیطان اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے جو لوگوں کو فتنوں میں ڈالتے ہیں، اس کے نزدیک زیادہ مرتبہ والا وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو زیادہ فتنے میں ڈالتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے ہر شخص کے ساتھ ایک شیطان (ہمزاد) مسلط کر دیا گیا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی؟ آپ نے فرمایا میرے ساتھ بھی، لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کے مقابلہ میں میری مدد فرمائی۔ وہ مسلمان ہو

وَإِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَإِيَّايَ إِلَّا أَنَّ اللّٰهَ أَعَانَنِي عَلَيْهِ فَأَسْلَمَ فَلَا يَأْمُرُنِي إِلَّا بِخَيْرٍ.

گیا اور وہ مجھے خیر کے سوا کوئی بات نہیں کہتا۔

۶۹۸۲۔ حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ يَعْنِيَانِ ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ رُزَيْقٍ كِلَاهُمَا عَنْ مَنْصُورٍ بِإِسْنَادِ جَرِيرٍ مِثْلَ حَدِيثِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ سُفْيَانَ وَقَدْ وُكِّلَ بِهِ قَرِينُهُ مِنَ الْجِنِّ وَقَرِينُهُ مِنَ الْمَلَائِكَةِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں، سفیان کی روایت میں ہے: ہر شخص کے ساتھ ایک ہمزاد جن اور ایک ہمزاد فرشتہ مقرر کر دیا ہے۔

۶۹۸۳۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ حَدَّثَهُ أَنَّ عُرْوَةَ حَدَّثَهُ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدَّثَتْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا لَيْلًا قَالَتْ فَغِرْتُ عَلَيْهِ فَجَاءَ فَرَأَى مَا أَصْنَعُ فَقَالَ مَا لَكِ يَا عَائِشَةُ أَغِرْتِ فَقُلْتُ وَمَا لِي لَا يَغَارُ مِثْلِي عَلَى مِثْلِكَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقَدْ جَاءَكِ شَيْطَانُكِ قَالَتْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَوَمَعِيَ شَيْطَانٌ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَ كُلِّ إِنْسَانٍ قَالَ نَعَمْ قُلْتُ وَمَعَكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ وَلٰكِنْ رَبِّي أَعَانَنِي عَلَيْهِ حَتَّى أَسْلَمَ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات ان کے پاس سے اٹھ کر گئے، مجھے ان پر غیرت آئی پس آپ آئے اور دیکھا کہ میں کیا کر رہی ہوں، آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا بات ہے، کیا تم نے غیرت کی ہے؟ میں نے کہا: مجھ جیسی عورت کو آپ جیسے مرد پر غیرت نہیں آنی چاہیے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تمہارے پاس تمہارا شیطان آ گیا تھا؟ حضرت عائشہ نے کہا: یا رسول اللہ کیا میرے ساتھ شیطان ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: ہر انسان کے ساتھ شیطان ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں، میں نے کہا: یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی ہے، آپ نے فرمایا: ہاں لیکن اس کے مقابلہ میں میرے رب نے میری مدد کی حتی کہ وہ مسلمان ہو گیا۔

شیخ محمد بن عبد الوہاب نجدی کی تکفیر مسلمین کا رد

حدیث نمبر ۶۹۶۷ میں ہے: شیطان جزیرۂ عرب میں اپنی عبادت کیے جانے سے مایوس ہو گیا ہے لیکن وہ لوگوں کو آپس میں لڑائی سے بھڑکائے گا۔

یہ حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے معجزات میں سے ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ شیطان اس سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرۂ عرب میں اس کی عبادت کی جائے لیکن وہ مسلمانوں کے درمیان فتنہ و فساد اور جنگ کی آگ بھڑکائے گا۔

بارھویں صدی ہجری میں شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی کا ظہور ہوا اس کا یہ عقیدہ تھا کہ انبیاء علیہم السلام سے توسل کرنا اور ان سے شفاعت طلب کرنا شرک ہے اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے وہ کافر ہے اور اس کو قتل کرنا مباح ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتے ہیں:

وعرفت ان اقرارهم بتوحيد الربوبية لم يدخلهم في الاسلام وان قصدهم الملائكة والانبياء يريدون شفاعتهم، والتقرب الى الله بذلك، هو الذي احل دماءهم واموالهم۔[1]

تم یہ جان چکے ہو کہ لوگ اللہ کی ربوبیت کا اقرار کرنے کی وجہ سے اسلام میں داخل نہیں ہوتے اور فرشتوں اور نبیوں کی شفاعت کا ارادہ کرنے سے اور ان کے توسل سے اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی وجہ سے ان کو قتل کرنا اور ان کا مال لوٹنا حلال ہو گیا ہے۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب اپنے اس قول کی بناء پر اس وقت کے تمام جزیرہ عرب کے مسلمانوں کو کافر قرار دے دیا اور اس کا یہ قول اس صریح حدیث کے خلاف ہے کیونکہ اس حدیث میں یہ تصریح ہے کہ جزیرہ عرب میں اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں ہو گی اور جزیرہ عرب میں غیر اللہ کی عبادت سے شیطان مایوس ہو گیا ہے اور شیخ محمد بن عبدالوہاب نے یہ لکھا ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے شفاعت طلب کرنا کفر اور شرک ہے حالانکہ عہد صحابہ اور تابعین سے لے کر آج تک بہ دقت مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ انور پر دن رات مسلمان علماء آپ سے شفاعت طلب کرتے ہیں اور آپ کے وسیلہ سے اللہ کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب کے بھائی شیخ سلیمان بن عبدالوہاب نے، شیخ محمد بن عبدالوہاب کے عقائد و افکار کے رد میں ایک کتاب لکھی "الصواعق الالٰہیہ" اس کتاب میں انہوں نے بھی اس حدیث سے شیخ محمد بن عبدالوہاب کا رد کیا ہے وہ لکھتے ہیں: تمہارے مذہب کے بطلان پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں اس کی پرستش کی جائے لیکن وہ ان کو آپس میں لڑاتا رہے گا اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ اور ابو یعلیٰ اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شیطان اس بات سے مایوس ہو گیا ہے کہ جزیرہ عرب میں بت پرستی کی جائے لیکن وہ اس سے کم بات یعنی آپس کے لڑائی جھگڑوں پر راضی ہو گیا ہے، اور امام احمد نے اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ اور ابن ماجہ نے شداد بن اوس سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اپنی امت پر شرک کا خوف کرتا ہوں، میں نے عرض کیا، حضور کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کرے گی؟ آپ نے فرمایا: ہاں! لیکن وہ سورج، چاند یا کسی بت کی پوجا نہیں کرے گی، لیکن اپنے اعمال میں ریاکاری کرے گی۔

ان احادیث کی تمہارے مذہب کے بطلان پر دلالت اس طرح ہے کہ اللہ کریم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جس قدر چاہا اپنے غیب سے مطلع فرمایا اور قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، اس کی خبر دے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ جزیرہ عرب میں شیطان اپنی عبادت سے مایوس ہو چکا ہے اور شداد کی روایت میں

[1] شیخ محمد بن عبدالوہاب متوفی ۱۲۰۶ھ، کشف الشبہات ص ۹، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ

آپ نے خبر دی ہے کہ جزیرہ عرب میں بت پرستی نہیں ہوگی اور یہ چیزیں تمہارے مذہب کے برعکس ہیں، کیونکہ تمہارا عقیدہ ہے کہ بصرہ اور اس کے گرد و نواح اور عراق میں دجلہ سے لے کر اس جگہ تک جہاں حضرت علی اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی قبریں ہیں، اسی طرح یمن اور حجاز میں شیطان کی پرستش اور بت پرستی ہوتی ہے اور یہاں کے مسلمان بت پرست اور کفار ہیں، حالانکہ یہ تمام جگہیں سرزمین عرب کے وہ تمام علاقے ہیں جن کی سلامتی ایمان اور شرک سے برأت کی حضور نے خبر دی ہے اور تم کہتے ہو کہ یہاں کے لوگ کافر ہیں اور جو ان کو کافر نہ کہے وہ بھی کافر ہے، لہٰذا یہ تمام احادیث تمہارے مذہب کا رد کرتی ہیں۔[1]

نیز شیخ سلیمان بن عبد الوہاب لکھتے ہیں:

اور تمہارے مذہب کے بطلان پر یہ حدیث بھی دلالت کرتی ہے جس کو امام احمد اور امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ ذکر کیا اور اس کو صحیح قرار دیا اور امام نسائی اور ابن ماجہ نے عمرو بن احوص سے روایت کیا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا: شیطان اس بات سے ہمیشہ کے لیے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہارے ان شہروں میں اس کی پرستش کی جائے، البتہ تمہاری بعض کارروائیوں میں اس کی پیروی ہوتی رہے گی اور حاکم نے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا کہ حضرت ابن عباس بیان فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر خطبہ دیا اور فرمایا: شیطان اس بات سے مایوس ہو چکا ہے کہ تمہاری سرزمین میں اس کی پرستش کی جائے، لیکن اس کے علاوہ دوسری باتوں میں اس کی اطاعت کی جانے پر راضی ہو چکا ہے، ان چیزوں میں سے ایک یہ ہے کہ تم ایک دوسرے کے اعمال کو حقیر جانو گے پس تم ان سے احتراز کرنا، اے لوگو! میں تم میں وہ چیز چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم نے اس کو مضبوطی سے تھام لیا تو کبھی گمراہ نہ ہو گے، وہ اللہ کی کتاب اور اس کے رسول کی سنت ہے۔

ان احادیث میں تمہارے مذہب کے بطلان پر اس طرح دلالت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصاً مکہ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے بت پرستی نہ ہونے کی خبر دی ہے اور حضور کبھی خلاف واقع خبر نہیں دیتے، نیز اس میں حضور نے امت کو بشارت دی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت کبھی غلط نہیں ہوتی، نیز اس حدیث میں حضور نے بت پرستی کے علاوہ دوسری غلط باتوں مثلاً لڑائی جھگڑوں سے ڈرایا ہے اور یہ بات حدیث سے بالکل ظاہر ہے اور جن چیزوں کا تم شرک اکبر رکھتے ہو اور ان کے کرنے والوں کو کافر کہتے ہو وسیلہ، شفاعت طلب کرنا اور ان کی قبروں سے فیضان طلب کرنا، سجدہ، بت پرستی کا مرتکب کہتے ہو، یہ تمام امور یہ تمام اہل مکہ ان کے عوام، امراء اور علماء چھ سو سال سے زیادہ عرصے سے عمل میں لا رہے ہیں اور یہ لوگ تمہارے دشمن ہیں، تم کو سب وشتم کرتے ہیں اور تمہاری اس بد عقیدگی کی وجہ سے تم پر لعنت بھیجتے ہیں اور مکہ مکرمہ کے علماء اور حکام ان امور کے مطابق احکام جاری کرتے ہیں جن کو تم شرک اکبر قرار دیتے ہو۔ اگر تمہارا گمان حق ہے تو یہ لوگ علی الاطلاق کافر ہیں، لیکن یہ حدیث تمہارے زعم فاسد کا رد کرتی ہیں اور تمہارے مذہب کو باطل کرتی ہے۔[2]

---

[1] شیخ سلیمان بن عبد الوہاب متوفی ۱۲۰۸ھ، الصواعق الالٰہیہ ص ۴۴۔۴۶، مطبوعہ مکتبہ ایشیق استنبول

[2] ,, ,, ,, ,, الصواعق الالٰہیہ ص ۴۷،

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل الرسل ہونے پر ایک دلیل

حدیث نمبر ۶۷۵۱ میں ہے اللہ تعالیٰ نے شیطان کے مقابلہ میں میری مدد فرمائی فاسلم "میں اس کے شر سے محفوظ رہتا ہوں یا وہ مسلمان ہو گیا" سو اب وہ مجھے بھلائی کے سوا اور کوئی بات نہیں کہتا۔

اس لفظ یعنی فاسلم کی دو طرح روایت ہے "فَاَسْلَمُ" یعنی میں اس شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہوں۔ علامہ نووی نے اس کو صحیح اور مختار کہا ہے اور "فَاَسْلَمَ" وہ شیطان مسلمان ہو گیا" قاضی عیاض نے اس روایت کو صحیح و مختار کہا ہے اور اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "وہ مجھے بھلائی کے سوا اور کوئی بات نہیں کہتا" صحیح مسلم کے علاوہ دوسری کتب احادیث میں ہے فاستسلم یعنی وہ مسلمان اور تابع فرمان ہو گیا۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس بات سے معصوم ہیں کہ شیطان آپ کے دل میں یا آپ کے جسم میں کوئی تصرف کرے۔ [1]

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت پر دلیل ہے کیونکہ انبیاء سابقین علیہم الصلوٰۃ والتسلیم نے آپ کی بہ نسبت تبلیغ کا بہت زیادہ زمانہ پایا اس کے باوجود ان کی تبلیغ سے بہت کم انسان مسلمان ہوئے اور آپ نے تبلیغ کا بہت کم زمانہ پایا اس کے باوجود آپ کی تبلیغ سے بہت زیادہ مسلمان ہوئے اور نہ صرف یہ کہ انسان مسلمان ہوئے درختوں نے اطاعت کی، پتھروں اور جانوروں نے کلمہ پڑھا حتیٰ کہ آپ کے ساتھ پیدا ہونے والا شیطان بھی مسلمان ہو گیا، کائنات کی ہر حقیقت کو آپ نے بدل ڈالا اور امر بالشر امر بالخیر ہو گیا!

ابلیس، شیطان اور جن کی حقیقتوں کا بیان

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

ابلیس کا معنی ہے اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا اسی لفظ سے ابلیس ماخوذ ہے، کیونکہ یہ لعین اللہ کی رحمت سے مایوس ہو گیا تھا، اس سے پہلے اس کا نام عزازیل تھا۔ [2]

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

شیطان آگ سے پیدا کی ہوئی ایک مخلوق ہے قرآن مجید میں ہے خلق الجان من مارج من نار (الرحمن: ۱۵) "اور جن کو خالص آگ کے شعلہ سے پیدا کیا" کیونکہ اس میں قوت غضبیہ اور حمیت مذمومہ زیادہ تھی اسی وجہ سے اس نے حضرت آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ ابو عبیدہ نے کہا جن، انس اور حیوانات میں سے ہر موذی کو شیطان کہتے ہیں۔ [3]

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

جن انسان کی ضد ہے، جن کو اس لیے جن کہتے ہیں کہ وہ چھپا ہوا ہوتا ہے اور نظر نہیں آتا۔ زمخشری نے کہا ملائکہ اور جن ایک نوع ہیں ان میں سے جو خبیث اور متمرد ہیں ان کو جن کہتے ہیں اور جو طاہر اور نیک ہیں ان کو ملائکہ کہتے ہیں، علامہ

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۴ ص ۱۱۱ مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

[3] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، مفردات ص ۲۶، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویۃ ایران ۱۳۴۲ھ

راغب اصفہانی نے کہا جو روحانی مخلوق انسان کے حواس سے مخفی ہے اس کی تین قسمیں ہیں جو خیر ہیں وہ فرشتے ہیں اور جو شریر ہیں وہ شیاطین ہیں اور جن میں خیر اور شر دونوں ہیں وہ جن ہیں، بعض علماء نے کہا ملائکہ اور جن کی خلقت حقیقتیں ہیں، ملائکہ نور سے پیدا کیے گئے اور جنات نار سے پیدا کیے گئے ہیں، ملائکہ معصوم ہیں ان میں توالد اور تناسل نہیں ہوتا اور نہ ان میں مذکر اور مؤنث ہوتے ہیں اور جنات اس کے برخلاف ہیں۔[1]

ابلیس جنات میں سے تھا جیسا کہ قرآن مجید میں صراحۃً مذکور ہے، ایک قول یہ ہے کہ ابلیس جنات میں اس طرح ہے جس طرح حضرت آدم انسانوں میں ہیں۔

ہماری تحقیق یہ ہے کہ شیطان جنات میں سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں نص صریح ہے کان من الجن ففسق عن امر ربہ (کہف: ۵۰) "وہ جنات میں سے تھا سو اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی" اس آیت میں یہ تاویل کرنا کہ اس کے افعال جنات والے تھے، بلاضرورت ہے، اور اس کو سجدہ کا حکم دینے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ فرشتہ ہو، بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ وہ ملائکہ کا معلم تھا لیکن اس کے ثبوت میں کوئی صحیح حدیث نہیں ہے۔

شیطان کی وسوسہ اندازی کے متعلق قرآن مجید کی آیات

قرآن مجید میں ہے:

قال فبما اغویتنی لاقعدن لہم صراطک المستقیم ثم لاتینہم من بین ایدیہم ومن خلفہم وعن ایمانہم وعن شمائلہم ولا تجد اکثرہم شاکرین۔
(اعراف: ۱۶-۱۷)

شیطان نے کہا مجھے قسم ہے، جیسے تو نے مجھے گمراہ کیا ہے میں (بھی) ضرور ان کی تاک میں تیری سیدھی راہ پر بیٹھوں گا، پھر میں ضرور آؤں گا ان کے آگے سے اور ان کے پیچھے سے، اور ان کے دائیں سے اور ان کے بائیں سے اور تو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔

وقال الشیطن لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم۔
(ابراہیم: ۲۲)

اور فیصلہ ہو جانے کے بعد شیطان کہے گا: بے شک اللہ نے تم سے جو وعدہ کیا وہ سچا وعدہ تھا اور میں نے تم سے جو وعدہ کیا سو میں نے اس کے خلاف کیا اور میرا تم پر کوئی تسلط نہ تھا مگر یہ کہ میں نے تم کو دعوت دی تو تم نے میری بات مان لی سو اب تم مجھے ملامت نہ کرو، اپنے آپ کو ملامت کرو۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن علی بن حسین قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم عند المسجد وعندہ ازواجہ

حضرت علی بن حسین بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ کے پاس آپ کی

۱۔ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۹ ص ۲۵، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

فرجعن فقال لصفیة بنت حیی لا تعجلی حتی انصرف معک وکان بیتها فی دار اسامة فخرج النبی صلی اللہ علیہ وسلم معها فلقیه رجلان من الانصار فنظرا الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم اجازا فقال لهما النبی صلی اللہ علیہ وسلم تعالیا انها صفیة بنت حیی فقالا سبحان اللہ یا رسول اللہ فقال ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم وانی خشیت ان یلقی فی انفسکما شیئا۔[1]

ازواج مطہرات، وہ جانے لگیں تو آپ نے حضرت صفیہ بنت حیی سے فرمایا جلدی نہ کرو حتی کہ میں تم کو چھوڑ دوں، ان کا حجرہ حضرت اسامہ کی حویلی میں تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے ساتھ گئے، آپ کو دو انصاری ملے، انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا پھر گزر گئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادھر آؤ یہ صفیہ بنت حیی ہیں! انہوں نے کہا سبحان اللہ یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا شیطان انسان کی رگوں میں خون کی طرح جاری و ساری ہے، اور مجھے یہ خدشہ ہوا کہ وہ تمہارے دلوں میں کوئی وسوسہ ڈال دے گا۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ نے شیطان کو انسان کی رگوں میں دوڑنے کی قوت عطا فرمائی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شیطان کے اغوا اور اضلال کی کثرت اور اس کے وسوسہ ڈالنے سے کنایہ ہے یعنی جس طرح انسان سے اس کا خون جدا نہیں ہوتا اسی طرح اس سے شیطان بھی الگ نہیں ہوتا، ایک قول یہ ہے کہ شیطان انسان کے جسم کے باریک مسامات میں وسوسہ ڈالتا ہے جو اس کے دل تک پہنچ جاتا ہے اور ابن خویز منداد نے کہا کہ شیطان کا انسانوں پر کوئی تسلط اور تصرف نہیں ہے۔[2]

امام رازی لکھتے ہیں:

یہ امر کیسے معقول اور متصور ہے کہ شیطان انسان کے اعضاء کے اندر نفوذ کر جاتا ہے اور اس کو وسوسہ ڈالتا ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ ملائکہ اور شیاطین کے متعلق دو قول ہیں:

(۱) ارواح اگر طاہر ہوں اور عالم روحانیات میں مقدس ہوں تو وہ ملائکہ ہیں اور اگر ارواح خبیث ہوں اور شر اور فساد کی محرک ہوں تو وہ شیاطین ہیں، اس لحاظ سے شیاطین جسم نہیں ہیں جو انسان کے بدن کے منافذ میں داخل ہوں بلکہ شیطان ایک جوہر روحانی خبیث النفس ہے جس کی فطرت شر ہے اور نفس انسانی بھی ایک جوہر روحانی ہے اس سبب یہ بعید نہیں ہے کہ ایک جوہر روحانی دوسرے جوہر روحانی کو برے وسوسوں اور باطل چیزوں کا تقاضا کرے۔

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ ارواح بشریہ، ارواح سماویہ سے استعانت اور اکتساب فیض کرتی ہیں اگر ارواح سماویہ طیب اور طاہر ہوں تو وہ ملائکہ ہیں اور وہ مفید اور بیداری میں انسان کی جو اعانت کرتی ہیں اس کو الہام کہتے ہیں، اور اگر وہ ارواح شریرہ، خبیثہ اور قبیحۃ الافعال ہوں تو وہ شیاطین ہیں اور ان کی اعانت کو وسوسہ کہتے ہیں۔

(۲) ملائکہ اور شیاطین اجسام لطیفہ ہیں، اور اجسام لطیفہ کا اجسام کثیفہ میں نفوذ اور حلول مستبعد نہیں ہے، کیا تم کو معلوم

۱۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

۲۔ علامہ ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۱ ص ۱۵۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

نہیں کہ انسان کی روح جسم لطیف ہے اس کے باوجود وہ انسان کے بدن میں داخل ہے، اور آگ کوئلوں میں داخل ہو جاتی ہے پانی پتوں میں، اور تیل تلوں میں داخل ہوتا ہے سو اسی طرح شیطان ایک جسم لطیف ہے اور وہ انسان کے جسم میں داخل ہو کر وسوسہ اندازی کرتا ہے اور اس کو شر اور فساد کی طرف مائل کرتا ہے، اس قول کے مطابق ملائکہ اور شیاطین دونوں اجسام لطیفہ ہیں بلکہ شیاطین دھوئیں اور آگ سے پیدا کیے گئے ہیں اور ملائکہ نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ [1]

علامہ شبلی حنفی لکھتے ہیں:

نفس میں خفیہ طریقہ سے کسی خبر کے القاء کرنے کو وسوسہ کہتے ہیں وسوسہ ڈالنے والا اپنے کلام کا مکرر القاء کرتا ہے، قاضی ابو یعلیٰ نے کہا ہے کہ یہ بھی احتمال ہے کہ وسوسہ میں ایک کلام مخفی ہو جس کا قلب ادراک کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جن اس کو مس کرے، اور انسان کے اجزاء میں داخل ہو کر اس کو محسوس کرے، بکر بن محمد نے امام احمد سے یہ روایت کیا ہے کہ جن انسان کی زبان سے کلام کرتا ہے، لیکن بعض متکلمین نے یہ کہا کہ جن انسان کے جسم میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ ایک جسم میں دو روحوں کا وجود ممکن نہیں ہے۔

ابن عقیل نے شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی کیفیت میں یہ بیان کیا کہ شیطان ایک جسم لطیف ہے وہ انسان کے جسم میں داخل ہو کر اس کے دل میں برائی کی عبارت کا القاء کرتا ہے اور یہی وسوسہ ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ ایک جسم دوسرے جسم میں داخل ہو جائے تو اجسام کا تداخل لازم آئے گا اور یہ مستحیل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جسم کثیف کا دوسرے جسم کثیف میں تداخل محال ہے لیکن ایک جسم لطیف جسم کثیف میں داخل ہو سکتا ہے، جیسے روح اور جسم ہے، داخل ہوتی ہے تو جن بھی اسی طرح داخل ہو سکتا ہے کیونکہ وہ جسم لطیف ہے، اور اگر یہ اعتراض ہو کہ جن آگ سے بنا ہے اگر وہ انسان کے جسم میں داخل ہو تو انسان کا جسم جل جانا چاہیے اس کا جواب یہ ہے کہ جن کی اصل آگ ہے وہ اب جلانے والی آگ نہیں ہے۔ [2]

اس بحث میں ایک اہم مسئلہ یہ ہے کہ عوام اور خواص میں یہ مشہور ہے کہ جن انسان کے جسم میں داخل ہو کر اس کی زبان سے بولتا ہے، وہ انسان دوڑتا بھاگتا ہے چیزوں کو پکڑتا ہے لیکن یہ اس انسان کا تصرف نہیں ہوتا بلکہ یہ جن کا تصرف ہوتا ہے جب انسان جن کے زیر اثر ہوتا ہے اس کے اعضاء پر جن کا تصرف اور تسلط ہوتا ہے، اور اس انسان کے حواس اور شعور ماؤف اور معطل ہو جاتے ہیں، اس مسئلہ میں علماء معاصرین کی دو رائیں ہیں، بعض اس کے جواز کے اور بعض عدم جواز کے قائل ہیں ہم نے کتاب اور سنت میں غور کرکے جو کچھ سمجھا ہے وہ یہ ہے کہ جن انسان کے جسم میں داخل ہوتا ہے، اس کو مس کرتا ہے اور اس کو ضرر بھی پہنچاتا ہے لیکن کتاب اور سنت سے یہ ثابت نہیں ہے کہ جن انسان کے اعضاء پر متصرف اور مسلط ہو جاتا ہے علاوہ ازیں یہ بہت سی تاویلوں کو مستلزم ہے۔

اس بحث میں ہم پہلے قرآن مجید اور احادیث سے جن کا انسان کو ضرر پہنچانا اور اس کے جسم میں داخل ہونا بیان کریں گے پھر مخالفین کے نظریات اور ان کے دلائل بیان کریں گے اور آخر میں اپنے موقف پر دلائل بیان کریں گے۔

شیطان کے ضرر پہنچانے کے متعلق قرآن مجید کی آیات

قرآن مجید میں ہے

---

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۳۲-۳۳۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ کراچی۔

[2] قاضی بدر الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ شبلی حنفی متوفی ۷۶۹ھ، آکام المرجان فی احکام الجان ص ۱۲۲-۱۲۱، مطبوعہ مکتبہ خیر کثیر

واذكر عبدنا ايوب اذ نادى ربه انى مسنى الشيطان بنصب وعذاب (ص: ۴۱)

اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کیجئے جب انہوں نے اپنے رب سے فریاد کی کہ شیطان نے مجھے بڑی اذیت اور سخت تکلیف پہنچائی ہے۔

الذين يأكلون الربا لا يقومون الا كما يقوم الذى يتخبطه الشيطان من المس (البقرہ: ۲۷۵)

سود خور لوگ قیامت کے دن صرف اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔

شیطان کے ضرر پہنچانے کے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

قال ابوهريرة سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ما من بنى آدم مولود الا يمسه الشيطان حين يولد فيستهل صارخا من مس الشيطان غير مريم وابنها ثم يقول ابوهريرة وانى اعيذها بك وذريتها من الشيطان الرجيم [1]

حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: ہر پیدا ہونے والا بچہ جب پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے وقت شیطان اس کو مس کرتا ہے اور شیطان کے مس کرنے سے وہ چیخ کر روتا ہے ماسوا حضرت مریم اور ان کے بیٹے کے، پھر حضرت ابوہریرہ یہ آیت پڑھتے تھے: عمران کی بیوی نے دعا کی: میں مریم اور اس کی اولاد کو شیطان رجیم کے شر سے تیری پناہ میں دیتی ہوں۔

عن ابن عباس عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اما ان احدكم اذا اتى اهله وقال بسم الله اللهم جنبنا الشيطان وجنب الشيطان ما رزقتنا فرزقا ولدا لم يضره الشيطان [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس جائے اور یہ دعا کرے: بسم اللہ، اے اللہ ہمیں شیطان سے دور رکھ، اور ہم کو جو اولاد دے اس کو بھی شیطان سے دور رکھ، پھر ان کو بیٹا دیا جائے تو اس کو شیطان ضرر نہیں پہنچا سکتا۔

عن جابر عن النبى صلى الله عليه وسلم قال اذا استجنح الليل او قال كان جنح الليل فكفوا صبيانكم فان الشيطان تنتشر حينئذ الحديث [3]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب رات داخل ہو تو اپنے بچوں کو باہر نہ جانے دو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں۔

---

[1] امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۸۷ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[2] 〃 〃 〃 صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۶۳ 〃 〃 ۱۳۸۱ھ

[3] 〃 〃 〃 صحیح بخاری ج ۱ ص ۴۶۳

شیطان کے جسم میں داخل ہو کر ضرر پہنچانے کے متعلق احادیث

امام دارمی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان امراۃ جاءت بابن لها الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت: یا رسول اللہ ان ابنی بہ جنون، وانہ یاخذہ عند غدائنا وعشائنا فیخبث علینا، فمسح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صدرہ ودعا فثع ثعۃ وخرج من جوفہ مثل الجرو الاسود[1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئی، اور کہنے لگی یا رسول اللہ میرے بیٹے کو جنون ہے صبح اور شام کے وقت اس کو جنون طاری ہوتا ہے وہ ہم کو تنگ کرتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے سینہ پر ہاتھ پھیرا اور دعا کی، اس نے قے کی اور اس کے پیٹ سے سیاہ کتے کے پلے کی طرح کوئی چیز نکلی۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن یعلی بن مرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ اتتہ امراۃ بابن لها قد اصابہ لمم فقال لہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اخرج عدو اللہ انا رسول اللہ قال فبرأ۔[3]

حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے بیٹے کو لے کر آئی اور کہا اس کو کچھ جنون ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دشمن خدا نکل جا میں اللہ کا رسول ہوں، سو وہ بچہ ٹھیک ہو گیا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن عثمان بن ابی العاص قال لما استعملنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی الطائف جعل یعرض لی شیء فی صلوتی حتی ما ادری ما اصلی فلما رایت ذلک رحلت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ابن ابی العاص قلت نعم یا رسول اللہ: قال ما جاء بک قلت یا رسول اللہ عرض لی شیء فی صلوتی حتی ما ادری ما اصلی قال ذاک الشیطان ادن فدنوت منہ

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے طائف کا عامل بنایا تو کوئی چیز مجھے نماز میں ستاتی تھی حتی کہ مجھے پتا نہیں چلتا تھا کہ میں نماز میں کیا پڑھ رہا ہوں، جب مجھے اس کا احساس ہوا تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا آپ نے فرمایا: ابن ابی العاص؟ میں نے کہا جی! یا رسول اللہ آپ نے فرمایا: تم کس لیے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ مجھے کوئی چیز نماز میں ستاتی ہے حتی کہ مجھے پتا نہیں چلتا کہ میں کیا پڑھ رہا ہوں

[1] امام عبد اللہ بن عبد الرحمان دارمی متوفی ۲۵۵ھ، مسند دارمی ج ۱ ص ۱۱، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۱ ص ۲۵۴، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] " " مسند احمد ج ۴ ص ۱۷۰، ۱۷۳ " " "

فجلست على صدور قدمي قال فضرب صدري بيده وتفل في فمي وقال اخرج عدو الله ففعل ذلك ثلث مرات ثم قال الحق بعملك قال فقال عثمان فلعمري ما احسبه خالطني بعد.[1]

کیا بیٹھ جاؤں، آپ نے فرمایا یہ شیطان ہے، قریب آؤ میں آپ کے قریب گیا اور اپنے قدموں کے بل بیٹھ گیا، آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور میرے منہ میں لعاب ڈالا اور فرمایا: اے اللہ کے دشمن نکل جا! آپ نے تین بار یہ عمل کیا، آپ نے فرمایا اب تم اپنے کام پر جاؤ، حضرت عثمان نے کہا مجھے اپنی زندگی کی قسم! اس نے دوبارہ مجھ میں نہیں آیا۔

حافظ البیہقی بیان کرتے ہیں:

عن ام ابان بنت الوازع عن ابيها ان جدها الوازع انطلق الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فانطلق معه بابن له مجنون او ابن اخت له قال جدي فلما قدمنا على رسول الله صلى الله عليه وسلم المدينة قلت يا رسول الله ان معي ابنا لي او ابن اخت لي مجنون اتيتك به تدعو الله عز وجل له قال ائتني به فانطلقت اليه وهو في الركاب فاطلقت عنه والقيت عليه ثياب السفر والبسته ثوبين حسنين واخذت بيده حتى انتهيت به الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ادنه مني واجعل ظهره مما يليني قال فاخذ بمجامع ثوبه من اعلاه واسفله فجعل يضرب ظهره حتى رايت بياض ابطيه ويقول اخرج عدو الله اخرج عدو الله فاقبل ينظر نظر الصحيح ليس بنظره الاول ثم اقعده رسول الله صلى الله عليه وسلم بين يديه فدعا له فمسح وجهه فلم يكن في الوفد

ام ابان بنت الوازع اپنے باپ سے روایت کرتی ہیں کہ ان کے دادا حضرت وازع رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، وہ اپنے ساتھ اپنے بیٹے یا اپنے بھانجے کو بھی لے گئے تھے وہ مجنون تھا حضرت وازع کہتے ہیں جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو میں نے کہا یا رسول اللہ میرے ساتھ میرا بیٹا یا بھانجا ہے جو مجنون ہے میں اس کو آپ کے پاس لایا ہوں تاکہ آپ اس کے لیے اللہ عزوجل سے دعا کریں آپ نے فرمایا اس کو میرے پاس لاؤ، میں اس کے پاس گیا وہ اس وقت اونٹوں میں تھا، میں نے اس کے سفر کے کپڑے اتارے اور اس کو اچھے کپڑے پہنائے اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا، آپ نے فرمایا اس کو میرے قریب کرو اور اس کی پشت میری طرف کر دو پھر آپ نے اوپر اور نیچے سے اس کے کپڑوں کو پکڑ کر اٹھایا حتی کہ میں نے اس کی بغل کی سفیدی دیکھی اور آپ اس کی پشت پر مارتے رہے، اور فرمایا: اللہ کے دشمن نکل، تب وہ لڑکا تندرست آدمی کی طرح دیکھنے لگا جب کہ پہلے اس طرح نہیں دیکھتا تھا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے سامنے بٹھا کر دعا کی اور اس کے چہرے پر دست شفقت پھیرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے بعد

[1] امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۲۵۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

احد دعوة رسول الله يفضل عليه ١

(رواه الطبرانی)

کوئی شخص خود کو اس پر فضیلت نہیں دیتا تھا۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے۔ ١

عن عثمان بن ابی العاص قال شكوت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم نسيان القرآن فضرب صدری بيده فقال يا شيطان اخرج من صدر عثمان فما نسيت منه شيئا بعد احببت ان اذكره رواه الطبرانی وفيه عثمان بن بشر ولم اعرفه وبقية رجاله ثقات۔ ٢

حضرت عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید بھولنے کی شکایت کی، آپ نے میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا: اے شیطان! عثمان کے سینہ سے نکل جا، اس کے بعد میں جس چیز کو بھی یاد کرنا چاہتا تھا اس کو نہیں بھولا۔ اس حدیث کو طبرانی نے روایت کیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی عثمان بن بشر کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔

انسان کے جسم میں جن کے حلول اور تصرف پر ایک حدیث سے استدلال

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عطاء بن ابی رباح قال قال لی ابن عباس الا اريك امراة من اهل الجنة قلت بلى قال هذه المراة السوداء اتت النبی صلى الله عليه وسلم فقالت انی اصرع وانی اتكشف فادع الله لی قال ان شئت صبرت ولك الجنة وان شئت دعوت الله ان يعافيك فقالت اصبر فقالت انی اتكشف فادع الله ان لا اتكشف فدعا لها ٣

عطاء بن ابی رباح بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس نے کہا: کیا میں تم کو ایک جنتی عورت نہ دکھاؤں! میں نے کہا: کیوں نہیں، انہوں نے کہا: یہ سیاہ فام عورت ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے کہا: مجھ پر مرگی کا دورہ پڑتا ہے اور میرے کپڑے کھل جاتے ہیں، آپ میرے لیے دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: اگر تم چاہو تو صبر کرو اور تمہیں جنت مل جائے گی، اور اگر تم چاہو تو میں اللہ سے دعا کروں کہ اللہ تعالیٰ تم کو عافیت دے۔ اس عورت نے کہا: میں صبر کروں گی۔ اس عورت نے کہا: میرے کپڑے کھل جاتے ہیں آپ دعا فرمائیں کہ میرے کپڑے نہ کھلیں، آپ نے اس کے لیے دعا فرمائی۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔ ٤

١۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۵ ص ۲۰۳، مطبوعہ دار الکتاب العربی، ۱۴۰۲ھ

٢۔ " " " " ، مجمع الزوائد ج ۹ ص ۳،

٣۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۴۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

٤۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۱۹، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

انسان کے جسم میں جن کے تصرف اور تسلط پر علامہ ابن قیم نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی، علامہ بدرالدین عینی اور علامہ قسطلانی نے بھی اس حدیث کے تحت اس مسئلہ کا ذکر کیا ہے، جیسا کہ عنقریب آئے گا۔
شیخ انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں:

"من یصرع من الریح" وفسرہ بعضھم باصابۃ الجن واخرون بداء یسمی امرکی، واھل العرف یعبرون: بصرع الجن عن صریع الریح والظاھر ان المراد ھھنا ھو الداء المشھور لان الماٰم الجن لا یکون الا من عشق او ایذاء وحینئذ لا یلیق تحریض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاھا علی الصبر [5]

"دم گھٹنے سے بے ہوش ہونا" بعض لوگوں نے اس کی تفسیر جن کے تسلط سے کی ہے، اور بعض دوسرے اس کی تعبیر مشہور بیماری سے کرتے ہیں جس کو مرگی کہتے ہیں، اور اہل عرف اس کو سانس کی وجہ سے جن کا بے ہوش کرنا کہتے ہیں، اور ظاہر یہ ہے کہ اس حدیث سے مراد مرگی کی بیماری ہے، کیونکہ انسان پر جن یا اس انسان سے عشق کی وجہ سے چڑھتا ہے یا اس کو ایذاء پہنچانے کے لیے اور اگر اس عورت کا بے ہوش ہونا جن کی وجہ سے ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کو صبر کی تلقین نہ فرماتے۔

تحقیق یہی ہے کہ اس حدیث میں انسان کے جسم پر جن کے تصرف کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور جو علماء اس نظریہ کے قائل ہیں ان کی دلیل بھی صرف ان کا مشاہدہ ہے۔

صرع (مرگی) کے معنی کا بیان

اس حدیث میں صرع کا لفظ آیا ہے جس کا معنی مرگی ہے، علامہ زبیدی صرع کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

صرع ایک مشہور بیماری ہے، جیسا کہ صحاح میں ہے، رئیس ابوعلی سینا نے کہا ہے کہ صرع نفسانی اعضاء کو اپنے افعال انجام دینے سے روکتی ہے، اس کا سبب ایک رکاوٹ ہے جو دماغ کے بطن، اندرونی جھلیوں اور اعصاب کی جڑ کے راستوں میں خلط غلیظ یا چربی کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس لیے روح اپنے کام کو طبعی طریقہ پر انجام نہیں دے سکتی اور اعضاء میں تشنج (تناؤ) پیدا ہو جاتا ہے، یعنی اعصاب میں زبردست تناؤ کی وجہ سے اینٹھن ہو جاتی ہے اور جسم گر جاتا ہے۔ [6]

انسان کے جسم پر جن کے تصرف اور تسلط کے متعلق علماء اسلام کے نظریات

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

صرع (مرگی)، وہ بیماری ہے جو اعضاء رئیسہ کو اپنا پورا کام کرنے سے روک دیتی ہے، اس کا سبب وہ غلیظ یا لیسدار خلط ہے جس سے دماغ کے منافذ بند ہو جاتے ہیں، یا وہ زہریلے بخارات (گیس) ہیں جو اعصاب سے دماغ کی طرف چڑھتے ہیں، اور کبھی ان بخارات کی وجہ سے تشنج پیدا ہوتا ہے جس کی وجہ سے انسان کھڑا نہیں رہتا بلکہ گر جاتا ہے

[5] شیخ محمد انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ فیض الباری ج ۴ ص ۲۶۲، مطبوعہ مجلس علمی ہند، ۱۳۵۷ھ
[6] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۵ ص ۴۰۳، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

[illegible] اور رطوبت کے گاڑھے ہونے کی وجہ سے [illegible] کے راستے تنگ ہو گئے ہیں۔ جدید طبی تحقیق یہ ہے کہ گیس معدہ اور پیٹ میں بنتی ہے۔ سعیدی غفرلہ

کبھی یہ بیماری جن کے سبب سے ہوتی ہے اور اس کا سبب خبیث جن ہوتے ہیں اس کی وجہ یا تو یہ ہے کہ ان کو بعض انسانی صورتیں اچھی لگتی ہیں یا ان کو کسی انسان سے اذیت پہنچتی ہے۔ صرع کا پہلا سبب وہ ہے جو عام اطباء کے نزدیک ثابت ہے اور وہ اس کا علاج بیان کرتے ہیں اور صرع کے دوسرے سبب، جن کا [illegible] اطباء انکار کرتے ہیں اور بعض اطباء اس کے قائل ہیں اور اس کا اس کے سوا اور کوئی علاج معلوم نہیں ہے کہ [illegible] ارواح علویہ ارواح خبیثہ سفلیہ کا مقابلہ کر کے ان کے افعال کو باطل کر دیں [illegible] کے سبب سے اگر مرگی ہو تو اس کا علاج ہے اور اگر یہ جنات کے اثر سے ہو تو اس کا کوئی علاج معلوم نہیں ہے۔ [1]

علامہ قسطلانی نے بھی اسی عبارت کا خلاصہ بیان کیا ہے کہ صرع کے دو سبب بیان کئے ہیں [illegible] سبب [illegible] اور دوسرا سبب خبیث جنوں کا اثر ہے۔ [2]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

صرع کا سبب یہ ہے کہ دماغ کے منافذ میں [illegible] رگ جان سے جو اعضاء رئیسہ [illegible] کام کرنے سے روک دیتی ہے، یا وہ بخارات ہیں جو [illegible] دماغ کی طرف چڑھتے ہیں۔ صرع [illegible] کا سبب [illegible] کثرت ہیں ان کی وجہ سے [illegible] اور [illegible] حرکت [illegible] پیدا ہوتی ہے [illegible] رطوبت گاڑھی ہو جاتی ہے [illegible] جنات [illegible]۔

[illegible] کا سبب جن ہوتے ہیں [illegible] خبیث جنوں کے [illegible] ہوتی ہے [illegible] [illegible] انسان [illegible] انسان پر [illegible] [illegible] انسان [illegible] اور جن میں مناسبت [illegible] [illegible] کسی انسان سے [illegible] اور کبھی [illegible] [illegible] اس کو [illegible] مرگی طاری کرتا ہے یا اس کو گرا دیتا ہے [illegible] انسان [illegible] [illegible]

[illegible] مرگی زدہ [illegible] [illegible] [illegible] کے دل میں [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ذکر کیا ہے کہ [illegible] انسان کے

---

[1] [illegible] مطبوعہ [illegible] الاسلامیہ [illegible]

[2] علامہ قسطلانی [illegible] ۳۴۳ مطبوعہ مطبع میمنیہ مصر، ۱۳۰۷ھ

جسم میں داخل ہوتا ہے جیسا کہ اللہ عزوجل نے یہ فرمایا ہے:

الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطه الشیطان من المس. (بقرہ: ۲۷۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ (قیامت کے دن) صرف اس طرح کھڑے ہوں گے جس طرح وہ شخص جس کو شیطان نے چھو کر مخبوط الحواس کر دیا ہو۔

امام احمد بن حنبل کے بیٹے عبداللہ نے امام احمد سے کہا کہ بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جن انسان کے بدن میں داخل نہیں ہوتا، انہوں نے کہا اے بیٹے وہ جھوٹ بولتے ہیں جن انسان کی زبان پر کلام کرتا ہے۔ امام ابوداؤد نے حضرت ام ابان سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے خدا کے دشمن نکل جا کیونکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور قاضی عبدالجبار نے کہا کہ جنات کے اجسام ہوا کی طرح ہیں اس لیے ان کا انسان کے بدن میں داخل ہونا ممتنع نہیں ہے جیسا کہ ہوا اور سانس کا انسان کے جسم میں دخول ہوتا ہے۔ ؎۱

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

حافظ ابن عبدالبر نے استیعاب میں اپنی سند کے ساتھ طاؤس سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مرگی زدہ لوگوں کو لایا جاتا تھا آپ ان میں سے کسی ایک کے سینہ پر مارتے تو وہ ٹھیک ہو جاتا، پھر آپ کے پاس ایک مرگی زدہ عورت کو لایا گیا جس کا نام ام زفر تھا آپ نے اس کے سینہ پر ضرب لگائی وہ ٹھیک نہیں ہوئی۔ حافظ ابن حجر کہتے ہیں: میری بیان کردہ سند سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ام زفر کو جن کی وجہ سے مرگی ہوتی تھی کسی خلط کی وجہ سے مرگی نہیں ہوتی تھی۔ ؎۲

علامہ ابن قیم جوزیہ لکھتے ہیں:

صرع (مرگی) کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ ہے جو اخلاط ردیہ کی وجہ سے ہوتی ہے، اس کا علاج طب سے ہوتا ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو ارواح خبیثہ ارضیہ کی وجہ سے ہوتی ہے، ائمہ اطباء اور عقلاء اس کو مانتے ہیں اور اس کا رد نہیں کرتے اور اس کے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ ارواح شریفہ، ارواح خبیثہ شریرہ کا مقابلہ کریں، ان کے اثر کو دور کریں اور ان کے افعال سے معارضہ کر کے ان کو باطل کر دیں۔ بقراط نے اپنی بعض تصانیف میں اس کی تصریح کی ہے کہ یہ مرگی طبعی سبب سے ہوتی ہے، بقراط نے اس کے علاج کے بعض طریقے ذکر کیے ہیں اور یہ کہا ہے کہ جو مرگی ارواح خبیثہ کے اثر کی وجہ سے ہو اس کا کوئی علاج نہیں ہے۔ البتہ جاہل طبیب اور بے دین لوگ ارواح خبیثہ کے اثر کی وجہ سے مرگی کا انکار کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ مرگی زدہ کے بدن میں خبیث روح کا اثر نہیں ہو سکتا، یہ ان لوگوں کی محض جہالت ہے ورنہ واقعہ اور مشاہدہ ان کی تکذیب کرتا ہے۔

ارواح خبیثہ کے اثر سے جو مرگی ہوتی ہے اس کے علاج کے دو طریقے ہیں، ایک طریقہ اس شخص کی جہت سے ہے اور دوسرا طریقہ معالج کی جہت سے ہے۔ اس شخص کی جہت سے علاج کا طریقہ یہ ہے کہ وہ شخص اپنی روح کی

؎۱ علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۳ ص ۲۱۴ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۸ھ

؎۲ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۱۱۵ مطبوعہ ... ۱۳۰۰ھ

قوت اور صدق نیت سے ان ارواح کے خالق کی طرف متوجہ ہو [illegible] کے ساتھ ان ارواح خبیثہ سے
اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے، یہ ایک قسم کی جنگ ہے اور جنگ میں کامیابی کے لیے ہتھیار ضروری ہیں، ارواح خبیثہ
سے جنگ میں کامیابی کے لیے [illegible] توحید، توکل، تقویٰ اور توجہ الی اللہ کی ضرورت ہے [illegible]
سے جو علاج ہوتا ہے، اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ معالج کے دل میں توحید، توکل، تقویٰ اور اللہ کی طرف توجہ ہو اور
[illegible] ارواح خبیثہ کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے [illegible]
[illegible] بسم اللہ [illegible] لا حول ولا قوۃ الا باللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے تھے: "اے اللہ کے دشمن
نکل جا، میں اللہ کا رسول ہوں" اور میں نے اس کا مشاہدہ کیا ہے [illegible] شیخ [illegible] شخص کے [illegible]
تھے [illegible] مخاطب ہوتا تھا [illegible] شیخ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شخص کے
کان میں قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی جاتی تھی:

افحسبتم انما خلقناکم عبثا وانکم الینا لا ترجعون۔ (المؤمنون: ۱۱۵)
کیا تم نے یہ گمان کیا ہے کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے۔

[illegible] شیخ نے یہ بتایا [illegible] شخص کے کان میں [illegible] آیت پڑھی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شخص سے محبت ہے [illegible] تم سے محبت نہیں کرتا [illegible] کے ساتھ
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] شیخ نے کس وجہ سے [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]

ارواح خبیثہ کا ان انسانوں پر تسلط ہوتا ہے جن کے دین میں کمی ہوتی ہے [illegible]
[illegible]

[illegible]

تب خبیث روح اس شخص پر مسلط ہو جاتی ہے جو نجاست کی گندگیوں سے لتھڑا ہوتا ہے، جس وقت جن اس وقت مسلط ہوتا ہے جب انسان عریاں ہوتا ہے اس وقت وہ اس میں تاثیر کر کے اس پر مسلط ہو جاتا ہے۔[۱]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

کبھی جنوں کے مس کرنے سے جنون پیدا ہوتا ہے، ماہرین بعض علامات کے ذریعہ اس کو پہچان لیتے ہیں، بعض اجسام میں ایک بدبودار خلط ہوتی ہے اور اس کے مناسب ایک خبیث روح اس سے متعلق ہو جاتی ہے اور اس میں مکمل جنون پیدا ہو جاتا ہے، اور بعض اوقات اس کے بخارات اس کے حواس پر غالب ہو کر ان کو معطل کر دیتے ہیں، اور وہ خبیث روح اس کے حواس میں تصرف کرتی ہے اور وہ روح اس کی زبان سے باتیں کرتی ہے اس کے ہاتھوں سے چیزوں کو پکڑتی ہے، دوڑتی، بھاگتی ہے اور اس شخص کو اس کا بالکل شعور نہیں ہوتا، اور یہ امر مشاہد اور محسوس ہے اور اس کا انکار وہی شخص کرے گا جو مکابر ہو گا اور مشاہدات کا انکار کرے گا۔[۲]

جنوں کے احوال اور احکام سے متعلق قاضی بدرالدین شبلی نے ایک جامع کتاب لکھی ہے "آکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان" اس کتاب میں قاضی بدرالدین نے اس مسئلہ سے بھی بحث کی ہے لیکن انہوں نے صراحت کی ہے کہ انسان کے اعضاء پر جن کے تصرف کرنے سے متعلق شریعت مطہرہ میں کوئی دلیل نہیں ہے نہ اس کے ثبوت میں نہ اس کی نفی میں۔

قاضی بدرالدین شبلی لکھتے ہیں:

جس شخص پر جنون یا مرگی طاری ہوتی ہے اس سے جو غیر مناسب حرکات صادر ہوتی ہیں اور اس وقت وہ جو باتیں کرتا ہے ان کا فاعل کون ہے؟ جب جن اس شخص کے جسم میں داخل ہوتا ہے یا اس کو چھوتا ہے اس وقت اس سے جو حرکات اور کلام کا صدور ہوتا ہے، عام لوگوں کا یہ اعتقاد ہے کہ یہ جن کا کلام ہے اور وہ جن کی طرف اس کلام کی نسبت کرتے ہیں، ہمارے پاس اس بات کی کوئی دلیل قطعی نہیں ہے کہ جنون یا مرگی زدہ شخص سے جو کلام سنائی دیتا ہے وہ جن کا کلام ہے یا اس شخص کا اپنا کلام ہے اور نہ ہمارے پاس کوئی قطعی دلیل ہے کہ ان میں سے کسی ایک کی طرف نسبت کرنا جائز نہیں ہے البتہ امام احمد کا قول ہے کہ جنون یا مرگی زدہ شخص کی زبان پر جن کلام کرتا ہے۔[۳]

ڈاکٹر احمد شرباصی لکھتے ہیں

عام مسلمان بکثرت یہ بات کہتے ہیں کہ فلاں مرد کے جسم یا فلاں عورت کے جسم میں جن رہتا ہے اور یہ عام طور پر بیمار عورت ہوتی ہے وہ دراصل جن زدہ ہوتی ہے، پھر وہ ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہیں جن کے متعلق یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ وہ ان لوگوں کے جسموں سے جنوں کو نکالنے پر قدرت رکھتے ہیں۔

دراصل یہ حالت اعصابی تشنج کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے اس کا علاج ماہر نفسیات اور ڈاکٹروں کی ہدایت کے مطابق کرنا چاہیے، اور مریض کو صاف ستھری غذا کھلانی چاہیے اور کھلی فضا اور تازہ ہوا میں رکھنا چاہیے۔

۱۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن قیم جوزیہ متوفی ۷۵۱ھ، زاد المعاد ج ۳ ص ۶۶، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۶۹ھ

۲۔ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۳ ص ۵۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۳۔ قاضی محمد بن عبداللہ شبلی حنفی متوفی ۷۶۹ھ، آکام المرجان فی غرائب الاخبار و احکام الجان ص ۱۱۵، مطبوعہ مکتبہ خیر کثیر کراچی

[illegible] شیطان سے حکایت کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے:

وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی [illegible]

[illegible]

زمانے کے تغیر میں حق کے زوال [illegible] کا موقف

[illegible]

[illegible] پر کوئی دلیل نہیں ہے [illegible]

[illegible]

نے جن نکالنے کے بہانے فلاں عورت کی عصمت لوٹ لی اور فلاں عامل نے جن نکالنے کے لیے جن کے زیر اثر شخص کو اتنا زد و کوب کیا کہ اس کی موت واقع ہو گئی۔

ہو سکتا ہے کہ میرا نظریہ غلط ہو، لیکن انسانی جسم پر جنوں کے تصرف کے متعلق میں نے جو اشکال قائم کیے ہیں جب تک ان اشکالوں کا جواب نہیں دیا جائے گا یہ مسئلہ منقح اور بے غبار نہیں ہوگا اور اگر علماء اسلام کے یہ جمہور اس نظریہ کے قائل نہ ہوتے تو میں اس نظریہ کو صراحۃً رد کر دیتا!

بَابُ لَنْ يَدْخُلَ أَحَدُ الْجَنَّةَ بِعَمَلِهِ بَلْ بِرَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى

رحمت الٰہی کے بغیر کوئی شخص محض اپنے عمل سے جنت میں نہیں جائے گا

۶۹۸۴ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ بُكَيْرٍ عَنْ بُسْرِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَنْ يُنْجِيَ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ قَالَ رَجُلٌ وَلَا إِيَّاكَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا إِيَّايَ إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ وَلَكِنْ سَدِّدُوا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے چھپا لے، البتہ تم سیدھے راستہ پر چلو۔

۶۹۸۵ - وَحَدَّثَنِيهِ يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ بِرَحْمَةٍ مِنْهُ وَفَضْلٍ وَلَمْ يَذْكُرْ وَلَكِنْ سَدِّدُوا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند ذکر کی، اس میں رحمت اور فضل کا ذکر ہے اور اس میں سددوا کا ذکر نہیں ہے۔

۶۹۸۶ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ) عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ أَحَدٍ يُدْخِلُهُ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ فَقِيلَ وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِي رَبِّي بِرَحْمَةٍ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا، پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں الا یہ کہ میرا رب مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لے

۶۹۸۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ أَحَدٌ مِنْكُمْ يُنْجِيهِ عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت

يا رسول الله قال ولا أنا إلا أن يتغمدني الله منه بمغفرة ورحمة. وقال ابن عون بيده هكذا وأشار على رأسه ولا أنا إلا أن يتغمدني الله منه بمغفرة.

اور مغفرت میں مجھ کو چھپا لے گا۔ ابن عون نے اس وقت اپنے ہاتھ سے سر کی طرف اشارہ کیا اور مجھ کو بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ اپنی رحمت اور مغفرت میں مجھ کو چھپا لے۔

٦٩٨٨ - حدثني زهير بن حرب حدثنا جرير عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ليس أحد ينجيه عمله قالوا ولا أنت يا رسول الله قال ولا أنا إلا أن يتداركني الله منه برحمة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ مجھے اپنی رحمت میں لے لے۔

٦٩٨٩ - وحدثني محمد بن حاتم حدثنا أبو عباد يحيى بن عباد حدثنا إبراهيم بن سعد حدثنا ابن شهاب عن أبي عبيد مولى عبد الرحمن بن عوف عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لن يدخل أحدا منكم عمله الجنة قالوا ولا أنت يا رسول الله قال ولا أنا إلا أن يتغمدني الله منه بفضل ورحمة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے فضل اور رحمت سے ڈھانپ لے۔

٦٩٩٠ - حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير حدثنا أبي حدثنا الأعمش عن أبي صالح عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قاربوا وسددوا واعلموا أنه لن ينجو أحد منكم بعمله قالوا يا رسول الله ولا أنت قال ولا أنا إلا أن يتغمدني الله برحمة منه وفضل.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میانہ روی اختیار کرو اور سیدھے راستہ پر رہو اور یہ جان لو کہ تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دے گا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھ کو بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت سے ڈھانپ لے۔

٦٩٩١ - وحدثنا ابن نمير حدثنا أبي حدثنا الأعمش عن أبي سفيان عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم مثله.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثل فرمایا۔

٦٩٩٢ - حدثنا إسحاق بن إبراهيم حدثنا جرير عن الأعمش بالإسنادين جميعا كرواية

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

ابن نمیر

۶۹۹۳ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ وَأَبْشِرُوا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثل فرمایا اور اس میں یہ زیادہ ہے: خوشخبری دو۔

۶۹۹۴ - حَدَّثَنِي سَلَمَةُ بْنُ شَبِيبٍ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ أَعْيَنَ حَدَّثَنَا مَعْقِلٌ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَا يُدْخِلُ أَحَدًا مِنْكُمْ عَمَلُهُ الْجَنَّةَ وَلَا يُجِيرُهُ مِنَ النَّارِ وَلَا أَنَا إِلَّا بِرَحْمَةٍ مِنَ اللّٰهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل کرے گا اور نہ دوزخ سے محفوظ رکھے گا، اور نہ مجھ کو، البتہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے۔

۶۹۹۵ - وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ مُحَمَّدٍ أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا بَهْزٌ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عُقْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا سَلَمَةَ بْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ يُحَدِّثُ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَدِّدُوا وَقَارِبُوا وَأَبْشِرُوا فَإِنَّهُ لَنْ يُدْخِلَ الْجَنَّةَ أَحَدًا عَمَلُهُ قَالُوا وَلَا أَنْتَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ وَلَا أَنَا إِلَّا أَنْ يَتَغَمَّدَنِيَ اللّٰهُ مِنْهُ بِرَحْمَةٍ وَاعْلَمُوا أَنَّ أَحَبَّ الْعَمَلِ إِلَى اللّٰهِ أَدْوَمُهُ وَإِنْ قَلَّ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب سیدھی راہ پر چلو، میانہ روی اختیار کرو اور خوشخبری دو، کیونکہ کسی شخص کو اس کا عمل جنت میں داخل نہیں کرے گا، صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو بھی نہیں؟ آپ نے فرمایا مجھ کو بھی نہیں، ماسوا اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت سے ڈھانپ لے، اور یاد رکھو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے جس پر سب سے زیادہ دوام ہو خواہ وہ قلیل ہو۔

۶۹۹۶ - وَحَدَّثَنِي حَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ الْمُطَّلِبِ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَلَمْ يَذْكُرْ وَأَبْشِرُوا.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اس روایت میں "خوشخبری دو" کا ذکر نہیں ہے۔

عمل کے سبب سے جنت کے متعلق اہل سنت اور معتزلہ کے مذاہب

علامہ نووی لکھتے ہیں: اہل سنت کا مذہب یہ

عمل سے ثواب اور عقاب کا ثبوت ہوتا ہے ورنہ ایجاب و تحریم کا ورود دیگر احکام شرعیہ کا ... ثابت ہوتا ہے نیز اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز واجب نہیں ہے بلکہ ... اور حکمت اس کی سلطنت ہے اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے اس میں کرتا ہے، اگر اللہ تعالیٰ تمام نیکوکاروں ... جہنم میں داخل کر دے تو یہ اس کا عدل ہوگا اور جب وہ ان پر انعام و اکرام کرے اور ان کو جنت میں داخل فرمائے گا تو یہ اس کا فضل ہوگا اسی طرح اگر وہ تمام کفار پر انعام فرمائے اور ان کو جنت میں داخل کر دے تو وہ اس کا مالک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے اور اس کی خبر صادق ہوتی ہے کہ وہ ایسا نہیں کرے گا بلکہ وہ مومنین کی مغفرت فرمائے گا اور ان کو اپنی رحمت سے جنت میں داخل کر دے گا اور کافروں کو عذاب دے گا اور ان کو اپنے عدل سے ہمیشہ جہنم میں رکھے گا۔

معتزلہ اور علماء شیعہ عقل سے ثابت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پر نیک اعمال کی جزاء دینا واجب ہے ... ہے کہ حق میں زیادہ بہتر ہو اس کا کرنا اس پر واجب ہے اور اس کے خلاف کرنا اللہ تعالیٰ پر ممتنع ہے انہوں نے اپنے اس ... عقائد کی وجہ سے قرآن اور سنت کی بہت سی نصوص ... کو ترک کر دیا۔ اس باب کی احادیث اہل سنت کے مذہب پر دلیل ہیں کہ کوئی شخص اپنے عمل کی وجہ سے ثواب اور جنت کا مستحق نہیں ہوتا۔

قرآن مجید میں ہے:

ونودوا ان تلکم الجنة اورثتموها بما کنتم تعملون (الاعراف: ۴۳)
اور ان کو ندا کی جائے گی کہ یہ جنت ہے جس کے تم اپنے عمل کرنے کی وجہ سے وارث کیے گئے ہو۔

وتلک الجنة التی اورثتموها بما کنتم تعملون (الزخرف: ۷۲)
اور یہ وہ جنت ہے جس کا تم کو اپنے نیک اعمال کی وجہ سے وارث کیا گیا ہے۔

ان آیات سے بہ ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ جنت میں دخول نیک اعمال کی وجہ سے ہوگا، اور یہ اس باب کی احادیث کے خلاف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ جنت میں دخول نیک اعمال کی وجہ سے ہوگا لیکن نیک اعمال کا سبب اور ان کی توفیق اور ان اعمال کو قبول کرنا اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے فضل سے ہوگا اس لیے یہ کہنا صحیح ہے کہ محض اعمال کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا اور یہی اس باب کی احادیث کا مراد ہے۔ [1]

امام رازی لکھتے ہیں:

بعض لوگوں نے کہا ان آیات میں اور احادیث میں تعارض ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ عمل ... دخول جنت کا سبب ... بلکہ عمل سے جنت کا ... اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عمل کو دخول جنت کی علامت ... اعمال صالحہ کی توفیق ... اللہ تعالیٰ ... اس لیے حقیقت میں جنت کا دخول صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ [2]

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

معتزلہ نے یہ زعم کیا ہے کہ ان آیات سے ثابت ہے کہ جنت میں دخول اعمال کی وجہ سے ہوگا نہ کہ اللہ تعالیٰ

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۷۱، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

کے فضل کی وجہ سے اور یہ بات بالکل واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر کوئی چارہ کار نہیں ہے زیادہ سے زیادہ جو معقول بات ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فضل فرما کر دخول جنت کو عمل پر مرتب فرمایا اور اگر اللہ تعالیٰ کا فضل نہ ہوتا تو ایسا نہ ہو پاتا۔ خلاصہ یہ ہے کہ دخول جنت کے لیے نیک اعمال ظاہری اور صوری سبب ہیں اور اللہ کا فضل حقیقی اور معنوی سبب ہے۔

بَابُ اِكْثَارِ الْاَعْمَالِ وَالْاِجْتِهَادِ فِي الْعِبَادَةِ

زیادہ عمل کرنے اور عبادت میں کوشش کرنے کی ترغیب

٦٩٩٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى حَتَّى انْتَفَخَتْ قَدَمَاهُ فَقِيلَ لَهُ أَتَكَلَّفُ هٰذَا وَقَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر نمازیں پڑھیں کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے، آپ سے کہا گیا کہ آپ اس قدر مشقت اٹھاتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے، آپ نے فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

٦٩٩٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ زِيَادِ بْنِ عِلَاقَةَ سَمِعَ الْمُغِيرَةَ بْنَ شُعْبَةَ يَقُولُ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَرِمَتْ قَدَمَاهُ قَالُوا قَدْ غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر قیام کیا کہ آپ کے قدم مبارک سوج گئے صحابہ نے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی ہے، آپ نے فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

٦٩٩٩ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو صَخْرٍ عَنِ ابْنِ قُسَيْطٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا صَلَّى قَامَ حَتَّى تَفَطَّرَ رِجْلَاهُ قَالَتْ عَائِشَةُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَتَصْنَعُ هٰذَا وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ فَقَالَ يَا عَائِشَةُ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اس قدر قیام کرتے کہ آپ کے مبارک پاؤں سوج جاتے حضرت عائشہ نے کہا یا رسول اللہ آپ ایسا کرتے ہیں حالانکہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا: اے عائشہ کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

(ف) ذنب کا حقیقی معنی ہے جرم اور گناہ، یہاں ذنب کا اطلاق مجازاً ہے اس سے مراد ہے آپ کے بظاہر خلاف اولیٰ کام۔

۱۔ علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۶ ص ۱۲۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ذنب کے معنی کا بیان

اس باب کی احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغفرت ذنب کا تعلق بیان کیا گیا ہے اور قرآن مجید میں سورۂ فتح کی متعدد آیات میں بھی آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کا بیان ہے اور مغفرت ذنب، ثبوت ذنب کی فرع ہے اور ذنب کا معنی ہے جرم، خطا اور گناہ، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم گناہوں سے معصوم ہیں اس لیے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ قرآن مجید اور احادیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کا بیان ہے اس کی کیا توجیہ ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علماء اسلام نے اس کی متعدد توجیہات کی ہیں، بعض ان میں یہ ہیں:

(۱) ذنب کا اطلاق یہاں مجازاً ترک افضل اور مکروہ تنزیہی پر کیا گیا ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کو تعلیم کرنے اور مسائل کا شرعی حکم بیان کرنے کے لیے افضل کام کو ترک کر دیتے اور مکروہ تنزیہی کا ارتکاب کرتے تاکہ امت کو معلوم ہو کہ یہ کام بھی جائز ہیں۔

(۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض ایسے کام کیے جو فی نفسہ ذنب نہ تھے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے عالی مرتبہ اور علو مقام کے پیش نظر ان کو ذنب خیال کرتے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت کا بھی اعلان فرما دیا۔

(۳) اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو توبہ اور استغفار کرنے کا حکم دیا ہے سو آپ دن میں ستر مرتبہ اور بعض روایات میں ہے آپ دن میں سو مرتبہ استغفار کرتے تھے، اللہ تعالیٰ نے سورۂ فتح کی یہ آیات نازل فرما کر یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول کر لی ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی کا اس موضوع پر ایک رسالہ ہے جس کو علامہ یوسف نبہانی نے جواہر البحار میں نقل کیا ہے ہم اس رسالہ کو تخفیف کے ساتھ پیش کر رہے ہیں۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک و ما تاخر۔ تاکہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت [illegible] فرمائے۔

دلیل نقلی سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی عصمت ثابت ہے اس لیے اس آیت کی توجیہ میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں، بعض مقبول ہیں بعض مردود ہیں اور بعض ضعیف ہیں، علامہ سبکی نے کہا اس آیت کی تفسیر میں علماء کے کئی اقوال ہیں بعض کی تاویل واجب ہے اور بعض کو رد کرنا واجب ہے۔ اس آیت کی توجیہ میں بارہ اقوال غیر مقبول ہیں، ان کی تفصیل یہ ہے:

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کی توجیہ میں غیر مقبول توجیہات کا بیان

(۱) مقاتل نے کہا ذنب سے مراد زمانہ جاہلیت کے کام ہیں، یہ قول مردود ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جاہلیت نہیں ہے۔

(۲) ذنب سے مراد نبوت سے پہلے کے کام ہیں، یہ قول بھی مردود ہے کیونکہ آپ نبوت سے پہلے اور نبوت کے بعد ہر دو قسم میں معصوم ہیں۔

(۳) مجاہد نے کہا ذنب سے مراد حضرت زید کی زوجہ اور حضرت ماریہ قبطیہ کے واقعات ہیں، یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ

ان واقعات میں اصلاً کوئی ذنب نہیں تھا۔

(۴) زمخشری نے کہا اس سے مراد وہ تمام کام ہیں جو آپ سے تفریطاً صادر ہوئے۔ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ امت پر آپ کی اقتدا کرنا واجب ہے اور تفریط میں اقتداء واجب نہیں ہوتی۔

(۵) حشویہ نے کہا اس سے مراد گناہ صغیرہ کی مغفرت ہے۔ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ آپ گناہ صغیرہ اور کبیرہ دونوں سے معصوم ہیں۔

(۶) ذنب سے مراد یہ ہے کہ آپ بچپن میں بچوں کے ساتھ کھیلنے گئے تھے جو آپ کی شان کے لائق نہ تھا۔ یہ قول بھی باطل ہے کیونکہ آپ کا بچپن بھی پاکیزہ اور بے غبار تھا۔

(۷) عطا خراسانی نے کہا کہ پہلے ذنب سے مراد ہے آپ کے ماں باپ آدم اور حوا کے گناہ اور پچھلے ذنب سے آپ کی امت کے گناہ مراد ہیں۔ یہ جواب بھی ضعیف ہے۔ اولاً اس لیے کہ حضرت آدم بھی معصوم ہیں تو ان کی طرف ذنب کی نسبت صحیح نہیں ہے اس لیے یہ ذنب خود تاویل کا محتاج ہے، ثانیاً اس لیے کہ دوسروں کے گناہوں کی آپ کی طرف ضمیر مخاطب سے نسبت کرنا صحیح نہیں ہے، ثالثاً اس لیے کہ تمام امت کے گناہوں کی مغفرت نہیں کی گئی بلکہ بعض کی مغفرت ہوگی اور بعض کی مغفرت نہیں ہوگی۔

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے سورۂ فتح کی اس آیت کا جو ترجمہ کیا ہے وہ عطا خراسانی کی تاویل پر مبنی ہے۔ سعیدی غفرلہ

(۸) اس سے مراد ذنوب مفروضہ ہیں یعنی اگر آپ کے بالفرض گناہ ہوتے بھی تو وہ آپ کی شان کی وجہ سے معاف کر دیے گئے ہیں۔

(۱۰) علامہ طبری نے کہا آپ سے جو امور سہو، غفلت یا تاویل سے صادر ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی مغفرت کا بھی اعلان کر دیا۔

(۱۱) شفا میں ہے آپ سے گناہ ہو نہ ہو ان کی مغفرت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

محمد بن نصر نے کہا نبوت سے پہلے آپ سے جو امور سرزد ہوئے ان کی مغفرت کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

(۱۲) مکی نے کہا اس آیت میں خطاب آپ سے ہے اور مراد آپ کی امت ہے۔ یہ توجیہ بھی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ کا ماخذ ہے۔ (سعیدی غفرلہ)

اس آیت کی توجیہ میں یہ بارہ اقوال غیر مقبول ہیں[۱] اور اس آیت کی تفسیر میں جو اقوال مقبول ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک کی توجیہ میں مقبول توجیہات کا بیان

(۱) شفا میں مذکور ہے جب نبی صلی اللہ علیہ (وسلم کو) حکم دیا گیا کہ آپ یہ کہیں "ما ادری ما یفعل بی ولا بکم" "میں از خود نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا کیا جائے گا اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا" تو کفار خوش ہوئے، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر "تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے پہلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت فرما دے" اس

۱۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے بھی ان دس مردود توجیہات کا ذکر کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۰، طبع سکھر)

آیت میں آپ کی مغفرت کی خبر دی اور مومنین کی مغفرت کی خبر اس کے بعد دوسری آیت میں دی اور وہ آیت یہ ہے: لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا ویکفر عنھم سیئاتھم "تاکہ ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو جنتوں میں داخل فرمائے جن کے نیچے دریا بہتے ہیں جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے اور ان کی برائیاں ان سے دور فرما دے" (فتح: ۵) اس آیت سے مقصود یہ ہے کہ آپ کی مغفرت کر دی گئی ہے اور آپ کا کوئی ذنب نہیں ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی تائید امام ابن منذر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب وما ادری ما یفعل بی ولا بکم نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر اس وقت نازل کی جب آپ حدیبیہ سے واپس ہو رہے تھے۔ صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! آپ کو مبارک ہو، اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کر دیا کہ آپ کے ساتھ کیا ہوگا لیکن ہمارے ساتھ کیا ہوگا؟ تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: لیدخل المؤمنین والمؤمنات جنت تجری من تحتھا الانھر "تاکہ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ان جنات میں داخل کر دے جن کے نیچے دریا بہتے ہیں۔"

(۲) بعض علماء نے کہا یہاں مغفرت ذنب سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام عیوب سے معصوم کر دیا ہے۔

(۳) شیخ عز الدین بن عبد السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تفضیل کے بارے میں ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام "بدایۃ السؤل فی تفضیل الرسول" ہے، اس میں آپ کی تفضیل کی ایک یہ دلیل بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اگلے اور پچھلے ذنوب کی مغفرت کر دی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی کے متعلق بھی اس قسم کی خبر نہیں دی، بلکہ ظاہر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کے متعلق بھی یہ خبر نہیں دی، یہی وجہ ہے کہ جب میدان حشر میں انبیاء علیہم السلام سے شفاعت طلب کی جائے گی تو ہر نبی اپنی اجتہادی خطا کا ذکر کرے گا اور نفسی نفسی کہے گا، اگر ان میں سے کسی نبی کو بھی اپنے ذنب کی مغفرت کا علم ہوتا تو وہ اس مقام پر شفاعت کرنے سے انکار نہ کرتا، اور جب لوگ میدان حشر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت طلب کریں گے تو آپ فرمائیں گے "انا لھا" میں اس شفاعت کے لیے ہوں۔

(۴) علامہ سبکی کہتے ہیں میں نے اس آیت میں غور کیا تو مجھ پر یہ منکشف ہوا کہ اس آیت میں آپ کی عزت افزائی کا اعلان ہے، یعنی ہر چند کہ آپ کا کوئی گناہ نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشریف اور تکریم کے لیے یہ اعلان کیا کہ اگر آپ کا کوئی گناہ ہوتا بھی تو ہم نے اس کو معاف کر دیا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مکرم کو دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں عطا فرمائیں، اخروی نعمتوں میں سے مغفرت ذنوب کی نعمت عطا کی اور فرمایا: لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ "تاکہ اللہ آپ کے اگلے اور پچھلے ذنب کی مغفرت کر دے۔" اور اخروی نعمت ہی کے متعلق فرمایا "ویتم نعمتہ علیک" تاکہ آپ پر اپنی نعمت مکمل کر دے، اور دنیاوی نعمتوں میں سے دینی نعمت کے متعلق فرمایا ویھدیک صراطا مستقیما "اور آپ کو سیدھی راہ پر ثابت قدم رکھے" اور دنیوی نعمت کے متعلق فرمایا وینصرک اللہ نصرا عزیزا "تاکہ اللہ آپ کی قوی مدد فرمائے۔" اخروی نعمتوں کو دنیاوی نعمتوں پر مقدم کیا اور دنیاوی نعمتوں میں سے دینی نعمت کو مقدم کیا، اس طرح جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے دوسروں کو متفرق طور پر عطا فرمائی ہیں وہ سب نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں جمع کر دیں اور ان تمام نعمتوں کو عطا فرمانا اس فتح مبین کی غایت ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے مبت

اہتمام سے ذکر فرمایا ہے۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا یعنی دنیا اور آخرت کی تمام فتحیں اللہ تعالیٰ نے کے لیے مقدر کر کے آپ کو فتح مبین عطا فرمائی ہے۔ اور یہ فتح مبین صرف آپ کی خصوصیت ہے۔

علامہ سبکی کہتے ہیں اس آیت میں غور کرنے کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ علامہ ابن عطیہ نے بھی یہ توجیہ کی ہے کیونکہ حضور سے کہا آپ کا کوئی گناہ نہیں تھا اللہ تعالیٰ نے آپ کی تشریف اور تکریم کے لیے یہ آیت نازل کی ہے۔

۵ بعض محققین نے کہا کہ اس آیت میں حضرت عصمت سے کنایہ ہے یعنی تاکہ آپ کو آپ کی عمر کے پہلے حصے میں اور بعد کے حصے میں، الغرض پوری عمر میں گناہوں سے محفوظ رکھے اور یہ بہت عمدہ توجیہ ہے اور اس کو علماء نے قرآن مجید کی بلاغت میں شمار کیا ہے۔ [1]

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے اس آیت کی بہترین توجیہ کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس آیت میں ذنب کا معنی الزام ہے جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا

ولھم علی ذنب فاخاف ان یقتلون (شعراء: ۱۴) ان کا مجھ پر ایک الزام ہے تو مجھے ان کے قتل کر دینے کا اندیشہ ہے۔

سو اس آیت میں بھی ذنب کا معنی الزام ہے اور اس آیت کا معنی یہ ہے۔

اے حبیب جو الزامات کفار آپ پر ہجرت سے پہلے عائد کیا کرتے تھے اور جو الزامات ہجرت کے بعد اب تک وہ لگاتے رہتے ہیں اس فتح مبین سے وہ سب کے سب نیست و نابود ہو جائیں گے اور ان کا نام و نشان بھی باقی نہیں رہے گا۔

ہجرت سے پہلے جو الزامات کفار کی طرف سے حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر عائد کیے جاتے تھے وہ یہ ہیں کہ ان سے یہ شاعر ہے، یہ مجنون ہے، یہ ساحر ہے، یہ اوروں سے سن سن کر قصے بنا بنا کر سناتا ہے کوئی اور پڑھاتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

ہجرت کے بعد الزامات کی فہرست کچھ یوں ہے:

یہ حرم میں خلاف قتل و غارت پیدا کرنے والا ہے، اس نے جنگ کی آگ بھڑکا کر مکہ کو اجاڑ دیا ہے، بھائی کو بھائی سے، بیٹے کو باپ سے جدا کرنے والا ہے، اس نے عرب کے محفوظ تجارتی راستوں کو خطرناک بنا دیا ہے، اپنے آبائی تعلقات کو درہم برہم کر رہا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ [2]

اس آیت کی تحقیق ہم نے اپنی کتاب میں کئی مقامات پر کی ہے شرح صحیح مسلم جلد ثالث، جلد سادس اور اس جلد سابع میں بھی عصمت کی بحث میں ہم نے اس آیت کے معانی پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اہل علم حضرات کو ان تمام مقامات کا مطالعہ کرنا چاہیے۔

بَابُ الْاِقْتِصَادِ فِی الْمَوْعِظَةِ

نصیحت میں اعتدال

۱۷۰۰۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَکْرِ بْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ حَدَّثَنَا ... شقیق کہتے ہیں کہ ہم حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] علامہ محمد یوسف بنوری متوفی ۱۳۹۷ھ، معارف السنن ج ۳ ص ۱۴۲۔ ۱۴۰، مطبوعہ مکتبہ بنوریہ، مطبع المصطفی کراچی، ۱۳۹۳ھ

[2] پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن ج ۴ ص ۵۵۴۔ ۵۵۳، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور، ۱۳۹۹ھ

وَكِيعٌ وَأَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيقٍ قَالَ كُنَّا جُلُوسًا عِنْدَ بَابِ عَبْدِ اللَّهِ نَنْتَظِرُهُ فَمَرَّ بِنَا يَزِيدُ بْنُ مُعَاوِيَةَ النَّخَعِيُّ فَقُلْنَا أَعْلِمْهُ بِمَكَانِنَا فَدَخَلَ عَلَيْهِ فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ خَرَجَ عَلَيْنَا عَبْدُ اللَّهِ فَقَالَ إِنِّي أُخْبَرُ بِمَكَانِكُمْ فَمَا يَمْنَعُنِي أَنْ أَخْرُجَ إِلَيْكُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ أُمِلَّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ مَخَافَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

کے انتظار میں ان کے گھر کے دروازے پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ہمارے پاس سے یزید بن معاویہ نخعی گزرا ہم نے کہا ان کو ہمارے آنے کی اطلاع کر دو وہ ان کے پاس گئے پھر تھوڑی دیر میں حضرت عبداللہ نکل آئے اور فرمایا مجھے بتایا گیا تمہارے آنے کا حال تھا اور مجھے تمہارے پاس آنے سے منع نہیں کرتی کوئی چیز مگر یہ کہ تم تنگ ہو جاؤ گے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہم کو ہمارے ملال کے خوف سے کئی دن کے بعد نصیحت کرتے تھے۔

———

۷۱۰۱- حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا مِنْجَابُ بْنُ الْحَارِثِ التَّمِيمِيُّ أَخْبَرَنَا ابْنُ مُسْهِرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ خَشْرَمٍ قَالَا أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ مِنْجَابٌ فِي رِوَايَتِهِ عَنِ ابْنِ مُسْهِرٍ قَالَ الْأَعْمَشُ وَحَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ مِثْلَهُ

[illegible] نے اس حدیث کی دوسری سندیں بیان کی ہیں۔

۷۱۰۲- وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لَهُ قَالَ حَدَّثَنَا فُضَيْلُ بْنُ عِيَاضٍ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ شَقِيقٍ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللَّهِ يُذَكِّرُنَا كُلَّ يَوْمِ خَمِيسٍ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنَّا نُحِبُّ حَدِيثَكَ وَنَشْتَهِيهِ وَلَوَدِدْنَا أَنَّكَ حَدَّثْتَنَا كُلَّ يَوْمٍ فَقَالَ مَا يَمْنَعُنِي أَنْ أُحَدِّثَكُمْ إِلَّا كَرَاهِيَةُ أَنْ أُمِلَّكُمْ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَتَخَوَّلُنَا بِالْمَوْعِظَةِ فِي الْأَيَّامِ كَرَاهِيَةَ السَّآمَةِ عَلَيْنَا

ابو وائل سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود ہر جمعرات کے دن وعظ کیا کرتے تھے ایک شخص نے کہا اے ابو عبدالرحمن! ہم آپ کی باتوں کو پسند کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ آپ ہر روز ہم سے باتیں کیا کریں۔ حضرت عبداللہ نے کہا مجھے کوئی چیز روکنے والی نہیں مگر یہ کہ میں تمہیں ملول نہ کروں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہمارے ملال کے خوف سے کئی دن کے بعد وعظ فرماتے تھے۔

امت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کا بیان

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں
[illegible]

اوقات میں صحابہ کو وعظ کرتے تھے، ہر تمام اوقات میں وعظ نہیں کرتے تھے تاکہ صحابہ کرام کو اکتاہٹ نہ ہو، جیسا کہ آپ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص اپنی سرین بھینچتے ہوئے نماز نہ پڑھے" اور جس طرح آپ نے فرمایا: "پہلے رات کا کھانا کھاؤ تاکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارا دھیان نہ بٹے"، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جو امت پر شفقت تھی اللہ تعالیٰ نے اس کا بیان کرتے ہوئے فرمایا: عزیز علیہ ما عنتم (توبہ: ١٢٨) "تمہارا مشقت میں پڑنا ان پر سخت دشوار ہے"۔ ١؎

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت کا اندازہ اس حدیث سے ہوتا ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم دخل علیہا وعندھا امرأة قال من ھذہ قالت فلانة تذکر من صلاتھا قال مہ علیکم ما تطیقون فواللہ لا یمل اللہ حتی تملوا وکان احب الدین الیہ ما داوم علیہ صاحبہ۔ ٢؎

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ان کے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ درآں حالیکہ ان کے پاس ایک عورت تھی، آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا یہ فلاں عورت ہے اس کے نماز پڑھنے کا بہت چرچا ہے، آپ نے فرمایا: بس کرو تم وہ کام کیا کرو جن کو تم آسانی سے کر سکو، بخدا، اللہ تعالیٰ اس وقت تک ملول نہیں ہوتا جب تک تم نہ اکتا جاؤ، اور اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ عبادت پسند ہے جس کو انسان ہمیشہ کرے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن وعظ کرتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ نفلی عبادت کے لیے دن معین کرنا جائز ہے۔

١؎ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ٨٥٥ھ، عمدۃ القاری ج ٢ ص ٤٥، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ١٣٤٨ھ

٢؎ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ، صحیح بخاری ج ١ ص ١١، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٨١ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واہلہا

جنت کی نعمتوں، اس کی صفات اور جنتیوں کا بیان

باب

۷۰۰۳۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ وَحُمَيْدٍ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُفَّتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَحُفَّتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت کا ناپسندیدہ امور سے احاطہ کیا ہوا ہے اور دوزخ کا نفسانی خواہشوں سے احاطہ کیا ہوا ہے۔

۷۰۰۴۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

۷۰۰۵۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ قَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ سَعِيدٌ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ مِصْدَاقُ ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللّٰهِ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے، اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا ہے، اور قرآن مجید میں اس کا مصداق یہ آیت ہے: ترجمہ: کوئی شخص نہیں جانتا ان کے نیک اعمال کی جزا میں ان کے لیے ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

۷۰۰۶۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أَطْلَعَكُمُ اللّٰهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا، ان نعمتوں کا ذکر چھوڑو جن پر اللہ نے تمہیں مطلع کر دیا ہے۔

۷۰۰۷ ـ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ أَعْدَدْتُ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِينَ مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ذُخْرًا بَلْهَ مَا أَطْلَعَكُمُ اللَّهُ عَلَيْهِ ثُمَّ قَرَأَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: میں نے اپنے نیک بندوں کے لیے وہ نعمتیں تیار کی ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ ان کا کسی بشر کے دل میں خیال آیا، ماسوا ان نعمتوں کے جن پر اللہ تعالیٰ نے تم کو مطلع کر دیا ہے، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، ترجمہ: کسی انسان کو معلوم نہیں کہ ان کے نیک کاموں کے صلہ میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیا پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

۷۰۰۸ ـ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَهَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو صَخْرٍ أَنَّ أَبَا حَازِمٍ حَدَّثَهُ قَالَ سَمِعْتُ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ يَقُولُ شَهِدْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا وَصَفَ فِيهِ الْجَنَّةَ حَتَّى انْتَهَى ثُمَّ قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي آخِرِ حَدِيثِهِ فِيهَا مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا أُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلَى قَلْبِ بَشَرٍ ثُمَّ اقْتَرَأَ هَذِهِ الْآيَةَ تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَا أُخْفِيَ لَهُمْ مِنْ قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ۔

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک مجلس میں موجود تھا جس میں آپ نے جنت کی صفت بیان کی حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث کے آخر میں فرمایا: جنت میں ایسی نعمتیں ہیں جن کو کسی آنکھ نے دیکھا ہے نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی بشر کے دل میں ان کا خیال آیا، پھر آپ نے یہ آیت پڑھی، ترجمہ: ان کے پہلو خواب گاہوں سے دور رہتے ہیں، وہ ڈرتے ہوئے اور امید کے ساتھ اپنے رب سے دعا کرتے ہیں اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں، سو کسی کو معلوم نہیں کہ ان کے نیک کاموں کے صلہ میں ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک کیا پوشیدہ رکھی گئی ہے۔

۷۰۰۹ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْمَقْبُرِيِّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ سَنَةٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے میں ایک سوار سو سال تک چلتا رہے گا۔

۷۰۱۰ ـ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ وَزَادَ لَا يَقْطَعُهَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کی ہے اور اس میں یہ ہے کہ وہ سوار سو برس تک چلنے کے باوجود اس سائے کو قطع نہیں کر سکے گا۔

٧٠١١ - حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ أَخْبَرَنَا الْمَخْزُومِيُّ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَشَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ فِي ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا يَقْطَعُهَا.

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے کہ سوار اس کے سائے میں سو سال تک چلتا رہے گا پھر بھی اس سائے کو قطع نہیں کر سکے گا

٧٠١٢ - قَالَ أَبُو حَازِمٍ فَحَدَّثْتُ بِهِ النُّعْمَانَ بْنَ أَبِي عَيَّاشٍ الزُّرَقِيَّ فَقَالَ حَدَّثَنِي أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ شَجَرَةً يَسِيرُ الرَّاكِبُ الْجَوَادَ الْمُضَمَّرَ السَّرِيعَ مِائَةَ عَامٍ مَا يَقْطَعُهَا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے جس کے سائے کو ایک تیز رفتار گھوڑے کا سوار شخص سو سال تک بھی قطع نہیں کر سکے گا۔

٧٠١٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَهْمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ أَخْبَرَنَا مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ ح وَحَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ يَقُولُ لِأَهْلِ الْجَنَّةِ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ فَيَقُولُونَ لَبَّيْكَ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ فِي يَدَيْكَ فَيَقُولُ هَلْ رَضِيتُمْ فَيَقُولُونَ وَمَا لَنَا لَا نَرْضَى يَا رَبِّ وَقَدْ أَعْطَيْتَنَا مَا لَمْ تُعْطِ أَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ فَيَقُولُ أَلَا أُعْطِيكُمْ أَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُونَ يَا رَبِّ وَأَيُّ شَيْءٍ أَفْضَلُ مِنْ ذٰلِكَ فَيَقُولُ أُحِلُّ عَلَيْكُمْ رِضْوَانِي فَلَا أَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَهُ أَبَدًا.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے اہل جنت! وہ کہیں گے اے ہمارے رب لبیک ہم حاضر ہیں اور سب خیر تیرے ہاتھوں میں ہے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے؟ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہم کیوں راضی نہ ہوں حالانکہ تو نے ہمیں وہ کچھ دیا ہے جو تو نے اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دیا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا کیا میں تمہیں اس سے افضل نعمت نہ دوں؟ وہ کہیں گے اے رب اس سے افضل کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تم پر اپنی رضا حلال کر دی ہے، میں اس کے بعد تم سے کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

٧٠١٤ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْقَارِيَّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ لَيَتَرَاءَوْنَ الْغُرْفَةَ فِي الْجَنَّةِ كَمَا تَرَاءَوْنَ الْكَوْكَبَ فِي السَّمَاءِ قَالَ فَحَدَّثْتُ بِذٰلِكَ النُّعْمَانَ

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی لوگ جنت میں ایک دوسرے کے بالاخانے اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم لوگ آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو، ابو حازم کہتے ہیں میں نے یہ روایت نعمان بن ابی عیاش سے بیان کی، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو

بن أبي عياش فقال سمعت أبا سعيد الخدري يقول كما تراءون الكوكب الدري في الأفق الشرقي والغربي

یہ کہتے ہوئے سنا ہے جس طرح تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں روشن ستارے کو دیکھتے ہو۔

٧٠١٥ - وحدثنا إسحاق بن إبراهيم أخبرنا المخزومي حدثنا وهيب عن أبي حازم بالإسنادين جميعا نحو حديث يعقوب.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

٧٠١٦ - حدثني عبد الله بن جعفر بن يحيى بن خالد حدثنا معن حدثنا مالك ح وحدثني هارون بن سعيد الأيلي واللفظ له حدثنا عبد الله بن وهب أخبرني مالك بن أنس عن صفوان بن سليم عن عطاء بن يسار عن أبي سعيد الخدري أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن أهل الجنة ليتراءون أهل الغرف من فوقهم كما تتراءون الكوكب الدري الغابر من الأفق من المشرق والمغرب لتفاضل ما بينهم قالوا يا رسول الله تلك منازل الأنبياء لا يبلغها غيرهم قال بلى والذي نفسي بيده رجال آمنوا بالله وصدقوا المرسلين.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی لوگ بالا خانے والوں کو اس طرح دیکھیں گے جس طرح تم آسمان کے مشرقی یا مغربی کنارے میں دور سے چمکتے ہوئے ستارے کو دیکھتے ہو، کیونکہ جنتیوں کے درجات میں فرق ہوگا، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ تو انبیاء کے درجات ہوں گے جن تک کوئی اور نہیں پہنچ سکتا، آپ نے فرمایا: کیوں نہیں! اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ پر ایمان لائے اور رسولوں کی تصدیق کی۔

٧٠١٧ - حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يعقوب يعني ابن عبد الرحمن عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من أشد أمتي لي حبا ناس يكونون بعدي يود أحدهم لو رآني بأهله وماله.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرنے والے وہ لوگ ہیں جو میرے بعد ہوں گے، ان میں سے ایک شخص کی خواہش ہوگی کہ کاش وہ اپنے اہل وعیال اور مال کے بدلہ میں مجھے دیکھ لے۔

٧٠١٨ - حدثنا أبو عثمان سعيد بن عبد الجبار البصري حدثنا حماد بن سلمة عن ثابت البناني عن أنس بن مالك أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال إن في الجنة لسوقا يأتونها كل جمعة فتهب ريح الشمال فتحثو في وجوههم وثيابهم فيزدادون حسنا وجمالا فيرجعون إلى أهليهم وقد ازدادوا حسنا وجمالا فيقول

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں ایک بازار ہے جس میں جنتی ہر جمعہ کو آیا کریں گے، پھر شمال کی ہوا چلے گی جس سے ان کے چہرے اور کپڑے مہک جائیں گے، اور ان کا حسن وجمال دوبالا ہو جائے گا، پھر وہ اپنے اہل کی طرف لوٹ کر جائیں گے، وہ دیکھیں گے بخدا ہمارے پاس سے جانے کے بعد تمہارا حسن

لَهُمْ أَهْلُوهُمْ: وَاللَّهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا فَيَقُولُونَ: وَأَنْتُمْ وَاللَّهِ لَقَدِ ازْدَدْتُمْ بَعْدَنَا حُسْنًا وَجَمَالًا.

اور جمال میں زیادہ ہو گیا، وہ کہیں گے بخدا تمہارے بعد تمہارا حسن و جمال بھی بہت زیادہ ہو گیا۔

۷۰۱۹۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَيَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِيَعْقُوبَ قَالَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ مُحَمَّدٍ قَالَ إِمَّا تَفَاخَرُوا وَإِمَّا تَذَاكَرُوا الرِّجَالُ فِي الْجَنَّةِ أَكْثَرُ أَمِ النِّسَاءُ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ أَوَلَمْ يَقُلْ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّتِي تَلِيهَا عَلَى أَضْوَإِ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ لِكُلِّ امْرِئٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ اثْنَتَانِ يُرَى مُخُّ سُوقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ وَمَا فِي الْجَنَّةِ أَعْزَبُ.

محمد کہتے ہیں کہ لوگوں نے ایک دوسرے پر فخر یا ذکر کیا کہ آیا جنت میں مرد زیادہ ہوں گے یا عورتیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کیا ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ جنت میں جو پہلا گروہ داخل ہوگا اس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی اور جو گروہ اس کے بعد جائے گا اس کی صورت آسمان میں چمکتے تارے کی طرح ہوگی۔ ہر جنتی شخص کی دو بیویاں ہوں گی جن کی پنڈلیوں کا گودا ان کے گوشت کے اندر سے دکھائی دے گا اور جنت میں کوئی شخص مجرد (بغیر بیوی کے) نہیں ہوگا۔

۷۰۲۰۔ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ قَالَ اخْتَصَمَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ أَيُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ أَكْثَرُ فَسَأَلُوا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَالَ قَالَ أَبُو الْقَاسِمِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

ابن سیرین کہتے ہیں کہ مردوں اور عورتوں میں یہ بحث ہوئی کہ ان میں سے کون جنت میں زیادہ ہوگا، پھر انہوں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا ابوالقاسم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد مثل سابق حدیث ہے۔

۷۰۲۱۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَاحِدِ يَعْنِي ابْنَ زِيَادٍ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ حَدَّثَنَا أَبُو زُرْعَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عُمَارَةَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَوَّلَ زُمْرَةٍ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَالَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ كَوْكَبٍ دُرِّيٍّ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً لَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتْفِلُونَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا اس کی صورت چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگی اور اس کے بعد جو گروہ داخل ہوگا ان کی صورت آسمان کے سب سے چمکدار ستارے کی طرح ہوگی، وہ پیشاب کریں گے نہ رفع حاجت کریں گے نہ ناک صاف کریں گے نہ تھوکیں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کا پسینہ مشک ہوگا ان کی انگیٹھیوں میں عود سلگتا ہوگا ان کی بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی ہوں گی، ان سب کے خلق ایک جیسے ہوں گے وہ اپنے باپ حضرت آدم کی صورت پر ہوں گے اور ان کا قد آسمان میں ساٹھ گز کے برابر ہوگا۔

وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَأَزْوَاجُهُمُ الْحُورُ الْعِينُ أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا فِي السَّمَاءِ۔

۷۰۲۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِي عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ عَلَى أَشَدِّ نَجْمٍ فِي السَّمَاءِ إِضَاءَةً ثُمَّ هُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ مَنَازِلُ لَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبْزُقُونَ أَمْشَاطُهُمُ الذَّهَبُ وَمَجَامِرُهُمُ الْأَلُوَّةُ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ أَخْلَاقُهُمْ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَاحِدٍ عَلَى طُولِ أَبِيهِمْ آدَمَ سِتُّونَ ذِرَاعًا قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَلَى خُلُقِ رَجُلٍ وَقَالَ أَبُو كُرَيْبٍ عَلَى خَلْقِ رَجُلٍ وَقَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ عَلَى صُورَةِ أَبِيهِمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت میں سے جو پہلا گروہ جنت میں داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا پھر جو ان کے بعد داخل ہوں گے وہ بہت چمکدار ستارے کی طرح ہوں گے، پھر ان کے بعد درجہ بدرجہ ہوں گے، وہ پیشاب اور رفع حاجت نہیں کریں گے، نہ تھوکیں گے، نہ ناک صاف کریں گے، ان کی کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور ان کی انگیٹھیوں میں عود کی خوشبو ہوگی ان کا پسینہ مشک ہوگا تمام لوگوں کے اخلاق ایک جیسے ہوں گے، ان کا قد ان کے باپ حضرت آدم کے قد کے مطابق ساٹھ گز ہوگا۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے سب کا خُلق ایک جیسا ہوگا اور ابوکریب کی روایت میں ہے سب کی جسمانی بناوٹ ایک جیسی ہوگی اور ابن ابی شیبہ نے کہا کہ وہ اپنے باپ کی صورت پر ہوں گے۔

۷۰۲۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوَّلُ زُمْرَةٍ تَلِجُ الْجَنَّةَ صُوَرُهُمْ عَلَى صُورَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَا يَبْصُقُونَ فِيهَا وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ فِيهَا آنِيَتُهُمْ وَأَمْشَاطُهُمْ مِنَ الذَّهَبِ وَالْفِضَّةِ وَمَجَامِرُهُمْ مِنَ الْأَلُوَّةِ وَرَشْحُهُمُ الْمِسْكُ وَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ زَوْجَتَانِ يُرَى مُخُّ سَاقِهِمَا مِنْ وَرَاءِ اللَّحْمِ مِنَ الْحُسْنِ لَا اخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ وَلَا تَبَاغُضَ قُلُوبُهُمْ قَلْبُ وَاحِدٍ يُسَبِّحُونَ اللّٰهَ بُكْرَةً وَعَشِيًّا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں جو پہلا گروہ داخل ہوگا وہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا وہ اس میں نہ تھوکیں گے نہ ناک صاف کریں گے، اور نہ وہ جنت میں رفع حاجت کریں گے، ان کے برتن اور کنگھیاں سونے اور چاندی کے ہوں گے ان کی انگیٹھیوں میں عود ہندی (خوشبودار لکڑی) سلگتی ہوگی، ان کا پسینہ مشک کی طرح (خوشبودار) ہوگا، ان میں سے ہر ایک کی دو بیویاں ہوں گی ان کی پنڈلیوں کا مغز حسن کی وجہ سے گوشت کے اندر سے نظر آئے گا۔ ان میں کوئی اختلاف ہوگا نہ بغض سب کے دل ایک دل جیسے ہوں گے، وہ صبح و شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کریں گے۔

۷۰۲۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحَاقُ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے

بْنُ أَبِي شَيْبَةَ، وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ، قَالَ عُثْمَانُ: حَدَّثَنَا، وَقَالَ إِسْحَاقُ: أَخْبَرَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: إِنَّ أَهْلَ الْجَنَّةِ يَأْكُلُونَ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتْفُلُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ. قَالُوا: فَمَا بَالُ الطَّعَامِ؟ قَالَ: جُشَاءٌ وَرَشْحٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ، يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّحْمِيدَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ.

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جنتی لوگ جنت میں کھائیں گے اور پئیں گے اور اس میں نہ تھوکیں گے نہ پیشاب کریں گے، نہ قضائے حاجت کریں گے اور نہ ناک صاف کریں گے۔ صحابہ نے کہا پھر ان کا کھانا کہاں جائے گا؟ آپ نے فرمایا ایک ڈکار آئے گی اور پسینہ مشک کی طرح ہوگا ان کو تسبیح اور تحمید کا اس طرح الہام ہوگا جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔

٧٠٢٥۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا: حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ إِلَى قَوْلِهِ: كَرَشْحِ الْمِسْكِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٧٠٢٦۔ وَحَدَّثَنِي الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ حَسَنٌ: حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَأْكُلُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فِيهَا وَيَشْرَبُونَ وَلَا يَتَغَوَّطُونَ وَلَا يَمْتَخِطُونَ وَلَا يَبُولُونَ وَلَكِنْ طَعَامُهُمْ ذَاكَ جُشَاءٌ كَرَشْحِ الْمِسْكِ يُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالْحَمْدَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ. قَالَ: وَفِي حَدِيثِ حَجَّاجٍ: طَعَامُهُمْ ذَلِكَ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی جنت میں کھائیں اور پئیں گے وہ اس میں نہ قضائے حاجت کریں گے نہ ناک صاف کریں گے نہ پیشاب کریں گے ان کا کھانا ڈکار میں تحلیل ہو جائے گا، وہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا، ان کو تسبیح اور حمد کا الہام کیا جائے گا جس طرح سانس آتا جاتا ہے، ایک روایت میں ہے وطعامهم ذلك۔

٧٠٢٧۔ وَحَدَّثَنِي سَعِيدُ بْنُ يَحْيَى الْأُمَوِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ: وَيُلْهَمُونَ التَّسْبِيحَ وَالتَّكْبِيرَ كَمَا يُلْهَمُونَ النَّفَسَ.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کیا البتہ اس میں ہے کہ ان کو تسبیح اور تکبیر کا اس طرح الہام کیا جائے گا جس طرح سانس آتا جاتا ہے۔

٧٠٢٨۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَبِي رَافِعٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَنْعَمُ لَا يَبْأَسُ لَا تَبْلَى ثِيَابُهُ وَلَا يَفْنَى شَبَابُهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنت میں داخل ہوگا اس کو نعمتیں دی جائیں گی پھر اس کو کوئی تکلیف نہیں ہوگی اس کے کپڑے بوسیدہ نہیں ہوں گے، اس کی جوانی ختم نہیں ہوگی۔

۷۰۲۹۔ حَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ، قَالَا أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ قَالَ قَالَ الثَّوْرِيُّ فَحَدَّثَنِي أَبُو إِسْحٰقَ أَنَّ الْأَغَرَّ حَدَّثَهُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ وَأَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُنَادِي مُنَادٍ إِنَّ لَكُمْ أَنْ تَصِحُّوا فَلَا تَسْقَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَحْيَوْا فَلَا تَمُوتُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَشِبُّوا فَلَا تَهْرَمُوا أَبَدًا وَإِنَّ لَكُمْ أَنْ تَنْعَمُوا فَلَا تَبْأَسُوا أَبَدًا فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَنُودُوا أَنْ تِلْكُمُ الْجَنَّةُ أُورِثْتُمُوهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔

حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک منادی ندا کرے گا: اے اہل جنت! تمہارے لیے یہ مقدر ہو گیا ہے کہ تم تندرست رہو گے اور کبھی بیمار نہیں ہو گے، اور تم زندہ رہو گے اور کبھی نہیں مرو گے، اور تم ہمیشہ جوان رہو گے اور کبھی بوڑھے نہیں ہو گے، اور تم ہمیشہ نعمت میں رہو گے اور تم پر کبھی تکلیف نہیں آئے گی اور اس کی تائید اللہ عزوجل کے اس قول سے ہوتی ہے: اور ان کو پکارا جائے گا کہ یہ وہ جنت ہے جس کے تم اپنے اعمال کی وجہ سے وارث کیے گئے ہو۔

۷۰۳۰۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ عَنْ أَبِي قُدَامَةَ وَهُوَ الْحَارِثُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ لِلْمُؤْمِنِ فِي الْجَنَّةِ لَخَيْمَةً مِنْ لُؤْلُؤَةٍ وَاحِدَةٍ مُجَوَّفَةٍ طُولُهَا سِتُّونَ مِيلًا لِلْمُؤْمِنِ فِيهَا أَهْلُونَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ فَلَا يَرَى بَعْضُهُمْ بَعْضًا۔

حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کے لیے جنت میں ایک کھوکھلے موتی کا خیمہ ہو گا۔ اس کا طول ساٹھ میل ہو گا، مومن کے اہل اس میں رہیں گے، مومن ان کا چکر لگائے گا اور بعض، بعض کو نہیں دیکھ سکیں گے۔

۷۰۳۱۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَبْدِ الصَّمَدِ حَدَّثَنَا أَبُو عِمْرَانَ الْجَوْنِيُّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي الْجَنَّةِ خَيْمَةٌ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ مُجَوَّفَةٍ عَرْضُهَا سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ مَا يَرَوْنَ الْآخَرِينَ يَطُوفُ عَلَيْهِمُ الْمُؤْمِنُ۔

حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کھوکھلے موتیوں کا ایک خیمہ ہو گا جس کا عرض ساٹھ میل ہو گا، اس کے ہر کونے میں اہل ہوں گے، جو دوسروں کو نہیں دیکھ سکیں گے مومن ان کا چکر لگائے گا۔

۷۰۳۲۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ أَخْبَرَنَا هَمَّامٌ عَنْ أَبِي عِمْرَانَ الْجَوْنِيِّ عَنْ أَبِي بَكْرِ بْنِ أَبِي مُوسَى بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْخَيْمَةُ دُرَّةٌ طُولُهَا فِي السَّمَاءِ سِتُّونَ مِيلًا فِي كُلِّ زَاوِيَةٍ مِنْهَا أَهْلٌ

حضرت عبد اللہ بن قیس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا موتیوں کا ایک خیمہ ہے جس کا بلندی میں طول ساٹھ میل ہے، اس کے ہر کونے میں مومن کی بیویاں ہوں گی جن کو دوسرے نہیں دیکھ سکیں گے،

لِلْمُؤْمِنِ لَا يَرَاهُمُ الْآخَرُونَ.

٧٠٢٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ وَعَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ خُبَيْبِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ حَفْصِ بْنِ عَاصِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيْحَانُ وَجَيْحَانُ وَالْفُرَاتُ وَالنِّيلُ كُلٌّ مِنْ أَنْهَارِ الْجَنَّةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سیحان، جیحان، فرات اور نیل یہ سب جنت کے دریا ہیں۔

٧٠٢٤ - حَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ (يَعْنِي ابْنَ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ أَقْوَامٌ أَفْئِدَتُهُمْ مِثْلُ أَفْئِدَةِ الطَّيْرِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں کچھ ایسے لوگ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی مانند ہوں گے۔

٧٠٢٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَلَقَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ آدَمَ عَلَى صُورَتِهِ طُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمَّا خَلَقَهُ قَالَ اذْهَبْ فَسَلِّمْ عَلَى أُولٰئِكَ النَّفَرِ وَهُمْ نَفَرٌ مِنَ الْمَلَائِكَةِ جُلُوسٌ فَاسْتَمِعْ مَا يُجِيبُونَكَ فَإِنَّهَا تَحِيَّتُكَ وَتَحِيَّةُ ذُرِّيَّتِكَ قَالَ فَذَهَبَ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَقَالُوا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَزَادُوهُ وَرَحْمَةُ اللَّهِ قَالَ فَكُلُّ مَنْ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ عَلَى صُورَةِ آدَمَ وَطُولُهُ سِتُّونَ ذِرَاعًا فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ بَعْدَهُ حَتَّى الْآنَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ عزوجل نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا فرمایا ان کا قد ساٹھ ہاتھ تھا جب ان کو پیدا کر فرمایا تو اس جماعت کو سلام کرو، وہ فرشتوں کی جماعت ہے جو بیٹھے ہوئے ہیں اور سنو وہ تم کو سلام کا کیا جواب دیتے ہیں سو وہ جواب دیں گے وہی تمہارا اور تمہاری اولاد کا سلام ہوگا حضرت آدم نے ان فرشتوں سے کہا السلام علیکم، فرشتوں نے کہا السلام علیک ورحمۃ اللہ، آپ نے فرمایا فرشتوں نے ورحمۃ اللہ کا لفظ زیادہ کیا، آپ نے فرمایا ہر وہ شخص جو جنت میں داخل ہوگا وہ حضرت آدم کی صورت پر ہوگا، اس کا قد ساٹھ گز ہوگا پھر لوگوں کا قد بتدریج کم ہوتا رہا حتیٰ کہ یہ زمانہ آگیا۔

نیک اور بد اعمال کا بیان

حدیث نمبر ۷۰۲۰ میں ہے: جنت کا تکالیف نے احاطہ کیا ہوا ہے، اور دوزخ کو نفسانی خواہشوں نے گھیر رکھا ہے۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث انتہائی فصیح اور جامع کلام پر مشتمل ہے، کیونکہ جب تک کوئی انسان احکام شرعیہ کی تکلیف اور مشقت کو برداشت نہ کرے جنت میں نہیں جائے گا اور جب تک کوئی شخص نفسانی خواہشوں پر اندھا دھند عمل نہ کرے جہنم میں نہیں جائے گا، عبادات میں جدوجہد کرنا، عبادات کی مشقتوں پر صبر کرنا، غصہ کو پینا، عفو و درگذر سے کام لینا، صدقہ و خیرات کرنا، برائی اور بدی کرنے والے کے ساتھ بھلائی اور نیکی کے ساتھ پیش آنا، اور شہوانی تقاضوں کے وقت ضبط نفس کرنا یہ وہ تکلیفیں اور مشقتیں ہیں جن کی وجہ سے کوئی شخص دخول جنت کا مستحق ہوتا ہے۔ شراب نوشی، زنا، اجنبی عورتوں کو دیکھنا، غیبت کرنا، ناجائز لہو و لعب میں مشغول رہنا، چوری، ڈاکہ، جھوٹ، تہمت، قتل اور خون ریزی، سود، رشوت خوری اور فرائض کو ترک کرنا یہ وہ نفسانی عمل ہیں جن کی وجہ سے کوئی شخص جہنم کا مستحق ہوتا ہے۔ جائز شہوات پر عمل کرنا اس میں داخل نہیں ہیں، لیکن ان پر زیادہ عمل کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے، تاکہ ان کی کثرت کی وجہ سے انسان کسی حرام کام میں مبتلا نہ ہو جائے یا اس کا دل سخت ہو، یا ان کی وجہ سے وہ دنیاوی لذتوں میں منہمک ہو جائے۔

جنت اور دوزخ میں عورتوں کی کثرت

حدیث نمبر ٧٠٢٣ میں ہے، ہر جنتی کی دو بیویاں ہوں گی۔ علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، کیونکہ کم از کم درجہ یہ ہے کہ ہر آدمی کی دو بیویاں ہوں گی اس سے معلوم ہوا کہ جنت میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہے، اور یہ بھی حدیث میں ہے کہ میں دوزخ پر مطلع ہوا تو میں نے دوزخ میں عورتوں کو زیادہ دیکھا یعنی جنت اور دوزخ دونوں میں عورتوں کی تعداد زیادہ ہوگی، نیز جنت میں ہر آدمی کی دو بیویاں ہونا بنو آدم کے اعتبار سے ہے، رہی حوریں تو ایک ایک آدمی کو کئی کئی حوریں ملیں گی۔

بَابُ جَهَنَّمَ أَعَاذَنَا اللّٰهُ عَنْهَا

جہنم کا بیان (اللہ ہمیں اس سے محفوظ رکھے)

٧٠٣٦ - حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ خَالِدٍ الْكَاهِلِيِّ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتَى بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لَهَا سَبْعُونَ أَلْفَ زِمَامٍ مَعَ كُلِّ زِمَامٍ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ يَجُرُّونَهَا۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس روز قیامت کے دن، جہنم کی ستر ہزار لگامیں ہوں گی، ہر لگام کو ستر ہزار فرشتے پکڑ کر کھینچ رہے ہوں گے۔

٧٠٣٧ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ هٰذِهِ الَّتِي يُوقِدُ ابْنُ آدَمَ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِينَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہاری یہ آگ جس کو ابن آدم روشن کرتے ہیں جہنم کی گرمی سے ستر درجے کم ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! یہ آگ بھی تو کافی تھی، آپ نے فرمایا وہ اس سے انہتر درجے زیادہ ہے، ہر درجہ میں

جُزْءًا مِنْ حَرِّ جَهَنَّمَ قَالُوا وَاللَّهِ إِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّهَا فُضِّلَتْ عَلَيْهَا بِتِسْعَةٍ وَسِتِّينَ جُزْءًا كُلُّهَا مِثْلُ حَرِّهَا

یہاں کی آگ کے برابر گرمی کی ہے۔

٧٠٣٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ بھی حسب سابق حدیث ہے لیکن اس میں کلہا کی بجائے کلہن کا لفظ ہے۔

٧٠٣٩ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا خَلَفُ بْنُ خَلِيفَةَ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَدْرُونَ مَا هَذَا قَالَ قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مُنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ آپ نے ایک گڑگڑاہٹ کی آواز سنی، آپ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ کیسی آواز تھی؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے، آپ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا یہ اب تک اس میں گر رہا تھا اور اب اس کی گہرائی میں پہنچا ہے۔

٧٠٤٠ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ هَذَا وَقَعَ فِي أَسْفَلِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجْبَتَهَا.

ایک اور سند کے ساتھ بھی حضرت ابوہریرہ سے یہ حدیث مروی ہے البتہ اس میں یہ ہے کہ جس وقت تم نے اس کی آواز سنی وہ جہنم میں پہنچ گیا تھا۔

٧٠٤١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ قَالَ قَالَ قَتَادَةُ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى حُجْزَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ إِلَى عُنُقِهِ.

حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بعض جہنمیوں کو آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی اور بعض کو کمر تک پکڑے گی اور بعض کو گردن تک پکڑے گی۔

٧٠٤٢ - حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ ۔

ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بعض دوزخیوں کو دوزخ کی آگ ان کے ٹخنوں تک پکڑے گی بعض لوگوں کو کمر سے پکڑے گی اور بعض کو گلے تک ۔

٧٠٤٣ - حَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا رَوْحٌ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَجَعَلَ مَكَانَ حُجْزَتِهِ حِقْوَيْهِ ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ۔

٧٠٤٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ احْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتْ هٰذِهِ يَدْخُلُنِي الْجَبَّارُونَ وَالْمُتَكَبِّرُونَ وَقَالَتْ هٰذِهِ يَدْخُلُنِي الضُّعَفَاءُ وَالْمَسَاكِينُ فَقَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِهٰذِهِ أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَرُبَّمَا قَالَ أُصِيبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَقَالَ لِهٰذِهِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ اور جنت میں مباحثہ ہوا، دوزخ نے کہا مجھ میں جبار اور متکبر داخل ہوں گے جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور مسکین داخل ہوں گے، اللہ عزوجل نے دوزخ سے فرمایا تم میرا عذاب ہو میں جس کو چاہوں گا تمہارے ذریعہ عذاب دوں گا (بعض اوقات فرمایا) میں جس کو چاہوں گا تمہارے ذریعہ سے مصیبت پہنچاؤں گا، جنت سے فرمایا تم میری رحمت ہو میں تمہارے سبب سے جس پر چاہوں گا رحم کروں گا اور تم میں سے ہر ایک کے لیے پُر ہونا ہے ۔

٧٠٤٥ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ حَدَّثَنِي وَرْقَاءُ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَحَاجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَعَجَزُهُمْ فَقَالَ اللّٰهُ لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ اور جنت میں مباحثہ ہوا، دوزخ نے کہا مجھے جباروں اور متکبروں کی وجہ سے فضیلت دی گئی ہے، جنت نے کہا مجھے کیا ہوا ہے کہ مجھ میں صرف ضعیف، لاچار اور عاجز لوگ داخل ہوں گے اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا تم میری رحمت ہو میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تمہارے ذریعہ سے رحمت کروں گا، اور دوزخ سے فرمایا تم میرا عذاب ہو، میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا

مِنْهَا [illegible] قَدَمَهُ عَلَيْهَا فَتَقُولُ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ

تمہارے ذریعے سے عذاب دوں گا، اور تم میں سے ہر ایک کے لیے بھرنا ہے لیکن دوزخ نہیں بھرے گی پھر اللہ تعالیٰ اس پر پاؤں رکھ دے گا تو دوزخ کہے گی بس بس اس وقت وہ بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض سے مل جائے گا۔

٧٠٤٦۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَوْنٍ الْهِلَالِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو سُفْيَانَ يَعْنِي مُحَمَّدَ بْنَ حُمَيْدٍ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ احْتَجَّتِ النَّارُ وَالْجَنَّةُ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت اور دوزخ میں مباحثہ ہوا اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

٧٠٤٧۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَقَالَتِ النَّارُ أُوثِرْتُ بِالْمُتَكَبِّرِينَ وَالْمُتَجَبِّرِينَ وَقَالَتِ الْجَنَّةُ فَمَا لِي لَا يَدْخُلُنِي إِلَّا ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَسَقَطُهُمْ وَعَجَزُهُمْ فَقَالَ اللَّهُ لِلْجَنَّةِ أَنْتِ رَحْمَتِي أَرْحَمُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَقَالَ لِلنَّارِ أَنْتِ عَذَابِي أُعَذِّبُ بِكِ مَنْ أَشَاءُ مِنْ عِبَادِي وَلِكُلِّ وَاحِدَةٍ مِنْكُمَا مِلْؤُهَا فَأَمَّا النَّارُ فَلَا تَمْتَلِئُ حَتَّى يَضَعَ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى رِجْلَهُ تَقُولُ قَطْ قَطْ قَطْ فَهُنَالِكَ تَمْتَلِئُ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَلَا يَظْلِمُ اللَّهُ مِنْ خَلْقِهِ أَحَدًا وَأَمَّا الْجَنَّةُ فَإِنَّ اللَّهَ يُنْشِئُ لَهَا خَلْقًا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنت اور دوزخ میں مباحثہ ہوا، دوزخ نے کہا مجھے متکبرین اور متجبرین کی وجہ سے ترجیح دی گئی ہے، جنت نے کہا مجھے کیا ہوا ہے کہ مجھ میں صرف کمزور اور عاجز لوگ داخل ہوں گے، اللہ تعالیٰ نے جنت سے فرمایا کہ تو میری رحمت ہے میں اپنے بندوں میں سے جس پر چاہوں گا تیرے ذریعے سے رحمت کروں گا اور دوزخ سے فرمایا کہ تو میرا عذاب ہے میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہوں گا تیرے ذریعے عذاب دوں گا اور تم میں سے ہر ایک کو بھرنا ہے لیکن دوزخ نہیں بھرے گی جب تک کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس میں اپنا پاؤں نہیں رکھ دے گا، پھر وہ کہے گی بس، بس، بس، اس وقت وہ بھر جائے گی اور اس کا بعض حصہ بعض سے مل جائے گا اور اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں کرے گا اور رہی جنت تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک اور مخلوق پیدا کر دے گا۔

٧٠٤٨۔ وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت اور دوزخ میں بحث ہوئی، اس کے بعد تم میں سے ہر

وَسَلَّمَ تَحَاجَّتِ الْجَنَّةُ وَالنَّارُ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ إِلَى قَوْلِهِ وَلِكِلَيْكُمَا عَلَيَّ مِلْؤُهَا وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ مِنَ الزِّيَادَةِ.

ایک کے لیے پُر ہونا ہے تک حسب سابق ہے اور اس کے بعد کا اضافہ نہیں ہے۔

۷۰۴۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ تَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ فِيهَا رَبُّ الْعِزَّةِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قَدَمَهُ فَتَقُولُ قَطْ قَطْ وَعِزَّتِكَ وَيُزْوَى بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخ یہی کہتی رہے گی اور زیادہ اور زیادہ حتی کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا پھر وہ کہے گی بس بس، تیری عزت کی قسم، اور اس کا بعض حصہ بعض کی طرف مل جائے گا۔

۷۰۵۰۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبَانُ بْنُ يَزِيدَ الْعَطَّارُ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ شَيْبَانَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

۷۰۵۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الرُّزِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ يَوْمَ نَقُولُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امْتَلَأْتِ وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ فَأَخْبَرَنَا عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ لَا تَزَالُ جَهَنَّمُ يُلْقَى فِيهَا وَتَقُولُ هَلْ مِنْ مَزِيدٍ حَتَّى يَضَعَ رَبُّ الْعِزَّةِ فِيهَا قَدَمَهُ فَيَنْزَوِي بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ وَتَقُولُ قَطْ قَطْ بِعِزَّتِكَ وَكَرَمِكَ وَلَا يَزَالُ فِي الْجَنَّةِ فَضْلٌ حَتَّى يُنْشِئَ اللَّهُ لَهَا خَلْقًا فَيُسْكِنَهُمْ فَضْلَ الْجَنَّةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم میں مسلسل (لوگ) ڈالے جائیں گے، اور جہنم کہے گی: کیا کچھ اور ہیں؟ حتی کہ رب العزت اس میں اپنا قدم رکھ دے گا، پھر دوزخ کا بعض حصہ بعض سے مل جائے گا اور وہ کہے گی بس بس، تیری عزت اور کرم کی قسم، اور جنت میں مسلسل جگہ زیادہ رہے گی پھر اللہ تعالیٰ ایک مخلوق پیدا کر کے اس کو جنت کے فاضل حصہ میں رکھے گا۔

۷۰۵۲۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَفَّانُ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ (يَعْنِي ابْنَ سَلَمَةَ) أَخْبَرَنَا ثَابِتٌ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسًا يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جنت کا جو حصہ زائد ہے اس کو باقی رکھے گا پھر اللہ تعالیٰ اس کے لیے جیسی چاہے گا مخلوق پیدا کرے گا۔

اللہ علیہ وسلم قال یبقی من الجنة ما شاء الله ان یبقی ثم ینشئ الله تعالی لها خلقا مما یشاء

۷۰۵۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَتَقَارَبَا فِي اللَّفْظِ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُجَاءُ بِالْمَوْتِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُ كَبْشٌ أَمْلَحُ زَادَ أَبُو كُرَيْبٍ فَيُوقَفُ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ وَاتَّفَقَا فِي بَاقِي الْحَدِيثِ فَيُقَالُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ قَالَ وَيُقَالُ يَا أَهْلَ النَّارِ هَلْ تَعْرِفُونَ هَذَا قَالَ فَيَشْرَئِبُّونَ وَيَنْظُرُونَ وَيَقُولُونَ نَعَمْ هَذَا الْمَوْتُ قَالَ فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُذْبَحُ قَالَ ثُمَّ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ خُلُودٌ فَلَا مَوْتَ قَالَ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْحَسْرَةِ إِذْ قُضِيَ الْأَمْرُ وَهُمْ فِي غَفْلَةٍ وَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الدُّنْيَا

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن موت کو ایک سفید مینڈھے کی شکل میں لایا جائے گا، ابو کریب نے یہ زائد کہا: اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان کھڑا کیا جائے گا، باقی حدیث میں دونوں کا اتفاق ہے، پھر کہا جائے گا: اے اہل جنت! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ گردن اٹھا کر اسے دیکھیں گے اور کہیں گے: ہاں یہ موت ہے، اور کہا جائے گا: اے اہل دوزخ! کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ گردن اٹھا کر اسے دیکھیں گے اور کہیں گے: ہاں یہ موت ہے، پھر اس کو ذبح کرنے کا حکم ہوگا اور اس کو ذبح کر دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا: اے اہل جنت! اب دوام ہے اور موت نہیں ہے، اور اے اہل دوزخ! اب ہمیشگی ہے اور موت نہیں ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی: اور ان کو حسرت کے دن سے ڈرائیے جب تمام معاملہ کا فیصلہ کر دیا جائے گا درآں حالیکہ وہ غفلت میں ہیں اور وہ ایمان نہیں لائیں گے، اور آپ نے اپنے ہاتھ سے دنیا کی طرف اشارہ کیا۔

۷۰۵۴۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أُدْخِلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَأَهْلُ النَّارِ النَّارَ قِيلَ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ ثُمَّ ذَكَرَ بِمَعْنَى حَدِيثِ أَبِي مُعَاوِيَةَ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَمْ يَقُلْ ثُمَّ قَرَأَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ يَذْكُرْ أَيْضًا وَأَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى الدُّنْيَا

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل کر دیے جائیں گے تو کہا جائے گا: اے اہل جنت، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے، اور اس میں یہ ہے کہ یہ اللہ عزوجل کا قول ہے اور اس میں یہ نہیں ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت کی اور نہ ہاتھ سے اشارہ کرنے کا ذکر ہے۔

۷۰۵۵۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَالْحَسَنُ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ حَدَّثَنَا نَافِعٌ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ قَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُدْخِلُ اللَّهُ أَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَيُدْخِلُ أَهْلَ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُومُ مُؤَذِّنٌ بَيْنَهُمْ فَيَقُولُ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ كُلٌّ خَالِدٌ فِيمَا هُوَ فِيهِ.

٧٠٥٦ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا صَارَ أَهْلُ الْجَنَّةِ إِلَى الْجَنَّةِ وَصَارَ أَهْلُ النَّارِ إِلَى النَّارِ أُتِيَ بِالْمَوْتِ حَتَّى يُجْعَلَ بَيْنَ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ ثُمَّ يُذْبَحُ ثُمَّ يُنَادِي مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْجَنَّةِ لَا مَوْتَ وَيَا أَهْلَ النَّارِ لَا مَوْتَ فَيَزْدَادُ أَهْلُ الْجَنَّةِ فَرَحًا إِلَى فَرَحِهِمْ وَيَزْدَادُ أَهْلُ النَّارِ حُزْنًا إِلَى حُزْنِهِمْ.

٧٠٥٧ - حَدَّثَنِي سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ صَالِحٍ عَنْ هَارُونَ بْنِ سَعْدٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضِرْسُ الْكَافِرِ أَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ.

٧٠٥٨ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ وَأَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيعِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ قَالَ مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ فِي النَّارِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ وَلَمْ يَذْكُرِ الْوَكِيعِيُّ فِي النَّارِ.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں داخل کر دے گا اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کرے گا پھر ان کے درمیان ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا: اے اہل جنت اب موت نہیں ہے اور اے اہل دوزخ اب موت نہیں ہے، جو شخص جہاں ہے وہاں ہمیشہ رہے گا۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں چلے جائیں گے تو پھر موت کو لایا جائے گا اور اس کو جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا، پھر ندا کرنے والا یہ ندا کرے گا اے اہل جنت اب موت نہیں ہے اور اہل دوزخ اب موت نہیں ہے تب اہل جنت کو خوشی پر خوشی ہوگی اور اہل دوزخ کو غم پر غم ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کافر کی ڈاڑھ یا اس کا دانت احد پہاڑ جتنی ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہوگی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دوزخ میں کافر کے دو کندھوں کے درمیان تیز رفتار سوار کی تین دن کی مسافت کے برابر فاصلہ ہوگا۔

۷۰۵۹۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِي مَعْبَدُ بْنُ خَالِدٍ أَنَّهُ سَمِعَ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ قَالُوا بَلَى قَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ قَالُوا بَلَى قَالَ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ۔

حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو اہل جنت کی خبر نہ دوں؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر وہ شخص جو ضعیف ہو اور اس کو ضعیف سمجھا جاتا ہو وہ اگر اللہ تعالیٰ کے اعتماد پر کوئی قسم کھا لے تو اللہ تعالیٰ اس کو سچا کر دے گا، پھر آپ نے فرمایا کیا میں اہل نار کی خبر نہ دوں؟ صحابہ نے کہا کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا وہ شخص جو بدمزاج، سرکش اور متکبر ہو۔

۷۰۶۰۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ أَلَا أَدُلُّكُمْ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں ہے کہ میں تمہاری رہنمائی نہ کروں۔

۷۰۶۱۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ مَعْبَدِ بْنِ خَالِدٍ قَالَ سَمِعْتُ حَارِثَةَ بْنَ وَهْبٍ الْخُزَاعِيَّ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ الْجَنَّةِ كُلُّ ضَعِيفٍ مُتَضَعَّفٍ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِأَهْلِ النَّارِ كُلُّ جَوَّاظٍ زَنِيمٍ مُتَكَبِّرٍ۔

حضرت حارثہ بن وہب خزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تم کو جنتیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر ضعیف شخص جس کو ضعیف گمان کیا جاتا ہو اگر وہ قسم کھا لے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ کام کر کے اس شخص کو قسم میں سچا کر دیتا ہے، اور فرمایا کیا میں تم کو جہنمیوں کی خبر نہ دوں؟ ہر وہ شخص جو بدمزاج، سرکش اور متکبر ہو۔

۷۰۶۲۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ رُبَّ أَشْعَثَ مَدْفُوعٍ بِالْأَبْوَابِ لَوْ أَقْسَمَ عَلَى اللَّهِ لَأَبَرَّهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بسا اوقات بکھرے ہوئے بالوں والا جس کو دروازے سے دھتکار دیا جاتا ہو اگر وہ اللہ کے اعتماد پر قسم کھا لے تو اللہ اس کو قسم میں سچا کر دے گا۔

۷۰۶۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ زَمْعَةَ قَالَ خَطَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ النَّاقَةَ

حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا، آپ نے حضرت صالح کی اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا ذکر کیا اور یہ آیت پڑھی "جب سب سے بدبخت شخص اٹھا" اور اس کی تفسیر

وَذَكَرَ الَّذِي عَقَرَهَا فَقَالَ إِذِ انْبَعَثَ أَشْقَاهَا انْبَعَثَ بِهَا رَجُلٌ عَزِيزٌ عَارِمٌ مَنِيعٌ فِي رَهْطِهِ مِثْلُ أَبِي زَمْعَةَ ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَاءَ فَوَعَظَ فِيهِنَّ ثُمَّ قَالَ إِلَامَ يَجْلِدُ أَحَدُكُمُ امْرَأَتَهُ فِي رِوَايَةِ أَبِي بَكْرٍ جَلْدَ الْأَمَةِ وَفِي رِوَايَةِ أَبِي كُرَيْبٍ جَلْدَ الْعَبْدِ وَلَعَلَّهُ يُضَاجِعُهَا مِنْ آخِرِ يَوْمِهِ ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِي ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ فَقَالَ إِلَامَ يَضْحَكُ أَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ۔

میں فرمایا: جو شخص اس قصہ میں غالب، سرکش اور مضبوط تھا وہ ابو زمعہ جیسا زبردست ہے، پھر آپ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کو نصیحت فرمائی، پھر فرمایا تم میں سے کوئی شخص اپنی عورت کو باندی کی طرح کیوں مارتا ہے، اور ابو کریب کی روایت میں ہے جیسے غلام کو کوڑے مارتے ہیں، پھر دن کے آخر میں وہ اسی سے عمل زوجیت کرتا ہے، پھر لوگوں کو ہوا خارج ہونے پر ہنسنے پر نصیحت کی اور فرمایا تم میں سے کوئی شخص اس بات پر کیوں ہنستا ہے جس کو وہ خود کرتا ہے۔

۷۰۶۴۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ لُحَيِّ بْنِ قَمَعَةَ بْنِ خِنْدِفَ أَبَا بَنِي كَعْبٍ هَؤُلَاءِ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے بنو کعب کے اجداد عمرو بن لحی بن قمعہ بن خندف کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹتا پھر رہا تھا۔

۷۰۶۵۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَحَسَنٌ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ يَقُولُ إِنَّ الْبَحِيرَةَ الَّتِي يُمْنَعُ دَرُّهَا لِلطَّوَاغِيتِ فَلَا يَحْلُبُهَا أَحَدٌ مِنَ النَّاسِ وَأَمَّا السَّائِبَةُ الَّتِي كَانُوا يُسَيِّبُونَهَا لِآلِهَتِهِمْ فَلَا يُحْمَلُ عَلَيْهَا شَيْءٌ وَقَالَ ابْنُ الْمُسَيَّبِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَأَيْتُ عَمْرَو بْنَ عَامِرٍ الْخُزَاعِيَّ يَجُرُّ قُصْبَهُ فِي النَّارِ وَكَانَ أَوَّلَ مَنْ سَيَّبَ السُّيُوبَ۔

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ بحیرہ وہ جانور ہے جس کا دودھ بتوں کے لیے روک لیا جاتا تھا اور لوگوں میں سے کوئی شخص اس کا دودھ نہیں دوہتا تھا، اور سائبہ وہ جانور ہے جس کو وہ بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے اور اس پر کوئی چیز نہیں لادی جاتی تھی، ابن مسیب کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ دوزخ میں اپنی آنتیں گھسیٹ رہا تھا، یہ وہ شخص ہے جس نے سب سے پہلے بتوں کے نام پر جانور چھوڑا تھا۔

۷۰۶۶۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صِنْفَانِ مِنْ أَهْلِ النَّارِ لَمْ أَرَهُمَا قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَأَذْنَابِ الْبَقَرِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دوزخیوں کی دو قسمیں ایسی ہیں جن کو میں نے نہیں دیکھا، ایک وہ قوم جن کے پاس گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے وہ ان

يَضْرِبُونَ بِهَا النَّاسَ وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُءُوسُهُنَّ كَأَسْنِمَةِ الْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيحَهَا وَإِنَّ رِيحَهَا لَتُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ كَذَا وَكَذَا۔

کوڑوں سے لوگوں کو ماریں گے دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، وہ دوسروں کو مائل کریں گی اور خود مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ایک طرف جھکے ہوں گے، وہ جنت میں داخل ہوں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی مسافت سے آتی ہے۔

٧٠٦٠۔ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا زَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ حُبَابٍ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَنْ تَرَى قَوْمًا فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ يَغْدُونَ فِي غَضَبِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم نے لمبا زمانہ پایا تو تم عنقریب ایک قوم کو دیکھو گے ان کے ہاتھوں میں بیلوں کی دموں کی طرح (کوڑے) ہوں گے، وہ صبح اللہ کے غضب میں ہوں گے اور شام اللہ کی ناراضگی میں ہوں گے۔

٧٠٦١۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا أَبُو عَامِرٍ الْعَقَدِيُّ حَدَّثَنَا أَفْلَحُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ رَافِعٍ مَوْلَى أُمِّ سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنْ طَالَتْ بِكَ مُدَّةٌ أَوْشَكْتَ أَنْ تَرَى قَوْمًا يَغْدُونَ فِي سَخَطِ اللَّهِ وَيَرُوحُونَ فِي لَعْنَتِهِ فِي أَيْدِيهِمْ مِثْلُ أَذْنَابِ الْبَقَرِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اگر تم نے طویل زمانہ پایا تو تم ایسے لوگوں کو دیکھو گے جن کی صبح اللہ کی ناراضگی میں اور شام اللہ تعالیٰ کی لعنت میں ہوگی ان کے ہاتھوں میں گائے کی دموں کی طرح کوڑے ہوں گے۔

جنت اور دوزخ کا مباحثہ

حدیث نمبر ۷۰۴۴ میں ہے جنت اور دوزخ میں مباحثہ ہوا علامہ نووی اس کی تشریح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اللہ تعالیٰ نے جنت اور دوزخ میں ایسی قوت پیدا کی ہے جس سے وہ ادراک رکھنے اور بحث کرنے پر قادر ہیں، اور اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان میں ادراک کی یہ قوت دائمی ہو۔

اس حدیث میں ہے، جنت نے کہا مجھ میں کمزور اور عاجز داخل ہوں گے علامہ نووی نے کہا اس کی حسب ذیل تفسیر ہے: ضعفاء سے مراد عاجز اور فروتن لوگ ہیں (ب) عاجز اور بیچارے (ج) سادہ لوح جو دنیاوی معاملات میں زیادہ عاقل نہیں ہوتے، جیسا کہ ایک اور حدیث میں ہے، جنت کے اکثر لوگ سادہ لوح ہوں گے قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اس کا معنی ہے کہ زیادہ چالاک نہیں ہوتے، وہی لوگ جنت میں زیادہ ہوں گے اور عرفاء، علماء، عبادت گزار اور صالحین بہت کم ہیں اور سب سے جنت

میں بہت بلند درجات ہوں گے، ایک قول یہ ہے کہ کمزور اور عاجز سے مراد وہ لوگ ہیں جو حقیقت میں دنیا کے حساب سے کمزور سمجھا جاتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے لیے عاجزی اور تواضع کرتے ہیں۔

دوزخ میں اللہ تعالیٰ کے قدم رکھنے کی توجیہ

حدیث نمبر ۷۰۰۰ میں ہے: دوزخ پر نہیں ہوگی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس میں اپنا قدم رکھ دے گا۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

یہ حدیث احادیث صفات میں سے ہے، اس میں علماء کا اختلاف ہے، پہلے کئی بار گزر چکا ہے، اس میں دو مذہب ہیں:

(الف) جمہور سلف صالحین اور متکلمین کی ایک جماعت کا مسلک یہ ہے کہ ان الفاظ میں تاویل نہیں کی جائے گی اور یہ الفاظ حق ہیں لیکن ان کا ظاہری معنی مراد نہیں ہے، ان الفاظ کا وہ معنی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور قدم، پنڈلی، ہاتھ اور چہرے کے اطلاق سے جو بھی اللہ تعالیٰ کی مراد ہے ہمارا اس پر ایمان ہے۔

(ب) جمہور متکلمین کا یہ نظریہ ہے کہ ان الفاظ میں مناسب تاویل کی جائے گی، وہ کہتے ہیں کہ قدم سے مراد مقدم ہے۔

علامہ آبی مالکی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد جس مخلوق کو پہلے اللہ تعالیٰ اس مخلوق کا قدم رکھے گا، ایک قول یہ ہے کہ قدم سے مراد اللہ تعالیٰ کی قدرت اور قہر کی شدت ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ جہنم کی ذلت سے کنایہ ہے جیسے کہتے ہیں فلاں کی بات پر اپنا قدم رکھ دیا، اور زیادہ ظاہر قول یہ ہے کہ قدم سے مراد وہ قوم ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کے لیے پیدا کیا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا ہے: اس میں دو تاویلیں ہیں، ایک تاویل یہ ہے کہ جہنم میں قدم رکھنے کی تاویل کرنے سے یہ ہے کیونکہ جہنم کافروں اور گنہگاروں کے خلاف سخت غیظ و غضب اور جوش میں ہوگی، قرآن مجید میں ہے:

يوم نقول لجهنم هل امتلأت وتقول هل من مزيد. (ق: ۳۰)

جس دن ہم دوزخ سے فرمائیں گے کہ کیا تو بھر گئی اور وہ کہے گی کیا کچھ اور زیادہ ہے۔

وهي تفور ٥ تكاد تميز من الغيظ (الملک: ۷-۸)

اور وہ جوش مار رہی ہوگی، قریب ہے کہ شدت غضب سے پھٹ جائے گی۔

گویا وہ غیظ و غضب اور جوش میں بہت زور پر ہوگی جیسا کہ احادیث میں ہے [illegible] تب اللہ تعالیٰ اس کی تندی اور تیزی کو توڑ دے گا، جیسے کسی متکبر کو قدموں سے روند کر اس کی تیزی کو توڑ دیا جائے، اس کو ذلیل کرنے کو قدم رکھنے سے تعبیر کیا گیا ہے۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ قدم سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا دخول جہنم میں متاخر ہوگا، کیونکہ تمام لوگ درجہ بدرجہ جہنم میں داخل ہوں گے، اور جہنم کے پاس سے وہ ان کا منتظر رہے گا کیونکہ ان کو جہنمیوں کے ناموں اور ان کی صفات کا علم ہوگا سو ہر دروازہ متعلقہ گروہ کا منتظر ہوگا اور جب سب جہنمی اس کے پاس پہنچ جائیں گے اور ان میں سے کوئی باقی نہیں بچے گا تو جہنم کہے گی بس بس، پھر جہنم جہنمیوں پر تنگ ہو جائے گی، سو اس کے بعد داخل ہونے والوں کی جماعت کو قدم رکھنے سے تعبیر کیا گیا ہے، علامہ خطابی کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ جہنم [illegible] اور [illegible] سے متعلق شخص کا نام لکھا ہوا ہے [illegible] متعلق شخص کا [illegible]

[illegible] جنت [illegible] جہنم [illegible]

[illegible]

حدیث نمبر [illegible] میں ہے اللہ تعالیٰ جہنم میں [illegible] اس کی تشریح میں لکھتے ہیں [illegible]

[illegible] امام مسلم نے روایت [illegible]

جنت میں دخول کا سبب اعمال نہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل ہے

حدیث نمبر [illegible] میں [illegible] رحمت [illegible]

[illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] پیدا کر دے گا

علامہ نووی لکھتے ہیں

[illegible] حدیث میں اہل سنت کی دلیل [illegible] اعمال پر موقوف [illegible] جنت میں داخل [illegible] اللہ تعالیٰ کی رحمت اور فضل [illegible] جنت [illegible]

موت کو ذبح کرنے کی تحقیق

حدیث نمبر [illegible] میں ہے جب جنتی جنت میں [illegible] موت کو [illegible] جنت اور دوزخ کے درمیان [illegible] ذبح کر دیا جائے گا

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں

علامہ [illegible] نے کہا ہے کہ موت [illegible] حدیث [illegible] اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: خلق الموت والحیوۃ [illegible] موت اور زندگی کو پیدا کیا [illegible] اس حدیث [illegible] موت [illegible] منقول ہوگا [illegible] اس حدیث کی تاویل [illegible] ذبح [illegible] موت [illegible]

علامہ [illegible] حدیث [illegible] موت [illegible] مینڈھا بنانا ممکن ہے کیونکہ [illegible] محال ہے [illegible] حدیث کی دو تاویلیں ہیں [illegible] مینڈھا پیدا کرے گا [illegible] موت کو [illegible] ذبح [illegible] جنت [illegible] خوش ہو جائیں گے [illegible] جنتی [illegible] ہو جائیں گے [illegible]

[illegible] علامہ ابو عبد اللہ [illegible] متوفی [illegible] مطبوعہ [illegible]

[illegible] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی [illegible] شرح مسلم ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

کو معدوم کرنے کی ایک مثال ہے کیونکہ جب اہل آخرت کے لیے موت معدوم ہو جائے گی تو وہ ایک ذبح شدہ مینڈھے کی طرح ہو گی۔[1]

بلا معصیت عذاب اور بلا اطاعت ثواب کی تحقیق

حدیث نمبر ۷۰۵۹ میں ہے: کافر کی ڈاڑھ احد پہاڑ جتنی ہو گی اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن کی مسافت کے برابر ہو گی۔

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ بعض کفار کے متعلق ہے، کیونکہ حدیث میں ہے کہ متکبرین چھوٹی چیونٹیوں کی جسامت میں اٹھائے جائیں گے اور ان کی شکل و صورت مردوں کی طرح ہو گی۔[2]

علامہ نووی لکھتے ہیں:

کافروں کی ڈاڑھ، اور کھال کی موٹائی کی جسامت بڑھا کر احد پہاڑ اور تین دن کی مسافت کے برابر کر دی جائے گی تاکہ ان کو عذاب کی تکلیف زیادہ ہو، یہ سب چیزیں اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں اور ان پر ایمان لانا واجب ہے کیونکہ مخبر صادق نے ان کی خبر دی ہے۔[3]

اس حدیث پر یہ اعتراض ہوتا ہے کہ کافر کی ڈاڑھ کو احد پہاڑ جتنا بڑا کرنے کے لیے اس ڈاڑھ کے ساتھ نئے اجزاء ضم کیے جائیں گے، اور ان نئے اجزاء کے ساتھ کافر نے کفر یا کوئی اور گناہ نہیں کیا تھا، سو بے گناہ کے ان اجزاء کو عذاب دینا کس طرح صحیح ہو گا کیونکہ یہ تعذیب بلا معصیت ہے۔ علامہ عبدالعزیز پرہاروی نے اس سوال کے کئی جواب ذکر کیے ہیں:

۱. کافر کی ڈاڑھ اور اس کی کھال کی موٹائی اور اس کی جسامت کی زیادتی نئے اجزاء کے ضم ہونے کی وجہ سے نہیں ہو گی بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے جسم کے اجزاء اصلیہ کو پھیلا کر ان کا حجم اتنا بڑا کر دے گا، اور یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے مستبعد نہیں ہے۔

۲. ان اجزاء کا حجم بڑھنے کا ان میں تخلخل ہو جائے گا اور فلاسفہ کی اصطلاح میں تخلخل یہ ہے کہ ایک جسم میں کوئی اور جزء داخل نہ ہو اور اس کا حجم بڑھ جائے۔

۳. عذاب جسم کو نہیں صرف روح کو ہوتا ہے، اس لیے تعذیب بلا معصیت لازم نہیں آئی، ہر چند کہ یہ جواب عمدہ ہے لیکن یہ جواب مشائخ کے مختار کے خلاف ہے، کیونکہ ان کے نزدیک جسم اور روح دونوں کو عذاب ہوتا ہے۔

۴. جو نئے اجزاء جسم کے ساتھ ضم کیے جائیں گے ان کو عذاب نہیں ہو گا، ان کا ضم صرف اس سبب سے کیا جائے گا کہ وہ جسم زیادہ بڑا اور دیکھنے میں قبیح معلوم ہو اور اس کی روح اور اس کے اجزاء اصلیہ کو زیادہ تکلیف ہو۔[4]

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲۱

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[4] علامہ عبدالعزیز پرہاروی، نبراس ص ۲۲۵، مطبوعہ شاہ عبدالحق اکیڈمی ملتان

اس مقام پر ایک بحث یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

كلما نضجت جلودهم بدلنهم جلودا غيرها ليذوقوا العذاب. (نساء: ٥٦)

جب ان کی کھالیں جل کر پک جائیں گی ہم ان کی کھالوں کو ان کے علاوہ دوسری کھالوں سے بدل دیں گے تاکہ وہ عذاب چکھیں۔

امام رازی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

گنہگار [illegible] کھال کے جل جانے کے بعد جب اللہ تعالیٰ دوسری کھال کو پیدا کر کے [illegible] عذاب دے گا تو یہ [illegible] گناہ کے عذاب [illegible] ہوگا [illegible] اس سوال کے متعدد جوابات ہیں:

١. [illegible] وہی ہوگی [illegible] جل کر [illegible] تبدیل ہوگی۔

٢. عذاب [illegible] انسان کو ہوگا [illegible] بلکہ یہ اس کے ساتھ [illegible] جب اللہ تعالیٰ [illegible] اس انسان تک عذاب پہنچانے کا ذریعہ ہوگی۔ لہٰذا عذاب گنہگار کو ہی ہوگا۔

٣. [illegible] دوام [illegible] کہتے ہیں [illegible] جہاں [illegible] وہیں [illegible] [illegible] اسی طرح اللہ تعالیٰ نے [illegible] کی کھال [illegible] جل کر پک جائیں گی [illegible] کھال [illegible] گئے ہیں [illegible] اور غیر متناہی ہے۔[1]

[illegible] آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

جب [illegible] کی کھال جل جائے گی [illegible] معارف ہیں [illegible] [illegible] صورت [illegible] [illegible]

[illegible] کھال [illegible] عذاب [illegible] [illegible] وقت [illegible] عذاب [illegible] [illegible]

صرف نفس مدرکہ کو ہوگا، خواہ اس نفس کا کسی بدن میں یا کسی کھال میں حلول ہو، ثواب میں بھی یہی معاملہ ہے۔

اس نظریہ کی تائید ان احادیث سے ہوتی ہے کہ بعض جہنمی جہنم کے کونوں میں سے کسی کونے کو بھر لیں گے اور جہنمی کی داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہوگی، اور جنتی حضرت آدم کی جسامت کے ساتھ جنت میں داخل ہوں گے، جن کا طول ساٹھ گز اور عرض سات گز ہوگا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ جنتی یا دوزخی میں سے کسی شخص نے بھی اتنی بڑی جسامت کے ساتھ دنیا میں نیکی یا بدی کے کام نہیں کیے بلکہ جو شخص بھی انصاف سے کام لے گا اس کو یہ معلوم ہوگا کہ دنیا میں انسان کے جسم کی مقدار بھی کبھی ایک مقدار پر نہیں رہی، بچپن میں، جوانی میں، ادھیڑ عمر میں اور بڑھاپے میں ہر دور میں اس کی جسامت پہلے سے مختلف رہی ہے اور یہ جواب کافی نہیں ہے کہ ان تمام ادوار میں انسان کی ماہیت ایک ہے کیونکہ ہم یہ نہیں کہتے کہ دوسری کھال پہلی کھال سے اس طرح مختلف ہے جس طرح جوہر سے یا پتھر انسان سے مختلف ہوتا ہے۔

اعادہ اجسام کے متعلق نصوص متعارض ہیں۔ بعض نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ اجسام کو فنا کرنے کے بعد بعینہٖ انہی اجسام کا اعادہ کیا جائے گا اور بعض نصوص سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے جسم کو فنا کرنے کے بعد اس کی مثل کو پیدا کیا جائے گا، بہرحال معاد جسمانی کو ماننا اور اس کا اعتقاد رکھنا ضروری ہے خواہ بعینہٖ معاد کا اعتقاد رکھا جائے یا مثل کا۔

قرآن مجید کی یہ آیت بعینہٖ اعادہ پر دلالت کرتی ہے:

یوم تشہد علیہم السنتہم وایدیہم وارجلہم بما کانوا یعملون۔ (النور: ۲۴)

جس دن ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پیر ان کے خلاف ان کے اعمال کی گواہی دیں گے۔

کھال کی یہ تبدیلی ایک ساعت میں بہت دفعہ ہوگی، امام ابن ابی حاتم اور امام ابو نعیم نے حلیہ میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی تو کعب نے کہا اسلام لانے سے پہلے بھی مجھے اس آیت کی تفسیر معلوم تھی حضرت عمر نے کہا ہے کعب وہ تفسیر بیان کرو، اگر وہ اس تفسیر کے مطابق ہوئی جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی تو میں تمہاری تصدیق کروں گا، کعب نے کہا ایک ساعت میں ایک سو بیس مرتبہ کھال جل جائے گی۔ حضرت عمر نے کہا میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح سنا تھا امام ابن ابی شیبہ نے حسن سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی ایک دن میں ستر ہزار بار جلے گا، اور جب بھی آگ اس کو جلا دے گی تو اس سے کہا جائے گا کہ لوٹ جاؤ تو وہ لوٹ جائیں گے، ان اجزاء سے کہا جائے گا دوبارہ لوٹ جاؤ، اور وہ دوبارہ لوٹ جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ کو اس پر بھی قدرت ہے کہ ان کا جسم باقی اور محفوظ رہے اور ابدالآباد تک آگ میں جلتا رہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ ان کی کھال کو تبدیل کرے گا، کیونکہ عام لوگوں کو یہ وہم ہو سکتا تھا کہ جب جسم جل جائے گا تو پھر اس کا عذاب ختم ہو جائے گا اس لیے فرمایا کہ اگر ایک کھال جل جائے گی تو اس کو دوسری کھال سے بدل دیا جائے گا۔[1]

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

بعض زنادیق قرآن مجید پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جس کھال نے گناہ نہیں کیا اس کو عذاب دینا کس طرح جائز ہے؟

---

[1] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۵۸-۵۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اس کا جواب یہ ہے کہ عذاب اور عقاب کی ... کو نہیں پہنچ کر ہوگا کیونکہ احساس اور معرفت روح کی صفت ہے، ... کھال
کو اس لیے تبدیل کیا جائے گا کہ روح کو زیادہ عذاب ہو، اس پر دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ... لیذوقوا
العذاب ...... تاکہ وہ کافر عذاب چکھیں پس مقصود یہ ہے کہ بدن کو عذاب پہنچ کر روح ... میں منتقل
کیا جائے، اگر اللہ تعالیٰ کھال کو درد میں مبتلا کرنا چاہتا تو یوں فرماتا: لیذوقن العذاب۔ تاکہ وہ کھال عذاب کو چکھیں۔
اس آیت کی تفسیر میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسی کھال کو دوبارہ زندہ کر دیا جائے گا۔

ایک کھال جلنے کے بعد دوسری کھال کو عذاب دینا یا کافر کی داڑھ کا ... پہاڑ کے برابر ہونا، عذاب بلا معصیت
ہے ... اسی طرح انسان کا بچپن میں اور جسم ہوتا ہے، جوانی میں اور جسم ہوتا ہے اور ادھیڑ عمر اور بڑھاپے میں اور جسم ہوتا ہے
اب سوال یہ ہے کہ اس کا حشر کس زمانے کے جسم میں کیا جائے گا اور کس زمانے کے جسم میں اس کو عذاب دیا جائے گا اگر جوانی
کے جسم میں اس کا حشر کیا گیا ہے تو ادھیڑ عمر اور بڑھاپے کے گناہوں کی اس کو سزا دینا تعذیب بلا معصیت ہے اور
اگر بڑھاپے کے جسم میں اس کا حشر کیا گیا ہے تو اس جسم کو جوانی کے گناہوں کی سزا دینا تعذیب بلا معصیت ہے اور
یہی حال ثواب دینے کے معاملہ میں ہے، اس اعتراض کا ایک جواب تو وہ ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں ... کہ
ثواب اور عذاب روح کو ہوتا ہے اور جسم ثواب اور عذاب کے لیے محض ایک آلہ ہے۔

دوسرا جواب متکلمین نے دیا ہے کہ انسان کے جسم میں ... ہونے میں جو جسمانی تغیر ہوتے ہیں ... متغیر
رہتے ہیں اور جسم کے جل جانے ... جانے کی صورت میں بھی وہ اجزاء باقی رہتے ہیں، اور ثواب اور عذاب کا ترتب
روح اور ... اجزاء دونوں پر ہوتا ہے، پس جب انسان کا حشر کسی زمانے کے جسم میں بھی کیا جائے ... کھال جل جائے
یا اس کی ضخامت بڑھا دی جائے اس کے اجزاء اصلیہ اس میں بعینہٖ باقی رہتے ہیں اور انہی کو عذاب ہوتا ہے اس لیے
کسی صورت میں بھی تعذیب بلا معصیت لازم نہیں آتی۔

اولیاء اللہ کی کرامت پر دلیل

حدیث نمبر ... میں ہے ہر ... تمہارا گمان ہے وہ شخص جو اللہ تعالیٰ پر یہ قسم ... کہ ... فلاں
کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ کام کر کے اس کی قسم ... سچی کر دے ... علامہ ... نووی
لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ جس شخص کو لوگ حقیر جانتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس قدر مقرب اور مقبول ہوتا
ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ کے کرم سے یہ امید رکھے کہ اللہ تعالیٰ اس کی اس کی قسم میں سچا کر دے گا ... یہ
قسم کھائے کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ وہ کام کر کے اس شخص کو اس کی قسم میں سچا کر دے گا ... تشریح یہ کی
گئی ہے کہ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول کرے گا لیکن پہلی تشریح ... ہے۔[2]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا کہ اگر وہ بندہ اللہ تعالیٰ سے کسی چیز کا سوال کرے اور یہ قسم کھائے کہ اللہ ... ایسا کرے گا

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن ... متوفی ... ، ... علامہ ... ج ۵ ص ... ، ... مطبوعہ ...
[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ... ، شرح مسلم ج ۲ ص ... ، مطبوعہ ... کراچی ...

تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا کو نامراد نہیں کرے گا۔ [1]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامت پر دلیل ہے۔ [2]

بحیرہ، سائبہ، وصیلہ اور حام کا بیان

حدیث نمبر ۷۰۰۵ میں ہے: سائبہ وہ جانور ہے جس کو کفار اپنے بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے تھے۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے بیان کیا ہے کہ ابن مسیب نے کہا کہ سائبہ وہ جانور ہے جس کو کفار بتوں کے ساتھ نامزد کر دیتے تھے، اور اس پر بوجھ نہیں لادا جاتا تھا۔ ایک قول یہ ہے کہ جب کوئی کافر بیمار ہو جاتا تو وہ نذر مانتا اگر میں کو شفاء ہو گئی تو وہ ایک اونٹنی کو نامزد کر دے گا، اس اونٹنی کو کسی چیز سے اور پانی پینے سے نہیں روکا جاتا تھا، وہ اونٹنی کے علاوہ دوسری چیزوں کو بھی نامزد کرتے تھے۔ جب وہ کسی غلام کو نامزد کرتے تو اس پر کسی شخص کی ولایت نہیں ہوتی تھی۔ ایک قول یہ ہے کہ جب ایک اونٹنی مسلسل بارہ اونٹنیاں جنتی اور درمیان میں کوئی نر نہ ہوتا تو اس کو سائبہ قرار دیا جاتا، اس پر سواری کی جاتی نہ صرف مہمان کا دودھ پیا جاتا، اور اس کے بعد جب اس کے ہاں اونٹنی پیدا ہوتی تو اس کا کان چیر دیا جاتا اور اس کو اس کی ماں کے ساتھ چھوڑ دیا جاتا، اور یہ بحیرہ کہلاتی جو سائبہ کی بیٹی ہوتی تھی، ایک قول یہ ہے کہ بحیرہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جس کا دودھ بتوں کے لیے روک دیا جاتا تھا پھر اس کا دودھ کوئی شخص نہیں دوہتا تھا۔ ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ بحیرہ وہ اونٹنی ہے جس کے مسلسل پانچ بچے ہوتے اور آخری نر ہوتا، اس کا کان چیر دیا جاتا تھا، اس کو ذبح کیا جاتا نہ اس پر سواری کی جاتی، اس کو پانی سے دور کیا جاتا نہ چراگاہ سے۔ کلبی نے کہا ہے کہ جب کسی اونٹنی کے پانچ بچے ہو جاتے، پانچواں نر ہوتا تو اس کو صرف مرد کھاتے تھے اور عورتیں نہیں کھاتی تھیں اور اگر پانچواں مادہ ہوتی تو اس کے کان چیر دیئے جاتے، اس پر سواری کی جاتی نہ اس کا دودھ پیا جاتا، اور اگر وہ بچہ مردہ پیدا ہوتا تو اس میں مرد اور عورت سب شریک ہوتے، اس کو بحیرہ اس لیے کہتے تھے کہ اس کے کان میں شگاف کیا جاتا تھا۔ [3]

قرآن مجید میں ہے:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْۢ بَحِیْرَةٍ وَّ لَا سَآئِبَةٍ وَّ لَا وَصِیْلَةٍ وَّ لَا حَامٍ ۙ وَّ لٰكِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ وَ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ۔ (مائدہ: ۱۰۳)

اللہ نے جانوروں میں کوئی بحیرہ مقرر کیا ہے نہ سائبہ نہ وصیلہ اور نہ حام لیکن جن لوگوں نے کفر کیا وہ اللہ پر بہتان باندھتے ہیں، اور ان میں سے اکثر لوگ عقل نہیں رکھتے۔

صدر الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی لکھتے ہیں:

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱۱ ص ۲، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

[2] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۳ ص ۷۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ ۱۳۴۸ھ

[3] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۰۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

زمانہ جاہلیت میں کفار کا یہ دستور تھا کہ جو اونٹنی پانچ مرتبہ بچے جنتی اور آخری بار نر ہوتا اس کا کان چیر دیتے پھر نہ اس پر سواری کرتے نہ اس کو ذبح کرتے، نہ پانی اور چارے پر سے ہنکاتے، اس کو بحیرہ کہتے اور جب سفر در پیش ہوتا یا کوئی بیمار ہوتا تو یہ نذر کرتے کہ اگر میں سفر سے بخیریت واپس آؤں یا تندرست ہو جاؤں تو میری اونٹنی سائبہ ہے اور اس سے بھی نفع اٹھانا بحیرہ کی طرح حرام جانتے اور اس کو آزاد چھوڑ دیتے اور بکری جب سات مرتبہ بچے جن چکتی تو اگر ساتواں بچہ نر ہوتا تو اس کو مرد کھاتے اور اگر مادہ ہوتا تو بکریوں میں چھوڑ دیتے اور ایسے ہی اگر نر مادہ دونوں ہوتے تو کہتے یہ اپنے بھائی سے مل گئی اس کو وصیلہ کہتے اور جب نر اونٹ سے دس گابھ حاصل ہو جاتے تو اس کو چھوڑ دیتے نہ اس پر سواری کرتے نہ اس سے کام لیتے نہ اس کو چارے پانی پر سے روکتے اس کو حامی کہتے (مدارک) بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ بحیرہ وہ ہے جس کا دودھ بتوں کے لئے روکتے تھے کوئی اس جانور کا دودھ نہ دوہتا اور سائبہ وہ جس کو اپنے بتوں کے لئے چھوڑ دیتے تھے کوئی ان سے کام نہ لیتا یہ رسمیں زمانہ جاہلیت سے عہد اسلام تک چلی آرہی تھیں اس آیت میں ان کو باطل کیا گیا ہے۔

مائلات اور ممیلات کی تشریح

حدیث نمبر ۶۹۰۰ میں ہے دوزخ والی دو قسموں میں سے ایک وہ عورتیں ہیں جو لباس پہننے کے باوجود ننگی ہوں گی، علامہ نووی لکھتے ہیں، اس حدیث کی متعدد توجیہات ہیں:

(۱) وہ عورتیں اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے ملبوس ہوں گی اور شکر سے عاری ہوں گی۔

(۲) وہ عورتیں کپڑوں میں ملبوس ہوں گی اور نیکیوں سے عاری ہوں گی۔

(۳) وہ عورتیں تنگ چست اور کسا ہوا لباس پہنیں گی جس سے ان کے اعضاء کا ابھار نظر آئے گا۔

(۴) اور باریک لباس پہنیں گی جس سے ان کا جسم اندر سے جھلکتا ہوگا اور عریاں نظر آئے گا۔

حدیث میں ہے وہ مائلات اور ممیلات ہوں گی، مائلات کا مطلب ہے وہ اللہ کی اطاعت اور فرج کی حفاظت اور اس کے لوازمات سے منحرف ہونے والی ہوں گی اور ممیلات کا مطلب ہے وہ دوسری عورتوں کو بھی اسی طرح بے راہ روی کی ترغیب دیں گی یا مائلات کا مطلب ہے وہ مردوں کی طرف مائل ہوں گی اور ممیلات کا مطلب ہے ان کو اپنی طرف راغب کریں گی، اور حدیث میں ہے ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہانوں کی طرح ایک جانب جھکے ہوئے ہوں گے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے بالوں کا جوڑا عمامہ کی وجہ سے ایک طرف جھکا ہوا ہوگا۔ [۱]

بَابُ فَنَاءِ الدُّنْيَا وَبَيَانِ الْحَشْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ — دنیا کی فنا اور قیامت کے دن حشر کا بیان

۶۹۰۰۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ إِدْرِيسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ ح وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا مُوسَى بْنُ أَعْيَنَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ

حضرت مستورد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی قسم دنیا آخرت کے مقابلہ میں محض اس طرح ہے جس طرح تم میں سے کوئی شخص سمندر میں اس انگلی کو ڈال کر دیکھے، انگشت شہادت کا اشارہ

[۱] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۳ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

حدثنا أبو أسامة كلهم عن إسماعيل بن أبي خالد ح وحدثني محمد بن حاتم واللفظ له حدثنا يحيى بن سعيد حدثنا إسماعيل حدثنا قيس قال سمعت مستوردا أخا بني فهر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم والله ما الدنيا في الآخرة إلا مثل ما يجعل أحدكم إصبعه هذه وأشار يحيى بالسبابة في اليم فلينظر بم يرجع وفي حديثهم جميعا غير يحيى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ذلك وفي حديث أبي أسامة عن المستورد بن شداد أخي بني فهر وفي حديثه أيضا قال وأشار إسماعيل بالإبهام

کیا، سمندر میں ڈال دے پھر نکال کر دیکھے اس میں کیا لگا ہے۔ یحییٰ کی روایت کے علاوہ باقی راویوں کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، ابو اسامہ کی روایت میں ہے اسماعیل نے انگوٹھے سے اشارہ کیا۔

۷۰۷۰ ۔ وحدثني زهير بن حرب حدثنا يحيى بن سعيد عن حاتم بن أبي صغيرة حدثني ابن أبي مليكة عن القاسم بن محمد عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يحشر الناس يوم القيامة حفاة عراة غرلا قلت يا رسول الله النساء والرجال جميعا ينظر بعضهم إلى بعض قال صلى الله عليه وسلم يا عائشة الأمر أشد من أن ينظر بعضهم إلى بعض

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، قیامت کے دن لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن اور بے ختنہ کے اٹھایا جائے گا، میں نے کہا یا رسول اللہ مرد اور عورتیں ایک دوسرے کو دیکھیں گے؟ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عائشہ اس دن ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کے مقابلہ میں بہت سخت معاملہ ہوگا۔

۷۰۷۱ ۔ وحدثناه أبو بكر بن أبي شيبة وابن نمير قالا حدثنا أبو خالد الأحمر عن حاتم بن أبي صغيرة بهذا الإسناد ولم يذكر في حديثه غرلا.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۷۰۷۲ ۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وزهير بن حرب وإسحاق بن إبراهيم وابن أبي عمر قال إسحاق أخبرنا وقال الآخرون حدثنا سفيان بن عيينة عن عمرو عن سعيد بن جبير عن ابن عباس سمع النبي صلى الله عليه وسلم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا، بے شک تم ننگے پیر، ننگے بدن، بغیر ختنہ کے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرو گے، زہیر کی حدیث میں خطبہ دینے کا ذکر نہیں ہے۔

يَخْطُبُ وَهُوَ يَقُولُ إِنَّكُمْ مُلَاقُو اللَّهِ مُشَاةً حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا وَلَمْ يَذْكُرْ زُهَيْرٌ فِي حَدِيثِهِ يَخْطُبُ

٧٢٠٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا بِمَوْعِظَةٍ فَقَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّكُمْ تُحْشَرُونَ إِلَى اللَّهِ حُفَاةً عُرَاةً غُرْلًا كَمَا بَدَأْنَا أَوَّلَ خَلْقٍ نُعِيدُهُ وَعْدًا عَلَيْنَا إِنَّا كُنَّا فَاعِلِينَ أَلَا وَإِنَّ أَوَّلَ الْخَلَائِقِ يُكْسَى يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَلَا وَإِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِنْ أُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ فَأَقُولُ يَا رَبِّ أَصْحَابِي فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ فَأَقُولُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيدًا مَا دُمْتُ فِيهِمْ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِي كُنْتَ أَنْتَ الرَّقِيبَ عَلَيْهِمْ وَأَنْتَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيدٌ إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ قَالَ فَيُقَالُ لِي إِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوا مُرْتَدِّينَ عَلَى أَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ وَفِي حَدِيثِ وَكِيعٍ وَمُعَاذٍ فَيُقَالُ إِنَّكَ لَا تَدْرِي مَا أَحْدَثُوا بَعْدَكَ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو نصیحت کا خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے، آپ نے فرمایا اے لوگو! تم اللہ کے پاس ننگے پیر، ننگے بدن اور بغیر ختنے کے جمع کیے جاؤ گے، جس طرح ہم نے تم کو ابتداءً پیدا کیا تھا اسی طرح تم کو دوبارہ پیدا کریں گے، یہ ہمارا وعدہ ہے ہم اس کو پورا کرنے والے ہیں، سنو مخلوق میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا، سنو بے شک میری امت میں سے کچھ لوگوں کو لایا جائے گا اور ان کو بائیں جانب لے جایا جائے گا، میں کہوں گا اے میرے رب! یہ میرے اصحاب ہیں، کہا جائے گا آپ نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا بدعتیں نکالی تھیں، میں عبد صالح حضرت عیسیٰ کی طرح کہوں گا جب تک میں ان میں رہا ان پر گواہ تھا اور جب تو نے مجھے وفات دے دی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا اور تو ہر چیز پر گواہ ہے، اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو ان کی مغفرت فرمائے تو تو غالب اور حکیم ہے۔ آپ نے فرمایا مجھ سے کہا جائے گا جب سے آپ ان سے جدا ہوئے یہ اپنی ایڑیوں کے بل دین سے پھرے رہے اور وکیع کی اور معاذ کی روایت میں ہے آپ سے کہا جائے گا آپ (از خود) نہیں جانتے کہ انہوں نے آپ کے بعد دین میں کیا نئی بدعتیں نکالی تھیں۔

٧٢٠٤ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحَاقَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلَى ثَلَاثِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگ تین طریقوں کی شکل میں جمع کیے جائیں گے خوش ہونے والے اور ڈرنے والے، دو ایک اونٹ پر ہوں گے، تین ایک اونٹ پر ہوں گے اور چار ایک اونٹ پر ہوں گے اور دس ایک

طَرَائِقَ رَاغِبِيْنَ رَاهِبِيْنَ وَاثْنَانِ عَلٰى بَعِيْرٍ وَثَلَاثَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَاَرْبَعَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَعَشَرَةٌ عَلٰى بَعِيْرٍ وَتَحْشُرُ بَقِيَّتَهُمُ النَّارُ تَبِيْتُ مَعَهُمْ حَيْثُ بَاتُوْا وَتَقِيْلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوْا وَتُصْبِحُ مَعَهُمْ حَيْثُ اَصْبَحُوْا وَتُمْسِيْ مَعَهُمْ حَيْثُ اَمْسَوْا۔

اونٹ پر ہوں گے اور باقی لوگوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ رات کو ٹھہریں گے آگ بھی وہیں ٹھہرے گی، جہاں وہ دن کو قیلولہ کریں گے آگ بھی وہیں ہوگی، جہاں وہ صبح کریں گے آگ بھی وہیں رہے گی، اور جہاں وہ شام کریں گے آگ بھی وہیں ہوگی۔

حدیث نمبر ۷۰۶۹ میں ہے: "دنیا جنت کے مقابلہ میں اس طرح ہے جیسے کوئی شخص سمندر میں انگلی ڈبو کر دیکھے" انگلی پر لگی ہوئی تری دنیا کی مثال ہے اور سمندر جنت کی مثال ہے۔

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

ہوسکتا ہے یہ دنیا اور جنت کی مسافتوں کی مثال ہو، اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ اہل جنت کے ادنیٰ درجہ اور دنیا کی مثال ہو اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دنیا کی نعمتوں کی قلت اور اخروی نعمتوں کی کثرت کی مثال ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ دنیا کی نعمتوں کے متناہی ہونے اور اخروی نعمتوں کے غیر متناہی ہونے کی مثال ہو۔ [1]

حدیث نمبر ۷۰۷۰ میں ہے: آخرت میں لوگوں کو ننگے پیر، ننگے بدن اور غیر مختون اٹھایا جائے گا۔

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

ظاہر یہ ہے کہ حشر کی یہ کیفیت انبیاء علیہم السلام کے ماسوا دوسرے لوگوں کی ہے، حدیث نمبر ۷۰۷۲ میں ہے: سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ حشر سے جب قبر سے نکلتے وقت سب سے پہلے حضرت سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم و تکریم کا تقاضا یہ ہے کہ وہ حشر کی اس کیفیت میں عام لوگوں سے مستثنیٰ ہوں۔ [2]

حدیث نمبر ۷۰۷۴ میں ہے، باقی لوگوں کو آگ اکٹھا کرے گی۔ علامہ نووی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ یہ حشر قیامت سے کچھ پہلے دنیا کے اختتام کے وقت ہوگا۔ جیسا کہ امام مسلم نے اس کے بعد یہ روایت کیا ہے کہ دنیا کا آخر اس طرح ہوگا کہ قعر عدن سے ایک آگ نکلے گی، جو لوگوں کو ان کے حشر کی جگہ لے جائے گی اور اس حدیث میں جو تین جماعتوں کا ذکر ہے اس سے مراد یہی فرقے ہیں۔ [3]

بَابٌ فِيْ صِفَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ اَعَانَنَا اللّٰهُ عَلٰى اَهْوَالِهَا

قیامت کے ہولناک احوال اللہ اس کی ہولناکیوں میں ہماری مدد فرمائے

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲۵

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

٧٠٠٥۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالُوا حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنُونَ ابْنَ سَعِيدٍ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ أَخْبَرَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ يَقُومُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ قَالَ يَقُومُ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ الْمُثَنَّى قَالَ يَقُومُ النَّاسُ لَمْ يَذْكُرْ يَوْمَ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس دن تمام انسان رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے تو ان میں سے ایک شخص نصف کانوں تک اپنے پسینہ میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ ابن مثنیٰ کی روایت میں یقوم الناس ہے یوم کا لفظ نہیں ہے۔

٧٠٠٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ الْمُسَيَّبِيُّ حَدَّثَنَا أَنَسٌ يَعْنِي ابْنَ عِيَاضٍ ح وَحَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ كِلَاهُمَا عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ الْأَحْمَرُ وَعِيسَى بْنُ يُونُسَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ ح وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرِ بْنِ يَحْيَى حَدَّثَنَا مَعْنٌ حَدَّثَنَا مَالِكٌ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو نَصْرٍ التَّمَّارُ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كُلُّهُمْ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَعْنَى حَدِيثِ عُبَيْدِ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ وَصَالِحٍ حَتَّى يَغِيبَ أَحَدُهُمْ فِي رَشْحِهِ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ۔

امام مسلم نے چھ سندوں کے ساتھ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے حسب سابق روایت بیان کی، موسیٰ بن عقبہ اور صالح کی روایت میں ہے ایک شخص آدھے کانوں تک پسینے میں ڈوب جائے گا۔

٧٠٠٧۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَرَقَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَيَذْهَبُ فِي الْأَرْضِ سَبْعِينَ بَاعًا وَإِنَّهُ لَيَبْلُغُ إِلَى أَفْوَاهِ النَّاسِ أَوْ إِلَى آذَانِهِمْ يَشُكُّ ثَوْرٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن انسان کا پسینہ ستر گز تک پھیلا ہوا ہوگا، اور وہ انسان کے منہ اور کانوں تک پہنچ جائے گا۔ راوی کو شک ہے کہ آپ نے کون سا لفظ فرمایا تھا۔

يُلْجِمُهُمْ فَاهُ .

۷۰۷۸ - حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ مُوسَى أَبُو صَالِحٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ حَدَّثَنِي الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تُدْنَى الشَّمْسُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنَ الْخَلْقِ حَتّٰى تَكُونَ مِنْهُمْ كَمِقْدَارِ مِيلٍ قَالَ سُلَيْمُ بْنُ عَامِرٍ فَوَاللّٰهِ مَا أَدْرِي مَا يَعْنِي بِالْمِيلِ أَمَسَافَةَ الْأَرْضِ أَمِ الْمِيلَ الَّذِي تُكْتَحَلُ بِهِ الْعَيْنُ قَالَ فَيَكُونُ النَّاسُ عَلٰى قَدْرِ أَعْمَالِهِمْ فِي الْعَرَقِ فَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلٰى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلٰى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يَكُونُ إِلٰى حَقْوَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ يُلْجِمُهُ الْعَرَقُ إِلْجَامًا قَالَ وَأَشَارَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ إِلٰى فِيهِ .

حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن سورج مخلوق سے اس قدر قریب ہوگا کہ ایک میل کی مقدار رہ جائے گی، سلیم بن عامر کہتے ہیں کہ بخدا! مجھے یہ معلوم نہیں کہ میل سے آپ کی کیا مراد تھی؟ مسافت کا میل یا وہ سلائی جس کے ساتھ آنکھ میں سرمہ لگایا جاتا ہے، (سلائی کو عربی میں میل کہتے ہیں) لوگ اپنے اعمال کے حساب سے پسینہ میں ہوں گے، بعض لوگوں کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، بعض کا گھٹنوں تک، بعض کا کمر تک اور کسی کے منہ میں پسینہ کی لگام ہوگی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کیا۔

روز قیامت کی شدت

حدیث نمبر ۷۰۰۰ میں ہے: محشر میں کھڑے ہونے والوں میں سے کسی ایک شخص کا پسینہ اس کے نصف کانوں تک بہہ رہا ہوگا، آخری حدیث میں ہے یہ پسینہ بقدر اعمال ہوگا بعض کا پسینہ ٹخنوں تک ہوگا، بعض کا گھٹنوں تک اور بعض کا کمر تک پسینہ ہوگا۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

یہ بھی احتمال ہے کہ محشر کے ہولناک احوال کا مشاہدہ کرنے اور اس کے خوف سے اس شخص کو پسینہ آیا ہو اور حتیٰ کہ جیسا ہواس کے بقدر یہ پسینہ ہو۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ ان کا اور دوسروں کا ملا جلا پسینہ ہو، اس پسینہ کی وجہ لوگوں کا ازدحام اور رش بھی ہو سکتا ہے، علامہ خطابی نے کہا ہے کہ یہ پسینہ ازدحام اور لوگوں کے رش کی وجہ سے ہوگا، اور سورج کے قرب کی وجہ سے حتیٰ کہ لوگوں کے سروں میں مغز چولہے پر رکھی ہوئی ہنڈیا کی طرح کھول رہا ہوگا، اور لوگوں کے سانسوں کی گرمی کی وجہ سے ہر شخص کا پسینہ نکلے گا۔ [1]

روز قیامت کی مقدار

قرآن مجید میں ہے:

تعرج الملائکۃ والروح الیہ فی یوم — فرشتے اور جبریل اس کی طرف عروج کرتے ہیں

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

ذلک مقدارہ خمسین الف سنۃ (معارج: ۴) یعنی اس دن کی مقدار پچاس ہزار برس ہے۔

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

اس مقدار سے وہ وقت مراد ہے جس میں لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ بعض جنت میں اور بعض دوزخ میں چلے جائیں گے۔ امام احمد، امام ابن حبان، امام ابو یعلیٰ، امام ابن جریر اور امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کیا گیا کہ جس دن کی مقدار پچاس ہزار سال ہوگی وہ کتنا لمبا دن ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے مومن پر وہ دن کم کر دیا جائے گا حتیٰ کہ دنیا میں اس کو جس فرض نماز کو پڑھنے میں جتنا وقت لگتا تھا اس سے بھی کم وقت میں وہ دن گزر جائے گا۔ وہ دن اس قدر طویل کیوں ہوگا؟ اس کی ایک وجہ یہ بیان کی گئی ہے کہ اس دن میں اتنا حساب ہوگا ... یہ بھی کہا گیا ہے کہ ... ہم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے ... ہوگا اور وہ دن پچاس ہزار سال کے برابر ہوگا۔ [illegible]

... برابر ہوگا۔[1]

بَابُ الصِّفَاتِ الَّتِي يُعْرَفُ بِهَا فِي الدُّنْيَا أَهْلُ الْجَنَّةِ وَأَهْلُ النَّارِ

جن صفات سے دنیا میں جنتی اور دوزخی لوگوں کی معرفت ہوتی ہے

۷۰۷۹۔ حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي غَسَّانَ وَابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ الشِّخِّيرِ عَنْ عِيَاضِ بْنِ حِمَارٍ الْمُجَاشِعِيِّ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَاتَ يَوْمٍ فِي خُطْبَتِهِ أَلَا إِنَّ رَبِّي أَمَرَنِي أَنْ أُعَلِّمَكُمْ مَا جَهِلْتُمْ مِمَّا عَلَّمَنِي يَوْمِي هَذَا كُلُّ مَالٍ نَحَلْتُهُ عَبْدًا حَلَالٌ

حضرت عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خطبہ میں فرمایا: سنو! میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو ان چیزوں کی تعلیم دوں جن کو تم نہیں جانتے اور جو اللہ تعالیٰ نے آج مجھے ان چیزوں کا علم دیا ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں نے اپنے بندے کو جو کچھ مال دیا ہے وہ حلال ہے اور میں نے اپنے تمام بندوں کو اس حال میں پیدا کیا کہ وہ باطل سے دور رہنے والے تھے ...

[1] علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۲۹ ص ۵۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

وَإِنِّي خَلَقْتُ عِبَادِي حُنَفَاءَ كُلَّهُمْ وَإِنَّهُمْ
أَتَتْهُمُ الشَّيَاطِينُ فَاجْتَالَتْهُمْ عَنْ دِينِهِمْ وَحَرَّمَتْ
عَلَيْهِمْ مَا أَحْلَلْتُ لَهُمْ وَأَمَرَتْهُمْ أَنْ يُشْرِكُوا بِي مَا
لَمْ أُنْزِلْ بِهِ سُلْطَانًا وَإِنَّ اللَّهَ نَظَرَ إِلَى أَهْلِ الْأَرْضِ
فَمَقَتَهُمْ عَرَبَهُمْ وَعَجَمَهُمْ إِلَّا بَقَايَا مِنْ أَهْلِ
الْكِتَابِ وَقَالَ إِنَّمَا بَعَثْتُكَ لِأَبْتَلِيَكَ وَأَبْتَلِيَ
بِكَ وَأَنْزَلْتُ عَلَيْكَ كِتَابًا لَا يَغْسِلُهُ الْمَاءُ
تَقْرَؤُهُ نَائِمًا وَيَقْظَانَ وَإِنَّ اللَّهَ أَمَرَنِي أَنْ أُحَرِّقَ
قُرَيْشًا فَقُلْتُ رَبِّ إِذًا يَثْلَغُوا رَأْسِي فَيَدَعُوهُ
خُبْزَةً قَالَ اسْتَخْرِجْهُمْ كَمَا اسْتَخْرَجُوكَ وَاغْزُهُمْ
نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ عَلَيْكَ وَابْعَثْ جَيْشًا
نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ وَقَاتِلْ بِمَنْ أَطَاعَكَ مَنْ
عَصَاكَ قَالَ وَأَهْلُ الْجَنَّةِ ثَلَاثَةٌ ذُو سُلْطَانٍ
مُقْسِطٌ مُتَصَدِّقٌ مُوَفَّقٌ وَرَجُلٌ رَحِيمٌ رَقِيقُ
الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٍ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ
ذُو عِيَالٍ قَالَ وَأَهْلُ النَّارِ خَمْسَةٌ الضَّعِيفُ الَّذِي
لَا زَبْرَ لَهُ الَّذِينَ هُمْ فِيكُمْ تَبَعًا لَا يَبْتَغُونَ أَهْلًا
وَلَا مَالًا وَالْخَائِنُ الَّذِي لَا يَخْفَى لَهُ طَمَعٌ وَإِنْ
دَقَّ إِلَّا خَانَهُ وَرَجُلٌ لَا يُصْبِحُ وَلَا يُمْسِي
إِلَّا وَهُوَ يُخَادِعُكَ عَنْ أَهْلِكَ وَمَالِكَ وَذَكَرَ
الْبُخْلَ أَوِ الْكَذِبَ وَالشِّنْظِيرُ الْفَحَّاشُ وَلَمْ يَذْكُرْ
أَبُو غَسَّانَ فِي حَدِيثِهِ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقَ
عَلَيْكَ.

کے پاس شیطان آئے اور ان کو دین سے پھیر دیا،
اور جو چیزیں میں نے ان پر حلال کی تھیں، وہ انہوں نے
ان پر حرام کر دیں، اور ان کو میرے ساتھ شرک کرنے کا
حکم دیا جب کہ میں نے اس شرک پر کوئی دلیل نازل نہیں
کی، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کو دیکھا، اور
اہل کتاب کے چند باقی ماندہ لوگوں کے سوا تمام عرب اور
عجم کے لوگوں سے ناراض ہوا، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں
نے تم کو آزمائش کے لیے بھیجا ہے اور تمہارے سبب
سے دوسروں کی آزمائش کے لیے، میں نے تم پر ایسی
کتاب نازل کی جس کو پانی نہیں دھو سکتا، تم اس کو نیند اور
بیداری میں پڑھو گے، اور بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے
قریش کے جلانے کا حکم دیا، میں نے کہا اے میرے
رب! وہ تو میرا سر پھاڑ دیں گے، اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے
کر کے چھوڑ دیں گے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان کو اس طرح
نکال دو جس طرح انہوں نے تم کو نکالا ہے، تم ان سے
جہاد کرو ہم تمہاری مدد کریں گے، تم خرچ کرو تم پر خرچ
کیا جائے گا، تم ایک لشکر بھیجو ہم اس سے پانچ گنا لشکر
بھیجیں گے، اپنے اطاعت گزاروں کو لے کر نافرمانوں
کے ساتھ جنگ کرو، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا تین قسم کے
لوگ جنتی ہیں، سلطان عادل جس کو نیکی کی توفیق دی گئی ہو اور
صدقہ کرنے والا ہو، جو شخص رحم دل ہو اور اپنے تمام قرابت
داروں اور تمام مسلمانوں کے لیے رقیق القلب ہو، اور جو
شخص پاک دامن ہو اور عیال دار ہونے کے باوجود سوال
کرنے سے گریز کرتا ہو، اور پانچ قسم کے لوگ دوزخی
ہیں وہ ضعیف لوگ جن کے پاس عقل نہ ہو جو تمہارے ماتحت ہوں اور بیوی اور
مال کے لیے کوئی سعی نہ کریں، وہ خائن شخص جس کی طمع پوشیدہ
نہ ہو جو معمولی سی چیز میں بھی خیانت کرے، وہ دھوکہ باز
جو ہر صبح اور ہر شام کو تمہارے ساتھ، تمہارے اہل اور تمہارے
مال کے ساتھ دھوکہ کرے، اور اللہ تعالیٰ نے بخل یا جھوٹ

بدخو اور فحش کلام کرنے والے کا بھی ذکر کیا، ابو غسان نے اپنی روایت میں یہ ذکر نہیں کیا: تم خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔

۷۰۸۰۔ وحدثناه محمد بن المثنى العنزي حدثنا محمد بن أبي عدي عن سعيد عن قتادة بهذا الإسناد ولم يذكر في حديثه كل مال نحلته عبدا حلال.

قتادہ نے اس سند کے ساتھ روایت کیا اس کی روایت میں یہ مذکور نہیں ہے: میں نے اپنے بندے کو جو مال بھی عطا کیا وہ حلال ہے۔

۷۰۸۱۔ حدثني عبد الرحمن بن بشر العبدي حدثنا يحيى بن سعيد عن هشام صاحب الدستوائي حدثنا قتادة عن مطرف عن عياض بن حمار أن رسول الله صلى الله عليه وسلم خطب ذات يوم وساق الحديث وقال في آخره قال يحيى قال شعبة عن قتادة قال سمعت مطرفا في هذا الحديث.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے۔

۷۰۸۲۔ وحدثني أبو عمار حسين بن حريث حدثنا الفضل بن موسى عن الحسين عن مطر حدثني قتادة عن مطرف بن عبد الله بن الشخير عن عياض بن حمار أخي بني مجاشع قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم خطيبا فقال إن الله أمرني وساق الحديث بمثل حديث هشام عن قتادة وزاد فيه وإن الله أوحى إلي أن تواضعوا حتى لا يفخر أحد على أحد ولا يبغي أحد على أحد وقال في حديثه وهم فيكم تبعا لا يبغون أهلا ولا مالا فقلت فيكون ذلك يا أبا عبد الله قال نعم والله لقد أدركتهم في الجاهلية وإن الرجل ليرعى على الحي ما به إلا وليدتهم يطؤها.

حضرت عیاض بن حمار نے بیان کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر خطبہ دیا، اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے، قتادہ کی روایت میں یہ اضافہ ہے: اور اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ وحی کی ہے کہ تواضع کرو حتیٰ کہ کوئی شخص دوسرے پر فخر نہ کرے اور کوئی شخص دوسرے پر زیادتی نہ کرے۔ اس حدیث میں ہے: وہ لوگ تم میں تابع ہوں گے اہل اور مال کو نہیں طلب کریں گے، میں نے کہا: اے ابو عبداللہ کیا ایسے لوگ ہوں گے؟ انہوں نے کہا: ہاں! بخدا میں نے زمانہ جاہلیت میں ان کو دیکھا ہے، ایک شخص ایک قبیلہ کی بکریاں چراتا تھا، اسے کوئی معاوضہ نہ ملتا سوا اس کے کہ وہ ان کی باندی سے وطی کرتا۔

حدیث الباب کی تشریح

حدیث نمبر ۷۰۷۹ میں ہے: میں نے اپنے بندے کو جو کچھ مال دیا ہے وہ حلال ہے، اس حدیث سے مقصود ان چیزوں کو حرام کرنا ہے جو بندوں نے از خود اپنے

اور حرام کرلی ہیں، مثلاً سائبہ، وصیلہ، بحیرہ اور حامی وغیرہ، یہ جانور ان کے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوتے، اور ہر وہ مال جس کا بندہ جائز طریقہ سے مالک ہو وہ اس کے لیے حلال ہے جب تک اس کے ساتھ کسی دوسرے کا حق متعلق نہ ہو۔

اسی حدیث میں ہے: میں نے اپنے بندوں کو اس حال میں پیدا کیا کہ وہ باطل سے دور رہنے والے تھے، یعنی گناہوں سے پاک تھے یا وہ مستقیم تھے اور ہدایت قبول کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے، ایک قول یہ ہے کہ سب بنو آدم کی روحوں سے یہ عہد لیا گیا "کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں" تو انہوں نے کہا کیوں نہیں۔

اسی حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور اہل کتاب کے چند باقی ماندہ لوگوں کے سوا تمام عرب اور عجم کے لوگوں سے میں ناراض ہوا۔

اس سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے کا زمانہ ہے کیونکہ اس وقت چند اہل کتاب کے سوا باقی تمام عرب اور عجم کے لوگ گمراہ تھے یہ وہ لوگ تھے جو بغیر کسی تحریف کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے عامل تھے علامہ خطابی نے کہا ہے کہ جن یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ کفر کیا وہ اپنے دین حق پر قائم نہیں تھے کیونکہ ان کے دین میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصدیق بھی تھی، اور جن اہل کتاب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پہنچی اور اس کے باوجود وہ اپنے سابق دین پر قائم رہے اور اپنی سابق شریعت پر عامل رہے وہ بھی اپنے دین حق پر نہیں تھے کیونکہ ان کے دین حق میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق بھی داخل تھی۔

اس حدیث میں ہے: میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی جس کو تم نیند اور بیداری میں پڑھو گے، اس جگہ یہ سوال ہے کہ بیداری میں پڑھنا تو عرف اور عادت کے مطابق ہے نیند میں پڑھنے کا کیا مطلب ہے؟ قاضی عیاض نے کہا ایک احتمال یہ ہے کہ آپ پر نیند میں وحی کی جاتی ہو جس طرح بیداری میں وحی کی جاتی ہے، اور یہ بھی احتمال ہے کہ آپ پر کوئی آیت نازل کی جاتی ہو اور آپ اسے نیند میں پڑھتے ہوں یا وہ کر رہے ہوں، یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ آپ اس کتاب کو بیٹھے ہوئے پڑھیں گے اور لیٹے ہوئے، نیند کا اطلاق مجازاً لیٹنے پر ہے اور بیداری کے مقابلہ میں لیٹنا مستعمل ہوتا ہے اس لیے یہی تاویل اولیٰ ہے۔ علامہ ابن مالکی کہتے ہیں کہ میرے شیخ نے اپنے والد سے نقل کیا کہ میرے والد شیخ خلیل امام زمانہ تھے ایک دن میں نے ان کا ورد نہ کھا چھوڑ دیا وہ ناراض ہوئے، میں نے کہا جس وقت میں آپ کے پاس بیٹھتا تھا آپ قرآن مجید پڑھ رہے تھے، انہوں نے کہا تم میری ذات سے ناواقف ہو، میں بیداری اور نیند دونوں حالتوں میں پڑھتا ہوں۔

ایک حدیث میں ہے اگر قرآن مجید کو کسی کھال میں رکھ دیا جائے تو وہ نہیں جلے گی، اس کی ایک تاویل یہ ہے کہ حافظ قرآن نہیں جلے گا، دوسری تاویل یہ ہے کہ یہ علامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کے ساتھ مخصوص تھی اور یہ آپ کی نبوت کی دلیل تھی، تیسری تاویل یہ ہے کہ قرآن فی نفسہ نہیں جلے گا صرف اس کی سیاہی جل جاتی ہے جیسے کہتے ہیں کہ فلاں چیز کو پانی نہیں دھو سکتا یعنی وہ چیز فنا ہوگی نہ مٹے گی۔

اس حدیث میں ہے: میں نے کہا اے میرے رب وہ تو میرا سر پھوڑ دیں گے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے، علامہ خطابی نے کہا کہ یہ جنگ بدر سے پہلے کا واقعہ ہے اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو یہ خوف تھا کہ وہ آپ کا سر پھوڑ دیں گے، جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا: مجھے یہ خوف ہے کہ وہ مجھے قتل

کر دیں گے، لیکن قرآن مجید سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو کسی کا ڈر نہیں ہوتا۔
قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الذین یبلغون رسلت اللہ ویخشونہ ولا یخشون احدا الا اللہ۔ (الاحزاب: ۳۹)
جو لوگ اللہ کے پیغامات پہنچاتے ہیں اور اس سے ڈرتے ہیں وہ اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے۔

اس معارضہ کا جواب یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو نبوت کے ابتدائی دور میں یہ خوف دامن گیر ہوتا [illegible] اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے لوگ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی حفاظت کرتے تھے اور جب قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی: واللہ یعصمک من الناس (المائدہ: ۶۷) اللہ آپ کو لوگوں سے بچائے گا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے فرمایا: تم لوگ چلے جاؤ اللہ تعالیٰ نے میری حفاظت کا ذمہ لے لیا ہے۔ اور اگر اس خوف کو [illegible] پر محمول کیا جائے تو یہ خوف، جبلی اور فطری خوف پر محمول ہے جو غیر اختیاری ہوتا ہے اور جس پر [illegible] نہیں ہے۔

اس حدیث میں ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: تین قسم کے لوگ جنتی ہیں: ایک سلطان عادل [illegible] کیونکہ حدیث میں ہے [illegible] کے متعلق سوال ہوگا [illegible] کوئی شخص کسی کی سلطنت میں [illegible]۔ دوسرا شخص رحم دل ہے [illegible] تیسرا شخص عفیف اور متعفف ہے۔ عفیف کا معنی ہے جو اپنی شہوت اور لذت کے تقاضوں سے بے حیائی کے کاموں سے اجتناب کرے، اور متعفف کا معنی ہے جس شخص کی شہوت بے حیائی کے کاموں کی طرف میلان کرنا چاہتی ہو لیکن وہ خوف خدا سے اپنی طبیعت کے تقاضوں کے خلاف جہاد کرے اور اپنے آپ کو بے حیائی کے کاموں سے روک لے۔

اس حدیث میں ہے پانچ قسم کے لوگ دوزخی ہیں: پہلی قسم ضعیف لوگ ہیں جن کی عقل [illegible] اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو اپنی عقل سے کام نہیں لیتے اور دین کی کسی منفعت اور مصلحت [illegible] لوگوں [illegible] جانوروں کی طرح [illegible] اوصاف خبیثہ کے اوصاف ہیں۔

باب ۱۱۲ عرض مقعد المیت من الجنۃ او النار علیہ واثبات عذاب القبر والتعوذ منہ

میت پر جنت یا دوزخ کا ٹھکانا پیش کرنے، عذاب قبر کے اثبات اور اس سے پناہ مانگنے کا بیان

۷۰۸۳۔ حدثنا یحیی بن یحیی قال قرأت علی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ [illegible]

[illegible] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد [illegible] متوفی ۶۶۸ھ، [illegible] ج ۱۲ ص [illegible]

مَالِكٍ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا مَاتَ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَمِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَمِنْ أَهْلِ النَّارِ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ حَتّٰى يَبْعَثَكَ اللّٰهُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

۷۰۸۳ - حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا مَاتَ الرَّجُلُ عُرِضَ عَلَيْهِ مَقْعَدُهُ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ إِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَالْجَنَّةُ وَإِنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَالنَّارُ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ هٰذَا مَقْعَدُكَ الَّذِي تُبْعَثُ إِلَيْهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ

۷۰۸۴ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ جَمِيعًا عَنِ ابْنِ عُلَيَّةَ قَالَ ابْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ قَالَ وَأَخْبَرَنَا سَعِيدٌ الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ وَلَمْ أَشْهَدْهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنْ حَدَّثَنِيهِ زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ قَالَ بَيْنَمَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي حَائِطٍ لِبَنِي النَّجَّارِ عَلَى بَغْلَةٍ لَهُ وَنَحْنُ مَعَهُ إِذْ حَادَتْ بِهِ فَكَادَتْ تُلْقِيهِ وَإِذَا أَقْبُرٌ سِتَّةٌ أَوْ خَمْسَةٌ أَوْ أَرْبَعَةٌ قَالَ كَذَا كَانَ يَقُولُ الْجُرَيْرِيُّ فَقَالَ مَنْ يَعْرِفُ أَصْحَابَ هٰذِهِ الْأَقْبُرِ فَقَالَ رَجُلٌ أَنَا قَالَ فَمَتٰى مَاتَ هٰؤُلَاءِ قَالَ مَاتُوا فِي الْإِشْرَاكِ فَقَالَ إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِي قُبُورِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوا لَدَعَوْتُ اللّٰهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِي أَسْمَعُ مِنْهُ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ تَعَوَّذُوا بِاللّٰهِ مِنْ عَذَابِ النَّارِ قَالُوا نَعُوذُ بِاللّٰهِ

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ جنتی ہو تو جنتیوں کا اور دوزخی ہو تو دوزخیوں کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، اور اس سے کہا جاتا ہے یہ تمہارا اس وقت ٹھکانا ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ تم کو قیامت کے دن اس ٹھکانے کی طرف اٹھائے گا۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص فوت ہو جاتا ہے تو اس پر صبح اور شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے اگر وہ اہل جنت میں سے ہو تو جنت اور اگر اہل دوزخ میں سے ہو تو اس پر دوزخ پیش کی جاتی ہے، پھر کہا جاتا ہے یہ تمہارا ٹھکانا ہے حتیٰ کہ قیامت کے دن تم کو اس طرف اٹھایا جائے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنا لیکن مجھ سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بنو نجار کے ایک باغ میں اپنی خچر پر سوار ہو کر جا رہے تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے، اچانک وہ خچر بدکی، قریب تھا کہ وہ خچر آپ کو گرا دیتی، وہاں پر چھ، پانچ یا چار قبریں تھیں (راوی نے بیان کیا کہ جریری نے اسی طرح کہا ہے) آپ نے فرمایا: ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ ایک شخص نے کہا: میں جانتا ہوں، آپ نے فرمایا یہ لوگ کب مرے تھے؟ اس نے کہا: یہ لوگ زمانہ شرک میں مرے تھے، آپ نے فرمایا: اس امت کی ان قبروں میں آزمائش کی جاتی ہے، اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم لوگ اپنے مردے دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو وہ عذاب سنائے جو میں سن رہا ہوں، پھر آپ نے ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا: دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی

مِنْ عَذَابِ النَّارِ فَقَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْفِتَنِ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ قَالَ تَعَوَّذُوْا بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ قَالُوْا نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ فِتْنَةِ الدَّجَّالِ.

پناہ طلب کرو، صحابہ نے کہا ہم دوزخ کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں، آپ نے فرمایا قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، صحابہ نے کہا ہم قبر کے عذاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں، آپ نے فرمایا ظاہری اور باطنی ہر قسم کے فتنوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرو، صحابہ نے کہا ظاہری اور باطنی فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں، آپ نے فرمایا دجال کے فتنہ سے اللہ کی پناہ طلب کرو، صحابہ نے کہا ہم دجال کے فتنہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ طلب کرتے ہیں۔

٧٠٨٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَوْلَا اَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللّٰہَ اَنْ يُّسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مجھے یہ خدشہ نہ ہوتا کہ تم مردوں کو دفن کرنا چھوڑ دو گے تو میں اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا کہ وہ تم کو عذاب قبر سنا دے۔

٧٠٨٧۔ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰہِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا اَبِيْ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ كُلُّهُمْ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ عَوْنِ بْنِ اَبِيْ جُحَيْفَةَ ح وَحَدَّثَنِيْ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَابْنُ بَشَّارٍ جَمِيْعًا عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنِيْ عَوْنُ بْنُ اَبِيْ جُحَيْفَةَ عَنْ اَبِيْهِ عَنِ الْبَرَاءِ عَنْ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَسَمِعَ صَوْتًا فَقَالَ يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورج غروب ہونے کے بعد نکلے آپ نے ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا یہود کو قبروں میں عذاب ہو رہا ہے۔

٧٠٨٨۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا يُوْنُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ نَبِيُّ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِيْ قَبْرِهٖ وَتَوَلّٰى

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب واپس چلے جاتے ہیں تو وہ بندہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے

عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ قَالَ يَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ لَهُ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ قَالَ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ قَالَ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعَدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبْدَلَكَ اللَّهُ بِهِ مَقْعَدًا مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَرَاهُمَا جَمِيعًا قَالَ قَتَادَةُ وَذُكِرَ لَنَا أَنَّهُ يُفْسَحُ لَهُ فِي قَبْرِهِ سَبْعُونَ ذِرَاعًا وَيُمْلَأُ عَلَيْهِ خَضِرًا إِلَى يَوْمِ يُبْعَثُونَ.

فرمایا اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں وہ اس سے کہتے ہیں کہ تم اس شخص کے متعلق دنیا میں کیا کہا کرتے تھے، اگر مومن ہوگا تو وہ کہے گا، میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس سے کہا جائے گا تم دوزخ میں اپنے ٹھکانے کی طرف دیکھو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے اس ٹھکانے کو جنت میں ٹھکانے سے بدل دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ شخص اپنے دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا، قتادہ نے یہ کہا کہ ہم سے یہ بیان کیا گیا ہے کہ اس کی قبر میں ستر گز وسعت کر دی جائے گی، اور قیامت تک کے لیے اس کی قبر میں نعمتیں بھر دی جائیں گی۔

۰۸۹ ۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مِنْهَالٍ الضَّرِيرُ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْمَيِّتَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ إِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا انْصَرَفُوا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر میں رکھا جاتا ہے تو وہ لوگوں کے واپس جاتے وقت ان کی جوتیوں کی آواز سنتا ہے

۰۹۰ ۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي ابْنَ عَطَاءٍ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ شَيْبَانَ عَنْ قَتَادَةَ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے اصحاب واپس چلے جاتے ہیں، اس کے بعد حسب سابق روایت ہے۔

۰۹۱ ۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارِ بْنِ عُثْمَانَ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ مَرْثَدٍ عَنْ سَعْدِ بْنِ عُبَيْدَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُثَبِّتُ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ فَيُقَالُ لَهُ مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ رَبِّيَ اللَّهُ وَنَبِيِّي مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَلِكَ قَوْلُهُ عَزَّ وَجَلَّ يُثَبِّتُ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں قول ثابت (کلمہ طیبہ) پر ثابت قدم رکھتا ہے" یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے اس سے کہا جائے گا: تیرا رب کون ہے، وہ کہے گا میرا رب اللہ ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ اللہ عزوجل کے اس قول کی تفسیر ہے: اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا اور آخرت کی زندگی میں قول ثابت (کلمہ طیبہ)،

اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

پر ثابت قدم رکھتا ہے۔

۷۰۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ
بْنُ الْمُثَنّٰى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالُوا حَدَّثَنَا عَبْدُ
الرَّحْمٰنِ يَعْنُونَ ابْنَ مَهْدِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ
أَبِيهِ عَنْ خَيْثَمَةَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ يُثَبِّتُ
اللّٰهُ الَّذِينَ اٰمَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ قَالَ نَزَلَتْ فِي عَذَابِ الْقَبْرِ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "اللہ تعالیٰ مومنین کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں قول ثابت پر ثابت قدم رکھتا ہے۔" یہ آیت عذاب قبر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

۷۰۹۳۔ حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ
حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا بُدَيْلٌ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ شَقِيقٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ إِذَا خَرَجَتْ رُوحُ
الْمُؤْمِنِ تَلَقَّاهَا مَلَكَانِ يُصْعِدَانِهَا قَالَ حَمَّادٌ
فَذَكَرَ مِنْ طِيبِ رِيحِهَا وَذَكَرَ الْمِسْكَ قَالَ وَيَقُولُ
أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ طَيِّبَةٌ جَاءَتْ مِنْ قِبَلِ الْأَرْضِ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكِ وَعَلٰى جَسَدٍ كُنْتِ تَعْمُرِينَهُ
فَيُنْطَلَقُ بِهِ إِلٰى رَبِّهِ عَزَّ وَجَلَّ ثُمَّ يَقُولُ انْطَلِقُوا
بِهِ إِلٰى آخِرِ الْأَجَلِ قَالَ وَإِنَّ الْكَافِرَ إِذَا خَرَجَتْ
رُوحُهُ قَالَ حَمَّادٌ وَذَكَرَ مِنْ نَتْنِهَا وَذَكَرَ لَعْنًا وَ
يَقُولُ أَهْلُ السَّمَاءِ رُوحٌ خَبِيثَةٌ جَاءَتْ مِنْ
قِبَلِ الْأَرْضِ قَالَ فَيُقَالُ انْطَلِقُوا بِهِ إِلٰى آخِرِ
الْأَجَلِ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَرَدَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَيْطَةً كَانَتْ عَلَيْهِ عَلٰى أَنْفِهِ
هٰكَذَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب مومن کی روح نکلتی ہے تو دو فرشتے اس کو لے کر اوپر جاتے ہیں، حماد نے کہا انھوں نے اس کی خوشبو اور مشک کا ذکر کیا اور کہا آسمان والے کہتے ہیں کہ پاکیزہ روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے، اللہ تعالیٰ تجھ پر اور تیرے اس جسم پر رحمت کرے جس کو تو آباد رکھتی تھی، پھر اس روح کو اس کے رب عزوجل کے پاس لے جایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کو آخر وقت کے لیے لے جاؤ حضرت ابوہریرہ نے کہا جب کافر کی روح نکلتی ہے حماد کہتے ہیں انھوں نے اس کی بدبو اور اس کی لعنت کا ذکر کیا تو آسمان والے کہتے ہیں کہ خبیث روح ہے جو زمین کی طرف سے آئی ہے۔ حضور نے کہا پھر کہا جائے گا اس کو آخر وقت کے لیے لے جاؤ، حضرت ابوہریرہ نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کی روح کی بدبو ظاہر کرنے کے لیے اپنی چادر کا کونا اس طرح ناک پر رکھا۔

۷۰۹۴۔ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ عُمَرَ بْنِ سَلِيطٍ الْهُذَلِيُّ
حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ قَالَ قَالَ أَنَسٌ
كُنْتُ مَعَ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ وَاللَّفْظُ
لَهُ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا مَعَ عُمَرَ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان تھے، ہم نے ہلال کو دیکھا، میں تیز نظر کا شخص تھا، میں نے چاند کو دیکھ لیا میرے علاوہ اور کسی کو یہ زعم نہیں تھا کہ اس نے چاند کو دیکھ لیا ہے، حضرت انس نے کہا پھر

فَتَرَاءَيْنَا الْهِلَالَ وَكُنْتُ رَجُلًا حَدِيدَ الْبَصَرِ فَرَأَيْتُهُ وَلَيْسَ أَحَدٌ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَآهُ غَيْرِي قَالَ فَجَعَلْتُ أَقُولُ لِعُمَرَ أَمَا تَرَاهُ فَجَعَلَ لَا يَرَاهُ قَالَ يَقُولُ عُمَرُ سَأَرَاهُ وَأَنَا مُسْتَلْقٍ عَلَى فِرَاشِي ثُمَّ أَنْشَأَ يُحَدِّثُنَا عَنْ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِينَا مَصَارِعَ أَهْلِ بَدْرٍ بِالْأَمْسِ يَقُولُ هَذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا إِنْ شَاءَ اللَّهُ قَالَ فَقَالَ عُمَرُ فَوَالَّذِي بَعَثَهُ بِالْحَقِّ مَا أَخْطَئُوا الْحُدُودَ الَّتِي حَدَّ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَجُعِلُوا فِي بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلَى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى انْتَهَى إِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَيَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي اللَّهُ حَقًّا قَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُكَلِّمُ أَجْسَادًا لَا أَرْوَاحَ فِيهَا قَالَ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ غَيْرَ أَنَّهُمْ لَا يَسْتَطِيعُونَ أَنْ يَرُدُّوا عَلَيَّ شَيْئًا.

میں حضرت عمر سے کہنے لگا: کیا آپ چاند کو نہیں دیکھتے؟ وہ چاند کو نہیں دیکھ رہے تھے، حضرت عمر نے کہا: میں عنقریب چاند کو دیکھوں گا جب میں بستر پر لیٹا ہوا ہوں گا، پھر حضرت عمر نے ہم سے اہل بدر کا واقعہ بیان کرنا شروع کر دیا۔ حضرت عمر نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنگ بدر سے ایک دن پہلے ہمیں (کفار) بدر کے گرنے کی جگہیں دکھا رہے تھے، آپ فرما رہے تھے ان شاء اللہ کل فلاں یہاں گرے گا، حضرت عمر نے کہا: اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گرنے کی جو جگہ بتائی تھی وہ اس حد سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے، حضرت عمر نے کہا: پھر ان (کی لاشوں) کو اوپر تلے کنویں میں ڈال دیا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں! اور اے فلاں بن فلاں! کیا تم نے اللہ اور اس کے رسول کے کیے ہوئے وعدہ کو حق پا لیا؟ کیونکہ میں نے اللہ کے کیے ہوئے وعدہ کو حق پا لیا ہے، حضرت عمر نے کہا: یا رسول اللہ! آپ ان جسموں سے کیسے بات کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں! آپ نے فرمایا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں تم ان کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، البتہ وہ میری بات کا کوئی جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

۷۰۹۵ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ الْبُنَانِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَكَ قَتْلَى بَدْرٍ ثَلَاثًا ثُمَّ أَتَاهُمْ فَقَامَ عَلَيْهِمْ فَنَادَاهُمْ فَقَالَ يَا أَبَا جَهْلِ بْنَ هِشَامٍ يَا أُمَيَّةَ بْنَ خَلَفٍ يَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ يَا شَيْبَةَ بْنَ رَبِيعَةَ أَلَيْسَ قَدْ وَجَدْتُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا فَإِنِّي قَدْ وَجَدْتُ مَا وَعَدَنِي رَبِّي حَقًّا فَسَمِعَ عُمَرُ قَوْلَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن تک بدر کے مقتولین کو رہنے دیا، پھر آپ گئے اور ان کے پاس کھڑے ہوئے آپ نے ان کو ندا کی اور فرمایا: اے ابوجہل بن ہشام! اے امیہ بن خلف! اے عتبہ بن ربیعہ! اے شیبہ بن ربیعہ! کیا تم نے اپنے رب کے کیے ہوئے وعدہ کو حق نہیں پایا؟ کیونکہ میں نے اپنے رب کے کیے ہوئے وعدہ کو حق پا لیا ہے! حضرت عمر نے نبی صلی اللہ

فَقَالَ يَا رَسُولَ اللّٰهِ كَيْفَ يَسْمَعُوا وَأَنَّى يُجِيبُوا وَقَدْ جَيَّفُوا قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهٖ مَا أَنْتُمْ بِأَسْمَعَ لِمَا أَقُولُ مِنْهُمْ وَلٰكِنَّهُمْ لَا يَقْدِرُونَ أَنْ يُجِيبُوا ثُمَّ أَمَرَ بِهِمْ فَسُحِبُوا فَأُلْقُوا فِي قَلِيبِ بَدْرٍ۔

علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر کہا: یا رسول اللہ! یہ لوگ کیسے سنیں گے اور کس طرح جواب دیں گے؟ حالانکہ یہ تو مُردہ ہیں! آپ نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو لیکن وہ جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے پھر آپ نے ان کو بدر کے کنویں میں ڈالنے کا حکم دیا۔

۷۰۹۶ ۔ حَدَّثَنِي يُوسُفُ بْنُ حَمَّادٍ الْمَعْنِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلٰى عَنْ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ ذَكَرَ لَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ أَبِي طَلْحَةَ قَالَ لَمَّا كَانَ يَوْمُ بَدْرٍ وَظَهَرَ عَلَيْهِمْ نَبِيُّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَ بِبِضْعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا وَفِي حَدِيثِ رَوْحٍ بِأَرْبَعَةٍ وَعِشْرِينَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِيدِ قُرَيْشٍ فَأُلْقُوا فِي طَوِيٍّ مِنْ أَطْوَاءِ بَدْرٍ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنٰى حَدِيثِ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ۔

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم فتح یاب ہو گئے تو آپ نے بیس سے زیادہ قریش کے سرداروں کو ایک بدر کے کنوؤں میں سے ایک کنویں میں پھینکنے کا حکم دیا روح کی روایت میں چوبیس کا ذکر ہے باقی حدیث حضرت انس کی روایت کی طرح ہے۔

۷۰۹۷ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ جَمِيعًا عَنْ إِسْمَاعِيلَ قَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حُوسِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُذِّبَ فَقُلْتُ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَسِيرًا فَقَالَ لَيْسَ ذَاكِ الْحِسَابُ إِنَّمَا ذَاكِ الْعَرْضُ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عُذِّبَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس سے قیامت کے دن حساب لیا گیا وہ عذاب میں مبتلا ہو گیا میں نے عرض کیا کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ان سے عنقریب آسان حساب لیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا یہ محاسبہ نہیں ہے یہ تو حساب کے لیے پیش ہونا ہے جس سے قیامت کے دن حساب میں مناقشہ کیا جائے گا اس کو عذاب دیا جائے گا۔

۷۰۹۸ ۔ حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٧٠٩٩۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرِ بْنِ الْحَكَمِ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا يَحْيَى يَعْنِي ابْنَ سَعِيدٍ الْقَطَّانَ، حَدَّثَنَا أَبُو يُونُسَ الْقُشَيْرِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنِ الْقَاسِمِ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيْسَ أَحَدٌ يُحَاسَبُ إِلَّا هَلَكَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَلَيْسَ اللّٰهُ يَقُولُ حِسَابًا يَسِيرًا قَالَ ذَاكِ الْعَرْضُ وَلٰكِنْ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے بھی حساب ہوگا وہ ہلاک ہوگا، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ آسان حساب ہوگا؟ آپ نے فرمایا: یہ تو حساب کے لیے پیش ہونے کا ذکر ہے، لیکن جس سے حساب میں مناقشہ ہوگا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

٧١٠٠۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى وَهُوَ الْقَطَّانُ عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ عَنْ عَائِشَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ نُوقِشَ الْحِسَابَ هَلَكَ ثُمَّ ذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي يُونُسَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص سے حساب میں مناقشہ کیا جائے گا وہ ہلاک ہو جائے گا۔

میت پر اس کا ٹھکانا پیش کیے جانے کا بیان

حدیث نمبر ۷۰۸۳ میں ہے: جب تم میں سے کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس پر صبح و شام اس کا ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ مومنین کے سامنے ان کا ٹھکانا پیش کیا جانا ان کے لیے باعث راحت ہے اور کافروں کے حق میں باعث عذاب ہے کیونکہ ان میں سے ہر ایک اپنے مقام کا مشاہدہ کرتا ہے اور یوم میعاد تک اس کا منتظر رہتا ہے۔

علامہ ابن بطال نے کہا یہ ٹھکانے شہداء پر پیش نہیں کیے جائیں گے، کیونکہ شہداء کی روحیں پرندوں کے پوٹوں میں ہیں جو جنت میں چرتی چگتی رہیں گی اور جنت کے پھلوں سے کھا رہی ہوں گی، اور دوسری ارواح اگر وہ جنتی ہوں گی تو ان پر صرف ان کا جنتی ٹھکانا پیش کیا جائے گا۔ جنتیوں کا ایک ٹھکانا جنت میں اور ایک ٹھکانا دوزخ میں ہوگا اور ان پر وہ دونوں ٹھکانے پیش کیے جائیں گے۔ یہ پیش کیا جانا یا تو صرف روح پر پیش کیا جائے گا یا اس روح پر پیش کیا جائے گا جس کا [illegible] کسی ایک جزء میں حلول ہوگا۔ یہ حدیث اس پر دلیل ہے کہ موت عدم محض نہیں ہے جیسا کہ بعض مبتدعہ کا خیال ہے بلکہ موت بدن سے روح کی مفارقت کا نام ہے یا ایک حال سے دوسرے حال کی طرف منتقل ہونے کا نام ہے۔ حدیث میں ہے کہ صبح اور شام ٹھکانا پیش کیا جاتا ہے، یہ اسی وقت متصور ہوگا جب قبر والا زندہ ہو کیونکہ مردہ پر کسی چیز کا پیش کیا جانا غیر معقول اور غیر مفید ہے۔ علامہ ابی نے کہا ہے کہ میت سے پہلے قبر میں سوال

ہوگا اس کے بعد اس کو اس کے ٹھکانے پیش کیے جائیں گے۔ ۱

قرآن مجید کی آیات سے عذاب قبر پر دلائل

قرآن مجید کی حسب ذیل آیات سے علماء اسلام نے عذاب قبر کے ثبوت پر استدلال کیا ہے:

ولو تری اذ الظّٰلمون فی غمرٰت الموت والملٰئکۃ باسطوا ایدیہم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الہون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن اٰیٰتہٖ تستکبرون۔ (الانعام: ۹۳)

اور اے مخاطب! کاش تو دیکھتا جب ظالم موت کی سختیوں میں مبتلا ہوں گے اور فرشتے ان کی طرف ہاتھ پھیلائے ہوں گے (اور یہ کہیں گے کہ) اپنی جانوں کو نکالو، آج کے دن تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی کیونکہ تم اللہ تعالیٰ پر ناحق بہتان باندھتے تھے اور تم اس کی آیتوں (پر ایمان لانے) سے تکبر کرتے تھے۔

امام بخاری نے اس آیت سے عذاب قبر پر استدلال کیا ہے، اور وجہ استدلال یہ ہے کہ فرشتے کافروں سے روح قبض کرتے ہوئے یہ کہیں گے کہ "آج کے دن تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی" یہ عذاب قیامت کے عذاب سے پہلے ہوگا جو موت کے بعد برزخ میں واقع ہوگا اور یہی عذاب قبر ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ومن اہل المدینۃ مردوا علی النفاق لا تعلمہم نحن نعلمہم سنعذبہم مرتین ثم یردون الی عذاب عظیم۔ (توبہ: ۱۰۱)

اور بعض اہل مدینہ نفاق پر ڈٹ گئے ہیں آپ انہیں نہیں جانتے انہیں ہم جانتے ہیں، عنقریب ہم ان کو دو مرتبہ عذاب دیں گے، پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔

اس آیت میں منافقوں پر اخروی عذاب سے پہلے دو عذابوں کا ذکر کیا گیا ہے، ایک عذاب دنیا میں منافقوں کی رسوائی کا عذاب تھا اور دوسرا عذاب برزخ میں قبر کا عذاب ہے، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

امام طبری، امام ابن ابی حاتم اور امام طبرانی نے اوسط میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کے دن خطبہ میں فرمایا: "نکل، اے فلاں تو منافق ہے"، اس حدیث میں منافقوں کی دنیا میں رسوائی ہے اور یہ عذاب اول ہے اور عذاب ثانی قبر کا عذاب ہے، نیز قتادہ اور حسن بصری سے مروی ہے کہ دو عذابوں سے مراد ایک دنیا کا عذاب ہے، اور دوسرا قبر کا عذاب ہے۔ امام محمد بن اسحاق سے بھی اسی طرح مروی ہے، امام ابن جریر طبری نے اس کی تفسیر میں اختلاف ذکر کرنے کے بعد بیان کیا کہ غالب یہ ہے کہ ایک عذاب قبر ہے اور دوسرا عذاب دنیا میں ہے کہ، اگر قتال، قید، ذلت، اعضاء یا اور کسی نوع کا عذاب ہے۔ ۲

۱۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلیفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۳۰ مطبوعہ ... ، ... علمیہ بیروت
۲۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی شافعی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۳۲ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

مجاہد سے مروی ہے کہ ایک عذاب قتل کا ہے اور دوسرا گرفتاری کا، یا ایک عذاب بھوک کا ہے اور دوسرا عذاب قبر ہے یا ایک عذاب ان کو رسوا کرنے کا ہے اور دوسرا عذاب قبر ہے۔

امام طبرانی نے روایت کیا ہے کہ جب جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منافقوں کو مسجد سے نکال دیا تو حضرت ابن عباس نے کہا منافقوں کا نکالا جانا عذاب اول ہے اور عذاب ثانی عذاب قبر ہے۔[1]

اور قرآن مجید میں ہے:

النار یعرضون علیہا غدوا وعشیا ویوم تقوم الساعۃ ادخلوا آل فرعون اشد العذاب۔

انہیں (قوم فرعون کو) جہنم کی آگ پر صبح اور شام پیش کیا جاتا ہے، اور جب قیامت قائم ہو گی (تو فرشتوں کو حکم دیا جائے گا کہ) آل فرعون کو زیادہ سخت عذاب میں داخل کر دو۔

(مؤمن: ۴۶)

اس آیت میں عذاب قبر پر دو دلیلیں ہیں، ایک دلیل یہ ہے کہ قیامت قائم ہونے سے پہلے قوم فرعون کو صبح اور شام آگ پر پیش کیا جاتا ہے اور قیامت سے پہلے انہیں جس عذاب پر پیش کیا جاتا ہے وہی عذاب قبر ہے، دوسری دلیل یہ ہے کہ قیامت کے دن فرشتوں سے کہا جائے گا کہ قوم فرعون کو زیادہ سخت عذاب میں داخل کرو اس سے معلوم ہوا کہ اس سے پہلے ان کو کم عذاب دیا گیا تھا اور اس سے پہلے جو عذاب دیا گیا تھا وہی عذاب قبر ہے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

قالوا ربنا امتنا اثنتین واحییتنا اثنتین۔ (المؤمن: ۱۱)

(کفار) کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں دو بار موت دی اور دو بار ہمیں زندہ فرمایا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے دو بار موت کا اور دو بار حیات کا ذکر فرمایا ہے، ایک موت اور ایک حیات تو دنیا کی ہے اب دوسری موت اور حیات کون سی ہے؟ یہ اسی وقت درست ہو سکتا ہے کہ جب قبر میں مردہ کو زندہ کیا جائے اور پھر قیامت کے وقت اس پر موت طاری کی جائے تب یہ کہنا درست ہو گا کہ اللہ نے بندے کو دو بار مارا اور دو بار زندہ کیا اور جب قبر میں حیات ثابت ہو گئی تو قبر میں ثواب اور عذاب بھی ثابت ہو گیا کیونکہ جو عذاب قبر کا انکار کرتے ہیں وہ قبر میں حیات کا بھی انکار کرتے ہیں اور جو مانتے ہیں وہ دونوں کو مانتے ہیں تیسرا کوئی مذہب نہیں ہے۔

نیز قرآن مجید میں ہے:

اغرقوا فادخلوا نارا۔

قوم نوح غرقاب ہونے کے فوراً بعد آگ میں داخل کر دی گئی۔

(نوح: ۲۵)

قیامت کے بعد جو عذاب ہو گا وہ غرق ہونے کے فوراً بعد نہیں ہو گا، بلکہ عرصہ ہائے دراز کے بعد ہو گا اس سے پہلے جس عذاب

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۹۹، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

کا یہاں ذکر ہے وہ قبر میں ہی ہو سکتا ہے۔

احادیث سے عذاب قبر پر دلائل

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں کہ عذاب قبر کے ثبوت میں بکثرت احادیث صحیحہ اور احادیث متواترہ موجود ہیں، بعض احادیث یہ ہیں:

(۱) امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب بندے کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے اصحاب چلے جاتے ہیں وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے یہ پوچھتے ہیں تم اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتے تھے وہ کہے گا میں گواہی دیتا تھا کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس سے کہا جائے گا تم جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کو بدل کر تمہارے لیے جنت میں ٹھکانا بنا دیا ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ان دونوں ٹھکانوں کو دیکھے گا اور رہا کافر یا منافق تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں وہ بات کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے، اس سے کہا جائے گا تم نے کچھ جانا نہ پڑھا، پھر لوہے کے ہتھوڑے سے اس کے کانوں کے درمیان ضرب لگائی جائے گی، پھر وہ زور سے چیخ مارے گا جس کو جن اور انس کے سوا سب سنیں گے۔

(۲) صحاح ستہ میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مومن قبر میں بٹھایا جاتا ہے تو وہ شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں، اور یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مصداق ہے: اللہ ایمان والوں کو قول ثابت کے ساتھ ثابت قدم رکھتا ہے ...... یہ حدیث عذاب قبر کے متعلق ہے۔

(۳) امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غروب آفتاب کے بعد باہر گئے آپ نے ایک آواز سنی تو آپ نے فرمایا یہود کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔

(۴) امام ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ مومنوں کو قول ثابت کے ساتھ دنیا اور آخرت میں ثابت قدم رکھتا ہے، اور فرمایا یہ آیت عذاب قبر کے متعلق ہے۔

(۵) امام بخاری، امام مسلم اور امام نسائی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ایک حدیث روایت کی ہے اس میں ہے عذاب قبر حق ہے۔

(۶) امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بزدلی، بخل، عذاب قبر اور سینہ کے فتنوں سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

(۷) امام بخاری، امام ترمذی اور امام نسائی نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت سعد نے اپنے بیٹوں سے کہا ان کلمات سے اللہ کی پناہ طلب کرو جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے اور ان کلمات میں عذاب قبر کا ذکر کیا۔

(۸) امام مسلم نے حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد دعا کرتے تھے: اے اللہ میں کفر، فقر اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(۹) امام ابو داؤد، امام نسائی اور امام ابن ماجہ نے حضرت عبد الرحمان بن حسنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا: کیا تم کو علم نہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص کو کیا عذاب ہوا تھا، ان میں سے کسی شخص کے جب پیشاب لگ جاتا تو وہ اس جگہ کو قینچی سے کاٹتا تھا، اس شخص نے منع کیا تو اس کو قبر میں عذاب ہوا۔

(۱۰)۔ امام نسائی نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! میں سستی اور عذاب قبر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

(۱۱)۔ حکیم ترمذی نے نوادر الاصول میں حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کے فتنوں کا ذکر کیا، حضرت عمر بن الخطاب نے پوچھا: یا رسول اللہ! کیا ہماری عقلوں کو لوٹا دیا جائے گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں! آج کی طرح!

(۱۲)۔ امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گہن کی نماز پڑھانے کے بعد خطبہ دیا، اور اس میں فرمایا: میں نے جس چیز کو بھی اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کو اب دیکھ لیا، حتیٰ کہ جنت اور دوزخ کو بھی، اور مجھ پر یہ وحی کی گئی ہے کہ تم کو قبروں میں آزمایا جائے گا، یہ آزمائش فتنہ دجال کی مثل ہوگی یا قریب، تم میں سے کسی ایک شخص سے پوچھا جائے گا تم کو اس شخص کے متعلق کیا علم ہے؟ مومن کہے گا یہ محمد رسول اللہ ہیں جو ہمارے پاس معجزات اور دلائل لے کر آئے تھے، ہم نے ان کی دعوت قبول کی، ان پر ایمان لائے اور ان کی اتباع کی، کہا جائے گا تم سکون سے سو جاؤ ہمیں علم تھا کہ تم مومن ہو، منافق کہے گا مجھے کچھ علم نہیں میں نے لوگوں سے جو سنا وہ کہہ دیا۔

(۱۳)۔ امام ابن ابی شیبہ نے اپنی مصنف میں حضرت ام مبشر رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے اس وقت میں بنو نجار کے باغات میں سے ایک باغ میں تھی، اس میں زمانہ جاہلیت میں مرنے والے لوگوں کی قبریں تھیں، ام مبشر کہتی ہیں کہ آپ باہر نکلے میں نے سنا آپ فرما رہے تھے قبر کے عذاب سے اللہ کی پناہ طلب کرو، میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! قبر میں عذاب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: ان لوگوں کو ان کی قبروں میں عذاب ہو رہا ہے جس کو جانور بھی سن رہے ہیں۔

(۱۴)۔ امام بخاری اور امام نسائی نے حضرت ام خالد رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے انہوں نے سنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر کے عذاب سے پناہ طلب کر رہے تھے۔ [1]

عذاب قبر کی نفی پر قرآن مجید سے دلائل اور ان کے جوابات

عذاب قبر کے منکرین نے قرآن مجید کی اس آیت سے استدلال کیا ہے۔

لا یذوقون فیہا الموت الا الموتۃ الاولی (دخان: ۵۶) — اہل جنت، جنت میں پہلی موت کے سوا اور کوئی موت نہیں چکھیں گے۔

منکرین کہتے ہیں کہ قبر میں حیات ہو تو حیات جنت سے پہلے دو موتیں ہوں گی، پہلی موت قبر میں جانے سے پہلے اور دوسری موت قبر میں جانے کے بعد، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صرف پہلی موت کے چکھنے کا بیان

[1] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۶، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

کیا ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اہل جنت جنت میں موت کو نہیں چکھیں گے جس طرح دنیا میں ان کی نعمتیں موت سے منقطع ہو گئی تھیں، جنت میں ان کی نعمتیں موت سے منقطع نہیں ہوں گی، لہٰذا اس آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ دخول جنت سے پہلے ان پر دوبارہ موت نہیں آسکتی۔ دوسرا یہ جو فرمایا ہے کہ وہ جنت میں پہلی موت کے سوا اور کوئی موت نہیں چکھیں گے تو یہ جنت میں موت نہ آنے کی بطور تعلیق بالمحال تاکید ہے یعنی اگر پہلی موت کا چکھنا ممکن ہوتا تو وہ جنت میں بھی موت چکھ لیتے لیکن پہلی موت کا چکھنا ممکن نہیں ہے (کیونکہ وہ آچکی) اس لیے اب موت کا چکھنا بھی ممکن نہیں ہے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ الموتۃ الاولیٰ میں جنس موت مراد ہے اور یہ موت کے تعدد کے منافی نہیں ہے کیونکہ جنس متعدد کو بھی شامل ہوتی ہے اس کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کے زمانہ میں کئی مردوں کو زندہ کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ جنس حق جنت میں جانے سے پہلے کئی موتیں چکھ چکے تھے۔ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ الموتۃ الاولیٰ سے جنس موت مراد ہے اور قبر میں حیات کے بعد دوبارہ موت آئی ہو اور دخول جنت سے پہلے جنتیوں نے دو موتیں چکھی ہوں تو یہ اس آیت کے منافی نہیں ہے۔

دوسری آیت کریمہ جس سے منکرین استدلال کرتے ہیں وہ یہ ہے:

وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر: ۲۲) آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں جو قبروں میں ہیں

فرماتے اس لیے نہیں سن سکتے کہ وہ حیات سے عاری ہو چکے ہیں اور جب وہ مردہ ہیں تو عذاب قبر ثابت نہ ہوا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو مردے یعنی کانوں سے نہیں سنتے کیونکہ جسم تو کچھ عرصہ بعد گل سڑ کر مٹی ہو جاتا ہے اور کچھ عرصہ بعد کان بھی نہیں رہتے، اس آیت میں حواس سے سننے کی نفی ہے اور اہل قبور حواس سے نہیں روح کی قوت سے سنتے ہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں آپ کے سنانے کی نفی ہے، قبر والوں کے سننے کی نفی نہیں ہے یعنی جس طرح قبر والوں کے لیے ان کی موت کی وجہ سے آپ کی نصیحت کارگر نہیں ہے اسی طرح کفار مکہ پر بھی ان کی ضد اور ہٹ دھرمی کی وجہ سے آپ کی نصیحت کارگر نہیں ہے۔ تیسرا جواب یہ ہے کہ کفار کو قبر والوں سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہاں مردوں کا اعتبار ہے اور سماع کی نفی سے سماع کے حق کی نفی مراد ہے یعنی آپ کفار میں سماع کو سبب نہیں کر سکتے، تو اگر کفار آپ کی نصیحت کو نہیں سنتے تو آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ غرض اس آیت سے قبر والوں کے سننے کی نفی نہیں ہے اس لیے یہ آیت عذاب قبر کے خلاف نہیں ہے۔

عذاب قبر کے خلاف عقلی شبہات کے جوابات

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ عذاب قبر ثابت ہے اس کے برخلاف خوارج، جمہور معتزلہ، بعض مرجئہ اور بعض روافض عذاب قبر کے قائل نہیں ہیں، اہل حق کے نزدیک میت کے جسم کو عذاب ہوتا ہے، یا جسم کے کسی جزء میں روح کو لوٹانے کے بعد عذاب ہوتا ہے۔ محمد بن جریر، عبداللہ بن کرام اس کے خلاف ہیں وہ کہتے ہیں کہ میت کو عذاب دینے کے لیے روح کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے، اور یہ فاسد ہے، کیونکہ درد کا احساس صرف زندہ کے لیے متصور ہے، اگر یہ اعتراض ہو کہ میت کا جسم

اسی طرح بغیر کسی تغیر کے پڑا ہوتا ہے اور اس پر عذاب دیے جانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا، اس کا جواب یہ ہے کہ اس کی نظیر یہ ہے کہ ایک آدمی خواب میں دیکھ رہا ہے کہ اس کو مار پڑ رہی ہے اور وہ خواب میں درد اور تکلیف بھی محسوس کرتا ہے، لیکن اس کے پاس بیٹھے ہوئے بیدار شخص کو کوئی علم نہیں ہوتا کہ وہ اس وقت کیا محسوس کر رہا ہے، اسی طرح ایک بیدار آدمی کسی خیال کی وجہ سے لذت یا تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے اور اس کے پاس بیٹھے ہوئے شخص کو پتا نہیں ہوتا کہ وہ لذت یا تکلیف کے کس عالم میں ہے، اور اسی طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وحی آتی تھی، آپ حضرت جبرائیل سے ہم کلام ہوتے تھے اور حاضرین کو اس کا کوئی ادراک نہیں ہوتا تھا۔

علامہ ابی کہتے ہیں کہ منکرین عذاب قبر کی دلیل یہ ہے کہ میت سے سوال کرنا اور اس کو عذاب دیا جانا عقل اور مشاہدہ کے خلاف ہے، کیونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ ایک شخص کو قتل کیا گیا یا سولی پر چڑھا دیا گیا اور ایک مدت تک اس کی نعش پڑی رہتی ہے حتی کہ اس کے اجزاء بکھر جاتے ہیں اور ہم اس پر سوال و جواب یا عذاب دیے جانے کے کوئی آثار نہیں دیکھتے اسی طرح جس شخص کو درندے یا پرندے مثلاً گدھ کھا جاتے ہیں اور اس کے اجزاء ان کے پیٹ یا پوٹوں میں ہوتے ہیں اور سب سے زیادہ واضح یہ ہے کہ جو شخص جل کر راکھ ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق سوال اور عذاب کا دعویٰ کرنا عقل کے خلاف ہے، ابن ابی قلانی نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ یہ مستبعد نہیں ہے کہ جس شخص کو سولی پر چڑھا دیا گیا ہو اس میں دوبارہ روح لوٹا دی جائے اگرچہ ہمیں اس کا مشاہدہ نہیں ہوتا جیسے حضرت جبرائیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے اور حاضرین اس کا مشاہدہ نہیں کر پاتے تھے، اسی طرح جو شخص درندے کے پیٹ یا پرندے کے پوٹے میں ہو یا جل گیا ہو اس کے کسی ایک جز میں روح لوٹا دی جائے تو یہ ممکن ہے اگرچہ ہمیں اس کا مشاہدہ نہیں ہوتا، زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ خرق عادت ہے، اور تمام معجزے خرق عادت ہی ہیں۔ [1]

آیا قبر میں عذاب صرف روح کو ہوتا ہے یا روح اور جسم دونوں کو؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں امام بخاری نے کسی حدیث کا یہ عنوان قائم نہیں کیا کہ آیا عذاب قبر صرف روح کو ہوتا ہے، یا روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے؟ اور اس میں متکلمین کا اختلاف مشہور ہے، غالباً امام بخاری نے اس عنوان کو اس لیے ترک کر دیا کہ اس مسئلہ میں کسی جانب بھی قطعی دلیل نہیں ہے۔ [2]

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۳۲، ۲۲۳ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۳۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں

اس میں کوئی استبعاد نہیں کہ بدن کے بعض اجزاء میں حیات لوٹا دی جائے اور اس سے سوال ہو اور اس کو عذاب ہو۔[1]
صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "خشک [illegible] کے پیٹ" [illegible] کا عذاب ہو رہا ہے۔ (صحیح بخاری ج [illegible]
ص ۱۴۳)

علامہ بدرالدین عینی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:
اس حدیث سے یہ مسئلہ مستنبط ہوا کہ جسم کو عذاب دیا جائے گا۔[2]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:
بعض متاخرین حنفیہ نے قبر میں روح لوٹانے میں تردد کیا ہے، انہوں نے کہا حیات کے ثبوت کے لیے روح ضروری نہیں ہے یہ صرف عادی امر ہے، بعض حنفیہ میں سے جو [illegible] کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ جسم میں روح رکھی [illegible] دونوں کو [illegible] ایک جسم لطیف ہے اور بدن [illegible] کہتے ہیں کہ روح جسم سے [illegible] حدیث نقل کی ہے کہ [illegible] آپ نے فرمایا جس [illegible] تمہارا [illegible] جسم کے ساتھ متصل ہوگی [illegible] روح نہیں ہوگی [illegible] بالکل واضح ہیں [illegible] سے مراد [illegible] روح کا [illegible] لذت اور [illegible] کا ذکر [illegible][3]

علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی لکھتے ہیں:
علامہ قونوی نے کہا کہ کفار کی روحیں ان کے جسموں کے ساتھ متصل ہوتی ہیں، اس کی روحوں کو عذاب دیا جاتا ہے اور [illegible] جسموں کو درد ہوتا ہے جیسے سورج آسمان میں ہوتا ہے اور اس کی روشنی زمین پر ہوتی ہے اور مومنین کی روحیں علیین میں ہوتی ہیں اور ان کا نور جسم کے ساتھ متصل ہوتا ہے جیسے سورج آسمان پر ہے اور اس کا نور زمین پر ہے۔[4]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:
انسان کے جسم کا جزء اصلی وہ جز ہے جو اس کے جسم میں اوّل عمر سے لے کر آخر عمر تک باقی رہتا ہے اور اس کے بدن کا زیادہ [illegible] میں وہ جز مشترک رہتا ہے اس کی حیات سے [illegible] کی حیات ہوتی ہے اور

۱۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
۲۔ [illegible] عمدۃ القاری ج ۲ ص ۱۰۱ [illegible]
۳۔ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، [illegible] ص ۲۴۴-۲۴۲، [illegible]
۴۔ علامہ قاسم بن قطلوبغا حنفی متوفی ۸۷۹ھ، شرح [illegible] ص ۲۴۳،

جب انسان مر جائے تو خواہ اس کو قبر میں دفن کر دیا جائے یا اس کو درندے کھا لیں اس کے بدن کا وہ جزء اصلی جس جگہ بھی ہو اس کی روح اس جزء کے ساتھ متعلق کر دی جاتی ہے اور اس تعلق کی وجہ سے اس میں حیات آجاتی ہے تاکہ اس سے سوال کیا جائے، پھر اس کو ثواب یا عذاب دیا جائے اور اس امر میں کوئی استبعاد نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ تمام جزئیات اور کلیات کا عالم ہے، اس لیے وہ بدن کے تمام اجزاء کو ان کی پوری تفاصیل کے ساتھ جانتا ہے اور وہ جانتا ہے کہ کون سا جزء کس جگہ واقع ہے اور کون سا جزء اس کے بدن کا جزء اصلی ہے اور کون سا جزء زائد ہے، اور وہ جزء اصلی اس کے مکمل بدن میں ہو یا کائنات میں کہیں اکیلا ہو ہر حال میں اللہ تعالیٰ انسان کی روح کو اس جزء کے ساتھ متعلق کرنے پر قادر ہے بلکہ اگر ایک انسان کے بدن کے تمام اجزاء مشارق اور مغارب میں منتشر ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اس انسان کی روح کو ان تمام اجزاء کے ساتھ متعلق کرنے پر بھی قادر ہے۔ ۱؎

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ جس میت کو عذاب دینا چاہتا ہے اس کو عذاب دیتا ہے خواہ اس کو قبر میں دفنایا جائے، یا اس کو سولی پر لٹکایا جائے یا وہ سمندر میں غرق ہو جائے، یا اس کو جانور کھا لیں، یا وہ جل کر راکھ ہو جائے اور اس کے ذرات ہوا میں منتشر ہو جائیں جس کو عذاب ہوتا ہے اس کو عذاب ہوگا، اور اہل سنت کا اس پر اتفاق ہے کہ عذاب اور ثواب کا محل روح اور بدن دونوں ہیں۔ ۲؎

قبر میں سوال اور جواب کے متعلق احادیث

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:
قبر میں سوال کرنے کے متعلق حسب ذیل احادیث ائمہ حدیث نے روایت کی ہیں:

۱۔ امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ جب بندہ کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور اس کے اصحاب چلے جاتے ہیں تو وہ ان کی جوتیوں کی آہٹ سنتا ہے، اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں کہ تم اس شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہتے تھے؟ وہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اس سے کہا جائے گا تم جہنم میں اپنے ٹھکانے کو دیکھو، اللہ تعالیٰ نے تمہارے ٹھکانے کو جنت سے بدل دیا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ ان دونوں کو دیکھے گا اور رہا کافر اور منافق تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا، میں نے جو لوگوں کو کہتے ہوئے سنا وہی کہتا تھا، اس سے کہا جائے گا تم نے کچھ جانا نہ کہا، پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے کے ایک ہتھوڑے سے ضرب لگائی جائے گی وہ اس سے ایک زور کی چیخ مارے گا، جس کو جن اور انس کے سوا سب سنیں گے۔

۲۔ امام مسلم نے اس باب میں تین سندوں کے ساتھ اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے [illegible]

۱؎ علامہ علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱ ص ۲۰۳، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ
۲؎ علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص ۱۰۵۔۱۰۶، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

۳۔ امام ابوداؤد اور امام نسائی نے بھی اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۔ امام ابن ماجہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میت کو قبر
میں رکھ دیا جاتا ہے تو نیک آدمی کو بغیر کسی خوف اور دہشت کے بٹھا دیا جاتا ہے، پھر اس سے پوچھا جاتا ہے
تم دنیا میں کس دین پر تھے؟ وہ کہتا ہے اسلام پر، پھر اس سے پوچھا جاتا ہے یہ شخص کون ہیں؟ وہ کہتا ہے محمد رسول
اللہ، یہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے معجزات لے کر آئے اور ہم نے ان کی تصدیق کر دی، اس سے پوچھا
جائے گا کیا تم نے اللہ کو دیکھا ہے؟ وہ کہے گا کسی شخص کے لیے اللہ کو دیکھنا سزاوار نہیں ہے، پھر اس کے لیے
دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھول دی جائے گی وہ دیکھے گا دوزخ میں بعض آگ بعض کو کھا رہی ہے، اس سے کہا
جائے گا دیکھو یہ وہ آگ ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے تم کو بچا لیا ہے، پھر اس کے لیے جنت کی ایک کھڑکی
کھولی جائے گی وہ جنت کی رونق اور تروتازگی کو دیکھے گا، اور اس سے کہا جائے گا یہ تمہارا ٹھکانا ہے، اور
کہا جائے گا کہ تم دنیا میں ایمان پر تھے، اسی پر مرے، اور اسی پر ان شاء اللہ تم اٹھائے جاؤ گے
اور بدکار آدمی کو خوف اور دہشت کے ساتھ قبر میں بٹھایا جائے گا، اس سے پوچھا جائے گا کہ تم دنیا میں کس دین
پر تھے؟ وہ کہے گا مجھے پتا نہیں، اس سے پوچھا جائے گا یہ شخص کون ہیں؟ وہ کہے گا میں نے لوگوں کو
ایک قول کہتے ہوئے سنا سو میں نے کہہ دیا، پھر اس کے لیے جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولی جائے گی وہ
جنت کی نعمتیں اور تروتازگی دیکھے گا، اس سے کہا جائے گا دیکھو اللہ تعالیٰ نے تم کو اس سے محروم کر دیا ہے پھر
اس کے لیے دوزخ کی طرف ایک کھڑکی کھولی جائے گی وہ دیکھے گا دوزخ میں بعض آگ بعض کو کھا رہی ہے
اس سے کہا جائے گا یہ تمہارا ٹھکانا ہے، تم شک میں تھے اور اسی پر مرے اور ان شاء اللہ اسی پر اٹھائے
جاؤ گے۔

۵۔ امام حاکم کی روایت میں ہے اگر وہ مومن ہو تو نماز اس کے سر کے پاس ہوتی ہے اس کے دائیں جانب روزہ
ہوتا ہے، بائیں جانب زکوٰۃ ہوتی ہے، اور نفلی عبادات صدقہ، صلہ رحمی، لوگوں کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک
اور دیگر نیکیاں اس کے پیروں کی جانب ہوتی ہیں، سو جس جانب سے بھی عذاب آتا ہے اس کو منع کیا جاتا ہے،
پھر اس کو بٹھا دیا جاتا ہے اور اس کو سورج غروب ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے تم
اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے، یہ حدیث طویل ہے، امام حاکم نے اس کو صحیح حدیث کہا ہے اور کہا ہے امام بخاری
اور امام مسلم نے اس کو روایت نہیں کیا۔

۶۔ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
قبر میں میت کو یا تم کو رکھا جاتا ہے تو سیاہ اور نیلے فرشتے آتے ہیں، ان میں سے ایک کو منکر اور دوسرے
کو نکیر کہا جاتا ہے وہ یہ کہتے ہیں کہ تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے؟ وہ شخص وہی بات کہے گا جو وہ کہتا تھا کہ
وہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق
نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، پھر وہ فرشتے کہیں گے کہ
ہمیں علم تھا کہ تم یہی کہو گے پھر اس کی قبر میں ستر در ستر وسعت کر دی جائے گی پھر اس کی قبر منور کر دی جائے گی

پھر اس سے کہا جائے گا سو جاؤ، وہ کہے گا میں واپس جا کر اپنے اہل خانہ کو خبر دے دوں، فرشتے اس سے کہیں گے اس طرح سو جاؤ جس طرح وہ دلہن سوتی ہے جس کو وہی بیدار کرتا ہے جو اس کو اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس کی خواب گاہ سے اٹھا دے، اور اگر وہ شخص منافق ہو تو وہ کہے گا میں نے لوگوں کو ایک بات کہتے ہوئے سنا تو میں نے بھی وہی بات کہہ دی، فرشتے کہیں گے کہ ہمیں یقین تھا کہ تم یہی کہو گے پھر زمین سے کہا جائے گا اس کے ساتھ جڑ جاؤ پھر زمین اس کے ساتھ جڑ جائے گی اور اس کی پسلیاں ادھر سے ادھر نکل جائیں گی، اور اس کو اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبر سے اٹھائے گا۔[1]

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

- حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک انصاری کے جنازے میں گئے، ہم قبر کے پاس پہنچے، ابھی تک لحد نہیں بنائی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے، ہم بھی آپ کے گرد بیٹھ گئے ہم اس طرح بیٹھے تھے جیسے ہمارے سروں پر پرندے ہوں، آپ کے ہاتھ میں ایک لکڑی تھی جس سے آپ زمین کو کرید رہے تھے پھر آپ نے سر اٹھا کر دو یا تین بار فرمایا عذاب قبر سے اللہ کی پناہ طلب کرو، پھر فرمایا جب بندہ مومن کا دنیا سے انقطاع اور آخرت کی طرف متوجہ ہونے کا وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان سے ایسے سفید چہرے والے فرشتے نازل فرماتا ہے، جیسے ان کے چہرے آفتاب ہوں، ان کے پاس جنت کے کفنوں میں سے ایک کفن اور جنت کی خوشبوؤں میں سے ایک خوشبو ہوتی ہے حتیٰ کہ وہ حد نگاہ تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں، اور ملک الموت علیہ السلام آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتے ہیں اور کہتے ہیں اے پاکیزہ روح! اللہ کی بخشش اور رضا کی طرف نکل۔ پھر روح اس طرح نکلتی ہے جیسے مشکیزہ سے پانی کا قطرہ نکلتا ہے ملک الموت اس روح کو پکڑ لیتا ہے اور جب وہ اس کو پکڑ لیتا ہے تو آسمان سے اترنے والے فرشتے اس روح کو ملک الموت کے ہاتھ میں پلک جھپکنے کی مقدار بھی نہیں چھوڑتے، اور ملک الموت سے اس روح کو لے کر جنت سے لائے ہوئے کفن میں رکھ دیتے ہیں اور اس خوشبو کو اس کے کفن میں رکھ دیتے ہیں اور اس سے روئے زمین کی سب سے پاکیزہ خوشبو آتی ہے۔ وہ اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں، وہ اس کو لے کر فرشتوں کی جس جماعت کے پاس سے گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ کون سی پاکیزہ خوشبو ہے؟ جو دنیا میں اس شخص کا جو سب سے اچھا نام تھا فرشتے وہ نام بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے یہاں تک کہ آسمان دنیا پر آتے ہیں اور وہ ان کے لیے کھولا جاتا ہے، پھر ہر آسمان سے مقرب فرشتے اس کے ساتھ جاتے ہیں حتیٰ کہ وہ ساتویں آسمان پر پہنچتے ہیں، اللہ عزوجل فرماتا ہے میرے اس بندے کا اعمال نامہ علیین میں رکھ دو، اور اس کی روح کو اس کے جسم میں لوٹا دو، پھر اس کے پاس دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے ہیں: من ربک "تیرا رب کون ہے؟" وہ کہتا ہے ربی اللہ "میرا رب اللہ ہے" پھر وہ پوچھتے ہیں ما دینک "تیرا دین کیا ہے؟" وہ کہتا ہے دینی الاسلام "میرا دین اسلام ہے" وہ پھر پوچھتے ہیں ماھذا

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸، ص ۲۰۲ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

من ھذا الرجل الذی بعث فیکم "یہ کون شخص ہیں جو تمہاری طرف بھیجے گئے تھے؟" وہ کہتا ہے رسول اللہ، پھر وہ اس سے پوچھیں گے تیرا علم کیا ہے؟ وہ کہے گا: میں نے اللہ کی کتاب پڑھی اور اس پر ایمان لایا، اور اس کی تصدیق کی، پھر آسمان سے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت سے فرش بچھا دو اور اس کو جنت کا لباس پہنا دو اور اس کے لیے جنت کی ایک کھڑکی کھول دو، پھر اس کے پاس جنت کی ہوا اور جنت کی خوشبو آئے گی اور اس کی قبر میں منتہائے نظر تک وسعت کر دی جائے گی، پھر اس کے پاس ایک خوبصورت، خوش لباس اور پاکیزہ خوشبو والا شخص آئے گا اور کہے گا تمہیں بشارت ہو، یہی وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ وہ پوچھے گا تم کون ہو؟ وہ کہے گا میں تمہارا نیک عمل ہوں، پھر وہ شخص کہے گا: اے میرے رب تو قیامت کو قائم کر دے تاکہ میں اپنے اہل اور مال کی طرف لوٹ جاؤں، اور جب بندۂ کافر کا دنیا سے منقطع ہونے اور آخرت کی طرف روانگی کا وقت آتا ہے تو سیاہ چہرے والے فرشتے آسمان سے اترتے ہیں ان کے ساتھ ٹاٹ ہوتے ہیں اور وہ اس کے پاس منتہائے نظر تک بیٹھ جاتے ہیں پھر ملک الموت آکر اس کے سرہانے بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح! اللہ تعالیٰ کے غضب اور ناراضگی کی طرف نکل، وہ روح اس کے جسم میں بکھر جاتی ہے، ملک الموت اس کی روح کو اس طرح کھینچ کر نکالتا ہے جس طرح گیلی اون میں سے لوہے کی سیخ کھینچ کر نکالی جاتی ہے پھر وہ اس روح کو پکڑ لیتا ہے اور آسمان سے آنے والے فرشتے اس روح کو ملک الموت کے ہاتھ سے پلک جھپکنے سے پہلے لے کر اس ٹاٹ میں رکھ دیتے ہیں اور روئے زمین پر کسی مردار کی متعفن ترین بو سے بدبودار تعفن اس ٹاٹ میں سے نکلتی ہے پھر وہ اس روح کو لے کر اوپر چڑھتے ہیں وہ فرشتوں کی جس جماعت کے پاس بھی گزرتے ہیں وہ پوچھتے ہیں یہ کیسی خبیث روح ہے؟ اس شخص کا دنیا میں جو بدترین نام تھا وہ فرشتے اس کا وہ نام لے کر بتاتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں ہے حتیٰ کہ آسمان دنیا پر پہنچتے ہیں اور آسمان کا دروازہ کھلواتے ہیں تو اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا جاتا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

لا تفتح لھم ابواب السماء ولا یدخلون الجنۃ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔ (الاعراف: ۴۰)

کفار کے لیے آسمان کے دروازے نہیں کھولے جائیں گے اور نہ وہ جنت میں جائیں گے حتیٰ کہ اونٹ سوئی کے ناکہ میں داخل ہو جائے۔

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اس کا اعمال نامہ زمین کے سب سے نچلے طبقہ سجین میں رکھ دو، پھر اس کی روح کو دور پھینک دیا جائے گا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

ومن یشرک باللہ فکانما خر من السماء فتخطفہ الطیر او تھوی بہ الریح فی مکان سحیق۔ (الحج: ۳۱)

اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا گویا وہ آسمان سے گر گیا پھر اس کو پرندے اچک کر لے جاتے ہیں یا تیز ہوا اس کو کسی دور دراز جگہ پھینک دیتی ہے۔

پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اور دو فرشتے آکر اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے پوچھتے

ہیں: "من ربک" تیرا رب کون ہے، وہ کہتا ہے "ھاہ ھاہ لا ادری" افسوس میں نہیں جانتا، پھر آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ بولا، پھر اس کے لیے آگ کا فرش بچھایا جاتا ہے اور دوزخ کی کھڑکی کھول دی جاتی ہے، اور دوزخ کی گرم ہوائیں آتی ہیں اور اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے، حتیٰ کہ اس کی پسلیاں اِدھر سے اُدھر نکل جاتی ہیں، اور ایک انتہائی بدشکل اور بدلباس شخص آتا ہے جس سے متعفن بدبو آتی ہے اور کہتا ہے تم کو تمہاری بداعمالیاں مبارک ہوں، یہ تمہارا وہ دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا، وہ شخص پوچھے گا تم کون ہو؟ تو وہ کہے گا میں تمہارا بُرا عمل ہوں پھر وہ شخص کہے گا اے میرے رب قیامت قائم نہ کرنا۔ یہ صحیح حدیث ہے، دیگر روایات میں اس کا اختصار ہے، اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ [۱]

۸۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا جب میں تم کو کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو تم کو اس کی تصدیق کی خبر دیتا ہوں، بے شک جب مومن فوت ہوتا ہے تو اس کو قبر میں بٹھا دیا جاتا ہے اس سے پوچھا جاتا ہے:

من ربک ما دینک من نبیک فیقول — تیرا رب کون ہے؟ تیرا دین کیا ہے؟ تیرا نبی کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے، میرا دین اسلام ہے

ربی اللہ دینی الاسلام و نبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ — اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

پھر اس کی قبر میں وسعت کر دی جاتی ہے اور اس میں کشادگی کر دی جاتی ہے، پھر حضرت ابن مسعود نے یہ آیت تلاوت کی:

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیٰوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین۔ (ابراھیم ۲۷) — اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں قول ثابت (کلمہ طیبہ) پر ثابت قدم رکھتا ہے اور اللہ ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔ [۲]

آیا قبر میں کفار سے بھی سوال ہوگا یا نہیں؟

امام بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رہا کافر اور منافق تو وہ کہے گا میں نہیں جانتا میں نے جو لوگوں کو کہتے ہوئے سنا میں وہی کہتا تھا اس سے کہا جائے گا تم نے جانا نہ پڑھا۔ (الحدیث)

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

صحیح بخاری کی بعض احادیث میں "کافر اور منافق" ہے اور بعض احادیث میں "کافر یا منافق" ہے، اور ابوداؤد کی روایت میں ہے "کافر کو جب قبر میں رکھا جائے گا، اسی طرح امام ابن حبان نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے حضرت براء بن عازب کی طویل حدیث میں بھی اسی طرح ہے، امام احمد نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے "اگر کافر یا منافق ہو" اور حضرت اسماء کی روایت میں ہے "اگر کافر یا فاجر ہو" امام بخاری اور امام مسلم نے حضرت

---

[۱] حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۰۔۴۹ مطبوعہ دارالکتاب العربی ۱۴۰۲ھ

[۲] 〃 〃 〃 〃 ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۵۴،

اسمار سے روایت کیا ہے "یا منافق"۔ امام احمد نے حضرت عائشہ سے اور امام ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ سے
روایت کیا ہے "یا بدکار آدمی" اور امام طبرانی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے: اگر وہ اہل شک سے تھے
ہر چند کہ یہ روایات بظاہر مختلف ہیں، لیکن ان تمام روایات میں اس پر اتفاق ہے کہ کافر اور منافق سے بھی سوال کیا
جائے گا اور ان روایات میں ان لوگوں کا رد ہے جو یہ کہتے ہیں کہ سوال صرف ان لوگوں سے ہوگا جو ایمان کے مدعی
ہیں خواہ ان کا دعویٰ حق ہو یا باطل یعنی مومن ہوں یا منافق، ان کی دلیل یہ ہے کہ امام عبدالرزاق نے موقوفاً روایت کیا
ہے، سوال صرف مومن اور منافق سے ہوگا اور کافر تو اس سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق سوال ہی نہیں کیا جائے گا
دراں حالیکہ احادیث صحیحہ مرفوعہ میں اس بات کی صراحتاً تصریح ہے کہ کافر سے بھی سوال کیا جائے گا اور ان کو قبول کرنا زیادہ
لائق ہے۔ (بلکہ واجب ہے)۔ الحکیم ترمذی نے وثوق سے کہا ہے کہ کافر سے سوال کیا جائے گا۔

نابالغ بچے سے سوال کیے جانے میں بھی اختلاف ہے، علامہ قرطبی نے تذکرہ میں وثوق سے بیان کیا ہے
کہ اس سے بھی سوال کیا جائے گا فقہاء احناف سے بھی یہی منقول ہے اور بہ کثرت شافعیہ کا اس پر اتفاق ہے
کہ نابالغ بچے سے سوال نہیں کیا جائے گا۔

نبی سے سوال کیے جانے میں بھی اختلاف ہے، زیادہ ظاہر یہ ہے کہ نبی سے سوال نہیں ہوگا، کیونکہ سوال
ان کے ساتھ مخصوص ہے جن کی آزمائش ہونی چاہیے۔

علامہ ابن عبدالبر مالکی کا میلان اس طرف ہے کہ کافر سے سوال نہیں ہوگا۔ وہ کہتے ہیں کہ آثار اس پر دلالت
کرتے ہیں کہ ان کی آزمائش ہوگی جو اہل قبلہ میں سے ہوں اور کافر منکر سے اس کے دین کے متعلق سوال نہیں ہوگا۔
علامہ ابن قیم حنبلی نے کتاب الروح میں اس کا رد کیا ہے اور کہا ہے کہ کتاب اور سنت میں اس پر دلیل ہے کہ سوال
کافر اور مومن دونوں سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت فی الحیوۃ الدنیا وفی الاخرۃ ویضل اللہ الظالمین۔ ابراہیم ۲۷	اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو دنیا کی زندگی اور آخرت میں قول ثابت (کلمہ طیبہ) پر قائم رکھتا ہے، اور ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے۔

اور صحاح، سنن اور مسانید کی بہ کثرت روایات میں کافر سے سوال کیے جانے کا ذکر ہے جن کا ہم بیان کر
چکے ہیں اور علامہ ابن عبدالبر کا یہ کہنا کہ کافر منکر سے سوال نہیں ہوگا بلا دلیل ہے بلکہ اس کے برخلاف قرآن مجید
میں کافر سے سوال کیے جانے کی تصریح ہے:

فلنسئلن الذین ارسل الیہم ولنسئلن المرسلین۔ الاعراف ۶	تو بے شک ہم ان لوگوں سے ضرور سوال کریں گے جن کی طرف رسول بھیجے گئے اور بے شک ہم رسولوں سے ضرور سوال کریں گے۔
فوربک لنسئلنہم اجمعین۔ الحجر: ۹۲	تو آپ کے رب کی قسم ہم ان سب سے ضرور سوال کریں گے۔

البتہ کافر سے سوال کی نفی کرنے والی ان مؤخر الذکر دو آیتوں کے متعلق یہ کہہ سکتا ہے کہ ان آیتوں میں قیامت کے دن کے سوال کا ذکر ہے اور موضوع بحث قبر کا سوال ہے، ہاں اول الذکر سورۂ ابراہیم کی آیت کا تعلق قبر کے سوال سے ہے اور اس آیت میں مومن اور کافر دونوں کا ذکر ہے۔

آیا پچھلی اُمتوں سے بھی قبر میں سوال ہوتا تھا یا یہ سوال صرف اس اُمت کے ساتھ مخصوص ہے؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

قبر میں سوال کیے جانے کے ساتھ آیا یہ امت مخصوص ہے یا اس سے پہلی امتوں سے بھی سوال کیا جاتا تھا؟ اس میں ظاہر یہ ہے کہ یہ سوال اس امت کے ساتھ مخصوص ہے، حکیم ترمذی نے اسی پر وثوق کیا ہے، انہوں نے کہا اس سے پہلی امتوں کے پاس رسول آتے تھے اگر وہ ان کی اطاعت کر لیتیں تو فبہا، اور اگر ان کی امتیں اطاعت نہ کرتیں تو رسول ان سے الگ ہو جاتے اور ان پر جلد عذاب آ جاتا، اور جب اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا تو ان سے عذاب روک لیا، جو شخص اسلام کو ظاہر کرتا ہے اس کا اسلام قبول کر لیا جاتا ہے خواہ اس کے باطن میں کفر ہو یا اسلام، اور جب وہ مر جاتے ہیں تو ان کے پاس آزمائش کے لیے فرشتے قبر میں آتے ہیں اور سوال کر کے ان کے باطنی امر کو معلوم کر لیں اور اللہ تعالیٰ خبیث کو طیب سے الگ کر دے اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو ثابت قدم رکھتا ہے اور ظالموں کو بھٹکا دیتا ہے۔ حکیم ترمذی کی اس عبارت کی حضرت زید بن ثابت کی اس مرفوع حدیث سے تائید ہوتی ہے کہ "اس امت کی ان کی قبروں میں آزمائش کی جائے گی" اس حدیث کو امام مسلم نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے، امام احمد نے بھی حضرت ابو سعید سے اس قسم کی روایت بیان کی ہے، اور فرشتوں کے اس قول سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے "تم اس شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے متعلق کیا کہتے ہو؟"

نیز امام احمد نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے: "رہی قبر کی آزمائش تو تم میری وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے جاتے ہو اور تم سے میرے متعلق سوال کیا جاتا ہے" اور علامہ ابن قیم کا میلان اس طرف ہے کہ پہلی امتوں سے بھی قبر میں سوال کیا جاتا تھا، انہوں نے کہا، احادیث میں ایسی چیز کا ذکر نہیں ہے جو پہلی امتوں سے سوال کی نفی کرے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف اپنی امت کے امتحان کی کیفیت کو بیان کیا ہے، اور دوسری امتوں سے سوال کیے جانے کی نفی نہیں فرمائی، انہوں نے کہا جو چیز ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ ہر نبی کا اپنی امت کے ساتھ یہی معاملہ ہو گا، اور ان کی امتوں کے کافروں کو سوال کے بعد عذاب دیا جائے گا اور جس طرح آخرت میں ان پر حجت تمام کرنے کے بعد ان کو عذاب ہو گا، اسی طرح قبر میں بھی ان سے سوال کرنے اور ان پر حجت تمام کرنے کے بعد ان کو عذاب دیا گیا۔ ؎۲

علامہ بدر الدین عینی نے بھی اس مسئلہ میں حکیم ترمذی اور علامہ ابن قیم کا یہ اختلاف انہی دلائل کے ساتھ نقل کیا ہے

؎۱ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۳۹۔۲۴۰، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

؎۲ ″ ″ ″ ″ ، فتح الباری ج ۳ ص ۲۴۰، ″ ″ ″

اور اس کی سند میں بھی کوئی راوی ضعیف نہیں بیان کیا۔ حافظ ابن عبد البر اور علامہ سیوطی کی رائے یہ ہے کہ یہ سوال اس امت کے ساتھ خاص ہے۔

آیا انبیاء علیہم السلام اور نابالغ بچوں سے بھی قبر میں سوال ہوتا ہے یا نہیں؟

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

زیادہ صحیح یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام سے ان کی قبروں میں سوال نہیں کیا جائے گا اور نہ مومنین کے بچوں سے سوال کیا جائے گا۔ ۲؎

علامہ کمال بن ابی شریف اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

انبیاء علیہم السلام سے اس لیے سوال نہیں کیا جائے گا کہ حدیث میں ہے کہ امت کے بعض صالحین کی ان کے نیک عمل کی وجہ سے قبر میں آزمائش نہیں ہوگی، مثلاً شہید، سنن نسائی میں ہے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ مسلمانوں کی قبر میں آزمائش کی جاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: اس کے سر پر چمکتی ہوئی تلواریں اس کی آزمائش کے لیے کافی ہیں اور مثلاً جو شخص راہ خدا میں اسلام کی سرحد پر پہرہ دیتا ہے کیونکہ صحیح مسلم میں ہے: ایک دن اور رات کی حفاظت کرنا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ مرگیا تو اس کے اس عمل کا ثواب جاری رہے گا، اور اس کا رزق جاری رہے گا اور وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رہے گا۔ اور جب امت کے بعض صالحین کے لیے قبر کی آزمائش سے محفوظ رہنا ثابت ہے تو انبیاء علیہم السلام اپنے بلند مقام کی وجہ سے زیادہ لائق ہیں کہ وہ اس آزمائش سے محفوظ ہوں اور باقی رہے مومنوں کے بچے تو وہ قبر کے سوال سے اس لیے محفوظ رہیں گے کہ وہ غیر مکلف ہیں۔ ۳؎

قبر میں سوال کرنے والے فرشتوں کی تحقیق

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

حکیم ترمذی نے کہا ہے کہ قبر میں سوال کرنے والے فرشتے فتان قبر ہیں کیونکہ ان کا سوال امتحان کے وقت ذہانت پر مشتمل ہوتا ہے اور ان کو منکر نکیر اس لیے کہتے ہیں کہ ان کی صورت آدمیوں، فرشتوں، جانوروں اور حشرات میں سے کسی کے مشابہ نہیں ہوتی بلکہ ان کی صورت نئی قسم کی ہوتی ہے اور دیکھنے والوں کے لیے ان کی صورت مانوس نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ نے ان کو مومنین کے لیے ثابت قدمی، بصیرت اور تذکیر کا سبب بنایا ہے اور منافق کے لیے ان کو اس کی رسوائی اور آزمائش کا ذریعہ بنایا ہے۔

علامہ سیوطی کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ اس تحقیق کے لحاظ سے یہ علامات کافر کے ساتھ مخصوص ہیں اور مومن کے لیے بھی اس کا ورود ہوگیا ہے۔ علماء شافعیہ میں سے علامہ ابن یونس نے کہا ہے کہ مومن سے سوال کرنے والے فرشتے کا نام مبشر و بشیر ہے۔

علامہ قرطبی نے کہا اگر یہ سوال کیا جائے کہ دو فرشتے ایک وقت میں ایک ساعت میں ان تمام مردوں سے کیسے

۱؎ حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۰۶-۲۰۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

۲؎ علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، المسایرہ مع المسامرہ ص ۲۵۵ مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ مکران

۳؎ علامہ کمال بن ابی شریف متوفی ۹۰۵ھ، المسامرہ ص ۲۲۵-۲۲۳ مطبوعہ دائرۃ المعارف الاسلامیہ مکران

خطاب کر سکتے ہیں جو دنیا میں مختلف اور متفرق مقامات پر مدفون ہوتے ہیں، بایں طور کہ ان تمام مُردوں میں سے ہر مُردہ یہ سمجھتا ہو کہ وہ فرشتے صرف اس سے مخاطب ہیں، اس کا جواب یہ ہے کہ ان کی جسامت اتنی عظیم اور محیط ہے کہ متعدد قبروں میں سے ہر قبر میں بیک وقت ان کی شکل نظر آئے گی اور ہر مُردہ یہ سمجھے گا کہ وہ فرشتہ صرف اس سے مخاطب ہے۔ (علامہ سیوطی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ قبر میں سوال کرنے والے صرف دو فرشتے نہ ہوں بلکہ منکر نکیر فرشتوں کی ایک نوع کا نام ہو جس کے متعدد افراد ہوں اور ہر قبر میں الگ الگ فرشتے آکر سوال کریں، جیسے ہر انسان کے ساتھ الگ الگ کراماً کاتبین ہوتے ہیں۔ بعد میں میں نے دیکھا علامہ حلیمی نے منہاج میں یہی جواب دیا ہے، انہوں نے لکھا ہے کہ سوال کرنے والے فرشتوں کی ایک کثیر جماعت ہے جن میں سے بعض منکر اور بعض نکیر ہیں، اور ہر میت کے پاس ان میں سے دو فرشتوں کو بھیجا جاتا ہے، جیسے انسان کے اعمال لکھنے والے فرشتوں کی ایک کثیر جماعت ہے اور ہر انسان کے ساتھ ان میں سے دو فرشتے مقرر کیے جاتے ہیں۔ ۵

قبر کے سوال میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کی تحقیق

بکثرت احادیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ فرشتے سوال میں یہ کہیں گے:

ما کنت تقول فی ھذا الرجل۔ تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے؟

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

شیخ الاسلام حافظ علامہ حافظ ابن حجر سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا میت کے لیے کشف کر دیا جائے گا حتیٰ کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ لے؟ حافظ ابن حجر نے یہ جواب دیا کہ کسی حدیث میں یہ نہیں آیا کہ میت کے لیے کشف کیا جائے گا البتہ بعض غیر مستند علماء نے بغیر کسی شرعی دلیل کے یہ دعویٰ کیا ہے، البتہ حدیث میں وارد ہے "اس شخص" اس سے ان لوگوں نے استدلال کیا ہے کہ اشارہ کا یہ تقاضا ہے کہ میت کے لیے آپ کو منکشف کر دے، آپ کی طرف اشارہ کر کے سوال کیا جائے کہ تم ان کے متعلق کیا کہتے تھے؟ لیکن یہ دلیل نہیں ہے کیونکہ میت کے ذہن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تصور موجود ہے یہ اس کی طرف اشارہ ہے۔ ۶

ملا علی قاری اس بحث میں لکھتے ہیں:

امام احمد اور امام طبرانی کی روایت میں ہے، "تم اس شخص کے متعلق کیا کہتے تھے"؟ علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ اشارہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور میت کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیا جائے حتیٰ کہ وہ آپ کو دیکھ لے، اور اس سے آپ کے متعلق سوال کیا جائے، کیونکہ اس قسم کی چیز احتمال سے ثابت نہیں ہوتی، علاوہ ازیں یہ امتحان کا موقع ہے اور آپ کی شخصیت کو نہ دیکھنا امتحان کے زیادہ قریب اور مناسب ہے، (ملا علی قاری فرماتے ہیں) میں یہ کہتا ہوں کہ اگر یہ بات صحیح ہو تو یہ ہو سکتا ہے کہ آپ کی زیارت بعض (مومنین) کے لیے مفید ہو اور بعض (کفار) کے

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص ۶۰، مطبوعہ دار الکتب العربیۃ الکبریٰ مصر

۶۔ " " " " ، شرح الصدور ص ۶۰،

سے مستفید ہوں، اور زیادہ ظاہر یہ ہے کہ قبر میں صرف آپ کی زیارت کرائی جائے گی جن تجلیوں سے دنیا میں آپ کی زیارت کی تھی اور خواب میں آپ کی شخصیت مبارکہ کے دیدار سے مشرف ہوتے تھے۔ ۱؎

شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

لفظ ھٰذا کے ساتھ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ ہے یہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ آپ کی رسالت مشہور ہے اور آپ کا تصور ہمارے ذہنوں میں حاضر ہے، یا قبر میں آپ کی ذات حاضر کی جائے گی، اور یا اس طرح کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک مثال دکھائی جائے گی تاکہ آپ کے حال میں حجابات کے مشاہدہ سے اس سوال کی مشکل حل ہو جائے اور جو مسلمان آپ کے فراق کی ظلمت میں گرفتار تھے آپ کی ملاقات کے نور سے ان کا دل روشن اور شاد ہو جائے۔ اس حدیث میں آپ کے مشتاقوں کے لیے بشارت ہے کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے شوق میں کوئی عاشق مار دیا جائے یا جان دے دے تو یہی مقصود ہے۔ اگر آپ کے رخ انور کے دیدار کی نعمت مل جائے تو ایک موت تو کیا ہزار موتیں بھی جان پر گوارا ہیں۔ ۲؎

علامہ عبد العزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

یہ اشارہ یا تو اس وجہ سے ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ذہنوں میں حاضر ہیں اور یا اس وجہ سے ہے کہ آپ کی صورت مثالیہ منکشف کر دی جائے گی۔ یہ امتحان سنیوں کے لیے ہے اسلام اس تحریر کا محتاج نہیں ہے۔ شیخ محی الدین صاحب فتوحات نے کہا ہے کہ وصف رسالت کے بغیر یہ کہنا کہ اس شخص کو کیا کہتے تھے امتحان ہے۔ ۳؎

مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ ھٰذا کو تشخص کے لیے وضع کیا گیا ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اس کا مشار الیہ خارج میں محسوس ہو، اور جو ذہن میں حاضر ہو اس کے ساتھ اشارہ ذہنیہ کرنا مجاز ہے۔

علامہ جامی لکھتے ہیں:

اسماء الاشارة ما وضع لمشار اليه اشارة حسية بالجوارح والاعضاء لان الاشارة عند اطلاقها حقيقة في الاشارة الحسية فهذا يرد ضمير الغائب وامثاله فانها للاشارة الى معانيها اشارة ذهنية لا حسية ومثل ذلكم الله ربكم مما ليست الاشارة اليه حسية محمول على التجوز ۴؎

اسماء اشارہ کو مشار الیہ کی طرف جوارح اور اعضاء سے اشارہ حسیہ کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے کیونکہ جب مطلقاً اشارہ کہا جائے تو وہ اشارہ حسیہ میں حقیقت ہے اور ضمیر غائب اس سے خارج ہو جاتی ہے کیونکہ ان کے ساتھ ان کے معانی کی طرف اشارہ ذہنیہ کیا جاتا ہے نہ کہ حسیہ، اور ذلکم اللہ ربکم میں جو اشارہ حسیہ نہیں ہے تو اس کی توجیہ یہ ہے کہ یہ مجاز پر محمول ہے، مجاز کا تقاضا یہ ہے کہ

۱؎ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱ ص ۱۹۵، مکتبہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

۲؎ شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۱ ص ۱۱۵، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

۳؎ علامہ عبد العزیز پرہاروی، نبراس ص ۲۱۵، مطبوعہ مطبع قادریہ لاہور ۱۳۹۰ھ

۴؎ علامہ عبد الرحمن جامی متوفی ۸۹۸ھ، فوائد ضیائیہ شرح جامی ص ۲۴۴، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی

چونکہ یہ چیز اللہ کے وجود اور اس کی وحدت پر دلالت کرتی ہے تو شدت وضوح کی وجہ سے اس کو بمنزلہ محسوس نازل کر دیا گیا۔ سعیدی غفرلہ)

اور جب یہ ممکن ہے کہ صاحب قبر اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیا جائے اور نفس الامر اور حقیقت کے مطابق لفظ ہذا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے یہ سوال کیا جائے کہ تم اس شخص کو دنیا میں کیا کہتے تھے تو پھر منکرین کے ذہن میں حاضر معنی اور معہود کی طرف اشارہ کر کے کسی قریب یا بعید ضرورت کے بغیر لفظ کو مجاز پر محمول کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بعض صالحین اور متقین پر کرم فرما کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قبر میں خود تشریف لے جاتے ہوں اور فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں: "تم اس شخص کے متعلق دنیا میں کیا کہتے تھے؟" اور عام مومنین کے لیے حجابات اٹھا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو روضہ انور میں دکھا کر سوال کیا جائے اور کفار اور منافقین کو آپ کی مثال دکھا کر سوال کیا جائے کہ جس کی یہ مثال ہے تم ان کو دنیا میں کیا کہتے تھے؟

البتہ اس جگہ یہ سوال ہو سکتا ہے کہ جن لوگوں نے دنیا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا اور وہ آپ کو پہچانتے نہیں ہیں ان سے یہ سوال کرنا کہ تم اس شخص کو کیا کہتے تھے یہ عدل اور انصاف سے بعید ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و رحمت دونوں کے خلاف ہے اس کا جواب یہ ہے کہ دنیا میں ہر انسان کے ذہن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کا تصور ہے کافر ہو یا مومن ہر ایک جانتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا اور وہ دین اسلام کے داعی تھے سو میت کے ذہن میں جو آپ کا تصور ہے اس کی طرف اشارہ کر کے یہ کہا جائے گا: تم اس شخص کے متعلق دنیا میں کیا کہتے تھے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ امام بخاری، امام مسلم، امام ابو داؤد اور امام نسائی کی روایت میں یہ ہے کہ تم محمد کے متعلق کیا کہتے تھے؟ مومن صاحب قبر اس وقت یہ کہے گا یہ اللہ کے رسول اور اس کے بندے ہیں اور کافر کہے گا افسوس میں نہیں جانتا اور یہ بھی ممکن ہے کہ جو شخص دنیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جو کچھ کہتا رہا ہو اس وقت بھی وہی کہے سو اس وقت کوئی شخص یہ کہے گا:

میں یہ کہتا تھا:

صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است ۔ ۱

نماز میں شیخ اور اسی کی مثل بزرگوں کی طرف توجہ کرنا خواہ رسالت مآب ہی کیوں نہ ہوں اپنے بیل اور گدھے کی صورت کا تصور کرنے سے بہت زیادہ برا ہے۔

کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کی ایک حدیث کا یہ معنی بیان کیا تھا:

یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں تو کب سجدہ کے لائق ہوں۔ ۲

۱۔ شیخ محمد اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ، صراط مستقیم ص ۸۶ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

۲۔ شیخ محمد اسماعیل دہلوی متوفی ۱۲۴۶ھ، تقویۃ الایمان ص ۶۱ مطبوعہ مطبع علیمی لاہور

کوئی کہے گا میں یہ کہتا تھا:

[illegible] شیطان و ملک الموت کا علم دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم [illegible] [illegible] [illegible] ملک الموت [illegible] [illegible] [illegible] ملک الموت [illegible]

[illegible]

[illegible] ملک الموت [illegible] زیادہ [illegible]

[illegible]

[illegible] حاصل ہے۔[2]

حضرت حسان فرط عقیدت سے عرض کرتے ہیں گے:

وحسن منک لم تر قط عینی واجمل منک لم تلد النساء

خلقت مبرأ من کل عیب کأنک قد خلقت کما تشاء

[illegible] زیادہ حسین [illegible] خوبصورت [illegible]

[illegible] پیدا کیے گئے

مولانا جامی کہیں گے:

[illegible] جبرئیل [illegible]

[illegible] حضرت جبرئیل [illegible]

شیخ سعدی کہیں گے

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

[illegible] حسین [illegible]

[illegible] صلوۃ بھیجو

اور مصنف کہے گا:

[illegible] بشریت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کا حجاب ہے [illegible]

[illegible] حقیقت [illegible] نسبت ہے [illegible]

[illegible] بشر [illegible]

---

[1] شیخ خلیل احمد [illegible]

[2] شیخ [illegible] مکتبہ [illegible] کراچی

نہ ہوتے تو انسانیت کو یہ عروج نہ ہوتا، انسانیت کا احترام بھی آپ سے ہے اور بشریت کی عزت بھی آپ سے ہے۔
(شرح صحیح مسلم ج ۵ ص ۹۹)

قبر کے سوالوں سے فارغ ہونے کے بعد میت کا کیا انجام ہوگا؟

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں: اگر تم یہ سوال کرو کہ فرشتوں کے سوال کے بعد میت کا کیا انجام ہوتا ہے؟ تو میں کہوں گا کہ اگر میت سعید ہو تو اس کی روح جنت میں ہوتی ہے اور اگر میت شقی ہو تو اس کی روح سجین میں زمین کے ساتویں طبقہ میں جہنم کے کنارے ایک پتھر پر ہوتی ہے، حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ ایک قوم [illegible] میں ہوگی، جنت میں نہ دوزخ میں، اس پر دلیل اصحاب اعراف کا قصہ ہے۔

گناہ کبیرہ کے مرتکبین کے بارے میں کیا کہا جائے گا اس کا علم اللہ ہی کو ہے، آیا ان کے لیے یہ کہا جائے کہ وہ کہاں سے ہوں گے یا اس سے سکوت کیا جائے گا۔ ایک قول یہ ہے کہ نیک لوگوں کی روحیں اپنی قبروں پر آتی ہیں اور زیادہ تر وہ جمعہ کی شب آتی ہیں پھر جمعہ کے دن اور ہفتہ کی تمام شب طلوع آفتاب تک رہتی ہیں ان کو زندہ لوگوں کے احوال کا علم ہوتا ہے۔ نیک لوگوں میں سے جو فوت ہوتا ہے اس سے پوچھتی ہیں فلاں شخص نے کیا کیا، اگر وہ اس کی نیکیوں کا ذکر کرتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ اس کو ثابت قدم رکھنا اور اگر وہ اس کے خلاف ذکر کرتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں اے اللہ! اس کو برائیوں سے پھیر دے! اور اگر ان کو یہ بتایا جائے کہ وہ تو مر چکا ہے کیا وہ تمہارے پاس نہیں، تو وہ کہتے ہیں: انا للہ وانا الیہ راجعون وہ ہمارے طریقہ کے خلاف چلا اور جہنم میں گر گیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب وہ اپنی قبروں پر ہوتے ہیں تو لوگوں کو سلام کیا جائے تو وہ سنتے ہیں اور اگر ان کو اجازت دی جائے تو وہ سلام کا جواب بھی دیتے ہیں۔[1]

مرنے کے بعد روحیں کیا کرتی ہیں اس کا عنقریب مفصل بیان کیا جائے گا۔

ان لوگوں کا بیان جن سے قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ شہید، غازی اور اسلام کے محافظ، عشاء کی نماز کے بعد سورۃ [illegible] پڑھنے والے، جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب فوت ہونے والے اور سنت کی نیت سے خضاب لگانے والے سے قبر میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

علامہ جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں:

علامہ ابو القاسم سعدی نے کتاب الروح میں بیان کیا ہے کہ احادیث صحیحہ میں یہ وارد ہے کہ بعض مُردوں کی قبر میں آزمائش نہیں ہوتی اور نہ ان کے پاس آزمائش کے لیے فرشتے آتے ہیں، اور ان مُردوں کی تین قسمیں ہیں بعض کا تعلق عمل سے ہے، بعض کا تعلق موت کے وقت کسی مصیبت میں مبتلا ہو کر فوت ہونے سے ہے اور بعض کا تعلق مخصوص زمانہ سے ہے۔

حسب ذیل احادیث میں یہ دلیل ہے کہ بعض مُردوں سے قبر میں سوال نہیں کیا جاتا:

۱۔ امام نسائی نے اپنی سند کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا وجہ ہے کہ شہید کے علاوہ باقی لوگوں کی قبر میں آزمائش کی جائے گی؟ آپ نے فرمایا: اس کے سر پر چمکنے والی تلواریں اس کی آزمائش کے لیے کافی ہیں۔

---

[1] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۲۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

۲۔ امام نسائی نے اور امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جس شخص نے ثابت قدمی سے دشمن اسلام سے مقابلہ کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہوگیا یا غالب آگیا اس سے قبر میں آزمائش نہیں ہوگی۔

۳۔ امام مسلم نے حضرت سلمان سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک دن اور ایک رات سرحد اسلام کی حفاظت کرنا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے اور اگر وہ مر جائے تو اس کا کیا ہوا عمل جاری رہتا ہے اور اس کا رزق جاری رہتا ہے اور وہ آزمائش کرنے والوں سے محفوظ رہتا ہے

۴۔ امام ترمذی سند صحیح کے ساتھ حضرت فضالہ بن عبید سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر شخص کے مرنے کے بعد اس کا عمل ختم ہو جاتا ہے سوا اس شخص کے جو اللہ کی راہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرے کیونکہ اس کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے اور وہ قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے بھی روایت کیا ہے۔

۵۔ امام ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرتا ہوا مر جائے تو دنیا میں وہ شخص جو نیک عمل کرتا تھا وہ عمل قیامت تک جاری رہے گا، اور اس کا رزق جاری رہے گا اور وہ آزمائش کرنے والوں سے محفوظ رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کو سب سے بڑی گھبراہٹ کے دن کے خوف اور دہشت سے مامون رکھے گا اور اس کو قبر میں آزمائش کرنے والوں سے محفوظ رکھے گا۔

۶۔ امام بزار اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ کی راہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے مر گیا اس کے نیک اعمال کا اجر جاری رکھا جائے گا اس کا رزق جاری کیا جائے گا اور اس کو آزمائش کرنے والوں سے محفوظ رکھا جائے گا، اور قیامت کے دن اس کو بڑے خوف سے محفوظ رکھ کر اٹھایا جائے گا۔

۷۔ امام طبرانی اپنی سند کے ساتھ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے اللہ کی راہ میں سرحد اسلام کی حفاظت کی اللہ اس کو قبر کی آزمائش سے مامون رکھے گا۔

۸۔ امام طبرانی نے اوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص سرحد اسلام کی حفاظت کرتے ہوئے فوت ہو گیا اس کو قبر کی آزمائش سے بچا لیا جائے گا اور اس کا رزق جاری کیا جائے گا۔

۹۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی راہ میں ایک دن سرحد اسلام پر پہرہ دینا ایک ماہ کے روزوں اور قیام کی مثل ہے اور جو شخص پہرہ دیتے ہوئے فوت ہو گیا اس کے نیک اعمال کو جاری رکھا جائے گا اور اس کو آزمائش کرنے والوں سے مامون رکھا جائے گا، اور قیامت کے دن اس کو بہ حیثیت شہید اٹھایا جائے گا۔

۱۰۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جس نے ایک دن اللہ کے لیے اسلام کی سرحد پر پہرہ دیا وہ ایک ماہ کے روزوں اور قیام کی مثل ہے، اس کو قبر کے عذاب سے محفوظ رکھا جائے گا اور اس کا عمل قیامت تک کے لیے جاری کر دیا جائے گا۔

۱۱۔ امام ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جو شخص ہر رات کو سورہ تبارک الذی پڑھتا ہے اس کو قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھا جائے گا۔

۱۲ امام ابو اسحق نے حضرت براء سے موقوفاً روایت کیا ہے جو شخص سونے سے پہلے الم سجدۃ اور تبارک الذی پڑھے وہ عذاب قبر سے نجات پاتا ہے اور قبر کی آزمائش سے محفوظ رہتا ہے۔

۱۳۔ امام احمد، امام ترمذی نے سند حسن سے، امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات کو مرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھتا ہے۔

۱۴ امام ابن جوزی نے موضوعات میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ جو آدمی اپنے بالوں پر خضاب لگائے ہوئے مرتا ہے (یعنی زرد، عنابی یا سرخ رنگ کا خضاب، سیاہ خضاب مراد نہیں ہے۔ سعیدی غفرلہ) یا قبر میں داخل ہوتا ہے اس سے منکر نکیر سوال نہیں کرتے۔ منکر کہتا ہے اے نکیر اس سے سوال کرو۔ وہ کہتا ہے میں اس سے کیسے سوال کروں جس پر نور اسلام ظاہر ہے۔ ابن جوزی نے کہا اس کی سند میں داؤد ابن سعید ہے جو منکر الحدیث ہے۔ علامہ سیوطی لکھتے ہیں میں کہتا ہوں کہ نور اسلام کی تفسیر حدیث صحیح میں ثابت ہے، یہود و نصاریٰ نہیں رنگتے تم ان کی مخالفت کرو، یہ اس حدیث کی اصل ہے اور یہ حدیث اس شخص پر محمول ہے جس کی خضاب لگانے سے غرض سنت پر عمل کرنا ہو۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے ان احادیث سے ان احادیث کی تخصیص ہوتی ہے جن میں قبر میں سوال کیے جانے کا عموم ذکر ہے اور جب شہید سے سوال نہیں کیا جائے گا تو صدیق سے بطریق اولیٰ سوال نہیں کیا جائے گا کیونکہ قرآن مجید میں صدیق کا ذکر شہید سے پہلے کیا گیا ہے اور مرابط (سرحد کی حفاظت کرنے والا) تو شہید سے کم ہے اور صدیق جس کا مرتبہ دونوں سے زیادہ ہے وہ کیونکر قبر کی آزمائش وغیرہ سے محفوظ نہیں ہو گا۔ بہ ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہید سے مراد وہ شخص ہے جو میدان جنگ میں شہید ہوا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شہید سے مراد عام ہو۔ علامہ سیوطی نے حکمی شہداء کی تعداد تیس لکھی ہے، ہم نے احادیث کے حوالہ سے شرح صحیح مسلم جلد خامس میں حکمی شہداء کی تعداد بیس بیان کی ہے۔ سعیدی غفرلہ۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے اپنے رسالہ "بذل الماعون فی فضل الطاعون" میں لکھا ہے کہ جو شخص طاعون میں مرے گا اس سے بھی قبر میں سوال نہیں ہو گا کیونکہ اس کو یہ یقین ہوتا ہے کہ تقدیر کا لکھا پورا ہو کر رہے گا پس وہ اس شخص کی طرح ہے جو میدان جنگ میں شہید ہو۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ قبر میں شہید کی آزمائش اس لیے نہیں کی جائے گی کہ وہ دنیا میں راہ حق میں جان دے کر آزمائش کی کسوٹی پر پورا اتر چکا ہے اور مرابط پہرہ دیتے وقت بھی اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر اپنے ایمان کے صدق کو ثابت کر چکا ہے اور جمعہ کے دن فوت ہونے والے کی اس لیے آزمائش نہیں ہوتی کہ جمعہ کے دن جہنم میں آگ نہیں دہکائی جاتی اور اس کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور جہنم کا داروغہ باقی دنوں میں جو کارروائی جہنم میں کرتا

ہے وہ جمعہ کے دن نہیں کرتا، پس جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے کسی بندہ کی جمعہ کے دن روح قبض کرتا ہے تو یہ اس کی سعادت اور حسن عاقبت کی دلیل ہوتی ہے اور جمعہ کے دن اسی شخص کی روح قبض کی جاتی ہے جس کا سعید ہونا اللہ تعالیٰ کے ہاں لکھا ہوا ہوتا ہے اس لیے اس کو قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھا جاتا ہے، کیونکہ آزمائش تو صرف اس لیے کی جاتی ہے کہ مومن کا منافق سے امتیاز ہو جائے۔[1]

قبر میں مُردے کو جمعہ کے حوالے کرنے کی تحقیق

بعض عوام میں یہ مشہور ہے کہ جب کوئی شخص مثلاً منگل کو فوت ہو تو جمعہ تک لوگ اس کی قبر پر قرآن مجید پڑھتے رہتے ہیں اور جب جمعہ کا دن آ جاتا ہے تو وہ اس کو جمعہ کے حوالے کر کے آ جاتے ہیں، ان کا یہ نظریہ ہوتا ہے کہ جب تک قرآن مجید کی تلاوت قبر پر ہوتی رہے گی وہ قبر کے سوال اور عذاب سے محفوظ رہے گا اور جمعہ آنے کے بعد سوال و عذاب بہرحال ساقط ہو جاتا ہے اس نظریہ کی وجہ سے وہ جمعہ کے حوالے کرنے کا نام دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے وہ چاہے تو کسی بھی سبب سے میت کی مغفرت کر دے اور اس سے قبر کا عذاب اور سوال ساقط کر دے ہم اس کی نفی نہیں کرتے لیکن قرآن مجید کی تلاوت کرنے سے اور اللہ تعالیٰ سے میت کی مغفرت اور اس سے عذاب و سوال ساقط کرنے کی دعا کرنے سے یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ یہ ہر حال میں ہو جاتا ہے، جس شخص کو قبر میں عذاب ہو رہا ہو جمعہ آنے کے بعد وہ عذاب ختم نہیں ہو جاتا، ہاں ہو سکتا ہے کہ جمعہ کے دن جمعہ کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو جائے لیکن جمعہ کے بعد عذاب بالکل ختم ہو جائے اس کا ثبوت کسی حدیث صحیح سے نہیں ہے بلکہ حدیث صحیح سے یہ ثابت ہے کہ بعض گنہگاروں کو قیامت تک عذاب ہوتا رہے گا اور ظاہر ہے کہ قیامت تک کے عرصہ میں بے شمار جمعے آئیں گے اور ان جمعوں کے بعد عذاب ہوتا رہے گا۔

امام بخاری اپنی صحیح میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب دیکھا کہ ایک شب حضرت جبریل اور میکائیل آپ کو ارض مقدسہ کی طرف لے گئے، وہاں آپ کو دکھایا کہ بعض لوگوں کو عذاب قبر ہو رہا تھا پھر جبریل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی تفصیل بتائی۔

قلت طوفتمانی اللیلة فاخبرانی عما رأیت قالا نعم قال اما الذی رأیته یشق شدقه فکذاب یحدث بالکذبة فتحمل عنه حتی تبلغ الآفاق فیصنع به الی یوم القیامة والذی رأیته یشدخ رأسه فرجل علمه الله القرآن فنام عنه باللیل ولم یعمل فیه بالنهار یفعل به الی یوم القیامة۔[2]

آپ نے کہا تم دونوں نے مجھے آج رات بہت سیر کرائی ہے تو اب مجھے بتاؤ کہ میں نے کیا دیکھا تھا، انہوں نے کہا جس شخص کو آپ نے دیکھا تھا کہ اس کے منہ میں آنکڑا ڈال کر گدی سے منہ تک چیرا جاتا تھا وہ جھوٹا شخص ہے جو کذب بیانی کرتا اور وہ بات سب جگہ پھیل جاتی، اس کو قیامت تک عذاب دیا جاتا رہے گا اور آپ نے جس شخص کے سر کو پتھر سے پھوڑے جاتے ہوئے دیکھا یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کا علم

[1] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص ۲۱۳، ملخصاً مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۸۵ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

دیا یہ وہ ہے جو قرآن مجید سے اعراض کر کے سو جاتا تھا اور دن میں اس پر عمل نہیں کرتا تھا اس کو قیامت تک یہی عذاب دیا جاتا رہے گا۔

صحیح بخاری کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جمعہ آنے کے بعد قبر میں عذاب ختم نہیں ہوتا، اور احادیث میں یہ مذکور نہیں ہے کہ جس شخص کو جمعہ کے دن دفن کیا جائے اس پر قبر میں عذاب نہیں ہوتا یا اس سے قبر میں سوال نہیں ہوتا البتہ احادیث میں یہ مذکور ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن یا جمعہ کی شب فوت ہو جائے اس کو قبر میں عذاب ہوتا ہے نہ اس سے سوال ہوتا ہے خواہ اس کو جمعہ کے دن دفن کیا جائے یا ہفتہ کے دن۔

قبروں کی زیارت کرنا اور قبر والوں کا زائرین کو پہچاننا ان کے سلام کا جواب دینا اور ان سے کلام کرنا

علامہ جلال الدین سیوطی بیان کرتے ہیں:

۱۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جب کوئی شخص اس آدمی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو پہچانتا تھا اور اس کو سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اس کو پہچان کر اس کے سلام کا جواب دیتا ہے اور جب کسی ایسے آدمی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ نہیں پہچانتا اور اس کو سلام کرتا ہے تو وہ بھی اس کے سلام کا جواب دیتا ہے۔

۲۔ امام عقیلی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابورزین نے کہا یا رسول اللہ! میرا راستہ قبرستان سے گزرتا ہے، کیا میں ان کے پاس سے گزرتے وقت ان سے کوئی بات کروں؟ آپ نے فرمایا کہو:

السلام علیکم یا اہل القبور من المسلمین والمؤمنین انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون۔	اے قبروں والے مسلمانو! تم ہمارے پیش رو ہو اور ہم تمہارے تابع ہیں، اور بے شک ہم تمہارے ساتھ لاحق ہونے والے ہیں۔

ابورزین نے کہا یا رسول اللہ! یہ سنتے ہیں؟ آپ نے فرمایا سنتے ہیں لیکن تم کو جواب دینے کی استطاعت نہیں رکھتے یعنی ایسا جواب نہیں دے سکتے جس کو تم سن سکو، وہ اس طرح جواب دیتے ہیں جس کو عادۃً سنا نہیں جاتا، آپ نے فرمایا: اے ابورزین کیا تم کو یہ پسند نہیں کہ فرشتے بھی تم کو اتنی مرتبہ جواب دیں۔

۳۔ امام احمد اور حاکم نے حضرت عائشہ سے روایت کیا ہے کہ میں گھر میں داخل ہو کر اپنے زائد کپڑے اتار دیتی تھی کہ یہاں میرے والد اور خاوند ہیں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی قبریں ہیں) اور جب حضرت عمر کو ان کے ساتھ دفن کیا گیا تو میں حضرت عمر سے حیا کی وجہ سے تمام کپڑوں کو مضبوطی سے پہنے رکھتی تھی۔

۴۔ امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن واسع سے روایت کیا ہے کہ جمعہ کے دن اور جمعہ سے ایک دن پہلے اور ایک دن بعد مردے زیارت کرنے والے کو جانتے ہیں۔

۵۔ امام ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں یحییٰ بن ابی ایوب خزاعی سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر بن الخطاب کے زمانہ میں

ایک عبادت گذار نوجوان مسجد میں رہتا تھا، حضرت عمر اس کو پسند کرتے تھے اس کا ایک بوڑھا باپ تھا، عشاء کی
نماز کے بعد وہ اپنے باپ کے پاس چلا جاتا تھا۔ اس کا راستہ ایک عورت کے دروازہ کے پاس تھا وہ اس پر فریفتہ
ہو گئی۔ وہ اس کے راستہ میں کھڑی رہتی تھی۔ ایک رات جب وہ وہاں سے گذرا تو وہ اس کو ورغلاتی رہی حتیٰ کہ اس
نے خلوت میں اللہ کو یاد کیا اور اس کی زبان پر یہ آیت جاری ہو گئی۔

ان الذین اتقوا اذا مسھم طائف من الشیطن تذکروا فاذا ھم مبصرون۔ (اعراف: ۲۰۱)

بے شک جو لوگ متقی ہیں انہیں جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال آتا ہے تو وہ فوراً متنبہ ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں

وہ جوان اس وقت بے ہوش ہو کر گر گیا۔ اس عورت نے اپنی خادمہ کو بلایا اور دونوں مل کر اس کو اس کے باپ کے
دروازے پر چھوڑ آئیں۔ ادھر اس کا باپ پریشان تھا وہ اس کو ڈھونڈنے نکلا تو وہ دروازے پر بے ہوش پڑا
ہوا ملا انہوں نے اپنے گھر والوں کو بلایا وہ سب مل کر اسے اٹھا کر لے گئے۔ رات کو کافی دیر بعد اس کو ہوش
آیا تو اس کے باپ نے پوچھا اے بیٹے تم کو کیا ہوا تھا؟ بیٹے نے ٹالنا چاہا، باپ نے بحق خدا کا واسطہ دے کر پوچھا
تب بیٹے نے تمام ماجرا سنایا، باپ نے پوچھا بیٹا وہ کون سی آیت تھی؟ تب اس نے وہ آیت دوبارہ پڑھی
جو اس نے پہلے پڑھی تھی، اور آیت پڑھتے ہی وہ دوبارہ بے ہوش ہو گیا، ماں باپ نے اس کو ہلایا جلایا لیکن وہ
جاں بحق ہو چکا تھا انہوں نے اس کو غسل دے کر رات ہی میں دفن کر دیا، صبح کو یہ خبر حضرت عمر رضی اللہ عنہ تک
پہنچی حضرت عمر نے اس کے باپ کے پاس جا کر تعزیت کی، حضرت عمر نے فرمایا تم نے دفن کے وقت مجھے خبر کیوں
نہیں دی؟ اس کے باپ نے کہا اس وقت رات تھی۔ حضرت عمر نے فرمایا ہمیں اس کی قبر کے پاس لے چلو حضرت عمر اور
ان کے اصحاب اس کی قبر پر گئے۔ حضرت عمر نے کہا: اے نوجوان! ولمن خاف مقام ربہ جنتان "جو
شخص خدا کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرے اس کو دو جنتیں ملتی ہیں" اس نوجوان نے قبر کے اندر سے جواب
دیا: اے عمر! مجھے میرے رب نے وہ دو جنتیں دو مرتبہ عطا فرمائی ہیں۔

شرح الصدور ص ۱۸۰ - ۱۸۸، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر،

... ج ۴ ص ... ھ، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت طبع خامس ۱۴۰۵ ھ

تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۸۶، مطبوعہ دار الاندلس بیروت طبع اول ۱۳۸۵ ھ،

۲۔ امام ابن جوزی نے عیون الحکایات میں ابو علی غنوی سے روایت کیا ہے کہ تین شامی نوجوان مسلمان جہاد کرتے
تھے وہ بہت ماہر شہسوار اور بہادر تھے، ان کو ایک مرتبہ روم میں قید کر لیا گیا، بادشاہ نے کہا میں تم کو ملک کا
حصہ دار کر دوں گا اور اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادی کر دوں گا بشرطیکہ تم دین نصرانیت میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے
انکار کیا اور کہا یا محمداہ، پھر بادشاہ نے تین دیگیں منگوائیں، ان میں تیل ڈال کر ان کے نیچے آگ جلائی جاتی رہی اور
ہر روز ان کو ان کھولتے ہوئے تیل پر پیش کیا جاتا، اور ان کو دین نصرانیت کی طرف دعوت دی جاتی لیکن وہ

اعلان کرنے والے نے پھر سب سے بڑے بھائی کو اس جلتے ہوئے تیل میں ڈالا، پھر دوسرے کو، حتیٰ کہ سب سے چھوٹے بھائی کو اس تیل کے قریب لایا گیا، تب ان کے ایک رومی سردار نے بادشاہ سے کہا، اے بادشاہ میں اس کو اس کے دین سے پھیر دوں گا۔ بادشاہ نے پوچھا وہ کس طرح؟ اس نے کہا آپ کو معلوم ہے کہ عرب عورتوں کی طرف بہت جلد مائل ہو جاتے ہیں اور روم میں میری بیٹی سے زیادہ کوئی حسین نہیں ہے، آپ اس لڑکے کو میرے حوالے کر دیں، میں اس کو اپنی بیٹی کے ساتھ تنہائی میں رکھوں گا، وہ عنقریب اس کو اس کے دین سے بہکا دے گی، بادشاہ نے اس کو چالیس دن کی مہلت دی اور اس نوجوان کو اس کے حوالے کر دیا، اس نے اپنی بیٹی کو تمام صورت حال سمجھا کر اس نوجوان کو اپنی بیٹی کے ساتھ رکھا، بیٹی نے کہا آپ اس کو میرے پاس چھوڑ دیں میں اس کو دین سے بہکانے کی ضامن ہوں، وہ نوجوان دن میں روزہ دار رہتا اور رات قیام میں گذارتا حتیٰ کہ اکثر ایام گذر گئے، سردار نے اپنی بیٹی سے پوچھا تم نے کیا کیا؟ اس نے کہا میں کچھ نہیں کر سکی، اس نوجوان کے دونوں بھائی اس شہر میں مارے گئے ہیں شاید اس کو اس کی پریشانی ہے اس لیے یہ میری طرف مائل نہیں ہوتا، آپ بادشاہ سے کچھ دنوں کی اور مہلت لیں اور اس کو میرے ساتھ کسی اور شہر بھیج دیں، سردار نے بادشاہ سے مہلت لے کر اس کو کسی اور بستی میں بھیج دیا، وہاں بھی اس نوجوان کا یہی معمول رہا، وہ دن کو روزہ رکھتا اور رات قیام میں گذار دیتا، حتیٰ کہ جب مقررہ مدت کے ختم ہونے میں چند دن رہ گئے تو اس لڑکی نے کہا میں تمہارے حال سے دیکھتی ہوں کہ تم ہر وقت رب عظیم کی تقدیس کرتے ہو، میں بھی اپنے باپ دادا کے دین کو ترک کر کے تمہارے ساتھ تمہارے دین میں داخل ہو جاتی ہوں، اس نوجوان نے پوچھا یہاں سے نکلنے کا کیا حیلہ ہو گا؟ اس لڑکی نے کہا میں کوشش کرتی ہوں، وہ ایک سواری لے کر آئی وہ دونوں اس پر سوار ہوئے، وہ رات بھر سفر کرتے اور دن کو چھپے رہتے، ایک رات سفر کے دوران انہوں نے گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنی، دیکھا تو وہ اس کے دونوں بھائی تھے اور ان کے ساتھ فرشتے بھی تھے، اس نوجوان نے اپنے دونوں بھائیوں کو سلام کیا اور ان کا حال پوچھا، انہوں نے کہا جب تم نے دیکھا کہ ہم نے ابلتے ہوئے تیل میں غوطہ لگایا تو اس کے بعد جب ہم جنت الفردوس میں پہنچے اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے پاس بھیجا ہے تاکہ اس لڑکی کے ساتھ تمہاری شادی میں ہم گواہ ہو جائیں، پھر انہوں نے بھائی کے ساتھ اس لڑکی کی شادی کر دی اور واپس چلے گئے، اور وہ نوجوان شام کے شہروں میں چلا گیا اور لڑکی کے ساتھ رہا اور اس زمانہ میں شام میں ان کا یہ واقعہ بہت مشہور تھا۔

(شرح الصدور ص ۹۵-۹۶، مطبوعہ مکتبہ الکویت [illegible])

• رسالہ قشیریہ میں ایک کفن چور کا واقعہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک عورت فوت ہو گئی، لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، اس کفن چور نے بھی اس کی نماز جنازہ پڑھی تاکہ اس عورت کی قبر کا پتا چل جائے، جب کافی رات گذر گئی تو اس کفن چور نے اس عورت کی قبر کھود دی، اس عورت نے کہا سبحان اللہ ایک بخشے ہوئے مرد نے ایک بخشی ہوئی عورت کا کفن اتار لیا ہے، کفن چور نے کہا ٹھیک ہے تم کو بخش دیا گیا ہو گا میں کیسے بخشا گیا ہوں؟ اس عورت نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی بخش دیا اور جن لوگوں نے میری نماز جنازہ پڑھی تھی ان سب کو بخش دیا، اور تم نے بھی میری نماز جنازہ پڑھی تھی، پھر اس شخص نے وہ کفن چھوڑ دیا، قبر پر مٹی ڈال دی اور سچی اور پکی توبہ کر لی۔

(شرح الصدور ص ۹۵، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر)

علامہ یافعی نے کہا کہ اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ مردوں کی روحیں بعض اوقات علیین یا سجین سے قبروں میں ان کے جسموں کی طرف لوٹائی جاتی ہیں جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے، خصوصاً جمعہ کی شب کو اور وہ قبروں میں بیٹھتے ہیں اور مجلس میں باتیں کرتے ہیں اور نعمت والوں کو نعمت ہوتی ہے اور عذاب والوں کو عذاب ہوتا ہے جب کہ روحیں علیین یا سجین میں ہوتی ہیں تو صرف روحیں نعمت یا عذاب کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں اور قبروں میں روحیں اور جسم دونوں عذاب میں شریک ہوتے ہیں۔

علامہ ابن قیم نے کہا ہے کہ یہ احادیث اور آثار اس پر دلالت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص قبر کی زیارت کرتا ہے تو قبر والے کو اس کا علم ہوتا ہے، وہ اس کا کلام سنتا ہے اور اس سے مانوس ہوتا ہے اور اس کے سلام کا جواب دیتا ہے یہ امر شہداء اور غیر شہداء تمام مردوں کے حق میں عام ہے، اور اس کے لیے کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔

(شرح الصدور ص ۹۲-۹۳ مطبوعہ مکتبہ عربیہ مصر)

۷. امام ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جو شخص قبرستان میں گیا اور اس نے مردوں کے لیے مغفرت اور رحمت کی دعا کی گویا اس نے ان کے جنازوں پر حاضر ہو کر رحمت کی دعا کی۔

۸. امام بیہقی نے ابو التیاح سے روایت کیا ہے کہ مطرف بن عبداللہ جمعہ کے دن صبح کو قبرستان جایا کرتے تھے، ایک دفعہ جب وہ قبرستان گئے اور سو گئے تو انہوں نے دیکھا کہ تمام قبر والے قبروں سے نکل کر بیٹھے ہوئے ہیں، انہوں نے پوچھا کیا تم کو زیارت کرنے والوں کا علم ہوتا ہے؟ انہوں نے کہا ہاں ہم جانتے ہیں جمعہ کی رات اور جمعہ کے دن اور ہفتہ کی صبح طلوع آفتاب تک، انہوں نے پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے کہا کہ جمعہ کے دن کی فضیلت اور عظمت کی وجہ سے۔

۹. امام ابن ابی الدنیا اور امام بیہقی عثمان بن سودہ سے روایت کرتے ہیں ان کی والدہ بہت عبادت گزار تھیں ان کو راہبہ کہا جاتا تھا، جب وہ فوت ہو گئیں تو میں ہر جمعہ کی شب ان کی زیارت کے لیے جاتا تھا اور ان کے لیے اور دیگر اہل قبور کے لیے دعا اور استغفار کرتا تھا، ایک رات میں نے ان کو خواب میں دیکھا، میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کا کیا حال ہے؟ انہوں نے کہا اے بیٹے موت کی بہت تکلیف ہوتی ہے اور میں الحمد للہ اچھی برزخ میں ہوں اس میں ریحان کا فرش ہے اور سندس اور استبرق کا تکیہ ہے، میں نے پوچھا آپ کو کوئی حاجت ہے؟ کہا: ہاں، میں نے پوچھا کیا حاجت ہے؟ انہوں نے کہا تم جو ہماری زیارت کرتے ہو اور ہمارے لیے دعا کرتے ہو اس کو ترک نہ کرنا، کیونکہ جمعہ کے دن جب تم آتے ہو تو میں خوش ہوتی ہوں اور جب تم آتے ہو تو کہا جاتا ہے اے راہبہ تمہارا بیٹا آ رہا ہے تو میں بھی خوش ہوتی ہوں اور دیگر مردے بھی خوش ہوتے ہیں۔

۵۔ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص ۸۵-۹۵ ملخصاً، مطبوعہ مکتبہ عربیہ مصر

روحوں کی قیام گاہ کی تحقیق

علامہ سیوطی لکھتے ہیں:

امام مسلم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شہداء کی روحیں اللہ تعالیٰ کے پاس سبز پرندوں کے پوٹوں میں ہیں جنت کی نہروں میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی ہیں، پھر ان قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹک رہی ہیں۔

امام احمد، امام ابوداؤد، امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے جو بھائی جنگ احد میں شہید ہو گئے اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پوٹوں میں رکھ دیا کہ وہ جنت کی نہروں پر جائیں اور وہاں کے پھل کھائیں، پھر وہ ایسی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں جو عرش کے نیچے لٹکی ہوئی ہیں، حضرت ابوسعید خدری سے بھی اسی طرح مروی ہے، ابن ابی حاتم کی روایت میں ہے کہ بچوں کی روحیں جنت کی چڑیوں کے پوٹوں میں ہوتی ہیں اور سیر کرتی ہیں۔

امام ابن ماجہ، امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت کعب سے روایت کیا ہے کہ مومن کی روح جنت میں جہاں چاہے سیر کرتی ہے اور کافر کی روح سجین میں ہوتی ہے۔

امام ابن مندہ نے حضرت ام کبشہ بنت معرور رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ روحیں کہاں جاتی ہیں؟ آپ نے اس کے جواب میں اس طرح بیان فرمایا کہ گھر والے رونے لگے، آپ نے فرمایا مومنوں کی روحیں سبز پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر جنت میں کھاتی پیتی رہتی ہیں اور عرش الٰہی کے نیچے لٹکی ہوئی قندیلوں میں بسیرا کرتی ہیں اور یہ دعا کرتی ہیں کہ اے اللہ! تمارے بھائیوں کو ہم سے ملا دے اور جو تو نے وعدہ فرمایا ہے وہ ہمیں عطا فرما دے۔ اور کافروں کی روحیں سیاہ پرندوں کے پوٹوں میں داخل ہو کر جہنم سے کھاتی پیتی ہیں، اور جہنم ہی کی ایک کوٹھڑی میں بسیرا کرتی ہیں اور یہ دعا کرتی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمارے بھائیوں کو ہم سے نہ ملا، اور جس عذاب سے تو نے ہم کو ڈرایا ہے وہ عذاب ہم کو نہ دینا۔

علامہ ابن قیم کہتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ ارواح اپنے مقامات کے لحاظ سے برزخ میں مختلف مقامات پر رہتی ہیں، اس لیے دلائل میں کوئی تعارض نہیں ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی روحیں ملاء اعلیٰ میں علیین میں ہیں، اور ان میں بھی فرق مراتب ہے، اور شہداء کی روحیں سبز رنگ کے پرندوں کے پوٹوں میں ہیں، بعض روحیں جنت کے دروازوں پر ہوں گی جیسا کہ حضرت ابن عباس سے مروی ہے اور بعض روحوں کو جنت میں داخل ہونے سے روک دیا جاتا ہے کہ جیسا کہ چادر چرانے والے شخص کے متعلق ہے کہ اس کی قبر میں آگ جلائی جاتی ہے، اور سفلی روحوں کو زمین پر قید کر دیا جاتا ہے، زانیوں کی روحیں آگ کے تنور میں ہوتی ہیں اور سود خوروں کی روحیں خون کے دریا میں ہوتی ہیں اس لیے تمام روحوں کا ایک ہی مستقر نہیں ہے لیکن مقامات مختلف ہونے کے باوجود روحوں کا اپنے جسموں کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہوتا ہے تاکہ وہ عذاب اور ثواب کا ادراک کر سکیں۔

حافظ ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ مومنوں کی روحیں علیین میں ہیں، اور کافروں کی روحیں سجین میں ہیں، اور ہر روح کا جسم کے ساتھ ایک قسم کا تعلق ہے جو دنیاوی تعلق سے مختلف ہے، اس تقریر سے تمام احادیث کا تعارض دور ہو جاتا ہے اور ارواح خواہ علیین میں ہوں یا سجین میں، ان کا اپنے جسموں کے ساتھ اتصال معنوی ہوتا ہے

بلکہ اگر میت کو ایک قبر سے دوسری قبر میں منتقل کریں یا اس کے اجزاء منتشر ہو جائیں تب بھی روح کا اس جسم یا اس جسم کے اجزاء اصلیہ سے اتصال باقی رہتا ہے۔ ؎۱

روحوں کا زندوں کے احوال اور اعمال پر مطلع ہونا

علامہ علی متقی ہندی امام طبرانی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب مومن کی روح قبض کی جاتی ہے تو اس کے ساتھ اللہ کے بندوں میں سے بخشے ہوئے لوگ ملاقات کرتے ہیں جیسے دنیا میں بشارت دینے والے سے ملتے تھے، وہ کہتے ہیں: اپنے صاحب کو دیکھو تاکہ اس کو راحت حاصل ہو کیونکہ یہ پہلے شدید تکلیف میں تھا، پھر وہ اس سے سوال کرتے ہیں کہ فلاں مرد کا کیا ہوا؟ فلاں عورت کا کیا ہوا؟ کیا اس کی شادی ہو گئی؟ جب وہ کسی شخص کے متعلق پوچھتے ہیں جو اس سے پہلے فوت ہو چکا تھا، وہ بتاتا ہے وہ تو مجھ سے پہلے فوت ہو گیا! وہ کہتے ہیں: انا للہ وانا الیہ راجعون، اس کو دوزخ میں ڈال دیا گیا، وہ بہت برا ٹھکانا ہے اور بہت برا مربی ہے۔ تمہارے اعمال تمہارے عزیزوں اور رشتہ داروں کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، اگر وہ عمل نیک ہوں تو وہ خوش ہوتے ہیں اور کہتے ہیں: اے اللہ! یہ تیرا فضل اور رحمت ہے، تو اس پر اپنی نعمت پوری کر اور اسی پر اس کا خاتمہ کر، اور برے اعمال بھی ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں، پس وہ دعا کرتے ہیں: اے اللہ! اس کو نیک عمل کی توفیق دے جس سے تو راضی ہو اور اس کو اپنا مقرب بنا لے۔ ؎۲

علامہ علی متقی ہندی دیلمی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے برے عملوں سے اپنے مردوں کو رسوا نہ کرو کیونکہ تمہارے قبر والے رشتہ داروں پر تمہارے اعمال پیش کیے جاتے ہیں۔ ؎۳

علامہ علی متقی ہندی، حاکم کی مستدرک کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! دنیا صرف اتنی باقی رہ گئی ہے جتنی مدت میں مکھی فضا میں ادھر ادھر جاتی ہے، قبروں میں جو تمہارے بھائی ہیں ان سے ڈرو کیونکہ تمہارے اعمال ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ ؎۴

علامہ علی متقی ہندی، ابن النجار کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص فوت ہو جائے اور اس کے پڑوسیوں میں سے دو شخص یہ کہیں کہ ہمیں اس کے متعلق نیکی کے سوا کچھ معلوم نہیں، خواہ اللہ تعالیٰ کے علم میں اس کے خلاف ہو، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے: میرے ان بندوں کی اس بندے کے متعلق شہادت قبول کر لو اور اس کے

؎۱ علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ، شرح الصدور ص [illegible]، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

؎۲ علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۵ ص [illegible]، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

؎۳ " " " " کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۸۵ " " " "

؎۴ " " " " کنز العمال ج ۱۵ ص ۶۸۵ " " " "

متعلق تم مجھے علم سے ہی ساتھ درگذر کرو۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

زیارت قبور کا بیان زیارت قبور میں علماء کا اختلاف ہے، علامہ حازمی نے کہا ہے کہ تمام اہل علم کا اس پر اجماع ہے کہ مردوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنے کی اجازت ہے۔ علامہ ابن عبد البر مالکی نے کہا ہے کہ ابتداء میں زیارت کرنے کی ممانعت تھی جیسے قبروں کی زیارت سے ممانعت عام تھی، پھر جب یہ عام ممانعت منسوخ ہوگئی تو مردوں اور عورتوں سب کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز ہو گیا، زیارت قبور کی ممانعت اور جواز پر یہ احادیث دلالت کرتی ہیں:

۱۔ امام مسلم نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو۔

۲۔ امام ترمذی نے بھی یہ حدیث روایت کی ہے اس میں یہ اضافہ ہے: میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی والدہ (رضی اللہ عنہا) کی قبر کی زیارت کی اجازت دے دی گئی ہے سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۳۔ امام ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ دنیا میں بے رغبتی پیدا کرتی ہیں اور آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۴۔ امام حاکم نیشاپوری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے سے منع فرمایا تھا پھر فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو اور کوئی بری بات نہ کہنا۔

۵۔ امام ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی، آپ روئے اور جو صحابہ آپ کے گرد تھے وہ بھی روئے، تو آپ نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے اپنی والدہ کے استغفار کی اجازت طلب کی تھی مجھے یہ اجازت نہیں دی [illegible] استغفار کرنے سے کسی کو والدہ ماجدہ کے متعلق معصیت کا وہم ہو [illegible] استغفار کیا جاتا ہے [illegible] اور ان کی زیارت کی اجازت طلب کی تو مجھے اجازت دے دی گئی سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ یہ موت کی یاد دلاتی ہیں۔

۶۔ امام ابن ماجہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور کی اجازت دی ہے۔

۷۔ امام طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: [illegible] جن چیزوں کو حلال کر دیا جن سے میں نے منع فرمایا تھا [illegible] اور برتنوں کی اجازت دے دی۔

۸۔ امام احمد نے حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: قبروں کی زیارت کیا کرو [illegible] آخرت یاد دلاتی ہے۔

ھ [illegible] عمدۃ القاری ج ۸ ص ۶۵ [illegible] ۱۳۰۵ھ

۹۔ امام ترمذی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تم کو زیارت قبور سے منع کیا تھا سو تم قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ وہ تم کو آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔

۱۰۔ امام محمد حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ [illegible] ان کی طرف منہ کرکے فرمایا السلام علیکم۔

۱۱۔ امام احمد حضرت [illegible] رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ [illegible] قبر [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کو [illegible] کرتے ہوئے دیکھا ہے۔

۱۲۔ امام [illegible] کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جو شخص اپنے کسی مسلمان بھائی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے جس کو وہ دنیا میں پہچانتا تھا [illegible] سلام کا جواب دیتا ہے۔

۱۳۔ [illegible] قبروں کی [illegible] حدیث [illegible] زیارت [illegible] ہو سکتے ہیں۔

عورتوں کی زیارت قبور سے متعلق احادیث

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالک قال مر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بامرأۃ تبکی عند قبر فقال اتقی اللہ واصبری قالت الیک عنی فانک لم تصب بمصیبتی ولم تعرفہ فقیل لہا انہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتت باب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلم تجد عندہ بوابین فقالت لم اعرفک فقال انما الصبر عند الصدمۃ الاولیٰ[2]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو ایک قبر کے پاس رو رہی تھی، آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو، اس نے کہا آپ میرے پاس سے ہٹ جائیے کیونکہ آپ کو میری مصیبت نہیں پہنچی، اور وہ آپ کو پہچانتی نہ تھی۔ اس سے کہا گیا کہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تھے، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر گئی اس نے وہاں دربان نہیں دیکھے، اس نے کہا میں نے آپ کو پہچانا نہیں تھا، آپ نے فرمایا صبر صدمہ کی ابتداء کے وقت ہوتا ہے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

اس حدیث سے وجہ استدلال یہ ہے کہ [illegible] کی زیارت کرنے سے منع [illegible]

---

[1] حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ ھ، عمدۃ القاری [illegible]
[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ ھ، صحیح بخاری [illegible]
[3] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ ھ، صحیح مسلم [illegible] ۱۳۷۵ ھ

کسی کام کو مقرر اور ثابت رکھنا بھی حجت ہے۔

نیز امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے پوچھا زیارت قبر کے وقت کیا کہیں؟

قالت كيف اقول لهم يا رسول الله؟ قال قولي السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين ويرحم الله المستقدمين منا والمستاخرين وانا ان شاء الله بكم للاحقون۔[1]

حضرت عائشہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ان سے کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا تم کہو: ان مسلمان اور مومن گھر والوں پر سلام ہو، اللہ تعالیٰ ہمارے پہلوں اور پچھلوں پر رحم فرمائے اور ہم انشاء اللہ تمہارے ساتھ لاحق ہوں گے۔

نیز امام حاکم روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن ابی مليكة ان عائشة اقبلت ذات يوم من المقابر فقلت لها يا ام المؤمنين من اين اقبلت قالت من قبر اخي عبد الرحمن بن ابي بكر فقلت لها اليس كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن زيارة القبور قالت نعم كان نهى ثم امر بزيارتها۔[2]

عبد اللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت عائشہ قبرستان سے آئیں، میں نے پوچھا: اے ام المومنین آپ کہاں سے آرہی ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اپنے بھائی عبد الرحمن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کرکے آرہی ہوں، میں نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کرنے سے منع نہیں فرمایا؟ انہوں نے کہا: ہاں آپ نے پہلے منع فرمایا تھا پھر آپ نے قبروں کی زیارت کرنے کا حکم دیا۔

عن حسين بن علي ان فاطمة بنت النبي صلى الله عليه وآله وسلم كانت تزور قبر عمها حمزة كل جمعة فتصلي وتبكي عنده هذا الحديث رواته عن آخرهم ثقات۔[3]

حضرت حسین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدتنا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی ہر جمعہ کے دن زیارت کرتی تھیں، اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن ابی مليكة قال توفي عبد الرحمن بن ابي بكر بالحبشي قال فحمل الى مكة فدفن فيها فلما قدمت عائشة اتت قبر عبد الرحمن بن ابي بكر فقالت وكنا كندماني جذيمة حقبة من الدهر حتى

عبد اللہ بن ابی ملیکہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما حبشہ میں فوت ہوگئے ان کو مکہ لا کر دفن کیا گیا جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت عبد الرحمن کی قبر پر گئیں تو فرمانے لگیں: ہم جذیمہ کے دو ساتھیوں (عقیل اور مالک) کی طرح ایک عرصہ تک اس طرح ساتھ رہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ

۱۔ امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ، المستدرک ج ۱ ص ۳۷۶، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع، مکہ مکرمہ

۳۔ المستدرک ج ۱ ص ۳۷۷،

قيل لن يتصدعا فلما تفرقنا كأني ومالكا
لطول اجتماع لم نبت ليلة معا ثم قالت
والله لو حضرتك ما دفنت إلا حيث مت
ولو شهدتك ما زرتك۔[1]

تو کبھی جدا نہیں ہوں گے اب جب کہ جدا ہوگئے تو میں اور معیت کے متعلق یوں لگنے لگا کہ میں اور مالک کبھی ایک رات بھی ساتھ نہیں رہے، (یہ ایک مشہور شعر ہے) پھر فرمایا: بخدا اگر میں تمہاری موت کے وقت حاضر ہوتی تو تم جہاں فوت ہوئے تھے وہیں دفن کیا جاتا اور اگر میں اس وقت حاضر ہوتی تو اب زیارت کے لیے نہ آتی۔

عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن زوارات القبور۔[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی بکثرت زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت پر مطلقاً نہیں فرمائی زیارت پر لعنت فرمائی ہے اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا مطلقاً زیارت کرنا منع نہیں ہے، ممنوع صرف کثرت سے جانا ہے کیونکہ بکثرت جانے سے خاوند کے حقوق ضائع ہوتے ہیں اور فتنہ اور فساد کا بھی اندیشہ ہے۔

فقہاء احناف کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں: بعض علماء کا یہ مذہب ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مکروہ ہے، کیونکہ ان میں صبر کم ہوتا ہے اور وہ بے صبری کا اظہار زیادہ کرتی ہیں، اور امام ابوداؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بکثرت زیارت قبور کرنے والی عورتوں اور قبروں پر مسجد بنانے والوں اور چراغ جلانے والوں پر لعنت فرمائی ہے، ایک قوم نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ زیارت قبور کی رخصت مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں کو شامل نہیں ہے۔ علامہ ابن عبدالبر مالکی نے کہا ممکن ہے یہ حدیث بھی زیارت قبور کی رخصت سے پہلے کی ہو، عورتیں زیارت کرتی ہیں میرے نزدیک ان کا نہ جانا مستحب ہے اور جوان عورتوں کا قبروں پر جانا فتنہ سے خالی نہیں ہے اور عورتوں کے لیے گھروں کی چار دیواری میں لازم رہنے سے اور کوئی چیز مقدم نہیں ہے، بعض علماء نے نماز پڑھنے سے عورتوں کے جانے کو بھی مکروہ کہا ہے تو قبرستان میں جانا بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا، عورتوں پر جمعہ کا پڑھنا ضروری نہیں ہے تو میت کے جنازے میں ان کی یہی وجہ ہے کہ ان کو گھر سے باہر نکلنے کی ممانعت ہے۔ جو لوگ عورتوں کے لیے زیارت قبور کے جواز کے قائل ہیں ان کی دلیل یہ ہے کہ عبداللہ بن ابی ملیکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک دن قبرستان سے آرہی تھیں، میں نے پوچھا اے ام المومنین آپ کہاں سے آرہی ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کرکے آرہی ہوں، میں نے عرض کیا: کیا رسول اللہ صلی

۱۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۱۷۱، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
۲۔ ،، ،، ،، ، جامع ترمذی ص ۱۷۱، ،، ،، ،،

اللہ علیہ وسلم نے قبور کی زیارت سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پہلے حضور نے منع فرمایا تھا بعد میں آپ نے زیارت قبر کا حکم فرمایا۔

بعض علماء نے بوڑھی اور جوان عورتوں میں فرق کیا ہے، اور صرف زیارت اور مردوں سے اختلاط میں فرق کیا ہے، علامہ قرطبی مالکی نے کہا جوان عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا حرام ہے، اور رہیں بوڑھی عورتیں تو ان کا زیارت قبور کے لیے جانا جائز ہے بشرطیکہ وہ مردوں سے اختلاط نہ کریں، اور ان شاء اللہ اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہوگا۔ نیز علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ جامع ترمذی کی روایت میں زوارات (بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں) پر لعنت ہے وہ زوارات مبالغہ کا صیغہ ہے، اس کا معنی ہے جو بکثرت زیادہ قبور کے لیے جاتی ہوں، اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی کبھی زیارت قبور کرنے والی عورتوں پر لعنت نہیں ہے اور نہ ان کی ممانعت ہے۔ یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ عورتوں کو بکثرت زیارت کرنے سے اس لیے منع کیا ہے کہ ان کے قبرستان میں زیادہ جانے سے خاوند کے حقوق ضائع ہوتے ہیں، ان کی پوشیدہ زینتوں کا اظہار ہوتا ہے اور عورتوں کا باہر نکلنا مشہور ہو جاتا ہے۔ اور اس میں ان لوگوں کے ساتھ تشبہ ہوتا ہے جو قبروں کی تعظیم کی وجہ سے قبروں کے ساتھ لازم رہتے ہیں، اور عورتوں کے قبروں پر جانے سے ان کے رونے چلانے اور واویلا کرنے کا بھی خدشہ ہے، اس کے علاوہ اور بھی خرابیاں ہیں (مثلاً عورتوں کے زیادہ آنے جانے سے لوگ بھی فتنہ میں مبتلا ہوتے ہیں اور عورتوں کی عزت اور ناموس کو بھی خطرہ ہوتا ہے۔) اس اعتبار سے زائرات اور زوارات (کبھی کبھی زیارت کرنے والیوں اور بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں) میں فرق کیا جا سکتا ہے۔

"توضیح" میں مذکور ہے کہ حضرت بریدہ کی حدیث میں زیارت قبور کی ممانعت کے منسوخ ہونے کی تصریح ہے، اور حاصل یہ ہے کہ شعبی اور نخعی کو اجازت کی احادیث نہیں پہنچیں، اور شارع علیہ السلام سال کی ابتداء میں شہداء کی قبروں پر جاتے تھے اور فرماتے تھے:

سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار۔ تمہارے صبر کی وجہ سے تم پر سلام ہو وہ آخرت کیا ہی اچھا ہے!

اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح کرتے تھے، اور حضرت شارع علیہ السلام نے ایک ہزار اصحاب کے ساتھ فتح مکہ کے دن اپنی والدہ ماجدہ کی قبر کی زیارت کی، ابن ابی الدنیا نے اس حدیث کو بیان کیا ہے اور امام ابن ابی شیبہ نے حضرت علی حضرت ابن مسعود اور حضرت انس رضی اللہ عنہم سے زیارت قبور کی اجازت روایت کی ہے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ہر جمعہ کو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتی تھیں، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنے والد کی قبر کی زیارت کرتے تھے، وہاں ٹھہرتے اور ان کے لیے دعا کرتے، اور امام عبد الرزاق نے بیان کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے بھائی حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کرتی تھیں اور ان کی قبر مکہ میں تھی، ابن ابی حبیب نے کہا ہے کہ قبروں کی زیارت کرنے، وہاں بیٹھنے اور قبروں کے پاس سے گزرتے وقت سلام کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ افعال کیے ہیں، امام مالک سے زیارت قبور کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے اس سے منع کیا تھا پھر اس کی اجازت دے دی، سو اگر انسان ایسا کرے اور صرف نیک کلمات کہے تو میرے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ نیز توضیح

ان مذکور سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر رضی اللہ عنہما کی قبروں کی زیارت کے استحباب پر تمام امت کا اجماع ہے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب کسی سفر سے آتے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مکرم پر آتے اور عرض کرتے

السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا ابابکر، السلام علیک یا ابتاہ۔

صرف ابتداء اسلام میں زیارت قبور سے منع کیا گیا تھا اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت بتوں کی عبادت اور قبروں پر سجدہ کرنے کا رواج قریب تھا اور لوگ نئے نئے اس عہد سے نکلے تھے اور جب لوگوں کے دلوں میں اسلام مستحکم اور قوی ہو گیا اور قبروں کی عبادت کرنے اور ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا خطرہ نہیں رہا تو آپ نے قبروں کی زیارت کی ممانعت کو منسوخ کر دیا کیونکہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے اور دنیا سے بے رغبتی ہوتی ہے اور طاؤس سے منقول ہے کہ دفن کے بعد لوگ سات دن تک قبر سے جدا نہ ہونے کو مستحب قرار دیتے تھے کیونکہ مردوں سے قبروں میں سات دن حساب اور آزمائش ہوتی ہے۔

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا مکروہ ہے بلکہ اس زمانہ میں حرام ہے خصوصاً شہر کی عورتوں کا جانا حرام ہے، کیونکہ وہ بہ طور فتنہ اور فساد نکلتی ہیں، بہت زیادہ خوشبو لگا کر اور بناؤ سنگھار کر کے نکلتی ہیں اور راستہ میں آنے جانے والے مردوں کو دیکھتی ہیں اور ان کی طرف متوجہ ہوتی ہیں، زیارت قبور کی اجازت تو صرف اس لیے دی گئی ہے کہ لوگ آخرت کو یاد کریں، موت کی ہولناکیوں پر غور کر کے ان سے بچیں، اور زہد اختیار کریں اور دنیا سے دل نہ لگائیں۔ [1]

علامہ زین الدین ابن نجیم حنفی لکھتے ہیں:

وقيل تحرم على النساء والاصح ان الرخصة ثابتة لهما [2]

ایک قول یہ ہے کہ عورتوں کا زیارت قبور کے لیے جانا حرام ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے رخصت ثابت ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا حرام ہے، اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ عورتوں کے لیے بھی قبروں کی زیارت جائز ہے، اور بحر الرائق، اور شرح المنیہ میں لکھا ہے کہ یہ مکروہ ہے، علامہ خیر الدین رملی نے کہا ہے کہ اگر وہ تجدید غم کے لیے اور مردے کی خوبیاں بیان کرنے اور رونے اور واویلا کرنے کے لیے جائیں تو یہ جائز نہیں ہے اور حدیث میں زائرات قبور پر جو لعنت کی گئی ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر رونے اور واویلا کرنے کے بجائے عبرت، آخرت اور میت پر دعا کرنے کے لیے جائیں یا صالحین کی قبروں کی زیارت سے برکت حاصل کرنے کے لیے جائیں تو بوڑھی عورتوں کے جانے میں کوئی حرج نہیں ہے اور جوان عورتوں کے لیے جانا مکروہ ہے جس طرح جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے لیے عورتوں کے مسجدوں میں جانے کا حکم ہے اور یہ بہت اچھی توفیق ہے۔ [3]

---

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۷۰، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] علامہ زین الدین ابن نجیم مصری حنفی متوفی ۹۷۰ھ، بحر الرائق ج ۲ ص ۱۹۵، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۳، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۰ھ

فقہاء حنبلیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

عورتوں کے لیے زیارت قبور کرنے میں امام احمد سے مختلف روایات ہیں، ایک روایت کراہت کی ہے، کیونکہ امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ ہم کو زیارت قبور سے منع کیا گیا ہے اور ہم پر اس کی تاکید نہیں کی، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ زیارت قبور پر لعنت فرماتا ہے (یعنی قبر کی بہت زیادہ زیارت کرنے والیوں پر) یہ صحیح حدیث ہے اور یہ عورتوں کے ساتھ مخصوص ہے، اور ممانعت کا منسوخ ہونا مردوں اور عورتوں دونوں کو عام ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ممانعت کا منسوخ ہونا مردوں کے ساتھ مخصوص ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مردوں کو زیارت قبور کی اجازت دینے کے بعد عورتوں پر لعنت فرمائی ہو، اس لیے عورتوں کی زیارت قبر کا معاملہ رخصت اور ممانعت کے درمیان دائر ہے، اس لیے اس کا کم از کم حکم کراہت ہے نیز عورت صبر کم کرتی ہے اور بے صبری اور بے قراری زیادہ کرتی ہے اور جب وہ قبر کی زیارت کرے گی تو اس کا غم جوش میں آئے گا اور موت کی یاد اس کے دل و دماغ میں تازہ ہو جائے گی، اس لیے یہ اندیشہ ہے کہ عورت زیارت قبر کے وقت کسی ناجائز امر کا ارتکاب کرے گی اس کے برعکس مرد سے یہ اندیشہ نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ عورتوں کو بالخصوص زور زور سے رونے، بال نوچنے، گریبان پھاڑنے، مردے کی خوبیاں بیان کرنے اور واویلا کرنے سے منع کیا گیا ہے۔

امام احمد سے دوسری روایت یہ ہے کہ عورتوں کا قبروں کی زیارت کرنا مکروہ نہیں ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد عام ہے: "میں نے تم کو قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا، اب قبروں کی زیارت کیا کرو" یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ پہلے ممانعت کی گئی تھی، اور پھر یہ ممانعت منسوخ کر دی گئی اور اس کے عموم میں مرد اور عورتیں دونوں داخل ہیں، ابن ابی ملیکہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا آپ کہاں سے آ رہی ہیں؟ آپ نے کہا اپنے بھائی عبدالرحمٰن کی قبر سے، میں نے کہا کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زیارت قبور سے منع نہیں فرمایا؟ آپ نے فرمایا ہاں پہلے منع فرمایا تھا پھر آپ نے قبروں کی زیارت کا حکم دیا، اور امام ترمذی نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ نے اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کی اور حضرت عائشہ نے یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: اگر میں اس کے جنازہ پر حاضر ہوتی تو اس کی زیارت نہ کرتی۔ [1]

فقہاء شافعیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ شیرازی شافعی لکھتے ہیں:

عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے: اللہ تعالیٰ زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے۔ [2]

علامہ نووی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

مصنف اور صاحب البیان نے یہ لکھا ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس

---

[1] علامہ موفق الدین عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۲ ص ۲۲۶، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

[2] شیخ ابو اسحاق شیرازی متوفی ۴۵۵ھ، مہذب مع شرح المہذب ج ۵ ص ۳۰۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت

حدیث سے یہی ظاہر ہوتا ہے، لیکن یہ مذہب شاذ ہے۔ جمہور کا اس پر اتفاق ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ علامہ رویانی نے البحر میں دو قول ذکر کیے ہیں۔ (۱) مکروہ تنزیہی ہے جیسا کہ جمہور نے کہا ہے۔ (۲) بلاکراہت جائز ہے۔

ہمارے نزدیک یہی قول زیادہ صحیح ہے جب کہ فتنہ کا خدشہ نہ ہو۔ صاحب مستدرک نے جو بات بیان کی ہے وہ ظاہر ہے کہ اگر عورتیں غم تازہ کرنے کے لیے اور اپنی عادت کے مطابق نوحہ کرنے کے لیے قبروں پر جائیں تو وہ حرام ہے اور حدیث میں زیارت قبر کرنے والی عورتوں پر لعنت کی گئی ہے وہ اسی پر محمول ہے اور اگر عبرت کی خاطر جائیں اور نوحہ کرنے کے بغیر وہ عورتیں خشوع کی خاطر قبروں پر جائیں تو پھر یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ بوڑھی اور غیر مشتہاۃ عورتوں کا جانا درست جائز ہے جیسا کہ جماعت سے نماز پڑھنے کے لیے عورتوں کے مسجد میں جانے کا حکم ہے۔ علامہ رویانی کا قول مستحسن ہے کیونکہ اس کے باوجود خلفاء اور سلف میں سے کسی نے اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے بوڑھی عورتوں کو بھی قبروں پر جانے سے منع کیا ہو۔

حدیث میں ہے کہ نبی ﷺ نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا پھر زیارت کی اجازت دے دی۔ یہ حکم مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے کہ عورتوں کے لیے قبروں کی زیارت کرنا حرام نہیں ہے۔ اس پر یہ دلیل ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر بیٹھی رو رہی تھی آپ نے فرمایا اللہ سے ڈرو اور صبر کرو۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم) اور اس سے وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی ﷺ نے اس کو زیارت قبر سے منع نہیں فرمایا۔ اور امام مسلم سے روایت ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: یا رسول اللہ! جب میں قبروں کی زیارت کروں تو کیا کہوں؟ آپ نے فرمایا یہ کہو: السلام علیٰ اہل الدیار من المؤمنین والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستأخرین وانا ان شاء اللہ بکم للاحقون۔

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

عورتوں کے لیے زیارت قبر میں اختلاف ہے اکثر علماء کا قول یہ ہے کہ زیارت کے عموم میں عورتیں بھی شامل ہیں بشرطیکہ وہ فتنہ سے مامون ہوں۔ اس کی تائید حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت سے ہوتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک عورت کے پاس سے گزرے جو قبر پر رو رہی تھی۔ (صحیح بخاری) وجہ استدلال یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قبر پر بیٹھنے سے منع نہیں فرمایا اور آپ کی تقریر حجت ہے، اور امام حاکم نے ابن ابی ملیکہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے دیکھا حضرت عائشہ اپنے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر کی قبر کی زیارت کر رہی تھیں۔ ان سے کہا گیا کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع نہیں فرمایا؟ حضرت عائشہ نے فرمایا ہاں آپ نے منع فرمایا تھا، پھر آپ نے زیارت قبور کا حکم دیا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ یہ اجازت صرف مردوں کے ساتھ خاص ہے اور عورتوں کو زیارت قبور کی اجازت نہیں ہے۔ شیخ ابو اسحاق شیرازی صاحب مہذب نے اسی پر اعتماد کیا ہے کیونکہ امام ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح المہذب ج ۵ ص ۳۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

نزدیک مذمت قبور پر لعنت کی ہے، جو علماء کراہت کہتے ہیں ان میں یہ اختلاف ہے کہ یہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی ہے۔ علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ "زوارات" مبالغہ کا صیغہ ہے اس کا معنی ہے "بہت زیادہ زیارت کرنے والیاں" اس کی وجہ یہ ہے کہ جو عورت بہت زیادہ قبروں کی زیارت کے لیے جائے گی وہ اپنے خاوند کے حقوق کی ادائیگی سے قاصر رہے گی اور ان سے بے صبری کا اظہار بھی ہوتا ہے اور جب یہ موانع نہ ہوں تو ان کو زیارت سے منع کرنے کی کوئی وجہ نہیں، کیونکہ مرد اور عورت دونوں کو موت کی یاد کی ضرورت ہے۔ [1]

فقہاء مالکیہ کے نزدیک عورتوں کے لیے زیارت قبور کا حکم

علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:

مدخل میں عورتوں کی زیارت قبور کے متعلق تین قول ذکر کیے گئے ہیں: (۱) ممنوع ہے۔ (۲) جن عورتوں کے متعلق یہ معلوم ہو کہ وہ شرعی حدود کے مطابق جائیں گی ان کے لیے جائز ہے۔ آج اس کے برعکس معاملہ ہے۔ (۳) بوڑھی عورتوں کے لیے جائز ہے اور جوان عورتوں کے لیے منع ہے۔ علامہ شعبی نے بھی اس تیسرے قول پر اعتماد کیا ہے۔ ان کی عبارت یہ ہے: بوڑھی عورتوں کے لیے زیارت قبور مباح ہے اور وہ جوان عورتیں جن سے فتنہ کا خطرہ ہو ان کے لیے زیارت قبور کرنا منع ہے۔ [2]

علامہ صاوی مالکی نے بھی مدخل کے حوالے سے ان تین اقوال کو بیان کیا ہے۔ [3]

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں:

عالم کو چاہیے کہ عورتوں کو زیارت قبور کے لیے جانے سے منع کرے خواہ وہ اپنے عزیز کی قبر پر جائے۔ اس کے بعد مصنف نے مذکور الصدر تین قول ذکر کیے جو پہلے گزر چکے ہیں۔ یہ اختلاف اس زمانہ کے فساد کی وجہ سے تھا لیکن اس زمانہ میں عورتوں کے نکلنے کے متعلق معاذ اللہ کوئی عالم اس کا قول نہیں کر سکتا یا جس شخص میں بھی حمیت دینی ہو وہ زیارت قبور کے لیے عورتوں کے جانے کو جائز نہیں کہہ سکتا۔ [4]

خلاصہ بحث

احادیث کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عورتوں کا کبھی کبھی زیارت قبور کے لیے جانا جائز ہے بہ شرطیکہ عورتیں پردے میں جائیں غیر شرعی امور کا ارتکاب نہ کریں، مذاہب اربعہ کے فقہاء کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے، بعض نے اس کو ناجائز کہا، بعض نے مکروہ تحریمی، بعض نے مکروہ تنزیہی اور بعض نے کہا یہ بلا کراہت جائز ہے، اور اکثر فقہاء کا مختار یہ ہے کہ جوان عورتیں نہ جائیں اور بوڑھی اور غیر مشتہات عورتیں جا سکتی ہیں بہ شرطیکہ موت کو یاد کریں، بیان نہ کریں اور واویلا نہ کریں۔

"کون کہاں مرے گا اور کل کیا ہو گا؟" اس کے علم کی تحقیق

حدیث نمبر ۲۰۹۴ میں ہے: حضرت [illegible] نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

[1] علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۳ ص ۱۴۹، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[2] شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی متوفی ۱۲۳۰ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۴۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[3] علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی متوفی ۱۲۲۳ھ، حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر ج ۱ ص ۵۶۴، مطبوعہ دار المعارف مصر ۱۴۰۰ھ

[4] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد الحطاب المغربی متوفی ۹۵۴ھ، مواہب الجلیل ج ۲ ص ۲۳۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۰ھ

جنگ بدر سے ایک دن پہلے ہمیں کفار بدر کے گرنے کی جگہیں بتادیں آپ فرما رہے تھے کہ ان شاء اللہ کل فلاں یہاں گرے گا حضرت عمر نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گرنے کی جو جگہ بتائی تھی وہ اس سے بالکل متجاوز نہیں ہوئے۔

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ علم عطا فرمایا کہ کل کیا ہوگا اور یہ بھی علم عطا فرمایا ہے کہ کون کس جگہ مرے گا۔ قرآن مجید میں ہے:

وما تدری نفس ماذا تکسب غدا ط وما تدری نفس بای ارض تموت۔ (لقمان: ۳۴) کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کہاں مرے گا۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے کے بغیر از خود کوئی شخص یہ نہیں جانتا کہ کل کیا ہوگا اور کون کہاں مرے گا ورنہ اللہ تعالیٰ کے بتلانے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کی کثیر جزئیات کا علم تھا، صحیح بخاری میں ہے آپ نے فرمایا: "کل یہ جھنڈا اس کو دوں گا جس کے ہاتھوں پر اللہ فتح عطا فرمائے گا۔"

سماع موتیٰ کی تحقیق

اس حدیث میں ہے کفار بدر کی لاشوں کو کنوئیں میں ڈال دیا گیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور فرمایا: اے فلاں بن فلاں کیا تم نے اللہ اور اس کے رسول کے کیے ہوئے وعدہ کو حق پایا؟ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! آپ ان جسموں سے کیسے بات کر رہے ہیں جن میں روحیں نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، لیکن وہ میری بات کا جواب دینے کی طاقت نہیں رکھتے۔

علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے بیان کیا ہے کہ اس حدیث کے ظاہر کو دیکھ کر بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ قبر میں مردہ سنتا ہے، اور محققین کا یہ نظریہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خرق عادت سے ان مردوں میں ان کی روحوں کو لوٹا دیا تھا، اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس حدیث کے ظاہری الفاظ کا انکار کیا، اور اس میں یہ تاویل کی ہے کہ اب وہ جان رہے ہیں کہ میں ان سے جو کہتا تھا وہ حق تھا۔ اور سماع موتیٰ کو ماننے سے علامہ مازری پر یہ دلیل برقرار رہتی ہے؟ قاضی عیاض نے کہا کہ عذاب قبر کا معنی سماع موتیٰ کے طریقہ پر محمول ہے جس طرح عذاب قبر کی احادیث سے سماع کے متعلق علم ہوتا ہے، پس اس وقت سماع متحقق ہوگا جب میت کے جسم یا اس کے کسی جزء میں روح لوٹا دی جائے، علامہ ابی کہتے ہیں: یہ کہنا کہ روح لوٹانے کے بعد مردہ سنتا ہے علوم بدیہیہ سے اختلاف کو رفع کر دیتا ہے جیسا کہ علامہ مازری نے بیان کیا ہے، اور اس تقریر سے اختلاف دور ہو جاتا ہے کیونکہ جو سماع موتیٰ کا انکار کرتے ہیں ان کا مطلب ہے بغیر اعادہ روح کے مردہ نہیں سنتا، اور جو سماع موتیٰ کے قائل ہیں ان کا مطلب ہے کہ جب مردے کے جسم یا اس کے کسی جزء میں روح لوٹا دی جائے تو وہ سنتا ہے۔[1]

علامہ سنوسی اس بحث میں لکھتے ہیں:

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۲۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

علامہ مازری اور قاضی عیاض وغیرہ نے جو یہ کہا ہے کہ بغیر اعادہ روح کے میت کا سننا بداہت کے خلاف ہے اس قول میں اگر روح سے مراد حیات ہے تو یہ صحیح ہے کیونکہ سماع ادراک ہے اور حیات ادراک کے لیے شرط ہے، اور بغیر حیات کے ادراک محال ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اگر اس محال کا وقوع مان لیا جائے تو علوم بدیہیہ سے اعتماد اٹھ جائے گا اور اگر اس قول میں روح سے مراد متعارف روح ہے جس کا جسم میں حلول ہوتا ہے اور جس کے نکلنے سے موت واقع ہو جاتی ہے تو پھر یہ قول صحیح نہیں ہے، کیونکہ جسم میں روح کی مقارنت سے جسم کی حیات عادی ہے اور جسم میں اس روح کے نہ لوٹانے سے یہ لازم نہیں آتا کہ جسم زندہ نہ ہو سکے، کیونکہ یہ ہو سکتا ہے کہ روح کے لوٹائے بغیر جسم میں حیات جاری کر دی جائے اور وہ سن سکے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ علامہ سنوسی نے جو یہ کہا ہے کہ روح کے بغیر جسم میں حیات آ سکتی ہے، یہ محض عقلی احتمال نہیں ہے، بلکہ اس کی بکثرت مثالیں موجود ہیں: صحیح بخاری میں ہے کہ کھجور کا تنا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں چیخیں مار مار کر رویا۔

صحیح مسلم میں ہے کہ بعثت سے پہلے مکہ میں ایک پتھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کرتا تھا۔ جامع ترمذی اور سنن دارمی میں ہے کہ حضرت علی مکہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ گئے تو جو پہاڑ اور درخت آپ کے سامنے آیا وہ السلام علیک یا رسول اللہ کہتا تھا، ترمذی میں ہے کہ [illegible] کے سفر میں درخت اور پتھر نے آپ کو سجدہ کیا نیز جامع ترمذی میں ہے کہ ایک اعرابی کے مطالبہ پر آپ نے ایک کھجور کے درخت کو بلایا اور وہ چلتا ہوا آپ کے پاس آ گیا اور جب آپ نے اس کو بھیجا تو وہ واپس اپنی جگہ چلا گیا، ان کے علاوہ احادیث صحیحہ میں اور بہ کثرت روایات ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ بغیر روح کے بھی حیات ہوتی ہے، اور حیات کے آثار غیر ذی روح سے بھی ظاہر ہوتے ہیں تو اگر روح کے لوٹائے بغیر مُردہ فرشتوں اور زائرین کا کلام سنے اور عذاب اور ثواب کو محسوس کرے تو اس میں کون سا استبعاد ہے؟ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی عظیم قدرت پر ایمان رکھتا ہو اس کے لیے بغیر روح کے مُردہ کا سننا بہت معمولی بات ہے۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

علامہ مازری نے سماع موتیٰ کا انکار کیا اور کہا بدر کے کفار کا سننا ان کفار کے ساتھ خاص ہے، قاضی عیاض نے ان کا رد کیا اور کہا کفار بدر کا سننا سماع موتیٰ پر محمول ہے، یعنی جس طرح مُردے کو قبر میں عذاب ہوتا ہے اور وہ فرشتے کا کلام سنتا ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ اس کو زندہ کیا جاتا ہے یا اس کے ایک جز کو زندہ کیا جاتا ہے، قاضی عیاض نے یہ جو کچھ لکھا ہے یہی ظاہر اور مختار ہے جیسا کہ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے جن میں قبر والوں کو سلام کہنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ [2]

---

[1] علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ، مکمل اکمال المعلم ج ۹، ص ۳۳۵، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی شافعی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲، ص ۳۸۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۷۵ھ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سماع موتیٰ سے انکار اور اس کا جواب

امام بخاری اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

ہشام کے والد بیان کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سامنے یہ کہا گیا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کے گھر والوں کے رونے کی وجہ سے اس کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے۔ حضرت عائشہ نے کہا اللہ ابن عمر پر رحم کرے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف یہ فرمایا تھا کہ میت کو اس کے گناہوں کی وجہ سے قبر میں عذاب ہو رہا ہے اور اس کے گھر والے اب اس پر رو رہے ہیں، اور یہ اسی طرح ہے جیسے ابن عمر نے یہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے جس میں مقتولین بدر کی لاشیں تھیں، آپ نے ان سے کچھ فرما کر کہا: میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اس کو یہ سن رہے ہیں، حالانکہ آپ نے یہ فرمایا تھا: اب ان کو معلوم ہے کہ میں جو کچھ کہتا تھا وہ حق تھا۔ پھر حضرت عائشہ نے یہ آیت پڑھی:

انک لا تسمع الموتی (النمل: ۸۰) بے شک آپ مُردوں کو نہیں سناتے۔

وما انت بمسمع من فی القبور (فاطر: ۲۲) جو قبروں میں ہیں آپ ان کو سنانے والے نہیں ہیں۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سماع موتیٰ کی قائل نہیں تھیں۔ علامہ بدر الدین عینی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت عائشہ نے یہ آیت بطور استدلال کی تائید میں تلاوت کی، اس بات کا یہ جواب دیا گیا ہے کہ آیت میں سماع کے پیدا کرنے کی نفی کی گئی ہے اور سماع کو اللہ تعالیٰ پیدا کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بدر کے کنوئیں میں اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام سنا دیا، یہ قتادہ نے بیان کیا ہے۔ اور علامہ سہیلی نے یہ کہا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اس موقع پر حاضر نہیں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ تم میری بات کو ان سے زیادہ سننے والے نہیں ہو، تو اس موقع پر حاضر صحابہ نے یہ الفاظ سنے تھے، اور جب اس حالت میں ان کا علم ممکن ہے تو ان کا سننا بھی ممکن ہے، خواہ ان کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو اپنے سر کے کانوں سے سنا ہو یا دل کے کانوں سے، جب منکر نکیر کے سوال کے وقت ان کی روحیں ان کے جسموں میں لوٹا دی گئی تھیں، یہ اکثر اہل سنت کا قول ہے، اور بعض نے کہا ہے کہ ان لوگوں کا مذہب یہ ہے کہ سوال صرف روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور روح کو جسم میں نہیں لوٹایا جاتا۔[1]

اس بحث میں امام احمد رضا کی تحقیق یہ ہے:

عرض: ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انکار سماع موتیٰ سے رجوع ثابت ہے یا نہیں؟

ارشاد: نہیں وہ تو فرما رہی ہیں حق فرما رہی ہیں، وہ مُردوں کے سننے کا انکار فرماتی ہیں، مُردہ کون ہے؟ جسم، روح تو مُردہ نہیں، اور بے شک جسم نہیں سنتا، روح سنتی ہے، اور اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ہم مومنین کے حضور

۱۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۸ ص ۹۳، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

میں سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث بیان کی گئی کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ما انتم باسمع منهم تم ان سے زیادہ سننے والے نہیں۔ ام المومنین نے فرمایا اللہ رحم فرمائے یہ امیر المومنین پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ نہیں ارشاد فرمایا، بلکہ فرمایا انهم ليعلمون بے شک وہ جانتے ہیں۔ امیر المومنین کو وہم ہوا، انہوں نے فرمایا ما انتم باسمع منهم تو خود ام المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا مُردوں کے علم کا اقرار فرماتی ہیں۔ سماعت سے بے شک انکار فرماتی ہیں، اور وہ بھی اُس کے اُن معنوں سے جو عرف میں شائع ہیں، سماع کے عرفی معنی ان ... کے ذریعہ سے سننا اور یہ یقیناً بعد مرنے کے روح کے لیے نہیں، روح کو جسم خالی دیا جاتا ہے، اس جسم کے کانوں سے سنتی ہے۔ پھر ام المومنین کا ان آیتوں سے استدلال بھی اسی کو ظاہر کر رہا ہے انک لا تسمع الموتی وما انت بمسمع من فی القبور نزول کی ہیں، اجسام قبور میں کون ہیں، وہی اجسام، تو یہ اجسام ہی کے سننے سے انکار ہوا۔ اور وہ یقیناً حق ہے۔ دلیل فرمایا خود ام المومنین رضی اللہ عنہا کا عمل سماع موتی کو ثابت کر رہا ہے، فرماتی ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میرے حجرہ میں دفن ہوئے، میں بغیر چادر اوڑھے بے حجابانہ حاضر ہوتی۔ اور کہتی انما هو زوجي، یہ تو میرے شوہر ہی تو ہیں، پھر میرے باپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے جب بھی میں بغیر احتیاط کے چلی جاتی اور کہتی انما هو زوجي وابي میرے شوہر اور میرے باپ ہی تو ہیں۔ پھر جب حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دفن ہوئے تو میں نہایت احتیاط کے ساتھ چادر سے لپٹ کر حاضر ہوتی، اس طرح کہ کوئی عضو کھلا نہ رہتا حیاءً من عمر، عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شرم سے۔ تو اگر ارواح کا سننا بصر نہ مانتیں تو یہ حجاب عمر سے کس لیے تھا؟ غرض ان تینوں باتوں میں ام المومنین کا خلاف مشہور ہے اور ان مقولوں میں غلط فہمی۔ بحث تو یہی سماع موتی کہ وہ سماع عرفی کا جسموں کے واسطے انکار فرماتی ہیں، وہ اس کو غلط فہمی سے ارواح کے سماع حقیقی پر محمول کیا جاتا ہے۔ دوسرے معراج کے جسدی کے بارہ میں، انکار مشہور ہے کہ ام المومنین فرماتی ہیں: ما فقدت جسد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسد اقدس میرے پاس سے کہیں نہ گیا حالانکہ آپ معراج منامی کے بارہ میں فرما رہی ہیں جو مدینہ منورہ میں ہوئی اور وہ معراج تو مکہ معظمہ میں ہوئی۔ اس وقت ام المومنین خدمت اقدس میں حاضر بھی نہ ہوئی تھیں بلکہ نکاح سے بھی مشرف نہ ہوئی تھیں اُسے اس پر محمول کرنا سخت غلطی ہے۔ تیسرے علم ما فی الغد کے بارہ میں ام المومنین کا قول ہے کہ جو یہ کہے کہ حضور کو علم ما فی الغد یعنی آنے والی کل کا علم تھا وہ جھوٹا ہے اس سے مطلق علم کا انکار نکالنا محض جہالت ہے علم جب کہ مطلق بولا جائے خصوصاً جبکہ غیب کی طرف مضاف ہو تو اس سے مراد علم ذاتی ہوتا ہے اس کی تشریح حاشیہ کشاف پر میر سید شریف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے کر دی ہے اور یہ یقیناً حق ہے کوئی شخص کسی مخلوق کے لیے ایک ذرہ کا بھی علم ذاتی مانے یقینی کافر ہے۔ [1]

بَابُ [۱۱۳] الْأَمْرِ بِحُسْنِ الظَّنِّ بِاللَّهِ تَعَالَى عِنْدَ الْمَوْتِ

موت کے وقت اللہ تعالیٰ سے حسن ظن رکھنے کا حکم

۱۰۰ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا يَحْيَى

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، ملفوظ ج ۲ ص ۳۴۰ - ۳۴۲ مشمولہ نوری کتب خانہ لاہور۔

بن زكرياء عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم قبل موته بثلاث يقول لا يموتن أحدكم إلا وهو يحسن بالله الظن.

صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین دن پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے ہر شخص کی موت اس حال میں آئے کہ وہ اللہ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔

۷۱۰۲- وحدثنا عثمان بن أبي شيبة حدثنا جرير ح وحدثنا أبو كريب حدثنا أبو معاوية ح وحدثنا إسحق بن إبراهيم أخبرنا عيسى بن يونس وأبو معاوية كلهم عن الأعمش بهذا الإسناد مثله.

امام مسلم نے اس حدیث کی تین سندیں ذکر کیں۔

۷۱۰۳- وحدثني أبو داود سليمان بن معبد حدثنا أبو النعمان عارم حدثنا مهدي بن ميمون حدثنا واصل عن أبي الزبير عن جابر بن عبد الله الأنصاري قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل موته بثلاثة أيام يقول لا يموتن أحدكم إلا وهو يحسن الظن بالله عز وجل.

حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے تین دن پہلے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: تم میں سے ہر شخص کی موت اس حال میں ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھتا ہو۔

۷۱۰۴- وحدثنا قتيبة بن سعيد وعثمان بن أبي شيبة قالا حدثنا جرير عن الأعمش عن أبي سفيان عن جابر قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول يبعث كل عبد على ما مات عليه.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ہر شخص کو اسی حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر اس کی موت آئی تھی۔

۷۱۰۵- حدثنا أبو بكر بن نافع حدثنا عبد الرحمن بن مهدي عن سفيان عن الأعمش بهذا الإسناد مثله وقال عن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يقل سمعت.

ایک اور سند کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث مروی ہے اس میں یہ لفظ نہیں ہے کہ "میں نے سنا"۔

۷۱۰۶- وحدثني حرملة بن يحيى التجيبي أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أخبرني حمزة بن عبد الله بن عمر أن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا أراد الله بقوم عذابا أصاب العذاب من كان فيهم ثم بعثوا على أعمالهم.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب بھیجتا ہے تو وہ عذاب اس تمام قوم پر آتا ہے، پھر لوگوں کو اپنے اعمال کے مطابق اٹھایا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سے حسن ظن کا بیان

علامہ نووی لکھتے ہیں: ان احادیث میں بندہ کو مایوسی سے ڈرایا گیا ہے، اور موت کے وقت اس کو اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور اجر و ثواب کی امید رکھنے پر برانگیختہ کیا گیا ہے۔ اس سے پہلے یہ حدیث قدسی گزر چکی ہے "میں اپنے بندہ کے گمان کے مطابق ہوں"۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے گا اور اس کو معاف فرمائے گا، بندے کو صحت کے زمانہ میں خوف اور امید دونوں رکھنی چاہئیں اور یہ دونوں برابر ہوں، ایک قول یہ ہے کہ خوف غالب رہے اور جب موت کی علامات ظاہر ہوں تو امید غالب ہو، یا محض امید ہو، کیونکہ خوف کا منشاء یہ ہے کہ بندہ گناہوں اور برے کاموں سے بچے، اور بہ کثرت عبادت کرنے پر حریص ہو اور موت کے وقت عبادت کرنے کا موقع نہیں ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کی امید رکھے۔[1]

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۸۷، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب الفتن و اشراط الساعة

فتنوں اور علامات قیامت کا بیان

فتن کا معنی

فتن، فتنہ کی جمع ہے، فتنہ کا معنی بیان کرتے ہوئے علامہ زبیدی حنفی لکھتے ہیں:

فتنہ کا معنی ہے کسی چیز پر اترانا، قرآن مجید میں ہے:

ربنا لا تجعلنا فتنة للذين كفروا (الممتحنہ: ۵) — اے ہمارے رب ہمیں کافروں کا فتنہ نہ بنا

یعنی کافروں کو ہم پر غالب نہ کر دے کہ وہ ہم کو دیکھ کر اترائیں اور یہ گمان کریں کہ وہ ہم سے بہتر ہیں، اور فتنہ سے مراد کفار کا اپنے کفر پر اترانا ہے۔ حدیث میں ہے: "میں نے مردوں پر عورتوں سے زیادہ نقصان دہ فتنہ نہیں چھوڑا" اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ وہ عورتوں پر اتراتے رہیں گے اور آخرت سے غافل رہیں گے۔

فتنہ کا معنی گناہ اور معصیت ہے، قرآن مجید میں ہے:

الا في الفتنة سقطوا (التوبہ: ۴۹) — سن لو! وہ فتنہ میں پڑ چکے ہیں

یعنی وہ گناہ میں واقع ہو چکے ہیں۔

فتنہ کا معنی کفر ہے، قرآن مجید میں ہے:

والفتنة اشد من القتل (البقرہ: ۱۹۱) — اور کفر قتل سے زیادہ سخت ہے۔

فتنہ کا معنی رسوائی ہے، قرآن مجید میں ہے:

ومن يرد الله فتنته (المائدہ: ۴۱) — اور جس کو اللہ رسوا کرنے کا ارادہ کرے۔

فتنہ کا معنی عذاب ہے، قرآن مجید میں ہے:

ذوقوا فتنتكم (الذاریات: ۱۴) — اپنے عذاب کو چکھو

فتنہ کا معنی گمراہ کرنا اور حق سے دور کرنا ہے اور علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ فتنہ کا معنی امتحان ہے، قرآن مجید میں ہے:

احسب الناس ان يتركوا ان يقولوا آمنا وهم لا يفتنون۔ (العنکبوت: ۲) — کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ اس کہنے پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ "ہم ایمان لائے" اور ان کی آزمائش نہیں کی جائے گی۔

یعنی ان کا امتحان لیا جائے گا جس سے ان کے ایمان کی حقیقت واضح ہو جائے گی۔ حدیث میں ہے: تم میری وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے جاؤ گے اور قبر میں تم سے امتحان لیا جائے گا اور میرے متعلق سوال کیا جائے گا

یہ آزمائش مال اور اولاد میں بھی ہوتی ہے، قرآن مجید میں ہے:

واعلموا انما اموالکم واولادکم فتنة. اور جان لو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہیں۔ (الانفال: ۲۸)

جب فتنہ کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کا معنی حکمت ہوتا ہے، اور جب مخلوق کی طرف ہو تو اس کے خلاف ہے، اور یہ امتحان، معصیت، قتل اور عذاب کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔[1]

شرط ساعت کا معنی

شرط کا معنی ہے ایک چیز کا دوسری چیز پر موقوف ہونا، اس کی جمع شروط ہے اور شرط کا معنی ہے کسی چیز کی علامت اور نشانی، اس کی جمع اشراط ہے، اور شرط ساعت کا معنی ہے قیامت کی علامت اور نشانیاں، دن اور رات کے اجزاء میں سے کسی ایک جز کو ساعت کہتے ہیں، اور وقت حاضر کو بھی ساعت کہتے ہیں، چونکہ قیامت کا آنا مبہم ہے اس لیے ساعت حاضرہ میں بھی قیامت کا احتمال ہے، اس سبب سے قیامت کو ساعت کہتے ہیں۔

احادیث میں قیامت کی علامتوں کے بیان میں ان چیزوں کا ذکر ہے: باندیوں کے ان مالکوں کی اولاد کا ہونا، اونچے اونچے مکان بنانا، جہل، زنا اور شراب نوشی کی کثرت، مردوں کی کمی اور عورتوں کی زیادتی، امانتوں کا ضائع کرنا، جنگوں اور فتنوں کا زیادہ ہونا، ان چیزوں کی کثرت قیامت کی علامت ہے، امام مہدی کا خروج، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول، دجال، یاجوج ماجوج اور دابة الارض کا ظہور بھی قیامت کی علامتوں میں سے ہے۔

وقوع قیامت پر عقلی دلیل

ہم اس دنیا میں دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ ظلم کرتے کرتے مر جاتے ہیں اور ان کو ان کے ظلم پر کوئی سزا نہیں ملتی اور بعض لوگ ظلم سہتے سہتے مر جاتے ہیں اور ان کو ان کی مظلومیت پر کوئی جزا نہیں ملتی، اگر اس جہان کے بعد کوئی اور جہان نہ ہو تو ظالم سزا کے بغیر اور مظلوم جزا کے بغیر رہ جائے گا اور یہ چیز اللہ تعالیٰ کی حکمت کے خلاف ہے، اس لیے یہ ضروری ہے کہ اس عالم کے بعد کوئی اور عالم ہو جس میں ظالم کو سزا دی جائے اور مظلوم کو جزاء۔

اور جزاء اور سزا کے نظام کو برپا کرنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ اس عالم کو بالکلیہ ختم کر دیا جائے، کیونکہ جزاء اور سزا اس وقت جاری ہو سکتی ہے جب بندوں کے اعمال ختم ہو جائیں، اور جب تک تمام انسان اور یہ کائنات ختم نہیں ہو جاتی لوگوں کے اعمال کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا۔ مثلاً قابیل نے قتل کرنے کا طریقہ ایجاد کیا، اس کے بعد جتنے قتل ہوں گے ان کے قتل کے جرم سے قابیل کے نامہ اعمال میں گناہ لکھا جاتا رہے گا، اس لیے جب تک قتل کا سلسلہ ختم نہیں ہو جاتا قابیل کا نامہ اعمال مکمل نہیں ہوگا، اسی طرح ہابیل نے ظالم سے بدلہ نہ لینے کی رسم ایجاد کی، اب اس کے بعد جو شخص بھی نیکی کرے گا اس کی نیکی میں سے ہابیل کے نامہ اعمال میں نیکی لکھی جاتی رہے گی، اس لیے جب تک اس نیکی کا سلسلہ ختم نہیں ہوگا ہابیل کا نامہ اعمال مکمل نہیں ہوگا، اسی طرح ایک شخص مسجد یا کنواں بنا کر مر جاتا ہے تو جب تک اس مسجد میں نماز پڑھی جاتی رہے گی، جب تک اس کنویں سے پانی پیا جاتا رہے گا اس شخص کے نامہ اعمال میں نیکیاں لکھی جاتی رہیں گی، اور کوئی شخص بت خانہ یا شراب خانہ بنا کر مر گیا تو جب تک وہاں بت پرستی یا شراب نوشی ہوتی رہے گی اس کے نامہ اعمال میں برائیاں

[1] سید محمود آلوسی حنفی، روح المعانی ج ۹ ص ۲۰۵، مطبوعہ [illegible]

نکل جاتی رہیں گی۔

اس لیے جب تک یہ دنیا اور اس دنیا میں انسان موجود ہیں اس وقت تک لوگوں کا مرا اعمال مکمل نہیں ہو سکتا اور لوگوں کے اعمال کو مکمل کرنے کے لیے دنیا اور دنیا والوں کو مکمل ختم کرنا ضروری ہے اور یہی کائنات قیامت ہے خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت اس کی متقاضی ہے کہ سزا اور جزا کا نظام نافذ کیا جائے اور جزا اور سزا کو نافذ کرنے سے پہلے قیامت کا قائم کرنا ضروری ہے۔

باب ۱۰۱

۱۰۷۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أُمِّ سَلَمَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اسْتَيْقَظَ مِنْ نَوْمِهِ وَهُوَ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ سُفْيَانُ بِيَدِهِ عَشَرَةً قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نیند سے بیدار ہوئے تو آپ یہ فرما رہے تھے: لا الہ الا اللہ، عرب کی اس شر کی وجہ سے ہلاکت ہو گئی جو قریب آ پہنچا ہے، آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے سفیان نے اپنے ہاتھ سے دس کا عدد بنا کر دکھایا، میں نے کہا: یا رسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں صالحین موجود ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! جب خباثتوں کی کثرت ہو گی۔

۱۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَسَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ قَالُوا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادُوا فِي الْإِسْنَادِ عَنْ سُفْيَانَ فَقَالُوا عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ حَبِيبَةَ عَنْ أُمِّ حَبِيبَةَ عَنْ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۱۰۹۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ أَبِي سَلَمَةَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ أُمَّ حَبِيبَةَ بِنْتَ أَبِي سُفْيَانَ أَخْبَرَتْهَا أَنَّ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ خَرَجَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا فَزِعًا مُحْمَرًّا وَجْهُهُ يَقُولُ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَيْلٌ

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام المومنین زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے کہا: ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھبرائے ہوئے نکلے اس وقت آپ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا آپ فرما رہے تھے: لا الہ الا اللہ، عرب کے لیے اس شر سے ہلاکت ہے جو قریب پہنچ گیا، آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی

لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَحَلَّقَ بِإِصْبَعِهِ الْإِبْهَامِ وَالَّتِي تَلِيهَا قَالَتْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَنَهْلِكُ وَفِينَا الصَّالِحُونَ قَالَ نَعَمْ إِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ۔

ہے۔ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے حلقہ بنا کر دکھایا، میں نے کہا یا رسول اللہ، کیا ہم ہلاک ہو جائیں گے حالانکہ ہم میں صالحین موجود ہیں، آپ نے فرمایا ہاں جب خبیثوں کی کثرت ہو جائے گی۔

۷۱۱۰۔ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي حَدَّثَنِي عُقَيْلُ بْنُ خَالِدٍ ح وَحَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ شِهَابٍ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِهِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں بیان کیں۔

۷۱۱۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَدْمِ يَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ مِثْلُ هٰذِهِ وَعَقَدَ وُهَيْبٌ بِيَدِهِ تِسْعِينَ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آج یاجوج ماجوج کی دیوار اتنی کھل گئی ہے، وہیب نے ہاتھ سے نوے کا عقد بنا کر دکھایا۔

۷۱۱۲۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ الْقِبْطِيَّةِ قَالَ دَخَلَ الْحَارِثُ بْنُ أَبِي رَبِيعَةَ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَفْوَانَ وَأَنَا مَعَهُمَا عَلَى أُمِّ سَلَمَةَ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ فَسَأَلَاهَا عَنِ الْجَيْشِ الَّذِي يُخْسَفُ بِهِ وَكَانَ ذٰلِكَ فِي أَيَّامِ ابْنِ الزُّبَيْرِ فَقَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوذُ عَائِذٌ بِالْبَيْتِ فَيُبْعَثُ إِلَيْهِ بَعْثٌ فَإِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَكَيْفَ بِمَنْ كَانَ كَارِهًا قَالَ يُخْسَفُ بِهِ مَعَهُمْ وَلٰكِنَّهُ يُبْعَثُ يَوْمَ

عبید اللہ بن قبطیہ بیان کرتے ہیں کہ حارث بن ابی ربیعہ اور عبد اللہ بن صفوان ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان دونوں نے آپ سے اس لشکر کے متعلق سوال کیا جس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، یہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کی خلافت کا زمانہ تھا، ام المؤمنین نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا ایک پناہ لینے والا بیت اللہ کی پناہ لے گا، اس کی طرف ایک لشکر بھیجا جائے گا جب وہ لشکر ہموار زمین میں پہنچے گا تو اس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، میں نے پوچھا یا رسول اللہ جو اس لشکر میں زبردستی بھیجا گیا ہو؟ آپ نے فرمایا اس کو بھی دھنسا دیا جائے گا لیکن قیامت کے دن اس کو اس کی نیت پر اٹھایا جائے گا۔ ابوجعفر نے کہا وہ مدینہ کا میدان ہے۔

الْقِيَامَةِ عَلَى نِيَّتِهِ وَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ هِيَ بَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ

۷۱۱۳ - حَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ يُونُسَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَفِي حَدِيثِهِ قَالَ فَلَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ فَقُلْتُ إِنَّهَا إِنَّمَا قَالَتْ بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ فَقَالَ أَبُو جَعْفَرٍ كَلَّا وَاللَّهِ إِنَّهَا لَبَيْدَاءُ الْمَدِينَةِ

۷۱۱۴ - حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أُمَيَّةَ بْنِ صَفْوَانَ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ صَفْوَانَ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي حَفْصَةُ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَؤُمَّنَّ هَذَا الْبَيْتَ جَيْشٌ يَغْزُونَهُ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ يُخْسَفُ بِأَوْسَطِهِمْ وَيُنَادِي أَوَّلُهُمْ آخِرَهُمْ ثُمَّ يُخْسَفُ بِهِمْ فَلَا يَبْقَى إِلَّا الشَّرِيدُ الَّذِي يُخْبِرُ عَنْهُمْ فَقَالَ رَجُلٌ فَأَشْهَدُ عَلَيْكَ أَنَّكَ لَمْ تَكْذِبْ عَلَى حَفْصَةَ وَأَشْهَدُ عَلَى حَفْصَةَ أَنَّهَا لَمْ تَكْذِبْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۷۱۱۵ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمِ بْنِ مَيْمُونٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا زَيْدُ بْنُ أَبِي أُنَيْسَةَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ الْعَامِرِيِّ عَنْ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ أَخْبَرَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَيَعُوذُ بِهَذَا الْبَيْتِ يَعْنِي الْكَعْبَةَ قَوْمٌ لَيْسَتْ لَهُمْ مَنَعَةٌ وَلَا عَدَدٌ وَلَا عُدَّةٌ يُبْعَثُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ حَتَّى إِذَا كَانُوا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْأَرْضِ خُسِفَ بِهِمْ قَالَ يُوسُفُ وَأَهْلُ الشَّامِ يَوْمَئِذٍ يَسِيرُونَ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں ہے کہ میں ابو جعفر سے ملا میں نے کہا ام المومنین نے تو زمین کا ایک میدان کہا تھا، ابو جعفر نے کہا بخدا وہ مدینہ منورہ کا میدان ہے۔

حضرت ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: اس بیت سے لڑنے کے ارادہ سے ایک لشکر روانہ ہوگا، حتی کہ جب وہ زمین کے ایک میدان میں پہنچے گا تو اس لشکر کے درمیانی حصہ کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا اور لشکر کے اگلے حصہ والے آخری حصہ والوں کو بلا رہے ہوں گے، پھر ان کو بھی دھنسا دیا جائے گا، پھر صرف وہ شخص باقی رہ جائے گا جو بھاگ کر ان کی خبر دے گا، ایک شخص نے کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ تم نے حضرت ام المومنین حفصہ پر جھوٹ نہیں باندھا اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ام المومنین حفصہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہیں باندھا۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک قوم اس بیت یعنی کعبہ میں پناہ لے گی، ان کے ساتھ لشکر ہوگا نہ عددی کثرت ہوگی نہ ساز و سامان ہوگا، ان سے لڑنے کے لیے ایک لشکر بھیجا جائے گا حتی کہ جب وہ لوگ زمین کے ایک میدان میں پہنچیں گے تو ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ یوسف نے کہا ان دنوں اہل شام کا لشکر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو رہا تھا، عبداللہ بن صفوان نے کہا بخدا یہ وہ لشکر نہیں ہے، زید نے کہا مجھے حضرت ام المومنین سے یہ حدیث یوسف کی روایت کی طرح بیان کی ہے اور اس میں

عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ صَفْوَانَ أَمَا وَاللّٰهِ مَا هُوَ بِهٰذَا الْجَيْشِ قَالَ زَيْدٌ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْمَلِكِ الْعَامِرِيُّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَابِطٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ عَنْ أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُوسُفَ بْنِ مَاهَكَ عَنْهَا غَيْرَ أَنَّهُ لَمْ يَذْكُرْ فِيهِ الْجَيْشَ الَّذِي ذَكَرَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ صَفْوَانَ.

عبد اللہ بن صفوان کے بیان کیے ہوئے لشکر کا ذکر نہیں ہے۔

٧١١٦ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ الْفَضْلِ الْحُدَّانِيُّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ قَالَتْ عَبِثَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي مَنَامِهِ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ صَنَعْتَ شَيْئًا فِي مَنَامِكَ لَمْ تَكُنْ تَفْعَلُهُ فَقَالَ الْعَجَبُ إِنَّ نَاسًا مِنْ أُمَّتِي يَؤُمُّونَ بِالْبَيْتِ بِرَجُلٍ مِنْ قُرَيْشٍ قَدْ لَجَأَ بِالْبَيْتِ حَتّٰى إِذَا كَانُوا بِالْبَيْدَاءِ خُسِفَ بِهِمْ فَقُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّ الطَّرِيقَ قَدْ يَجْمَعُ النَّاسَ قَالَ نَعَمْ فِيهِمُ الْمُسْتَبْصِرُ وَالْمَجْبُورُ وَابْنُ السَّبِيلِ يَهْلِكُونَ مَهْلَكًا وَاحِدًا وَيَصْدُرُونَ مَصَادِرَ شَتّٰى يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نیند میں اپنے ہاتھ پیر مارے، ہم نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ نے نیند میں وہ کام کیا جو آپ پہلے نہیں کرتے تھے، آپ نے فرمایا: تعجب ہے، میری امت کے کچھ لوگ قریش کے ایک شخص کو (پکڑنے کے لیے) بیت اللہ کا قصد کریں گے، جس نے بیت اللہ میں پناہ لی ہوئی ہوگی، حتیٰ کہ جب وہ بیداء میں پہنچیں گے تو ان کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا، ہم نے کہا: یا رسول اللہ! راستہ میں تو سب لوگ جمع ہوتے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! ان میں با بصیرت، مجبور اور مسافر بھی ہوں گے وہ سب ایک ساتھ ہلاک ہو جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ ان کی نیتوں کے اعتبار سے ان کو الگ الگ اٹھائے گا۔

٧١١٧ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ أُسَامَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَشْرَفَ عَلٰى أُطُمٍ مِنْ آطَامِ الْمَدِينَةِ ثُمَّ قَالَ هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرٰى إِنِّي لَأَرٰى مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ پر چڑھے، پھر فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں؟ میں فتنوں کے گرنے کی جگہوں کو اس طرح دیکھ رہا ہوں جس طرح تمہارے گھروں میں بارش کے قطروں کے گرنے کی جگہیں ہوتی ہیں۔

٧١١٨ - وَحَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۱۹ ـ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي ابْنُ الْمُسَيَّبِ وَأَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَتَكُونُ فِتَنٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي مَنْ تَشَرَّفَ لَهَا تَسْتَشْرِفْهُ وَمَنْ وَجَدَ فِيهَا مَلْجَأً فَلْيَعُذْ بِهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے برپا ہوں گے ان میں بیٹھنے والا کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا، اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا جو ان فتنوں کو جھانکے گا وہ فتنے اس کو دبوچ لیں گے (یعنی اس کو ہلاک کر دیں گے) اور جس شخص کو ان سے پناہ کی جگہ مل جائے وہ پناہ حاصل کرلے۔

۲۰ ـ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ مُطِيعِ بْنِ الْأَسْوَدِ عَنْ نَوْفَلِ بْنِ مُعَاوِيَةَ مِثْلَ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ هَذَا إِلَّا أَنَّ أَبَا بَكْرٍ يَزِيدُ مِنَ الصَّلَاةِ صَلَاةٌ مَنْ فَاتَتْهُ فَكَأَنَّمَا وُتِرَ أَهْلَهُ وَمَالَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کو ایک سند کے ساتھ بیان کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ نمازوں میں ایک نماز ایسی ہے جس کی وہ نماز فوت ہو جائے گویا اس کے اہل اور مال سب لٹ گئے۔

۲۱ ـ حَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ الطَّيَالِسِيُّ حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَكُونُ فِتْنَةٌ النَّائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْيَقْظَانِ وَالْيَقْظَانُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْقَائِمِ وَالْقَائِمُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي فَمَنْ وَجَدَ مَلْجَأً أَوْ مَعَاذًا فَلْيَسْتَعِذْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کچھ فتنے ہوں گے، ان میں سونے والا بیدار سے بہتر ہوگا، اور بیدار کھڑے ہونے والے سے بہتر ہوگا اور کھڑے ہونے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، پس جس شخص کو ان فتنوں سے پناہ کی جگہ مل جائے وہ پناہ حاصل کرے۔

۲۲ ـ حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ الشَّحَّامُ قَالَ انْطَلَقْتُ أَنَا وَفَرْقَدٌ السَّبَخِيُّ إِلَى مُسْلِمِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ وَهُوَ فِي أَرْضِهِ فَدَخَلْنَا عَلَيْهِ فَقُلْنَا هَلْ سَمِعْتَ أَبَاكَ يُحَدِّثُ فِي الْفِتَنِ حَدِيثًا

عثمان الشحام بیان کرتے ہیں کہ میں اور فرقد سبخی مسلم بن ابی بکرہ کے پاس گئے وہ اپنی زمین پر تھے ہم نے پوچھا کیا آپ نے اپنے والد سے فتنوں کے متعلق کوئی حدیث سنی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، میں نے حضرت ابوبکرہ سے سنا وہ یہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ

قَالَ نَعَمْ سَمِعْتُهُ يُحَدِّثُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهَا سَتَكُونُ فِتَنٌ أَلَا ثُمَّ تَكُونُ فِتْنَةٌ الْقَاعِدُ فِيهَا خَيْرٌ مِنَ الْمَاشِي فِيهَا وَالْمَاشِي فِيهَا خَيْرٌ مِنَ السَّاعِي إِلَيْهَا أَلَا فَإِذَا نَزَلَتْ أَوْ وَقَعَتْ فَمَنْ كَانَ لَهُ إِبِلٌ فَلْيَلْحَقْ بِإِبِلِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ غَنَمٌ فَلْيَلْحَقْ بِغَنَمِهِ وَمَنْ كَانَتْ لَهُ أَرْضٌ فَلْيَلْحَقْ بِأَرْضِهِ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ مَنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ إِبِلٌ وَلَا غَنَمٌ وَلَا أَرْضٌ قَالَ يَعْمِدُ إِلَى سَيْفِهِ فَيَدُقُّ عَلَى حَدِّهِ بِحَجَرٍ ثُمَّ لِيَنْجُ إِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ اللّٰهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ قَالَ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ أَرَأَيْتَ إِنْ أُكْرِهْتُ حَتَّى يُنْطَلَقَ بِي إِلَى أَحَدِ الصَّفَّيْنِ أَوْ إِحْدَى الْفِئَتَيْنِ فَضَرَبَنِي رَجُلٌ بِسَيْفِهِ أَوْ يَجِيءُ سَهْمٌ فَيَقْتُلُنِي قَالَ يَبُوءُ بِإِثْمِهِ وَإِثْمِكَ وَيَكُونُ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ.

علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فتنے ہوں گے سو عنقریب فتنے ہوں گے، ان میں بیٹھنے والا چلنے والے سے بہتر ہوگا، اور ان میں چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا، سو جب یہ فتنے واقع ہوں تو جس شخص کے پاس اونٹ ہوں وہ اپنے اونٹوں کے ساتھ لاحق ہو جائے اور جس کے پاس بکریاں ہوں وہ اپنی بکریوں کے ساتھ لاحق ہو جائے اور جس کی زمین ہو وہ اپنی زمین پر چلا جائے، ایک شخص نے کہا: یا رسول اللہ! یہ بتائیے کہ جس شخص کے پاس اونٹ، بکریاں اور زمین نہ ہو؟ آپ نے فرمایا وہ اپنی تلوار لے کر اس کی دھار کو پتھر سے کند کر دے، پھر اگر وہ نجات حاصل کر سکتا ہو تو نجات حاصل کرے، اے اللہ کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ اے اللہ کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے؟ اے اللہ کیا میں نے تبلیغ کر دی ہے، ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! یہ بتلائیے اگر مجھے زبردستی کسی ایک جماعت میں داخل کر دیا جائے پھر مجھے ایک شخص تلوار سے مار دے، یا مجھے کوئی تیر آ کر لگے جس سے میں قتل ہو جاؤں؟ آپ نے فرمایا وہ شخص اپنے اور تیرے گناہ کے ساتھ لوٹے گا اور وہ جہنمی ہوگا۔

۲۳ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ كِلَاهُمَا عَنْ عُثْمَانَ الشَّحَّامِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ حَدِيثُ ابْنِ أَبِي عَدِيٍّ نَحْوَ حَدِيثِ حَمَّادٍ إِلَى آخِرِهِ وَانْتَهَى حَدِيثُ وَكِيعٍ عِنْدَ قَوْلِهِ إِنِ اسْتَطَاعَ النَّجَاءَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَا بَعْدَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں، ایک سند سے یہاں تک روایت ہے اگر وہ نجات کی استطاعت رکھے اور اس کے مابعد کا ذکر نہیں ہے۔

۲۴ - حَدَّثَنِي أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الْأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ

احنف بن قیس کہتے ہیں میں روانہ ہوا اور میں اس شخص حضرت علی کی مدد کا ارادہ رکھتا تھا، میری حضرت ابو بکرہ سے ملاقات ہوئی، انھوں نے کہا اے احنف تم کہاں جا

قال خرجت وأنا أريد هذا الرجل فلقيني أبو بكرة فقال أين تريد يا أحنف قال قلت أريد نصر ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم يعني عليا قال فقال لي يا أحنف ارجع فإني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إذا تواجه المسلمان بسيفيهما فالقاتل والمقتول في النار قال فقلت أو قيل يا رسول الله هذا القاتل فما بال المقتول قال إنه قد أراد قتل صاحبه.

رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عم زاد کی مدد کا ارادہ رکھتا ہوں، یعنی حضرت علی کی۔ احنف! حضرت ابوبکرہ نے مجھ سے کہا اے احنف واپس جاؤ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو قاتل ہے مگر مقتول کا کیا گناہ ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے بھی اپنے صاحب کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔

۱۲۵۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ وَيُونُسَ وَالْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنِ الأَحْنَفِ بْنِ قَيْسٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا الْتَقَى الْمُسْلِمَانِ بِسَيْفَيْهِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ.

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے مقابلہ کرتے ہیں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

۱۲۶۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ بْنُ بِشْرٍ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ أَيُّوبَ بِهَذَا الإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ أَبِي كَامِلٍ عَنْ حَمَّادٍ إِلَى آخِرِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۱۲۷۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لاِبْنِ الْمُثَنَّى قَالاَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ أَبِي بَكْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا الْمُسْلِمَانِ حَمَلَ أَحَدُهُمَا عَلَى أَخِيهِ السِّلاَحَ فَهُمَا فِي جُرُفِ جَهَنَّمَ فَإِذَا قَتَلَ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ دَخَلاَهَا

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب دو مسلمانوں میں سے کوئی ایک اپنے بھائی پر تلوار اٹھاتا ہے تو وہ دونوں جہنم کے کنارے ہوتے ہیں اور جب ان میں سے ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے تو دونوں جہنم میں داخل ہو جاتے ہیں۔

جَمِيعًا.

۱۲۸. وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تَقْتَتِلَ فِئَتَانِ عَظِيمَتَانِ وَتَكُونَ بَيْنَهُمَا مَقْتَلَةٌ عَظِيمَةٌ وَدَعْوَاهُمَا وَاحِدَةٌ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک کہ دو بڑی جماعتوں کے درمیان جنگ نہ ہو جائے، ان کے درمیان عظیم جنگ ہوگی اور ان کا دعویٰ ایک ہوگا۔

۱۲۹. حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَكْثُرَ الْهَرْجُ قَالُوا وَمَا الْهَرْجُ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ الْقَتْلُ الْقَتْلُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک بہت زیادہ ہرج نہ ہو، صحابہ نے کہا یا رسول اللہ! ہرج کیا ہے؟ آپ نے فرمایا قتل قتل۔

۱۳۰. حَدَّثَنَا أَبُو الرَّبِيعِ الْعَتَكِيُّ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ كِلَاهُمَا عَنْ حَمَّادِ بْنِ زَيْدٍ وَاللَّفْظُ لِقُتَيْبَةَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زُوِيَ لِي مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ وَإِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي أَنْ لَا يُهْلِكَهَا بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَأَنْ لَا يُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ فَيَسْتَبِيحَ بَيْضَتَهُمْ وَإِنَّ رَبِّي قَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنِّي إِذَا قَضَيْتُ قَضَاءً فَإِنَّهُ لَا يُرَدُّ وَإِنِّي أَعْطَيْتُكَ لِأُمَّتِكَ أَنْ لَا أُهْلِكَهُمْ بِسَنَةٍ بِعَامَّةٍ وَأَنْ لَا أُسَلِّطَ عَلَيْهِمْ عَدُوًّا مِنْ سِوَى أَنْفُسِهِمْ يَسْتَبِيحُ بَيْضَتَهُمْ وَلَوِ اجْتَمَعَ عَلَيْهِمْ مَنْ بِأَقْطَارِهَا أَوْ قَالَ مَنْ بَيْنَ أَقْطَارِهَا حَتَّى يَكُونَ بَعْضُهُمْ يُهْلِكُ بَعْضًا وَيَسْبِي بَعْضُهُمْ

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا اور میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا، اور جو زمین میرے لیے سمیٹ دی گئی تھی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیے گئے اور میں نے اپنی امت کے سبب اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ وہ اس کو عام قحط سالی سے ہلاک نہ کرے، اور ان کے علاوہ ان پر کوئی اور دشمن نہ مسلط کیا جائے جو ان کی جانوں کو مباح کرے، اور بے شک میرے رب نے فرمایا: اے محمد! جب میں کوئی فیصلہ کر دوں تو وہ رد نہیں ہوتا، اور بے شک میں نے تمہاری امت کے لیے فیصلہ کر دیا ہے کہ ان کو عام قحط سالی سے ہلاک نہیں کروں گا اور ان کے علاوہ ان کے اوپر کوئی بیرونی دشمن مسلط نہیں کروں گا جو ان کی جانوں کو مباح کرے حتیٰ کہ

ان کے خلاف تمام روئے زمین کے لوگ جمع ہوجائیں، ہاں! تمہاری امت کے بعض لوگ بعض دوسروں کو ہلاک کریں گے اور بعض، بعض کو قید کریں گے۔

۷۱۳۱۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ عَنْ أَبِي أَسْمَاءَ الرَّحَبِيِّ عَنْ ثَوْبَانَ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى زَوَى لِي الْأَرْضَ حَتَّى رَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَأَعْطَانِي الْكَنْزَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ ثُمَّ ذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ أَيُّوبَ عَنْ أَبِي قِلَابَةَ۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام روئے زمین کو میرے لیے لپیٹ دیا، حتیٰ کہ میں نے اس کے تمام مشرق اور مغرب دیکھ لیے، اور اللہ تعالیٰ نے مجھے سرخ اور سفید دو خزانے عطا فرمائے، اس کے بعد حسب سابق حدیث کی مثل ہے۔

۷۱۳۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ نُمَيْرٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُثْمَانُ يَعْنِي ابْنَ حَكِيمٍ أَخْبَرَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْبَلَ ذَاتَ يَوْمٍ مِنَ الْعَالِيَةِ حَتَّى إِذَا مَرَّ بِمَسْجِدِ بَنِي مُعَاوِيَةَ دَخَلَ فَرَكَعَ فِيهِ رَكْعَتَيْنِ وَصَلَّيْنَا مَعَهُ وَدَعَا رَبَّهُ طَوِيلًا ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَيْنَا فَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلْتُ رَبِّي ثَلَاثًا فَأَعْطَانِي ثِنْتَيْنِ وَمَنَعَنِي وَاحِدَةً سَأَلْتُ رَبِّي أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالسَّنَةِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يُهْلِكَ أُمَّتِي بِالْغَرَقِ فَأَعْطَانِيهَا وَسَأَلْتُهُ أَنْ لَا يَجْعَلَ بَأْسَهُمْ بَيْنَهُمْ فَمَنَعَنِيهَا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام عالیہ سے تشریف لائے حتیٰ کہ جب آپ مسجد بنو معاویہ سے گزرے تو آپ نے وہاں داخل ہو کر دو رکعت نماز پڑھی، ہم نے بھی آپ کے ساتھ نماز پڑھی، آپ نے اپنے رب سے بہت طویل دعا کی، پھر آپ ہماری طرف مڑے، پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اپنے رب سے تین چیزوں کا سوال کیا، اللہ تعالیٰ نے مجھے دو چیزیں عطا فرمائیں اور ایک چیز سے مجھے روک دیا، میں نے اپنے رب سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو قحط سالی سے ہلاک نہ کرے، اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ چیز عطا کر دی، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ وہ میری امت کو غرق کر کے ہلاک نہ کرے تو اللہ تعالیٰ نے یہ چیز مجھے عطا کر دی، اور میں نے اللہ تعالیٰ سے یہ سوال کیا کہ ان کی آپس میں لڑائی نہ ہو تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے روک دیا۔

۷۱۳۳۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ بْنُ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ حَكِيمٍ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے اصحاب کی ایک

الأنصاري أخبرني عامر بن سعد عن أبيه أنه أقبل مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في طائفة من أصحابه فمر بمسجد بني معاوية بمثل حديث ابن نمير.

١٣٤ - حدثني حرملة بن يحيى التجيبي أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أن أبا إدريس الخولاني كان يقول قال حذيفة بن اليمان والله إني لأعلم الناس بكل فتنة هي كائنة فيما بيني وبين الساعة وما بي إلا أن يكون رسول الله صلى الله عليه وسلم أسر إلي في ذلك شيئا لم يحدثه غيري ولكن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال وهو يحدث مجلسا أنا فيه عن الفتن فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو يعد الفتن منهن ثلاث لا يكدن يذرن شيئا ومنهن فتن كرياح الصيف منها صغار ومنها كبار قال حذيفة فذهب أولئك الرهط كلهم غيري.

١٣٥ - وحدثنا عثمان بن أبي شيبة وإسحق بن إبراهيم قال عثمان حدثنا وقال إسحق أخبرنا جرير عن الأعمش عن شقيق عن حذيفة قال قام فينا رسول الله صلى الله عليه وسلم مقاما ما ترك شيئا يكون في مقامه ذلك إلى قيام الساعة إلا حدث به حفظه من حفظه ونسيه من نسيه قد علمه أصحابي هؤلاء وإنه ليكون منه الشيء قد نسيته فأراه فأذكره كما يذكر الرجل وجه الرجل إذا غاب عنه ثم إذا رآه عرفه.

١٣٦ - وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن سفيان عن الأعمش بهذا الإسناد إلى

جماعت کے ساتھ آئے اور آپ کا بنو معاویہ کی مسجد سے گزر ہوا۔

ابو ادریس خولانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ بخدا میں اب سے لے کر قیامت تک ہونے والے فتنوں کو تمام لوگوں سے زیادہ جاننے والا ہوں، اور میرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہی حال تھا کہ آپ نے مجھے راز کی وہ باتیں بتائیں جو میرے علاوہ اور کسی کو نہیں بتائیں، ایک دن ایک مجلس میں آپ فتنوں کے متعلق بیان فرما رہے تھے اس مجلس میں میں بھی حاضر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتنوں کو گنتے ہوئے فرمایا: تین فتنے ایسے ہیں جو کسی چیز کو نہیں چھوڑیں گے، ان میں سے بعض فتنے گرمیوں کی آندھیوں کی طرح ہیں، بعض فتنے چھوٹے ہیں اور بعض بڑے ہیں، حضرت حذیفہ نے کہا میرے سوا اس مجلس کے تمام شرکاء اب فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے سامنے کھڑے ہوئے اور آپ نے اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام چیزوں کو بیان کر دیا، جس نے ان کو یاد رکھا، اس نے یاد رکھا اور جس نے ان کو بھلا دیا اس نے بھلا دیا، اس واقعہ کو میرے یہ اصحاب جانتے ہیں، بعض چیزوں کو میں بھول گیا تھا لیکن جب میں نے ان کو دیکھا تو وہ یاد آ گئیں جس طرح کوئی شخص کسی کا چہرہ دیکھ کر بھول جاتا ہے اور جب وہ سامنے آتا ہے تو اس کو پہچان لیتا ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

قوله: [illegible]

١٣٧ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَدِيِّ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ حُذَيْفَةَ أَنَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا هُوَ كَائِنٌ إِلَى أَنْ تَقُومَ السَّاعَةُ فَمَا مِنْهُ شَيْءٌ إِلَّا قَدْ سَأَلْتُهُ إِلَّا أَنِّي لَمْ أَسْأَلْهُ مَا يُخْرِجُ أَهْلَ الْمَدِينَةِ مِنَ الْمَدِينَةِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا اس کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے خبر دی ہے، اور ہر چیز کے متعلق میں نے آپ سے سوال کیا، صرف میں نے آپ سے یہ نہیں پوچھا کہ اہل مدینہ کو کیا چیز مدینہ سے نکالے گی۔

١٣٨ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنِي وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ أَخْبَرَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

١٣٩ - وَحَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ جَمِيعًا عَنْ أَبِي عَاصِمٍ قَالَ حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ أَخْبَرَنَا عَزْرَةُ بْنُ ثَابِتٍ أَخْبَرَنَا عِلْبَاءُ بْنُ أَحْمَرَ حَدَّثَنِي أَبُو زَيْدٍ يَعْنِي عَمْرَو بْنَ أَخْطَبَ قَالَ صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا

حضرت ابو زید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر چڑھ گئے اور ہم کو خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر کا وقت آگیا، آپ نے منبر سے اتر کر ظہر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ گئے اور ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ عصر کا وقت آگیا، پھر آپ نے منبر سے اتر کر عصر کی نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھ کر ہمیں خطبہ دیا حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا، پس آپ نے ہمیں ان تمام چیزوں کی خبر دی جو ہو چکی تھیں اور جو ہونے والی تھیں، پس ہم میں سے جو سب سے زیادہ حافظ تھا وہ سب سے زیادہ عالم تھا۔

١٤٠ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ أَبُو كُرَيْبٍ جَمِيعًا عَنْ أَبِي مُعَاوِيَةَ قَالَ ابْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ عُمَرَ فَقَالَ أَيُّكُمْ يَحْفَظُ حَدِيثَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْفِتْنَةِ كَمَا قَالَ قَالَ فَقُلْتُ أَنَا قَالَ إِنَّكَ لَجَرِيءٌ وَكَيْفَ قَالَ قُلْتُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انھوں نے کہا تم میں سے فتنہ کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کس کو یاد ہے؟ حضرت حذیفہ نے کہا مجھے یاد ہے، حضرت عمر نے کہا تم بہت جرأت مند ہو، وہ حدیث کس طرح ہے؟ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے [illegible]

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِتْنَةُ الرَّجُلِ فِيْ أَهْلِهِ وَمَالِهِ وَنَفْسِهِ وَوَلَدِهِ وَجَارِهِ يُكَفِّرُهَا الصِّيَامُ وَالصَّلٰوةُ وَالصَّدَقَةُ وَالْأَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ فَقَالَ عُمَرُ لَيْسَ هٰذَا أُرِيْدُ إِنَّمَا أُرِيْدُ الَّتِيْ تَمُوْجُ كَمَوْجِ الْبَحْرِ قَالَ فَقُلْتُ مَا لَكَ وَلَهَا يَا أَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ إِنَّ بَيْنَكَ وَبَيْنَهَا بَابًا مُغْلَقًا قَالَ أَفَيُكْسَرُ الْبَابُ أَمْ يُفْتَحُ قَالَ قُلْتُ لَا بَلْ يُكْسَرُ قَالَ ذٰلِكَ أَحْرٰى أَنْ لَّا يُغْلَقَ أَبَدًا قَالَ فَقُلْنَا لِحُذَيْفَةَ هَلْ كَانَ عُمَرُ يَعْلَمُ مَنِ الْبَابُ قَالَ نَعَمْ كَمَا يَعْلَمُ أَنَّ دُوْنَ غَدٍ اللَّيْلَةَ إِنِّيْ حَدَّثْتُهُ حَدِيْثًا لَيْسَ بِالْأَغَالِيْطِ قَالَ فَهِبْنَا أَنْ نَسْأَلَ حُذَيْفَةَ مَنِ الْبَابُ فَقُلْنَا لِمَسْرُوْقٍ سَلْهُ فَسَأَلَهُ فَقَالَ عُمَرُ۔

مال، اس کی جان، اس کی اولاد اور اس کے پڑوس میں فتنہ ہے جس کا کفارہ روزے، نماز، صدقہ، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا ہے۔ حضرت عمر نے کہا میری یہ مراد نہیں ہے میری مراد وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موجوں کی طرح ٹھاٹھیں مارے گا۔ حضرت حذیفہ نے کہا اے امیر المومنین آپ کو اس فتنہ سے کیا خطرہ ہے، آپ کے اور اس فتنہ کے درمیان ایک مقفل دروازہ ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا یہ دروازہ کھولا جائے گا یا توڑا جائے گا، میں نے کہا نہیں بلکہ توڑ دیا جائے گا، حضرت عمر نے کہا پھر اس بات کی زیادہ توقع ہے کہ وہ دروازہ کبھی بند نہیں ہوگا۔ راوی کہتے ہیں پھر ہم نے حضرت حذیفہ سے پوچھا: کیا حضرت عمر جانتے تھے کہ دروازہ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہاں جیسے وہ جانتے تھے کہ رات کے بعد دن ہے، میں نے ان کو ایک حدیث بیان کی جو پہیلی نہیں ہے، پھر ہم حضرت حذیفہ سے یہ پوچھتے ہوئے ڈرے کہ دروازہ سے کیا مراد ہے، ہم نے مسروق سے کہا تم پوچھو، انہوں نے پوچھا تو حضرت حذیفہ نے کہا دروازہ سے مراد خود حضرت عمر تھے۔

۱۴۱ ۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَأَبُوْ سَعِيْدٍ الْأَشَجُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا عِيْسَى بْنُ يُوْنُسَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ عِيْسٰى كُلُّهُمْ عَنِ الْأَعْمَشِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ أَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَفِيْ حَدِيْثِ عِيْسٰى عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ شَقِيْقٍ قَالَ سَمِعْتُ حُذَيْفَةَ يَقُوْلُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں بیان کیں، شقیق کی روایت میں ہے میں نے حضرت حذیفہ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

۱۴۲ ۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ جَامِعِ بْنِ أَبِيْ رَاشِدٍ وَالْأَعْمَشِ عَنْ أَبِيْ وَائِلٍ عَنْ حُذَيْفَةَ قَالَ قَالَ عُمَرُ مَنْ يُحَدِّثُنَا عَنِ الْفِتْنَةِ وَاقْتَصَّ الْحَدِيْثَ بِنَحْوِ حَدِيْثِهِمْ۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا تمہیں فتنہ کے متعلق حدیث کون بیان کرے گا؟ پھر حسب سابق ہے۔

۱۴۳ ۔ وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا ابْنُ

حضرت جندب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں یوم الجرعہ کے دن آیا وہاں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا میں نے کہا

[illegible]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

[illegible]

فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

[illegible]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول

بْنُ خَالِدٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَهُ فَلَا يَأْخُذْ مِنْهُ شَيْئًا

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عنقریب فرات سے سونے کا ایک پہاڑ نکلے گا جو شخص وہاں حاضر ہو تو وہ اس سے کچھ نہ لے۔

۷۱۴۸ - حَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ فُضَيْلُ بْنُ حُسَيْنٍ وَأَبُو مَعْنٍ الرَّقَاشِيُّ وَاللَّفْظُ لِأَبِي مَعْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي أَبِي عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ يَسَارٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ كُنْتُ وَاقِفًا مَعَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ لَا يَزَالُ النَّاسُ مُخْتَلِفَةً أَعْنَاقُهُمْ فِي طَلَبِ الدُّنْيَا قُلْتُ أَجَلْ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُوشِكُ الْفُرَاتُ أَنْ يَحْسِرَ عَنْ جَبَلٍ مِنْ ذَهَبٍ فَإِذَا سَمِعَ بِهِ النَّاسُ سَارُوا إِلَيْهِ فَيَقُولُ مَنْ عِنْدَهُ لَئِنْ تَرَكْنَا النَّاسَ يَأْخُذُونَ مِنْهُ لَيُذْهَبَنَّ بِهِ كُلِّهِ قَالَ فَيَقْتَتِلُونَ عَلَيْهِ فَيُقْتَلُ مِنْ كُلِّ مِائَةٍ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ قَالَ أَبُو كَامِلٍ فِي حَدِيثِهِ قَالَ وَقَفْتُ أَنَا وَأُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ فِي ظِلِّ أُجُمِ حَسَّانَ ۔

عبد اللہ بن حارث بن نوفل کہتے ہیں کہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ساتھ کھڑا ہوا تھا، انھوں نے کہا لوگوں کی گردنیں طلب دنیا میں ایک دوسرے سے مختلف رہیں گی۔ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، عنقریب فرات سے سونے کا پہاڑ ظاہر ہوگا جب لوگ اس کے متعلق سنیں گے تو اس کی طرف روانہ ہوں گے۔ پہاڑ کے پاس والے لوگ کہیں گے اگر ہم نے لوگوں کو چھوڑ دیا تو وہ سب سونا لے جائیں گے۔ پھر اس پر لوگوں کی جنگ ہوگی اور ہر سو سے ننانوے آدمی مارے جائیں گے۔ ابو کامل کی روایت میں یہ الفاظ ہیں۔ انھوں نے کہا میں اور حضرت ابی بن کعب دونوں حسان کے قلعہ کے سائے میں کھڑے تھے۔

۷۱۴۹ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ يَعِيشَ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُبَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ بْنِ سُلَيْمَانَ مَوْلَى خَالِدِ بْنِ خَالِدٍ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنَعَتِ الْعِرَاقُ دِرْهَمَهَا وَقَفِيزَهَا وَمَنَعَتِ الشَّامُ مُدْيَهَا وَدِينَارَهَا وَمَنَعَتْ مِصْرُ إِرْدَبَّهَا وَدِينَارَهَا وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ وَعُدْتُمْ مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ وَعُدْتُمْ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عراق اپنے درہم اور قفیز کو روک لے گا، اور شام اپنے مدی اور دینار کو روک لے گا اور مصر اپنے اردب اور دینار کو روک لے گا اور تم نے جہاں سے ابتداء کی تھی وہیں لوٹ جاؤ گے اور تم نے جہاں سے ابتداء کی تھی وہیں لوٹ جاؤ گے، اور تم نے جہاں سے ابتداء کی تھی وہیں لوٹ جاؤ گے اس حدیث پر ابو ہریرہ کا گوشت اور خون گواہ ہے۔

مِنْ حَيْثُ بَدَأْتُمْ شَهِدَ عَلَى ذَلِكَ لَحْمُ أَبِي هُرَيْرَةَ وَدَمُهُ

[illegible] - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُعَلَّى بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا سُهَيْلٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَنْزِلَ الرُّومُ بِالْأَعْمَاقِ أَوْ بِدَابِقَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِمْ جَيْشٌ مِنَ الْمَدِينَةِ مِنْ خِيَارِ أَهْلِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ فَإِذَا تَصَافُّوا قَالَتِ الرُّومُ خَلُّوا بَيْنَنَا وَبَيْنَ الَّذِينَ سَبَوْا مِنَّا نُقَاتِلْهُمْ فَيَقُولُ الْمُسْلِمُونَ لَا وَاللَّهِ لَا نُخَلِّي بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ إِخْوَانِنَا فَيُقَاتِلُونَهُمْ فَيَنْهَزِمُ ثُلُثٌ لَا يَتُوبُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ أَبَدًا وَيُقْتَلُ ثُلُثُهُمْ أَفْضَلُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ اللَّهِ وَيَفْتَتِحُ الثُّلُثُ لَا يُفْتَنُونَ أَبَدًا فَيَفْتَتِحُونَ قُسْطُنْطِينِيَّةَ فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْغَنَائِمَ قَدْ عَلَّقُوا سُيُوفَهُمْ بِالزَّيْتُونِ إِذْ صَاحَ فِيهِمُ الشَّيْطَانُ إِنَّ الْمَسِيحَ قَدْ خَلَفَكُمْ فِي أَهْلِيكُمْ فَيَخْرُجُونَ وَذَلِكَ بَاطِلٌ فَإِذَا جَاءُوا الشَّأْمَ خَرَجَ فَبَيْنَمَا هُمْ يُعِدُّونَ لِلْقِتَالِ يُسَوُّونَ الصُّفُوفَ إِذْ أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَيَنْزِلُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَّهُمْ فَإِذَا رَآهُ عَدُوُّ اللَّهِ ذَابَ كَمَا يَذُوبُ الْمِلْحُ فِي الْمَاءِ فَلَوْ تَرَكَهُ لَانْذَابَ حَتَّى يَهْلِكَ وَلَكِنْ يَقْتُلُهُ اللَّهُ بِيَدِهِ فَيُرِيهِمْ دَمَهُ فِي حَرْبَتِهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ رومی اعماق یا دابق میں نہ اتر آئیں، ان سے لڑنے کے لیے مدینہ سے ایک لشکر روانہ ہوگا جو اس وقت روئے زمین پر سب سے نیک لوگ ہوں گے، جب دونوں لشکر صف آراء ہوں گے تو رومی کہیں گے تم ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے لوگوں کو قیدی بنا لیا ہے، مسلمان کہیں گے نہیں بخدا ہم اپنے بھائیوں سے ہٹنے کے نہیں، پھر وہ ان سے جنگ کریں گے، ایک تہائی مسلمان بھاگ جائیں گے اللہ تعالیٰ ان کی توبہ کبھی قبول نہیں کرے گا، اور ایک تہائی ان میں سے قتل کر دیے جائیں گے جو اللہ کے نزدیک افضل الشہداء ہوں گے، اور ایک تہائی فتح حاصل کریں گے وہ کبھی آزمائش میں مبتلا نہیں ہوں گے، پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کریں گے، جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے اور اپنی تلواریں زیتون کے درختوں پر لٹکا رہے ہوں گے تو اچانک شیطان چیخ مار کر کہے گا کہ تمہارے بعد تمہارے گھروں میں مسیح دجال پہنچ گیا ہے، مسلمان وہاں سے نکل پڑیں گے حالانکہ یہ خبر غلط ہوگی، جب وہ شام پہنچیں گے تب دجال نکلے گا، جس وقت وہ جنگ کی تیاری کر رہے ہوں گے صفیں درست کر رہے ہوں گے اور نماز قائم کی جائے گی تو حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل ہو جائیں گے اور مسلمانوں کی امامت کریں گے، جب اللہ کا دشمن دجال ان کو دیکھے گا تو اس طرح پگھلنے لگے گا جس طرح نمک پانی میں گھل جاتا ہے، اگر حضرت عیسیٰ اس کو چھوڑ دیتے تب بھی وہ پگھل کر ہلاک ہو جاتا، لیکن اللہ تعالیٰ اس کو حضرت عیسیٰ کے ہاتھ سے قتل کرے گا اور لوگوں کو ان کے ہاتھ میں اس کا خون دکھلائے گا۔

٧١٥١ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ شُعَيْبِ بْنِ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ حَدَّثَنِي مُوسَى بْنُ عُلَيٍّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ الْمُسْتَوْرِدُ الْقُرَشِيُّ عِنْدَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ فَقَالَ لَهُ عَمْرٌو أَبْصِرْ مَا تَقُولُ قَالَ أَقُولُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ إِنَّ فِيهِمْ لَخِصَالًا أَرْبَعًا إِنَّهُمْ لَأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَأَسْرَعُهُمْ إِفَاقَةً بَعْدَ مُصِيبَةٍ وَأَوْشَكُهُمْ كَرَّةً بَعْدَ فَرَّةٍ وَخَيْرُهُمْ لِمِسْكِينٍ وَيَتِيمٍ وَضَعِيفٍ وَخَامِسَةٌ حَسَنَةٌ جَمِيلَةٌ وَأَمْنَعُهُمْ مِنْ ظُلْمِ الْمُلُوكِ.

٧١٥٢ - حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ حَدَّثَنِي أَبُو شُرَيْحٍ أَنَّ عَبْدَ الْكَرِيمِ بْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَهُ أَنَّ الْمُسْتَوْرِدَ الْقُرَشِيَّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرُّومُ أَكْثَرُ النَّاسِ قَالَ فَبَلَغَ ذَلِكَ عَمْرَو بْنَ الْعَاصِ فَقَالَ مَا هَذِهِ الْأَحَادِيثُ الَّتِي تُذْكَرُ عَنْكَ أَنَّكَ تَقُولُهَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ الْمُسْتَوْرِدُ قُلْتُ الَّذِي سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ عَمْرٌو لَئِنْ قُلْتَ ذَلِكَ إِنَّهُمْ لَأَحْلَمُ النَّاسِ عِنْدَ فِتْنَةٍ وَأَجْبَرُ النَّاسِ عِنْدَ مُصِيبَةٍ وَخَيْرُ النَّاسِ لِمَسَاكِينِهِمْ وَضُعَفَائِهِمْ.

٧١٥٣ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ كِلَاهُمَا عَنْ ابْنِ عُلَيَّةَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ

حضرت مستورد قرشی نے حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے سامنے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قیامت آئے گی تو رومی (عیسائی) سب سے زیادہ ہوں گے۔ حضرت عمرو نے کہا غور کرو کیا کہہ رہے ہو؟ انہوں نے کہا میں وہی کہہ رہا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عمرو نے کہا اگر تم ٹھیک کہتے ہو تو ان میں چار خصلتیں ہیں، وہ آزمائش کے وقت سب لوگوں سے زیادہ بردبار ہیں، اور مصیبت کے وقت سب لوگوں سے جلدی اس کا تدارک کرتے ہیں اور شکست کھانے کے بعد سب لوگوں سے جلدی دوبارہ حملہ کرتے ہیں اور مسکینوں، یتیموں اور کمزوروں کے لیے سب لوگوں سے بہتر ہیں اور پانچویں خصلت سب سے اچھی یہ ہے کہ وہ سب لوگوں سے زیادہ بادشاہوں کو ظلم سے روکنے والے ہیں۔

حضرت مستورد قرشی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب قیامت آئے گی تو رومی (عیسائی) سب سے زیادہ ہوں گے۔ جب حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے ان سے کہا یہ کیسی احادیث ہیں جو تمہارے حوالے سے روایت کی جا رہی ہیں کہ تم ان احادیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہو؟ حضرت مستورد نے کہا میں وہی کہتا ہوں جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ حضرت عمرو نے کہا اگر تم یہ بیان کرتے ہو تو وہ آزمائش کے وقت سب سے زیادہ بردبار ہیں، سب سے زیادہ مصیبت کا تدارک کرنے والے ہیں اور مسکینوں اور کمزوروں کے حق میں سب لوگوں سے بہتر ہیں۔

یسیر بن جابر بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ کوفہ میں سرخ آندھی آئی، ایک شخص جس کا تکیہ کلام یہ تھا کہ سنو! اے عبداللہ

حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ الْعَدَوِيِّ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ هَاجَتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوفَةِ فَجَاءَ رَجُلٌ لَيْسَ لَهُ هِجِّيرَى إِلَّا يَا عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ جَاءَتِ السَّاعَةُ قَالَ فَقَعَدَ وَكَانَ مُتَّكِئًا فَقَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَقُومُ حَتَّى لَا يُقْسَمَ مِيرَاثٌ وَلَا يُفْرَحَ بِغَنِيمَةٍ ثُمَّ قَالَ بِيَدِهِ هٰكَذَا وَنَحَّاهَا نَحْوَ الشَّامِ فَقَالَ عَدُوٌّ يَجْمَعُونَ لِأَهْلِ الْإِسْلَامِ وَيَجْمَعُ لَهُمْ أَهْلُ الْإِسْلَامِ قُلْتُ الرُّومَ تَعْنِي قَالَ نَعَمْ وَتَكُونُ عِنْدَ ذَاكُمُ الْقِتَالِ رَدَّةٌ شَدِيدَةٌ فَيَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يَحْجُزَ بَيْنَهُمُ اللَّيْلُ فَيَفِيءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ ثُمَّ يَشْتَرِطُ الْمُسْلِمُونَ شُرْطَةً لِلْمَوْتِ لَا تَرْجِعُ إِلَّا غَالِبَةً فَيَقْتَتِلُونَ حَتَّى يُمْسُوا فَيَفِيءُ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ كُلٌّ غَيْرُ غَالِبٍ وَتَفْنَى الشُّرْطَةُ فَإِذَا كَانَ يَوْمُ الرَّابِعِ نَهَدَ إِلَيْهِمْ بَقِيَّةُ أَهْلِ الْإِسْلَامِ فَيَجْعَلُ اللهُ الدَّبْرَةَ عَلَيْهِمْ فَيَقْتُلُونَ مَقْتَلَةً إِمَّا قَالَ لَا يُرَى مِثْلُهَا وَإِمَّا قَالَ لَمْ يُرَ مِثْلُهَا حَتَّى إِنَّ الطَّائِرَ لَيَمُرُّ بِجَنَبَاتِهِمْ فَمَا يُخَلِّفُهُمْ حَتَّى يَخِرَّ مَيْتًا فَيَتَعَادُّ بَنُو الْأَبِ كَانُوا مِائَةً فَلَا يَجِدُونَهُ بَقِيَ مِنْهُمْ إِلَّا الرَّجُلُ الْوَاحِدُ فَبِأَيِّ غَنِيمَةٍ يُفْرَحُ أَوْ أَيُّ مِيرَاثٍ يُقَاسَمُ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذٰلِكَ إِذْ سَمِعُوا بِبَأْسٍ هُوَ أَكْبَرُ مِنْ ذٰلِكَ فَجَاءَهُمُ الصَّرِيخُ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَلَفَهُمْ فِي ذَرَارِيِّهِمْ فَيَرْفُضُونَ مَا فِي أَيْدِيهِمْ وَيُقْبِلُونَ فَيَبْعَثُونَ عَشَرَةَ فَوَارِسَ طَلِيعَةً قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنِّي لَأَعْرِفُ أَسْمَاءَهُمْ وَأَسْمَاءَ آبَائِهِمْ وَأَلْوَانَ خُيُولِهِمْ هُمْ خَيْرُ

مسعود قیامت آگئی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ٹیک لگائے بیٹھے تھے سنبھل کر بیٹھ گئے اور فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک میراث کی تقسیم اور مال غنیمت کی خوشی کو ترک نہ کر دیا جائے پھر ملک شام کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا اہل اسلام کے دشمن جمع ہوں گے اور ان کے مقابلے کے لیے مسلمان بھی جمع ہوں گے میں نے کہا آپ کی مراد رومی ہیں فرمایا ہاں اس جنگ کی شدت کی وجہ سے بہت سے لوگ جان بچا کر پلٹ جائیں گے جو مسلمان ایک ہی لشکر میں ہوں گے وہ ایک دستہ تیار کریں گے جو کامیابی کے بغیر واپس نہیں آئے گا پھر مسلمان خوب جنگ کریں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات کا پردہ حائل ہو جائے گا پھر دونوں فریق بغیر کامیابی کے لوٹ آئیں گے اور ان میں سے کسی کو غلبہ نہیں ہوگا اور وہ دستہ ہلاک ہو جائے گا پھر مسلمان ایک دوسرا دستہ منتخب کریں گے کہ وہ بغیر کامیابی کے واپس نہ آئے اور وہ بھی خوب جنگ کرتے رہیں گے حتیٰ کہ ان کے درمیان رات حائل ہو جائے گی پھر یہ دستہ اور وہ دستہ واپس لوٹ آئیں گے اور ان میں سے کوئی کامیاب نہیں ہوگا اور وہ دستہ ہلاک ہو جائے گا پھر مسلمان ایک دستہ منتخب کریں گے کہ وہ بغیر کامیابی کے نہ لوٹے اور وہ شام تک جنگ کرتے رہیں گے پھر یہ اور وہ لوٹ آئیں گے اور کوئی غالب نہیں ہوگا اور وہ دستہ ہلاک ہو جائے گا اور جب چوتھا دن ہوگا تو باقی مسلمان ان پر حملہ کریں گے پھر اللہ تعالیٰ کافروں پر شکست مقدر کر دے گا اور ایسی جنگ ہوگی کہ اس سے پہلے ایسی جنگ کبھی نہیں ہوئی ہوگی حتیٰ کہ پرندے ان کی لاشوں کے پہلوؤں سے گزریں گے اور ان سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے اور وہ مر کر گر پڑیں گے ایک باپ کی اولاد سو تک ہوگی ان میں سے ایک کے سوا اور کوئی باقی نہیں بچے گا اس صورت میں مال غنیمت سے

فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ أَوْ مِنْ خَيْرِ فَوَارِسَ عَلَى ظَهْرِ الْأَرْضِ يَوْمَئِذٍ قَالَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ فِي رِوَايَتِهِ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ.

کیا خوشی ہو گی اور کیسے ورثہ تقسیم ہو گا۔ مسلمان اسی حالت سے دوچار ہوں گے کہ اس سے بڑی آفت آ پڑے گی یک بیک چیخ سنائی دے گی کہ دجال مسلمانوں کی اولاد میں دجال آ نکلا ہے، ان کے ہاتھوں میں جو کچھ ہو گا وہ اس کو چھوڑ کر اس کی طرف متوجہ ہوں گے اور دس گھوڑ سواروں کا ہراول دستہ بھیجیں گے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں ان سواروں کے نام، ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں وہ روئے زمین کے بہترین گھوڑ سواروں میں سے ہوں گے۔ ابن ابی شیبہ نے اپنی روایت میں کہا یہ حدیث اسیر بن جابر سے مروی ہے۔

۱۵۴۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدٍ الْغُبَرِيُّ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ يُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ مَسْعُودٍ فَهَبَّتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِنَحْوِهِ وَحَدِيثُ ابْنِ عُلَيَّةَ أَتَمُّ وَأَشْبَعُ.

یسیر بن جابر کہتے ہیں کہ میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھا ہوا تھا تو سرخ آندھی آئی پچھلی کی مثل روایت ہے اور ابن علیہ کی روایت مکمل و مفصل ہے۔

۱۵۵۔ وَحَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدٌ يَعْنِي ابْنَ هِلَالٍ عَنْ أَبِي قَتَادَةَ عَنْ أُسَيْرِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ كُنْتُ فِي بَيْتِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ وَالْبَيْتُ مَلْآنُ قَالَ فَهَاجَتْ رِيحٌ حَمْرَاءُ بِالْكُوفَةِ فَذَكَرَ نَحْوَ حَدِيثِ ابْنِ عُلَيَّةَ.

اسیر بن جابر کہتے ہیں کہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے گھر میں تھا اور گھر بھرا ہوا تھا، انہوں نے کہا اس وقت کوفہ میں سرخ آندھی چلی۔ پھر ابن علیہ کی مثل روایت بیان کی۔

۱۵۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ عَنْ نَافِعِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةٍ قَالَ فَأَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْمٌ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ عَلَيْهِمْ ثِيَابُ الصُّوفِ فَوَافَقُوهُ عِنْدَ أَكَمَةٍ فَإِنَّهُمْ لَقِيَامٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَاعِدٌ قَالَ فَقَالَتْ لِي نَفْسِي ائْتِهِمْ فَقُمْ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ لَا يَغْتَالُونَهُ قَالَ ثُمَّ قُلْتُ لَعَلَّهُ نَجِيٌّ مَعَهُمْ

حضرت نافع بن عتبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک غزوہ میں تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مغرب کی طرف سے ایک قوم کے کچھ شخص آئے جنہوں نے اون کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، ان کی آپ سے ٹیلے کے پاس ملاقات ہوئی، وہ کھڑے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بیٹھے ہوئے تھے میرے دل میں خیال آیا کہ تم بھی ان کے پاس چلو اور حضور کے اور ان کے درمیان حائل ہو جاؤ، ایسا نہ ہو کہیں وہ حضور پر دھوکے

فِي بَيْتِهِمْ فَقُمْتُ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَهُ قَالَ فَحَفِظْتُ مِنْهُ أَرْبَعَ كَلِمَاتٍ أَعُدُّهُنَّ فِي يَدِي قَالَ تَغْزُونَ جَزِيرَةَ الْعَرَبِ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ فَارِسَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الرُّومَ فَيَفْتَحُهَا اللَّهُ ثُمَّ تَغْزُونَ الدَّجَّالَ فَيَفْتَحُهُ اللَّهُ قَالَ فَقَالَ نَافِعٌ يَا جَابِرُ لَا نَرَى الدَّجَّالَ يَخْرُجُ حَتَّى تُفْتَحَ الرُّومُ.

سے حملہ کریں مجھے میرے دل نے کہا جاؤ کہیں ان سے کوئی دھوکے کی بات کر رہے ہوں پھر میں ان کے پاس گیا اور آپ کے اور ان کے درمیان کھڑا ہو گیا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چار باتیں یاد ہیں جن کو میں اپنے ہاتھ پر گنتا ہوں، آپ نے فرمایا تم جزیرہ عرب میں جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو فتح کرا دے گا پھر تم فارس کے ساتھ جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو فتح کرا دے گا پھر تم روم والوں سے جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو فتح کرا دے گا پھر تم دجال سے جہاد کرو گے اللہ تعالیٰ اس کو فتح کرا دے گا نافع نے کہا اے جابر ہمارے خیال میں روم کی فتح سے پہلے دجال نہیں نکلے گا۔

۷۱۵۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ الْغِفَارِيِّ قَالَ اطَّلَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا وَنَحْنُ نَتَذَاكَرُ فَقَالَ مَا تَذَاكَرُونَ قَالُوا نَذْكُرُ السَّاعَةَ قَالَ إِنَّهَا لَنْ تَقُومَ حَتَّى تَرَوْنَ قَبْلَهَا عَشْرَ آيَاتٍ فَذَكَرَ الدُّخَانَ وَالدَّجَّالَ وَالدَّابَّةَ وَطُلُوعَ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنُزُولَ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَأْجُوجَ وَمَأْجُوجَ وَثَلَاثَةَ خُسُوفٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ بِجَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَآخِرُ ذَلِكَ نَارٌ تَخْرُجُ مِنَ الْيَمَنِ تَطْرُدُ النَّاسَ إِلَى مَحْشَرِهِمْ

حضرت حذیفہ بن اسید غفاری بیان کرتے ہیں کہ ہم کسی وقت باتیں کر رہے تھے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا تم کیا باتیں کر رہے ہو ہم نے کہا ہم قیامت کے متعلق باتیں کر رہے ہیں آپ نے فرمایا اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک تم اس سے پہلے دس نشانیاں نہ دیکھ لو، دھواں، دجال، دابہ، اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول، یاجوج ماجوج کا خروج اور تین مرتبہ زمین کے دھنسنے کا ذکر کیا، مشرق میں دھنسنا، مغرب میں دھنسنا اور جزیرہ عرب میں دھنسنا اور ان سب کے آخر میں ایک آگ یمن سے نکلے گی جو لوگوں کو ان کے محشر کی طرف ہانک کر لے جائے گی۔

۷۱۵۸۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ الْقَزَّازِ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيدٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ وَنَحْنُ أَسْفَلَ مِنْهُ فَاطَّلَعَ إِلَيْنَا فَقَالَ مَا تَذْكُرُونَ قُلْنَا السَّاعَةَ قَالَ إِنَّ السَّاعَةَ لَا تَكُونُ حَتَّى تَكُونَ عَشْرُ آيَاتٍ خَسْفٌ بِالْمَشْرِقِ وَخَسْفٌ بِالْمَغْرِبِ وَخَسْفٌ

حضرت ابو سریحہ حذیفہ بن اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک بالا خانہ میں تھے اور ہم آپ سے نیچے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے ہماری طرف جھانک کر فرمایا تم کس چیز کا ذکر کر رہے ہو، ہم نے کہا قیامت کا، آپ نے فرمایا جب تک دس نشانیاں ظاہر نہ ہوں قیامت نہیں آئے گی مشرق میں زمین کا دھنسنا، مغرب میں زمین کا دھنسنا اور جزیرہ عرب میں زمین کا دھنسنا، دھواں، دجال، دابۃ الارض

فِي جَزِيرَةِ الْعَرَبِ وَالدُّخَانُ وَالدَّجَّالُ وَدَابَّةُ الْأَرْضِ وَيَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَطُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَنَارٌ تَخْرُجُ مِنْ قُعْرَةِ عَدَنٍ تَرْحَلُ النَّاسَ قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ مِثْلَ ذَلِكَ لَا يَذْكُرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ أَحَدُهُمَا فِي الْعَاشِرَةِ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ الْآخَرُ وَرِيحٌ تُلْقِي النَّاسَ فِي الْبَحْرِ.

یاجوج ماجوج، مغرب سے سورج کا طلوع ہونا اور ایک آگ جو عدن کے کنارے سے نکلے گی، وہ لوگوں کو ہانک کر لے جائے گی۔ شعبہ نے کہا ایک اور سند کے ساتھ ابوسریحہ سے اس کی مثل روایت ہے لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر نہیں کیا۔ ایک راوی نے دسویں نشانی میں حضرت عیسیٰ ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزول کا ذکر کیا ہے دوسرے راوی نے کہا ایک آندھی آئے گی جو لوگوں کو سمندر میں ڈال دے گی۔

۷۱۵۹۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غُرْفَةٍ وَنَحْنُ تَحْتَهَا نَتَحَدَّثُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ قَالَ شُعْبَةُ وَأَحْسِبُهُ قَالَ تَنْزِلُ مَعَهُمْ إِذَا نَزَلُوا وَتَقِيلُ مَعَهُمْ حَيْثُ قَالُوا قَالَ شُعْبَةُ وَحَدَّثَنِي رَجُلٌ هَذَا الْحَدِيثَ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ وَلَمْ يَرْفَعْهُ قَالَ أَحَدُ هَذَيْنِ الرَّجُلَيْنِ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَقَالَ الْآخَرُ رِيحٌ تُلْقِيهِمْ فِي الْبَحْرِ

حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالاخانہ میں تھے، اور ہم اس کے نیچے باتیں کر رہے تھے، پھر اس حدیث کی مثل روایت بیان کی، شعبہ نے بیان کیا، میرا گمان ہے انہوں نے کہا: جہاں یہ لوگ جا ٹھہریں گے آگ وہیں جائے گی، اور جہاں یہ لوگ قیلولہ کریں گے آگ وہیں رہے گی، شعبہ کہتے ہیں مجھ سے ایک شخص نے یہ حدیث ابوسریحہ سے روایت کی ہے اور اس کو مرفوع نہیں کہا، ایک راوی نے حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول بیان کیا، اور دوسرے راوی نے بیان کیا ایک آندھی ان کو سمندر میں ڈال دے گی۔

۷۱۶۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْعِجْلِيُّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ فُرَاتٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الطُّفَيْلِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ قَالَ كُنَّا نَتَحَدَّثُ فَأَشْرَفَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِنَحْوِ حَدِيثِ مُعَاذٍ وَابْنِ جَعْفَرٍ وَقَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ الْحَكَمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ أَبِي الطُّفَيْلِ عَنْ أَبِي سَرِيحَةَ بِنَحْوِهِ قَالَ وَالْعَاشِرَةُ نُزُولُ عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ قَالَ شُعْبَةُ وَلَمْ يَرْفَعْهُ عَبْدُ الْعَزِيزِ.

حضرت ابوسریحہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم باتیں کر رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو جھانک کر دیکھا، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، شعبہ کی روایت میں دسویں علامت حضرت عیسیٰ ابن مریم کا نزول ہے، شعبہ نے کہا عبد العزیز نے اس کو مرفوعاً بیان نہیں کیا۔

۷۱۶۱۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ حضرت ابوہریرہ

وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب أخبرني ابن المسيب أن أبا هريرة أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ح وحدثني عبد الملك بن شعيب بن الليث حدثني أبي عن جدي حدثني عقيل بن خالد عن ابن شهاب أنه قال قال ابن المسيب أخبرني أبو هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا تقوم الساعة حتى تخرج نار من أرض الحجاز تضيء أعناق الإبل ببصرى.

رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک سرزمین حجاز سے ایسی آگ ظاہر نہ ہو جائے جس سے بصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں روشن ہو جائیں گی۔

١٦٢۔ حدثني عمرو الناقد حدثنا الأسود بن عامر حدثنا زهير عن سهيل بن أبي صالح عن أبيه عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم تبلغ المساكن إهاب أو يهاب قال زهير قلت لسهيل فكم ذلك من المدينة قال كذا وكذا ميلا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرب قیامت میں گھر اہاب یا یہاب تک پہنچ جائیں گے۔ زہیر کہتے ہیں میں نے سہیل سے پوچھا کہ یہ جگہ مدینہ سے کتنے فاصلہ پر ہے؟ انہوں نے کہا اتنے اتنے میل ہے۔

١٦٣۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا يعقوب يعني ابن عبد الرحمن عن سهيل عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ليست السنة بأن لا تمطروا ولكن السنة أن تمطروا وتمطروا ولا تنبت الأرض شيئا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قحط یہ نہیں ہے کہ بارش نہ ہو بلکہ قحط یہ ہے کہ بارش ہو اور خوب بارش ہو لیکن زمین کوئی چیز نہ اگائے۔

١٦٤۔ حدثنا قتيبة بن سعيد حدثنا ليث ح وحدثني محمد بن رمح أخبرنا الليث عن نافع عن ابن عمر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو مستقبل المشرق يقول ألا إن الفتنة ههنا ألا إن الفتنة ههنا من حيث يطلع قرن الشيطان.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا درآنحالیکہ آپ مشرق کی جانب منہ کیے ہوئے تھے سنو فتنہ یہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

١٦٥۔ وحدثني عبيد الله بن عمر القواريري ومحمد بن المثنى ح وحدثنا عبيد الله بن سعيد كلهم عن يحيى القطان قال القواريري حدثني يحيى بن سعيد عن عبيد الله بن عمر

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے دروازے پر کھڑے ہوئے اور مشرق کی طرف اشارہ کر رہے تھے۔ فتنہ وہاں ہوگا جہاں سے شیطان کا سینگ

حَدَّثَنِي نَافِعٌ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ عِنْدَ بَابِ حَفْصَةَ فَقَالَ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ الْفِتْنَةُ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا وَقَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ سَعِيدٍ فِي رِوَايَتِهِ قَامَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ بَابِ عَائِشَةَ

طلوع ہوگا، یہ آپ نے دو یا تین بار فرمایا۔ اور عبید اللہ بن سعید نے اپنی روایت میں کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دروازے کے پاس کھڑے تھے۔

۷۱۶۶۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ مُسْتَقْبِلٌ الْمَشْرِقَ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مشرق کی طرف منہ کر کے فرمایا بے شک فتنہ یہاں ہے، بے شک فتنہ یہاں ہے بے شک فتنہ یہاں ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوگا۔

۷۱۶۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْتِ عَائِشَةَ فَقَالَ رَأْسُ الْكُفْرِ مِنْ هَا هُنَا مِنْ حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ يَعْنِي الْمَشْرِقَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر سے باہر آ کر کہا کفر کی چوٹی ادھر سے نکلے گی جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے، یعنی مشرق سے۔

۷۱۶۸۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ يَعْنِي ابْنَ سُلَيْمَانَ أَخْبَرَنَا حَنْظَلَةُ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِيَدِهِ نَحْوَ الْمَشْرِقِ وَيَقُولُ هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا هَا إِنَّ الْفِتْنَةَ هَا هُنَا ثَلَاثًا حَيْثُ يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو مشرق کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے سنا بے شک یہاں فتنہ ہے بے شک یہاں فتنہ ہے بے شک یہاں فتنہ ہے جہاں سے شیطان کا سینگ طلوع ہوتا ہے آپ نے یہ تین بار فرمایا۔

۷۱۶۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى وَأَحْمَدُ بْنُ عُمَرَ الْوَكِيعِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبَانَ قَالُوا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عُمَرَ يَقُولُ يَا أَهْلَ الْعِرَاقِ مَا أَسْأَلَكُمْ عَنِ الصَّغِيرَةِ وَ

سالم بن عبد اللہ بن عمر نے کہا: اے اہل عراق! بہت چھوٹے جرم (پسو کے قتل) کے متعلق تم سے کس نے سوال کیا اور ایک بڑے جرم (اصحاب، تابعین بشمول حضرت حسین کے قتل) پر تم کو کس نے سوار یعنی برانگیختہ کیا؟ میں نے اپنے والد حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے سنا کہ رسول اللہ

ويركبكم للكبيرة سمعت أبي عبد الله بن عمر يقول سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول إن الفتنة تجيء من ها هنا وأومأ بيده نحو المشرق من حيث يطلع قرنا الشيطان وأنتم يضرب بعضكم رقاب بعض وإنما قتل موسى الذي قتل من آل فرعون خطأ فقال الله عز وجل له وقتلت نفسا فنجيناك من الغم وفتناك فتونا قال أحمد بن عمر في روايته عن سالم لم يقل سمعت.

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ فتنہ یہاں سے نمودار ہوگا، آپ نے اپنے ہاتھ سے مشرق کی طرف اشارہ کیا جہاں سے شیطان کے دو سینگ طلوع ہوں گے اور تم ایک دوسرے کو قتل کر رہے ہو (یعنی تم خارجی لوگ مسلمانوں کو قتل کر رہے ہو) حالانکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آل فرعون کے جس شخص کو قتل کیا تھا وہ قتل خطاءً تھا اس پر بھی اللہ عزوجل نے ان سے فرمایا: تم نے ایک انسان کو قتل کیا، پھر ہم نے تم کو غم سے نجات دی اور تم کو آزمائشوں میں ڈالا۔ احمد بن عمر کی روایت میں سمعت کا لفظ نہیں ہے۔

۷۱۷۰۔ حدثني محمد بن رافع وعبد بن حميد قال عبد أخبرنا وقال ابن رافع حدثنا عبد الرزاق أخبرنا معمر عن الزهري عن ابن المسيب عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تقوم الساعة حتى تضطرب أليات نساء دوس حول ذي الخلصة وكانت صنما تعبدها دوس في الجاهلية بتبالة.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک دوس کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ کا طواف کرتے ہوئے نہ ہلیں قیامت نہیں آئے گی ذوالخلصہ تبالہ میں ایک بت تھا جس کی دوس زمانہ جاہلیت میں عبادت کرتی تھیں۔

۷۱۷۱۔ حدثنا أبو كامل الجحدري وأبو معن زيد بن يزيد الرقاشي واللفظ لأبي معن قالا حدثنا خالد بن الحارث حدثنا عبد الحميد بن جعفر عن الأسود بن العلاء عن أبي سلمة عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا يذهب الليل والنهار حتى تعبد اللات والعزى فقلت يا رسول الله إن كنت لأظن حين أنزل الله هو الذي أرسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون أن ذلك تاما قال إنه سيكون من ذلك ما شاء الله ثم يبعث الله ريحا طيبة فتوفى كل من في قلبه مثقال حبة خردل من إيمان فيبقى من لا خير فيه

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ دن اور رات کا سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا جب تک کہ لات اور عزیٰ کی عبادت نہ کی جائے، میں نے کہا یا رسول اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی (ترجمہ): "وہ ذات جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کر دے خواہ مشرکین کو یہ ناگوار گزرے" تو میں یہ گمان کرتی تھی کہ یہ دین مکمل ہوگیا اور اب کفر نہ ہوگا، آپ نے فرمایا جو کچھ اللہ کی مشیت میں ہے وہ عنقریب واقع ہوگا پھر اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جس کی وجہ سے جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا وہ فوت ہو جائے گا اور جس کے دل میں بالکل خیر نہیں ہوگی وہ

فَيَرْجِعُونَ إِلَى دِينِ آبَائِهِمْ

باقی رہ جائے گا، اور وہ لوگ اپنے آباء کے دین کی طرف لوٹ جائیں گے۔

۷۱۷۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ وَهُوَ الْحَنَفِيُّ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ ابْنُ جَعْفَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی۔

۷۱۷۳۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ فِيمَا قُرِئَ عَلَيْهِ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ بِقَبْرِ الرَّجُلِ فَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي مَكَانَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک شخص آدمی کی قبر کے پاس سے گذر کر یہ نہ کہے کاش میں اس کی جگہ ہوتا۔

۷۱۷۴۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ أَبَانَ بْنِ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ الرِّفَاعِيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبَانَ، قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتَّى يَمُرَّ الرَّجُلُ عَلَى الْقَبْرِ فَيَتَمَرَّغُ عَلَيْهِ وَيَقُولُ يَا لَيْتَنِي كُنْتُ مَكَانَ صَاحِبِ هَذَا الْقَبْرِ وَلَيْسَ بِهِ الدِّينُ إِلَّا الْبَلَاءُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اس وقت تک دنیا ختم نہیں ہوگی جب تک کہ ایک شخص قبر سے گذر کر لوٹ پوٹ نہ ہو اور یہ نہ کہے کاش میں اس قبر والے کی جگہ ہوتا، اور اس کے دین میں آزمائش کے سوا اور کچھ نہ ہوگا۔

۷۱۷۵۔ وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ عَنْ يَزِيدَ وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَيَأْتِيَنَّ عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِي أَيِّ شَيْءٍ قَتَلَ وَلَا يَدْرِي الْمَقْتُولُ عَلَى أَيِّ شَيْءٍ قُتِلَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے لوگوں پر ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ قاتل کو یہ پتا نہیں ہوگا کہ وہ کیوں قتل کر رہا ہے اور نہ مقتول کو یہ پتا ہوگا کہ اس کو کیوں قتل کیا گیا۔

۷۱۷۶۔ وَحَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ بْنِ أَبَانَ وَوَاصِلُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْأَسْلَمِيِّ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے، دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایسا دن نہ آجائے جس میں قاتل کو یہ پتہ نہ ہو کہ اس نے کیوں قتل کیا اور نہ مقتول

حَتّٰى يَأْتِيَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِي الْقَاتِلُ فِيمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُولُ فِيمَ قُتِلَ فَقِيلَ كَيْفَ يَكُونُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُولُ فِي النَّارِ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبَانَ قَالَ هُوَ يَزِيدُ بْنُ كَيْسَانَ عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ لَمْ يَذْكُرِ الْأَسْلَمِيَّ.

کہ پتا ہوگا کہ اسے کیوں قتل کیا گیا عرض کیا گیا یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا بکثرت کشت وخون ہوگا قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں ہوں گے۔

۷۱۷۷۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ زِيَادِ بْنِ سَعْدٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی کعبہ کو گرا دے گا

۷۱۷۸۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُخَرِّبُ الْكَعْبَةَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی کعبہ کو گرا دے گا۔

۷۱۷۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ الدَّرَاوَرْدِيَّ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ مِنَ الْحَبَشَةِ يُخَرِّبُ بَيْتَ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو چھوٹی پنڈلیوں والا حبشی اللہ عزوجل کے گھر کو گرا دے گا۔

۷۱۸۰۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ رَجُلٌ مِنْ قَحْطَانَ يَسُوقُ النَّاسَ بِعَصَاهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک قحطان کا ایک شخص لوگوں کو اپنی لاٹھی سے نہ ہنکائے۔

۷۱۸۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْكَبِيرِ بْنُ عَبْدِ الْمَجِيدِ أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْحَكَمِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دن اور رات کا سلسلہ اس وقت تک نہیں منقطع ہوگا جب تک جہجاہ نام کا ایک شخص بادشاہ نہ بن جائے امام مسلم نے دوسری سند سے بھی یہ حدیث بیان کی

وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَذْهَبُ الْأَيَّامُ وَاللَّيَالِي حَتَّى يَمْلِكَ رَجُلٌ يُقَالُ لَهُ الْجَهْجَاهُ. قَالَ مُسْلِمٌ هُؤُلَاءِ أَرْبَعَةُ إِخْوَةٍ شَرِيكٌ وَعُبَيْدُ اللَّهِ وَعُمَيْرٌ وَعَبْدُ الْكَبِيرِ بَنُو عَبْدِ الْمَجِيدِ.

میں شریک، عبید اللہ، عمیر اور عبد الکبیر یہ عبد المجید کے بیٹے ہیں۔

۷۱۸۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ایسی قوم سے قتال نہ کرو جس کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے اور قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم سے جنگ نہ کرو جو بالوں والی جوتیاں پہنتے ہیں۔

۷۱۸۳۔ وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلَكُمْ أُمَّةٌ يَنْتَعِلُونَ الشَّعَرَ وُجُوهُهُمْ مِثْلُ الْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم سے قتال نہ کرو جو بالوں والی جوتیاں پہنے گی اور ان کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔

۷۱۸۴۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ وَلَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى تُقَاتِلُوا قَوْمًا صِغَارَ الْأَعْيُنِ ذُلْفَ الْآنُفِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تک اس حدیث کو پہنچاتے ہیں کہ آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم اس قوم سے قتال نہ کرو جو بالوں کی جوتیاں پہنے گی اور اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک تم ان لوگوں سے جنگ نہ کرو جن کی آنکھیں چھوٹی اور ناک چپٹی ہوگی۔

۷۱۸۵۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ التُّرْكَ قَوْمًا وُجُوهُهُمْ كَالْمَجَانِّ الْمُطْرَقَةِ يَلْبَسُونَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان ترکوں سے جنگ نہ کریں یہ وہ لوگ ہیں جن کے چہرے کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے۔ یہ لوگ بالوں کا لباس اور بالوں کی جوتیاں

الشَّعَرَ وَيَمْشُونَ فِي الشَّعَرِ.

پہنیں گے۔

---

٨٦ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ وَأَبُو أُسَامَةَ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُقَاتِلُونَ بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ قَوْمًا نِعَالُهُمُ الشَّعَرُ كَأَنَّ وُجُوهَهُمُ الْمَجَانُّ الْمُطْرَقَةُ حُمْرُ الْوُجُوهِ صِغَارُ الْأَعْيُنِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت سے پہلے تمہاری ایسی قوم سے جنگ ہوگی جن کی جوتیاں بالوں کی ہوں گی، ان کے چہرے گویا کوٹی ہوئی ڈھالوں کی طرح ہوں گے، چہرے سرخ اور آنکھیں چھوٹی ہوں گی۔

---

١٨٧ - حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ قَالَ كُنَّا عِنْدَ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ فَقَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الْعِرَاقِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ قَفِيزٌ وَلَا دِرْهَمٌ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الْعَجَمِ يَمْنَعُونَ ذَاكَ ثُمَّ قَالَ يُوشِكُ أَهْلُ الشَّامِ أَنْ لَا يُجْبَى إِلَيْهِمْ دِينَارٌ وَلَا مُدْيٌ قُلْنَا مِنْ أَيْنَ ذَاكَ قَالَ مِنْ قِبَلِ الرُّومِ ثُمَّ سَكَتَ هُنَيَّةً ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ أُمَّتِي خَلِيفَةٌ يَحْثِي الْمَالَ حَثْيًا لَا يَعُدُّهُ عَدَدًا قَالَ قُلْتُ لِأَبِي نَضْرَةَ وَأَبِي الْعَلَاءِ أَتَرَيَانِ أَنَّهُ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ فَقَالَا لَا.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما نے کہا عنقریب اہل عراق کے پاس کوئی قفیز آئے گا نہ درہم، ہم نے پوچھا کہاں سے؟ انہوں نے کہا عجم ان کو روک لیں گے، پھر کہا عنقریب اہل شام کے پاس نہ کوئی دینار آئے گا نہ مدی، ہم نے پوچھا کہاں سے؟ انہوں نے کہا روم سے، پھر تھوڑی دیر خاموش رہے پھر کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کے آخر میں ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔ راوی کہتے ہیں میں نے ابونضرہ اور ابوالعلاء سے پوچھا کیا اس سے عمر بن عبد العزیز مراد ہیں؟ ان دونوں نے کہا نہیں۔

---

١٨٨ - وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ (يَعْنِي الْجُرَيْرِيَّ) بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

---

١٨٩ - حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ الْمُفَضَّلِ) ح وَحَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ (يَعْنِي ابْنَ عُلَيَّةَ) كِلَاهُمَا عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَزِيدَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ خُلَفَائِكُمْ خَلِيفَةٌ يَحْثُو الْمَالَ حَثْيًا لَا يَعُدُّهُ

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے خلفاء میں سے ایک خلیفہ ہوگا جو لپ بھر بھر کر مال دے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔ ابن حجر کی روایت میں یحثی کا لفظ ہے۔

عَدَدًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ يَحْثِي الْمَالَ۔

۷۱۹۰۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ وَجَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَا قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ خَلِيفَةٌ يَقْسِمُ الْمَالَ وَلَا يَعُدُّهُ۔

حضرت ابو سعید اور حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخر زمانہ میں ایک خلیفہ ہوگا جو مال تقسیم کرے گا اور اس کو شمار نہیں کرے گا۔

۷۱۹۱۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ دَاوُدَ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ۔

حضرت ابو سعید نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی ہے۔

۷۱۹۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا نَضْرَةَ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ حِينَ جَعَلَ يَحْفِرُ الْخَنْدَقَ وَجَعَلَ يَمْسَحُ رَأْسَهُ وَيَقُولُ بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ فِئَةٌ بَاغِيَةٌ۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے کہا مجھ سے بہتر شخص نے مجھے بتایا جب حضرت عمار خندق کھود رہے تھے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان کے سر پر ہاتھ پھیر کر فرما رہے تھے: اے ابن سمیہ تم پر کیسی مصیبت پڑے گی، تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

۷۱۹۳۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مُعَاذِ بْنِ عَبَّادٍ الْعَنْبَرِيُّ وَهُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ وَمَحْمُودُ بْنُ غَيْلَانَ وَمُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ قَالُوا أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ النَّضْرِ أَخْبَرَنِي مَنْ هُوَ خَيْرٌ مِنِّي أَبُو قَتَادَةَ وَفِي حَدِيثِ خَالِدِ بْنِ الْحَارِثِ قَالَ أُرَاهُ يَعْنِي أَبَا قَتَادَةَ وَفِي حَدِيثِ خَالِدٍ وَيَقُولُ وَيْسَ أَوْ يَقُولُ يَا وَيْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں، ایک سند کے ساتھ مذکور ہے مجھ سے بہتر شخص ابو قتادہ ہیں، دوسری سند میں ہے میرا گمان ہے کہ وہ ابو قتادہ ہیں اور اس کی روایت میں ویس یا ویس ابن سمیہ مذکور ہے۔

۷۱۹۴۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ جَبَلَةَ

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ ابْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا عُقْبَةُ بْنُ مُكْرَمٍ الْعَمِّيُّ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ قَالَ عُقْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ خَالِدًا يُحَدِّثُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِعَمَّارٍ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ.

صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

٧١٩٥۔ وَحَدَّثَنِي إِسْحَاقُ بْنُ مَنْصُورٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ الْحَذَّاءُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي الْحَسَنِ وَالْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِمَا عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق حدیث بیان کی

٧١٩٦۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا ابْنُ عُلَيَّةَ عَنِ ابْنِ عَوْنٍ عَنِ الْحَسَنِ عَنْ أُمِّهِ عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقْتُلُ عَمَّارًا الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ.

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عمار کو ایک باغی گروہ قتل کریگا

٧١٩٧۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يُهْلِكُ أُمَّتِي هَذَا الْحَيُّ مِنْ قُرَيْشٍ قَالُوا فَمَا تَأْمُرُنَا قَالَ لَوْ أَنَّ النَّاسَ اعْتَزَلُوهُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کو قریش کا یہ قبیلہ ہلاک کر دے گا، صحابہ نے عرض کیا پھر آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں آپ نے فرمایا کاش لوگ ان سے الگ رہیں۔

٧١٩٨۔ وَحَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ فِي مَعْنَاهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی

٧١٩٩۔ حَدَّثَنَا عَمْرٌو النَّاقِدُ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي عُمَرَ قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ مَاتَ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ مر گیا اس کے بعد کسریٰ نہیں ہوگا اور جب قیصر مر جائے گا تو اس کے بعد قیصر نہیں ہوگا اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت

كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ وَإِذَا هَلَكَ قَيْصَرُ فَلَا قَيْصَرَ بَعْدَهُ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَتُنْفَقَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

تم میری جان ہے ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دو گے۔

۷۲۰۰ - وَحَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ ح وَحَدَّثَنِي ابْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَبْدِ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ كِلَاهُمَا عَنِ الزُّهْرِيِّ بِإِسْنَادِ سُفْيَانَ وَمَعْنَى حَدِيثِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۷۲۰۱ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هٰذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلَكَ كِسْرَى ثُمَّ لَا يَكُونُ كِسْرَى بَعْدَهُ وَقَيْصَرُ لَيَهْلِكَنَّ ثُمَّ لَا يَكُونُ قَيْصَرُ بَعْدَهُ وَلَتُقْسَمَنَّ كُنُوزُهُمَا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کسریٰ ہلاک ہو گا اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہو گا، اور قیصر ہلاک ہو گا اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہو گا پھر تم ان کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

۷۲۰۲ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا هَلَكَ كِسْرَى فَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ سَوَاءً.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کسریٰ ہلاک ہو جائے گا تو اس کے بعد کسریٰ نہیں ہو گا اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ کی روایت کی مثل ہے۔

۷۲۰۳ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَتَفْتَحَنَّ عِصَابَةٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ أَوْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ كَنْزَ آلِ كِسْرَى الَّذِي فِي الْأَبْيَضِ قَالَ قُتَيْبَةُ مِنَ الْمُسْلِمِينَ وَلَمْ يَشُكَّ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، مسلمانوں یا فرمایا مومنوں کی ایک جماعت ضرور آل کسریٰ کے ان خزانے کو فتح کرے گی جو قصر ابیض میں ہے قتیبہ کی روایت میں بغیر کسی شک کے مسلمانوں کا لفظ ہے

۷۲۰۴ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن سماك بن حرب قال سمعت جابر بن سمرة قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم بمعنى حديث أبي عوانة.

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، ابو عوانہ کی حدیث کی مثل ہے۔

۷۲۰۵ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُحَمَّدٍ عَنْ ثَوْرٍ وَهُوَ ابْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سَمِعْتُمْ بِمَدِينَةٍ جَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَرِّ وَجَانِبٌ مِنْهَا فِي الْبَحْرِ قَالُوا نَعَمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْزُوَهَا سَبْعُونَ أَلْفًا مِنْ بَنِي إِسْحَاقَ فَإِذَا جَاءُوهَا نَزَلُوا فَلَمْ يُقَاتِلُوا بِسِلَاحٍ وَلَمْ يَرْمُوا بِسَهْمٍ قَالُوا لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ أَحَدُ جَانِبَيْهَا قَالَ ثَوْرٌ لَا أَعْلَمُهُ إِلَّا قَالَ الَّذِي فِي الْبَحْرِ ثُمَّ يَقُولُوا الثَّانِيَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيَسْقُطُ جَانِبُهَا الْآخَرُ ثُمَّ يَقُولُوا الثَّالِثَةَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ فَيُفَرَّجُ لَهُمْ فَيَدْخُلُوهَا فَيَغْنَمُوا فَبَيْنَمَا هُمْ يَقْتَسِمُونَ الْمَغَانِمَ إِذْ جَاءَهُمُ الصَّرِيخُ فَقَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ قَدْ خَرَجَ فَيَتْرُكُونَ كُلَّ شَيْءٍ وَيَرْجِعُونَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے ایک شہر کا ذکر سنا ہے جس کی ایک جانب خشکی میں ہے اور ایک جانب سمندر میں ہے؟ صحابہ نے کہا: ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک بنو اسحاق کے ستر ہزار افراد اس سے جنگ نہ کریں، جب وہ وہاں پہنچ کر اتریں گے تو وہ ہتھیاروں سے جنگ کریں گے نہ تیر اندازی کریں گے، وہ کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس شہر کی ایک جانب گر جائے گی، ثور کہتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ انہوں نے کہا: سمندر والی جانب، پھر وہ دوسری مرتبہ کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو اس کی دوسری جانب گر جائے گی، پھر وہ تیسری مرتبہ کہیں گے: لا الہ الا اللہ واللہ اکبر تو ان کے لیے راستہ کھل جائے گا، وہ اس میں داخل ہو جائیں گے اور مال غنیمت حاصل کریں گے، جس وقت وہ مال غنیمت تقسیم کر رہے ہوں گے ان کے پاس ایک چیخنے والا آئے گا اور کہے گا: دجال نکل آیا ہے تو وہ مسلمان ہر چیز کو چھوڑ کر واپس لوٹ جائیں گے۔

۷۲۰۶ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مَرْزُوقٍ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ عُمَرَ الزَّهْرَانِيُّ حَدَّثَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ بِلَالٍ حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ زَيْدٍ الدِّيلِيُّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۷۲۰۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَتُقَاتِلُنَّ الْيَهُودَ فَلَتَقْتُلُنَّهُمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور یہودیوں سے جنگ کرو گے اور ان کو قتل کر دو گے حتیٰ کہ پتھر کہے گا: اے مسلمان! یہ یہودی ہے، آ اس کو قتل کر دے۔

هٰذَا يَهُودِيٌّ فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ

٢٠٨۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَعُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ سَعِيدٍ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں ہے یہ یہودی میرے پیچھے ہے۔

٢٠٩۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنِي عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ قَالَ سَمِعْتُ سَالِمًا يَقُولُ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقْتَتِلُونَ أَنْتُمْ وَيَهُودُ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي تَعَالَ فَاقْتُلْهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اور یہود آپس میں جنگ کرتے رہو گے حتیٰ کہ پتھر یہ کہے گا اے مسلم! یہ یہودی میرے پیچھے ہے اس کو قتل کر دے۔

٢١٠۔ حَدَّثَنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقْتَتِلُكُمُ الْيَهُودُ فَتُسَلَّطُونَ عَلَيْهِمْ حَتَّى يَقُولَ الْحَجَرُ يَا مُسْلِمُ هٰذَا يَهُودِيٌّ وَرَائِي فَاقْتُلْهُ۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم سے یہود قتال کریں گے سو تم ان پر غالب آجاؤ گے حتیٰ کہ پتھر یہ کہے گا کہ اے مسلم، یہ یہودی میرے پیچھے ہے اس کو قتل کر دے۔

٢١١۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ يَعْنِي ابْنَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُقَاتِلَ الْمُسْلِمُونَ الْيَهُودَ فَيَقْتُلُهُمُ الْمُسْلِمُونَ حَتَّى يَخْتَبِئَ الْيَهُودِيُّ مِنْ وَرَاءِ الْحَجَرِ وَالشَّجَرِ فَيَقُولُ الْحَجَرُ أَوِ الشَّجَرُ يَا مُسْلِمُ يَا عَبْدَ اللّٰهِ هٰذَا يَهُودِيٌّ خَلْفِي فَتَعَالَ فَاقْتُلْهُ إِلَّا الْغَرْقَدَ فَإِنَّهُ مِنْ شَجَرِ الْيَهُودِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک مسلمان یہودیوں کو قتل کر دیں حتیٰ کہ یہودی درخت اور پتھر کے پیچھے چھپیں گے وہ پتھر اور درخت یہ کہے گا، اے مسلمان! اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے پیچھے ہے، اس کو قتل کر دے۔ اس درخت غرقد نہیں کہے گا کیونکہ وہ یہودیوں کا درخت ہے۔

٢١٢۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَقَالَ أَبُو بَكْرٍ حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو عَوَانَةَ كِلَاهُمَا عَنْ سِمَاكٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت سے پہلے کئی کذاب ہوں گے۔
ابوالاحوص کی روایت میں یہ اضافہ ہے میں نے ان سے پوچھا ——— کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ

بين يدي الساعة ... وفي حديث أبي الأحوص قال فقلت له أنت سمعت هذا من رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم.

علیہ وسلم سے سنا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں!

٧٢١٣ - وَحَدَّثَنِي ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ قَالَ سِمَاكٌ وَسَمِعْتُ أَخِي يَقُولُ قَالَ جَابِرٌ فَاحْذَرُوهُمْ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی ہے اس میں یہ ہے: حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ان سے بچو۔

٧٢١٤ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَقُ بْنُ مَنْصُورٍ قَالَ إِسْحَقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ مَالِكٍ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ حَتَّى يُبْعَثَ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ قَرِيبٌ مِنْ ثَلَاثِينَ كُلُّهُمْ يَزْعُمُ أَنَّهُ رَسُولُ اللهِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس وقت تک قیامت قائم نہیں ہوگی جب تک دجال اور کذاب نہ بھیج دیے جائیں جو تیس کے قریب ہو جائیں گے۔ ان میں سے ہر ایک کا یہ زعم ہوگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

٧٢١٥ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ يَنْبَعِثَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک اور سند کے ساتھ یہ حدیث بیان کی ہے، اس میں ینبعث کا لفظ ہے۔

یاجوج اور ماجوج کی تحقیق

حدیث مذکور ... میں سے ... یاجوج ماجوج کی تحقیق کی گئی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

یاجوج ماجوج انسان ہیں اور یافث بن نوح کی اولاد ہیں، وہ سب ... مشرق ... ترک سے کہا جاتا ہے ... ایک قول یہ ہے کہ یاجوج ترک سے ہیں اور ماجوج دیلم سے ہیں، علامہ نووی نے لکھا ہے کہ جمہور کے نزدیک یہ غیر انسانی مخلوق ہیں۔)

یاجوج ماجوج کے لفظ کے اشتقاق میں اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ عجمی نام ہے ... سے ماخوذ ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ اجیج (شدت حرارت) سے ماخوذ ہے ایک قول یہ ہے کہ یہ اج (سرعت عدو) سے ماخوذ ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اجاج (کھارے پانی) سے ماخوذ ہے ان کا وزن یفعول اور مفعول ہے، ایک قول یہ ہے کہ یاجوج فاعول کے وزن پر ہے اور ماجوج مفعول کے وزن پر ہے اور یہ ماج سے ماخوذ ہے جس کا معنی مضطرب ہے۔

امام ابن عدی، امام ابن ابی حاتم، امام طبرانی اور امام ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یاجوج ایک گروہ ہے اور ماجوج ایک دوسرا گروہ ہے اور ہر گروہ چار لاکھ کا ہے، ان میں سے جب ایک شخص فوت ہوتا ہے تو وہ ایک ہزار مسلح مرد چھوڑتا ہے، یہ حدیث بہت ضعیف ہے لیکن اس کے شواہد بھی ہیں، امام ابن حبان نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ یاجوج ماجوج میں سے ہر ایک کی اولاد کم از کم ایک ہزار ہوتی ہے، امام نسائی نے روایت کیا ہے کہ یاجوج ماجوج میں سے جو شخص بھی مرتا ہے وہ ایک ہزار یا اس سے زیادہ اولاد چھوڑ کر مرتا ہے، اور امام ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت کیا ہے کہ جن اور انس کے دس جز ہیں، ان میں سے نو جز یاجوج اور ماجوج ہیں اور ایک جز میں باقی لوگ ہیں، کعب سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج کی تین قسمیں ہیں ایک قسم تو درخت ارز کی طرح بہت بے قد کی ہے، دوسری قسم چار ہاتھ لمبی اور چار ہاتھ چوڑی ہے اور تیسری قسم بہت چھوٹے قد کی ہے۔ امام حاکم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یاجوج اور ماجوج ایک بالشت کے ہوتے ہیں، دو بالشت کے ہوتے ہیں اور تین بالشت کے ہوتے ہیں اور یہ ان کا سب سے لمبا قد ہے۔ حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ یاجوج ماجوج کے بائیس قبیلے ہیں، ذوالقرنین نے اکیس قبیلوں پر سد بنا دی اور ایک قبیلہ رہ گیا تھا، اس وقت کہیں لڑنے گیا ہوا تھا وہ سد کے باہر رہ گیا یہ لوگ ترک ہیں، امام ابن مردویہ نے سدی سے روایت کیا ہے کہ یاجوج ماجوج کے بائیس قبیلوں میں سے ایک قبیلہ غارت گری کے لیے گیا ہوا تھا، ذوالقرنین نے سد بنا دی اور وہ سد سے باہر رہ گئے۔ [1]

قرآن مجید میں یاجوج اور ماجوج کا بیان

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

حتی اذا بلغ بین السدین وجد من دونهما قوما لا یکادون یفقهون قولا ۝ قالوا یذا القرنین ان یاجوج وماجوج مفسدون فی الارض فهل نجعل لك خرجا علی ان تجعل بیننا وبینهم سدا ۝ قال ما مکنی فیه ربی خیر فاعینونی بقوة اجعل بینکم وبینهم ردما ۝ اتونی زبر الحدید حتی اذا ساوی بین الصدفین قال انفخوا حتی اذا جعله نارا قال اتونی افرغ علیه قطرا ۝ فما اسطاعوا ان یظهروه وما استطاعوا له نقبا ۝ قال هذا رحمة من ربی فاذا جاء وعد ربی جعله دکاء وکان وعد ربی حقا ۝

یہاں تک کہ جب ذوالقرنین دو پہاڑوں کے درمیان پہنچے تو انھوں نے ان پہاڑوں کے اس طرف ایک ایسی قوم کو پایا جو ان کی بات نہیں سمجھ سکتے تھے، انھوں نے کہا اے ذوالقرنین بے شک یاجوج اور ماجوج زمین میں فساد پھیلا رہے ہیں تو کیا ہم آپ کے لیے کچھ مال جمع کر دیں کہ آپ ہمارے اور ان کے درمیان ایک سد (دیوار) بنا دیں، انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھ کو جس چیز پر قدرت دی ہے وہ تمہارے مال سے زیادہ بہتر ہے، تم محنت کے کام سے میری مدد کرو، میں تمہارے اور ان کے درمیان بہت مضبوط دیوار بنا دوں گا، تم مجھے لوہے کی چادریں لا دو، حتی کہ جب انھوں نے دونوں پہاڑوں کے کناروں

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۳ ص ۱۰۷، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[illegible]

[illegible] رب کی رحمت ہے اور جب میرے رب کا وعدہ آئے گا [illegible]

[illegible]

حدیث میں یاجوج وماجوج کا بیان

عن ابی رافع من حدیث ابی ہریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی السد قال یحفرونہ کل یوم حتی اذا کادوا یخرقونہ قال الذی علیہم ارجعوا فستخرقونہ غدا فیعیدہ اللہ کامثل ما کان حتی اذا بلغ مدتہم واراد اللہ ان یبعثہم علی الناس قال الذی علیہم ارجعوا فستخرقونہ غدا ان شاء اللہ واستثنی قال فیرجعون فیجدونہ کہیئتہ حین ترکوہ فیخرقونہ ویخرجون علی الناس فیستقون المیاہ ویفر الناس منہم فیرمون بسہامہم فی السماء فترجع مخضبۃ بالدماء فیقولون قہرنا من فی الارض وعلونا من فی السماء قسوۃ وعلوا فیبعث اللہ علیہم نغفا فی اقفائہم فیہلکون قال فوالذی نفس محمد بیدہ ان دواب الارض تسمن وتبطر وتشکر شکرا من لحومہم ہذا حدیث حسن غریب انما نعرفہ من ہذا الوجہ مثل ہذا۔

[illegible]

[illegible]

کے جانور ان کا گوشت کھا کر خوب موٹے ہو جائیں گے خوش ہونگے اور شکر گزار ہوں گے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے اسے ہم اسی طرح اسی طریق سے پہچانتے ہیں۔

نیز امام ترمذی نے حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ سے دجال کے متعلق ایک بہت طویل حدیث کو روایت کیا ہے اس میں ہے!

قال ویبعث اللہ یاجوج وماجوج وهم کما قال اللہ وهم من کل حدب ینسلون قال فیمر اولهم ببحیرة الطبریة فیشرب ما فیها ثم یمر بها اخرهم فیقولون لقد کان بهذه مرة ماء ثم یسیرون حتی ینتهوا الی جبل بیت المقدس فیقولون لقد قتلنا من فی الارض فهلم فلنقتل من فی السماء فیرمون بنشابهم الی السماء فیرد اللہ علیهم نشابهم محمرا دما ویحاصر عیسی بن مریم واصحابه حتی یکون راس الثور یومئذ خیرا لهم من مائة دینار لاحدکم الیوم قال فیرغب عیسی بن مریم الی اللہ واصحابه قال فیرسل اللہ علیهم النغف فی رقابهم فیصبحون فرسی موتی کموت نفس واحدة قال ویهبط عیسی واصحابه فلا یجد موضع شبر الا وقد ملاته زهمتهم ونتنهم ودماؤهم قال فیرغب عیسی الی اللہ واصحابه قال فیرسل اللہ علیهم طیرا کاعناق البخت فتحملهم فتطرحهم بالمهبل ویستوقد المسلمون من قسیهم ونشابهم وجعابهم سبع سنین ویرسل اللہ علیهم مطرا لا یکن منه بیت وبر ولا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" اور اللہ تعالیٰ یاجوج ماجوج کو بھیجے گا وہ ارشاد خداوندی کے مطابق ہر بلندی سے دوڑتے ہوئے نکل پڑیں گے" فرمایا، ان کے پہلے لوگ بحیرہ طبریہ سے گذریں گے وہ اس کا سارا پانی پی جائیں گے پھر جب آخری لوگ گذریں گے کہیں گے شاید یہاں کبھی پانی ہوا ہوگا پھر وہ چل پڑیں گے یہاں تک کہ وہ بیت المقدس کے پہاڑ تک پہنچ جائیں گے اور کہیں گے ہم نے زمین والوں کو تو قتل کر لیا، تو اب آسمان والوں کو قتل کریں چنانچہ وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے تیر خون آلود (سرخ) واپس بھیج دے گا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے ساتھی محصور ہو جائیں گے یہاں تک کہ ان کے نزدیک (بھوک کی وجہ سے) گائے کا سر تمہارے آج کے سو دیناروں سے زیادہ اہمیت رکھتا ہوگا۔ عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے رفقاء، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان یاجوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا کر دیگا یہاں تک کہ وہ سب یکدم مر جائیں گے، جب عیسیٰ علیہ السلام مع اپنے ساتھیوں کے اتریں گے تو ان کی بدبو اور خون کی وجہ سے ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں پائیں گے پھر آپ اور آپ کے ساتھی دعا کریں گے تو اللہ تعالیٰ لمبی گردن والے اونٹوں کی شکل پرندے بھیجے گا جو انہیں اٹھا کر پہاڑ کے غار میں پہنچا دیں گے مسلمان ان کے تیر کمانیں اور ترکش سات سال تک جلائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بارش بھیجے گا جو ہر گھر اور خیمہ

مدر ولا وبر فيغسل الارض فيتركها كالزلفة۔ تک پہنچے گی، تمام زمین کو دھو کر شیشہ کی طرح صاف شفاف کر دے گی۔

سدِّ ذوالقرنین کا جائے وقوع

سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:

ذوالقرنین کی تعمیر کردہ دیوار کے متعلق بعض لوگوں میں یہ غلط خیال پایا جاتا ہے کہ اس سے مراد مشہور دیوارِ چین ہے حالانکہ دراصل یہ دیوار قفقاز (Caucasus) کے علاقہ داغستان میں دربند اور داریال (Darial) کے درمیان بنائی گئی تھی۔ قفقاز اس ملک کو کہتے ہیں جو بحیرۂ اسود (Black Sea) اور بحیرۂ خزر (Caspian Sea) کے درمیان واقع ہے۔ اس ملک میں بحیرۂ اسود سے داریال تک تو نہایت بلند پہاڑ ہیں اور ان کے درمیان اتنے تنگ درے ہیں کہ ان سے کوئی بڑی حملہ آور فوج نہیں گزر سکتی۔ البتہ دربند اور داریال کے درمیان جو علاقہ ہے اس میں پہاڑ بھی زیادہ بلند نہیں ہیں اور ان میں کوہستانی راستے بھی خاصے وسیع ہیں۔ قدیم زمانے میں شمال کی وحشی قومیں اسی طرف سے جنوب کی طرف غارت گرانہ حملے کرتی تھیں اور ایرانی فرمانرواؤں کو اسی طرف سے اپنی مملکت پر شمالی حملوں کا خطرہ لاحق رہتا تھا۔ انہی حملوں کو روکنے کے لیے ایک نہایت مضبوط دیوار بنائی گئی تھی جو ۵۰ میل لمبی، ۲۹ فیٹ بلند اور ۱۰ فیٹ چوڑی تھی۔ ابھی تک تاریخی طور پر یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ یہ دیوار ابتداءً کب اور کس نے بنائی تھی۔ مگر مسلمان مورخین اور جغرافیہ نویس اسی کو سدِّ ذوالقرنین قرار دیتے ہیں اور اس کی تعمیر کی جو کیفیت قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے اس کے آثار اب بھی وہاں پائے جاتے ہیں۔

ابن جریر طبری اور ابن کثیر نے اپنی تاریخوں میں یہ واقعہ لکھا ہے، اور یاقوت نے معجم البلدان میں اس کا حوالہ دیا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آذربائیجان کی فتح کے بعد ۲۲ھ میں سراقہ بن عمرو کو باب الابواب (دربند) کی مہم پر مامور کیا۔ سراقہ نے عبدالرحمٰن بن ربیعہ کو اپنے مقدمۃ الجیش کا افسر بنا کر آگے بھیجا۔ عبدالرحمٰن جب آرمینیہ کے علاقے میں داخل ہوئے تو وہاں کے فرمانروا شہر براز نے جنگ کے بغیر اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے باب الابواب کی طرف پیش قدمی کا ارادہ کیا۔ اس موقع پر شہر براز نے ان سے کہا کہ میں نے ایک آدمی کو سدِّ ذوالقرنین کا مشاہدہ اور اس علاقے کے حالات کا مطالعہ کرنے کے لیے بھیجا تھا وہ آپ کو تفصیلات سے آگاہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ اس نے عبدالرحمٰن کے سامنے اس شخص کو پیش کر دیا۔

(طبری ج ۳ ص ۲۳۵ تا ۲۳۹۔ البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۱۲۲ تا ۱۲۵۔ معجم البلدان، ذکر باب الابواب)۔

اس واقعہ کے دو سو برس بعد عباسی خلیفہ واثق (۲۲۷-۲۳۳ھ) نے سدِّ ذوالقرنین کا مشاہدہ کرنے کے لیے سلام الترجمان کی قیادت میں ۵۰ آدمیوں کی ایک مہم روانہ کی جس کے حالات یاقوت نے معجم البلدان میں اور ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں خاصی تفصیل کے ساتھ بیان کیے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ یہ وفد سامرہ سے تفلیس، وہاں سے السریر، وہاں سے اللان ہوتا ہوا فیلان شاہ کے علاقے میں پہنچا، پھر خزر کے ملک میں داخل ہوا اور اس کے بعد دربند پہنچ کر اس نے سد کا مشاہدہ کیا۔ (البدایہ والنہایہ ج ۲، ص ۱۱۱، ج ۷، ص ۱۲۲ تا ۱۲۵۔ معجم البلدان، باب الابواب)۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ تیسری صدی ہجری میں بھی مسلمان عام طور پر قفقاز کی اسی دیوار کو سدِّ ذوالقرنین سمجھتے تھے۔

یاقوت نے معجم البلدان میں متعدد دوسرے مقامات پر بھی اسی امر کی تصریح کی ہے۔ خزر کے ذکر میں وہ لکھتا ہے

لہ۔ امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۰۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

کہتی ہیں [illegible] حتیٰ یفتح باب الابواب معروف باب در [illegible] یہ مذکور کا علاقہ ہے [illegible]
سے ذرا آگے باب الابواب کے پیچھے وحشی سے جیسے دربند بھی کہتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں دو خلیفہ المقتدر باللہ کے سفیر
ابن فضلان کا ایک سفرنامہ نقل کرتا ہے جس میں مملکت خزر کی تفصیلی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ
خزر ایک مملکت کا نام ہے جس کا صدر مقام اتل ہے دریائے اتل اس شہر کے درمیان سے گذرتا ہے [illegible]
روس اور بلغار سے آکر بحر خزر میں گرتا ہے۔

باب الابواب کے زیر عنوان لکھتا ہے کہ اس کو باب اور دربند بھی کہتے ہیں۔ یہ بحر خزر کے کنارے واقع
ہے۔ بلاد کفر سے بلاد مسلمین کی طرف آنے والوں کے لیے یہ راستہ نہایت دشوار گذار ہے [illegible] نوشیروان
کی مملکت میں شامل تھا اور شاہان ایران اس سرحد کی حفاظت کو بہت زیادہ اہمیت دیتے تھے۔

سید ابو الاعلیٰ مودودی نے نقل کیا ہے کہ ذوالقرنین کی بنائی ہوئی دیوار [illegible] دربند
اور داریال کے درمیان بنائی گئی تھی اور [illegible] نے یہی لکھا ہے۔ لیکن قطعیت کے ساتھ اس کو ذوالقرنین
کی دیوار کہنا بہت مشکل ہے [illegible] سوال یہ ہوتا ہے کہ اس وقت یاجوج ماجوج کہاں ہیں [illegible]
دیوار کہیں موجود ہے؟ محققین سیاح کہتے ہیں کہ روئے زمین چھان ڈالی گئی مگر یاجوج ماجوج اور دیوار کا کہیں پتہ نہیں ملا [illegible]
[illegible] ہم کو یقین اور قطعیت کے ساتھ [illegible] معلوم نہیں [illegible]
دور کے درمیان بڑے بڑے [illegible] خطہ [illegible]
[illegible] قابل تسلیم نہیں ہے ممکن ہے کہ [illegible] پانچ سو برس پہلے [illegible]
[illegible] اسی طرح ممکن ہے [illegible] انسان کے علم [illegible]
اور اسی کسی جگہ پر سد ذوالقرنین بھی واقع ہو۔[1]

حدیث نمبر ۷۱۳ میں ہے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے
اس لشکر کے متعلق سوال کیا گیا جس کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔ علامہ ابی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

علامہ نووی تحریر فرماتے ہیں کہ علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے کیونکہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کی وفات سے ایک سال پہلے وصال فرما گئی تھیں لہذا انہوں نے حضرت
ابن زبیر کا زمانہ خلافت نہیں پایا۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ حضرت ام سلمہ، یزید بن معاویہ کے زمانہ میں فوت ہوئی تھیں
اس اعتبار سے یہ حدیث صحیح ہو جائے گی۔ علامہ ابی نے کہا میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں جس لشکر کے زمین میں دھنسنے
کی خبر دی گئی ہے وہ ابھی واقع نہیں ہوا اور ایسا ضرور ہوگا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خبر کی تصدیق واجب ہے۔[2]

صحابہ کرام کی باہمی جنگوں کے متعلق اہل سنت کا موقف

حدیث نمبر ۷۲۴ میں ہے جب دو مسلمان اپنی تلواروں سے مقابلہ کریں تو قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہیں

---

[1] سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، تفہیم القرآن ج ۳ ص [illegible]، مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۲۶–۲۲۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

[illegible]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں تھے ان کو اہل شام نے قتل کر دیا، اس وقت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث کا صدق اور راز ظاہر ہو گیا کہ "اس کو باغی جماعت قتل کرے گی" اور یہ ظاہر ہو گیا کہ حضرت علی حق پر تھے اور حضرت معاویہ باغی تھے۔ [1]

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں حضرت معاویہ اور ان کی جماعت پر باغی کا اطلاق صوری اور ظاہری طور پر ہے جس طرح قرآن مجید میں حضرت آدم کے متعلق ہے:

وعصیٰ آدم ربه فغویٰ (طٰہٰ: ۱۲۱) اور آدم نے (بہ ظاہر) اپنے رب کی معصیت کی تو وہ (جنت سے) بے راہ ہو گئے۔

سو حقیقت میں حضرت آدم علیہ السلام کی بھی اجتہادی خطا تھی، معصیت نہ تھی اسی طرح حضرت معاویہ کی بھی اجتہادی خطا تھی بغاوت نہ تھی۔

ایام فتنہ میں قتال کرنے کا شرعی حکم

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

جو لوگ ایام فتنہ میں قتال کو جائز نہیں کہتے وہ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، اور یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے حضرت علی کی حمایت میں قتال کرنے کو ترک کر دیا مثلاً حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبد اللہ بن عمر، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت ابو بکرہ وغیرہم انہوں نے کہا جنگ سے احتراز واجب ہے حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اپنے نفس کی مدافعت نہ کرے، اور بعض علماء نے کہا کہ خود کوئی شخص فتنہ میں داخل نہ ہو، اور اگر کوئی شخص اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی مدافعت کرے، اور جمہور صحابہ اور تابعین کا یہ نظریہ ہے کہ حق کی مدد کرنا اور باغیوں سے جنگ کرنا واجب ہے، جمہور نے اس قسم کی احادیث کا یہ محمل بیان کیا ہے کہ جو شخص لڑنے میں کمزور ہو یا جس شخص کی نظر حق کی معرفت حاصل کرنے سے قاصر ہو وہ تلوار اٹھانے سے باز رہے، اور اہل سنت وجماعت کا اس پر اتفاق ہے کہ صحابہ میں سے کسی ایک پر بھی طعن کرنا ممنوع ہے خواہ ان کو معلوم ہو جائے کہ صحابہ کرام کی جنگوں میں فلاں حق پر تھا اور فلاں حق پر نہیں تھا کیونکہ صحابہ کرام کی یہ جنگیں محض اجتہاد سے ہوئی تھیں اور اللہ تعالیٰ نے اجتہاد میں خطا کو معاف کر دیا ہے بلکہ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ جس سے اجتہاد میں خطا ہو اس کو ایک اجر بھی ملے گا، اور جو اجتہاد میں صحت اور صواب پر ہو اس کو دو اجر ملیں گے اور حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ نے جو احنف کو حضرت علی کی حمایت میں جنگ کرنے سے منع کیا تھا، یہ ان کا اجتہاد تھا اور انہوں نے احنف کو ان کی خیر خواہی کی وجہ سے ان کو لڑنے سے منع کیا تھا۔

علامہ طبری نے کہا ہے کہ اگر مسلمانوں کے اختلاف میں یہ واجب ہوتا کہ کسی کا ساتھ نہ دیا جائے اور سب لوگ گھروں میں بیٹھ رہیں اور اپنی تلواروں کو توڑ دیں تو پھر کوئی حد قائم ہو سکتی ہے اور نہ کسی باطل کو باطل کیا جا سکتا ہے اور پھر فاسقوں کو یہ موقع مل جائے گا کہ وہ لوٹ مار کریں، ڈاکے ڈالیں، خون ریزی کریں اور مسلمانوں کی عورتوں کو قید کر کے

[1] حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، البدایہ والنہایہ ج ۷، ص ۲۷۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت

باوجود یہ کہ حضرت علی اور مسلمان ان سے راضی تھے تو وہ بے بس ہو کر فتنہ کے ایام میں جنگ سے الگ رہنا چاہتے تھے حالانکہ یہ
چیز مرتبہ باطل ہے اور اس حدیث کا محمل یہ ہے کہ جب دو مسلمان کسی عصبیت یا جاہلیت پر جنگ کریں تو قاتل اور مقتول
دونوں جہنمی ہیں اور اس کی وضاحت مسند بزار کی اس حدیث سے ہوتی ہے:

اذا اقتتلتم على الدنيا فالقاتل والمقتول فى النار۔

جب تم (مسلمان) دنیا کے لیے جنگ کرو تو قاتل اور مقتول دونوں جہنمی ہیں۔

صحیح مسلم کی اس حدیث سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے:

لا تذهب الدنيا حتى يأتي على الناس يوم لا يدري القاتل فيما قتل ولا المقتول فيما قتل، فقيل: كيف يكون ذلك؟ قال: الهرج، القاتل والمقتول في النار۔

دنیا اس وقت تک ختم نہیں ہوگی جب تک کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آ جائے جس میں قاتل کو نہ معلوم ہوگا کہ اس نے کیوں قتل کیا ہے اور مقتول کو نہ معلوم ہوگا کہ وہ کیوں قتل کیا گیا، سوال کیا گیا یہ کیسے ہوگا؟ آپ نے فرمایا: فتنہ اور فساد ہوگا، قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ اس حدیث نے یہ بیان کر دیا ہے کہ جب جہالت کی وجہ سے دنیا کی طلب میں یا خواہش
کی اتباع میں قتال کیا جائے تو اس کے متعلق حدیث میں ہے کہ قاتل اور مقتول دونوں جہنم میں ہوں گے۔ علامہ قسطلانی کہتے
ہیں، یہی وجہ ہے کہ جمل اور صفین میں توقف کرنے والوں سے ان جنگ کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، یہ
سب تاویل سے جنگ کرنے والے تھے اور ان تمام پر لعنت کر دی جائے گی اس کے برخلاف جو لوگ بعد میں تھے
انہوں نے طلب دنیا کے لیے قتال کیا۔[1]

حضرت معاویہ پر علامہ عینی کے اعتراض کا جواب

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:
علامہ کرمانی نے کہا ہے کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہما دونوں مجتہد تھے، زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ حضرت معاویہ کو اجتہاد میں خطا لاحق ہوئی ان کو ایک اجر ملے گا
اور حضرت علی کو دو اجر ملیں گے۔ علامہ عینی کہتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ حضرت معاویہ کی خطا کو اجتہادی سمجھنے کی صحت کا
اور ان کے اجتہاد پر کیا دلیل ہے، حالانکہ ان کو یہ حدیث پہنچ گئی تھی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے
افسوس ابن سمیہ کو ایک باغی جماعت قتل کرے گی، اور ابن سمیہ عمار بن یاسر ہیں اور ان کو حضرت معاویہ کے گروہ نے
قتل کیا، کیا معاویہ پر یہ امر برابر ہونے پر راضی نہیں ہیں کہ ان کو ایک اجر مل جائے!۔[2]

میں کہتا ہوں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت برحق ہے اور جزو ایمان کا جزو ہے، لیکن حضرت علی کی محبت
میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر غیظ و غضب کا اظہار کرنا اور ان کے فضائل اور ان کے اجر و ثواب کا انکار کرنا تشیع اور
رفض کا دروازہ کھولنا ہے، اور راہ اعتدال اور مسلک اہل سنت و جماعت سے تجاوز کرنا ہے، افسوس کہ علامہ بدر الدین عینی

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۳ ص ۳۴-۳۳ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

[2] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۵۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اور حضرت فرماتے ہیں انہوں نے حضرت معاویہ پر یہ اعتراض کیا ہے کہ جب ان کو یہ حدیث واضح ہوگئی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار بن یاسر کے متعلق فرمایا تھا: ان کو باغی جماعت قتل کرے گی۔ اور حضرت معاویہ کے گروہ نے ہی حضرت عمار کو قتل کیا تھا اور اس قتل کے بعد تو نص صریح سے حضرت علی کے موقف کا حق ہونا واضح ہوگیا تھا، تو پھر اس وقت کے بعد بھی حضرت معاویہ نے اپنے موقف سے رجوع نہیں کیا؟

علامہ عینی کے اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمار کی شہادت سے پہلے تو حضرت معاویہ کے اجتہاد پر کوئی اعتراض نہیں ہے البتہ حضرت عمار کی شہادت کے بعد حق ضرور واضح ہوگیا تھا لیکن حضرت معاویہ کو یہ بھی تاویل اور شبہ ہو گیا تھا کہ حضرت عمار کی شہادت کا باعث حضرت علی ہیں اگر حضرت علی حضرت عثمان کا قصاص لے لیتے تو جنگ کی نوبت نہ آتی۔ حضرت عمار شہید ہوئے۔ حضرت معاویہ کی یہ دلیل صحیح نہیں ہے لیکن یہ تاویل بھی ان کی اجتہادی خطا پر مبنی ہے۔

علامہ بدرالدین عینی نے عمدۃ القاری کے متعدد مقامات میں خود حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطا کا اعتراف کیا ہے اور اس ذیل حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

[illegible] — افسوس عمار کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا وہ اس گروہ کو جنت کی طرف بلائے گا اور وہ لوگ عمار کو دوزخ کی طرف بلائیں گے۔

اس حدیث پر یہ اشکال ہوتا ہے کہ حضرت عمار حضرت علی کی طرف سے لڑ رہے تھے اور ان کو حضرت معاویہ کے گروہ نے قتل کیا تھا اور کیا حضرت معاویہ کا گروہ باغی اور دوزخ کی طرف بلانے والا تھا؟ اس کے جواب میں علامہ عینی لکھتے ہیں:

علامہ مہلب علامہ ابن بطال اور ایک جماعت نے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت عمار کو خوارج نے قتل کیا تھا اور بعض علماء نے یہ جواب دیا ہے کہ حضرت عمار کو اہل شام نے قتل کیا تھا نہیں یہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں، صحیح جواب یہ ہے کہ ہرچند کہ حضرت عمار کو حضرت معاویہ کے گروہ نے قتل کیا تھا لیکن وہ مجتہد تھے اور ان کا گمان یہ تھا کہ وہ جنت کی دعوت دے رہے ہیں اور در حقیقت یہ اس کے برعکس تھا اور اپنے ظن کی اتباع کرنے میں ان پر کوئی ملامت نہیں ہے۔ کیونکہ جب مجتہد صحیح اجتہاد سے کوئی فیصلہ کرتے ہیں اور اگر غلط اجتہاد کریں تو ایک اجر ملتا ہے تو یہاں کیا معاملہ ہے؟ اس کا جواب ہے ہم نے اتنا ہی جواب دیا ہے اور صحابہ کے حق میں اس کے خلاف کہنا جائز نہیں ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف کی ہے اور ان کی فضیلت کی شہادت دی ہے، قرآن مجید میں ہے: کنتم خیر امة [illegible] "تم بہترین امت ہو" مفسرین نے بیان کیا ہے اس سے مراد صحابہ ہیں۔[1]

حضرت معاویہ کے فضائل صحابہ کرام کے عمومی فضائل کے علاوہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی عظمت اور فضیلت پر حسب ذیل احادیث دلالت کرتی ہیں:

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

[illegible]

[1] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱۲ ص ۲۰۹، مطبوعہ [illegible] ۱۳۴۸ھ

[illegible] الله عليه وسلم [illegible] لمعاوية اللهم اجعله هاديا مهديا واهد به هذا حديث حسن غريب

ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے لیے فرمایا: اے اللہ! اس کو ہادی اور مہدی بنا [illegible] کے سبب سے ہدایت دے، یہ حدیث حسن غریب ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وقد روى ابن سعد [illegible]

[illegible]

امام ابن سعد نے حضرت معاویہ [illegible] روایت [illegible] حضرت علی رضی اللہ عنہ [illegible]

علامہ ابن حجر مکی نے [illegible] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]

معاوية بن ابی سفیان [illegible]

معاویہ بن ابی سفیان [illegible]

[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر [illegible] حضرت علی، حضرت زبیر، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت سعید بن زید، حضرت عبد الرحمن بن عوف [illegible] رضی اللہ عنہم کے [illegible] ذکر کرنے کے بعد فرمایا:

[illegible] معاوية بن ابی سفیان [illegible]

[illegible] معاویہ بن ابی سفیان [illegible]

علامہ ابن حجر نے حضرت ابن عباس سے یہ روایت ذکر کی:

جاء جبرئيل الى النبي صلى الله عليه وسلم [illegible]

حضرت جبرئیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے [illegible] اللہ کی کتاب [illegible]

ا؎ [illegible] ترمذی [illegible]

۲؎ ملا علی بن سلطان محمد القاری [illegible] مرقات [illegible]

اچھا امین ہے۔!

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برادر نسبتی تھے، کیونکہ ان کی ہمشیر حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حبالہ عقد میں تھیں اور علامہ ابن حجر نے محمد بن منیع کے حوالے سے لکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے رب کا مجھ سے وعدہ ہے کہ میں جس گھرانے میں شادی کروں گا وہ لوگ جنت میں میرے رفیق ہوں گے، نیز علامہ ابن حجر نے لکھا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حبیبہ کے پاس گئے تو دیکھا ان کی گود میں حضرت معاویہ کا سر تھا۔ فرمایا کیا تم اس سے محبت کرتی ہو؟ حضرت ام حبیبہ نے کہا میں اپنے بھائی سے محبت کیوں نہ کروں؟ آپ نے فرمایا:

فان اللہ ورسولہ یحبانہ۔[1] اللہ اور اس کا رسول بھی معاویہ سے محبت کرتے ہیں۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

(۱)۔ امام مسیب بن واضح اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت جبرائیل آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیک وسلم، معاویہ کو سلام کہیں اور ان کے ساتھ خیر خواہی کریں، کیونکہ وہ اللہ کی کتاب اور اس کی وحی پر امین ہیں۔ اس حدیث کو امام ابن عساکر نے کئی اسانید سے روایت کیا ہے۔

(۲)۔ امام ابو عوانہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لکھتے تھے۔

(۳)۔ امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ام حبیبہ کے پاس تھے کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دیکھو کون ہے؟ حاضرین نے کہا معاویہ ہیں، آپ نے فرمایا ان کو اجازت دو، حضرت معاویہ آئے درآں حالیکہ ان کے کان پر قلم رکھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: اے معاویہ! تمہارے کان پر قلم کیسا ہے؟ انہوں نے کہا یہ وہ قلم ہے جس کو میں نے اللہ اور اس کے رسول کے لیے مخصوص کیا ہوا ہے، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم کو اپنے نبی کی طرف سے جزاء خیر دے۔ بخدا میں نے اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کبھی تم سے کچھ نہیں لکھوایا، اور میں کوئی چھوٹا یا بڑا کام اللہ کی وحی کے بغیر نہیں کرتا اور اس وقت کیا حال ہو گا جب اللہ تمہیں ایک قمیص (خلافت) پہنائے گا حضرت ام حبیبہ اٹھ کر بیٹھ گئیں اور کہا یا رسول اللہ! اللہ اس کو قمیص پہنائے گا؟ آپ نے فرمایا ہاں لیکن اس میں کچھ بری باتیں ہوں گی۔ حضرت ام حبیبہ نے کہا یا رسول اللہ اس کے لیے دعا کیجیے، آپ نے فرمایا اے اللہ اس کو ہدایت دے اور اس کو برے کاموں سے دور رکھ، اور اس کی پہلی اور پچھلی باتوں کی مغفرت فرما۔

(۴)۔ حضرت ابوہریرہ، حضرت انس اور حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً روایت ہے کہ امین تین ہیں:

---

[1] علامہ احمد بن حجر ہیتمی مکی متوفی ۹۷۴ھ، تطہیر الجنان واللسان ص ۱۴-۱۰ مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ، مصر، ۱۳۸۵ھ

جبرائیل، میں اور معاویہ۔

(۵)۔ امام احمد اپنی سند کے ساتھ حضرت عرباض بن ساریہ سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں ہم کو سحری کے وقت بلاتے اور فرماتے تو اس مبارک کھانے کے لیے آؤ۔ بعد میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا: اے اللہ معاویہ کو کتاب اور حساب سکھا اور اس کو عذاب سے بچا۔

(۶)۔ امام ابن عدی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی: اے اللہ! معاویہ کو کتاب و حساب سکھا اور اس کو عذاب سے بچا۔ [1]

(۷)۔ امام محمد بن سعد نے اپنی سند سے روایت کیا ہے: اے اللہ! معاویہ کو کتاب کا علم عطا فرما، اس کو شہروں پر تمکین عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا۔ [2]

(۸)۔ امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ کے لیے دعا کی: اے اللہ! اس کو ہادی اور مہدی بنا اور اس کو ہدایت دے اور اس کے سبب سے ہدایت دے۔ [3]

(۹)۔ امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو دفعہ حضرت معاویہ کو بلایا اور ان کو بلایا گیا، جب وہ ان کے سامنے کھڑے ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے معاملات اس پر پیش کرو اور اس کو اپنے معاملات پر گواہ بناؤ کیونکہ یہ قوی اور امین ہے۔ [4]

(۱۰)۔ امام ابو یعلیٰ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ نے دوران خطبہ بیان کیا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرا رہا تھا، آپ نے سر اقدس اٹھا کر میری طرف دیکھا اور فرمایا: تم میرے بعد میری امت پر حکمران ہو گے جب وہ وقت آئے تو ان میں سے نیکوں کو قبول کرنا اور بروں سے درگزر کرنا۔ حضرت معاویہ نے کہا میں اس وقت سے حکومت کی امید کرتا رہا حتیٰ کہ میں اس مقام پر پہنچ گیا۔

(۱۱)۔ امام بیہقی نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت معاویہ نے کہا بخدا مجھے خلافت پر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث نے برانگیختہ کیا "جب تم حکمران ہو تو اچھا سلوک کرنا"۔ [5]

(۱۲)۔ امام نعیم بن حماد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کوفہ سے مدینہ منورہ آئے تو ان سے سفیان بن لیل نے کہا: اے مومنوں کو ذلیل کرنے والے۔ حضرت حسن نے کہا اس طرح نہ کہو کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: دن اور رات ختم نہیں ہوں گے حتیٰ کہ معاویہ حکمران ہو جائیں گے، تو میں نے جان لیا کہ اللہ کی تقدیر ہو کر رہے گی اور میں نے یہ ناپسند کیا کہ میرے اور ان کے بیچ

[1]۔ حافظ عماد الدین ابو الفداء اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2]۔ " " " البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۱ " " "

[3]۔ " " " البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۱ " " "

[4]۔ " " " البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۲ " " "

[5]۔ " " " البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۱۲۳ " "

مسلمانوں کا خون بہایا جائے۔

۱۳ [illegible] روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی [illegible] صفین سے واپس [illegible] معاویہ کی حکومت کو ناپسند نہ کرو [illegible] معاویہ کو کھو دیا تو [illegible]
کے سر کٹ کٹ کر گریں گے۔ ۱؎

[illegible] علامہ بدرالدین عینی [illegible] حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ [illegible] صحابہ [illegible] حضرت معاویہ [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] فرمائے۔

[illegible]

تین چیزوں میں سے ایک چیز کا سوال کرنے سے آپ کو کیوں روک دیا گیا؟

[illegible] میری امت [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] سوال سے روک دیا

[illegible] اللہ تعالیٰ نے مجھے اس سوال سے روک دیا [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible]

[illegible]

دآبۃ الارض کا بیان

[illegible]

[illegible]

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں

[illegible] لوگوں [illegible] کا اظہار [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible] نکلے گا [illegible]

[illegible] کریں گے۔

[illegible]

[illegible] یہ نکلے گا [illegible]

[illegible] لوگ ایک جگہ جمع ہوں گے [illegible]

[illegible] روایت کرتے ہیں کہ [illegible] خشک زمین تھی [illegible] کے چاروں طرف [illegible] دآبۃ الارض نکلے گا [illegible] نکلے گا۔

حضرت عبداللہ بن عمر سے جب اس کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا جیاد میں ایک چٹان ہے [illegible] نیچے سے نکلے گا [illegible] وہ سیدھا مشرق کی طرف جائے گا [illegible] پہنچ جائے گی پھر شام کی طرف جائے گا وہاں چیخ [illegible] پھر یمن کی طرف [illegible] سے چل کر صبح اصفہان پہنچ جائے گا۔

حضرت ابن الزبیر کا قول ہے کہ اس کا سر بیل کے سر کے مشابہ ہوگا، آنکھیں خنزیر کی آنکھوں کی طرح ہوں گی کان ہاتھی کی طرح ہوں گے، گردن شتر مرغ جیسی اور سینہ شیر جیسا ہوگا، رنگ چیتے جیسا اور کمر بلی جیسی ہوگی، دم مینڈھے کی طرح اور پاؤں اونٹ کی طرح ہوگا، ہر دو جوڑ کے درمیان بارہ گز کا فاصلہ ہوگا، اس کے ساتھ حضرت موسیٰ کا عصا اور حضرت سلیمان علیہما السلام کی انگوٹھی ہوگی، ہر مومن کی پیشانی پر حضرت موسیٰ کے عصا سے نشان لگا کر اس کو روشن کر دے گا، اور ہر کافر کے چہرے پر حضرت سلیمان کی انگوٹھی سے نشان لگا کر اس کو سیاہ کر دے گا، اور تمام مومن اور کافر اس طرح متمیز ہو جائیں گے کہ خرید و فروخت اور کھانے پینے کے وقت لوگ ایک دوسرے کو اے مومن! اور اے کافر کہہ کر بلائیں گے، دابۃ الارض ہر شخص کو اس کا نام لے کر جنت یا جہنم کی بشارت اور وعید سنائے گا۔ [1]

اس میں بھی مفسرین کا اختلاف ہے کہ دابۃ الارض صرف ایک جانور ہے یا اس نوع کے بہت سے جانور نکلیں گے اس حدیث کے بعد اس باب میں جن احادیث کا ذکر ہے ان کی شرح کتاب الایمان میں گزر چکی ہے۔

حدیث نمبر ۷۱۷۷ میں ہے دو چھوٹی چھوٹی پنڈلیوں والا شخص کعبہ کو گرا دے گا۔ اس حدیث پر یہ سوال ہوتا ہے کہ قرآن مجید میں ہے اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو حرم اور امن کی جگہ بنایا ہے تو پھر کوئی شخص کعبہ کو کیسے گرا دے گا اس کا جواب یہ ہے کہ کعبہ قرب قیامت تک امن کی جگہ ہے یا یہ واقعہ اس کے امن کی جگہ ہونے سے مستثنیٰ ہے۔

حضرت عمار بن یاسر کی شہادت

حدیث نمبر ۷۱۹۴ میں ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار سے فرمایا تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو حضرت معاویہ کے گروہ نے قتل کیا تھا، علامہ نووی لکھتے ہیں اس حدیث میں یہ ظاہر دلیل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ حق اور صواب پر تھے، اور دوسری جماعت باغی تھی، لیکن وہ مجتہد تھے اس لیے گنہ گار نہیں ہیں، اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے کئی معجزے ہیں، آپ نے یہ خبر دی کہ حضرت عمار شہید ہوں گے، اور یہ کہ حضرت عمار کو مسلمان شہید کریں گے، اور یہ کہ وہ باغی ہوں گے، اور یہ کہ صحابہ آپس میں قتال کریں گے اور یہ کہ ان کے دو گروہ ہوں گے جن میں سے ایک باغی ہوگا اور ان میں سے ہر خبر کی روشن صبح کی طرح تصدیق ہوگئی کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے تھے آپ وہی بات کہتے تھے جس کی آپ پر وحی کی جاتی تھی۔ [2]

حضرت عمار کی شہادت اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی اجتہادی خطاء کے متعلق ہم اسی باب میں اس سے پہلے تفصیل بیان کر چکے ہیں۔

قیصر وکسریٰ کی ہلاکت کا بیان

حدیث نمبر ۷۲۰۱ میں ہے: رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوگا پھر اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور قیصر ہلاک ہوگا پھر اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا، پھر تم ان کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

---

[1] حافظ ابو الفداء ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۲۵۰-۲۵۲ مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۳۹۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

ایران کے بادشاہ کو کسریٰ اور روم کے بادشاہ کو قیصر کہتے ہیں۔ علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام شافعی اور دوسرے علماء نے یہ کہا ہے کہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عراق میں کسریٰ اور شام میں قیصر تھا اس طرح اب قیصر و کسریٰ نہیں ہوں گے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ خبر دی ہے کہ ان دونوں ملکوں میں ان کی حکومت ہو گی اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اسی طرح ہو گیا کسریٰ کی نہ صرف حکومت ہی ختم نہیں ہوئی بلکہ روئے زمین سے اس کا نام و نشان مٹ گیا اور اس کا ملک پارہ پارہ ہو گیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ضرر سے وہ تباہ ہو گئے، اور قیصر شام میں شکست کھانے کے بعد دوسرے شہروں میں چلا گیا، پھر مسلمانوں نے ان شہروں کو بھی فتح کر لیا اور ان کے خزانوں کو مسلمانوں نے خرچ کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی تھی اور یہ آپ کا واضح معجزہ ہے۔ [١]

حدیث نمبر ۷۱۰۴ میں ہے: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ تیس کے قریب دجال اور کذاب کو نہ بھیج دیا جائے، جن میں سے ہر ایک کا یہ زعم ہو گا کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعیان نبوت کا ظہور ہو گا، اور مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس خبر کی تصدیق کر دی، شرح صحیح مسلم جلد سادس میں ہم نے ختم نبوت پر مفصل بحث کی ہے اور دجال کے متعلق مفصل بحث ان شاء اللہ عنقریب آئے گی۔

بَابُ ١١٥ ذِكْرِ ابْنِ صَيَّادٍ

ابن صیاد کا تذکرہ

٧١٦ - حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَإِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِعُثْمَانَ قَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ عُثْمَانُ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَرْنَا بِصِبْيَانٍ فِيهِمُ ابْنُ صَيَّادٍ فَفَرَّ الصِّبْيَانُ وَجَلَسَ ابْنُ صَيَّادٍ فَكَأَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرِبَتْ يَدَاكَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ لَا بَلْ تَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللّٰهِ فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ذَرْنِي يَا رَسُولَ اللّٰهِ حَتّٰى أَقْتُلَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَكُنِ الَّذِي تَرٰى فَلَنْ تَسْتَطِيعَ قَتْلَهُ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند بچوں کے پاس سے گزرے ان میں ابن صیاد بھی تھا سب بچے بھاگ گئے اور ابن صیاد بیٹھ گیا، گویا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ناپسند کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: تیرے ہاتھ خاک آلودہ ہوں کیا تو گواہی دیتا ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: نہیں، بلکہ کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا: یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں اس کو قتل کر دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ وہی ہے جو تمہارا گمان ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے۔

[١] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٣٩٦، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

۷۲۱۷ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ كُنَّا نَمْشِي مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ خَبَأْتُ لَكَ خَبِيئًا فَقَالَ دُخٌّ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْسَأْ فَلَنْ تَعْدُوَ قَدْرَكَ فَقَالَ عُمَرُ يَا رَسُولَ اللَّهِ دَعْنِي فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْهُ فَإِنْ يَكُنِ الَّذِي تَخَافُ لَنْ تَسْتَطِيعَ قَتْلَهُ.

۷۲۱۸ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمُ بْنُ نُوحٍ أَخْبَرَنِي الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ لَقِيَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ هُوَ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ مَا تَرَى قَالَ أَرَى عَرْشًا عَلَى الْمَاءِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَرَى عَرْشَ إِبْلِيسَ عَلَى الْبَحْرِ وَمَا تَرَى قَالَ أَرَى صَادِقَيْنِ وَكَاذِبًا أَوْ كَاذِبَيْنِ وَصَادِقًا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لُبِسَ عَلَيْهِ دَعُوهُ.

۷۲۱۹ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى قَالَا حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي قَالَ حَدَّثَنَا أَبُو نَضْرَةَ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَقِيَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ابْنَ صَائِدٍ وَمَعَهُ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَابْنُ صَائِدٍ مَعَ الْغِلْمَانِ فَذَكَرَ

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جا رہے تھے، آپ ابن صیاد کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا: میں نے تمہارے لیے دل میں ایک بات چھپائی ہے، اس نے کہا: دخ ہے، آپ نے فرمایا: دفع ہو تو اپنی حد سے کبھی نہیں بڑھ سکے گا، حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں تو میں اس کی گردن مار دوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، اگر یہ وہی ہے جس کا تمہیں اندیشہ ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے۔

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی ابن صیاد سے ملاقات ہوئی، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہا: کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: کیا آپ یہ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں اللہ پر، اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر ایمان لاتا ہوں، تم کیا دیکھتے ہو؟ اس نے کہا: مجھے پانی پر ایک تخت نظر آتا ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سمندر پر ابلیس کا تخت دیکھتے ہو، تمہیں اور کیا نظر آتا ہے؟ اس نے کہا: میں دو سچوں اور ایک جھوٹے کو یا دو جھوٹوں اور ایک سچے کو دیکھتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کو چھوڑ دو اس کا معاملہ اس پر مشتبہ ہو گیا ہے۔

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ابن صائد سے ملاقات ہوئی، آپ کے ساتھ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر تھے، اور ابن صائد کے ساتھ لڑکے تھے۔

نحو حدیث الجریری .

۷۲۲۰ - حَدَّثَنِي عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ الْقَوَارِيرِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى قَالاَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الأَعْلَى حَدَّثَنَا دَاوُدُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ صَحِبْتُ ابْنَ صَائِدٍ إِلَى مَكَّةَ فَقَالَ لِي أَمَا قَدْ لَقِيتُ مِنَ النَّاسِ يَزْعُمُونَ أَنِّي الدَّجَّالُ أَلَسْتَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّهُ لاَ يُولَدُ لَهُ قَالَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَقَدْ وُلِدَ لِي أَوَلَيْسَ سَمِعْتَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لاَ يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلاَ مَكَّةَ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَقَدْ وُلِدْتُ بِالْمَدِينَةِ وَهَذَا أَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ قَالَ ثُمَّ قَالَ لِي فِي آخِرِ قَوْلِهِ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لأَعْلَمُ مَوْلِدَهُ وَمَكَانَهُ وَأَيْنَ هُوَ قَالَ فَلَبَسَنِي .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ابن صائد کے ساتھ مکہ گیا، اس نے کہا میں جن لوگوں سے ملا ہوں ان کا زعم یہ ہے کہ میں دجال ہوں، کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ دجال لاولد ہوگا؟ میں نے کہا کیوں نہیں! اس نے کہا میری تو اولاد ہے، اور کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا کہ دجال مدینہ میں داخل ہوگا نہ مکہ میں؟ میں نے کہا کیوں نہیں! اس نے کہا میں مدینہ میں پیدا ہوا ہوں اور اب مکہ جا رہا ہوں، پھر اس کی آخری بات یہ تھی کہ بخدا میں دجال کے پیدا ہونے کی جگہ جانتا ہوں اور یہ بھی جانتا ہوں کہ اب وہ کہاں ہے، حضرت ابوسعید نے کہا اس کی اس بات سے مجھے شبہ ہو گیا۔

۷۲۲۱ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الأَعْلَى قَالاَ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ قَالَ سَمِعْتُ أَبِي يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ صَائِدٍ وَأَخَذَتْنِي مِنْهُ ذَمَامَةٌ هَذَا عَذَرْتُ النَّاسَ مَا لِي وَلَكُمْ يَا أَصْحَابَ مُحَمَّدٍ أَلَمْ يَقُلْ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّهُ يَهُودِيٌّ وَقَدْ أَسْلَمْتُ قَالَ وَلاَ يُولَدُ لَهُ وَقَدْ وُلِدَ لِي وَقَالَ إِنَّ اللَّهَ قَدْ حَرَّمَ عَلَيْهِ مَكَّةَ وَقَدْ حَجَجْتُ قَالَ فَمَا زَالَ حَتَّى كَادَ أَنْ يَأْخُذَ فِيَّ قَوْلُهُ قَالَ فَقَالَ لَهُ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لأَعْلَمُ الآنَ حَيْثُ هُوَ وَأَعْرِفُ أَبَاهُ وَأُمَّهُ قَالَ وَقِيلَ لَهُ أَيَسُرُّكَ أَنَّكَ ذَاكَ الرَّجُلُ قَالَ فَقَالَ لَوْ عُرِضَ عَلَيَّ مَا كَرِهْتُ .

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے ابن صیاد نے ایک بات کہی جس سے مجھے شرم آ گئی، اس نے کہا میں اور لوگوں کو معذور سمجھتا ہوں مگر اے اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں میرے متعلق کیا ہو گیا ہے کیا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ دجال یہودی ہوگا اور میں مسلمان ہو چکا ہوں اور یہ کہ وہ لاولد ہوگا اور میری اولاد ہے اور آپ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے اس پر مکہ حرام کر دیا ہے اور میں حج کر چکا ہوں، ابن صائد مسلسل یہی باتیں کرتا رہا جن سے میں ممکن ہے متاثر ہو جاتا، پھر اس نے کہا، بہ خدا میں جانتا ہوں کہ دجال کہاں ہے، اور میں اس کے ماں باپ کو بھی جانتا ہوں، اس سے پوچھا گیا کیا تم کو یہ پسند ہے کہ تم ہی دجال ہو، اس نے کہا کہ مجھ پر یہ پیش کیا جائے تو میں ناپسند نہیں کروں گا۔

۷۲۲۲ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا سَالِمٌ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

بْنُ نُوحٍ أَخْبَرَنَا الْجُرَيْرِيُّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ خَرَجْنَا حُجَّاجًا أَوْ عُمَّارًا وَمَعَنَا ابْنُ صَائِدٍ قَالَ فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَتَفَرَّقَ النَّاسُ وَبَقِيتُ أَنَا وَهُوَ فَاسْتَوْحَشْتُ مِنْهُ وَحْشَةً شَدِيدَةً مِمَّا يُقَالُ عَلَيْهِ قَالَ وَجَاءَ بِمَتَاعِهِ فَوَضَعَهُ مَعَ مَتَاعِي فَقُلْتُ إِنَّ الْحَرَّ شَدِيدٌ فَلَوْ وَضَعْتَهُ تَحْتَ تِلْكَ الشَّجَرَةِ قَالَ فَفَعَلَ قَالَ فَرُفِعَتْ لَنَا غَنَمٌ فَانْطَلَقَ فَجَاءَ بِعُسٍّ فَقَالَ اشْرَبْ أَبَا سَعِيدٍ فَقُلْتُ إِنَّ الْحَرَّ شَدِيدٌ وَاللَّبَنُ حَارٌّ مَا بِي إِلَّا أَنِّي أَكْرَهُ أَنْ أَشْرَبَ عَنْ يَدِهِ أَوْ قَالَ آخُذَ عَنْ يَدِهِ فَقَالَ أَبَا سَعِيدٍ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ آخُذَ حَبْلًا فَأُعَلِّقَهُ بِشَجَرَةٍ ثُمَّ أَخْتَنِقَ مِمَّا يَقُولُ لِي النَّاسُ يَا أَبَا سَعِيدٍ مَنْ خَفِيَ عَلَيْهِ حَدِيثُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ أَلَسْتُ مِنْ أَعْلَمِ النَّاسِ بِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ كَافِرٌ وَأَنَا مُسْلِمٌ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُوَ عَقِيمٌ لَا يُولَدُ لَهُ وَقَدْ تَرَكْتُ وَلَدِي بِالْمَدِينَةِ أَوَلَيْسَ قَدْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ وَلَا مَكَّةَ وَقَدْ أَقْبَلْتُ مِنَ الْمَدِينَةِ وَأَنَا أُرِيدُ مَكَّةَ قَالَ أَبُو سَعِيدٍ الْخُدْرِيُّ حَتَّى كِدْتُ أَنْ أَعْذِرَهُ ثُمَّ قَالَ أَمَا وَاللَّهِ إِنِّي لَأَعْرِفُهُ وَأَعْرِفُ مَوْلِدَهُ وَأَيْنَ هُوَ الْآنَ قَالَ قُلْتُ لَهُ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ.

کہ ہم حج یا عمرہ کرنے کے لیے گئے، اور ہمارے ساتھ ابن صائد تھا، ہم ایک پڑاؤ پر اترے لوگ منتشر ہو گئے میں اس کے ساتھ رہ گیا، اس کے متعلق جو کچھ کہا جاتا تھا مجھے اس سے سخت وحشت ہوئی، وہ اپنا سامان لے کر آیا اور اس کو میرے سامان کے ساتھ رکھ دیا، میں نے کہا گرمی بہت سخت ہے اگر تم اپنا سامان اس درخت کے نیچے رکھ دیتے تو بہتر ہوتا، اس نے ایسا ہی کیا، پھر کچھ بکریاں آئیں وہ دودھ کا ایک پیالہ لے آیا اور کہا اے ابو سعید! پیو، میں نے کہا گرمی سخت ہے اور دودھ گرم ہے اور وجہ صرف یہ تھی کہ میں اس کے ہاتھ سے دودھ پینا نہیں چاہتا تھا، یا کہا اس کے ہاتھ سے دودھ لینا نہیں چاہتا تھا، وہ کہنے لگا اے ابو سعید! لوگ میرے متعلق جو باتیں کرتے ہیں ان کی وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ رسی لے کر درخت پر لٹکاؤں اور اپنا گلا گھونٹ لوں، اے ابو سعید جن لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث معلوم نہیں (ان کی بات الگ ہے) اے انصار کی جماعت! تم پر تو کچھ مخفی نہیں ہے کیا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے زیادہ جاننے والوں میں سے نہیں ہوں؟ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا وہ کافر ہے اور میں مسلمان ہوں، کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ بانجھ اور لا ولد ہوگا، اور میں نے اپنی اولاد کو مدینہ میں چھوڑا ہوا ہے، اور کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا تھا کہ وہ مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا، اور میں مدینہ سے آ رہا ہوں اور مکہ جا رہا ہوں، حضرت ابو سعید نے کہا قریب تھا کہ میں اس کا عذر قبول کر لیتا کہ اس نے کہا: خدا کی قسم! میں دجال کو پہچانتا ہوں اور یہ جانتا ہوں کہ وہ کہاں پیدا ہوا اور اب وہ کہاں ہے، میں نے کہا تیرے لیے سارے دن تباہی اور بربادی ہو۔

۲۲۳ ـ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا بِشْرٌ (يَعْنِي ابْنَ مُفَضَّلٍ) عَنْ أَبِي مَسْلَمَةَ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَائِدٍ مَا تُرْبَةُ الْجَنَّةِ قَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ يَا أَبَا الْقَاسِمِ قَالَ صَدَقْتَ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صائد سے فرمایا جنت کی مٹی کیسی ہے؟ اس نے کہا اے ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم، باریک سفید مشک کی طرح، آپ نے فرمایا: تم نے سچ کہا ہے۔

۲۲۴ ـ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنِ الْجُرَيْرِيِّ عَنْ أَبِي نَضْرَةَ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ أَنَّ ابْنَ صَيَّادٍ سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ تُرْبَةِ الْجَنَّةِ فَقَالَ دَرْمَكَةٌ بَيْضَاءُ مِسْكٌ خَالِصٌ.

حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جنت کی مٹی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا باریک خالص سفید مشک۔

۲۲۵ ـ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْكَدِرِ قَالَ رَأَيْتُ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللَّهِ يَحْلِفُ بِاللَّهِ أَنَّ ابْنَ صَائِدٍ الدَّجَّالُ فَقُلْتُ أَتَحْلِفُ بِاللَّهِ قَالَ إِنِّي سَمِعْتُ عُمَرَ يَحْلِفُ عَلَى ذَلِكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يُنْكِرْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

محمد بن منکدر کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ اللہ کی قسم کھا رہے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے، میں نے کہا آپ اللہ کی قسم کھا رہے ہیں؟ انہوں نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس پر قسم کھاتے ہوئے سنا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا انکار نہیں فرمایا۔

۲۲۶ ـ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيُّ أَخْبَرَنِي ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ انْطَلَقَ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَهْطٍ قِبَلَ ابْنِ صَيَّادٍ حَتَّى وَجَدَهُ يَلْعَبُ مَعَ الصِّبْيَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَقَدْ قَارَبَ ابْنُ صَيَّادٍ يَوْمَئِذٍ الْحُلُمَ فَلَمْ يَشْعُرْ حَتَّى ضَرَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ظَهْرَهُ بِيَدِهِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِابْنِ صَيَّادٍ أَتَشْهَدُ أَنِّي رَسُولُ اللَّهِ

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ ابن صیاد کی طرف گئے حتیٰ کہ آپ نے اس کو بنو مغالہ کے قلعہ کے پاس بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا اس وقت ابن صیاد بلوغت کے قریب تھا اس کو حضور کے آنے کا پتا نہیں چلا حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی کمر پر ہاتھ مارا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن صیاد سے فرمایا کیا تم گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ابن صیاد نے آپ کی طرف دیکھ کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ امیوں کے رسول ہیں، پھر ابن صیاد نے رسول

فنظر إليه ابن صياد فقال أشهد أنك
رسول الأميين فقال ابن صياد لرسول الله
صلى الله عليه وسلم أتشهد أني رسول الله
فرفضه رسول الله صلى الله عليه وسلم وقال
آمنت بالله وبرسله ثم قال له رسول الله صلى
الله عليه وسلم ماذا ترى قال ابن صياد
يأتيني صادق وكاذب فقال له رسول الله صلى
الله عليه وسلم خلط عليك الأمر ثم قال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم إني قد خبأت
لك خبيئا فقال ابن صياد هو الدخ فقال له
رسول الله صلى الله عليه وسلم اخسأ فلن
تعدو قدرك فقال عمر بن الخطاب ذرني يا
رسول الله أضرب عنقه فقال له رسول الله
صلى الله عليه وسلم إن يكنه فلن تسلط
عليه وإن يكنه فلا خير لك في قتله وقال
سالم بن عبد الله سمعت عبد الله بن عمر
يقول انطلق بعد ذلك رسول الله صلى الله
عليه وسلم وأبي بن كعب الأنصاري إلى النخل
التي فيها ابن صياد حتى إذا دخل رسول الله
صلى الله عليه وسلم النخل طفق يتقي بجذوع
النخل وهو يختل أن يسمع من ابن صياد شيئا
قبل أن يراه ابن صياد فرآه رسول الله صلى الله
عليه وسلم وهو مضطجع على فراش في قطيفة له
فيها زمزمة فرأت أم ابن صياد رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو يتقي بجذوع النخل
فقالت لابن صياد يا صاف وهو اسم ابن صياد
هذا محمد فثار ابن صياد فقال رسول الله صلى
الله عليه وسلم لو تركته بين قال سالم فقال
عبد الله بن عمر فقام رسول الله صلى الله عليه

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھوڑ دیا اور فرمایا: میں اللہ پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا ہوں۔ پھر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کو کیا نظر آتا ہے؟ ابن صیاد نے کہا میرے پاس کبھی سچا آتا ہے اور کبھی جھوٹا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا تجھ پر معاملہ مشتبہ ہو گیا۔ پھر اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تجھ سے پوچھنے کے لیے ایک چیز چھپائی ہے، ابن صیاد نے کہا وہ دخ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا دفع ہو تو اپنی حد سے آگے نہیں بڑھ سکے گا، حضرت عمر بن الخطاب نے کہا یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں میں اس کی گردن مار دوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ وہی (دجال) ہے تو تم اس پر مسلط نہیں ہو، اور اگر یہ وہ نہیں ہے تو اس کو قتل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔ سالم بن عبداللہ نے کہا میں نے حضرت عبداللہ بن عمر سے سنا ہے اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابی بن کعب انصاری کھجوروں کے اس باغ میں گئے جس میں ابن صیاد تھا، باغ میں داخل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھجور کے تنوں کی آڑ میں چھپنے لگے آپ ابن صیاد کے دیکھنے سے پہلے اس کی کسی بات کو سننے کی کوشش کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو دیکھا وہ بستر پر ایک چادر اوڑھے لیٹا ہے اور کچھ گنگنا رہا ہے۔ ابن صیاد کی ماں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کے درختوں میں چھپتے ہوئے دیکھ لیا تھا، اس نے ابن صیاد سے کہا اے صاف! یہ ابن صیاد کا نام تھا، یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں، ابن صیاد اچھل کر کھڑا ہو گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کاش وہ اس کو چھوڑ دیتی تو وہ کچھ بیان کر دیتا، سالم کہتے ہیں حضرت

وسلم في الناس فأثنى على الله بما هو أهله ثم ذكر الدجال فقال إني لأنذركموه ما من نبي إلا وقد أنذره قومه لقد أنذره نوح قومه ولكن أقول لكم فيه قولا لم يقله نبي لقومه تعلموا أنه أعور وأن الله تبارك وتعالى ليس بأعور قال ابن شهاب وأخبرني عمر بن ثابت الأنصاري أنه أخبره بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال يوم حذر الناس الدجال إنه مكتوب بين عينيه كافر يقرؤه من كره عمله أو يقرؤه كل مؤمن وقال تعلموا أنه لن يرى أحد منكم ربه عز وجل حتى يموت

عبداللہ بن عمر نے کہا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی ایسی تعریف کی جس کا وہ اہل ہے پھر آپ نے دجال کا ذکر کیا اور فرمایا میں تم کو اس سے خبردار کر رہا ہوں اور ہر نبی نے اس سے اپنی قوم کو خبردار کیا ہے، بے شک حضرت نوح نے بھی اپنی قوم کو خبردار کیا لیکن میں تم کو اس کے متعلق ایک ایسی بات بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی قوم کو نہیں بتائی جان لو کہ وہ بلاشبہ کانا ہوگا اور بے شک اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے عمر بن ثابت انصاری نے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ نے بتایا کہ جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو دجال سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا: اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا، ہر وہ شخص جو اس کے کاموں کو ناپسند کرے گا یا ہر مومن اس کو پڑھ لے گا اور فرمایا جان لو تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب عزوجل کو نہیں دیکھے گا۔

۷۲۲۰ - حدثنا الحسن بن علي الحلواني وعبد بن حميد قالا حدثنا يعقوب وهو ابن إبراهيم بن سعد حدثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب أخبرني سالم بن عبد الله أن عبد الله بن عمر قال انطلق رسول الله صلى الله عليه وسلم ومعه رهط من أصحابه فيهم عمر بن الخطاب حتى وجد ابن صياد غلاما قد ناهز الحلم يلعب مع الغلمان عند أطم بني معاوية وساق الحديث بمثل حديث يونس إلى منتهى حديث عمر بن ثابت وفي الحديث عن يعقوب قال قال أبي يعني في قوله لو تركته بين قال لو تركته أمه بين أمره

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف لے گئے، ان میں حضرت عمر بن خطاب بھی تھے حتی کہ آپ نے ابن صیاد کو دیکھا وہ اس وقت قریب البلوغ تھا وہ اس وقت بنو معاویہ کے محلوں کے پاس لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اس کے بعد حدیث مکمل ہے، اگر اس کی ماں اس کو چھوڑ دیتی تو اس کا معاملہ منکشف ہو جاتا۔

۷۲۲۱ - وحدثنا عبد بن حميد وسلمة بن شبيب جميعا عن عبد الرزاق أخبرنا معمر عن

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ ابن صیاد

الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِابْنِ صَيَّادٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِهِ فِيهِمْ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَهُوَ يَلْعَبُ مَعَ الْغِلْمَانِ عِنْدَ أُطُمِ بَنِي مَغَالَةَ وَهُوَ غُلَامٌ بِمَعْنَى حَدِيثِ يُونُسَ وَصَالِحٍ غَيْرَ أَنَّ عَبْدَ بْنَ حُمَيْدٍ لَمْ يَذْكُرْ حَدِيثَ ابْنِ عُمَرَ فِي انْطِلَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ إِلَى النَّخْلِ

عمر بن الخطاب بھی تھے، ابن صیاد کے پاس سے گزرے وہ اس وقت بنو مغالہ کے مکانوں کے قریب لڑکوں کے ساتھ کھیل رہا تھا اس وقت وہ لڑکا تھا، یہ حدیث حسب سابق ہے لیکن عبد بن حمید نے حضرت ابن عمر کی حدیث میں یہ ذکر نہیں کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ابی بن کعب کے ساتھ کھجوروں کے باغ میں گئے تھے۔

۲۲۹۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ حَدَّثَنَا رَوْحُ بْنُ عُبَادَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ لَقِيَ ابْنُ عُمَرَ ابْنَ صَائِدٍ فِي بَعْضِ طُرُقِ الْمَدِينَةِ فَقَالَ لَهُ قَوْلًا أَغْضَبَهُ فَانْتَفَخَ حَتَّى مَلَأَ السِّكَّةَ فَدَخَلَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى حَفْصَةَ وَقَدْ بَلَغَهَا فَقَالَتْ لَهُ رَحِمَكَ اللّٰهُ مَا أَرَدْتَ مِنِ ابْنِ صَائِدٍ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّمَا يَخْرُجُ مِنْ غَضْبَةٍ يَغْضَبُهَا

نافع بیان کرتے ہیں کہ مدینہ کے کسی راستہ میں حضرت ابن عمر کی ابن صیاد سے ملاقات ہوئی حضرت ابن عمر نے اس سے کوئی ایسی بات کہی جس سے وہ غضب ناک ہو گیا اور وہ اتنا پھول گیا کہ راستہ بھر گیا، حضرت ابن عمر حضرت حفصہ کے پاس گئے ان کو یہ خبر مل چکی تھی انہوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے! تم نے ابن صیاد سے کیا ارادہ کیا تھا کیا تم کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دجال کسی پر غصہ آنے کی وجہ سے ہی نکلے گا۔

۲۳۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ يَعْنِي ابْنَ حَسَنِ بْنِ يَسَارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ عَوْنٍ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ نَافِعٌ يَقُولُ ابْنُ صَيَّادٍ قَالَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَقِيتُهُ مَرَّتَيْنِ قَالَ فَلَقِيتُهُ فَقُلْتُ لِبَعْضِهِمْ هَلْ تَحَدَّثُونَ أَنَّهُ هُوَ قَالَ لَا وَاللّٰهِ قَالَ قُلْتُ كَذَبْتَنِي وَاللّٰهِ لَقَدْ أَخْبَرَنِي بَعْضُكُمْ أَنَّهُ لَنْ يَمُوتَ حَتَّى يَكُونَ أَكْثَرَكُمْ مَالًا وَوَلَدًا فَكَذَلِكَ هُوَ زَعَمُوا الْيَوْمَ قَالَ فَتَحَدَّثْنَا ثُمَّ فَارَقْتُهُ قَالَ فَلَقِيتُهُ لَقْيَةً أُخْرَى وَقَدْ نَفَرَتْ عَيْنُهُ قَالَ فَقُلْتُ مَتَى فَعَلَتْ عَيْنُكَ مَا أَرَى قَالَ لَا أَدْرِي قَالَ قُلْتُ لَا تَدْرِي وَهِيَ فِي رَأْسِكَ قَالَ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ خَلَقَهَا فِي عَصَاكَ هَذِهِ قَالَ فَنَخَرَ كَأَشَدِّ نَخِيرِ حِمَارٍ سَمِعْتُ قَالَ فَزَعَمَ بَعْضُ أَصْحَابِي أَنِّي ضَرَبْتُهُ بِعَصًا كَانَتْ مَعِي حَتَّى تَكَسَّرَتْ وَأَمَّا أَنَا فَوَاللّٰهِ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے تھے کہ میں ابن صیاد سے دو بار ملا ہوں، ایک بار ملا تو میں نے بعض لوگوں سے کہا تم یہ کہتے ہو کہ وہ دجال ہے انہوں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم! میں نے کہا تم نے مجھے جھوٹا کر دیا، بعض تم ہی سے بعض لوگوں نے یہ کہا تھا کہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ تم سب سے زیادہ مال دار اور صاحب اولاد نہ ہو جائے سو آج کل وہ لوگوں کے زعم میں ایسا ہی ہے، پھر ابن صیاد نے مجھ سے باتیں کیں، پھر میں اس سے جدا ہو گیا، پھر میں اس سے دوبارہ ملا، اس وقت اس کی آنکھ نکل چکی تھی، میں نے اس سے پوچھا تمہاری آنکھ کیا ہوئی اس نے کہا مجھے پتا نہیں، میں نے کہا وہ آنکھ تمہارے سر میں تھی اور تم کو اس کا پتا نہیں، اس نے کہا اگر اللہ چاہے گا تو وہ آنکھ تمہاری لاٹھی میں پیدا کر دے گا پھر وہ گدھے کی آواز کی طرح چیخا، اس سے زیادہ سخت

سمعت؟ قال وجاء حتی دخل علی ام المؤمنین فحدثها فقالت ما تريد إليه ألم تعلم أنه قد قال إن أول ما يبعثه على الناس غضب يغضبه

(...) تو میں نے نہیں سنی تھی۔ میرے بعض ساتھیوں کا گمان ہے کہ میں نے اس کو ڈنڈے سے مارا تھا حتیٰ کہ وہ ڈنڈا ٹوٹ گیا، اور بخدا مجھے اس کا پتا نہیں چلا۔ حضرت ابن عمر ام المومنین حفصہ کے پاس گئے اور ان سے یہ واقعہ بیان کیا۔ حفصہ نے فرمایا تم کو ابن صیاد سے کیا کام تھا؟ کیا تم کو معلوم نہیں کہ آپ نے فرمایا تھا سب سے پہلے جو چیز دجال کو لوگوں کے پاس بھیجے گی وہ اس کا غصہ ہوگا جو اس کو کسی پر غصہ آئے گا۔

ابن صیاد کا بیان

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

ابن صیاد کو ابن صائد بھی کہا گیا ہے۔ احادیث میں دونوں لفظوں کا اطلاق ہے۔ اس کا معاملہ مشکل ہے اور اس بات میں اشتباہ ہے کہ آیا وہ مشہور مسیح دجال ہے یا اس کے علاوہ کوئی اور ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ دجالوں میں سے ایک دجال تھا۔ علماء نے کہا ہے کہ احادیث سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اس کے معاملہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نہیں کی گئی کہ وہ مسیح دجال ہے یا کوئی اور ہے۔ ابن صیاد کے دجال ہونے کا احتمال تھا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دجال ہونے کا قطعی اظہار نہیں کیا، اسی وجہ سے آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اگر یہ وہی ہے تو تم اس کو قتل کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔

ابن صیاد نے یہ دلیل دی تھی کہ وہ مسلمان ہے اور دجال کافر ہوگا، اور دجال لاولد ہوگا اور وہ صاحب اولاد ہے، اور دجال مکہ اور مدینہ میں داخل نہیں ہوگا اور وہ مدینہ سے مکہ کو روانہ ہوا۔ ابن صیاد کا یہ استدلال صحیح نہیں تھا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کی جو صفات بیان فرمائی ہیں وہ اس وقت کی صفات ہیں جب اس کے نکلنے کا وقت ہوگا۔

ابن صیاد کے اشتباہ اور اس کے دجالوں میں سے ایک دجال ہونے کی وجوہ میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: کیا آپ گواہی دیتے ہیں کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اور اس کا یہ دعویٰ کہ اس کے پاس صادق اور کاذب آتے ہیں، اور یہ کہ وہ پانی پر تخت دیکھتا ہے، اور یہ کہ اس کو دجال ہونا ناپسند نہیں ہے، اور یہ کہ وہ جانتا ہے کہ دجال کا کون سا مقام ہے، وہ کہاں پیدا ہوگا اور اب کہاں ہے، اور اس کا پھولنا یہاں تک کہ اس سے راستہ بند ہوگیا۔ رہی یہ بات کہ اس نے اسلام کا اظہار کیا، حج اور جہاد کیا اور دجال [illegible] دجال ہونے کی نفی صریح نہیں ہوتی۔

ابن صیاد کے متعلق علماء اسلام کی آراء

ابن صیاد کے ظاہر ہونے کے بعد اس کے متعلق مسلمانوں کی آراء مختلف ہیں۔ ایک روایت ہے کہ [illegible] مدینہ میں مر گیا تھا جب لوگوں نے اس کی نماز جنازہ پڑھنے کا ارادہ کیا تو اس کے چہرے کو کھول کر دیکھا [illegible] لوگوں سے کہا گیا کہ گواہ ہو جاؤ، اور حضرت ابن عمر اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ [illegible]

کہتے سنتے کہ ابن صیاد دجال ہے، اور ان کو اس میں بالکل شک نہیں تھا، حضرت جابر سے کہا گیا وہ تو مسلمان ہو چکا تھا، انھوں نے کہا اگرچہ وہ مسلمان ہو چکا ہو، ان سے کہا گیا وہ مدینہ میں تھا اور پھر مکہ گیا، انھوں نے کہا اگرچہ مکہ گیا ہو، امام ابوداؤد نے اپنی سنن میں سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ہم نے حرہ کے دن ابن صیاد کو گم کر دیا، اس حدیث سے اس روایت کا بطلان ہو جاتا ہے کہ ابن صیاد مدینہ میں مر گیا تھا، اور اس کی نماز جنازہ پڑھی گئی تھی، امام مسلم نے ان احادیث میں یہ روایت کیا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے، اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت عمر کو قسم کھا کر یہ کہتے ہوئے سنا کہ ابن صیاد دجال ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار نہیں فرمایا، اور امام ابوداؤد نے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ابن صیاد مسیح دجال ہے، اور امام بیہقی نے کتاب البعث والنشور میں لکھا ہے کہ لوگوں کا ابن صیاد کے معاملہ میں بہت اختلاف ہے کہ آیا وہ دجال ہے یا نہیں، جن لوگوں کا یہ مذہب ہے کہ وہ دجال نہیں ہے انھوں نے تمیم داری کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے جس کو حضرت تمیم داری نے جساسہ کے قصہ میں روایت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ جائز ہے کہ ابن صیاد کی صفات دجال کی صفات کے موافق ہوں، جیسا کہ حدیث صحیح میں ہے کہ لوگوں میں دجال کے سب سے زیادہ مشابہ عبدالعزیٰ بن قطن ہے حالانکہ وہ دجال نہیں ہے، امام بیہقی نے کہا ابن صیاد کا معاملہ ایک فتنہ تھا جس میں اللہ تعالیٰ نے جس کو چاہا مبتلا کر دیا، اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس کے فتنہ سے محفوظ رکھا اور اس کے شر سے بچایا، حضرت جابر کی حدیث میں حضرت عمر کے قول پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت کا ذکر ہے اس میں یہ احتمال ہے کہ چونکہ آپ نے اس کے معاملہ میں توقف کیا تو پھر آپ سے اس پر بیان کیا گیا ہو کہ یہ مسیح دجال کا غیر ہے جیسا کہ حضرت تمیم داری کی حدیث میں اس کی تصریح ہے، یہ امام بیہقی کی عبارت ہے اور ان کا مختار یہ ہے کہ ابن صیاد دجال کا غیر ہے اور حضرت ابن عمر اور حضرت جابر کی صحیح روایت یہ ہے کہ وہی دجال ہے واللہ اعلم۔

دعویٰ نبوت کے باوجود ابن صیاد کو قتل نہ کرنے کی وجہ

اگر یہ سوال کیا جائے کہ جب ابن صیاد نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے نبوت کا دعویٰ کیا تو آپ نے اس کو قتل کیوں نہیں کیا، اس سوال کے دو جواب ہیں، امام بیہقی وغیرہ نے یہ جواب دیا ہے وہ اس وقت نابالغ تھا، قاضی عیاض نے بھی اسی جواب کو اختیار کیا ہے، دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود سے جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا ہوا تھا، علامہ خطابی نے معالم السنن میں اسی جواب پر اعتماد کیا ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان صلح نامہ لکھا جس میں یہ تھا کہ ایک دوسرے کے خلاف جوش نہ دلایا جائے اور ان کو ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور ابن صیاد بھی اس معاہدہ کے تحت داخل تھا۔

ابن صیاد سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے امتحان کی وضاحت

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آیت دخان کو چھپا کر جو ابن صیاد کا امتحان لیا تھا اس کی وجہ یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک یہ خبر پہنچی تھی کہ کاہنوں کے پاس جن غیب کی خبریں لاتے ہیں تو آپ نے حقیقت حال کو ظاہر کرنے کے لیے اور ابن صیاد کے معاملہ کو صحابہ پر واضح کرنے کے لیے اس کا امتحان لیا تاکہ صحابہ کرام کو معلوم ہو جائے کہ وہ کاہن اور ساحر ہے اس کے پاس شیطان آتے ہیں اور جو کچھ شیطان کاہنوں پر القا کرتے ہیں وہ اس پر اعتماد کرتے ہیں، اس لیے آپ نے اپنے دل میں یہ آیت چھپائی۔ فارتقب یوم تاتی

[illegible] دخان مبین۔ [illegible] میں نے تمہارے امتحان کے لیے ایک چیز چھپائی ہے بتاؤ وہ کیا ہے؟ اس نے کہا وہ دخ ہے (یہ بھی دخان کی ایک لغت ہے) تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دور ہو تم اپنی حیثیت سے ہرگز آگے نہیں بڑھو گے، تم کاہنوں کی حد سے آگے نہیں بڑھو گے جو کسی مکمل عبارت میں سے شیاطین کے القاء کیے ہوئے کسی ایک کلمہ کو یاد رکھ لیتے ہیں، اس کے برخلاف انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کی طرف اللہ تعالیٰ اپنے علم غیب میں سے جو بتاتا ہے [illegible] وہ کامل اور واضح طریقہ سے [illegible] اولیاء اللہ پر کرامت کا اظہار ہوتا ہے۔ [1]

ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چھپائی ہوئی آیت [illegible] ابن صیاد [illegible] پر کیسے مطلع ہوگیا؟ علامہ طیبی [illegible] اس کا جواب [illegible] شیطان نے [illegible] اس وجہ سے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] آیت پڑھی [illegible] ان میں سے کچھ لفظ شیطان نے سن لیے، اس وجہ سے [illegible] باقی [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] کو چھپائیں گے اور [illegible] اللہ تعالیٰ نے [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] آیت [illegible] اور اس کی دلیل یہ ہے کہ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] دخان مبین کو چھپایا تھا۔ [2]

ابن صیاد کی اصلیت پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اشتباہ کی تحقیق

حدیث نمبر ۲۲۱۶ میں ہے: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا [illegible] مجھے اجازت دیجیے [illegible] اس کو قتل کر دوں [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] اس کو قتل نہیں کر سکو گے۔

علامہ اُبّی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا: آپ کا منشا یہ تھا کہ اگر یہ دجال ہے [illegible] اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کریں گے اور اگر یہ دجال نہیں ہے تو پھر اس کو قتل کرنے [illegible] کیونکہ یہ ایک نوعمر لڑکا ہے [illegible] اور [illegible]

علامہ قرطبی نے کہا: یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے کہ ابن صیاد کی حقیقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر [illegible] کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] غیب کو نہیں جانتے [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] اللہ تعالیٰ کے علم میں ابن صیاد کے [illegible] رکھنے میں کوئی مصلحت تھی [illegible] سے دجال [illegible] نکلے گا اور وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا [illegible] ان ذرائع سے جن سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے۔ [3]

---

[1] علامہ [illegible]

[2] علامہ [illegible] ۵۵ [illegible]

[3] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی [illegible] ۲۵۹ [illegible] الکتب العلمیہ بیروت

حدیث نمبر ۷۲۲۲ میں ہے: ابن صیاد لیٹا ہوا بڑبڑا رہا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھپ کر اس کی بڑبڑاہٹ کو سننا چاہا!
اس کی ماں نے اس کو خبردار کر دیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر اس کی ماں اس کو چھوڑ دیتی تو اس کا امر واضح ہو جاتا۔

علامہ ابی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا ہے کہ یعنی وہ نیند میں جو بڑبڑا رہا تھا اس سے معلوم ہو جاتا کہ آیا وہ دجال ہے یا نہیں، علامہ ابی کہتے ہیں یہ اشکال ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: تین آدمیوں سے قلم اٹھا لیا گیا ہے سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو جائے، اور اس پر اجماع ہے کہ سونے والے سے طلاق اور ارتداد صادر ہو تو معتبر نہیں ہوتا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہاں مواخذہ کا معاملہ نہیں ہے بلکہ یہ اشکال ہو جاتا تو اس کے اقوال اور افعال پر غور کر کے اس کی حقیقت کو معلوم کرنے کا مسئلہ تھا، کیونکہ کسی شخص کی بیداری میں جو افکار ہوتے ہیں ان کا ظہور بعض اوقات کی صورت میں نیند میں ہوتا ہے، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ توقع تھی کہ نیند کی حالت میں اس سے کسی ایسی بات کا ظہور ہوگا جس سے اس کی بیداری کی کیفیت معلوم ہو جائے گی۔[1]

علامہ ابی نے اس وقت تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ابن صیاد کی حقیقت سے مطلع نہیں فرمایا تھا اور شاید اس میں یہ حکمت ہو کہ یہ ظاہر کیا جائے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوق سے افضل ہونے کے باوجود خود بخود عالم الغیب نہیں، وہ امور غیبیہ میں سے انہی کو جانتے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے علم عطا فرمایا ہے۔

دجال کے متعلق علماء اسلام کے نظریات

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں: اس باب کی احادیث سے اہل سنت و جماعت نے یہ استدلال کیا ہے کہ دجال ایک معین شخص ہے، اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے اس کے سبب سے بندوں کو آزمائش میں مبتلا کیا ہے اور اس کو ایسی قدرت دی ہے تاکہ کھوٹوں کو کھروں سے ممتاز کر دے، پھر اللہ تعالیٰ اس کے مکر کو باطل کر دے گا اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام قتل کر دیں گے اور مومنوں کو اللہ تعالیٰ ثابت قدم رکھے گا، خوارج، جہمیہ اور بعض معتزلہ نے دجال کا انکار کیا ہے اور دوسرے معتزلہ میں سے جبائی اور اس کے متبعین نے دجال کے وجود کا اعتراف کیا، لیکن یہ کہا ہے کہ دجال کے ہاتھ پر جو امور خارقہ للعادۃ ظاہر ہوں گے، وہ اس کی شعبدہ بازی ہوگی، کیونکہ اگر یہ حقائق ہوں تو اس سے نبوت پر طعن ہوگا، لیکن یہ ان کا وہم ہے، کیونکہ دجال نبوت کا دعویٰ نہیں کرے گا کہ ان خوارق سے اس کا صادق ہونا لازم آئے، وہ الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور اس دعویٰ کا وہ خود مکذب ہوگا، کیونکہ اس کی ذات میں نقائص اور حدوث کی علامتوں کا ظہور ہوگا اور وہ اپنی ذات سے اس نقص کو دور کرنے سے عاجز ہوگا کسی مومن کو اس کے دعویٰ کے کذب کے متعلق کوئی شک نہیں ہوگا، اس کی اتباع یا تو کوئی شخص فقر یا بھوک کی وجہ سے کرے گا، یا تقیہ کی وجہ سے یا تقیہ اور اس کے شر کے خوف کی وجہ سے، یا اس وجہ سے کہ اس سے بہت بڑے فتنہ کا ظہور ہوگا جس سے عقلیں دنگ رہ جائیں گی اس کو دیکھ کر مبہوت اور دہشت زدہ ہو جائیں گے اور ان کی عقل کام نہیں کرے گی وہ تیز آندھی کی طرح سرعت سے زمین پر چلے گا اور جس شخص کی عقل اور بصیرت کام نہیں کرے گی وہی اس کی تصدیق کرے گا۔[2]

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹، ص ۲۴۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت
[2] ،، ،، ،، ،، ،، ،، ،، اکمال اکمال المعلم ج ۹، ص ۲۴۲

بَابُ ١٠١٦ ذِكْرِ الدَّجَّالِ

مسیح دجال کا بیان

٧٢٣١ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَكَرَ الدَّجَّالَ بَيْنَ ظَهْرَانَيِ النَّاسِ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى لَيْسَ بِأَعْوَرَ أَلَا وَإِنَّ الْمَسِيحَ الدَّجَّالَ أَعْوَرُ الْعَيْنِ الْيُمْنَى كَأَنَّ عَيْنَهُ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے دجال کا ذکر کیا آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے سنو! مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی گویا اس کی آنکھ پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔

٧٢٣٢ - حَدَّثَنِي أَبُو الرَّبِيعِ وَأَبُو كَامِلٍ قَالَا حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ حَدَّثَنَا حَاتِمٌ يَعْنِي ابْنَ إِسْمَعِيلَ عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ كِلَاهُمَا عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں اور ذکر کی ہیں۔

٧٢٣٣ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا وَقَدْ أَنْذَرَ أُمَّتَهُ الْأَعْوَرَ الْكَذَّابَ أَلَا إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِأَعْوَرَ وَمَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كِ فِ رِ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر نبی نے اپنی امت کو کانے کذاب سے ڈرایا ہے، سنو! وہ کانا ہے اور تمہارا رب کانا نہیں ہے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر لکھا ہوا ہے۔

٧٢٣٤ - حَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ نَبِيَّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الدَّجَّالُ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ كِ فِ رِ أَيْ كَافِرٌ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال کی دونوں آنکھوں کے درمیان ک ف ر یعنی کافر لکھا ہوا ہوگا۔

٧٢٣٥ - وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

عفان حدثنا عبد الوارث عن شعيب بن الحبحاب عن أنس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال ممسوح العين مكتوب بين عينيه كافر ثم تهجاها ك ف ر يقرؤه كل مسلم

ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دجال کی ایک آنکھ کانی ہوگی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا پھر آپ نے اس کے ہجے کیے ک ف ر جس کو ہر مسلمان پڑھ لے گا

۷۲۳۴۔ حدثنا محمد بن عبد الله بن نمير ومحمد بن العلاء وإسحاق بن إبراهيم قال إسحاق أخبرنا وقال الآخران حدثنا أبو معاوية عن الأعمش عن شقيق عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الدجال أعور العين اليسرى جفال الشعر معه جنة ونار فناره جنة وجنته نار.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کی بائیں آنکھ کانی ہوگی اور اس کے بال گھنے ہوں گے، اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی، اس کی دوزخ حقیقت میں جنت ہے اور اس کی جنت (حقیقت میں) دوزخ ہے۔

۷۲۳۵۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا يزيد بن هارون عن أبي مالك الأشجعي عن ربعي بن حراش عن حذيفة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأنا أعلم بما مع الدجال منه معه نهران يجريان أحدهما رأي العين ماء أبيض والآخر رأي العين نار تأجج فإما أدركن أحد فليأت النهر الذي يراه نارا وليغمض ثم ليطأطئ رأسه فيشرب منه فإنه ماء بارد وإن الدجال ممسوح العين عليها ظفرة غليظة مكتوب بين عينيه كافر يقرؤه كل مؤمن كاتب وغير كاتب.

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں خوب جانتا ہوں کہ دجال کے ساتھ کیا ہوگا، اس کے ساتھ دو بہتے ہوئے دریا ہوں گے، ایک دیکھنے میں سفید پانی ہوگا اور دوسرا دیکھنے میں بھڑکتی ہوئی آگ ہوگا، پس اگر کوئی شخص اس کو پائے تو اس دریا کے پاس جائے جو بھڑکتی ہوئی آگ دکھائی دے، اور اپنی آنکھ بند کرلے اور اپنا سر جھکا کر اس سے پیئے بے شک وہ ٹھنڈا پانی ہوگا اور بے شک دجال کی ایک آنکھ کانی ہوگی اس پر ایک موٹی پھلی ہوگی اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوا ہوگا، اس کو ہر مومن پڑھے گا خواہ وہ لکھنا آتا ہو یا نہ آتا ہو۔

۷۲۳۶۔ حدثنا عبيد الله بن معاذ حدثنا أبي حدثنا شعبة ح وحدثنا محمد بن المثنى وابن بشار واللفظ لابن المثنى قالا حدثنا محمد بن جعفر حدثنا شعبة عن عبد الملك بن عمير عن ربعي بن حراش عن حذيفة عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه قال في الدجال إن معه ماء ونارا فناره ماء بارد

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال کے متعلق فرمایا اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوں گے، اس کی آگ ٹھنڈا پانی ہوگی اور پانی آگ ہوگا، تم ہلاک نہ ہونا۔ حضرت ابو مسعود نے کہا میں نے بھی یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔

... فَلَا تَهْلِكُنَّ. قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

٧٢٣٩ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا شُعَيْبُ بْنُ صَفْوَانَ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ عُمَيْرٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو أَبِي مَسْعُودٍ الْأَنْصَارِيِّ قَالَ انْطَلَقْتُ مَعَهُ إِلَى حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ فَقَالَ لَهُ عُقْبَةُ حَدِّثْنِي مَا سَمِعْتَ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الدَّجَّالِ قَالَ إِنَّ الدَّجَّالَ يَخْرُجُ وَإِنَّ مَعَهُ مَاءً وَنَارًا فَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ مَاءً فَنَارٌ تُحْرِقُ وَأَمَّا الَّذِي يَرَاهُ النَّاسُ نَارًا فَمَاءٌ بَارِدٌ عَذْبٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَلْيَقَعْ فِي الَّذِي يَرَاهُ نَارًا فَإِنَّهُ مَاءٌ عَذْبٌ طَيِّبٌ فَقَالَ عُقْبَةُ وَأَنَا قَدْ سَمِعْتُهُ تَصْدِيقًا لِحُذَيْفَةَ.

عقبہ بن عمرو کہتے ہیں کہ میں ربعی بن حراش کے ساتھ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے پاس گیا، عقبہ نے کہا آپ نے حضرت حذیفہ سے کہا آپ نے دجال کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حدیث سنی ہے وہ بیان کیجئے، انہوں نے کہا دجال نکلے گا اور اس کے ساتھ پانی اور آگ ہوگی، جس چیز کو لوگ پانی خیال کریں گے وہ جلانے والی آگ ہوگی اور جس چیز کو لوگ آگ سمجھیں گے وہ ٹھنڈا میٹھا پانی ہوگا، تم میں سے جو شخص اس کو دیکھے وہ اس چیز کو اختیار کرے جس کو وہ آگ سمجھ رہا ہو کیونکہ وہ لذیذ اور میٹھا پانی ہوگا، عقبہ نے حضرت حذیفہ کی تصدیق کرتے ہوئے کہا میں نے بھی یہ حدیث سنی ہے۔

٧٢٤٠ - حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَاللَّفْظُ لِابْنِ حُجْرٍ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ حُجْرٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ نُعَيْمِ بْنِ أَبِي هِنْدٍ عَنْ رِبْعِيِّ بْنِ حِرَاشٍ قَالَ اجْتَمَعَ حُذَيْفَةُ وَأَبُو مَسْعُودٍ فَقَالَ حُذَيْفَةُ لَأَنَا بِمَا مَعَ الدَّجَّالِ أَعْلَمُ مِنْهُ إِنَّ مَعَهُ نَهْرًا مِنْ مَاءٍ وَنَهْرًا مِنْ نَارٍ فَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ نَارٌ مَاءٌ وَأَمَّا الَّذِي تَرَوْنَ أَنَّهُ مَاءٌ نَارٌ فَمَنْ أَدْرَكَ ذَلِكَ مِنْكُمْ فَأَرَادَ الْمَاءَ فَلْيَشْرَبْ مِنَ الَّذِي يَرَاهُ أَنَّهُ نَارٌ فَإِنَّهُ سَيَجِدُهُ مَاءً قَالَ أَبُو مَسْعُودٍ هَكَذَا سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ.

ربعی بن حراش بیان کرتے ہیں کہ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو مسعود اکٹھے ہوئے، حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں دجال کے متعلق ان سے زیادہ جانتا ہوں، اس کے ساتھ ایک پانی کا دریا ہوگا اور ایک آگ کا دریا ہوگا، جس کو تم لوگ یہ سمجھو گے کہ یہ آگ ہے وہ پانی ہوگا اور جس کو تم خیال کرو گے یہ پانی ہے وہ آگ ہوگی، تم میں سے جو شخص اس کو پائے اور پانی کا ارادہ کرے وہ اس دریا سے پیئے جس کو وہ آگ سمجھ رہا ہو تو اس کو پانی ملے گا، حضرت ابو مسعود نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح فرماتے ہوئے سنا ہے۔

٧٢٤١ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا حُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ عَنْ يَحْيَى عَنْ أَبِي سَلَمَةَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُخْبِرُكُمْ عَنِ الدَّجَّالِ حَدِيثًا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں دجال کے متعلق ایسی حدیث بیان نہ کروں جو کسی نبی نے اپنی امت کو بیان نہیں کی؟ بے شک وہ کانا ہوگا اور اس کے پاس

مَا حَدَّثَ بِهِ نَبِيٌّ قَوْمَهُ إِنَّهُ أَعْوَرُ وَإِنَّهُ يَجِيءُ مَعَهُ بِمِثْلِ الْجَنَّةِ وَالنَّارِ فَالَّتِي يَقُولُ إِنَّهَا الْجَنَّةُ هِيَ النَّارُ وَإِنِّي أُنْذِرُكُمْ بِهِ كَمَا أَنْذَرَ بِهِ نُوحٌ قَوْمَهُ

۷۲۴۲ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ جَابِرٍ الطَّائِيُّ قَاضِي حِمْصَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ جُبَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ الْحَضْرَمِيِّ أَنَّهُ سَمِعَ النَّوَّاسَ بْنَ سَمْعَانَ الْكِلَابِيَّ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ مِهْرَانَ الرَّازِيُّ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ جَابِرٍ الطَّائِيِّ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنْ أَبِيهِ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ ذَكَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدَّجَّالَ ذَاتَ غَدَاةٍ فَخَفَّضَ فِيهِ وَرَفَّعَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَلَمَّا رُحْنَا إِلَيْهِ عَرَفَ ذَلِكَ فِينَا فَقَالَ مَا شَأْنُكُمْ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ ذَكَرْتَ الدَّجَّالَ غَدَاةً فَخَفَّضْتَ فِيهِ وَرَفَّعْتَ حَتَّى ظَنَنَّاهُ فِي طَائِفَةِ النَّخْلِ فَقَالَ غَيْرُ الدَّجَّالِ أَخْوَفُنِي عَلَيْكُمْ إِنْ يَخْرُجْ وَأَنَا فِيكُمْ فَأَنَا حَجِيجُهُ دُونَكُمْ وَإِنْ يَخْرُجْ وَلَسْتُ فِيكُمْ فَامْرُؤٌ حَجِيجُ نَفْسِهِ وَاللّٰهُ خَلِيفَتِي عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ إِنَّهُ شَابٌّ قَطَطٌ عَيْنُهُ طَافِئَةٌ كَأَنِّي أُشَبِّهُهُ بِعَبْدِ الْعُزَّى بْنِ قَطَنٍ فَمَنْ أَدْرَكَهُ مِنْكُمْ فَلْيَقْرَأْ عَلَيْهِ فَوَاتِحَ سُورَةِ الْكَهْفِ إِنَّهُ خَارِجٌ خَلَّةً بَيْنَ الشَّأْمِ وَالْعِرَاقِ فَعَاثَ يَمِينًا وَعَاثَ شِمَالًا يَا عِبَادَ اللّٰهِ فَاثْبُتُوا قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَمَا لَبْثُهُ فِي الْأَرْضِ قَالَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا يَوْمٌ كَسَنَةٍ وَيَوْمٌ كَشَهْرٍ وَيَوْمٌ

جنت اور دوزخ کی مثل ہوگی اور جس کو وہ جنت کہے گا وہ حقیقت میں دوزخ ہوگی، اور میں تم کو اس سے اسی طرح ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح نے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

امام مسلم دو سندوں کے ساتھ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صبح دجال کا ذکر کیا آپ نے اس کے فتنہ کو کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ بیان کیا، حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ کھجور کے کسی جھنڈ میں ہے۔ جب ہم شام کے وقت آپ کے پاس گئے تو آپ ہمارے حال کو پہچان گئے، آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہے؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! صبح آپ نے دجال کا ذکر کیا، آپ نے اس کے فتنہ کو کبھی کم اور کبھی بہت زیادہ بیان کیا حتیٰ کہ ہم نے یہ گمان کیا کہ وہ کھجور کے کسی جھنڈ میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کے علاوہ دوسرے فتنوں سے مجھے زیادہ خوف ہے، اگر میری موجودگی میں دجال نکلا تو تمہارے سامنے اس سے مقابلہ کروں گا، اور اگر میری عدم موجودگی میں دجال نکلا تو ہر شخص خود مقابلہ کرے گا، اور ہر مسلمان پر میرا اللہ خلیفہ اور نگہبان ہے، دجال نوجوان گھونگریالے بالوں والا ہے اس کی آنکھ ابھری ہوئی ہوگی، میں اس کو عبد العزیٰ بن قطن کے مشابہ قرار دیتا ہوں، تم میں سے جو شخص اس کو پائے وہ اس کے سامنے سورۂ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے، شام اور عراق کے درمیان سے اس کا خروج ہوگا، وہ اپنے دائیں بائیں فساد مچاتا پھرے گا، اے اللہ کے بندو! ثابت قدم رہنا، ہم نے کہا یا رسول اللہ! وہ زمین میں کب تک رہے گا؟ آپ نے فرمایا چالیس دن تک، ایک دن ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دن ایک ماہ کے برابر اور ایک دن ایک ہفتہ کے برابر اور باقی

فَيَشْرَبُونَ مَا فِيهَا وَيَمُرُّ آخِرُهُمْ فَيَقُولُونَ لَقَدْ
كَانَ بِهَذِهِ مَرَّةً مَاءٌ وَيُحْصَرُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَ
أَصْحَابُهُ حَتَّى يَكُونَ رَأْسُ الثَّوْرِ لِأَحَدِهِمْ خَيْرًا
مِنْ مِائَةِ دِينَارٍ لِأَحَدِكُمُ الْيَوْمَ فَيَرْغَبُ
نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ فَيُرْسِلُ اللَّهُ عَلَيْهِمُ
النَّغَفَ فِي رِقَابِهِمْ فَيُصْبِحُونَ فَرْسَى كَمَوْتِ
نَفْسٍ وَاحِدَةٍ ثُمَّ يَهْبِطُ نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَ
أَصْحَابُهُ إِلَى الْأَرْضِ فَلَا يَجِدُونَ فِي الْأَرْضِ
مَوْضِعَ شِبْرٍ إِلَّا مَلَأَهُ زَهَمُهُمْ وَنَتْنُهُمْ فَيَرْغَبُ
نَبِيُّ اللَّهِ عِيسَى وَأَصْحَابُهُ إِلَى اللَّهِ فَيُرْسِلُ اللَّهُ
طَيْرًا كَأَعْنَاقِ الْبُخْتِ فَتَحْمِلُهُمْ فَتَطْرَحُهُمْ
حَيْثُ شَاءَ اللَّهُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ مَطَرًا لَا يَكُنُّ
مِنْهُ بَيْتُ مَدَرٍ وَلَا وَبَرٍ فَيَغْسِلُ الْأَرْضَ حَتَّى يَتْرُكَهَا
كَالزَّلَفَةِ ثُمَّ يُقَالُ لِلْأَرْضِ أَنْبِتِي ثَمَرَتَكِ وَ
رُدِّي بَرَكَتَكِ فَيَوْمَئِذٍ تَأْكُلُ الْعِصَابَةُ مِنَ
الرُّمَّانَةِ وَيَسْتَظِلُّونَ بِقِحْفِهَا وَيُبَارَكُ فِي
الرِّسْلِ حَتَّى أَنَّ اللِّقْحَةَ مِنَ الْإِبِلِ لَتَكْفِي
الْفِئَامَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْبَقَرِ
لَتَكْفِي الْقَبِيلَةَ مِنَ النَّاسِ وَاللِّقْحَةَ مِنَ الْغَنَمِ
لَتَكْفِي الْفَخِذَ مِنَ النَّاسِ فَبَيْنَمَا هُمْ كَذَلِكَ
إِذْ بَعَثَ اللَّهُ رِيحًا طَيِّبَةً فَتَأْخُذُهُمْ تَحْتَ
آبَاطِهِمْ فَتَقْبِضُ رُوحَ كُلِّ مُؤْمِنٍ وَكُلِّ مُسْلِمٍ
وَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ يَتَهَارَجُونَ فِيهَا تَهَارُجَ
الْحُمُرِ فَعَلَيْهِمْ تَقُومُ السَّاعَةُ ۔

بھی اس کی خوشبو پہنچے گی اس کا زندہ رہنا ممکن نہ ہوگا، اور
ان کی خوشبو منتہائے نظر تک پہنچے گی۔ وہ دجال کو تلاش
کرینگے حتیٰ کہ باب لد پر اس کو موجود پا کر قتل کر دیں گے۔
پھر حضرت مسیح ابن مریم کے پاس ایک ایسی قوم آئے گی جس کو
اللہ تعالیٰ نے دجال سے محفوظ رکھا تھا ۔ ۔ وہ ان کے
چہروں پر دست شفقت پھیریں گے، اور جنت میں بہشت
میں ان کے درجات کی خبر دیں گے، ابھی وہ اسی حال میں
ہوں گے کہ اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ کی طرف وحی فرمائے گا،
میں نے ایسے بندوں کو نکالا ہے جن سے لڑنے کی کسی
کی طاقت نہیں ہے تم میرے ان بندوں کو طور کی طرف
اکٹھا کرو، اور اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کو بھیجے گا اور
وہ ہر بلندی سے پھسلتے ہوئے آئیں گے، ان
کی پہلی جماعت بحیرہ طبرستان سے گزرے گی وہ اس کا
تمام پانی پی لیں گی، پھر جب دوسری جماعت وہاں سے گذرے گی
تو وہ کہیں گی یہاں

پر کسی وقت پانی تھا، اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب
محصور ہو جائیں گے حتیٰ کہ ان میں سے کسی ایک کے نزدیک
بیل کا سر بھی تمہارے کسی ایک کے سو دینار سے افضل
ہوگا، پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب دعا
کریں گے، تب اللہ تعالیٰ یاجوج اور ماجوج کی گردنوں میں
ایک کیڑا پیدا کرے گا جس کی وجہ سے وہ سب یک لخت مر
جائیں گے پھر اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ اور ان کے اصحاب
زمین پر اتریں گے مگر زمین پر ایک بالشت برابر جگہ بھی ان
کی گندگی اور بدبو سے خالی نہیں ہوگی پھر اللہ کے نبی حضرت
عیسیٰ اور ان کے اصحاب اللہ تعالیٰ سے دعا کریں گے،
تو اللہ تعالیٰ بختی اونٹوں کی گردنوں کی مانند پرندے بھیجے گا،
یہ پرندے ان لاشوں کو اٹھا لیں گے اور جہاں اللہ تعالیٰ
کا حکم ہوگا وہاں پھینک دیں گے، پھر اللہ تعالیٰ ایک بارش
بھیجے گا جو زمین کو دھو دے گی اور اسے آئینہ کی طرح صاف

یا کھال کا خیمہ، وہ زمین کی طرح صاف ہو جائے گا، پھر زمین سے کہا جائے گا کہ اپنے پھل اگاؤ اور اپنی برکتیں لوٹا دو، سو اس دن ایک جماعت ایک انار کو سیر ہو کر کھا لے گی، اور ایک دودھ دینے والی گائے لوگوں کے ایک قبیلہ کے لیے کافی ہوگی اور دودھ دینے والی بکری ایک گھر والوں کے لیے کافی ہوگی، اسی دوران اللہ تعالیٰ ایک پاکیزہ ہوا بھیجے گا جو لوگوں کی بغلوں کے نیچے لگے گی اور وہ ہر مومن اور ہر مسلم کی روح قبض کر لے گی، اور برے لوگ باقی رہ جائیں گے جو گدھوں کی طرح کھلے عام جماع کریں گے اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔

۷۲۴۳۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ وَالْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ ابْنُ حُجْرٍ دَخَلَ حَدِيثُ أَحَدِهِمَا فِي حَدِيثِ الْآخَرِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَزِيدَ بْنِ جَابِرٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ مَا ذَكَرْنَا وَزَادَ بَعْدَ قَوْلِهِ لَقَدْ كَانَ بِهٰذِهِ مَرَّةً مَاءٌ ثُمَّ يَسِيرُونَ حَتّٰى يَنْتَهُوا إِلٰى جَبَلِ الْخَمَرِ وَهُوَ جَبَلُ بَيْتِ الْمَقْدِسِ فَيَقُولُونَ لَقَدْ قَتَلْنَا مَنْ فِي الْأَرْضِ هَلُمَّ فَلْنَقْتُلْ مَنْ فِي السَّمَاءِ فَيَرْمُونَ بِنُشَّابِهِمْ إِلَى السَّمَاءِ فَيَرُدُّ اللهُ عَلَيْهِمْ نُشَّابَهُمْ مَخْضُوبَةً دَمًا وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ حُجْرٍ فَإِنِّي قَدْ أَنْزَلْتُ عِبَادًا لِي لَا يَدَيْ لِأَحَدٍ بِقِتَالِهِمْ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے بھی یہ حدیث مروی ہے، اس میں مزید یہ ہے کہ وہاں ایک مرتبہ پانی تھا، پھر وہاں سے چل کر خمر کے پہاڑ کے پاس پہنچیں گے، یہ بیت المقدس کا پہاڑ ہے، وہ کہیں گے ہم نے زمین والوں کو قتل کر دیا، اب آسمان والوں کو قتل کریں، پھر وہ آسمان کی طرف تیر پھینکیں گے، اللہ تعالیٰ ان کے تیروں کو خون آلود کر کے واپس لوٹا دے گا، ایک روایت میں ہے اللہ فرمائے گا میں نے ایسے بندوں کو نازل کیا ہے جن سے لڑنے کی کوئی طاقت نہیں رکھتا۔

۷۲۴۴۔ حَدَّثَنِي عَمْرٌو النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَأَلْفَاظُهُمْ مُتَقَارِبَةٌ وَالسِّيَاقُ لِعَبْدٍ قَالَ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُبَيْدُ اللهِ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُتْبَةَ أَنَّ أَبَا سَعِيدٍ الْخُدْرِيَّ قَالَ حَدَّثَنَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا حَدِيثًا طَوِيلًا عَنِ الدَّجَّالِ فَكَانَ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دجال کے متعلق بہت طویل حدیث بیان کی، اس حدیث کے تمام میں آپ نے یہ فرمایا دجال نکلے گا، اور مدینہ کی گھاٹیوں میں داخل ہونا اس پر حرام ہوگا، وہ مدینہ کے قریب بعض بنجر زمینوں میں چلا جائے گا، ایک دن اس کے پاس ایک ایسا شخص آئے گا جو سب لوگوں سے بہتر ہوگا، وہ یہ کہے گا میں گواہی دیتا ہوں کہ تو وہ دجال ہے جس کے متعلق

فِيمَا حَدَّثَنَا قَالَ يَأْتِي وَهُوَ مُحَرَّمٌ عَلَيْهِ أَنْ يَدْخُلَ نِقَابَ الْمَدِينَةِ فَيَنْتَهِي إِلَى بَعْضِ السِّبَاخِ الَّتِي تَلِي الْمَدِينَةَ فَيَخْرُجُ إِلَيْهِ يَوْمَئِذٍ رَجُلٌ هُوَ خَيْرُ النَّاسِ أَوْ مِنْ خَيْرِ النَّاسِ فَيَقُولُ لَهُ أَشْهَدُ أَنَّكَ الدَّجَّالُ الَّذِي حَدَّثَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثَهُ فَيَقُولُ الدَّجَّالُ أَرَأَيْتُمْ إِنْ قَتَلْتُ هَذَا ثُمَّ أَحْيَيْتُهُ أَتَشُكُّونَ فِي الْأَمْرِ فَيَقُولُونَ لَا قَالَ فَيَقْتُلُهُ ثُمَّ يُحْيِيهِ فَيَقُولُ حِينَ يُحْيِيهِ وَاللَّهِ مَا كُنْتُ فِيكَ قَطُّ أَشَدَّ بَصِيرَةً مِنِّي الْآنَ قَالَ فَيُرِيدُ الدَّجَّالُ أَنْ يَقْتُلَهُ فَلَا يُسَلَّطُ عَلَيْهِ قَالَ أَبُو إِسْحَقَ يُقَالُ إِنَّ هَذَا الرَّجُلَ هُوَ الْخَضِرُ عَلَيْهِ السَّلَامُ.

نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا تھا، دجال یہ کہے گا: یہ بتاؤ اگر میں اس شخص کو قتل کر کے پھر زندہ کر دوں تو کیا تم میرے متعلق شک کرو گے، لوگ کہیں گے نہیں، راوی کہتے ہیں وہ اس کو قتل کرنے کے بعد زندہ کر دے گا جب دجال اس کو زندہ کر دے گا تو وہ شخص کہے گا: بخدا مجھے تیرے متعلق جتنی بصیرت اب ہے پہلے کبھی نہیں تھی، راوی کہتے ہیں کہ پھر دجال اس کو قتل کرنے کا ارادہ کرے گا، تو اس پر قادر نہ ہو سکے گا، ابو اسحاق نے کہا: کہا جاتا ہے وہ شخص حضرت خضر علیہ السلام ہوں گے۔

٧٢٤٥ - وَحَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ الدَّارِمِيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ فِي هَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِهِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٧٢٤٦ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ قُهْزَاذَ مِنْ أَهْلِ مَرْوَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُثْمَانَ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ قَيْسِ بْنِ وَهْبٍ عَنْ أَبِي الْوَدَّاكِ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فَيَتَوَجَّهُ قِبَلَهُ رَجُلٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَتَلْقَاهُ الْمَسَالِحُ مَسَالِحُ الدَّجَّالِ فَيَقُولُونَ لَهُ أَيْنَ تَعْمِدُ فَيَقُولُ أَعْمِدُ إِلَى هَذَا الَّذِي خَرَجَ قَالَ فَيَقُولُونَ لَهُ أَوَمَا تُؤْمِنُ بِرَبِّنَا فَيَقُولُ مَا بِرَبِّنَا خَفَاءٌ فَيَقُولُونَ اقْتُلُوهُ فَيَقُولُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ أَلَيْسَ قَدْ نَهَاكُمْ رَبُّكُمْ أَنْ تَقْتُلُوا أَحَدًا دُونَهُ قَالَ فَيَنْطَلِقُونَ بِهِ إِلَى الدَّجَّالِ فَإِذَا رَآهُ الْمُؤْمِنُ قَالَ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَذَا الدَّجَّالُ الَّذِي ذَكَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَأْمُرُ الدَّجَّالُ بِهِ فَيُشَبَّحُ فَيَقُولُ خُذُوهُ وَشُجُّوهُ فَيُوسَعُ ظَهْرُهُ وَبَطْنُهُ ضَرْبًا قَالَ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دجال کا خروج ہوگا تو مسلمانوں میں سے ایک شخص اس کی طرف روانہ ہوگا اور دجال کے مسلح محافظ لوگ اس سے ملیں گے وہ اس سے کہیں گے تمہارا کہاں کا قصد ہے، وہ کہے گا میرا اس شخص کی طرف قصد ہے جس کا خروج ہوا ہے وہ اس سے کہیں گے کیا تم ہمارے رب پر ایمان نہیں رکھتے، وہ کہے گا ہمارے رب میں کسی قسم کا خفا نہیں ہے وہ کہیں گے اس کو قتل کر دو، پھر ان کے بعض بعض سے کہیں گے کیا تمہارے رب نے منع نہیں کیا تھا، کہ تم اس کے بغیر کسی کو قتل نہیں کرنا، پھر وہ اس شخص کو دجال کے پاس لے جائیں گے، جب اس کو وہ مومن دیکھے گا تو کہے گا: اے لوگو! یہ وہ دجال ہے جس کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا تھا، پھر دجال اس شخص کو پکڑنے اور اس کا سر پھاڑنے کا حکم دے گا، اس کی پیٹھ اور پیٹ پر بھی ضرب

فَيَقُولُ: أَوَمَا تُؤْمِنُ بِي؟ قَالَ فَيَقُولُ: أَنْتَ الْمَسِيحُ الْكَذَّابُ، قَالَ: فَيُؤْمَرُ بِهِ فَيُؤْشَرُ بِالْمِئْشَارِ مِنْ مَفْرِقِهِ حَتَّى يُفَرَّقَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، قَالَ: ثُمَّ يَمْشِي الدَّجَّالُ بَيْنَ الْقِطْعَتَيْنِ، ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: قُمْ، فَيَسْتَوِي قَائِمًا، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ لَهُ: أَتُؤْمِنُ بِي؟ فَيَقُولُ: مَا ازْدَدْتُ فِيكَ إِلَّا بَصِيرَةً، قَالَ: ثُمَّ يَقُولُ: يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّهُ لَا يَفْعَلُ بَعْدِي بِأَحَدٍ مِنَ النَّاسِ، قَالَ: فَيَأْخُذُهُ الدَّجَّالُ لِيَذْبَحَهُ، فَيُجْعَلَ مَا بَيْنَ رَقَبَتِهِ إِلَى تَرْقُوَتِهِ نُحَاسًا، فَلَا يَسْتَطِيعُ إِلَيْهِ سَبِيلًا، قَالَ: فَيَأْخُذُ بِيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ فَيَقْذِفُ بِهِ، فَيَحْسِبُ النَّاسُ أَنَّمَا قَذَفَهُ إِلَى النَّارِ، وَإِنَّمَا أُلْقِيَ فِي الْجَنَّةِ. فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: هَذَا أَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِينَ.

خلاف بات کی، پھر دجال اس شخص سے کہے گا کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ شخص کہے گا تو مسیح کذاب ہے، پھر اس کو آرے سے چیرنے کا حکم دیا جائے گا، اور سر کی مانگ سے لے کر دونوں ٹانگوں تک اس کے دو ٹکڑے کر دیئے جائیں گے، پھر دجال اس کے جسم کے دو ٹکڑوں کے بیچ میں سے گزرے گا، پھر کہے گا کھڑا ہو جا، تو وہ شخص سیدھا کھڑا ہو جائے گا، پھر دجال اس سے کہے گا کیا تم مجھ پر ایمان لاتے ہو؟ وہ کہے گا تیرے متعلق میری بصیرت اور زیادہ ہو گئی ہے، وہ زیادہ یقین سے کہے گا اے لوگو! اب میرے بعد یہ کسی اور کے ساتھ یہ کام نہیں کر سکے گا، دجال اس کو ذبح کرنے کے لیے پکڑے گا، لیکن اس کے گلے سے ہنسلی تک کا حصہ تانبے کا بنا دیا جائے گا اور دجال اس کو ذبح کرنے کا کوئی راستہ نہیں پا سکے گا، پھر دجال اس کے ہاتھ اور پیر پکڑ کر پھینک دے گا، لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس کو آگ میں پھینکا ہے، حالانکہ وہ شخص جنت میں پہنچے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ شخص اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بڑی شہادت کا حامل ہو گا۔

٧٢٤٧ - حَدَّثَنَا شِهَابُ بْنُ عَبَّادٍ الْعَبْدِيُّ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ حُمَيْدٍ الرُّؤَاسِيُّ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ، عَنْ قَيْسِ بْنِ أَبِي حَازِمٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُ، قَالَ: وَمَا يُنْصِبُكَ مِنْهُ؟ إِنَّهُ لَا يَضُرُّكَ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، إِنَّهُمْ يَقُولُونَ إِنَّ مَعَهُ الطَّعَامَ وَالْأَنْهَارَ، قَالَ: هُوَ أَهْوَنُ عَلَى اللَّهِ مِنْ ذَلِكَ.

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، مجھ سے زیادہ کسی شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق سوال نہیں کیا، آپ نے فرمایا تم کیوں اس کے متعلق فکر مند ہو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگ کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ طعام اور دریا ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ ذلیل ہے۔

٧٢٤٨ - حَدَّثَنَا سُرَيْجُ بْنُ يُونُسَ، حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ إِسْمَاعِيلَ، عَنْ قَيْسٍ، عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، قَالَ: مَا سَأَلَ أَحَدٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الدَّجَّالِ أَكْثَرَ مِمَّا سَأَلْتُهُ، قَالَ: وَمَا

حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دجال کے متعلق اتنا نہیں پوچھا جتنا میں نے پوچھا تھا، راوی کہتے ہیں آپ نے کیا پوچھا تھا، انہوں نے کہا میں نے پوچھا تھا لوگ

یَسْأَلُنِيْ قَالَ قُلْتُ إِنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَعَهُ جِبَالٌ
مِنْ خُبْزٍ وَلَحْمٍ وَنَهْرٌ مِنْ مَاءٍ قَالَ هُوَ أَهْوَنُ
عَلَى اللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ.

۲۴۹ - حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ
نُمَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا وَكِيْعٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ
إِبْرَاهِيْمَ أَخْبَرَنَا جَرِيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ أَبِيْ عُمَرَ
حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ح وَحَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ
حَدَّثَنَا يَزِيْدُ بْنُ هَارُوْنَ ح وَحَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ
رَافِعٍ حَدَّثَنَا أَبُوْ أُسَامَةَ كُلُّهُمْ عَنْ إِسْمَاعِيْلَ
بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيْثِ إِبْرَاهِيْمَ بْنِ حُمَيْدٍ وَ
زَادَ فِيْ حَدِيْثِ يَزِيْدَ فَقَالَ لِيْ أَيْ بُنَيَّ.

۲۵۰ - حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللّٰهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ
حَدَّثَنَا أَبِيْ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ
قَالَ سَمِعْتُ يَعْقُوْبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُوْدٍ
الثَّقَفِيَّ يَقُوْلُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو وَجَاءَهُ
رَجُلٌ فَقَالَ مَا هٰذَا الْحَدِيْثُ الَّذِيْ تُحَدِّثُ بِهِ
تَقُوْلُ إِنَّ السَّاعَةَ تَقُوْمُ إِلٰى كَذَا وَكَذَا فَقَالَ سُبْحَانَ
اللّٰهِ أَوْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْ كَلِمَةً نَحْوَهُمَا لَقَدْ هَمَمْتُ
أَنْ لَا أُحَدِّثَ أَحَدًا شَيْئًا أَبَدًا إِنَّمَا قُلْتُ إِنَّكُمْ
سَتَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيْلٍ أَمْرًا عَظِيْمًا يُحَرَّقُ الْبَيْتُ
وَيَكُوْنُ وَيَكُوْنُ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِيْ أُمَّتِيْ فَيَمْكُثُ
أَرْبَعِيْنَ لَا أَدْرِيْ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا أَوْ أَرْبَعِيْنَ شَهْرًا
أَوْ أَرْبَعِيْنَ عَامًا فَيَبْعَثُ اللّٰهُ عِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ
كَأَنَّهُ عُرْوَةُ بْنُ مَسْعُوْدٍ فَيَطْلُبُهُ فَيُهْلِكُهُ ثُمَّ
يَمْكُثُ النَّاسُ سَبْعَ سِنِيْنَ لَيْسَ بَيْنَ اثْنَيْنِ
عَدَاوَةٌ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ رِيْحًا بَارِدَةً مِنْ قِبَلِ
الشَّامِ فَلَا يَبْقٰى عَلٰى وَجْهِ الْأَرْضِ أَحَدٌ فِيْ قَلْبِهِ
مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ أَوْ إِيْمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ حَتّٰى

کہتے ہیں کہ اس کے ساتھ روٹی اور گوشت کے پہاڑ اور
پانی کے دریا ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ اللہ کے نزدیک
اس سے زیادہ ذلیل ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی پانچ سندیں ذکر کیں،
یزید کی سند میں یہ لفظ زائد ہیں اے بیٹے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو کے پاس ایک شخص نے آ
کر کہا یہ کیسی حدیث ہے جو آپ بیان کرتے ہیں کہ
فلاں فلاں چیز کے وقت قیامت قائم ہوگی۔ انہوں نے
کہا سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ یا کوئی اور کلمہ ان کی مثل کہا اور
فرمایا میں نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ اب کسی سے کوئی حدیث
بیان نہیں کروں گا، میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ تم لوگ کچھ
دنوں کے بعد ایک ہیبت ناک حادثہ دیکھو گے، بیت اللہ کو جلا دیا جائے گا
وہ ہوگا اور وہ ہوگا پھر کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس تک
ٹھہرے گا، میں نہیں جانتا کہ چالیس دن فرمایا یا چالیس ماہ فرمایا یا چالیس
سال فرمایا، پھر اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ ابن مریم کو مبعوث فرمائے گا
جو عروہ بن مسعود کے مشابہ ہوں گے، وہ دجال کو تلاش کر
کے ہلاک کر دیں گے پھر سات سال تک لوگ اسی طرح
امن سے رہیں گے کہ کسی دو شخصوں میں بھی دشمنی نہیں
ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے ایک ایسی ٹھنڈی ہوا
بھیجے گا جو روئے زمین کے ہر اس شخص کی روح کو قبض کر
لے گی جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان یا خیر
ہوگی، انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ——

لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ دَخَلَ فِي كَبِدِ جَبَلٍ لَدَخَلَتْهُ عَلَيْهِ حَتَّى تَقْبِضَهُ قَالَ سَمِعْتُهَا مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَيَبْقَى شِرَارُ النَّاسِ فِي خِفَّةِ الطَّيْرِ وَأَحْلَامِ السِّبَاعِ لَا يَعْرِفُونَ مَعْرُوفًا وَلَا يُنْكِرُونَ مُنْكَرًا فَيَتَمَثَّلُ لَهُمُ الشَّيْطَانُ فَيَقُولُ أَلَا تَسْتَجِيبُونَ فَيَقُولُونَ فَمَا تَأْمُرُنَا فَيَأْمُرُهُمْ بِعِبَادَةِ الْأَوْثَانِ وَهُمْ فِي ذَلِكَ دَارٌّ رِزْقُهُمْ حَسَنٌ عَيْشُهُمْ ثُمَّ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَلَا يَسْمَعُهُ أَحَدٌ إِلَّا أَصْغَى لِيتًا وَرَفَعَ لِيتًا قَالَ وَأَوَّلُ مَنْ يَسْمَعُهُ رَجُلٌ يَلُوطُ حَوْضَ إِبِلِهِ قَالَ فَيَصْعَقُ وَيَصْعَقُ النَّاسُ ثُمَّ يُرْسِلُ اللَّهُ أَوْ قَالَ يُنْزِلُ اللَّهُ مَطَرًا كَأَنَّهُ الطَّلُّ أَوِ الظِّلُّ نُعْمَانُ الشَّاكُّ فَتَنْبُتُ مِنْهُ أَجْسَادُ النَّاسِ ثُمَّ يُنْفَخُ فِيهِ أُخْرَى فَإِذَا هُمْ قِيَامٌ يَنْظُرُونَ ثُمَّ يُقَالُ يَا أَيُّهَا النَّاسُ هَلُمَّ إِلَى رَبِّكُمْ وَقِفُوهُمْ إِنَّهُمْ مَسْئُولُونَ قَالَ ثُمَّ يُقَالُ أَخْرِجُوا بَعْثَ النَّارِ فَيُقَالُ مِنْ كَمْ فَيُقَالُ مِنْ كُلِّ أَلْفٍ تِسْعَمِائَةٍ وَتِسْعَةً وَتِسْعِينَ قَالَ فَذَاكَ يَوْمَ يَجْعَلُ الْوِلْدَانَ شِيبًا وَذَلِكَ يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ

صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ پھر دنیا میں بُرے لوگ باقی رہ جائیں گے جو چڑیوں کی طرح جلد باز اور بے عقل اور درندوں کی طرح سخت ہوں گے۔ وہ کسی نیک بات کو نہ پہچانیں گے نہ بُری بات کو بُرا سمجھیں گے۔ پس شیطان کسی شکل میں بن کر آئے گا اور کہے گا تم میری بات نہیں مانتے؟ وہ کہیں گے تو کیا حکم دیتا ہے؟ پھر وہ ان کو بتوں کی پرستش کا حکم دے گا۔ وہ اسی بت پرستی میں مصروف کار ہوں گے۔ ان کا رزق اچھا ہو گا ان کی زندگی عیش و عشرت سے ہو گی۔ پھر صور پھونکا جائے گا [illegible] [illegible] اس دن ساق کھولی جائے گی۔

٧٣٨١ - وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ سَالِمٍ قَالَ سَمِعْتُ يَعْقُوبَ بْنَ عَاصِمِ بْنِ عُرْوَةَ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ سَمِعْتُ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو إِنَّكَ تَقُولُ إِنَّ السَّاعَةَ تَقُومُ إِلَى كَذَا وَكَذَا فَقَالَ لَقَدْ هَمَمْتُ أَنْ لَا أُحَدِّثَكُمْ شَيْئًا إِنَّمَا قُلْتُ إِنَّكُمْ تَرَوْنَ بَعْدَ قَلِيلٍ أَمْرًا عَظِيمًا

عروہ بن مسعود بیان کرتے ہیں ایک شخص نے حضرت عبد اللہ بن عمرو سے کہا تم یہ کہتے ہو کہ فلاں وقت قیامت ہو گی [illegible] حضرت عبد اللہ بن عمرو نے کہا میں نے [illegible] کوئی حدیث بیان [illegible] یہ کہا تھا کہ تھوڑی مدت کے بعد ایک [illegible] جیسے گھر جل گیا ہو، شعبہ نے یہی یا اس کی مثل [illegible]

مَكَانَ حُجْرٍ نُعْبَيْتٍ قَالَ شُعْبَةُ هَذَا أَوْ نَحْوَهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْرُجُ الدَّجَّالُ فِي أُمَّتِي وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ مُعَاذٍ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ فَلَا يَبْقَى أَحَدٌ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ إِلَّا قَبَضَتْهُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي شُعْبَةُ بِهَذَا الْحَدِيثِ مَرَّاتٍ وَعَرَضْتُهُ عَلَيْهِ.

عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ میری امت میں دجال کا خروج ہوگا اور حضرت معاذ کی مثل حدیث بیان کی اور اس حدیث میں یہ بیان کیا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہوگا اس کی روح کو ہوا قبض کرے گی محمد بن جعفر کہتے ہیں کہ شعبہ نے مجھے بار بار یہ حدیث سنائی اور میں نے بھی اس کے سامنے پڑھی۔

٧٢٥٢۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ أَوَّلَ الْآيَاتِ خُرُوجًا طُلُوعُ الشَّمْسِ مِنْ مَغْرِبِهَا وَخُرُوجُ الدَّابَّةِ عَلَى النَّاسِ ضُحًى وَأَيُّهُمَا مَا كَانَتْ قَبْلَ صَاحِبَتِهَا فَالْأُخْرَى عَلَى إِثْرِهَا قَرِيبًا.

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک ایسی حدیث سنی ہے جس کو میں ابھی تک نہیں بھولا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا سب سے پہلی علامت کا ظہور یہ ہے کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور چاشت کے وقت دابۃ الارض کا خروج ہوگا ان میں سے جس کا بھی پہلے ظہور ہو اس کے فوراً بعد دوسری کا ظہور ہوگا۔

٧٢٥٣۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ جَلَسَ إِلَى مَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ بِالْمَدِينَةِ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ فَسَمِعُوهُ وَهُوَ يُحَدِّثُ عَنِ الْآيَاتِ أَنَّ أَوَّلَهَا خُرُوجًا الدَّجَّالُ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو لَمْ يَقُلْ مَرْوَانُ شَيْئًا قَدْ حَفِظْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيثًا لَمْ أَنْسَهُ بَعْدُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ فَذَكَرَ بِمِثْلِهِ.

ابو زرعہ بیان کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں مروان بن الحکم کے پاس تین مسلمان بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے مروان سے سنا وہ علامات قیامت بیان کر رہا تھا، اس نے کہا سب سے پہلے دجال کا ظہور ہوگا حضرت عبد اللہ بن عمرو نے کہا مروان نے کچھ نہیں کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث یاد رکھی ہے جس کو میں ابھی تک نہیں بھولا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے پھر اس کی مثل حدیث ذکر کی۔

٧٢٥٤۔ وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ قَالَ تَذَاكَرُوا السَّاعَةَ عِنْدَ مَرْوَانَ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرٍو سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

ابو زرعہ بیان کرتے ہیں کہ لوگوں نے مروان کے سامنے قیامت کا ذکر کیا حضرت عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے پھر انہوں نے حسب سابق حدیث بیان

اللہ علیہ وسلم یقول بمثل حدیثھما وشعبۃ کی، اس حدیث میں قیامت کے وقت کا ذکر ہے۔
بمنزلۃ صحی۔

دجال کی وجہ تسمیہ

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

دجال کا لفظ دجل سے ماخوذ ہے اس کا معنی ہے چھپانا اور ڈھانپنا، جھوٹ کو بھی دجل اس لیے کہتے ہیں کہ وہ حق کو باطل کے سبب سے چھپا دیتا ہے۔ علامہ ثعلب نے کہا دجال کو دجال اس لیے کہتے ہیں کہ اس نے زمین کو ڈھانپ لیا، جس تلوار پر سونے کا پانی چڑھا دیا گیا ہو اس کو سیف مدجل کہتے ہیں۔ علامہ ابن درید نے کہا کیونکہ دجال حق کو دجل کے سبب چھپائے گا اس لیے اس کو دجال کہتے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ وہ روئے زمین کا سفر کرے گا اس لیے اس کو دجال کہتے ہیں۔ اور ایک قول یہ ہے کہ چونکہ وہ سفر کے ذریعہ سے روئے زمین کو قطع کرے گا اس لیے اس کو دجال کہا جائے گا۔ علامہ قرطبی نے کہا کہ دجال کی وجہ تسمیہ میں دس اقوال ہیں۔[1]

دجال کی معرفت کے متعلق ضروری امور کا بیان

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

دجال کی بحث میں چند امور کا جاننا ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں:

۱۔ ابن صیاد دجال تھا یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر وغیرہ قسم کھا کر کہتے تھے کہ ابن صیاد دجال ہے لیکن تحقیق یہ ہے کہ ابن صیاد [illegible] تھا، جس نے اپنے علم سے دجال [illegible] کے مخصوص علامات بیان فرمائیں اس کا ظہور قرب قیامت میں ہوگا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق یہی خبر دی ہے۔

۲۔ کیا دجال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں موجود تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں! حضرت تمیم داری کی جو روایت بیان کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ دجال عہد رسالت میں بھی موجود تھا۔

۳۔ دجال کا خروج کب ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے جو حدیث روایت کی ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ جب مسلمان قسطنطنیہ فتح کر لیں گے اس وقت دجال کا ظہور ہوگا، (لیکن یہ فتح دوبارہ قرب قیامت میں ہوگی۔)

۴۔ دجال کے خروج کا سبب کیا ہوگا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام مسلم نے حضرت ابن عمر کی حدیث میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ کسی چیز پر غضب آنے کی وجہ سے اس کا خروج ہوگا۔

۵۔ دجال کا خروج کس جگہ سے ہوگا؟ اس پر اتفاق ہے کہ اس کا خروج مشرق کی جانب سے ہوگا، اور ایک روایت میں ہے کہ اس کا خروج خراسان سے ہوگا اس روایت کو امام احمد اور امام حاکم نے حدیث ابوبکر سے روایت کیا ہے اور امام مسلم نے یہ روایت کیا ہے کہ اس کا خروج اصبہان سے ہوگا۔

۶۔ دجال کی صفات کیا ہیں؟ اس باب کی احادیث میں ہے وہ کانا ہوگا اور اس کی بائیں آنکھ [illegible] اس کی آنکھوں کے درمیان کافر لکھا ہوگا، اس کے ساتھ آگ اور پانی کے دریا ہوں گے، وہ ایک

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۳ ص [illegible]، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور، ۱۴۰۱ھ

آدمی کو قتل کر کے پھر زندہ کر دے گا وغیرہ وغیرہ۔

۔۔ وہ کس چیز کا دعویٰ کرے گا؟ جب اس کا خروج ہوگا تو پہلے مرحلہ میں وہ ایمان اور صلاح کا دعویٰ کرے گا پھر نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے بعد الوہیت کا دعویٰ کرے گا، جیسا کہ امام طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن معتمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دجال میں کوئی خفا نہیں ہے وہ مشرق کی طرف سے نمودار ہوگا، اور دین کی تبلیغ کرے گا اس کی اتباع کی جائے گی اور اس کو غلبہ حاصل ہوگا، وہ اسی طرح تبلیغ کرتا ہوا کوفہ پہنچے گا اور اس کی پیروی کی جائے گی، اور وہ لوگوں کو برانگیختہ کرے گا، پھر وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا تو عقل والے اس سے خبردار ہو کر اس سے الگ ہو جائیں گے، وہ کچھ عرصہ اس دعویٰ پر برقرار رہے گا، پھر کہے گا میں اللہ ہوں، پھر اس کی آنکھ ڈھانپ دی جائے گی اور اس کا کان کاٹ دیا جائے گا اور اس کی دو آنکھوں کے درمیان کافر لکھ دیا جائے گا، اور وہ کسی مسلمان پر مخفی نہیں رہے گا اور مخلوق میں سے جس کے دل میں بھی رائی کے برابر ایمان ہوگا وہ اس سے علیحدہ ہو جائے گا۔ اس حدیث کی سند ضعیف ہے۔ [۱]

آیا قرآن مجید میں دجال کا ذکر ہے یا نہیں؟

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں: یہ سوال مشہور ہے کہ دجال کا شر اور اس کا فتنہ بہت بڑا ہے اور حضور نے بہت سے اپنی امت کو ڈرایا، تو کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید میں دجال کا ذکر نہیں ہے اس سوال کے چند جوابات ہیں:

۱۔ قرآن مجید میں مذکور ذیل آیت میں دجال کا ذکر ہے۔

يوم يأتي بعض آيات ربك لا ينفع نفسا ايمانها لم تكن امنت من قبل او كسبت في ايمانها خيرا۔ (انعام: ۱۵۸)

جس دن آپ کے رب کی بعض (مخصوص) نشانیاں آ جائیں گی تو کسی ایسے شخص کو اب ایمان لانے کا فائدہ نہ ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو یا جس نے حالت ایمان میں کوئی نیکی نہ کی ہو۔

ان مخصوص نشانیوں میں دجال بھی داخل ہے، کیونکہ امام ترمذی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جب تین نشانیاں ظاہر ہو جائیں گی تو کسی ایسے شخص کو ایمان لانے سے فائدہ نہیں ہوگا جو اس سے پہلے ایمان نہ لایا ہو، دجال، دابۃ الارض اور سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

۲۔ قرآن مجید کی حسب ذیل آیات میں دجال کی طرف اشارہ ہے

وان من اهل الكتاب الا ليؤمنن به قبل موته۔ (نساء: ۱۵۹)

اور (نزول مسیح کے وقت) اہل کتاب میں سے ہر شخص مسیح کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئے گا۔

وانه لعلم للساعة۔ (زخرف: ۶۱)

اور بے شک وہ (حضرت عیسیٰ) ضرور قیامت کی نشانی ہیں۔

اور حدیث صحیح سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ دجال کو قتل کریں گے، اس لیے ایک ضد کو ذکر کرنے پر اکتفا کر لی گئی۔

[۱] مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی بن محمد سلطان القاری متوفی ۱۰۱۴ھ و فتح الباری ج ۱۳ ص ۹۱ مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

اور دجال کا لقب بھی مسیح ہوگا لیکن دجال مسیح ضلالت ہے اور حضرت عیسیٰ مسیح ہدایت ہیں۔

۳۔ قرآن مجید میں دجال کا ذکر تحقیر کی بناء پر ترک کر دیا گیا، لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ یاجوج اور ماجوج کا ذکر تو قرآن مجید میں کیا گیا ہے۔ امام بلقینی نے اس سوال کا یہ جواب دیا ہے کہ قرآن مجید میں ان مفسدین کا ذکر کیا گیا ہے جو گزر چکے ہیں، تاکہ ان کے انجام سے عبرت حاصل کی جائے اور آنے والے مفسدین کا قرآن مجید میں ذکر نہیں کیا گیا، لیکن اس جواب پر بھی یاجوج اور ماجوج سے معارضہ ہوتا ہے۔

۴۔ علامہ بغوی نے یہ کہا ہے کہ دجال کا ذکر قرآن مجید کی اس آیت میں ہے:

لخلق السموت والارض اکبر من خلق الناس ولکن اکثر الناس لا یعلمون (المؤمن: ۵۷)
یقیناً آسمانوں اور زمینوں کا پیدا کرنا لوگوں کے پیدا کرنے سے زیادہ بڑا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

اس آیت میں الناس سے مراد دجال ہے اور یہ کل کا اطلاق جزء پر ہے۔ یہ اطلاق اگر کسی قرینہ سے ثابت ہو تو یہ بہت اچھا جواب ہے۔ [1]

دجال کی ہلاکت کا بیان

دجال کے ہاتھ پر جو محیر العقول خوارق ظاہر ہوں گے ان کا اس باب کی احادیث میں ذکر ہے، باقی یہ کہ دجال کب ہلاک ہوگا اور اس کو کون ہلاک کرے گا تو مکہ اور مدینہ منورہ (زادہما اللہ تشریفاً) کے علاوہ تمام روئے زمین پر اس کے نفوذ کے بعد اس کو ہلاک کر دیا جائے گا۔ تمام روئے زمین پر ظہور کے بعد وہ بیت المقدس کا قصد کرے گا وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور اس کو قتل کر دیں گے۔

دجال کی الوہیت باطل کرنے کے لیے اس کے کانے پن کو بیان کرنے کی وجہ

حدیث نمبر ۷۲۳۱ میں ہے، اللہ تعالیٰ کانا نہیں ہے سنو مسیح دجال کی دائیں آنکھ کانی ہوگی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دعویٰ الوہیت کو رد کرنے کے لیے صرف اس بیان پر اکتفاء کی کہ وہ کانا ہوگا حالانکہ اس کے حادث اور مخلوق ہونے پر اور بھی دلائل موجود تھے کیونکہ کانا ہونا ایک ایسا واضح عیب ہے جس کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے خواہ وہ عالم ہو یا جاہل کیونکہ وہ ربوبیت کا دعویٰ کرے گا اور اس کی خلقت ناقص ہوگی، امام مسلم اور امام ترمذی نے جن روایات میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ایک دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دجال سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا: تم میں سے کوئی شخص مرنے سے پہلے اپنے رب کو ہرگز نہیں دیکھے گا، اس حدیث میں یہ تنبیہ ہے کہ دجال کا ربوبیت کا دعویٰ جھوٹا ہے، کیونکہ دجال الوہیت کا دعویٰ کرے گا اور لوگ اس کو دیکھ رہے ہوں گے حالانکہ اللہ تعالیٰ کو مرنے سے پہلے کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ اس حدیث میں ان لوگوں پر بھی رد ہے جنہوں نے بیداری میں اللہ تعالیٰ کو دیکھنے کا دعویٰ کیا، اس پر یہ اعتراض نہ ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو شب معراج دیکھا تھا، اس لیے کہ زندگی اور بیداری میں اللہ تعالیٰ کا دیدار کرنا یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیت ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کی آنکھوں میں دنیا کے اندر وہ قوت پیدا فرمائی جو باقی مومنوں کو

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۳ ص ۹۲، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ، لاہور، ۱۴۰۱ھ

آخرت میں عطا فرمائے گا۔ [1]

آیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال اور اس کے خروج کے وقت کا علم تھا یا نہیں؟

حدیث نمبر ۷۲۲۱

... دجال سے اسی طرح ڈراتا ہوں جس طرح حضرت نوح نے اس سے اپنی قوم کو ڈرایا تھا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اس حدیث پر یہ اشکال ہے کہ جب احادیث سے یہ ثابت ہے کہ دجال کا خروج قرب قیامت میں ہوگا تو پھر حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کو دجال سے ڈرانے کی کیا ضرورت تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دجال کے خروج کا وقت حضرت نوح علیہ السلام اور دیگر انبیاء سے مخفی رکھا گیا تھا، گویا ان انبیاء علیہم السلام کو دجال سے خبردار کیا گیا اور دجال کے خروج کا وقت نہیں بتایا گیا، اس لیے انبیاء سابقین علیہم السلام نے اپنی اپنی امتوں کو دجال سے ڈرایا اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے "اگر میری موجودگی میں دجال نکلا تو تمہارے بجائے میں اس سے حجت کے ساتھ مقابلہ کروں گا اور اگر میری غیر موجودگی میں دجال نکلا تو ہر شخص خود اس سے مقابلہ کرے گا" نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث اس وقت ارشاد فرمائی تھی جب آپ کو دجال کی علامات اور اس کے خروج کا وقت نہیں بتایا گیا تھا، اس وقت آپ کے نزدیک یہ ممکن تھا کہ دجال کا خروج آپ کے عہد میں ہوتا، پھر بعد میں آپ کو دجال کی علامات اور اس کے خروج کا وقت بتا دیا گیا تو آپ نے اس کے متعلق اپنی امت کو خبر دی، سو اس توجیہ سے ان احادیث میں تطبیق ہو جاتی ہے۔ [2]

خلاصہ یہ ہے کہ ابتداء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کے خروج کا وقت نہیں بتایا گیا تھا اسی وجہ سے آپ نے ابن صیاد پر دجال کا شبہ ظاہر کیا، لیکن بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ پر دجال کے خروج کا حتمی وقت اور اس کے خروج کی قطعی علامات منکشف کر دیں چنانچہ آپ نے امت کو بتا دیا کہ قرب قیامت میں دجال کا خروج ہوگا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے نازل ہو کر اس کو قتل کریں گے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے کچھ عرصہ بعد قیامت قائم کر دی جائے گی، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حکمت کے پیش نظر [illegible] چونکہ آخر تک دجال کے خروج کا تعین نہیں تھا، اور یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود بھی دجال کے خروج کے وقت کا علم نہیں تھا اور آپ کو آخر وقت تک معلوم نہیں ہوا کہ دجال کا خروج آپ کے زمانہ میں ہوگا یا آپ کے بعد، نہ صرف یہ کہ احادیث اور آثار سے بے خبری کا نتیجہ ہے بلکہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور عقیدت میں کمی کو بھی ظاہر کرتا ہے۔

سید ابوالاعلیٰ مودودی اس بحث میں لکھتے ہیں:

دجال کے متعلق جتنی احادیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہیں ان کے مضمون پر مجموعی نگاہ ڈالنے سے یہ بات صاف واضح ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کی طرف سے اس معاملہ میں جو علم ملا تھا وہ صرف اس حد تک تھا کہ ایک بڑا دجال ظاہر ہونے والا ہے، اس کی یہ اور یہ صفات ہوں گی، اور وہ ان خصوصیات کا حامل ہوگا، لیکن آپ کو نہیں بتایا گیا

---

[1] علامہ ... [illegible] ... ابن حجر عسقلانی ... [illegible]

[2] فتح الباری ج ۱۳ ص ۹۷۔

کہ دجال کب ظاہر ہوگا، کہاں ظاہر ہوگا اور یہ کہ آیا وہ آپ کے عہد میں پیدا ہو چکا ہے یا آپ کے بعد کسی عہد زمانے میں پیدا ہونے والا ہے۔ [1]

اس بحث کے اخیر میں لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے زمانہ میں یہ اندیشہ تھا کہ شاید دجال آپ کے عہد ہی میں ظاہر ہو جائے یا آپ کے بعد کسی قریبی زمانہ میں ظاہر ہو لیکن کیا یہ واقعہ نہیں ہے کہ ساڑھے تیرہ سو برس گزر چکے ہیں اور ابھی تک دجال نہیں آیا ہے۔ [2]

واقعہ یہ ہے کہ اس اندیشہ کے برعکس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو دیا تھا کہ دجال کا خروج قرب قیامت میں ہوگا اور ابو الاعلیٰ مودودی نے اس بات میں دجال کے خروج کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی علمی کا جو تاثر دیا ہے ہم اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں یہ بڑی بدنصیبی اور محرومی کی بات ہے کہ کوئی شخص اپنی ریسرچ اور تحقیق کا سکہ جمانے اور قابلیت ظاہر کرنے کے لیے کتاب پر کتاب لکھتا رہے۔ اللہ کی تحقیق سے یہ ثابت کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم نہیں تھا اس بات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی عالم نہیں ہے، مخلوق میں آپ کا علم سب سے زیادہ ہے، زندگی میں وقتی طور پر اگر کسی جزئی چیز کا علم نہ ہو یہ ہو سکتا ہے لیکن نہیں ہو سکتا کہ تحریر وقت تک آپ کو اس چیز کا علم نہ ہو۔ مگر جس چیز کا بھی علم ممکن تھا وصال سے پہلے آپ کو اس کا علم دے دیا گیا تھا

خروج دجال کے وقت ایک دن کا طویل ہو کر ایک سال کا ہونا

حدیث نمبر ۷۲۳۲ میں ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جب وہ دن ایک سال کی طرح ہوگا کیا اس میں ہمیں ایک دن کی نماز پڑھنا کافی ہوگا؟

آپ نے فرمایا نہیں تم اس کے لئے ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر لینا۔

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

علماء نے کہا ہے کہ یہ حدیث اس دن کے ساتھ مخصوص ہے اور یہ تین دن اس مقدار کے برابر لمبے ہوں گے اس کی دلیل یہ ہے کہ اس کے بعد نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کے باقی ایام تمہارے عام ایام کی طرح ہوں گے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ تم ایک دن میں ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر کے پڑھنا تو یہ قیاس سے کہا ہے حکم اس دن کے ساتھ مخصوص ہے جو صاحب شرع نے ہمارے لیے مقرر کر دیا ہے، علماء نے کہا اگر یہ حدیث نہ ہوتی اور اس دن کی نمازیں ہمارے اجتہاد پر موقوف ہوتیں تو ہم اس دن میں وقت کی علامتوں کے حساب سے صرف پانچ نمازیں پڑھتے۔ اور اندازہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ صبح کی نماز پڑھنے کے بعد جب اتنا وقت گزر جائے جتنا عام دنوں میں فجر اور ظہر کے درمیان وقت ہوتا ہے تو ظہر پڑھ لی جائے اور جب ظہر کے بعد عصر تک کا وقت گزر جائے تو عصر پڑھ لی جائے اسی طرح اس ایک سال کی نمازیں اس ایک دن میں پڑھ لی جائیں۔ اور جو دن ایک ماہ اور جو دن ایک ہفتہ کے برابر گزرے اس دن میں ایک ماہ اور ایک ہفتہ کی نمازیں اسی قیاس سے پڑھی جائیں۔ [3]

---

[1] سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ، رسائل و مسائل ج ۱ ص ۴۷ مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز منصورہ لاہور ۲۰۰۳ء

[2] " " " رسائل و مسائل ج ۱ ص ۵۰-۴۹ " "

[3] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ اپنی عادت معروفہ کے خلاف کرے گا، اور سورج کی حرکت کو اس کی معمول کی حرکت سے کم کر دے گا حتیٰ کہ پہلا دن ایک سال کے برابر، دوسرا ایک ماہ کے برابر اور تیسرا دن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا اور یہ امر ممکن ہے خصوصاً اس زمانہ میں جب بہ کثرت امور خارقہ کا ظہور ہوگا خصوصاً دجال کے ہاتھوں سے بہت سے کام خلاف عادت رونما ہوں گے۔ علامہ ابن جوزی نے ابوالحسن بن المنادی سے یہ نقل کیا ہے کہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول نہیں ہے اور اس کی تاویل یہ ہے کہ ان ایام میں چونکہ بہت مصیبتیں ہوں گی، اس لیے وہ ایام بہت طویل معلوم ہوں گے اس لیے پہلا دن ایک سال کے برابر لگے گا پھر مصیبت کا بار نسبتاً کم محسوس ہوگا اور دوسرا دن ایک ماہ جتنا لگے گا اور تیسرا دن ایک ہفتہ جتنا لگے گا اور جب لوگ عادی ہو جائیں گے تو باقی ایام عام دنوں کی طرح گذریں گے۔

علامہ ابن جوزی نے کہا ابوالحسن کی یہ تاویل اس لیے صحیح نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دن میں ایک دن کی نمازیں کافی نہیں ہوں گی بلکہ اس میں ایک سال کی نمازوں کا اندازہ کر کے ایک سال کی نمازیں پڑھنا، اس حدیث کو امام مسلم، امام ترمذی اور امام ابو داؤد نے روایت کیا ہے۔ اور اس کی اسانید صحیح ہیں۔ [1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

علامہ ابن ملک نے کہا ہے کہ بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ پہلا دن ایک سال کا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس دن دجال لعین کے شدید ستم زیادہ محسوس ہوں گے لیکن یہ قول مردود ہے، بلکہ یہ حدیث اپنے ظاہر پر محمول ہے اور اس میں کوئی استحالہ نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ پہلے دن کے اجزاء میں سے ہر جز کو اتنا زیادہ کر دے کہ وہ دن خلاف عادت ایک سال کا ہو جائے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ زمانہ کو مبسوط کر دیا جائے جیسے شب معراج میں مدت کے ایک حصہ کو اتنا مبسوط کر دیا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کچھ ملاحظہ کر لی، لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ نمازوں کے وجوب کا سبب ان کا مخصوص وقت ہے مثلاً طلوع شمس زوال شمس، غروب شمس اور غروب شفق وغیرہ، اور ان اوقات مخصوصہ کا تحقق اسی وقت ہوگا جب دن اور رات کا حقیقۃً تعدد ہو اور وہ اس صورت میں مفقود ہے۔ پس ہم اللہ تعالیٰ کی توفیق سے یہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی خبروں سے یہ معلوم ہو گیا کہ دجال کے ہاتھوں پر بہت سی شعبدات کا ظہور ہوگا اور بہت مکر و فریب اور ملمع کاری کرے گا جن سے ارباب عقول کی عقلیں دھوکا کھا جائیں گی، شیاطین اس کے لیے نقلی جنت اور دوزخ مہیا کر دیں گے اور وہ اپنے دعویٰ کے مطابق لوگوں کو زندہ کرے گا اور مارے گا بعض لوگوں کو وہ سبزہ کی فراوانی اور پیداوار میں خوش رکھے گا اور بعض کو خشک سالی اور قحط سے گرفتار کرے گا اور اس کے بہت بڑے جادوگر ہونے میں کوئی خفا نہیں ہے اس لیے ہمارے نزدیک اس حدیث کی صحیح یہ تاویل ہے کہ وہ لوگوں کی سماعت اور بصارت کو مسخر کرے گا اور ان کے دماغوں میں یہ خیال پیدا کرے گا کہ صبح کی روشنی اور شام کے اندھیرے کے بغیر زمانہ ایک حالت پر ٹھہر گیا ہے اور وہ یہ گمان کریں گے کہ سورج کی روشنی دکھائی نہیں دے رہی اور رات کی سیاہی نہیں پھیل رہی، اور دن اور رات کے آنے جانے کی علامتیں مخفی ہو گئی ہیں سو وہ زمانہ کے اس قدر طول سے حیران ہو جائیں گے، اس لیے ان سوال کے لیے آپ نے مدت

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ٨٢٨ھ، اکمال اکمال المعلم ج ٩ ص ٢٧٠ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کو رکعتیں ادا کرو، ہر نماز کو اندازے اور حساب سے پڑھیں حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ان سے وہاں کے دن کو ختم کر دے۔ ۱؎

بَابُ ۲۱ قِصَّةِ الْجَسَّاسَةِ

جساسہ کا بیان

۲۵۵۰ - حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ بْنِ عَبْدِ الْوَارِثِ وَحَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الصَّمَدِ (وَاللَّفْظُ لِعَبْدِ الْوَارِثِ بْنِ عَبْدِ الصَّمَدِ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ جَدِّي عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ ذَكْوَانَ حَدَّثَنَا ابْنُ بُرَيْدَةَ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ شَرَاحِيلَ الشَّعْبِيُّ شَعْبُ هَمْدَانَ أَنَّهُ سَأَلَ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ أُخْتَ الضَّحَّاكِ بْنِ قَيْسٍ وَكَانَتْ مِنَ الْمُهَاجِرَاتِ الْأُوَلِ فَقَالَ حَدِّثِينِي حَدِيثًا سَمِعْتِيهِ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُسْنِدِيهِ إِلَى أَحَدٍ غَيْرِهِ فَقَالَتْ لَئِنْ شِئْتَ لَأَفْعَلَنَّ فَقَالَ لَهَا أَجَلْ حَدِّثِينِي فَقَالَتْ نَكَحْتُ ابْنَ الْمُغِيرَةِ وَهُوَ مِنْ خِيَارِ شَبَابِ قُرَيْشٍ يَوْمَئِذٍ فَأُصِيبَ فِي أَوَّلِ الْجِهَادِ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا تَأَيَّمْتُ خَطَبَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِي نَفَرٍ مِنْ أَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَطَبَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى مَوْلَاهُ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ وَكُنْتُ قَدْ حُدِّثْتُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ أَحَبَّنِي فَلْيُحِبَّ أُسَامَةَ فَلَمَّا كَلَّمَنِي رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ أَمْرِي بِيَدِكَ فَأَنْكِحْنِي مَنْ شِئْتَ فَقَالَ انْتَقِلِي إِلَى أُمِّ شَرِيكٍ وَأُمُّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ غَنِيَّةٌ مِنَ الْأَنْصَارِ عَظِيمَةُ النَّفَقَةِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَنْزِلُ عَلَيْهَا الضِّيفَانُ فَقُلْتُ سَأَفْعَلُ

عامر بن شراحیل نے ضحاک بن قیس کی بہن فاطمہ بنت قیس سے سوال کیا جو ابتدائی ہجرت کرنے والیوں میں سے تھیں کہ آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث بیان کریں جو آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست سنی ہو، حضرت فاطمہ نے کہا اگر تم چاہو تو میں ایسی حدیث سنا دیتی ہوں، عامر نے کہا ہاں آپ سنائیے، حضرت فاطمہ نے کہا میرا نکاح ابن المغیرہ سے ہوا تھا جو ان دنوں قریش کے منتخب جوانوں میں سے تھے، وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ پہلے جہاد میں شہید ہو گئے، جب میں بیوہ ہو گئی تو حضرت عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چند اصحاب کے ساتھ آکر مجھے نکاح کا پیغام دیا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلام زادے حضرت اسامہ بن زید کے ساتھ مجھے نکاح کا پیغام دیا، اور میں یہ حدیث سن چکی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے، جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ اسامہ سے محبت کرے، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سلسلہ میں مجھ سے گفتگو کی تو میں نے کہا میرا معاملہ آپ کے سپرد ہے، آپ جس سے چاہیں میرا نکاح کر دیں، آپ نے فرمایا تم ام شریک کے گھر منتقل ہو جاؤ، ام شریک انصار کی ایک دولت مند خاتون تھیں، وہ خدا کی راہ میں بہت خرچ کرتی تھیں، اور ان کے ہاں مہمان آتے رہتے تھے، میں نے کہا میں عنقریب ایسا کروں گی، آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ ام شریک کے ہاں بہت مہمان آتے ہیں اور مجھے

۱؎ ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۱۰ ص ۱۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

فَقَالَ لَا تَفْعَلِي إِنَّ أُمَّ شَرِيكٍ امْرَأَةٌ كَثِيرَةُ الضِّيفَانِ فَإِنِّي أَكْرَهُ أَنْ يَسْقُطَ عَنْكِ خِمَارُكِ أَوْ يَنْكَشِفَ الثَّوْبُ عَنْ سَاقَيْكِ فَيَرَى الْقَوْمُ مِنْكِ بَعْضَ مَا تَكْرَهِينَ وَلَكِنِ انْتَقِلِي إِلَى ابْنِ عَمِّكِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ وَهُوَ رَجُلٌ مِنْ بَنِي فِهْرٍ فِهْرِ قُرَيْشٍ وَهُوَ مِنَ الْبَطْنِ الَّذِي هِيَ مِنْهُ فَانْتَقَلْتُ إِلَيْهِ فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِي سَمِعْتُ نِدَاءَ الْمُنَادِي مُنَادِي رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُنَادِي الصَّلَاةَ جَامِعَةً فَخَرَجْتُ إِلَى الْمَسْجِدِ فَصَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكُنْتُ فِي صَفِّ النِّسَاءِ الَّتِي تَلِي ظُهُورَ الْقَوْمِ فَلَمَّا قَضَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَاتَهُ جَلَسَ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهُوَ يَضْحَكُ فَقَالَ لِيَلْزَمْ كُلُّ إِنْسَانٍ مُصَلَّاهُ ثُمَّ قَالَ أَتَدْرُونَ لِمَ جَمَعْتُكُمْ قَالُوا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ إِنِّي وَاللَّهِ مَا جَمَعْتُكُمْ لِرَغْبَةٍ وَلَا لِرَهْبَةٍ وَلَكِنْ جَمَعْتُكُمْ لِأَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ كَانَ رَجُلًا نَصْرَانِيًّا فَجَاءَ فَبَايَعَ وَأَسْلَمَ وَحَدَّثَنِي حَدِيثًا وَافَقَ الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْ مَسِيحِ الدَّجَّالِ حَدَّثَنِي أَنَّهُ رَكِبَ فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ مَعَ ثَلَاثِينَ رَجُلًا مِنْ لَخْمٍ وَجُذَامَ فَلَعِبَ بِهِمُ الْمَوْجُ شَهْرًا فِي الْبَحْرِ ثُمَّ أَرْفَئُوا إِلَى جَزِيرَةٍ فِي الْبَحْرِ حَتَّى مَغْرِبِ الشَّمْسِ فَجَلَسُوا فِي أَقْرُبِ السَّفِينَةِ فَدَخَلُوا الْجَزِيرَةَ فَلَقِيَتْهُمْ دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ لَا يَدْرُونَ مَا قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ فَقَالُوا وَيْلَكِ مَا أَنْتِ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قَالُوا وَمَا الْجَسَّاسَةُ قَالَتْ أَيُّهَا الْقَوْمُ انْطَلِقُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ قَالَ لَمَّا سَمَّتْ لَنَا رَجُلًا فَرِقْنَا مِنْهَا أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً قَالَ فَانْطَلَقْنَا سِرَاعًا حَتَّى دَخَلْنَا الدَّيْرَ فَإِذَا فِيهِ أَعْظَمُ إِنْسَانٍ

خدشہ ہے کہ کبھی تمہارے سر سے دوپٹہ اتر جائے یا تمہاری پنڈلی سے چادر ہٹ جائے اور لوگ تمہارے جسم کا وہ حصہ دیکھ لیں جو تمہیں ناگوار ہو، البتہ تم اپنے عمزاد عبداللہ بن عمرو بن ام مکتوم کے ہاں چلی جاؤ، وہ قریش کے خاندان بنو فہر سے تھے اور اسی خاندان کی فاطمہ بنت قیس تھیں، سو میں ان کے گھر چلی گئی، جب میری عدت پوری ہو گئی تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منادی کی یہ ندا سنی: "نماز کی جماعت ہونے والی ہے۔" میں مسجد میں گئی اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی، میں عورتوں کی اس صف میں تھی جو مردوں کی صف سے متصل تھی، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھ لی تو آپ مسکراتے ہوئے منبر پر بیٹھ گئے، آپ نے فرمایا ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھا رہے، پھر آپ نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں نے تم کو کیوں اکٹھا کیا ہے؟ صحابہ نے کہا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں، آپ نے فرمایا بخدا میں نے تم کو کسی چیز کی رغبت دلانے یا کسی چیز سے ڈرانے کے لیے جمع نہیں کیا، میں نے تم کو صرف اس لیے جمع کیا ہے کہ تمیم داری ایک نصرانی شخص تھے، انہوں نے آکر مجھ سے بیعت کی اور وہ مسلمان ہو گئے، انہوں نے مجھے ایک خبر دی جو اس خبر کے مطابق ہے جو میں تم کو مسیح دجال کے سلسلہ میں بیان کر چکا ہوں، تمیم داری نے مجھے یہ خبر سنائی کہ وہ بنو لخم اور بنو جذام کے تیس آدمیوں کے ساتھ ایک بحری جہاز میں سوار ہوئے، ایک ماہ تک سمندری موجیں ان کے جہاز کو دھکیلتی رہیں، پھر ایک دن غروب آفتاب کے وقت وہ ایک جزیرہ پر پہنچے، یہ سب چھوٹی چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر داخل ہوئے، وہاں انہیں ایک جانور ملا، جس کے بال بہت موٹے اور گھنے تھے، بالوں کی زیادتی کی وجہ سے اس کے منہ اور پیٹھ کا پتا نہیں چلتا تھا، ساتھیوں نے کہا ارے کم بخت تو کون ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ (جاسوس)

إِنْسَانٍ رَأَيْنَاهُ قَطُّ خَلْقًا وَأَشَدُّهُ وِثَاقًا مَجْمُوعَةٌ يَدَاهُ
إِلَى عُنُقِهِ مَا بَيْنَ رُكْبَتَيْهِ إِلَى كَعْبَيْهِ بِالْحَدِيدِ
قُلْنَا وَيْلَكَ مَا أَنْتَ قَالَ قَدْ قَدَرْتُمْ عَلَى خَبَرِي
فَأَخْبِرُونِي مَا أَنْتُمْ قَالُوا نَحْنُ أُنَاسٌ مِنَ الْعَرَبِ
رَكِبْنَا فِي سَفِينَةٍ بَحْرِيَّةٍ فَصَادَفْنَا الْبَحْرَ حِينَ
اغْتَلَمَ فَلَعِبَ بِنَا الْمَوْجُ شَهْرًا ثُمَّ أَرْفَأْنَا إِلَى
جَزِيرَتِكَ هَذِهِ فَجَلَسْنَا فِي أَقْرُبِهَا فَدَخَلْنَا الْجَزِيرَةَ
فَلَقِيَتْنَا دَابَّةٌ أَهْلَبُ كَثِيرُ الشَّعَرِ لَا يُدْرَى مَا
قُبُلُهُ مِنْ دُبُرِهِ مِنْ كَثْرَةِ الشَّعَرِ فَقُلْنَا وَيْلَكِ
مَا أَنْتِ فَقَالَتْ أَنَا الْجَسَّاسَةُ قُلْنَا وَمَا الْجَسَّاسَةُ
قَالَتِ اعْمِدُوا إِلَى هَذَا الرَّجُلِ فِي الدَّيْرِ فَإِنَّهُ إِلَى
خَبَرِكُمْ بِالْأَشْوَاقِ فَأَقْبَلْنَا إِلَيْكَ سِرَاعًا وَفَزِعْنَا
مِنْهَا وَلَمْ نَأْمَنْ أَنْ تَكُونَ شَيْطَانَةً فَقَالَ أَخْبِرُونِي
عَنْ نَخْلِ بَيْسَانَ قُلْنَا عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ
قَالَ أَسْأَلُكُمْ عَنْ نَخْلِهَا هَلْ يُثْمِرُ قُلْنَا لَهُ نَعَمْ قَالَ
أَمَا إِنَّهُ يُوشِكُ أَنْ لَا تُثْمِرَ قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ
بُحَيْرَةِ الطَّبَرِيَّةِ قُلْنَا عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ
قَالَ هَلْ فِيهَا مَاءٌ قَالُوا هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ قَالَ
أَمَا إِنَّ مَاءَهَا يُوشِكُ أَنْ يَذْهَبَ قَالَ أَخْبِرُونِي
عَنْ عَيْنِ زُغَرَ قَالُوا عَنْ أَيِّ شَأْنِهَا تَسْتَخْبِرُ قَالَ
هَلْ فِي الْعَيْنِ مَاءٌ وَهَلْ يَزْرَعُ أَهْلُهَا بِمَاءِ الْعَيْنِ
قُلْنَا لَهُ نَعَمْ هِيَ كَثِيرَةُ الْمَاءِ وَأَهْلُهَا يَزْرَعُونَ
مِنْ مَائِهَا قَالَ أَخْبِرُونِي عَنْ نَبِيِّ الْأُمِّيِّينَ مَا فَعَلَ
قَالُوا قَدْ خَرَجَ مِنْ مَكَّةَ وَنَزَلَ يَثْرِبَ قَالَ أَقَاتَلَهُ
الْعَرَبُ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ كَيْفَ صَنَعَ بِهِمْ فَأَخْبَرْنَاهُ
أَنَّهُ قَدْ ظَهَرَ عَلَى مَنْ يَلِيهِ مِنَ الْعَرَبِ وَأَطَاعُوهُ
قَالَ لَهُمْ قَدْ كَانَ ذَلِكَ قُلْنَا نَعَمْ قَالَ أَمَا إِنَّ ذَاكَ
خَيْرٌ لَهُمْ أَنْ يُطِيعُوهُ وَإِنِّي مُخْبِرُكُمْ عَنِّي إِنِّي أَنَا
الْمَسِيحُ وَإِنِّي أُوشِكُ أَنْ يُؤْذَنَ لِي فِي الْخُرُوجِ

ہوں، عورت نے کہا میں جساسہ ہوں ... تم لوگ
اس شخص کے پاس چلو جو تمہاری خبر کا بہت مشتاق ہے
جب اس نے ایک آدمی کا نام لیا تو ہم کو ڈر ہوا کہ وہ شیطان نہ ہو
تب ہم وہاں سے جلدی جلدی گئے یہاں تک کہ گرجے میں داخل ہوئے
وہاں دیکھا تو ایک بڑے قد کا آدمی ہے کہ ہم نے اتنا بڑا آدمی کبھی
اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا اس کے دونوں ہاتھ گردن
سے بندھے ہوئے تھے اور دونوں گھٹنوں سے ٹخنوں تک دونوں پاؤں
زنجیروں سے جکڑا ہوا تھا ہم نے کہا کم بخت تو کون ہے؟
اس نے کہا تم میرا حال جان ہی گئے ہو اب تم
یہ بتاؤ کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا ہم عرب لوگ ہیں
ہم ایک سمندری جہاز میں سوار ہوئے تھے اتفاق سے
ان دنوں سمندر بہت جوش میں تھا ایک مہینہ تک سمندر کی
موجیں ہم کو دھکیلتی رہیں آخر ہم تیرے اس جزیرہ تک
پہنچے پھر چھوٹی کشتیوں میں بیٹھ کر جزیرہ کے اندر
داخل ہوئے ہم کو ایک بہت موٹے اور گھنے بالوں والا
جانور ملا بالوں کی کثرت کی وجہ سے اس کا سر اور
پچھلا حصہ پہچانا نہیں جاتا تھا ہم نے اس سے کہا کم بخت تو کون
ہے؟ اس نے کہا میں جساسہ ہوں ہم نے پوچھا
جساسہ کیسی چیز ہے؟ اس نے کہا گرجے میں اس شخص
کے پاس جاؤ جو تمہاری خبر معلوم کرنے
کا بہت مشتاق ہے، ہم جلدی جلدی تمہارے پاس آئے
ہم اس جانور سے خوفزدہ تھے کہیں وہ شیطان نہ ہو
اس شخص نے ہم سے کہا مجھ کو بیسان
کے نخلستان کی خبر دو، ہم نے پوچھا تم اس کی کس بات کی خبر
معلوم کرنا چاہتے ہو، اس نے پوچھا میں یہ پوچھ رہا ہوں
کہ وہاں کی کھجوروں میں پھل آتے ہیں؟ ہم نے اس سے
کہا ہاں، اس نے کہا عنقریب ان میں پھل نہیں
آئیں گے، پھر اس نے پوچھا مجھے طبریہ کے سمندر کی خبر
دو، ہم نے کہا تم کس بات کی خبر معلوم کرنا چاہتے ہو؟ اس

فَأَخْرُجُ فَأَسِيرُ فِي الْأَرْضِ فَلَا أَدَعُ قَرْيَةً إِلَّا
هَبَطْتُهَا فِي أَرْبَعِينَ لَيْلَةً غَيْرَ مَكَّةَ وَطَيْبَةَ فَهُمَا
مُحَرَّمَتَانِ عَلَيَّ كِلْتَاهُمَا كُلَّمَا أَرَدْتُ أَنْ أَدْخُلَ
وَاحِدَةً أَوْ وَاحِدًا مِنْهُمَا اسْتَقْبَلَنِي مَلَكٌ بِيَدِهِ
السَّيْفُ صَلْتًا يَصُدُّنِي عَنْهَا وَإِنَّ عَلَى كُلِّ نَقْبٍ
مِنْهَا مَلَائِكَةً يَحْرُسُونَهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَطَعَنَ بِمِخْصَرَتِهِ فِي الْمِنْبَرِ
هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ هٰذِهِ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ
أَلَا هَلْ كُنْتُ حَدَّثْتُكُمْ ذٰلِكَ فَقَالَ النَّاسُ
نَعَمْ فَإِنَّهُ أَعْجَبَنِي حَدِيثُ تَمِيمٍ أَنَّهُ وَافَقَ
الَّذِي كُنْتُ أُحَدِّثُكُمْ عَنْهُ وَعَنِ الْمَدِينَةِ وَمَكَّةَ
أَلَا إِنَّهُ فِي بَحْرِ الشَّامِ أَوْ بَحْرِ الْيَمَنِ لَا بَلْ مِنْ
قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ مِنْ
قِبَلِ الْمَشْرِقِ مَا هُوَ وَأَوْمَأَ بِيَدِهِ إِلَى الْمَشْرِقِ
قَالَتْ فَحَفِظْتُ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

سے پوچھا کیا اس میں پانی ہے؟ انہوں نے کہا اس میں بہت پانی ہے۔ اس نے کہا قریب ہے کہ اس کا پانی ختم ہو جائے۔ اس نے کہا تم مجھے زغر کے چشمے کی خبر دو، کیا وہاں کے لوگ چشمہ کے پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں؟ ہم نے کہا ہاں! بہت پانی ہے اور وہاں کے لوگ اس پانی سے کھیتی باڑی کرتے ہیں۔ اس نے کہا مجھے امیین کے نبی کے متعلق بتاؤ وہ کیا کرتے ہیں؟ ہم نے کہا وہ مکہ سے نکل کر یثرب (مدینہ منورہ) میں مقیم ہیں۔ اس نے پوچھا کیا عربوں نے ان سے جنگ کی ہے؟ ہم نے کہا ہاں! اس نے پوچھا پھر کیا ہوا؟ ہم نے کہا وہ اپنے قریب کے عربوں پر غالب ہو گئے، اور انہوں نے ان کی اطاعت کر لی۔ اس نے کہا یہ ہو گیا ہے؟ ہم نے کہا ہاں! اس نے کہا ان کے لیے اس کی اطاعت کرنا بہتر تھا اور میں تم کو اپنے متعلق یہ خبر دیتا ہوں کہ میں مسیح ہوں، اور عنقریب مجھے خروج کی اجازت دی جائے گی اور میں نکل کر تمام زمین کی سیر کروں گا، اور چالیس دنوں میں مکہ اور مدینہ کے سوا ہر بستی ـــــ میں جاؤں گا کیونکہ ان دونوں جگہ پر داخل ہونا میرے لیے حرام کر دیا گیا ہے جب بھی میں ان میں سے کسی ایک میں جانا چاہوں گا، تو فرشتہ تلوار سونت کر مجھے روک لے گا، اور ان کی نگہبانی پر فرشتے پہرہ دے رہے ہیں۔ حضرت فاطمہ بنت قیس نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی لکڑی منبر پر مار کر فرمایا یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یہ طیبہ ہے، یعنی مدینہ منورہ، سنو کیا میں نے تم کو پہلے ہی سے یہ چیزیں بیان نہیں کی تھیں، لوگوں نے کہا ہاں! آپ نے فرمایا مجھے تمیم کی اس خبر سے خوشی ہوئی کیونکہ یہ اس خبر کے مطابق ہے جو میں تم کو دے چکا ہوں دجال، مکہ اور مدینہ کی ـــــ دی ہوئی خبروں کی بھی اس میں تصدیق ہے، سنو! دجال شام یا یمن کے سمندر میں ہے، نہیں بلکہ وہ مشرق کی جانب ہے، وہ مشرق کی جانب ہے، وہ مشرق کی جانب ہے ـــــ

———— آپ نے مشرق کی طرف اشارہ کیا۔ حضرت فاطمہ بنت قیس کہتی ہیں میں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کر رکھی ہے۔

ف: اس جانور کو جساسہ اس لیے کہا جاتا ہے کہ وہ دجال کے لیے جاسوسی کرتا تھا۔

۷۲۵۶ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ الْهُجَيْمِيُّ أَبُو عُثْمَانَ حَدَّثَنَا قُرَّةُ حَدَّثَنَا سَيَّارٌ أَبُو الْحَكَمِ حَدَّثَنَا الشَّعْبِيُّ قَالَ دَخَلْنَا عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَأَتْحَفَتْنَا بِرُطَبٍ يُقَالُ لَهُ رُطَبُ ابْنِ طَابٍ وَأَسْقَتْنَا سَوِيقَ سُلْتٍ فَسَأَلْتُهَا عَنِ الْمُطَلَّقَةِ ثَلَاثًا أَيْنَ تَعْتَدُّ قَالَتْ طَلَّقَنِي بَعْلِي ثَلَاثًا فَأَذِنَ لِي النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ أَعْتَدَّ فِي أَهْلِي قَالَتْ فَنُودِيَ فِي النَّاسِ إِنَّ الصَّلَاةَ جَامِعَةً قَالَتْ فَانْطَلَقْتُ فِيمَنِ انْطَلَقَ مِنَ النَّاسِ قَالَتْ فَكُنْتُ فِي الصَّفِّ الْمُقَدَّمِ مِنَ النِّسَاءِ وَهُوَ يَلِي الْمُؤَخَّرَ مِنَ الرِّجَالِ قَالَتْ فَسَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عَلَى الْمِنْبَرِ يَخْطُبُ فَقَالَ إِنَّ بَنِي عَمٍّ لِتَمِيمٍ الدَّارِيِّ رَكِبُوا فِي الْبَحْرِ وَسَاقَ الْحَدِيثَ وَزَادَ قَالَتْ فَكَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْوَى بِمِخْصَرَتِهِ إِلَى الْأَرْضِ وَقَالَ هٰذِهِ طَيْبَةُ يَعْنِي الْمَدِينَةَ۔

شعبی کہتے ہیں ہم حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کے پاس گئے۔ انھوں نے ہمیں تازہ کھجوروں کا تحفہ دیا جن کو ابن طاب کی کھجوریں کہا جاتا تھا اور جو کا ستو پلایا، میں نے ان سے پوچھا جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں وہ عدت کہاں گزارے گی؟ انھوں نے کہا مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دی تھیں تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے گھر میں عدت گزارنے کی اجازت دی۔ حضرت فاطمہ نے کہا، پھر لوگوں میں یہ ندا کی گئی کہ نماز کی جماعت کھڑی ہونے والی ہے، تو میں بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ نماز کے لیے چل دی، میں عورتوں کی اگلی صف میں تھی جو مردوں کی آخری صف سے ملی ہوئی تھی، میں نے سنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر خطبہ دے رہے تھے آپ نے فرمایا تمیم داری کے چچا زاد بھائی سمندر میں سوار ہوئے، اس کے بعد پوری حدیث بیان کی اور اس میں یہ اضافہ ہے گویا میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہی ہوں آپ نے اپنی چھڑی زمین پر مار کر فرمایا یہ طیبہ ہے یعنی مدینہ منورہ۔

۷۲۵۷ - وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عُثْمَانَ النَّوْفَلِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ جَرِيرٍ حَدَّثَنَا أَبِي قَالَ سَمِعْتُ غَيْلَانَ بْنَ جَرِيرٍ يُحَدِّثُ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَتْ قَدِمَ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ فَأَخْبَرَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ رَكِبَ الْبَحْرَ فَتَاهَتْ بِهِ سَفِينَتُهُ فَسَقَطَ إِلَى جَزِيرَةٍ فَخَرَجَ إِلَيْهَا يَلْتَمِسُ الْمَاءَ فَلَقِيَ إِنْسَانًا يَجُرُّ

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حضرت تمیم داری آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر دی کہ وہ سمندر میں سوار ہوئے اس کا جہاز راستہ سے بھٹک گیا، وہ ایک جزیرہ میں جا پہنچے، وہ اس جزیرہ سے پانی ڈھونڈنے نکلے وہاں ایک شخص سے ملاقات ہوئی جو اپنے بال کھینچ رہا تھا، پھر پوری حدیث بیان کی، اور اس میں یہ بھی بیان کیا کہ اس شخص نے کہا اگر مجھے نکلنے کی اجازت دی گئی تو میں طیبہ

شجرۃ وساق الحدیث وقال فیہ ثم قال اما انہ لو قد اذن لی فی الخروج قد وطئت البلاد کلہا غیر طیبۃ فاخرجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الناس فحدثہم قال ہذہ طیبۃ وذاک الدجال۔

کے سوا تمام شہروں میں پھروں گا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت تمیم داری کو لوگوں کے پاس لے گئے اور انھوں نے لوگوں کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا آپ نے فرمایا یہ طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔

۷۲۵۸۔ حدثنی ابو بکر بن اسحاق حدثنا یحیی بن بکیر حدثنا المغیرۃ یعنی الحزامی عن ابی الزناد عن الشعبی عن فاطمۃ بنت قیس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قعد علی المنبر فقال ایہا الناس حدثنی تمیم الداری ان اناسا من قومہ کانوا فی البحر فی سفینۃ لہم فانکسرت بہم فرکب بعضہم علی لوح من الواح السفینۃ فخرجوا الی جزیرۃ فی البحر وساق الحدیث۔

حضرت فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر رونق افروز ہوئے، اور فرمایا اے لوگو مجھے تمیم داری نے بیان کیا ہے اس کی قوم کے کچھ لوگ سمندر میں جہاز پر سوار ہوئے وہ جہاز حادثہ کا شکار ہو گیا، اور وہ جہاز کے تختوں کے ساتھ چمٹے ہوئے سمندر میں ایک جزیرے کی طرف جا نکلے۔ اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۷۲۵۹۔ حدثنی علی بن حجر السعدی حدثنا الولید بن مسلم حدثنی ابو عمرو یعنی الاوزاعی عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ حدثنی انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیس من بلد الا سیطؤہ الدجال الا مکۃ والمدینۃ ولیس نقب من انقابہا الا علیہ الملائکۃ صافین تحرسہا فینزل بالسبخۃ فترجف المدینۃ ثلاث رجفات یخرج الیہ منہا کل کافر ومنافق۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ اور مدینہ کے علاوہ ہر شہر میں دجال جائے گا وہاں اس کے راستوں میں سے ہر راستہ پر فرشتے صف باندھے ہوئے پہرہ دے رہے ہوں گے۔ پھر وہ دلدل زمین میں اترے گا، مدینہ تین مرتبہ لرزے گا اور اس سے ہر کافر اور منافق نکل کر دجال کے پاس چلا جائے گا۔

۷۲۶۰۔ وحدثناہ ابو بکر بن ابی شیبۃ حدثنا یونس بن محمد عن حماد بن سلمۃ عن اسحاق بن عبد اللہ بن ابی طلحۃ عن انس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فذکر نحوہ غیر انہ قال فیاتی سبخۃ الجرف فیضرب رواقہ وقال فیخرج الیہ کل منافق ومنافقۃ

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد مثل سابق ہے بجز اس میں یہ اضافہ ہے کہ دجال اپنا خیمہ جرف کی شور زمین میں لگائے گا اور تمام منافق مرد اور عورت اس کے پاس چلے جائیں گے۔

ف: اس باب کی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ دجال پیدا ہو چکا ہے اور وہ کسی جزیرہ میں مقید ہے مگر اس کا خروج اور ظہور قرب قیامت میں ہوگا۔ رہا یہ کہ آج کی مہذب دنیا کو اس کا پتا نشان نہیں ملا تو یہ کوئی ایسی وجہ نہیں ہے جس کی وجہ سے ان احادیث صحیحہ کا انکار کیا جائے۔ کیونکہ یہ بات نص نہیں ہے کہ دنیا کے تمام جزائر کو چھان لیا گیا ہے۔

اور اگر یہ [illegible] صحیح بخاری کی روایت کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت [illegible] سو سال بعد ان میں سے کوئی زندہ نہیں رہے گا [illegible]

بَابٌ ١١١٨ فِي بَقِيَّةٍ مِنْ أَحَادِيثِ الدَّجَّالِ

دجال کے متعلق بقیہ احادیث

٧٢٦١ - حَدَّثَنَا مَنْصُورُ بْنُ أَبِي مُزَاحِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَمْزَةَ عَنِ الْأَوْزَاعِيِّ عَنْ إِسْحٰقَ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ عَنْ عَمِّهِ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَتْبَعُ الدَّجَّالَ مِنْ يَهُودِ أَصْبَهَانَ سَبْعُونَ أَلْفًا عَلَيْهِمُ الطَّيَالِسَةُ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصفہان کے یہودیوں میں سے ستر ہزار یہودی سبز چادریں اوڑھے ہوئے دجال کی پیروی کریں گے۔

٧٢٦٢ - حَدَّثَنِي هٰرُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مُحَمَّدٍ قَالَ قَالَ ابْنُ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي أَبُو الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَمِعَ جَابِرَ بْنَ عَبْدِ اللّٰهِ يَقُولُ أَخْبَرَتْنِي أُمُّ شَرِيكٍ أَنَّهَا سَمِعَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَيَفِرَّنَّ النَّاسُ مِنَ الدَّجَّالِ فِي الْجِبَالِ قَالَتْ أُمُّ شَرِيكٍ يَا رَسُولَ اللّٰهِ فَأَيْنَ الْعَرَبُ يَوْمَئِذٍ قَالَ هُمْ قَلِيلٌ۔

حضرت ام شریک رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا لوگ دجال سے پہاڑوں میں بھاگیں گے۔ حضرت ام شریک نے کہا یا رسول اللہ اس وقت عرب کہاں ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: وہ بہت کم ہوں گے۔

٧٢٦٣ - وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٧٢٦٤ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنِي أَحْمَدُ بْنُ إِسْحٰقَ الْحَضْرَمِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ يَعْنِي ابْنَ مُخْتَارٍ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ رَهْطٍ مِنْهُمْ أَبُو الدَّهْمَاءِ وَأَبُو قَتَادَةَ قَالُوا كُنَّا نَمُرُّ عَلَى هِشَامِ بْنِ عَامِرٍ نَأْتِي عِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ فَقَالَ ذَاتَ يَوْمٍ إِنَّكُمْ لَتُجَاوِزُونِي إِلَى رِجَالٍ مَا كَانُوا بِأَحْضَرَ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنِّي وَلَا أَعْلَمَ بِحَدِيثِهِ مِنِّي

ابو الدہماء اور ابو قتادہ کہتے ہیں کہ ہم ہشام بن عامر کے پاس سے گذر کر حضرت عمران بن حصین کے پاس جاتے تھے۔ ایک دن ہشام نے کہا تم مجھے چھوڑ کر ایسے لوگوں کے پاس جاتے ہو جو مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے نہیں تھے اور نہ وہ مجھ سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کا علم رکھتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک

سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: ما بين خلق آدم إلى قيام الساعة خلق أكبر من الدجال۔

کوئی مخلوق دجال سے (جسامت میں) بڑی نہیں ہے۔

۷۲۶۵۔ وحدثني محمد بن حاتم حدثنا عبد الله بن جعفر الرقي حدثنا عبيد الله بن عمرو عن أيوب عن حميد بن هلال عن ثلاثة رهط من قومه فيهم أبو قتادة قالوا كنا نمر على هشام بن عامر إلى عمران بن حصين بمثل حديث عبد العزيز بن مختار غير أنه قال أمر أكبر من الدجال۔

تین آدمی جن میں ابو قتادہ بھی تھے بیان کرتے ہیں کہ ہم ہشام بن عامر کے پاس سے گذر کر حضرت عمران بن حصین کے پاس جاتے تھے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے، البتہ اس میں یہ ہے کہ دجال سے بڑا کوئی معاملہ (فتنہ) نہیں ہے۔

۷۲۶۶۔ حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة بن سعيد وابن حجر قالوا حدثنا إسماعيل يعنون ابن جعفر عن العلاء عن أبيه عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال بادروا بالأعمال ستا طلوع الشمس من مغربها أو الدخان أو الدجال أو الدابة أو خاصة أحدكم أو أمر العامة۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے نیک عمل کرنے میں سبقت کرو سورج کے مغرب سے طلوع ہونے، دھوئیں، دجال، دابۃ الارض، تم میں سے کسی ایک کی موت، یا سب کی موت یعنی قیامت۔

۷۲۶۷۔ حدثنا أمية بن بسطام العيشي حدثنا يزيد بن زريع حدثنا شعبة عن قتادة عن الحسن عن زياد بن رياح عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال بادروا بالأعمال ستا الدجال والدخان ودابة الأرض وطلوع الشمس من مغربها وأمر العامة وخويصة أحدكم۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چھ چیزوں کے ظہور سے پہلے نیک اعمال میں سبقت کرو، دجال، دھواں، دابۃ الارض، سورج کا مغرب سے طلوع ہونا، قیامت اور موت۔

۷۲۶۸۔ وحدثناه زهير بن حرب ومحمد بن المثنى قالا حدثنا عبد الصمد بن عبد الوارث حدثنا همام عن قتادة بهذا الإسناد مثله۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

بَابُ فَضْلِ الْعِبَادَةِ فِي الْهَرْجِ [۱۰۱۹]

۷۲۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنِ الْمُعَلَّى بْنِ زِيَادٍ رَدَّهُ إِلَى مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ رَدَّهُ إِلَى مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ رَدَّهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْعِبَادَةُ فِي الْهَرْجِ كَهِجْرَةٍ إِلَيَّ۔

۷۲۷۰۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو كَامِلٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ۔

فتنہ کے زمانہ میں عبادت کی فضیلت

حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتنہ کے زمانہ میں عبادت کرنے کا اجر میری طرف ہجرت کرنے کے برابر ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے۔

بَابُ قُرْبِ السَّاعَةِ [۱۰۲۰]

۷۲۷۱۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ يَعْنِي ابْنَ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْأَقْمَرِ عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا عَلَى شِرَارِ النَّاسِ۔

۷۲۷۲۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَعَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ح وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ عَنْ أَبِي حَازِمٍ أَنَّهُ سَمِعَ سَهْلًا يَقُولُ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ وَالْوُسْطَى وَهُوَ يَقُولُ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا۔

۷۲۷۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ

قیامت کا قریب ہونا

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت قائم ہوگی جب صرف بدترین لوگ رہ جائیں گے۔

حضرت سہل رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی اور درمیانی انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے فرما رہے تھے مجھے اور قیامت کو اس طرح مبعوث کیا گیا ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اور قیامت

قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ حَدَّثَنَا أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ شُعْبَةُ وَسَمِعْتُ قَتَادَةَ يَقُولُ فِي قَصَصِهِ كَفَضْلِ إِحْدَاهُمَا عَلَى الْأُخْرَى فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَهُ عَنْ أَنَسٍ أَوْ قَالَهُ قَتَادَةُ۔

کو اس طرح مبعوث کیا گیا ہے، قتادہ کہتے تھے جس طرح ایک انگلی دوسری انگلی سے بڑی ہے، راوی کہتے ہیں کہ پتا نہیں یہ جملہ قتادہ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے یا از خود روایت کیا ہے۔

٧٢٧٤ - وَحَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا خَالِدٌ يَعْنِي ابْنَ الْحَارِثِ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ قَالَ سَمِعْتُ قَتَادَةَ وَأَبَا التَّيَّاحِ يُحَدِّثَانِ أَنَّهُمَا سَمِعَا أَنَسًا يُحَدِّثُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ هَكَذَا وَقَرَنَ شُعْبَةُ بَيْنَ إِصْبَعَيْهِ الْمُسَبِّحَةِ وَالْوُسْطَى يَحْكِيهِ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح مبعوث کیا گیا ہے، شعبہ نے اپنی انگلیوں انگشت شہادت اور وسطی کو ملا کر دکھایا، یہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حکایت کی۔

٧٢٧٥ - وَحَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ مُعَاذٍ حَدَّثَنَا أَبِي ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَذَا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حسب سابق روایت بیان کی۔

٧٢٧٦ - وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ حَمْزَةَ يَعْنِي الضَّبِّيَّ وَأَبِي التَّيَّاحِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمْ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مثل سابق روایت کی۔

٧٢٧٧ - وَحَدَّثَنَا أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ حَدَّثَنَا مُعْتَمِرٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مَعْبَدٍ عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ أَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ قَالَ وَضَمَّ السَّبَّابَةَ وَالْوُسْطَى۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اور قیامت کو اس طرح مبعوث کیا گیا ہے آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا لیا۔

٧٢٧٨ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ الْأَعْرَابُ إِذَا قَدِمُوا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَأَلُوهُ عَنِ السَّاعَةِ مَتَى السَّاعَةُ فَنَظَرَ إِلَى أَحْدَثِ إِنْسَانٍ مِنْهُمْ فَقَالَ إِنْ يَعِشْ هَذَا لَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ اعراب جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تو آپ سے قیامت کے متعلق سوال کرتے کہ قیامت کب آئے گی؟ آپ ان میں سے کسی کم عمر کی طرف دیکھ کر فرماتے اگر یہ زندہ رہا تو اس کے بوڑھا ہونے سے پہلے تمہاری قیامت آ جائے گی۔ (یعنی تمہاری موت آ جائے گی)۔

قَامَتْ عَلَيْكُمْ سَاعَتُكُمْ ۔

۷۲۷۹ ۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا يُونُسُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ عَنْ ثَابِتٍ عَنْ أَنَسٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ وَعِنْدَهُ غُلَامٌ مِنَ الْأَنْصَارِ يُقَالُ لَهُ مُحَمَّدٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يَعِشْ هَذَا الْغُلَامُ فَعَسَى أَنْ لَا يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا قیامت کب قائم ہوگی؟ اس کے پاس انصار کا ایک لڑکا بیٹھا تھا جس کا نام محمد تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو شاید یہ بوڑھا ہونے سے پہلے تمہاری قیامت آجائے۔

۷۲۸۰ ۔ وَحَدَّثَنِي حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ يَعْنِي ابْنَ زَيْدٍ حَدَّثَنَا مَعْبَدُ بْنُ هِلَالٍ الْعَنَزِيُّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ قَالَ فَسَكَتَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُنَيْهَةً ثُمَّ نَظَرَ إِلَى غُلَامٍ بَيْنَ يَدَيْهِ مِنْ أَزْدِ شَنُوءَةَ فَقَالَ إِنْ عُمِّرَ هَذَا لَمْ يُدْرِكْهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ قَالَ قَالَ أَنَسٌ ذَاكَ الْغُلَامُ مِنْ أَتْرَابِي يَوْمَئِذٍ ۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا قیامت کب قائم ہوگی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی دیر خاموش رہے پھر آپ نے اپنے سامنے بیٹھے ہوئے ازد شنوءہ کے ایک لڑکے کو دیکھا پھر آپ نے فرمایا اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو بوڑھا نہیں ہوگا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی، حضرت انس نے کہا یہ لڑکا ان دنوں میرے ہم عمروں میں سے تھا۔

۷۲۸۱ ۔ حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنَا عَفَّانُ بْنُ مُسْلِمٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ أَنَسٍ قَالَ مَرَّ غُلَامٌ لِلْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ وَكَانَ مِنْ أَقْرَانِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ يُؤَخَّرْ هَذَا فَلَنْ يُدْرِكَهُ الْهَرَمُ حَتَّى تَقُومَ السَّاعَةُ ۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت مغیرہ بن شعبہ کا ایک لڑکا گزرا جو میرا ہم عمر تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو یہ بوڑھا نہیں ہوگا حتیٰ کہ قیامت آجائے گی (یعنی ان لوگوں کی موت آجائے گی)۔

۷۲۸۲ ۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ تَقُومُ السَّاعَةُ وَالرَّجُلُ يَحْلُبُ اللِّقْحَةَ فَمَا يَصِلُ الْإِنَاءُ إِلَى فِيهِ حَتَّى تَقُومَ وَالرَّجُلَانِ يَتَبَايَعَانِ الثَّوْبَ فَمَا يَتَبَايَعَانِهِ حَتَّى تَقُومَ وَالرَّجُلُ يَلِطُ فِي حَوْضِهِ فَمَا يَصْدُرُ حَتَّى تَقُومَ ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت قائم ہوگی اور کوئی شخص اپنی اونٹنی کا دودھ دوہ رہا ہوگا ابھی وہ دودھ اس کے منہ تک نہیں پہنچے گا کہ قیامت آجائے گی اور دو شخص کپڑے کی خرید و فروخت کر رہے ہوں گے ابھی ان کی خرید و فروخت مکمل ہونے سے پہلے قیامت آجائے گی اور کوئی شخص اپنا حوض درست کر رہا ہوگا اور اس کے ہٹنے سے پہلے

قیامت آجائے گی۔

علامہ نووی لکھتے ہیں:

اس باب کی بعض روایات میں ہے اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو یہ بڑھاپے کو نہیں پہنچے گا کہ تم پر قیامت آجائے گی، اور اسی مضمون کی دیگر روایات ہیں، قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ تمام روایات ایک معنی پر محمول ہیں اور "تم پر قیامت آجائے گی" کا معنی ہے تم پر موت آجائے گی اور مطلب یہ ہے کہ اس صدی کے لوگ مر جائیں گے، یہ معنی متعین ہو جائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بھی احتمال ہے کہ آپ کو یہ علم ہو کہ یہ لڑکا بڑھاپے تک نہیں پہنچے گا نہ اس کی عمر زیادہ ہوگی اور آپ نے اس وقت قیامت آنے کو اس کے بڑھاپے پر معلق کیا ہے اور یہ تعلیق بالمحال کے قبیل سے ہے۔ [1]

بَابُ ١٠٢ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ

دو بار صور پھونکنے کے درمیان وقفہ کا بیان

٧٢٨٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ أَرْبَعُونَ قَالُوا يَا أَبَا هُرَيْرَةَ أَرْبَعُونَ يَوْمًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوا أَرْبَعُونَ شَهْرًا قَالَ أَبَيْتُ قَالُوا أَرْبَعُونَ سَنَةً قَالَ أَبَيْتُ ثُمَّ يُنْزِلُ اللَّهُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَيَنْبُتُونَ كَمَا يَنْبُتُ الْبَقْلُ قَالَ وَلَيْسَ مِنَ الْإِنْسَانِ شَيْءٌ إِلَّا يَبْلَى إِلَّا عَظْمًا وَاحِدًا وَهُوَ عَجْبُ الذَّنَبِ وَمِنْهُ يُرَكَّبُ الْخَلْقُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بار صور پھونکنے کے درمیان چالیس کا وقفہ ہوگا، لوگوں نے کہا: اے ابوہریرہ! چالیس دن؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے کہا چالیس ماہ؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا، لوگوں نے کہا چالیس سال؟ انہوں نے کہا میں نہیں کہہ سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ آسمان سے پانی نازل فرمائے گا جس سے لوگ اس طرح اگیں گے جس طرح سبزہ اگتا ہے، حضرت ابوہریرہ نے کہا ایک ہڈی کے سوا انسان کے جسم کی ہر چیز گل جائے گی، اور وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے اور قیامت کے دن اسی سے انسان کو دوبارہ بنایا جائے گا۔

٧٢٨٤۔ وَحَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا الْمُغِيرَةُ يَعْنِي الْحِزَامِيَّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُلُّ ابْنِ آدَمَ يَأْكُلُهُ التُّرَابُ إِلَّا عَجْبَ الذَّنَبِ مِنْهُ خُلِقَ وَفِيهِ يُرَكَّبُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دم کی ہڈی کے سرے کے سوا ابن آدم کی ہر چیز کو مٹی کھا لے گی، اسی سے انسان کو پیدا کیا گیا ہے اور اسی سے جوڑا جائے گا۔

٧٢٨٥۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احادیث روایت کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انسان کے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح مسلم ج ٢ ص ٤٠٧، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْإِنْسَانِ عَظْمًا لَا تَأْكُلُهُ الْأَرْضُ أَبَدًا فِيهِ يُرَكَّبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالُوا أَيُّ عَظْمٍ هُوَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ عَجْبُ الذَّنَبِ۔

جسم میں ایک ہڈی ہے جس کو زمین کبھی نہ کھائے گی [illegible] نے پوچھا یارسول اللہ وہ کون سی ہڈی ہے؟ آپ نے فرمایا وہ دم کی ہڈی کا سرا ہے۔

ف: طب کے [illegible] ہے کہ عجب الذنب کہتے ہیں انسان کے جسم میں سب سے پہلے [illegible] باقی جسم کو [illegible] اس باب کی حدیث [illegible] دم کی ہڈی کے [illegible] ہے [illegible] نے [illegible] سے [illegible]۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الزھد والرقاق

رقاق کا لغوی معنی رقاق، رقیقہ کی جمع ہے، رقت کا معنی ہے نرمی۔

علامہ ابن اثیر لکھتے ہیں:

رقت، شدت اور قسوت کی ضد ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اھل الیمن ارق قلوبا۔ اہل یمن کے دل بہت نرم ہیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

ان ابا بکر رجل رقیق۔ حضرت ابوبکر نرم دل شخص ہیں۔[۱]

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

رقت کا معنی ہے رحمت، کہا جاتا ہے رق له قلبه، جس شخص کے لیے اس کا دل نرم ہو گیا، حدیث میں ہے

اغتنموا الدعاء عند الرقة فانها رحمة۔ رقت کے وقت دعا کرنے کو غنیمت سمجھو کیونکہ یہ رحمت ہے۔

حسن بصری نے کہا:

من رق لوالدیه القی اللہ علیه محبته۔ جس شخص کا بیٹے ماں باپ کے لیے دل نرم ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر اپنی محبت ڈال دیتا ہے۔

رقت کا معنی حیا کرنا بھی ہے کہا جاتا ہے رق وجھه استحیاء فلاں کا چہرہ شرمسار ہو گیا۔ رقت کا معنی دقت بھی ہے۔

حضرت عثمان نے کہا:

اللھم کبرت سنی ورق عظمی فاقبضنی الیک غیر عاجز ولا ملوم۔ اے اللہ! میری عمر زیادہ ہو گئی اور میری ہڈی باریک ہو گئی مجھے اپنے پاس بلا لے درآں حالیکہ میں عاجز ہوں نہ ملامت کیا ہوا۔

رقت قلب بھی اسی سے ماخوذ ہے۔[۲]

۱۔ علامہ مجد الدین المبارک بن محمد الجزری ابن الاثیر متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۲ ص ۲۵۲، مطبوعہ موسسۃ مطبوعاتی ایران ۱۳۶۴ھ

۲۔ علامہ محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۶ ص ۳۶۰، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

رقاق کا مصداق

حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

اس باب کی احادیث کا عنوان رقاق ہے، کیونکہ ان احادیث سے دل میں رقت پیدا ہوتی ہے۔ اہل لغت نے کہا ہے کہ رقت غلظ کی ضد ہے اور اس کا معنی رحمت ہے، اور جب رقت زیادہ ہو تو اس کو [illegible] کہتے ہیں۔ امام راغب نے کہا ہے کہ رقت جب جسم کی صفت ہو تو اس کی ضد صفاقت ہے، کہتے ہیں ثوب رقیق اور ثوب صفیق اور جب رقت نفس کی صفت ہو تو اس کی ضد قسوت ہے، کہتے ہیں رقیق القلب اور قاسی القلب۔[1]

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

[illegible] نے کہا ہے کہ رقاق سے مراد وہ کلمات ہیں جن کو سن کر دل رقیق ہوتا ہے [illegible] زھد [illegible] اس باب کا عنوان رقاق [illegible] ہے کیونکہ اس باب میں وہ احادیث ذکر کی گئی ہیں جن کو سن کر رقت اور رحمت پیدا ہوتی ہے۔[2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

رقاق سے مراد وہ کلمات ہیں جو دل میں تاثیر کرتے ہیں اور انسان کو دنیا سے بے رغبتی [illegible] ہوتی ہے۔[3]

زھد کا لغوی معنی

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

زہید کا معنی ہے تھوڑی چیز، زاہد کا معنی ہے جو تھوڑی چیز پر راضی ہو [illegible][4] کہتے ہیں، قرآن مجید میں ہے:

وکانوا فیہ من الزاھدین (یوسف: [illegible]) اور وہ یوسف میں بہت ہی بے رغبت تھے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

زہد رغبت کی ضد ہے [illegible] ترک کر دے [illegible] دنیا [illegible] چھوڑ دے وہ زاہد ہے۔[5]

زہد کا اصطلاحی معنی

امام غزالی لکھتے ہیں:

الزھد عبارۃ [illegible]

---

[1] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۱ ص ۲۲۹ [illegible]

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی [illegible]، مرقات ج ۱۰ ص [illegible] مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان [illegible]

[3] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی [illegible]، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص [illegible] مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

[4] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی [illegible]، مفردات ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

[5] سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی متوفی [illegible]، تاج العروس ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

هي حظ النفس ولا يبعد ان يقدر على ترك بعض المباحات دون بعض والمقتصر على ترك المحظورات لا يسمى زاهدا وان كان قد زهد في المحظور وانصرف عنه ولكن العادة تخصص هذا الاسم بترك المباحات فاذا الزهد عبارة عن رغبته عن الدنيا عدولا الى الآخرة ومن غير الله تعالى عدولا الى الله تعالى وهي الدرجة العليا۔

ہے، اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بعض مباح چیزوں کو ترک کر دینا زہد ہے اور صرف حرام چیزوں کو ترک کرنا زہد نہیں ہے، ہر چند کہ وہ حرام چیزوں کا زاہد ہے لیکن عرف میں زہد کا لفظ مباح چیزوں کے ترک کے ساتھ مخصوص ہے سو دنیا سے اعراض کر کے آخرت کی طرف رغبت کرنا زہد ہے، یا غیر اللہ سے اعراض کر کے اللہ تعالیٰ کی طرف رغبت کرنا زہد ہے اور یہ زہد کا سب سے بلند درجہ ہے۔ ۱

زہد کے متعلق قرآن مجید کی آیات

قرآن مجید میں ہے:

انا جعلنا ما على الارض زينة لها لنبلوهم ايهم احسن عملا۔ (الکہف: ۷)

بے شک جو کچھ زمین پر ہے ہم نے اس کو زمین کے لیے زینت بنایا تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون سب سے بہتر کام کرنے والا ہے۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:
امام ابن ابی حاتم نے سفیان ثوری سے روایت کیا ہے کہ اس آیت کا معنی ہے "تاکہ ہم انہیں آزمائیں کہ ان میں سے کون دنیا کی زینت میں زہد کرنے والا ہے" اور حسن بصری سے مروی ہے کہ ان میں سے کون سب سے زیادہ دنیا کو ترک کرنے والا ہے۔ ۲

ولا تمدن عينيك الى ما متعنا به ازواجا منهم زهرة الحيوة الدنيا لنفتنهم فيه ورزق ربك خير وابقى۔ (طٰہٰ: ۱۳۱)

اور آپ حیات دنیا کی ان زینتوں کی طرف نظریں نہ پھیلائیں جو ہم نے ان کے مختلف فرقوں کو (عارضی) منفعت کے لیے دے رکھی ہیں تاکہ اس میں ان کو آزمائیں اور آپ کے رب کا رزق سب سے بہتر اور سب سے زیادہ باقی رہنے والا ہے۔

اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ آپ دنیا کی زینتوں کی طرف نظریں نہ پھیلائیں، اور یہ بعینہٖ زہد کا حکم ہے۔

زہد کے متعلق احادیث

علامہ زبیدی لکھتے ہیں: امام ابن ماجہ نے حضرت زید بن ثابت سے عمدہ سند کے ساتھ اور امام ترمذی نے حضرت انس سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے

۱۔ امام محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء العلوم علی ہامش اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۱۵، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ

۲۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف السادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۲۵، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ

من كانت همه الدنيا شتت الله عليه امره وفرق عليه ضيعته وجعل فقره بين عينيه ولم ياته من الدنيا الا ما كتب له ومن كانت الآخرة همه جمع الله له امره وحفظ عليه ضيعته وجعل غناه في قلبه واتته الدنيا وهي راغمة

دنیا کی فکر میں صبح کی، اللہ تعالیٰ اس کو پریشان حال رکھے گا اور اس کے مال و اسباب کو متفرق کر دے گا اور اس کی آنکھوں کے سامنے فقر و فاقہ کر دے گا اور اس کو اتنی ہی دنیا ملے گی جتنی اس کی تقدیر میں ہے اور جس شخص نے آخرت کی فکر میں صبح کی اللہ تعالیٰ اس کو مطمئن رکھے گا اور اس کے مال و اسباب کی حفاظت کرے گا اور اس کے دل کو مستغنی کر دے گا اور اس کے پاس دنیا ذلیل و خوار ہو کر آئے گی۔

امام ابن حبان نے بھی اس حدیث کو کچھ لفظی تغیر کے ساتھ روایت کیا ہے۔

امام ابن ماجہ نے سند ضعیف کے ساتھ اور امام طبرانی، امام ابن سعد، امام ابو نعیم نے حلیہ میں، امام بیہقی اور امام ابن عساکر نے حضرت ابو خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا رأيتم الرجل قد اعطي زهدا في الدنيا وقلة منطق فاقتربوا منه فانه يلقى الحكمة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم کسی ایسے شخص کو دیکھو جس کو دنیا میں زہد اور کم گوئی دی گئی ہو تو اس کا قرب حاصل کرو کیونکہ اس شخص کو حکمت دی گئی ہے۔

اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بیہقی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے اور بعض روایات میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کو حکمت دی گئی اس کو خیر کثیر دی جاتی ہے۔

امام ابن ماجہ، امام طبرانی، امام حاکم اور امام بیہقی نے حضرت سہل بن سعد سے روایت کیا ہے:

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ازهد في الدنيا يحبك الله وازهد فيما في ايدي الناس يحبك الناس.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا سے بے رغبتی کرو اللہ تم سے محبت کرے گا اور لوگوں کے پاس جو چیزیں ہیں ان سے بے رغبتی کرو تو لوگ تم سے محبت کریں گے۔

امام حاکم فرماتے ہیں اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد کو اللہ کی محبت کے حصول کا سبب قرار دیا ہے اور جس سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے اس کا سب سے بلند درجہ ہوتا ہے لہٰذا دنیا میں زہد اور بے رغبتی کرنا سب سے افضل مقام ہے اور اس کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ دنیا سے محبت کرنا اللہ تعالیٰ کے بغض کو دعوت دینا ہے۔

امام بزار نے حضرت انس سے سند ضعیف کے ساتھ اور امام طبرانی نے حضرت حارث بن مالک انصاری سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا۔

ان حارثة قال لرسول الله صلى الله عليه وسلم انا مؤمن حقاً قال وما حقيقة ايمانك قال عزفت نفسي عن الدنيا فاستوى عندي حجرها وذهبها وكاني بالجنة

حضرت حارثہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا میں برحق مومن ہوں، آپ نے فرمایا: تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں نے دنیا سے اپنے نفس کو ہٹا لیا، اب میرے نزدیک دنیا کا پتھر اور سونا برابر ہے،

و [illegible] ... فقال صلی اللہ علیہ وسلم عرفت فالزم عبد نور اللہ قلبہ بالایمان ۔

(پھر اس زہد کے نتیجہ میں، میں نے جنت، دوزخ اور عرش کا صاف مشاہدہ کیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے واقعی ایمان کو پہچان لیا، اس زہد پر جمے رہو، یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان سے روشن کر دیا

امام غزالی فرماتے ہیں اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد کی وجہ سے حضرت حارثہ کو حقیقت ایمان کے ساتھ واصل قرار دیا اور ان کی یہ تعریف کی کہ یہ وہ بندہ ہے جس کے دل کو اللہ نے ایمان سے مزین کر دیا۔

خطیب اور ابن عساکر نے سند ضعیف کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

لما قدم علیہ بعض الوفود قالوا انا مؤمنون قال وما علامۃ ایمانکم قالوا الصبر عند البلاء والشکر عند الرخاء والرضاء بمواقع القضاء وترک الشماتۃ بالمصیبۃ اذا نزلت بالاعداء فقال علیہ الصلوۃ والسلام ان کنتم کذلک فلا تجمعوا ما لا تاکلون ولا تبنوا ما لا تسکنون ولا تنافسوا فیما عنہ ترحلون ۔[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب وفود آئے اور کہا کہ ہم مومن ہیں، آپ نے فرمایا تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے؟ انہوں نے کہا ہم مصیبت پر صبر کرتے ہیں، راحت کے وقت شکر کرتے ہیں تقدیر پر راضی رہتے ہیں، ہمارے دشمنوں کو کوئی تکلیف پہنچے تو ہم خوش نہیں ہوتے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم ایسے ہی ہو تو تم جو چیز نہیں کھاتے اس کو جمع نہ کرو، جس جگہ نہیں رہتے وہاں مکان نہ بناؤ اور جن چیزوں کو تم نے چھوڑ جانا ہے ان میں رغبت نہ کرو۔

امام غزالی فرماتے ہیں اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زہد کو ایمان کا تکملہ قرار دیا ہے۔

زہد کے درجات

امام غزالی لکھتے ہیں کہ زہد کے تین درجات ہیں:

(۱) ایک شخص کے دل میں دنیا کی خواہش ہو لیکن وہ مجاہدہ اور کوشش کر کے دنیا کو ترک کر دے، اس کو متزہد کہتے ہیں۔

(۲) ایک شخص اپنی رغبت سے دنیا کو ترک کر دے اس طور کہ وہ آخرت کے مقابلہ میں دنیا کو حقیر جانے۔

(۳) ایک شخص زہد میں بھی زہد کرے، یہ سب سے تمام تر ہے۔

باب ۱۰۲۲

۷۲۸۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ (يَعْنِي الدَّرَاوَرْدِيَّ) عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔

---

[1] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حسنی متوفی ۱۲۰۵ھ، اتحاف سادۃ المتقین ج ۹ ص ۳۲۸-۳۲۵ مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر ۱۳۱۱ھ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ

۷۲۸۷ - حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ يَعْنِي ابْنَ بِلَالٍ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ بِالسُّوقِ دَاخِلًا مِنْ بَعْضِ الْعَالِيَةِ وَالنَّاسُ كَنَفَتَهُ فَمَرَّ بِجَدْيٍ أَسَكَّ مَيِّتٍ فَتَنَاوَلَهُ فَأَخَذَ بِأُذُنِهِ ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنَّ هٰذَا لَهُ بِدِرْهَمٍ فَقَالُوا مَا نُحِبُّ أَنَّهُ لَنَا بِشَيْءٍ وَمَا نَصْنَعُ بِهِ قَالَ أَتُحِبُّونَ أَنَّهُ لَكُمْ قَالُوا وَاللّٰهِ لَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ عَيْبًا فِيهِ لِأَنَّهُ أَسَكُّ فَكَيْفَ وَهُوَ مَيِّتٌ فَقَالَ فَوَاللّٰهِ لَلدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللّٰهِ مِنْ هٰذَا عَلَيْكُمْ.

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عالیہ کے کسی حصے سے آتے ہوئے بازار سے گزرے، آپ کے دونوں طرف لوگ تھے، آپ ایک چھوٹے کان والے مرے ہوئے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے، آپ نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا: تم میں سے کوئی اس کو ایک درہم کے بدلے میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ نے کہا ہم اس کو کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کریں گے، ہم اس کا کیا کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا تم یہ چاہتے ہو کہ یہ تم کو مل جائے؟ صحابہ نے کہا: بخدا اگر یہ زندہ ہوتا تب بھی اس میں عیب تھا کیونکہ اس کا ایک کان چھوٹا ہے، تو اب تو یہ مردہ ہے، آپ نے فرمایا: جس طرح یہ تمہارے نزدیک حقیر ہے، اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔

۷۲۸۸ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ وَإِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَرْعَرَةَ السَّامِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ يَعْنِي الثَّقَفِيَّ عَنْ جَعْفَرٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ الثَّقَفِيِّ فَلَوْ كَانَ حَيًّا كَانَ هٰذَا السَّكَكُ بِهِ عَيْبًا.

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی، ثقفی کی روایت میں ہے کہ اگر یہ زندہ ہوتا تب اس کان کا چھوٹا ہونا اس میں عیب تھا۔

۷۲۸۹ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ أَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَقْرَأُ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ قَالَ يَقُولُ ابْنُ آدَمَ مَالِي مَالِي قَالَ وَهَلْ لَكَ يَا ابْنَ آدَمَ مِنْ مَالِكَ إِلَّا مَا أَكَلْتَ فَأَفْنَيْتَ أَوْ لَبِسْتَ فَأَبْلَيْتَ أَوْ تَصَدَّقْتَ فَأَمْضَيْتَ.

مطرف اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ اس وقت الھاکم التکاثر کی تلاوت فرما رہے تھے، آپ نے فرمایا ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال، آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! تیرا مال صرف وہی ہے جو تو نے کھا کر فنا کر دیا یا پہن کر بوسیدہ کر دیا یا صدقہ کر کے آگے بھیج دیا۔

۷۲۹۰ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ وَقَالَا

مطرف اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا، اس کے بعد حسب

جَهْضَمٍ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي عَدِيٍّ عَنْ سَعِيدٍ ح وَحَدَّثَنَا ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ هِشَامٍ حَدَّثَنِي أَبِي كِلَاهُمَا عَنْ قَتَادَةَ عَنْ مُطَرِّفٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ انْتَهَيْتُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ بِمِثْلِ حَدِيثِ هَمَّامٍ.

سابق روایت سے۔

۷۲۹۱۔ حَدَّثَنِي سُوَيْدُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنِي حَفْصُ بْنُ مَيْسَرَةَ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَقُولُ الْعَبْدُ مَالِي مَالِي إِنَّمَا لَهُ مِنْ مَالِهِ ثَلَاثٌ مَا أَكَلَ فَأَفْنَى أَوْ لَبِسَ فَأَبْلَى أَوْ أَعْطَى فَاقْتَنَى وَمَا سِوَى ذَلِكَ فَهُوَ ذَاهِبٌ وَتَارِكُهُ لِلنَّاسِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کہتا ہے میرا مال، میرا مال، اس کے لیے تو اس کے مال میں سے صرف تین چیزیں ہیں: جو کھا کر ختم کر دیا، جو پہن کر بوسیدہ کر دیا، یا جو کسی کو دے کر آخرت کا ذخیرہ کر لیا، اس کے سوا جو کچھ بھی ہے وہ جانے والا ہے اور وہ اس کو لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔

۷۲۹۲۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو بَكْرِ بْنُ إِسْحَاقَ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ أَخْبَرَنِي الْعَلَاءُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۷۲۹۳۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى التَّمِيمِيُّ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ كِلَاهُمَا عَنِ ابْنِ عُيَيْنَةَ قَالَ يَحْيَى أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي بَكْرٍ قَالَ سَمِعْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِكٍ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلَاثَةٌ فَيَرْجِعُ اثْنَانِ وَيَبْقَى وَاحِدٌ يَتْبَعُهُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَعَمَلُهُ فَيَرْجِعُ أَهْلُهُ وَمَالُهُ وَيَبْقَى عَمَلُهُ.

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، ان میں سے دو لوٹ آتی ہیں اور ایک رہ جاتی ہے، اس کے اہل، مال اور عمل ساتھ جاتے ہیں، اہل اور مال لوٹ آتے ہیں اور عمل اس کے ساتھ باقی رہتا ہے۔

۷۲۹۴۔ حَدَّثَنِي حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى بْنِ عَبْدِ اللَّهِ (يَعْنِي ابْنَ حَرْمَلَةَ بْنِ عِمْرَانَ التُّجِيبِيَّ) أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ الْمِسْوَرَ بْنَ مَخْرَمَةَ أَخْبَرَهُ أَنَّ عَمْرَو بْنَ عَوْفٍ وَهُوَ حَلِيفُ بَنِي عَامِرِ بْنِ لُؤَيٍّ وَكَانَ شَهِدَ بَدْرًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى

عمرو بن عوف حلیف بنی عامر جو جنگ بدر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوعبیدہ بن الجراح کو بحرین میں وہاں سے جزیہ لینے کے لیے بھیجا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بحرین سے خود صلح کی تھی، اور ان پر علاء بن حضرمی کو امیر بنایا تھا حضرت ابوعبیدہ بحرین سے مال لے کر آئے، جب انصار نے حضرت

اللہ علیہ وسلم بعث ابا عبیدۃ بن الجراح الی البحرین یاتی بجزیتھا وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو صالح اھل البحرین وامر علیھم العلاء بن الحضرمی فقدم ابو عبیدۃ بمال من البحرین فسمعت الانصار بقدوم ابی عبیدۃ فوافوا صلاۃ الفجر مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما صلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصرف فتعرضوا لہ فتبسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین رآھم ثم قال اظنکم سمعتم ان ابا عبیدۃ قدم بشیء من البحرین فقالوا اجل یا رسول اللہ قال فابشروا واملوا ما یسرکم فواللہ ما الفقر اخشی علیکم ولکنی اخشی ان تبسط الدنیا علیکم کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوھا کما تنافسوھا وتھلککم کما اھلکتھم۔

ابوعبیدہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ صبح کی نماز میں آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر سب کو سامنے دیکھا تو آپ مسکرائے، آپ نے فرمایا میرا خیال ہے کہ تم نے یہ سن لیا ہے کہ ابوعبیدہ بحرین سے کچھ مال لے کر آئے ہیں صحابہ نے کہا ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ اور اس چیز کی امید رکھو جس سے تم خوش ہو گے بخدا مجھ کو تم پر فقر کا خوف نہیں ہے لیکن مجھے تم پر یہ خوف ہے کہ تم پر دنیا اس طرح کشادہ ہو جائے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر کشادہ ہو گئی تھی پھر تم ان کی طرح دنیا میں رغبت کرو گے اور یہ دنیا تم کو اس طرح ہلاک کر دے گی جس طرح اس نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا تھا۔

۲۹۵۔ حدثنا حسن بن علی الحلوانی و عبد بن حمید جمیعا عن یعقوب بن ابراھیم بن سعد حدثنا ابی عن صالح ح وحدثنا عبد اللہ بن عبد الرحمن الدارمی اخبرنا ابو الیمان اخبرنا شعیب کلاھما عن الزھری باسناد یونس ومثل حدیثہ غیر ان فی حدیث صالح وتلھیکم کما الھتھم

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ اس حدیث کو حسب سابق روایت کیا، صالح کی روایت میں ہے کہ یہ دنیا تم کو بھی اس طرح غافل کر دے گی جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو غافل کیا تھا۔

۲۹۶۔ حدثنا عمرو بن سواد العامری اخبرنا عبد اللہ بن وھب اخبرنی عمرو بن الحارث ان بکر بن سوادۃ حدثہ ان یزید بن رباح ھو ابو فراس مولی عبد اللہ بن عمرو بن العاص حدثہ عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت تمہارا کیا حال ہوگا جب روم اور فارس فتح ہو جائیں گے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے کہا ہم اللہ کے حکم کے مطابق کہیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ اس کے سوا ہوگا تم رغبت کرو گے پھر حسد کرو گے

قَالَ إِذَا فُتِحَتْ عَلَيْكُمْ فَارِسُ وَالرُّومُ أَيُّ قَوْمٍ أَنْتُمْ قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ نَقُولُ كَمَا أَمَرَنَا اللّٰهُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَوْ غَيْرَ ذٰلِكَ تَتَنَافَسُونَ ثُمَّ تَتَحَاسَدُونَ ثُمَّ تَتَدَابَرُونَ ثُمَّ تَتَبَاغَضُونَ أَوْ نَحْوَ ذٰلِكَ ثُمَّ تَنْطَلِقُونَ فِي مَسَاكِينِ الْمُهَاجِرِينَ فَتَجْعَلُونَ بَعْضَهُمْ عَلٰى رِقَابِ بَعْضٍ.

پھر کشی کرو گے پھر بغض رکھو گے یا اس کی مثل کچھ فرمایا پھر تم مسکین مہاجرین کے پاس جاؤ گے اور بعض کو بعض کی گردنوں پر سوار کر دو گے۔

۷۲۹۷۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيٰى وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا وَقَالَ يَحْيٰى أَخْبَرَنَا الْمُغِيرَةُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْحِزَامِيُّ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ عَنِ الْأَعْرَجِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا نَظَرَ أَحَدُكُمْ إِلٰى مَنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ فِي الْمَالِ وَالْخَلْقِ فَلْيَنْظُرْ إِلٰى مَنْ هُوَ أَسْفَلَ مِنْهُ مِمَّنْ فُضِّلَ عَلَيْهِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اس کی طرف دیکھتا ہے جس کو اس پر مال اور صورت میں فضیلت حاصل ہو تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے سے کم درجہ والے کی طرف دیکھے جس پر اس کو فضیلت حاصل ہو۔

۷۲۹۸۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ بْنِ مُنَبِّهٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِ حَدِيثِ أَبِي الزِّنَادِ سَوَاءً.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی مثل روایت کی۔

۷۲۹۹۔ وَحَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ ح وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَاللَّفْظُ لَهُ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ وَوَكِيعٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا إِلٰى مَنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوا إِلٰى مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ أَجْدَرُ أَنْ لَا تَزْدَرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ قَالَ أَبُو مُعَاوِيَةَ عَلَيْكُمْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے سے کم حیثیت والے کی طرف دیکھو اور جو تم سے زیادہ حیثیت کا ہے اس کی طرف نہ دیکھو، کیونکہ یہ عمل اس کے زیادہ قریب ہے کہ تم اللہ کی نعمتوں کو حقیر نہ جانو، ابومعاویہ نے علیکم کہا۔

۷۳۰۰۔ حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي طَلْحَةَ حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ أَبِي عَمْرَةَ أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ حَدَّثَهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنو اسرائیل میں تین آدمی تھے، برص والا، گنجا اور اندھا، ہیں

إنما ورثت هذا المال كابرا عن كابر فقال إن
كنت كاذبا فصيرك الله إلى ما كنت قال وأتى
الأقرع في صورته فقال له مثل ما قال لهذا
ورد عليه مثل ما رد على هذا فقال إن كنت
كاذبا فصيرك الله إلى ما كنت قال وأتى
الأعمى في صورته وهيئته فقال رجل مسكين
وابن سبيل انقطعت بي الحبال في سفري فلا
بلاغ لي اليوم إلا بالله ثم بك أسألك بالذي
رد عليك بصرك شاة أتبلغ بها في سفري
فقال قد كنت أعمى فرد الله إلي بصري
فخذ ما شئت ودع ما شئت فوالله لا
أجهدك اليوم شيئا أخذته لله فقال
أمسك مالك فإنما ابتليتم فقد رضي
عنك وسخط على صاحبيك.

۷۳۰۱۔ حدثنا إسحق بن إبراهيم وعباس بن

میں گیا اور کہا وہ ایک مسکین شخص ہے اور کہا میرا سفر میں
میرا تمام مال اسباب ختم ہو گیا اور اب اللہ کی مدد کے سوا میرا
گھر پہنچنا مشکل ہے، جس ذات نے تجھ کو حسین رنگ اور
حسین جلد دی اور اونٹوں پر مشتمل مال دیا، میں اسی کے نام سے
تجھ سے ایک اونٹ کا سوال کرتا ہوں جو اس سفر میں میرے
کام آئے، برص والے نے کہا میرے حقوق بہت زیادہ
ہیں، فرشتے نے کہا میں تم کو پہچانتا ہوں کیا تم وہ برص
زدہ فقیر نہیں ہو جس سے لوگ نفرت کرتے تھے، پھر
اللہ تعالیٰ نے تم کو یہ مال دیا، اس شخص نے کہا یہ مال تو مجھے
اپنے بڑوں سے پشت در پشت حاصل ہوا ہے، فرشتے
نے کہا اگر تم جھوٹے ہو تو اللہ تعالیٰ تم کو پچھلی حالت کی طرف
لوٹا دے، پھر وہ فرشتہ اسی کی شکل و صورت میں اس گنجے شخص
کے پاس گیا پھر اس سے اسی طرح سوال کیا جس طرح برص والے
شخص سے سوال کیا تھا، گنجے نے بھی اسی طرح جواب دیا
جس طرح برص والے نے جواب دیا تھا، فرشتے نے کہا اگر
تو جھوٹا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھ کو اسی پہلے حال کی طرف لوٹا دے
پھر فرشتہ اسی کی شکل و صورت میں اندھے کے پاس گیا اور اس سے
کہا میں ایک مسکین شخص اور مسافر ہوں، اس سفر میں میرے
تمام مالی وسائل ختم ہو گئے، اللہ تعالیٰ کی اور تیری مدد کے بغیر میں
اب گھر نہیں پہنچ سکتا، جس ذات نے تیری بینائی لوٹائی ہے میں
اس ذات کے نام سے تجھ سے ایک بکری کا سوال کرتا ہوں
جس کی وجہ سے میں اس سفر میں پہنچ سکوں، اندھے شخص
نے کہا میں ایک اندھا آدمی تھا اللہ تعالیٰ نے میری بصارت
لوٹا دی تم جو چاہو لے لو اور جو چاہو چھوڑ دو، بخدا آج تم
اللہ کے نام پر جس چیز کو بھی لو گے میں تم کو اس سے منع
نہیں کروں گا، اس نے کہا تم اپنا مال اپنے پاس رکھو، تم
لوگوں کی صرف آزمائش کی گئی تھی اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہو گیا اور
تمہارے دو ساتھیوں سے ناراض ہو گیا۔

عامر بن سعد بیان کرتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص

عَبْدِ الْعَظِيمِ وَاللَّفْظُ لِإِسْحٰقَ قَالَ عَبَّاسٌ حَدَّثَنَا وَقَالَ إِسْحٰقُ أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ حَدَّثَنَا بُكَيْرُ بْنُ مِسْمَارٍ حَدَّثَنِي عَامِرُ بْنُ سَعْدٍ قَالَ كَانَ سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ فِي إِبِلِهِ فَجَاءَهُ ابْنُهُ عُمَرُ فَلَمَّا رَآهُ سَعْدٌ قَالَ أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ هٰذَا الرَّاكِبِ فَنَزَلَ فَقَالَ لَهُ أَنَزَلْتَ فِي إِبِلِكَ وَغَنَمِكَ وَتَرَكْتَ النَّاسَ يَتَنَازَعُونَ الْمُلْكَ بَيْنَهُمْ فَضَرَبَ سَعْدٌ فِي صَدْرِهِ فَقَالَ اسْكُتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ التَّقِيَّ الْغَنِيَّ الْخَفِيَّ.

رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں کے پاس تھے ان کے بیٹے عمر آئے جب حضرت سعد نے عمر کو دیکھا تو کہا میں اس سوار کے شر سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں جب وہ اترے تو انہوں نے حضرت سعد سے کہا آپ اپنے اونٹوں اور بکریوں کے پاس بیٹھے ہیں اور آپ نے لوگوں کو سلطنت میں جھگڑنے کے لیے چھوڑ دیا ہے حضرت سعد نے ان کے سینہ پر ہاتھ مار کر کہا خاموش رہو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اللہ تعالیٰ اس بندے سے محبت رکھتا ہے جو متقی ہو مستغنی ہو اور گوشہ نشین ہو۔

٧٣٠٢ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ الْحَارِثِيُّ حَدَّثَنَا الْمُعْتَمِرُ قَالَ سَمِعْتُ إِسْمٰعِيلَ عَنْ قَيْسٍ عَنْ سَعْدٍ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي وَابْنُ بِشْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا إِسْمٰعِيلُ عَنْ قَيْسٍ قَالَ سَمِعْتُ سَعْدَ بْنَ أَبِي وَقَّاصٍ يَقُولُ وَاللّٰهِ إِنِّي لَأَوَّلُ رَجُلٍ مِنَ الْعَرَبِ رَمَى بِسَهْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَلَقَدْ كُنَّا نَغْزُو مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا طَعَامٌ نَأْكُلُهُ إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ وَهٰذَا السَّمُرُ حَتَّى إِنَّ أَحَدَنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الشَّاةُ ثُمَّ أَصْبَحَتْ بَنُو أَسَدٍ تُعَزِّرُنِي عَلَى الدِّينِ لَقَدْ خِبْتُ إِذًا وَضَلَّ عَمَلِي وَلَمْ يَقُلِ ابْنُ نُمَيْرٍ إِذًا.

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں عرب میں وہ سب سے پہلا شخص ہوں جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا، ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جہاد کرتے تھے اور انگور کی بیل کے پتوں اور ببول کے درخت کے سوا ہمارے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تھی حتیٰ کہ ہم میں سے ایک شخص بکری کی مینگنیوں کی طرح قضاء حاجت کرتا تھا اب بنو اسد کے لوگ مجھے دین سکھاتے ہیں اگر ایسا ہو تو میں بہت نقصان میں رہا اور میرے اعمال برباد ہو گئے ابن نمیر نے اذا کا لفظ نہیں کہا۔

٧٣٠٣ - وَحَدَّثَنَاهُ يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا وَكِيعٌ عَنْ إِسْمٰعِيلَ بْنِ أَبِي خَالِدٍ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ حَتَّى إِنْ كَانَ أَحَدُنَا لَيَضَعُ كَمَا تَضَعُ الْعَنْزُ مَا يَخْلِطُهُ بِشَيْءٍ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں ہے کہ ہم میں سے ایک شخص بکری کی مینگنیوں کی طرح قضاء حاجت کرتا تھا اس میں کوئی چیز ملی ہوئی نہیں ہوتی تھی۔

٧٣٠٤ - حَدَّثَنَا شَيْبَانُ بْنُ فَرُّوخَ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ الْمُغِيرَةِ حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ هِلَالٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ الْعَدَوِيِّ قَالَ خَطَبَنَا عُتْبَةُ بْنُ

خالد بن عمیر عدوی بیان کرتے ہیں کہ ایک دن عتبہ بن غزوان رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرنے کے بعد کہا، اما بعد! دنیا نے ختم

غزوان فحمد الله وأثنى عليه ثم قال أما بعد فإن الدنيا قد آذنت بصرم وولت حذاء ولم يبق منها إلا صبابة كصبابة الإناء يتصابها صاحبها وإنكم منتقلون منها إلى دار لا زوال لها فانتقلوا بخير ما بحضرتكم فإنه قد ذكر لنا أن الحجر يلقى من شفة جهنم فيهوي فيها سبعين عاما لا يدرك لها قعرا ووالله لتملأن أفعجبتم ولقد ذكر لنا أن ما بين مصراعين من مصاريع الجنة مسيرة أربعين سنة وليأتين عليها يوم وهو كظيظ من الزحام ولقد رأيتني سابع سبعة مع رسول الله صلى الله عليه وسلم ما لنا طعام إلا ورق الشجر حتى قرحت أشداقنا فالتقطت بردة فشققتها بيني وبين سعد بن مالك فاتزرت بنصفها واتزر سعد بنصفها فما أصبح اليوم منا أحد إلا أصبح أميرا على مصر من الأمصار وإني أعوذ بالله أن أكون في نفسي عظيما وعند الله صغيرا وإنها لم تكن نبوة قط إلا تناسخت حتى يكون آخر عاقبتها ملكا فستخبرون وتجربون الأمراء بعدنا.

دے دی ہے اور بہت جلد پیٹھ موڑنے والی ہے، اور اب دنیا صرف اتنی رہ گئی جتنا برتن میں کچھ [illegible] جہنم کے کنارے سے گرایا جائے گا [illegible] **جنت کے دروازے کے ایک پٹ سے لے کر دوسرے** [illegible] کا تجربہ بھی ہو جائے گا۔

٧٣٠٥ - وحدثني إسحق بن عمر بن سليط حدثنا سليمان بن المغيرة حدثنا حميد بن هلال عن خالد بن عمير وقد أدرك الجاهلية قال خطب عتبة بن غزوان وكان أميرا على البصرة فذكر نحو حديث شيبان.

خالد بن عمیر نے زمانہ جاہلیت پایا تھا، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عتبہ بن غزوان نے خطبہ دیا، وہ اس وقت بصرہ کے امیر تھے، اس کے بعد حسب سابق حدیث ہے۔

۷۳۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ قُرَّةَ بْنِ خَالِدٍ عَنْ حُمَيْدِ بْنِ هِلَالٍ عَنْ خَالِدِ بْنِ عُمَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ عُتْبَةَ بْنَ غَزْوَانَ يَقُولُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي سَابِعَ سَبْعَةٍ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا طَعَامُنَا إِلَّا وَرَقُ الْحُبْلَةِ حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا

حضرت عتبہ بن غزوان بیان کرتے ہیں کہ مجھے معلوم ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سات میں سے ساتواں تھا اور ہمارے پاس کھانے کو درختوں کے پتوں کے سوا کوئی چیز نہیں تھی حتیٰ کہ اس سے ہماری باچھیں چھل گئی تھیں۔

۷۳۰۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْ نَرَى رَبَّنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ هَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الشَّمْسِ فِي الظَّهِيرَةِ لَيْسَتْ فِي سَحَابَةٍ قَالُوا لَا قَالَ فَهَلْ تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ لَيْسَ فِي سَحَابَةٍ قَالُوا لَا قَالَ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ لَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ رَبِّكُمْ إِلَّا كَمَا تُضَارُّونَ فِي رُؤْيَةِ أَحَدِهِمَا قَالَ فَيَلْقَى الْعَبْدَ فَيَقُولُ أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ وَأُسَوِّدْكَ وَأُزَوِّجْكَ وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُولُ بَلَى قَالَ فَيَقُولُ أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ فَيَقُولُ لَا فَيَقُولُ فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي ثُمَّ يَلْقَى الثَّانِيَ فَيَقُولُ أَيْ فُلْ أَلَمْ أُكْرِمْكَ وَأُسَوِّدْكَ وَأُزَوِّجْكَ وَأُسَخِّرْ لَكَ الْخَيْلَ وَالْإِبِلَ وَأَذَرْكَ تَرْأَسُ وَتَرْبَعُ فَيَقُولُ بَلَى أَيْ رَبِّ فَيَقُولُ أَفَظَنَنْتَ أَنَّكَ مُلَاقِيَّ فَيَقُولُ لَا فَيَقُولُ فَإِنِّي أَنْسَاكَ كَمَا نَسِيتَنِي ثُمَّ يَلْقَى الثَّالِثَ فَيَقُولُ لَهُ مِثْلَ ذَلِكَ فَيَقُولُ يَا رَبِّ آمَنْتُ بِكَ وَبِكِتَابِكَ وَبِرُسُلِكَ وَصَلَّيْتُ وَصُمْتُ وَتَصَدَّقْتُ وَيُثْنِي بِخَيْرٍ مَا اسْتَطَاعَ فَيَقُولُ هَاهُنَا إِذًا قَالَ ثُمَّ يُقَالُ لَهُ الْآنَ نَبْعَثُ شَاهِدَنَا عَلَيْكَ وَيَتَفَكَّرُ فِي نَفْسِهِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْهَدُ عَلَيَّ فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ وَيُقَالُ لِفَخِذِهِ وَلَحْمِهِ وَ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کو دیکھیں گے؟ [illegible]

لِفَخِذِهِ انْطِقِي فَتَنْطِقُ فَخِذُهُ وَلَحْمُهُ وَعِظَامُهُ بِعَمَلِهِ وَذَلِكَ لِيُعْذِرَ مِنْ نَفْسِهِ وَذَلِكَ الْمُنَافِقُ وَذَلِكَ الَّذِي يَسْخَطُ اللَّهُ عَلَيْهِ .

تیسرے بندے سے ربّ کریم اسی طرح فرمائے گا وہ کہے گا اے میرے رب میں تجھ پر تیری کتاب اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا اور صدقہ دیا اور اپنی استطاعت کے مطابق نیکیاں بیان کرے گا اللہ تعالیٰ فرمائے گا ابھی ثابت ہو جائے گا پھر اس سے کہا جائے گا ہم ابھی تیرے خلاف اپنے گواہ بھیجتے ہیں، وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ مجھ سے خلاف کون گواہی دے گا پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، اس کے گوشت اور ہڈیوں سے کہا جائے گا بولو پھر اس کی ران، گوشت اور ہڈیاں بولیں گی اس کے عمل کا بیان کریں گی اور یہ اس لیے ہو گا تاکہ خود اس کی ذات میں اس کے خلاف حجت ہو یہ وہ منافق ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوگا ۔

۷۳۰۸ ۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ النَّضْرِ بْنِ أَبِي النَّضْرِ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ الْأَشْجَعِيُّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنْ عُبَيْدٍ الْمُكْتِبِ عَنْ فُضَيْلٍ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِكَ فَقَالَ هَلْ تَدْرُونَ مِمَّ أَضْحَكُ قَالَ قُلْنَا اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهُ يَقُولُ يَا رَبِّ أَلَمْ تُجِرْنِي مِنَ الظُّلْمِ قَالَ يَقُولُ بَلَى قَالَ فَيَقُولُ فَإِنِّي لَا أُجِيزُ عَلَى نَفْسِي إِلَّا شَاهِدًا مِنِّي قَالَ فَيَقُولُ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ شَهِيدًا وَبِالْكِرَامِ الْكَاتِبِينَ شُهُودًا قَالَ فَيُخْتَمُ عَلَى فِيهِ فَيُقَالُ لِأَرْكَانِهِ انْطِقِي قَالَ فَتَنْطِقُ بِأَعْمَالِهِ قَالَ ثُمَّ يُخَلَّى بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْكَلَامِ قَالَ فَيَقُولُ بُعْدًا لَكُنَّ وَسُحْقًا فَعَنْكُنَّ كُنْتُ أُنَاضِلُ .

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے آپ ہنس پڑے آپ نے پوچھا کیا تم جانتے ہو میں کیوں ہنسا ہوں؟ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں آپ نے فرمایا مجھے بندے کی اپنے رب سے بات پر ہنسی آتی ہے، بندہ کہے گا اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی اللہ فرمائے گا کیوں نہیں، بندہ کہے گا میں اپنے خلاف اپنے سوا کسی کی گواہی جائز نہیں سمجھتا اللہ تعالیٰ فرمائے گا آج تیرے خلاف تمہاری اپنی گواہی کافی ہے اور کراماً کاتبین کی گواہی کافی ہے پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا بولو تو اس کے اعضا اس کے عمل کا بیان کریں گے پھر اس کے اور اس کے کلام کے درمیان تخلیہ کیا جائے گا تو وہ اعضاء سے کہے گا دور ہو جاؤ میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑ رہا تھا۔

٧٣٠٩۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ فُضَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کا رزق بقدر کفایت کر دے۔

٧٣١٠۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالُوا حَدَّثَنَا وَكِيعٌ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ عَنْ أَبِي زُرْعَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اجْعَلْ رِزْقَ آلِ مُحَمَّدٍ قُوتًا وَفِي رِوَايَةِ عَمْرٍو اللَّهُمَّ ارْزُقْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کا رزق بقدر کفایت کر دے اور عمرو کی روایت میں ہے: اے اللہ! رزق دے۔

٧٣١١۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو سَعِيدٍ الْأَشَجُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ الْأَعْمَشَ ذَكَرَ عَنْ عُمَارَةَ بْنِ الْقَعْقَاعِ بِهَذَا الْإِسْنَادِ وَقَالَ كَفَافًا۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے، اس میں کفاف کا لفظ ہے۔

٧٣١٢۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ زُهَيْرٌ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ آلُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُنْذُ قَدِمَ الْمَدِينَةَ مِنْ طَعَامِ بُرٍّ ثَلَاثَ لَيَالٍ تِبَاعًا حَتَّى قُبِضَ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آئے آل محمد نے کبھی تین رات متواتر گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتی کہ آپ کا وصال ہو گیا۔

٧٣١٣۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ قَالَ إِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنِ الْأَسْوَدِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ مَا شَبِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ بُرٍّ حَتَّى مَضَى لِسَبِيلِهِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی متواتر تین دن تک گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی حتی کہ آپ اللہ کے پاس پہنچ گئے۔

٧٣١٤۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ يَزِيدَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے کبھی دو دن متواتر جو کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی، حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا۔

يحدث عن الأسود عن عائشة أنها قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم من خبز شعير يومين متتابعين حتى قبض رسول الله صلى الله عليه وسلم.

۷۳۱۵۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا وكيع عن سفيان عن عبد الرحمن بن عابس عن أبيه عن عائشة قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم من خبز بر فوق ثلاث.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے کبھی تین دن سے زیادہ گندم کی روٹی نہیں کھائی۔

۷۳۱۶۔ حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة حدثنا حفص بن غياث عن هشام بن عروة عن أبيه قال قالت عائشة ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم من خبز البر ثلاثا حتى مضى لسبيله.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی تین دن تک گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی حتیٰ کہ آپ اللہ کے پاس چلے گئے۔

۷۳۱۷۔ حدثنا أبو كريب حدثنا وكيع عن مسعر عن هلال بن حميد عن عروة عن عائشة قالت ما شبع آل محمد صلى الله عليه وسلم يومين من خبز بر إلا وأحدهما تمر.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل نے کبھی دو دن گندم کی روٹی سیر ہو کر نہیں کھائی ان دو دنوں میں سے ایک دن کھجوریں کھاتے تھے

۷۳۱۸۔ حدثنا عمرو الناقد حدثنا عبدة بن سليمان قال ويحيى بن يمان حدثنا عن هشام بن عروة عن أبيه عن عائشة قالت إن كنا آل محمد صلى الله عليه وسلم لنمكث شهرا ما نستوقد بنار إن هو إلا التمر والماء.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ ہم ایک ایک ماہ تک ایسے رہتے تھے اور آگ نہیں جلاتے تھے ہم صرف کھجور اور پانی پر گزارہ کرتے تھے۔

۷۳۱۹۔ وحدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب قالا حدثنا أبو أسامة وابن نمير عن هشام بن عروة بهذا الإسناد إن كنا لنمكث ولم يذكر آل محمد وزاد أبو كريب في حديثه عن ابن نمير إلا أن يأتينا اللحيم

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی ہے اس میں ہے اور کبھی گوشت آجاتا تھا۔

۷۳۲۰۔ حدثنا أبو كريب محمد بن العلاء بن كريب حدثنا أبو أسامة عن هشام عن

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور میرے برتن میں کسی

مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ التَّمْرِ وَالْمَاءِ۔

٣٢٤۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورِ بْنِ صَفِيَّةَ عَنْ أُمِّهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ الْمَاءِ وَالتَّمْرِ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور ہم پانی اور کھجور سے سیر ہوتے تھے!

٣٢٥۔ وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ ح وَحَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ حَدَّثَنَا أَبُو أَحْمَدَ كِلَاهُمَا عَنْ سُفْيَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا عَنْ سُفْيَانَ وَمَا شَبِعْنَا مِنَ الْأَسْوَدَيْنِ

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک سند بیان کی اور اس میں ہے ہم پانی اور کھجور کر بھی پیٹ بھر کر نہیں کھاتے تھے۔

٣٢٦۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ وَابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِيَانِ الْفَزَارِيَّ عَنْ يَزِيدَ (وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ) عَنْ أَبِي حَازِمٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ وَقَالَ ابْنُ عَبَّادٍ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ مَا أَشْبَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَهْلَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے ابن عباد نے کہا: اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابوہریرہ کی جان ہے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے اہل کو متواتر تین دن گندم کی روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھلائی حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

٣٢٧۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ يَزِيدَ بْنِ كَيْسَانَ حَدَّثَنِي أَبُو حَازِمٍ قَالَ رَأَيْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يُشِيرُ بِإِصْبَعِهِ مِرَارًا يَقُولُ وَالَّذِي نَفْسُ أَبِي هُرَيْرَةَ بِيَدِهِ مَا شَبِعَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَهْلُهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ تِبَاعًا مِنْ خُبْزِ حِنْطَةٍ حَتَّى فَارَقَ الدُّنْيَا۔

ابو حازم کہتے ہیں کہ میں نے کئی بار دیکھا حضرت ابوہریرہ انگلی سے اشارہ کر کے کہتے تھے، اس ذات کی قسم جس کے قبضہ و قدرت میں ابوہریرہ کی جان ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی اپنے اہل کو متواتر تین دن گندم کی روٹی نہیں کھلائی حتیٰ کہ آپ دنیا سے تشریف لے گئے۔

٣٢٨۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَأَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو الْأَحْوَصِ عَنْ سِمَاكٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ بْنَ بَشِيرٍ يَقُولُ أَلَسْتُمْ فِي طَعَامٍ وَشَرَابٍ مَا شِئْتُمْ لَقَدْ رَأَيْتُ نَبِيَّكُمْ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ کیا تم اپنی خواہش کے مطابق کھاتے پیتے نہیں ہو؟ میں نے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں دیکھا ہے کہ آپ کو پیٹ بھر کر کھانے کے لیے

صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَجِدُ مِنَ الدَّقَلِ مَا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ وَقُتَيْبَةُ لَمْ يَذْكُرْ بِهِ.

۷۳۲۹- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ حَدَّثَنَا زُهَيْرٌ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا إِسْرَائِيلُ كِلَاهُمَا عَنْ سِمَاكٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَهُ وَزَادَ فِي حَدِيثِ زُهَيْرٍ وَمَا تَرْضَوْنَ دُونَ أَلْوَانِ التَّمْرِ وَالزُّبْدِ.

۷۳۳۰- وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سِمَاكِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَمِعْتُ النُّعْمَانَ يَخْطُبُ قَالَ ذَكَرَ عُمَرُ مَا أَصَابَ النَّاسُ مِنَ الدُّنْيَا فَقَالَ لَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَظَلُّ الْيَوْمَ يَلْتَوِي مَا يَجِدُ دَقَلًا يَمْلَأُ بِهِ بَطْنَهُ.

۷۳۳۱- حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ سَرْحٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي أَبُو هَانِئٍ سَمِعَ أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْحُبُلِيَّ يَقُولُ سَمِعْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَسَأَلَهُ رَجُلٌ فَقَالَ أَلَسْنَا مِنْ فُقَرَاءِ الْمُهَاجِرِينَ فَقَالَ لَهُ عَبْدُ اللَّهِ أَلَكَ امْرَأَةٌ تَأْوِي إِلَيْهَا قَالَ نَعَمْ قَالَ أَلَكَ مَسْكَنٌ تَسْكُنُهُ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْأَغْنِيَاءِ قَالَ فَإِنَّ لِي خَادِمًا قَالَ فَأَنْتَ مِنَ الْمُلُوكِ قَالَ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَجَاءَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَأَنَا عِنْدَهُ فَقَالُوا يَا أَبَا مُحَمَّدٍ إِنَّا وَاللَّهِ مَا نَقْدِرُ عَلَى شَيْءٍ لَا نَفَقَةٍ وَلَا دَابَّةٍ وَلَا مَتَاعٍ فَقَالَ لَهُمْ مَا شِئْتُمْ إِنْ شِئْتُمْ رَجَعْتُمْ إِلَيْنَا فَأَعْطَيْنَاكُمْ مَا يَسَّرَ اللَّهُ لَكُمْ وَإِنْ شِئْتُمْ ذَكَرْنَا أَمْرَكُمْ لِلسُّلْطَانِ وَإِنْ شِئْتُمْ صَبَرْتُمْ فَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ فُقَرَاءَ

کھجوریں بھی نہیں ملتی تھیں۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی، اس میں یہ ہے کہ تم طرح طرح کی کھجوروں اور مکھن کے بغیر راضی نہیں ہوتے۔

حضرت عمر نے ذکر کیا کہ لوگوں نے کس قدر دنیا حاصل کر لی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سارا دن بھوکے رہتے تھے۔ اور آپ کو پیٹ بھر کر کھانے کے لیے کھجوریں بھی نہیں ملتی تھیں۔

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے کسی نے پوچھا کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ حضرت عبداللہ نے پوچھا کیا تمہاری بیوی ہے جس کے ساتھ تم رہتے ہو؟ اس نے کہا ہاں۔ پوچھا کیا تمہارے پاس مکان ہے؟ اس نے کہا ہاں۔ کہا تو تم اغنیاء میں سے ہو۔ اس نے کہا میرے پاس تو خادم بھی ہے۔ کہا پھر تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔ ابو عبدالرحمن کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو کے پاس بیٹھا تھا، ان کے پاس تین شخص آئے، انہوں نے کہا اے ابو محمد! خدا کی قسم ہمارے پاس کوئی چیز نہیں ہے نہ خرچ، نہ سواری، نہ سامان۔ حضرت عبداللہ نے ان سے کہا تم کیا چاہتے ہو؟ اگر تم پسند کرو تو ہمارے پاس آ جاؤ، ہم تمہیں وہ سب دیں گے جو اللہ تم کو میسر کرے گا اور اگر تم چاہو تو تمہارا معاملہ سلطان سے کہیں اور اگر تم چاہو تو صبر کر لو، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں

...يَسْبِقُونَ الْأَغْنِيَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَى الْجَنَّةِ بِأَرْبَعِينَ خَرِيفًا ... قَالُوا فَإِنَّا نَصْبِرُ لَا نَسْأَلُ شَيْئًا — ...سے چالیس سال پہلے جائیں گے ... ہم صبر کرتے ہیں اور کسی چیز کا سوال نہیں کرتے۔

دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے

حدیث نمبر ۲۸۲، میں ہے: دنیا مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے۔ علامہ وشتانی ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ مومن دنیا میں اپنی شہوات کو پورا کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کو سخت ... کا مکلف کیا جاتا ہے اور جب وہ مرجاتا ہے تو وہ اس مشقت سے آزاد ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جو اس کے لیے دائمی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں ان کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور کافر نے جو بھی ... دنیا میں ... اور آخرت میں ... عذاب ہوگا۔ سراج الملوک میں مذکور ہے کہ ایک پریشان حال مدقوق یہودی نے ... میں ... ایک ... سے کہا کہ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت نہیں کرتے کہ دنیا مومن کا قید خانہ ... جنت ہے ... میرا حال ... حافظ نے جواب دیا کہ جب میں مر جاؤں گا ... اپنے فضل و رحم سے ... آخرت میں ... تیار کر رکھا ہے تو ... اور ... کے بعد دائمی عذاب ... معلوم ہوگا ... عذاب کے مقابلہ میں دنیا جنت تھی۔[1]

خلافت کا ملوکیت سے بدل جانا

حدیث نمبر ۳۰۲، میں ہے آخر میں خلافت ملوکیت سے بدل گئی۔ علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے کہا ہے:
ابتدائی نبوت کے زمانہ میں حق گوئی کی ... دنیا سے بے رغبتی ... اور آخرت کی طرف رغبت کی جاتی ... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کے زمانہ کے بعد ... متغیر ... بالکل ... اور ... میں ... نیکیاں ... کم ہو گئیں اور ... خلافت ... ہو گیا ... حدیث ... نبوت سے ... اور ... کی ... اس حدیث میں ہے جس میں یہ ذکر ہے کہ ... مجھ سے پہلے جس امت میں بھی نبی بھیجا اس کے حواری اور اصحاب تھے جو اس کے طریقہ پر چلتے تھے اور اس کے ... کرتے تھے۔ پھر ... آئے جو اپنے قول پر عمل نہیں کرتے تھے۔[2]

فقر اور غنا

حدیث نمبر ۳۰۹، سے لے کر حدیث نمبر ۳۲۳، تک نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زہد سے متعلق احادیث ہیں اور علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ فقر اور غنا میں کون افضل ہے۔ قوت کا معنی ہے اتنی مقدار جس سے ... دن میں ... حاجات ... قائم رہے، اور کفاف کا معنی ہے اتنا مال جس کی وجہ سے انسان کو کسی سے سوال نہ کرنا پڑے ... علماء نے کہا کفاف افضل ہے، کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کفاف کی دعا کی ہے اور جس کی آپ نے دعا کی ...

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۸۵ مطبوعہ دار ... بیروت

[2] اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۸۶۔

افضل اور راجح ہے نیز کفاف فقر اور غنا کے درمیان حالت متوسطہ ہے اور بہترین حالت حالت متوسط ہوتی ہے نیز کفاف کی حالت میں انسان فقر اور غنا دونوں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ لہ

ہم نے پہلے بیان کیا ہے کہ بعض علماء نے کہا فقر افضل ہے۔ بعض نے کہا غنا افضل ہے [illegible] اور بعض نے اس مسئلہ میں توقف کیا اسی طرح بعض علماء نے کہا فقیر صابر افضل ہے اور [illegible] شاکر افضل ہے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ غنی شاکر افضل ہے نہ فقیر صابر [illegible]

امام رازی لکھتے ہیں:

شقیق بن ابراہیم بلخی حضرت عبداللہ بن مبارک کے پاس گئے عبداللہ بن مبارک نے پوچھا آپ کہاں سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا بلخ سے، پوچھا شقیق بن ابراہیم کو جانتے ہو؟ کہا ہاں [illegible] اصحاب کا کیا طریقہ ہے؟ کہا جب انہیں نہیں ملتا تو صبر کرتے ہیں اور جب مل جاتا ہے تو شکر کرتے ہیں [illegible] عبداللہ بن مبارک نے کہا یہ تو ہمارے ہاں کے کتوں کا طریقہ ہے، عبداللہ بن مبارک نے کہا کاملین کا طریقہ یہ ہے جب انہیں نہیں ملتا تو شکر ادا کرتے ہیں اور جب مل جاتا ہے تو دوسرے ضرورت مندوں کو دے دیتے ہیں۔ ٢ہ

اگر ہم کاملین کے اس مقام پر فائز نہ ہو سکیں [illegible] تو ہونا چاہیے کہ جو چیز ہماری ضرورت سے زائد ہو اس کو جمع کرنے کے بجائے ہم اسے دوسرے ضرورت مندوں کو دے دیں [illegible] حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ گھر والوں نے ایک بکری ذبح کی تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس میں سے کچھ باقی ہے؟ حضرت عائشہ نے کہا اس کا صرف ایک شانہ باقی ہے، آپ نے فرمایا اس شانے کے سوا سب باقی ہے۔ ٣ہ [illegible] وہ فانی ہے اور جو خدا کی راہ میں دے دیا وہ باقی ہے۔

فقر اور غنا کی بحث میں یہ نکتہ یاد رکھنا چاہیے کہ نہ مطلقاً فقر مذموم ہے نہ غنا اور نہ مطلقاً فقر مستحسن ہے نہ غنا وہ فقر جو انسان کے ہاتھوں میں کاسہ گدائی تھما دے اور وہ فقر جو انسان کو [illegible] وہ فقر مذموم ہے اور وہ فقر جو استغنا کا سبب ہو، جس فقر کی وجہ سے انسان دنیا [illegible] سے مستغنی ہو وہ فقر مستحسن ہے [illegible] تنگ کا راستہ دکھائے وہ مذموم ہے اور جو فقر بلال، عمار بن یاسر اور صہیب رومی کا راستہ دکھائے وہ مستحسن ہے۔ اسی طرح جو غنا دولت کا خوگر کر دے جس غنا کی وجہ سے [illegible] کو بھول جائے وہ غنا مذموم ہے اور جس غنا کے سبب انسان لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلانے سے مستغنی ہو اور اس غنا کی وجہ سے وہ اللہ کے اور بندوں کے حقوق ادا کرے وہ غنا مستحسن ہے، جو غنا انسان کو [illegible] وہ مذموم ہے اور جو غنا انسان کو عثمان بنا دے وہ مستحسن ہے۔

لہ۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن [illegible] دمشقی [illegible] متوفی ۸۲۸ھ، [illegible] ج [illegible] ص ۲۹۱ مطبوعہ [illegible]

٢ہ۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ تفسیر کبیر ج ۵ ص ۹۹ مطبوعہ [illegible] ۱۳۹۸ھ

٣ہ۔ شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ، مشکوٰۃ ص ۱۶۹ مطبوعہ اصح المطابع دہلی

فقراء کے اغنیاء سے پہلے جنت میں جانے کے متعلق متعارض احادیث میں تطبیق

حدیث نمبر ۷۳۴۰ میں ہے

فقراء مہاجرین قیامت کے دن جنت میں اغنیاء سے چالیس سال پہلے جائیں گے۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ طیبی نے کہا ہے کہ اس مسئلہ میں احادیث مختلف ہیں۔ صحیح مسلم کی اس حدیث میں یہ ہے کہ فقراء مہاجرین اغنیاء سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے، اور جامع ترمذی میں ہے کہ فقراء مہاجرین پانچ سو سال پہلے جائیں گے۔ اور جامع ترمذی میں یہ حدیث بھی ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جائیں گے اور یہ نصف دن ہے۔ اور جامع ترمذی میں ہے فقراء مسلمین اغنیاء سے نصف دن پہلے جنت میں جائیں گے اور وہ پانچ سو سال ہیں۔ اب ان احادیث میں دو اختلاف ہیں، ایک جگہ فقراء مہاجرین کا ذکر ہے، اور دوسری جگہ فقراء مسلمین کا ذکر ہے، اور دوسرا اختلاف یہ ہے کہ ایک جگہ چالیس سال کا ذکر ہے اور دوسری جگہ پانچ سو سال کا ذکر ہے۔ جس حدیث میں فقراء کا ذکر ہے اس کو فقراء مسلمین پر محمول کر دیا جائے گا کیونکہ مطلق کو مقید پر محمول کر دیا جاتا ہے۔ اب فقراء مہاجرین اور فقراء مسلمین ان دو میں تعارض رہ گیا، اس کی تطبیق یوں ہوگی کہ ہر دو کے فقراء سب اور دوسرے اغنیاء سے پہلے جنت میں جائیں گے، علماء صحابہ سے فقراء مہاجرین کو خصوصیت سے ذکر کیا گیا اور عمومی طور پر فقراء مسلمین کا ذکر کیا گیا۔ اور دوسرے اختلاف کو رفع کرنے کی توجیہ یہ ہے کہ اغنیاء دو قسم کے ہیں، نیکی میں سبقت کرنے والے اور ان کے غیر، پہلی قسم سے فقراء چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے اور دوسری قسم سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ بعض علماء نے اس حدیث سے یہ استدلال کیا ہے کہ فقر غنا سے افضل ہے کیونکہ فقراء اغنیاء سے پہلے جنت میں جائیں گے، لیکن یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ جنت میں پہلے جانے سے افضل ہونا لازم نہیں آتا، کیونکہ فقراء جنت میں پہلے جائیں گے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان قیامت میں شفاعت کے لیے ٹھہرے رہیں گے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل کون ہو سکتا ہے حالانکہ فقراء مہاجرین آپ سے پہلے جنت میں جائیں گے۔ قاضی عیاض کا یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ اس بات میں کوئی نص نہیں ہے کہ فقراء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جنت میں جائیں گے بلکہ حدیث صحیح میں ہے کہ آپ سے پہلے کسی کے لیے جنت کا دروازہ نہیں کھلے گا، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقراء کے ساتھ جنت میں جائیں اور شفاعت کے لیے پھر واپس آ جائیں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ جنت کے باہر جنت کے سامنے ہی کھڑے ہوں اور جب آپ شفاعت سے فارغ ہو جائیں تو پہلے آپ جنت میں داخل ہوں پھر یہ لوگ جنت میں جائیں، علاوہ ازیں شفاعت کے قبول ہونے سے جو خوشی ہوگی اور اس سے جو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کو دیکھنے سے جو لذت ملے گی ان نعمتوں کے برابر کیا چیز ہو سکتی ہے۔[1]

باب ۱۲۲: النَّهْيِ عَنِ الدُّخُولِ عَلَى أَهْلِ الْحِجْرِ إِلَّا مَنْ يَدْخُلُ بَاكِيًا

ثمود کے گھروں سے روئے بغیر گذرنے کی ممانعت

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۲۶۲-۲۶۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۷۳۲۲ ۔ حدثنا يحيى بن أيوب وقتيبة بن سعيد وعلي بن حجر جميعا عن إسماعيل قال ابن أيوب حدثنا إسماعيل بن جعفر أخبرني عبد الله بن دينار أنه سمع عبد الله بن عمر يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لأصحاب الحجر لا تدخلوا على هؤلاء القوم المعذبين إلا أن تكونوا باكين فإن لم تكونوا باكين فلا تدخلوا عليهم أن يصيبكم مثل ما أصابهم۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب حجر کے متعلق فرمایا: ان عذاب دیے ہوئے لوگوں پر روتے ہوئے بغیر داخل نہ ہونا، اگر تم رو نہ سکو تو پھر ان پر داخل نہ ہونا کہیں تم کو بھی ان کی مثل عذاب نہ پہنچے۔

۷۳۲۳ ۔ حدثني حرملة بن يحيى أخبرنا ابن وهب أخبرني يونس عن ابن شهاب وهو يذكر الحجر مساكن ثمود قال سالم بن عبد الله إن عبد الله بن عمر قال مررنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على الحجر فقال لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تدخلوا مساكن الذين ظلموا أنفسهم إلا أن تكونوا باكين حذرا أن يصيبكم مثل ما أصابهم ثم زجر فأسرع حتى خلفها۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قوم ثمود کے گھروں کے پاس سے گزرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا: جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے ان کے پاس سے روتے ہوئے گزرنا، کہیں تم پر بھی وہ عذاب نہ آئے جو ان پر آیا، پھر آپ نے اپنی سواری کو ڈانٹ کر جلدی چلایا حتیٰ کہ حجر پیچھے رہ گیا۔

۷۳۲۴ ۔ حدثني الحكم بن موسى أبو صالح حدثنا شعيب بن إسحاق أخبرنا عبيد الله عن نافع أن عبد الله بن عمر أخبره أن الناس نزلوا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم على الحجر أرض ثمود فاستقوا من آبارها وعجنوا به العجين فأمرهم رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يهريقوا ما استقوا ويعلفوا الإبل العجين وأمرهم أن يستقوا من البئر التي كانت تردها الناقة۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حجر (قوم ثمود کی زمین) پر ٹھہر گئے، وہاں کے کنوؤں سے پینے کے لیے پانی لیا اور اس پانی سے آٹا گوندھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اس پانی کو پھینکنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ وہ آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ اس کنویں سے پانی لیں جس پر حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی آتی تھی۔

۷۳۲۵ ۔ وحدثنا إسحاق بن موسى الأنصاري حدثنا أنس بن عياض حدثني عبيد الله بهذا الإسناد مثله غير أنه قال فاستقوا من بئارها

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اس میں ہے انہوں نے وہاں سے پانی لیا اور اسی پانی سے آٹا گوندھا۔

واعتبروا بہم۔

حجر کے تاریخی اور جغرافیائی حالات

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

علامہ خطابی نے بیان کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر اصحاب حجر کے مکانوں کے پاس سے گزر رہے تھے، ان کے ملک کا نام حجر تھا جو مدینہ کے شمال کی طرف واقع ہے ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے، یہ لوگ دنیاوی زندگی پر مغرور ہو کر تکبر و تجبر کی نمائش کے لیے پہاڑوں کو تراش کر بڑے عالیشان مکان بناتے تھے گویا کبھی یہاں سے جانا ہی نہیں، ان کا خیال تھا کہ ایسی مضبوط اور مستحکم عمارتوں پر کوئی آفت کب آسکتی ہے۔ پھر ایک دن اچانک ان پر عذاب آگیا اور مال و دولت، مستحکم عمارات اور دوسرے اسباب اور وسائل میں سے کوئی چیز بھی ان سے اللہ تعالیٰ کے عذاب کو دور نہ کر سکی۔ [1]

قرآن مجید میں ہے:

ولقد کذب اصحب الحجر المرسلین ○ واتینہم ایتنا فکانوا عنہا معرضین ○ وکانوا ینحتون من الجبال بیوتا امنین ○ فاخذتہم الصیحۃ مصبحین ○ فما اغنی عنہم ما کانوا یکسبون ○

(حجر: ۸۰-۸۴)

اور بے شک (وادی) حجر کے لوگوں نے رسولوں کی تکذیب کی، اور ہم نے ان کو اپنی نشانیاں دیں تو وہ ان سے اعراض کرتے رہے اور وہ پہاڑوں کو تراش کر گھر بناتے تھے، درآں حالیکہ وہ بے خوف تھے، تو ان کو ایک صبح ایک خوفناک آواز نے پکڑ لیا تو ان کی کمائی ان کے کسی کام نہ آئی۔

قوم ثمود کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ تھا جو آج بھی حجر کے نام سے موسوم ہے، یہ قوم ثمود کا مرکزی شہر تھا، اس کے کھنڈر مدینہ کے شمال مغرب میں موجودہ شہر العلا سے چند میل کے فاصلہ پر واقع ہیں، مدینہ سے تبوک جاتے ہوئے یہ مقام عام شاہراہ پر پڑتا ہے۔ اور قافلے اس وادی سے ہو کر گزرتے ہیں مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق کوئی شخص یہاں پر قیام نہیں کرتا۔ آٹھویں صدی ہجری میں ابن بطوطہ حج کو جاتے ہوئے یہاں پہنچا تو وہ لکھتا ہے کہ "یہاں سرخ رنگ کے پہاڑوں میں قوم ثمود کی عمارتیں موجود ہیں جو انہوں نے چٹانوں کو تراش تراش کر بنائی تھیں، ان کے نقش و نگار اس وقت تک ایسے تازہ ہیں جیسے آج بنائے گئے ہوں، ان مکانات میں اب بھی گلی سڑی انسانی ہڈیاں پڑی ہوئی ملتی ہیں۔"

شاہ سعود کے زمانہ میں حجاز ریلوے پر ایک اسٹیشن پڑتا تھا جسے مدائن صالح کہتے تھے یہی ثمود کا صدر مقام تھا اور قدیم زمانہ میں حجر کہلاتا تھا، اب تک وہاں ہزاروں ایکڑ کے رقبہ میں وہ سنگین عمارتیں موجود ہیں جن کو ثمود کے لوگوں نے پہاڑوں میں تراش تراش کر بنایا تھا، اس ویران شہر کو دیکھ کر یہ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ کسی وقت اس شہر کی آبادی چار پانچ لاکھ سے کم نہ ہو گی، نزول قرآن کے زمانہ میں حجاز کے تجارتی قافلے ان آثار قدیمہ کے درمیان سے گزرا کرتے تھے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے موقع پر جب ادھر سے گزرے تو آپ نے مسلمانوں کو یہ آثار عبرت دکھائے، ایک جگہ آپ نے ایک کنوئیں کی نشان دہی کر کے بتایا یہی وہ کنواں ہے جس سے حضرت صالح علیہ السلام کی اونٹنی پانی پیتی تھی، الخ

---

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۲۹۴ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

مسلمانوں کو وصیت کی کہ صرف اسی کنویں سے پانی پینا جس سے اونٹنی پانی پیتی تھی، ایک یہ بھی وجہ ہے کہ [illegible] نے بتایا کہ اسی وجہ سے وہ اونٹنی یہاں بیٹھنے کے سبب آئی تھی وہ مقام آج کل مبرک الناقہ کے نام سے مشہور ہے۔ [illegible] سے جو مسلمان گزر رہے تھے ان کو تاکید سے آپ نے فرمایا کہ اس قوم کا علاقہ ہے جس پر اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا سو یہاں سے روتے ہوئے جلدی گزر جاؤ۔

ایک انگریز محقق J Schoefer نے لکھا ہے:

الحجر | شمالی عرب کا ایک شہر ہے جو تیما کے جنوب میں وادی القری سے ایک دن کی مسافت پر تھا۔ یہ شہر زیادہ تر کاروانی تجارتی شہر ہے جس کا بطلیموس اور پلینی Pliny نے Egra کے نام سے ذکر کیا ہے۔ یہ شہر اب کھنڈر ہے۔ موجودہ زمانے میں اس نام کا اطلاق مدائن صالح پر کرتے ہیں جو [illegible] کے درمیان [illegible] تک پھیلی ہوئی ہے۔ [illegible] زمین میں بہت سے کنویں ہیں جہاں بدوی بڑی تعداد میں اپنے مویشیوں سمیت [illegible] رہتے ہیں۔ الحجر سے دو سڑکیں [illegible] جاتی ہیں۔ ایک تو نجد کی سڑک جس سے [illegible] حاجی گزرتے ہیں [illegible] اختیار کیا کرتے تھے۔ الحجر کے نواح میں ایک چٹان [illegible] کے [illegible] پہلے [illegible] Travels (Doughty) [illegible] Ehlab [illegible] لکھا گیا ہے [illegible] قصر جنت، بیت [illegible] بیت [illegible] کی [illegible] سب سے [illegible] مدائن صالح [illegible] Doughty [illegible] سب سے پہلا باشندہ تھا جس نے ۱۸۷۶ء [illegible] الحجر کی ساخت کی [illegible] کا [illegible] پر نقش شدہ [illegible] کا مشاہدہ کیا [illegible] باشندے [illegible] مقبرے [illegible] انسانی اجسام کے نشانات موجود ہیں [illegible] پہاڑ [illegible] چٹانوں کو تراش کر بنایا کرتے تھے اور [illegible] کرتے تھے۔ قدیم زمانے میں [illegible] اور متکبر [illegible] تھے۔ جن سے متعلق قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ وہ چٹانوں کو کاٹ کر [illegible] اپنے [illegible] بناتے تھے [illegible] لوگوں کو [illegible] تو حضرت صالح علیہ السلام کو [illegible] کے پاس بھیجا [illegible] کیا کہ اگر [illegible] سمجھا گیا تو عذاب نازل ہوگا، لیکن جب ان لوگوں نے [illegible] جاری [illegible] حضرت صالح ان سے [illegible] پہنچانے کے سبب کہتے رہے تو اللہ تعالیٰ نے [illegible] نازل کیا جس سے وہ نیست و نابود ہو گئے۔ الحجر کے [illegible] چٹانوں کو [illegible] سے [illegible] کر بنائی گئی ہیں مدائن صالح کے نام پر "مدائن صالح" یعنی "صالح کے شہر" بھی کہا جاتا ہے۔ عرب روایت کے مطابق حضرت [illegible] علیہ السلام [illegible] کے [illegible] سے حضرت ہاجرہ اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام [illegible] چلے گئے تھے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام یہاں اپنی والدہ کے پہلو میں مدفون ہیں۔ [illegible] الحجر کا ذکر [illegible] ہے۔ جب ۹ ہجری ۶۳۰ء میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کی طرف [illegible] الحجر میں سے [illegible] آپ [illegible] نے [illegible] وہاں [illegible] کے [illegible] اپنے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] کی ممانعت [illegible] کہ وہ [illegible] جگہ [illegible] عذاب نازل ہوا تھا [illegible] حال میں [illegible] یہاں ایک شہر

بس نا جاتا تھا لیکن ایک ایسے مقام پر جو منجانب اللہ مورد لعنت وعذاب ہو چکا تھا از سر نو ایک شہر آباد کرنے پر علمائے دین کے شدید اعتراضات کی وجہ سے یہ منصوبہ پورا نہ ہو سکا۔ ڈاؤٹی کے بعد ہک نے شیا۔ Arabia کے مؤلف سیاح Huber نے دوبارہ الحجر کی سیاحت کی ہے ایک مرتبہ ۱۸۷۹ء میں اور دوسری دفعہ Euting کے ہمراہ ۱۸۸۴ء میں۔[1]

بَابُ الْإِحْسَانِ إِلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ وَالْيَتِيمِ [۱۰۲۴]

بیوہ، مسکین اور یتیم کے ساتھ حسن سلوک کرنے کی فضیلت

۷۳۳۶۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مَسْلَمَةَ بْنِ قَعْنَبٍ حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ عَنْ أَبِي الْغَيْثِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ السَّاعِي عَلَى الْأَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِينِ كَالْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَأَحْسِبُهُ قَالَ وَكَالْقَائِمِ لَا يَفْتُرُ وَكَالصَّائِمِ لَا يُفْطِرُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوہ اور مسکین کے لیے محنت کرنے والا، مجاہد فی سبیل اللہ کی مثل ہے، اور میرا گمان ہے کہ آپ نے یہ بھی فرمایا وہ نماز میں اس تہجد گزار کی مثل ہے جو تھکتا نہ ہو اور اس روزہ دار کی مثل ہے جو افطار نہ کرے (یعنی مسلسل روزے رکھے)۔

۷۳۳۷۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا مَالِكٌ عَنْ ثَوْرِ بْنِ زَيْدٍ الدِّيلِيِّ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا الْغَيْثِ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَافِلُ الْيَتِيمِ لَهُ أَوْ لِغَيْرِهِ أَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ وَأَشَارَ مَالِكٌ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطَى۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کی پرورش کرنے والا، خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا نہ ہو میں اور وہ جنت میں اس طرح ہوں گے، راوی نے درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا کر اشارہ کیا۔

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ دو انگلیوں کو ملا کر جو مثال دی ہے اس سے تو مجاورت اور قرب منزلت کی تمثیل ہے یا دونوں درجوں کی فضیلت کو بیان کرنے کے لیے ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ راوی مالک نے اشارہ کر کے بتایا تھا ایک روایت میں یہ مدرج ہے اور کسی کی طرف منسوب نہیں ہے، اور ایک روایت میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اشارہ فرمایا تھا۔

بَابُ فَضْلِ بِنَاءِ الْمَسَاجِدِ [۱۰۲۵]

مسجد بنانے کی فضیلت

۷۳۳۸۔ حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ سَعِيدٍ الْأَيْلِيُّ وَأَحْمَدُ بْنُ عِيسَى قَالَا حَدَّثَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي

عبید اللہ خولانی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کو دوبارہ

۱؎ اردو دائرہ معارف اسلامیہ ج ۷ ص ۹۴۵-۹۴۳، مطبوعہ لاہور، ۱۳۹۱ھ

عَمْرٌو، وَهُوَ ابْنُ الْحَارِثِ، أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ أَنَّ عَاصِمَ بْنَ عُمَرَ بْنِ قَتَادَةَ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ عُبَيْدَ اللَّهِ الْخَوْلَانِيَّ يَذْكُرُ أَنَّهُ سَمِعَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ عِنْدَ قَوْلِ النَّاسِ فِيهِ حِينَ بَنَى مَسْجِدَ الرَّسُولِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّكُمْ قَدْ أَكْثَرْتُمْ وَإِنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا قَالَ بُكَيْرٌ حَسِبْتُ أَنَّهُ قَالَ يَبْتَغِي بِهِ وَجْهَ اللَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ مِثْلَهُ فِي الْجَنَّةِ وَفِي رِوَايَةِ هَارُونَ بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

کرنا چاہا تو لوگوں نے اس پر طرح طرح کی باتیں کیں، اس وقت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا تم لوگوں نے بہت باتیں بنائی ہیں اور بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی رضا جوئی کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کی مثل جنت میں گھر بنائے گا اور ہارون کی روایت میں ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

۷۳۲۹۔ حَدَّثَنَا زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى كِلَاهُمَا عَنِ الضَّحَّاكِ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا الضَّحَّاكُ بْنُ مَخْلَدٍ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْحَمِيدِ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ مَحْمُودِ بْنِ لَبِيدٍ أَنَّ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ أَرَادَ بِنَاءَ الْمَسْجِدِ فَكَرِهَ النَّاسُ ذَلِكَ فَأَحَبُّوا أَنْ يَدَعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِ فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ بَنَى مَسْجِدًا لِلَّهِ بَنَى اللَّهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ مِثْلَهُ

محمود بن لبید بیان کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد بنانے کا ارادہ کیا تو لوگوں نے اس کو ناپسند کیا اور لوگوں نے اس کو پسند کیا کہ مسجد اپنی اصل حالت پر رہنے دی جائے۔ تب حضرت عثمان نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس کی مثل بنائے گا۔

۷۳۳۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الْحَنَفِيُّ وَعَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ الصَّبَّاحِ كِلَاهُمَا عَنْ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ جَعْفَرٍ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مثل جنت میں بنائے گا اس کا مطلب یہ ہے کہ جنت میں اس کے لیے گھر بنایا جائے گا، رہی یہ بات کہ اس کی صفت کیسی ہوگی تو جنت کی نعمتیں ایسی ہوں گی جن کو کسی نے نہیں دیکھا، نہ سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان کا خیال آیا۔ اس حدیث کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ مسجد بنانے والے کو جنت میں دوسرے گھروں پر ایسی فضیلت حاصل ہوگی جیسے دنیا میں مسجد کو دوسرے گھروں پر فضیلت ہے۔

مسجد کی فضیلت کے متعلق احادیث

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما من صباح ولا رواح الا وبقاع الارض ينادي بعضها بعضا يا جارة هل مر بك عبد صالح صلى عليك او ذكر الله فان قالت نعم رأت لها بذلك فضلا وصالح المري ضعيف۔[1]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہر صبح اور شام کو زمین کے ٹکڑے ایک دوسرے کو ندا کرتے ہیں اے پڑوسی! کیا تمہارے پاس سے کوئی نیک بندہ گزرا جس نے تم پر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر کیا؟ اگر وہ کہے ہاں تو زمین کے اس ٹکڑے کو فضیلت حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کی سند میں ایک راوی ضعیف ہے۔

عن ابن عباس قال المساجد بيوت الله في الارض تضيء لاهل السماء كما تضيء نجوم السماء لاهل الارض رواه الطبراني في الكبير ورجاله موثقون۔[2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا مساجد زمین پر اللہ کا گھر ہیں جن سے آسمان والوں کو اس طرح روشنی حاصل ہوتی ہے جس طرح آسمان کے ستاروں سے زمین والوں کو روشنی حاصل ہوتی ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے راویوں کی توثیق کی گئی ہے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن ابي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من تطهر في بيته ثم مشى الى بيت من بيوت الله ليقضي فريضة من فرائض الله كانت خطواته احدهما تحط خطيئة والاخرى ترفع درجة۔[3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے اپنے گھر میں وضو کیا پھر وہ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں چلا گیا تاکہ اللہ کے فرائض میں سے کسی فریضہ کو ادا کرے تو اس کے قدموں میں سے ہر ایک قدم سے ایک گناہ مٹے گا اور دوسرے سے ایک درجہ بلند ہوگا۔

عن ابي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم من غدا او راح الى المسجد اعد الله له في الجنة نزلا كلما غدا او راح اخرجاه في الصحيح من حديث يزيد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی صبح یا شام کو مسجد میں گیا تو اللہ تعالیٰ ہر صبح اور شام کو اس کے سبب جنت میں مہمانی تیار کرے گا۔ امام بخاری اور امام مسلم نے اس حدیث

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص ۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی، بیروت ۱۴۰۲ھ

[3] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۳ ص ۶۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ

روایت کیا ہے۔ ١ کہ اپنی صحیح میں حضرت یزید بن ہارون سے روایت کیا ہے۔

عن انس بن مالك عن النبي صلى الله عليه وسلم قال بشر المشائين في الظلم الى المساجد بالنور التام يوم القيامة ٢

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ رات کے اندھیروں میں مساجد کی طرف جاتے ہیں ان کو قیامت کے دن مکمل نور کی بشارت دے دیں۔

مسجد تعمیر کرنے کے متعلق احادیث

حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن بشر بن حيان قال جاء واثلة بن الاسقع ونحن نبني مسجدنا قال فوقف علينا فسلم ثم قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من بنى مسجدا فصلى فيه بنى الله عز وجل له في الجنة افضل منه رواه احمد والطبراني في الكبير ٣

بشر بن حیان کہتے ہیں کہ ہم اپنی مسجد بنا رہے تھے کہ اتنے میں حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ آگئے اور ہمارے پاس کھڑے ہو گئے اور ہمیں سلام کرنے کے بعد کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس آدمی نے مسجد بنائی اور اس میں نماز پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں اس سے افضل گھر بنا دیتا ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے اور امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بنى بيتا يعبد الله فيه من مال حلال بنى الله له بيتا في الجنة من در وياقوت رواه الطبراني في الاوسط وفيه سليمان بن داؤد اليمامي وهو ضعيف ٤

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لیے حلال مال سے ایک گھر بنایا اللہ تعالیٰ اس کے لیے موتیوں اور یاقوت سے ایک گھر بنا دے گا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں سلیمان بن داؤد یمامی ضعیف ہے۔

عن عائشة عن النبي صلى الله عليه وسلم قال من بنى لله مسجدا لا يريد به رياء ولا سمعة بنى الله له بيتا في الجنة

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اور اس سے دکھانے اور سنانے کا ارادہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ اس

١ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ، شعب الایمان ج ٣ ص ٨٢ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ١٤١٠ھ

٢ ″ ″ ″ ″ شعب الایمان ج ٣ ص ٨٢، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت ١٤١٠ھ

٣ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ٨٠٧ھ، مجمع الزوائد ج ٢ ص ٨، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ١٤٠٢ھ

٤ مجمع الزوائد ج ٢ ص ٨ ″ ″ ″

رواه الطبراني في الاوسط [1]

کے لیے جنت میں ایک گھر بنائے گا اس حدیث کو امام طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من بنى لله مسجدا صغيرا كان او كبيرا بنى الله له بيتا في الجنة رواه الترمذي۔ [2]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے اللہ کے لیے کوئی مسجد بنائی چھوٹی ہو یا بڑی، اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنا دے گا اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا ہے۔

عن معاذ من بنى لله مسجدا بنى الله له بيتا في الجنة ومن علق فيه قنديلا صلى عليه سبعون الف ملك حتى يطفئ ذلك القنديل ومن بسط فيه حصيرا صلى عليه سبعون الف ملك حتى ينقطع ذلك الحصير ومن اخرج منه قذاة كان له كفلان من الاجر رواه ابو الفرج في كتاب العلل [3]

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جس شخص نے اللہ کے لیے مسجد بنائی اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائے گا اور جس نے مسجد میں قندیل لٹکائی جب تک وہ قندیل روشن رہے گی ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے اور جس شخص نے مسجد میں چٹائی بچھائی تو جب تک وہ چٹائی سالم رہے گی ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کرتے رہیں گے، اور جو شخص مسجد سے کوئی تنکا نکالے گا اس کو دو اجر ملیں گے۔

مسجد کو مزین کرنے کا شرعی حکم

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

وامر عمر ببناء المسجد وقال اكن الناس من المطر واياك ان تحمر او تصفر فتفتن الناس وقال انس يتباهون بها ثم لا يعمرونها الا قليلا وقال ابن عباس لتزخرفنها كما زخرفت اليهود والنصارى [4]

حضرت عمر نے مسجد بنانے کا حکم دیا اور کہا لوگوں کو بارش سے محفوظ رکھو، اور مسجد میں سرخ یا زرد رنگ کرنے سے احتراز کرو کہیں لوگ فتنہ میں مبتلا نہ ہو جائیں، حضرت انس نے کہا کہ مسجدوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر فخر کریں گے پھر ان کو بہت کم آباد کریں گے، حضرت ابن عباس نے کہا تم ضرور مسجدوں کو اس طرح مزین کرو گے جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنے معبدوں کو مزین کیا تھا۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ مجمع الزوائد ج ۲ ص ۹ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۰۴ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[3] " عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۱۲ " " " "

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۴ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

امام ابن خزیمہ نے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ابو قلابہ کہتے ہیں کہ ہم حضرت انس کے ساتھ گئے وہ صبح کی نماز کا وقت تھا [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر ہم اس مسجد میں نماز پڑھ لیں تو بعض لوگ [illegible] دوسری مسجدوں میں [illegible] حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ لوگ مسجدوں پر فخر کریں گے اور ان کو بہت کم آباد کریں گے۔ امام ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں اور امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک لوگ مسجد بنانے میں ایک دوسرے پر فخر نہیں کریں گے قیامت قائم نہیں ہوگی۔ امام ابو داؤد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں مساجد کو بلند اور مضبوط بناؤں، علامہ عینی نے کہا اس کا معنی یہ ہے کہ مساجد کو مزخرف کرنے کے سبب سے [illegible] مزخرف بنانے کا حکم نہیں دیا گیا [illegible] مساجد کو سونے سے مزین کرنا جیسے یہود و نصاریٰ [illegible] اپنے گرجوں اور عبادت خانوں کو [illegible] ریاکاری کے سبب [illegible] فخر کرنے کے سبب مساجد کو مزین کرتے [illegible] فقہاء احناف نے اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ مسجد میں نقش و نگار [illegible] فقہاء نے کہا ہے کہ مسجد میں نقش و نگار [illegible] کا ترک کرنا اولیٰ ہے [illegible] مسجد کی تزئین کرنے کا [illegible] کوئی شخص [illegible] مسجد [illegible] زینت میں مشغول ہوگا [illegible] ہے۔ [1]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن نافع ان عبد الله بن عمر اخبره ان المسجد كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم مبنيا باللبن وسقفه بالجريد وعمده خشب النخل فلم يزد فيه ابو بكر شيئا وزاد فيه عمر وبناه على بنيانه في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم باللبن والجريد واعاد عمده خشبا ثم غيره عثمان فزاد فيه زيادة كثيرة وبنى جداره بالحجارة المنقوشة والقصة وجعل عمده من حجارة منقوشة وسقفه بالساج [2]

نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کو بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں مسجد (نبوی) اینٹوں کی بنی ہوئی تھی اور اس کی چھت کھجور کی شاخوں سے بنی تھی اور اس کے ستون کھجور کے تنے تھے، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اضافہ کیا اور اس کو اسی طرح بنایا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں وہ بنی ہوئی تھی، اینٹوں اور شاخوں سے اس کو بنایا اور درخت کے تنوں سے ستون بنائے، پھر حضرت عثمان

[1] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۰۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۶۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

نے اس میں تبدیلی کی اور بہت اضافہ کیا انہوں نے منقش پتھروں اور چونے سے اس کی دیواریں بنائیں اور منقش پتھروں سے ہی اس کے ستون بنائے اور ساگوان کی لکڑی سے اس کی چھت بنائی۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

یہ احادیث اس پر دلالت کرتی ہیں کہ مساجد کی تعمیر میں میانہ روی اختیار کرنا چاہیے اور فخر اور ریاکاری کے خدشہ سے اس کی تعمیر میں مبالغہ کرنے سے گریز کرنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں کثرت فتوحات اور مال و دولت کی فراوانی کے باوجود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بنی ہوئی مسجد میں کوئی تبدیلی نہیں کی پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وسائل کی اور بھی زیادہ فراوانی تھی، اس کے باوجود انہوں نے صرف یہ کیا کہ منقش پتھروں اور چونے سے دیواریں بنائیں اور ساگوان کی لکڑی کی چھت بنائی۔ انہوں نے مسجد بنانے میں سادگی سے ہی کام لیا کہ ان کو علم تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسجد میں زخرف اور زیب و زینت ناپسند ہے اور تاکہ امت کے لیے میانہ روی، کفایت شعاری اور زہد میں ان کی پیروی کریں۔ سب سے پہلے جس شخص نے مسجد کو مزین کیا وہ ولید بن عبد الملک بن مروان تھا یہ واقعہ صحابہ کا آخری دور تھا اور اکثر علماء نے فتنہ کے خوف سے اس پر سکوت کیا۔ ابن منیر نے کہا ہے کہ اب جب کہ لوگ اپنے گھروں کو مضبوط اور زیب و زینت سے بناتے ہیں تو مستحب یہ ہے کہ مساجد کو بھی خوب صورت اور زینت سے بنایا جائے تاکہ لوگوں کی نظروں میں مساجد کی وقعت کم نہ ہو۔ بعض علماء (علامہ ابن حجر) نے کہا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا قول یہ ہے کہ اگر بیت المال سے صرف نہ کیا جائے اور مساجد کی تعظیم کے قصد سے مساجد کو مزین کیا جائے اور مقصود یہ بنایا جائے کہ نقش کی مشغولیت سے (نمازی) بچتے رہیں، بعض علماء کہتے ہیں کہ ہمارے علماء کے نزدیک یہ مکروہ ہے اور بعض کہتے ہیں کہ مساجد پر نقش و نگار کرنا اس وقت ہے جب اس کا منبر ... ہے۔[1]

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

لا بأس بنقش المسجد بالجص والساج وماء الذهب والصرف الى الفقراء افضل كذا فى السراجية وعليه الفتوى كذا فى المضمرات وهكذا فى المحيط - واما التجصيص فحسن لانه احكام للبناء كذا فى الاختيار شرح المختار وكره بعض مشائخنا المنقوش على المحراب وحائط القبلة لان ذلك يشغل قلب المصلى وذكر الفقيه ابو جعفر رحمه الله تعالى فى شرح

مسجد کو چونے، ساگوان اور سونے کے پانی سے منقش کرنا جائز ہے اور فقراء پر خرچ کرنا زیادہ افضل ہے اسی طرح سراجیہ میں مذکور ہے، مضمرات میں لکھا ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے اور اسی طرح محیط میں ہے۔ البتہ چونا کرنا مستحسن ہے کیونکہ اس سے دیواریں مضبوط ہوتی ہیں، اختیار شرح المختار میں اسی طرح لکھا ہے۔ ہمارے بعض مشائخ نے محراب اور قبلہ کی دیوار میں نقش و نگار بنانے کو مکروہ لکھا ہے، کیونکہ اس سے نمازی کی توجہ بٹتی ہے فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ نے السیر الکبیر کی شرح میں لکھا ہے

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ ھ عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۰۶-۲۰۷ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ ھ

وفي البدائع نقش الحيطان مكروه قيل وكثير ها ما نقش سقف فالقليل يرخص فيه والكثير مكروه هكذا في المحيط واما جص الحيطان فوق السواد وبالعكس للنقش لا بأس به اذا فعله من مال نفسه ولا يستحسن من مال الوقف لانه تضييع كذا في الاختيار شرح المختار۔ [1]

کہ مسجد کی دیواروں پر نقش و نگار بنانا مکروہ ہیں کم ہوں یا زیادہ، چھت پر نقش و نگار بنانے کی اجازت ہے بشرطیکہ کم ہوں، اور زیادہ مکروہ ہیں اسی طرح محیط میں ہے نقش و نگار بنانے کے لیے اگر سفید پر سیاہ نقش بنائیں یا اس کے برعکس کریں تو جائز ہے بشرطیکہ اپنے ذاتی مال سے بنائے جائیں اور وقف سے نقش و نگار بنانا مناسب نہیں ہے کیونکہ یہ مال کو ضائع کرنا ہے اسی طرح اختیار شرح مختار میں ہے۔

علامہ شامی نے بھی الدر المختار، بحر الرائق اور ہندیہ کے حوالوں سے اسی طرح لکھا ہے۔ [2]

ملا علی قاری نے بھی مسجد کے مزین کرنے کو مکروہ لکھا ہے۔ [3]

احادیث صحیحہ، آثار صحابہ اور فقہاء احناف کی تصریحات سے مساجد کی زیب و زینت کا یہ حکم ہے۔ تاہم جس حد تک مساجد کو خوب صورت اور پر وقار بنانے کی اجازت ہے ان کی روشنی میں اگر کوئی شخص اپنے ذاتی مال سے مساجد کی تعظیم کے طور پر ان کو بارعب اور عالیشان بنائے تو یہ مستحسن ہے کیونکہ اس زمانہ میں جب لوگ اپنے مکانوں اور محلوں کو انتہائی حسین و جمیل بناتے ہیں تو یہ تقاضا ہے کہ اللہ کے گھر کو اپنے مکانوں سے زیادہ حسین بنایا جائے بشرطیکہ اس کو ذاتی شہرت اور نمائش کا ذریعہ نہ بنایا جائے اور نہ اس پر تفاخر کیا جائے اور نہ ہی مال وقف سے خرچ کیا جائے اور دیوار قبلہ اور محراب کو مزین کرنے سے گریز کیا جائے۔

مسجد میں کافر کے دخول کے متعلق علماء شافعیہ کا نظریہ

علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

مسجد میں مشرک کے دخول کے متعلق یہ مذہب ہے: امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسجد میں مشرک کا دخول مطلقاً جائز ہے، امام مالک کے نزدیک مطلقاً منع ہے اور امام شافعی کے نزدیک مسجد حرام میں مشرک کا دخول منع ہے اور باقی مساجد میں جائز ہے۔ [4]

امام شافعی کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

يا ايها الذين آمنوا انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا (توبہ: ٢٨)

اے ایمان والو! اس کے سوا کچھ نہیں کہ مشرکین نجس ہیں تو اس سال کے بعد وہ مسجد حرم کے قریب نہ ہوں۔

امام رازی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام شافعی رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ کفار کو صرف مسجد حرام میں دخول سے منع کیا جائے گا اور امام مالک کے نزدیک

1. علامہ نظام الدین متوفی ١١٦١ھ، عالمگیری ج ٥ ص ٣١٩، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق مصر ١٣١٠ھ
2. علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ١٢٥٢ھ، رد المحتار ج ١ ص ٤٤٢، مطبوعہ مطبع عثمانیہ استنبول ١٣٢٧ھ
3. ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ١٠١٤ھ، مرقات ج ٢ ص ٢٠٥، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان ١٣٩٠ھ
4. حافظ شہاب الدین احمد بن علی عسقلانی شافعی متوفی ٨٥٢ھ، فتح الباری ج ١ ص ٥٦٠، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ١٤٠١ھ

ان کو تمام مساجد میں دخول سے منع کیا جائے گا اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک مسجد حرام میں دخول سے منع کیا جائے گا نہ کسی اور مسجد سے، اس آیت کے صریح الفاظ سے امام ابو حنیفہ کا مذہب باطل ہے اور اس آیت کے مفہوم مخالف سے امام مالک کا قول باطل ہے، ہم یہ کہتے ہیں کہ اصل یہ ہے کہ کفار کو مسجد میں دخول سے نہ منع کیا جائے لیکن اس صریح نص قطعی کی وجہ سے ہم نے اس اصل کی مخالفت کی اور کفار کو مسجد میں دخول کی اجازت نہ دی، اور مسجد حرام کے علاوہ باقی مساجد میں ہم نے اصل پر عمل کیا اور ان مساجد میں کفار کو داخل ہونے کی اجازت دی۔ [5]

مسجد میں کافر کے دخول کے متعلق علماء مالکیہ کا نظریہ

علامہ قرطبی مالکی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: تمام مساجد اور مسجد حرام میں کفار کے دخول کے متعلق پانچ اقوال ہیں:

۱۔ اہل مدینہ نے کہا کہ یہ آیت تمام مشرکین اور تمام مساجد کے حق میں عام ہے، عمر بن عبد العزیز نے اپنے عمال کو یہی حکم لکھا تھا اور اس حکم کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے:

في بيوت اذن الله ان ترفع ويذكر فيها اسمه ان گھروں میں جنہیں اللہ نے بلند کرنے کا حکم دیا ہے اور ان میں اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔ (النور: ٣٦)

اور کفار کا مساجد میں داخل ہونا مساجد کو بلند کرنے کے منافی ہے، اور صحیح مسلم اور دیگر کتب حدیث میں مذکور ہے "ان مساجد میں پیشاب کرنا یا کسی قسم کی کوئی اور نجاست ڈالنا جائز نہیں ہے"، اور کفار ان نجاستوں سے خالی نہیں ہوتے، وہ استنجا کرتے ہیں نہ پاکیزگی حاصل کرتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں مسجد کو حائض اور جنبی کے لیے حلال نہیں کرتا، اور کافر جنبی ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: انما المشركون نجس (توبہ: ٢٨) مشرکین محض نجس ہیں، تو یہ نجس العین ہیں یا حکماً نجس ہیں اور دونوں صورتوں میں ان کو مساجد سے منع کرنا واجب ہے کیونکہ منع کرنے کی علت "نجاست" ان میں موجود ہے اور مساجد میں حرمت موجود ہے۔

۲۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے یہ کہا کہ یہ آیت تمام مشرکین کے حق میں عام ہے اور اس میں صرف مسجد حرام میں دخول سے منع کیا گیا ہے اور دوسری مساجد میں کفار کا داخل ہونا ممنوع نہیں ہے، اس لیے یہودیوں اور نصرانیوں کا تمام مساجد میں داخل ہونا جائز ہے، قاضی ابن العربی نے کہا: اللہ تعالیٰ نے مساجد میں ان کے دخول کی ممانعت کی علت شرک اور نجاست بیان فرمائی ہے: "انما المشركون نجس" لہٰذا شرک اور نجاست کے ساتھ کسی کو مسجد میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ایک مشرک قیدی ثمامہ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں باندھ دیا تھا اور ہر چند کہ یہ حدیث صحیح ہے لیکن ہمارے علماء نے اس کے چند جوابات دیے ہیں:

۱۔ ثمامہ کا یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے کا ہے۔

۲۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو علم تھا کہ ثمامہ مسلمان ہو جائیں گے اس لیے آپ نے ان کو باندھنے کا حکم دیا۔

۳۔ یہ ایک خاص جزئی واقعہ ہے اور ہم نے جو دلائل ذکر کیے وہ قواعد کلیہ ہیں، اور یہ جزئی واقعہ ان کلیات کے معارضہ کی صلاحیت

۵۔ امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ٦٠٦ھ، تفسیر کبیر ج ٦ ص ٢١، مطبوعہ دار الفکر بیروت ١٣٩٨ھ

نہیں رکھتا۔ (یعنی اس کو حضور کی یا ثمامہ کی خصوصیت پر محمول کیا جائے گا۔)

۴. نبی نے ثمامہ کو مسجد میں اس سبب سے باندھا تھا کہ وہ مسلمانوں کی نماز اور ان کی جماعت کا حسن دیکھیں اور مسجد میں ان کے بیٹھنے کے آداب کا مشاہدہ کریں اور مسلمانوں کے حلقہ سے مانوس ہو کر مسلمان ہو جائیں اور ایسا ہی ہوگا۔

۵. اس وقت ان کو باندھنے کے لیے مسجد کے علاوہ اور کوئی جگہ میسر نہیں تھی۔

امام ابوحنیفہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ یہود اور نصاریٰ کو مسجد حرام میں دخول سے منع نہیں کیا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے مسجد حرام میں صرف مشرکین اور بت پرستوں کو داخل ہونے سے منع کیا ہے [illegible] ہمارے بیان سے یہ قول بالکلیہ مردود ہے۔

علامہ قرطبی نے کہا ہے کہ امام [illegible] کے نزدیک [illegible] تمام مساجد میں بضرورت داخل ہونا جائز ہے اور امام شافعی نے کہا ہے کہ تمام مساجد میں [illegible] بضرورت داخل ہونا جائز ہے اور مسجد حرام میں ضرورت کی وجہ سے بھی جائز نہیں ہے۔

[illegible] نے کہا ہے یہ قول [illegible] ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلا من المسجد الحرام (بنی اسرائیل: ۱) "وہ ہر عیب سے پاک ہے جو اپنے مقدس بندے کو رات کے ایک قلیل وقت میں مسجد حرام سے لے گیا" [illegible] حرم میں داخل ہونے کی اجازت نہیں ہے۔

قتادہ نے یہ کہا ہے کہ [illegible] کوئی مشرک کا مسجد حرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ حضرت جابر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے [illegible] کے قریب کوئی مشرک نہ جائے [illegible] حضرت جابر رضی اللہ عنہ [illegible]۔

علامہ حطاب مالکی لکھتے ہیں:

امام مالک نے کفار کو تمام مساجد اور حرم میں داخل ہونے سے منع کیا ہے [illegible] ہے۔[2]

مساجد میں کافر کے دخول کے متعلق علماء حنبلیہ کا نظریہ

حافظ ابن کثیر حنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے اپنے مومن اور پاک [illegible] بندوں کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ مشرکوں کو مسجد حرام سے دور رکھیں جو اعتقاداً دین کے نجس ہیں اور اس آیت کے نزول کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔ یہ آیت نو ہجری میں نازل ہوئی اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سال حضرت ابوبکر کے ساتھ حضرت علی کو بھیجا کہ وہ مشرکین میں یہ اعلان کر دیں کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا اور نہ برہنہ ہو کر طواف کرے گا۔ امام عبدالرزاق نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کیا ہے [illegible]

۱. علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۸ ص ۱۰۴، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران [illegible] ھ

۲. علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد حطاب المغربی متوفی ۹۵۴ھ، مواہب الجلیل ج ۳ ص ۳۸۱، مطبوعہ [illegible] بیروت ۱۳۹۸ھ

ہیں کہ اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ ہوں ماسوا غلام یا اہل ذمہ کے، اور امام احمد نے اپنی مسند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس سال کے بعد ہماری مسجد میں کوئی مشرک نہ داخل ہو ماسوا ذمیوں اور ان کے خادموں کے، اور امام اوزاعی نے روایت کیا ہے کہ عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حکم لکھا کہ یہود اور نصاریٰ کو مسلمانوں کی مساجد میں داخل ہونے سے منع کرو، انہوں نے اللہ تعالیٰ کے قول "انما المشرکون نجس" کی پیروی کی، علماء نے کہا کہ حرم پورا مسجد ہے، کیونکہ قرآن مجید میں ہے: اس سال کے بعد کوئی مشرک مسجد حرام کے قریب نہ جائے" اور یہ آیت کریمہ مشرک کی نجاست پر دلالت کرتی ہے، لیکن جمہور کا موقف یہ ہے کہ مشرک کا بدن اور اس کی ذات نجس نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اہل کتاب کا طعام حلال کر دیا ہے، اور بعض ظاہریہ (غیر مقلدین) کا مسلک یہ ہے کہ ان کا بدن نجس ہے، ابن جریر نے حسن بصری سے روایت کیا ہے جو ان سے مصافحہ کرے وہ وضو کرے۔ ۱؎

علامہ ابن قدامہ حنبلی لکھتے ہیں:

حرم میں ذمیوں کا داخل ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا۔ (توبہ: ۲۸)

مشرکین نجس ہیں تو اس سال کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔

اور غیر حرم کی مساجد کے متعلق دو روایتیں ہیں، ایک روایت یہ ہے کہ مسلمانوں کی اجازت کے بغیر ان کا مساجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ایک مجوسی مسجد میں داخل ہو کر منبر پر بیٹھ گیا تو حضرت علی نے اس کو منبر سے اتار کر مارا اور مسجد کے دروازوں سے نکال دیا۔ اور مسلمانوں کی اجازت سے ان کا مسجد میں داخل ہونا جائز ہے، اور یہی صحیح مذہب ہے کیونکہ اسلام لانے سے پہلے اہل طائف کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا اور سعید بن مسیب نے کہا کہ ابوسفیان حالت شرک میں مدینہ کی مسجد میں آتے تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عمیر بن وہب آپ کو قتل کرنے کے ارادہ سے مسجد نبوی میں داخل ہوئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتا دیا کہ تم کس ارادہ سے آئے ہو، تو اللہ تعالیٰ نے ان کو دولت اسلام سے سرفراز کر دیا۔

اور دوسری روایت یہ ہے کہ کافروں کا کسی صورت میں بھی مسجد میں دخول جائز نہیں ہے کیونکہ حضرت ابوموسیٰ حضرت عمر کے پاس گئے۔ ان کے پاس ایک مکتوب تھا جس میں عمال کا حساب لکھا ہوا تھا، حضرت عمر نے کہا کسی لکھنے والے کو بلاؤ تاکہ وہ اس کو پڑھ کر سنائے، حضرت ابوموسیٰ نے کہا وہ مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ حضرت عمر نے پوچھا کیوں؟ حضرت ابوموسیٰ نے کہا وہ نصرانی ہے، اس اثر میں یہ دلیل ہے کہ کافروں کا مسجد میں داخل نہ ہونا صحابہ کرام کے درمیان مشہور و معروف تھا، نیز جنابت، حیض اور نفاس کا حدث مسجد میں دخول سے مانع ہے تو شرک کا حدث بطریق اولیٰ مانع ہوگا۔ ۲؎

مسجد میں کافر کے دخول کے متعلق علمائے احناف کا نظریہ

قرآن مجید میں ہے:

۱؎ حافظ ابو الفداء عماد الدین بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۳۸۲ - ۳۸۰، مطبوعہ دار الاندلس بیروت ۱۳۸۵ھ

۲؎ علامہ موفق الدین ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۹ ص ۲۸۶ - ۲۸۷، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۵ھ

يا أيها الذين آمنوا إنما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا وإن خفتم عيلة فسوف يغنيكم الله من فضله إن شاء إن الله عليم حكيم (التوبة: ٢٨)

اے ایمان والو! اس کے سوا کچھ نہیں کہ مشرک ناپاک ہیں، تو وہ اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب نہ ہوں، اور اگر تم کو تنگ دستی کا خوف ہو تو اگر اللہ نے چاہا تو وہ عنقریب تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جاننے والا، بڑی حکمت والا ہے۔

علامہ ابوبکر جصاص اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس آیت کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے، امام مالک اور امام شافعی یہ کہتے ہیں کہ مشرک مسجد حرام میں داخل نہیں ہو سکتا اور امام مالک یہ کہتے ہیں کہ وہ کسی اور مسجد میں بھی داخل نہیں ہو سکتا، البتہ ذمی کسی ضرورت کی بنا پر مسجد میں جا سکتا ہے مثلاً کسی مقدمہ کی پیروی کے لیے حاکم کے پاس مسجد میں جا سکتا ہے اور ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) یہ کہتے ہیں کہ ذمی کے لیے تمام مساجد میں داخل ہونا جائز ہے، اور اس آیت کے دو محمل ہیں: اول یہ کہ یہ آیت غیر ذمی مشرکین کے متعلق ہے جو مشرکین عرب ہیں، ان کو مکہ مکرمہ اور تمام مساجد میں دخول سے منع کیا گیا ہے کیونکہ یہ ذمی نہیں ہو سکتے، ان کے لیے صرف دو راستے ہیں اسلام یا تلوار۔ دوسرا محمل یہ ہے کہ اس آیت میں مشرکین کو حج کے لیے مکہ میں داخل ہونے سے منع کیا گیا ہے، اسی وجہ سے جس سال حضرت ابوبکر نے حج کیا تو اس سال حضور نے حضرت ابوبکر کے ساتھ حضرت علی کو یہ اعلان کرنے کے لیے بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، پھر اس سے اگلے سال جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کیا تو کسی مشرک نے حج نہیں کیا، اور اس معنی پر یہ دلیل ہے کہ اس آیت میں اس کے متصل اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: "اور اگر تم کو تنگ دستی کا خوف ہو تو اگر اللہ نے چاہا تو وہ اپنے فضل سے تمہیں غنی کر دے گا۔" اور تنگ دستی کا خوف اس وجہ سے ہو سکتا تھا کہ حج کے ایام میں بہ کثرت لوگ حج کے لیے آتے تھے اور ان لوگوں سے تجارت اور خرید و فروخت سے اہل مکہ نفع حاصل کرتے تھے، اور جب کہ مشرکین کو حج پر آنے سے روک دیا جائے تو اہل مکہ کی تجارت میں کمی کا خدشہ پیدا ہو گیا، اللہ تعالیٰ نے اس کا ازالہ کرتے ہوئے فرمایا: عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔ اور اس معنی کی مزید تائید اس سے ہوتی ہے کہ تمام مسلمانوں کا اس پر اجماع ہے کہ مشرکین کو عرفات اور مزدلفہ میں وقوف کرنے اور حج کے دیگر افعال سے منع کیا گیا ہے خواہ وہ ان افعال میں مسجد میں نہ بھی جاتے ہوں، اور ذمی کو ان افعال کی ادائیگی سے منع نہیں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس آیت میں مشرکین کو حج کرنے سے منع کیا گیا ہے اور حج کے بغیر مسجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کیا گیا، نیز اس آیت میں مسجد حرام کے قریب جانے کی ممانعت ہے مسجد حرام میں جانے کی ممانعت نہیں ہے اور مسجد حرام کے قریب جانا حج کے لیے جانے میں متحقق ہو سکتا ہے۔

حماد بن سلمہ نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عثمان بن ابی العاص سے روایت کیا ہے کہ جب ثقیف کا وفد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگوایا، صحابہ نے کہا: یا رسول اللہ! یہ نجس لوگ ہیں! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کی نجاست زمین پر نہیں لگتی ان کی نجاست ان کی اپنی ذات میں رہتی ہے۔ اور زہری نے سعید بن مسیب سے روایت کیا ہے کہ ابوسفیان حالت کفر میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں داخل ہوتا تھا، لیکن اس کا مسجد حرام میں داخل ہونا جائز نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: "وہ غیر ذمی مشرک، مسجد حرام کے قریب نہ ہوں۔"

علامہ ابوبکر رازی کہتے ہیں کہ ثقیف کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ۹ ھ میں، فتح مکہ کے بعد آیا اور یہ آیت

۹ ہجری میں نازل ہوئی ہے جب حضرت ابوبکر صدیق امیر حج بن کر گئے تھے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مسجد میں ٹھہرایا اور یہ حدیث کفار کی نجاست ان کو مسجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کرتی، اور ابوسفیان فتح مکہ سے پہلے صلح کی تجدید کے لیے آئے تھے وہ اس وقت مشرک تھے، اور یہ آیت اس کے بعد نازل ہوئی ہے، اس آیت کا تقاضا صرف مسجد حرام کے قریب جانے سے ممانعت ہے اور یہ کفار کو باقی مساجد میں داخل ہونے سے منع نہیں کرتی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ زید بن یثیع حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے یہ ندا کی کہ حرم میں کوئی مشرک داخل نہیں ہوگا، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ان الفاظ کے ساتھ روایت صحیح ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حرم میں کوئی مشرک حج کے لیے داخل نہیں ہوگا کیونکہ حضرت علی سے احادیث میں یہ روایت ہے کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہیں کرے گا، اسی طرح حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے پس ثابت ہوا کہ اس حدیث میں حج کے لیے حرم میں دخول سے ممانعت ہے اور امام احمد نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس سال کے بعد مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں، البتہ کسی ضرورت کی وجہ سے غلام یا باندی مسجد حرام میں داخل ہو سکتی ہے" اس حدیث میں آپ نے ضرورت کی وجہ سے غلام اور باندی کا مسجد حرام میں دخول جائز قرار دیا ہے اور آپ نے اس کی ممانعت نہیں کی، اور یہ اس پر دلیل ہے کہ آزاد ذمی بھی ضرورت کی وجہ سے مسجد حرام میں داخل ہو سکتا ہے، کیونکہ اس مسئلہ میں کسی نے بھی آزاد اور غلام میں فرق نہیں کیا اور حدیث میں غلام اور باندی کا بالخصوص اس سبب ذکر کیا ہے کہ یہ عام طور پر ... کے لیے نہیں جاتے ... اور امام عبدالرزاق نے سورۂ توبہ کی اس آیت کی تفسیر میں یہ روایت ذکر کی ہے۔

عن جابر بن عبد الله يقول في قوله تعالى انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام الا ان يكون عبدا او واحدا من اهل الذمة.

حضرت جابر بن عبداللہ اس آیت "مشرکین نجس ہیں تو وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں" کی تفسیر میں کہتے تھے البتہ غلام یا کوئی ذمی شخص مستثنیٰ ہوتا ہے۔

یہ روایت حضرت جابر سے مرفوع اور موقوف دونوں طرح مروی ہے۔ [1]

علامہ آلوسی حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک اس آیت میں مشرکین کو حج اور عمرہ کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس ممانعت کو اس سال یعنی ۹ ہجری کے بعد سے مقید کیا ہے اور جو کام سال بسال کیا جاتا ہے وہ حج یا عمرہ ہے، اگر مشرکین کو مسجد میں مطلقاً دخول سے منع کرنا مقصود ہوتا تو اس سال کے بعد کی قید لگانے کی ضرورت نہ تھی اور دوسری دلیل یہ ہے کہ مشرکین کو اس سال کے بعد مسجد حرام کے قریب جانے سے ممانعت کے بعد اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے فرماتا ہے: "اور اگر تم کو تنگ دستی کا خوف ہو تو اگر اللہ نے چاہا تو وہ عنقریب تم کو اپنے فضل سے غنی کر دے گا" اور تنگ دستی کا خوف اسی صورت میں ہو سکتا تھا کہ مشرکین کو حج کے لیے آنے سے روک دیا جائے کیونکہ حج کے موقع پر مشرکین کے آنے سے مسلمانوں کو تجارت میں بہت فائدہ ہوتا تھا اور ان کے نہ آنے سے اس تجارت کے منقطع ہونے کا خدشہ تھا، اس لیے امام اعظم کے نزدیک مشرکین اہل ذمہ کا مسجد حرام اور دیگر مساجد میں دخول جائز ہے۔ [2]

---

[1] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۳ ص ۸۸۔۸۷، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۴۰۰ھ

[2] علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۰ ص ۷۷، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

امام ابوحنیفہ کے نزدیک اہل کتاب کا مساجد میں داخل ہونا جائز ہے اور غیر اہل کتاب (یعنی بت پرست مشرک) کا مسجد میں داخل ہونا جائز نہیں ہے اور ان کی دلیل یہ حدیث ہے جس کو امام احمد نے سند جید کے ساتھ روایت کیا ہے:

عن جابر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یدخل مسجدنا هذا بعد عامنا هذا مشرك الا اهل العهد وخدمهم[1]

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس سال کے بعد ہماری اس مسجد میں کوئی مشرک داخل نہ ہو ماسوا اہل عہد اور ان کے خادم داخل ہو سکتے ہیں۔

شمس الائمہ سرخسی لکھتے ہیں:

امام محمد نے فرمایا زہری سے منقول ہے کہ ابوسفیان زمانہ جنگ میں صلح کے لیے مسجد میں داخل ہوتے تھے حالانکہ وہ اس وقت کافر تھے، البتہ یہ مسجد حرام میں جائز ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انما المشركون نجس فلا يقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا۔ مشرکین نجس ہیں سو وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔

اس حدیث کی شرح میں علامہ سرخسی لکھتے ہیں:

جب قریش مکہ نے خود معاہدہ شکنی کی اور ان کو یہ خوف ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے خلاف جنگ کریں گے تو انہوں نے ابوسفیان کو مدینہ منورہ بھیجا کہ وہ تجدید عہد کریں، ابوسفیان مسجد نبوی میں داخل ہوئے، یہ امام مالک کے خلاف دلیل ہے جو کہتے ہیں کہ مشرک کسی مسجد میں داخل نہیں ہو سکتا۔ نیز ثقیف کا وفد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گیا تو آپ نے ان کے لیے مسجد میں خیمہ لگانے کا حکم دیا، صحابہ نے کہا یہ نجس قوم ہے، آپ نے فرمایا زمین پر ان کی نجاست میں سے کچھ نہیں لگے گا۔ امام شافعی نے اس کی تاویل کر کے کہا ہے کہ یہ نص مسجد حرام کے ساتھ مختص ہے اور مشرک کا مسجد حرام میں داخل ہونا منع ہے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مشرک مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع کیا جائے اور دوسری مساجد میں اس کی ممانعت نہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی نجاست ان کے اعتقاد میں ہے جس طرح زمانہ جاہلیت میں، ہمارے علماء نے کہا ہے کہ اس آیت کا معنی یہ ہے کہ مشرکین کو مسجد حرام میں داخل ہونے سے منع کیا جائے اور یہ حکم دیا کہ وہ مسجد حرام کے قریب نہ جائیں۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ مسجد حرام میں حج اور عمرہ کے لیے نہ جائیں، ہمارے علماء نے کہا ہے کہ مسجد حرام میں حج اور عمرہ کی نیت سے داخل ہونا جائز نہیں ہے اور تعلیم کے لیے داخل ہونا جائز ہے۔[2]

علامہ علاؤ الدین حصکفی حنفی لکھتے ہیں:

ذمی کا مساجد میں داخل ہونا مطلقاً جائز ہے، امام مالک اس کو مطلقاً مکروہ کہتے ہیں اور امام محمد اور امام شافعی اور امام احمد مسجد حرام میں داخل ہونے کو مکروہ کہتے ہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ قرآن مجید میں نہی تکوینی ہے تکلیفی نہیں ہے اور مقصود یہ ہے کہ مشرکین کے مسلط ہونے کو روکا جائے خواہ وہ غلبہ ہوں، اور فلا يقربوا کا معنی یہ ہے کہ اس سال کے بعد حج نہ کریں اور

---

[1] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ عمدۃ القاری ج ۴ ص ۲۳۷، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

[2] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ، شرح سیر کبیر ج ۱ ص ۱۳۴-۱۳۵، مطبوعہ مکتبہ الشرکۃ الاسلامیہ افغانستان ۱۴۰۵ھ

روایت بالمعروف ذکر ہیں ... [illegible] ... نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق نے اس صورت کے متعلق یہ اعلان کیا
کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ ننگا طواف کرے ... [illegible]

علامہ شامی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام شافعی وغیرہ نے قرآن مجید کی آیت ... [illegible] ... مشرکین مسجد حرام کے قریب نہ جائیں ... [illegible] ... مسجد حرام کے قریب ہونے ... [illegible] ... اس لیے ... [illegible] ... کے نزدیک ... [illegible] ... نہیں ہیں۔[1]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

مسجد میں سترہ کی بحث

عن ابی صالح السمان قال بینما انا مع ابی سعید الخدری فی یوم جمعة یصلی الی شیء یستره من الناس فاراد شاب من بنی ابی معیط ان یجتاز بین یدیه فدفع ابو سعید فی صدره فنظر الشاب فلم یجد مساغا الا بین یدیه فعاد لیجتاز فدفعه ابو سعید اشد من الاولی فنال من ابی سعید ثم دخل علی مروان فشکا الیه ما لقی من ابی سعید ودخل ابو سعید خلفه علی مروان فقال مالک ولابن اخیک یا ابا سعید قال سمعت النبی صلی الله علیه وسلم یقول اذا صلی احدکم الی شیء یستره من الناس فاراد احد ان یجتاز بین یدیه فلیدفعه فان ابی فلیقاتله فانما هو شیطان۔[3]

ابو صالح سمان بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن میں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو ایک سترہ کی طرف نماز پڑھتے ہوئے دیکھا، بنو ابی معیط کے ایک نوجوان نے ان کے سامنے سے گزرنا چاہا تو حضرت ابو سعید خدری نے اس کے سینہ پر مار کر روکا، اس نوجوان نے کوئی اور راستہ نہ دیکھا ... [illegible] ... تو حضرت ابو سعید نے اس کو پہلے سے زیادہ زور سے دھکا دیا، اس نے حضرت ابو سعید کو برا کہا پھر وہ مروان کے پاس گیا اور حضرت ابو سعید کی شکایت کی، حضرت ابو سعید بھی اس کے پیچھے مروان کے پاس گئے، مروان نے کہا: اے ابو سعید! آپ کے اور آپ کے بھتیجے کے درمیان کیا معاملہ ہوا؟ حضرت ابو سعید نے کہا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جب تم میں سے کوئی شخص سترہ کی طرف نماز پڑھ رہا ہو اور کوئی اس کے سامنے سے گزرنا چاہے تو وہ اس کو دفع کرے اور اگر وہ نہ مانے تو اس سے قتال کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

---

[1] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی رد المحتار ج ۱ ص ۴۳۱-۴۳۰، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۴۳-۲۴۴، مطبوعہ ... [illegible]

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۷۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

(۵) موٹائی میں سترہ کم از کم ایک انگلی کے برابر ہو تاکہ دیکھنے والے کو دور سے نظر آ جائے۔

(۶) نمازی سترہ کے قریب کھڑا ہو، امام بخاری نے حضرت سہل سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مصلے اور دیوار کے درمیان ایک بکری کے گزرنے کی جگہ ہوتی تھی۔ علامہ ذہبی مالکی نے کہا ہے کہ بکری کے گزرنے کی جگہ کا اعتبار اس وقت ہے جب نمازی کھڑا ہو اور حضرت بلال نے بیان کیا ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کعبہ میں نماز پڑھی تھی تو رکوع اور سجود کے وقت آپ کے اور قبلہ کے درمیان تین ذراع کا فاصلہ تھا اور امام مالک نے اس کی کوئی حد مقرر نہیں کی ہے لیکن سترہ اور نمازی میں اتنا فاصلہ ہو کہ نمازی رکوع اور سجود کر سکے اور اپنے سامنے سے گزرنے والے کو دفع کر سکے، امام شافعی، امام احمد اور علماء نے کہا ہے کہ تین ذراع کا فاصلہ ہو، امام ابن ابی شیبہ نے سند صحیح کے ساتھ بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مغفل اپنے اور سترہ کے درمیان چھ ذراع کا فاصلہ رکھتے تھے۔

(۷) سترہ اپنی دائیں یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے، کیونکہ امام ابوداؤد نے حضرت مقداد بن اسود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی کسی لکڑی، ستون یا درخت کی طرف نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا مگر آپ اس کو اپنی دائیں یا بائیں ابرو کے سامنے کرتے اور اس کا قصد نہیں کرتے تھے۔

(۸) امام کا سترہ قوم کا سترہ ہوتا ہے، امام بخاری اپنی سند کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب وہ بلوغت کے قریب تھے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منیٰ میں بغیر کسی دیوار کے نماز پڑھا رہے تھے میں بعض صفوں کے آگے سے گدھی پر سوار ہو کر گزرا پھر میں نے گدھی کو چرنے کے لیے چھوڑ دیا اور صف میں داخل ہو گیا اور کسی نے مجھ پر انکار نہیں کیا۔ اس پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے کہ امام کا سترہ قوم کا سترہ ہے۔

(۹) ہمارے فقہاء نے یہ ذکر کیا ہے کہ سترہ کے نصب کرنے کا اعتبار ہے، سترہ کو زمین پر ڈالنے اور خط کھینچنے کا اعتبار نہیں ہے، کیونکہ مقصود آڑ ہے اور وہ سترہ کو ڈالنے اور خط کھینچنے سے حاصل نہیں ہوتی۔ شیخ ابو جعفر نے "مبسوط" میں لکھا ہے کہ جب زمین نرم ہو تو سترہ کو نصب کرنا چاہیے اور جب زمین سخت ہو اور سترہ کو نصب کرنا ممکن نہ ہو تو سترہ کو زمین پر رکھ دیا جائے کیونکہ جس طرح سترہ کو نصب کرنے کی روایت ہے اسی طرح رکھنے کی بھی روایت ہے لیکن اس کو طولاً رکھا جائے نہ کہ عرضاً، رکھا جائے اور خط نہ کھینچا جائے کیونکہ خط کھینچنا اور نہ کھینچنا برابر ہے کیونکہ وہ دیکھنے والے کو دور سے نظر نہیں آتا، امام شافعی نے کہا اگر نصب کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو طولاً خط کھینچ دے، بعض متاخرین نے اس قول پر عمل کیا ہے، مجتبیٰ میں ہے یہ قول غلط ہے، قرافی نے "ذخیرہ" میں لکھا ہے کہ خط باطل ہے اور یہی جمہور کا قول ہے، علامہ اشہب (مالکی) نے اس کو جائز کہا ہے، سعید بن جبیر، امام اوزاعی اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے، لیکن بعد میں امام شافعی نے خط سے منع کیا، اور حضرت ابوہریرہ کی جس روایت میں خط کھینچنے کا ذکر ہے اس کے متعلق عبدالحق نے کہا ایک جماعت نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، ابن حزم نے محلیٰ میں کہا خط کے متعلق کوئی حدیث صحیح نہیں ہے ورنہ اس کا قول کرنا واجب ہوتا۔

(۱۰) اگر سترہ مغصوبہ ہو تو یہ ہمارے نزدیک معتبر ہے اور امام احمد کے نزدیک اس سے نماز باطل ہو جاتی ہے اگر کوئی شخص غصب شدہ کپڑے کے ساتھ نماز پڑھے تو اس میں بھی یہی اختلاف ہے۔

(۱۱) نمازی کے اپنے سامنے سے گزرنے والے کا کیا حکم ہے؟ علامہ نووی نے کہا حضور نے جو فرمایا ہے "اس

[illegible]

بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گذرنے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

[illegible]

علامہ دسوقی مالکی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

اعلم انه اختلف في حريم المصلي الذي يمنع المرور فيه قال ابن هلال كان ابن عرفة يقول هو ما لا يشوش عليه المرور فيه ويحده بنحو عشرين ذراعا ويؤخذ ذلك من تحديد مالك حريم البئر بما لا يضر تلك البئر بحفر بئر اخرى ثم اختار ما لابن العربي من ان حريم المصلي مقدار ما يحتاجه لقيامه وركوعه وسجوده وقيل برمية حجر او سهم او المضاربة بالسيف اقوال۔[1]

نمازی کا وہ حریم (حد) جس میں مرور ممنوع ہے اس کی مقدار میں اختلاف ہے، علامہ ابن عرفہ نے کہا اتنی مقدار کے بعد سے گزرنے پر نمازی کو تشویش نہ ہو اور اس کی حد بیس ذراع (بیس گز) ہے اور یہ مقدار امام مالک نے ایک کنویں کے حریم کی جو مقدار بیان کی ہے اس سے ماخوذ ہے کہ اس کنویں کے نقصان نہ پہنچے پھر مصنف نے علامہ ابن العربی کے قول کو اختیار کیا کہ نمازی کا حریم اتنی مقدار ہے جتنی مقدار اس کو قیام، رکوع اور سجود کے لیے ضرورت ہے، ایک قول یہ ہے کہ ایک پتھر یا تیر پھینکنے کی مقدار یا تلوار چلانے کی مقدار حریم ہے، یہ کل اقوال ہیں۔

بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

وقوله لم يكن سترة او كانت وتباعد منها فالاصح انه ليس له الدفع لتقصيره ولا يحرم حينئذ المرور بين يديه لكن يكره تركه وذلك قال امام الحرمين والنهي عن المرور والامر بالدفع اذا وجد سبيلا سواه فان لم يجد وازدحم الناس فلا نهي عن المرور ولا يشرع الدفع وتبعه الغزالي امام الحرمين على هذا وهو مشكل فيه لحديث الصحيح في البخاري خلافه واكثر كتب الاصحاب ساكتة عن تقييد المنع بما اذا وجد سواه سبيلا۔[2]

اور اگر نمازی نے سترہ قائم نہیں کیا یا سترہ قائم کیا لیکن اس سے دور کھڑا ہوا تو اس کے آگے سے گزرنے والے کو دفع کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ اس کی اپنی جانب سے کوتاہی ہے، اور اس صورت میں اس کے آگے سے گزرنا حرام نہیں ہے لیکن مکروہ ہے، امام الحرمین نے کہا ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے کی ممانعت اور گزرنے والے کو دفع کرنے کا حکم اس وقت ہے جب گزرنے والے کے لیے کوئی اور راستہ ہو اور اگر کوئی راستہ نہ ہو اور رش زیادہ ہو تو گزرنے کی ممانعت نہیں ہے۔ غزالی نے اس مسئلہ میں امام الحرمین کی موافقت کی ہے لیکن یہ قول مشکل ہے، کیونکہ صحیح بخاری کی حدیث اس کے خلاف ہے، وہ حدیث ہم نے اس بحث میں سب سے پہلے

---

[1] علامہ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی متوفی ۱۲۳۰ھ، حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر ج ۱ ص ۲۴۶ مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، روضۃ الطالبین ج ۱ ص ۴۰۵ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۵ھ

[illegible] گذرنے کے علاوہ کوئی راستہ ہو۔

[illegible] خلاف بھی نہیں لکھا۔

علامہ شربینی شافعی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible] کہ خالی جگہ پر ہو۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

[illegible] لکھتے ہیں:

[illegible] حرم المرور بين يديه [illegible] ثلاثة [illegible]

[illegible] گز تک گذرنا مکروہ ہے۔

[illegible]

ڈاکٹر زحیلی نے یہ عبارت مغنی ج ۲ ص ۲۲۵-۲۳۹ اور کشاف القناع ج ۱ ص ۳۳۹ کے حوالے سے نقل کی ہے مگر ہمیں مغنی ابن قدامہ اور کشاف القناع میں سترہ کی پوری بحث میں یہ عبارت نہیں ملی واللہ اعلم۔

بغیر سترہ کے نمازی کے آگے سے گزرنے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

شمس الائمہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

وحد المرور بين يديه غير منصوص في الكتاب وقيل الى موضع سجوده وقيل بقدر صفين والاصح ما قيل فيه ان المصلي لو صلى بخشوع في الموضع الذي يقع بصره على المار يكره المرور بين يديه وفيما وراء ذلك لا يكره۔[1]

نمازی کے آگے سے گزرنے کی حد کتاب میں (یعنی کتب ظاہر الروایۃ کا متن) میں منصوص نہیں ہے ایک قول یہ ہے کہ سجدہ کی جگہ تک حد ہے، ایک قول یہ ہے دو صفوں کی مقدار تک حد ہے اور زیادہ صحیح قول یہ ہے کہ اگر نمازی خشوع کے ساتھ نماز پڑھے تو جس جگہ تک گزرنے والے پر اس کی نظر پڑے اس جگہ تک گزرنا مکروہ ہے اور اس کے آگے سے گزرنا مکروہ نہیں ہے۔

عالمگیری میں ہے:

اگر کوئی شخص نمازی کی سجدہ گاہ کے آگے سے گزرے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اور گزرنے والا گنہ گار ہوگا۔ نمازی کے آگے سے کس قدر جگہ سے گزرنا مکروہ ہے اس کی حد میں اختلاف ہے، زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ جگہ نمازی کے قدم سے لے کر اس کی سجدہ گاہ تک ہے (تبیین الحقائق)۔ ہمارے مشائخ نے یہ کہا ہے کہ جب کسی نمازی کی نظر سجدہ گاہ پر ہو اور اس کو گزرنے والا دکھائی نہ دے تو اتنے فاصلہ سے نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ نہیں ہے۔ اور یہی صحیح ہے (معراج الدرایہ) اور زیادہ صحیح ہے (بدائع صنائع) یہ صحت اور صواب کے مشابہ ہے (النہایہ)۔ یہ صحرا کا حکم ہے اور اگر نمازی مسجد میں ہو اور نمازی اور گزرنے والے کے درمیان انسان یا ستون کی طرح کوئی حائل ہو تو گزرنا مکروہ نہیں ہے اور اگر نمازی اور گزرنے والے کے درمیان کوئی حائل نہ ہو اور مسجد چھوٹی ہو تو جس جگہ سے بھی گزرے گا مکروہ ہوگا، اور بڑی مسجد صحرا کی طرح ہے۔ (قاضی خاں)[2]

علامہ بدر الدین عینی[3]، علامہ جلال الدین خوارزمی[4]، علامہ ابو سعود[5]، ملا مسکین[6]

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ٤٨٣ھ، المبسوط ج ١ ص ١٩٢، مطبوعہ دار الفکر بیروت

[2] علامہ نظام الدین حنفی متوفی ١١٦١ھ، عالمگیری ج ١ ص ١٠٤، مطبوعہ مطبعہ کبری امیریہ بولاق مصر، ١٣١٠ھ

[3] علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ٨٥٥ھ، البنایہ ج ٢ ص ٥٠٠، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد

[4] علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی، حاشیہ فتح القدیر ج ١ ص ٣٥٢، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[5] علامہ ابو سعود محمد بن محمد عمادی متوفی ٩٨٢ھ، حاشیہ ابو سعود علی ملا مسکین ج ١ ص ٢٣٢، مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصر ١٢٨٧ھ

[6] علامہ معین الدین ہروی ملا مسکین متوفی ٩٥٤ھ، شرح الکنز ج ١ ص ٢٣٢، مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصریہ مصر ١٢٨٧ھ

علامہ شرنبلالی،[۱] علامہ حلبی،[۲] علامہ حصکفی،[۳] علامہ شامی[۴] اور علامہ قہستانی[۵] سب نے یہ تصریح کی ہے کہ مسجد صغیر میں نمازی کے آگے سے مطلقاً گزرنا مکروہ ہے اور مسجد کبیر صحراء کی طرح ہے یعنی جب [illegible] دوسرے تو مسجد کبیر میں اتنے فاصلہ سے نمازی کے آگے سے گزرنا مکروہ نہیں ہے۔

اب یہ بات تحقیق طلب ہے کہ مسجد صغیر اور مسجد کبیر کا مصداق کون سی مسجدیں ہیں، سو اس میں بھی اختلاف ہے۔ علامہ قہستانی لکھتے ہیں:

هو اقل من ستين ذراعا وقيل من اربعين وهو المختار كما اشار اليه في الجواهر[۶]

مسجد صغیر ساٹھ ذراع (تقریباً [illegible] فٹ) سے کم ہوتی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ چالیس ذراع (تقریباً [illegible] فٹ) سے کم ہوتی ہے اور یہی مختار ہے جیسا کہ جواہر میں اس طرف اشارہ ہے۔

علامہ مسکین[۷] اور علامہ شامی[۸] نے بھی مسجد صغیر کی یہی تعریف کی ہے۔ اس کے برخلاف دوسرے فقہاء نے مسجد جامع کو مسجد کبیر اور مسجد صغیر اس مسجد کو قرار دیا ہے جس میں جمعہ نہ ہوتا ہو۔

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

وقال التمرتاشي والصحيح انه [illegible] لو صلى صلاة خاشع بصره [illegible] لا يقع على المار لا يكره هذا اذا كان في الصحراء وفي الجامع [illegible] بحكم الصحراء واما في المسجد [illegible] هو المسجد الا ان يكون بين يديه المار اسطوانة ونحوها ـــــ

علامہ تمرتاشی نے کہا ہے کہ [illegible] اگر نمازی خشوع سے نماز پڑھ رہا ہو [illegible] سجدہ گاہ پر ہو اور اس کی نظر گزرنے والے پر نہ پڑے تو اس کا گزرنا مکروہ نہیں ہے یہ حکم اس وقت ہے جب نمازی صحراء میں ہو [illegible] جامع صحراء کے حکم میں ہے، لیکن [illegible]

---

۱ علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ، حاشیۃ [illegible] ج ص [illegible] مطبوعہ [illegible]
۲ علامہ [illegible] حلبی [illegible] ص [illegible] مطبوعہ [illegible]
۳ علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ص ۴۲۳، مطبوعہ [illegible]
۴ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ص ۴۲۳، مطبوعہ [illegible]
۵ علامہ [illegible] قہستانی متوفی [illegible]ھ، جامع الرموز ج ا ص [illegible]، مطبوعہ [illegible]
۶ " " " " ، جامع الرموز ج ا ص ۱۹۰ " " "
۷ علامہ [illegible] مسکین متوفی [illegible]ھ [illegible] ج ص [illegible] مطبوعہ [illegible]
۸ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ص ۴۲۳، مطبوعہ [illegible]
العینی " " " ، منحۃ الخالق علی ہامش البحر الرائق ج ۲ ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

وقال فخر الاسلام في شرح الجامع الصغير ان من مر بين يدي المصلي في المسجد الجامع فقد قيل انه يكره والاصح انه لا يكره۔[1]

اگرچہ مسجد بڑی ہو، کہ نمازی اور گزرنے والے کے درمیان ستون وغیرہ ہو۔ فخر الاسلام نے جامع صغیر کی شرح میں لکھا ہے: اگر کوئی شخص جامع مسجد میں سامنے سے گزرے تو ایک قول یہ ہے کہ یہ مکروہ ہے اور زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ مکروہ نہیں ہے۔

علامہ جلال الدین خوارزمی نے بھی یہی لکھا ہے۔[2]

ہمارے نزدیک زیادہ صحیح یہی ہے کہ مسجد کبیر یا جامع مسجد کو صحرا قرار دیا جائے کیونکہ عرف میں بڑی مسجد اسی کو کہا جاتا ہے جس میں جمعہ ہوتا ہو اور جس مسجد میں صرف پنج وقتہ نماز ہوتی ہے اور جمعہ نہیں ہوتا اس کو عرف میں مسجد صغیر قرار دیا جاتا ہے، اس لحاظ سے جب جامع مسجد میں کوئی شخص نمازی کے سامنے سے دو صفوں کے فاصلہ سے گزرے تو اگر نمازی کی نظر سجدہ گاہ پر ہو تو اس کو گزرنے والا نظر نہیں آئے گا، اس لیے جامع مسجد میں دو صفوں کے فاصلہ کے بعد اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گزرے تو یہ مکروہ نہیں ہوگا۔ بعض فقہاء نے دو صفوں کا فاصلہ بھی لکھا ہے۔ علامہ بابرتی لکھتے ہیں:

واختلف في الموضع الذي يكره المرور فيه فمنهم من قدره بثلاثة اذرع ومنهم بخمسة ومنهم باربعين ومنهم بموضع السجود ومنهم بمقدار صفين او ثلاثة۔[3]

نمازی کے سامنے جتنے فاصلہ سے گزرنا مکروہ ہے اس کی مقدار میں اختلاف ہے، بعض فقہاء نے تین ذراع کہا، بعض نے پانچ ذراع کہا، بعض نے چالیس ذراع، بعض نے سجدہ کی جگہ کہا، بعض نے کہا دو صف، بعض نے تین صفوں کی مقدار کہا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازی اور مسجد کے فرق کے لیے نمازی کے آگے سے گزرنے سے منع فرمایا ہے اور اس کی کوئی حد مقرر نہیں فرمائی، اس لیے فقہاء نے امت کی سہولت اور دین میں یسر کی خاطر اس مسئلہ میں اجتہاد کیا اور مسلمانوں کی سہولت کے پیش نظر آثار اور احادیث کی روشنی میں یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منشا یہ ہے کہ نمازی کے سامنے سے گزرنے سے اس کی نماز میں خلل ہوتا ہے اس کی توجہ بٹتی ہے اس لیے فقہاء کرام نے یہ کہا جب کوئی شخص اتنے فاصلہ سے نمازی کے آگے سے گزرے کہ اگر نمازی کی نظر سجدہ گاہ پر ہو تو اس کو گزرنے والا نظر نہ آئے تو اس کا گزرنا جائز ہے اور اس مسئلہ میں صحرا اور مسجد کبیر یا مسجد صغیر کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ ہر جگہ نمازی کے آگے سے گزرنے کا یہی حکم ہونا چاہیے لیکن چونکہ مسجد صغیر کی بہ نسبت مسجد کبیر اور صحرا یا میدان یا کسی بھی کھلی جگہ میں لوگوں کے دشواری میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہے اس لیے فقہاء کرام نے یسر کی اس رعایت کو وہاں لاگو کیا ہے جہاں یسر کی ضرورت تھی۔

---

1. علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، بنایہ ج ۲ ص ۸۸۸، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد
2. علامہ جلال الدین خوارزمی، کفایہ مع فتح القدیر ج ۱ ص ۳۵۲، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر
3. ″ ″ ″ ، کفایہ مع فتح القدیر ج ۱ ص ۳۵۲

[illegible]

[illegible]

ہمارے فقہاء نے مسجد کبیر میں نمازی کے آگے سے [illegible]

علامہ ابن قدامہ بیان کرتے ہیں:

روى كثير بن كثير بن المطلب عن أبيه عن جده المطلب قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصلي حيال الحجر والناس يمرون بين يديه. رواه الخلال بإسناده. وروى الأثرم بإسناده عن المطلب قال: رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم إذا فرغ من سعيه جاء حتى يحاذي الركن بينه وبين السقيفة فصلى ركعتين في حاشية المطاف وليس بينه وبين الطواف أحد. وقال ابن أبي عمار: رأيت ابن الزبير جاء يصلي والطواف بينه وبين القبلة تمر المرأة بين يديه فينتظرها حتى تمر ثم يضع جبهته في موضع قدمها. رواه حنبل [illegible]

[illegible] کتاب المناسک میں روایت کیا ہے۔

[illegible]

[illegible]

کرنے کے سبب کھلی جگہ اور مسجد کعبہ میں بعض حدود و قیود کے ساتھ بغیر سترہ کے نماز پڑھنے والے کے سامنے سے [illegible] کی اجازت دی ہے۔ [illegible] بڑی حیرت کی بات ہے کہ [illegible] مسئلہ میں [illegible] کے ساتھ [illegible] اور ان کے علاوہ دنیا کی تمام مساجد کو، بالخصوص مسجد حرام، مسجد نبوی [illegible] تمام مساجد میں نمازی کے آگے سے گزرنے کی اجازت [illegible] اور تمام مسلمانوں کو حرج میں مبتلا کر دیا ہے [illegible] مسئلہ [illegible] ایک ہی [illegible] بھی [illegible] مسجد [illegible] شرح [illegible] مساجد کا [illegible] ان دونوں حکموں میں [illegible] میں سو سو گز ہوں۔ (انتہیٰ)

[illegible] گز [illegible] کسی زمانہ میں [illegible] مسجد [illegible] اس مجموعہ [illegible] مسجد کا ذکر نہیں ہے [illegible] سے [illegible] بہت زیادہ [illegible] لیے [illegible] مسجد [illegible] کی تمام مساجد [illegible] نے اجتہاد کر کے نمازی کے آگے سے گزرنے [illegible] مسجدوں کے [illegible] دنیا کے مسلمان [illegible] اجتہاد کے ثمرہ اور [illegible] اور [illegible] مشکلات اور دشواری میں مبتلا [illegible] رہیں گے۔ [illegible]!

[illegible] آگے سے گزرنے [illegible] مسلمان تشویش میں مبتلا رہتے ہیں [illegible] مذہب [illegible] کے فقہاء احناف نے [illegible] مسئلہ کا حل پیش کیا ہے [illegible] علماء کی [illegible] سے [illegible] عام مسلمانوں اور علماء کی سہولت [illegible] مسئلہ کے حل کو [illegible] سے پیش کیا ہے [illegible] قبول فرمائے۔ (آمین)

مسجد میں سوال کرنے والے کو دینے کی تحقیق (شرح صحیح مسلم کی جلد ثانی اور جلد خامس میں [illegible]) کو دینے کے متعلق فقہاء سے نکتی [illegible] ایات سے [illegible] کے ساتھ لکھا ہے [illegible] قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کی روشنی میں مسجد میں سوال کرنے والے کو دینا جائز [illegible] مسجد میں سائل کو دینے کو مکروہ [illegible] اور بعض فقہاء نے [illegible] ہے کہ اگر سائل نمازیوں کی گردنیں [illegible] سے گزرے [illegible] اور [illegible] سوال نہ کرے تو اس سائل کو مسجد میں دینا جائز ہے [illegible] کیونکہ [illegible] قرآن اور حدیث کے مطابق [illegible] مسجد میں سوال کرنے والے اور دینے والے دونوں کے لیے آسانی ہے۔

[illegible] مسجد کے ثبوت میں قرآن مجید کی آیت اور مذاہب اربعہ کے مفسرین کی عبارات پیش کریں گے [illegible] کے [illegible] ذکر کریں گے [illegible] بیان کریں گے [illegible] توفیق [illegible]

مسجد میں سائل کو دینے کے جواز پر قرآن مجید اور مذاہب اربعہ کے مفسرین کی عبارات سے استدلال [illegible]

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین آمنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون (المائدہ: ۵۵)

تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں۔

امام رازی شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ان سائلا سال فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلم یعطہ احد شیئا وکان علی فی الصلوٰۃ فی الرکوع [illegible] حتی اخذ [illegible] وھو [illegible] عمل قلیل لا یبطل الصلوٰۃ[2]

ایک سائل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا اس کو کسی شخص نے کچھ نہیں دیا، اس وقت حضرت علی نماز کی حالت رکوع میں تھے [illegible] اشارہ سے [illegible] انگوٹھی ان کو دے دی، اور سائل نے [illegible] کہ یہ حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ عمل قلیل نماز کو باطل نہیں کرتا۔

امام [illegible] شافعی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

روی عن ابی ذر رضی اللہ عنہ انہ قال صلیت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوما صلوٰۃ الظہر فسال سائل فی المسجد فلم یعطہ احد فرفع السائل یدہ الی السماء وقال اللھم اشھد انی سالت فی مسجد الرسول صلی اللہ علیہ وسلم فما اعطانی احد شیئا وعلی علیہ السلام کان راکعا فاوما الیہ بخنصرہ الیمنی وکان فیہا خاتم فاقبل السائل حتی اخذ الخاتم بمرأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث۔[1]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی، ایک سائل نے مسجد میں سوال کیا اس کو کسی نے کچھ نہیں دیا، سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کر کے یہ کہا اے اللہ گواہ رہنا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں سوال کیا [illegible] حضرت علی [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دیکھ رہے تھے [illegible] حضرت علی کے [illegible] شمار فرمائے [illegible]

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی نے بکثرت طرق سے اس حدیث کا ذکر کیا ہے۔[3]

حافظ ابن کثیر حنبلی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

عن ابن عباس قال خرج رسول اللہ صلی اللہ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد [illegible] قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص [illegible] مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص [illegible]، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[3] علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ، در منثور ج ۲ ص ۲۹۳-۲۹۲، مطبوعہ [illegible]

عليه وسلم الى المسجد والناس يصلون بين راكع وساجد وقائم وقاعد واذا مسكين يسأل، فدخل رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال اعطاك احد شيئا قال نعم قال من قال ذلك الرجل القائم قال على اى حال اعطاكه قال وهو راكع قال وذلك علي بن ابي طالب قال فكبر رسول الله صلى الله عليه وسلم عند ذلك۔ [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں گئے تو لوگ نماز پڑھ رہے تھے کچھ رکوع میں تھے اور کچھ سجدہ میں کچھ قیام میں اور کچھ قعدہ میں، اس وقت ایک مسکین سوال کر رہا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور اس سے فرمایا تم کو کسی نے کچھ دیا ہے؟ اس نے کہا ہاں، آپ نے فرمایا کس نے؟ اس نے کہا اس شخص نے جو قیام میں ہے، فرمایا کس حالت میں دیا ہے؟ کہا رکوع کی حالت میں، وہ حضرت علی بن ابی طالب تھے، اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر کہی۔

علامہ خفاجی حنفی لکھتے ہیں:

اخرجه الحاكم وابن مردويه وغيرهم عن ابن عباس رضي الله عنهما باسناد متصل قال اقبل ابن سلام ونفر من قومه امنوا بالنبي صلى الله عليه وسلم فقالوا يا رسول الله ان منازلنا بعيدة وليس لنا مجلس ولا متحدث دون هذا المجلس وان قومنا لما رأونا امنا بالله ورسوله وصدقناه رفضونا وآلوا على انفسهم ان لا يجالسونا ولا يناكحونا ولا يكلمونا فشق ذلك علينا فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم انما وليكم الله ورسوله ثم ان النبي صلى الله عليه وسلم خرج الى المسجد والناس بين قائم وراكع فبصر بسائل فقال هل اعطاك احد شيئا فقال نعم خاتم من فضة فقال من اعطاكه فقال ذلك القائم واومأ بيده الى علي رضي الله عنه فقال النبي صلى الله عليه وسلم على اي حال اعطاك فقال وهو راكع فكبر النبي صلى الله عليه وسلم ثم تلا هذه الاية۔ [2]

امام حاکم اور امام ابن مردویہ وغیرہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سند متصل کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ابن سلام اور ان کی قوم کے چند لوگ اسلام لے آئے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ! ہمارے گھر دور ہیں اور اس مجلس کے سوا ہمارے لئے کوئی مجلس نہیں ہے اور جب ہماری قوم نے دیکھا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہیں تو انہوں نے ہم کو ترک کر دیا، اور وہ اپنے ساتھ ہمیں نہ بٹھاتے ہیں نہ بات کرتے ہیں اور نہ نکاح کرتے ہیں، یہ ہم پر دشوار ہے، تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا ولی اللہ اور اس کا رسول ہے، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں گئے تو لوگ قیام اور رکوع کر رہے تھے، آپ نے ایک سائل کو دیکھا، آپ نے فرمایا کیا تم کو کسی نے کچھ دیا؟ اس نے کہا ہاں، ایک چاندی کی انگوٹھی، آپ نے فرمایا کس نے دی ہے؟ اس نے کہا اس کھڑے ہوئے شخص نے، اور حضرت علی کی طرف اشارہ کیا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کس حالت میں دی تھی؟ اس نے کہا رکوع کی حالت میں دی تھی، آپ نے اللہ اکبر کہا اور پھر اس آیت کی تلاوت کی۔

---

[1] حافظ عماد الدین ابن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۵۹۸-۵۹۷، مطبوعہ دار الاندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ

[2] علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی متوفی ۱۰۶۹ھ، عنایۃ القاضی ج ۳ ص ۲۵۰، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۲۸۳ھ

اور الوسی حنفی نے بھی اس روایت کو بیان کیا ہے۔[1]

علامہ نسفی حنفی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

والآية تدل على جواز الصدقة في الصلوٰة وعلى ان الفعل القليل لا يفسد الصلوٰة۔[2]

یہ آیت اس پر دلالت کرتی ہے کہ نماز میں صدقہ کرنا جائز ہے اور عمل قلیل مفسد نماز نہیں ہوتا۔

مسجد میں سائل کو دینے کے جواز پر احادیث سے استدلال

امام ابو داؤد سند جید کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم هل منکم احد اطعم الیوم مسکینا فقال ابو بکر دخلت المسجد فاذا انا بسائل یسأل فوجدت کسرة خبز فی ید عبد الرحمن فاخذتها فدفعتها الیه۔[3]

حضرت عبد الرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی شخص نے آج کسی مسکین کو کھانا کھلایا ہے؟ حضرت ابو بکر نے کہا میں مسجد میں داخل ہوا تو اس میں ایک سائل سوال کر رہا تھا میں نے عبد الرحمن کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا دیکھا میں نے اس سے وہ ٹکڑا لے کر اس سائل کو دے دیا۔

امام حاکم نے بھی اس حدیث کو اپنی سند کے ساتھ بیان کر کے لکھا ہے:

هذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاه۔[4]

یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے اور شیخین نے اس کو روایت نہیں کیا ہے۔

علامہ ذہبی نے بھی لکھا ہے کہ یہ حدیث امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔[5]

بعض علماء نے کہا ہے کہ [illegible] مسجد میں [illegible] سائل [illegible] وہ فعل کو عمل سے تعبیر کیا [illegible] قیمت [illegible] کی قید پر یہ دلیل مسجد کا عمل [illegible] استدلال صحیح ہوا۔

مصنف کہتا ہے [illegible] تم نماز میں قیام [illegible] کے [illegible] جب تم نماز میں قیام کا ارادہ کرو تو وضو کرو [illegible] اس حدیث میں [illegible] محذوف [illegible] صحیح ہے [illegible] ہے کہ جب [illegible] الصلوٰة [illegible] سامحة الکتاب [illegible] سے مراد [illegible] ہے۔

---

[1] علامہ سید محمود آلوسی حنفی [illegible] روح المعانی ج ٦ ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

[2] علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی حنفی [illegible] مدارک التنزیل علی هامش الخازن ج ١ ص [illegible] مطبوعہ دار الکتب [illegible]

[3] امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ٢٧٥ھ سنن ابو داؤد ج ١ ص ٢٣٥ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور [illegible]

[4] امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ٤٠٥ھ المستدرک ج ١ ص ٤١٢ مطبوعہ دار الباز مکہ مکرمہ [illegible]

[5] علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ٧٤٨ھ تلخیص المستدرک ج ١ ص ٤١٢

علاوہ ازیں علامہ نووی نے شرح المہذب میں لکھا ہے کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسجد میں سوال کرنے والے پر صدقہ کرنا مستحب ہے۔

مسجد میں سائل کو دینے کے متعلق فقہاء احناف کے نظریات

علامہ ابراہیم حلبی حنفی لکھتے ہیں:

ویعلم مما تقدم حرمة السؤال فی المسجد لانه کنشدان الضالة وبیع ونحوه وکراهة الاعطاء لانه یحمل علی السؤال وقیل ان کان لا یتخطی الناس ولا یمر بین یدی المصلین فلا بأس والاول احوط[1]

گذشتہ عبارت سے یہ معلوم ہوگیا کہ مسجد میں سوال کرنا حرام ہے، کیونکہ یہ گم شدہ چیز اور بیع کے لیے آواز لگانے کی مثل ہے اور سائل کو دینا بھی مکروہ ہے کیونکہ دینا سوال پر برانگیختہ کرتا ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ سوال کرنا مکروہ نہیں ہے، بہ شرطیکہ وہ نمازیوں کے آگے سے نہ گذرے اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے اور پہلے قول میں زیادہ احتیاط ہے۔

علامہ ابراہیم حلبی نے مسجد میں سائل کو دینے کے متعلق فقہاء احناف کے دو قول ذکر کیے ہیں، ایک قول یہ ہے کہ سائل کو دینا مکروہ ہے، بہار شریعت میں اسی قول کو اختیار کر کے سائل کو دینے کو منع لکھا ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ اگر سائل لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے اور نمازیوں کے آگے سے نہ گذرے تو اس کو دینا بلا کراہت جائز ہے، کیونکہ یہ قول قرآن اور حدیث کے مطابق ہے اور اس میں مسلمانوں کے لیے آسانی ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دین آسان ہے۔

علامہ علاؤالدین حصکفی لکھتے ہیں:

ویکره اعطاء السائل فی المسجد الا اذا لم یتخط رقاب الناس فی المختار کما فی الاختیار ومتن مواهب الرحمن لان علیا تصدق بخاتمه فی الصلاة فمدحه الله بقوله ویؤتون الزکوة وهم راکعون[2]

مسجد میں سائل کو دینا مکروہ ہے، ہاں اگر وہ لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگے تو قول مختار کے مطابق وہ مکروہ نہیں ہے، اسی طرح "اختیار" اور "مواہب الرحمن" میں مذکور ہے، کیونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نماز کی حالت میں انگوٹھی صدقہ کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح میں قرآن مجید کی یہ آیت نازل کی "جو لوگ رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں"۔

علامہ ابن عابدین شامی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

وفی الاختیار فان کان یمر بین یدی المصلین ویتخطی رقاب الناس یکره لانه

"اختیار" میں یہ مذکور ہے کہ اگر سائل نمازیوں کے سامنے سے گذرتا ہے اور لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہے

[1] علامہ ابراہیم بن محمد حلبی حنفی متوفی ۹۵۶ھ، غنیۃ المستملی ص ۶۰۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی
[2] علامہ علاؤالدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۱ ص ۶۰۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ

اعانة على اذى الناس حتى قيل هذا فلس لا يكفره سبعون فلسا اه قال ط فالكراهة للتخطي الذي يلزمه غالبا الايذاء و اذا كانت هناك فرجة يمر منها لا تتخطى فلا كراهة كما يؤخذ من مفهومه۔ [1]

ترس کر دینا مکروہ ہے کیونکہ یہ لوگوں کو ایذاء دینے پر مدد دینا ہے حتیٰ کہ یہ کہا گیا ہے کہ اس طرح ایک پیسہ دینے کا کفارہ ستر پیسے نہیں ہو سکتے علامہ طحطاوی نے کہا ہے کہ یہ کراہت نمازیوں کی گردنیں پھلانگنے کی وجہ سے ہے جس کو ایذاء لازم ہے اور جب وہاں گزرنے کے لیے کشادہ جگہ ہو تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے جیسا کہ اس عبارت کے مفہوم مخالف سے معلوم ہوتا ہے۔

قرآن مجید، احادیث اور فقہاء کی ان تصریحات سے واضح ہو گیا کہ مسجد میں سائل کو دینا جائز ہے، ہاں اگر وہ نمازیوں کی گردنیں پھلانگے یا نمازیوں کے آگے سے گزرے تو پھر اس سائل کو نہیں دینا چاہیے، کیونکہ یہ ایذاء مسلمین پر مساعدت ہے۔ اس جگہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی بیان کر دیا جائے کہ سائل کے لیے سوال کرنے کے جواز کا معیار کیا ہے اور اسلام میں سائل کے سوال کے لیے کس حد تک گنجائش رکھی گئی ہے۔

سوال کرنے کے جواز کا معیار

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما يقول قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما يزال الرجل يسأل الناس حتى يأتي يوم القيامة وليس في وجهه مزعة لحم [2]

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں سے ہمیشہ سوال کرتا رہتا ہے وہ قیامت کے دن اس حال میں آئے گا کہ اس کے چہرے پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہوگا۔

عن ابي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سأل الناس اموالهم تكثرا فانما يسأل جمرا فليستقل او ليستكثر [3]

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مال بڑھانے کے لیے لوگوں سے ان کے مال کا سوال کرتا ہے وہ درحقیقت انگاروں کا سوال کر رہا ہے خواہ کم کرے یا زیادہ۔

علامہ ابن براز کردری احکام مسجد کے بیان میں لکھتے ہیں

يتصدق على مسكين يا كلوب مراق

جو مسکین کھانے میں فضول خرچ کرتے ہیں ...

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ، رد المحتار ج ۵ ص ۲۶۸، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول ۱۳۲۷ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

[3] صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۳، " " " " "

ويستوى الحاق ماجور فيه الا اذا علم واحداً بعينه انه بهذه الصفة - [1]

گڑگڑا کر مانگتے ہوں ان کو دینے سے بھی اجر ملے گا، لیکن اگر کسی معین شخص کے متعلق معلوم ہو کہ وہ فضول خرچی کرتا ہے اور گڑگڑا کر مانگتا ہے تو پھر اس کو دینے سے اجر نہیں ہوگا۔

علامہ علاؤ الدین حصکفی لکھتے ہیں:

(ولا) يحل ان (يسال) شيئاً من القوت (من له قوت يومه) بالفعل او بالقوة كالصحيح المكتسب ويأثم معطيه ان علم بحاله لاعانته على المحرم (ولو سال للكسوة) او لاشتغاله عن الكسب بالجهاد او طلب العلم (جاز) لو محتاجا - [2]

جس شخص کے پاس ایک دن کی خوراک ہو خواہ وہ خوراک بالفعل موجود ہو یا اس میں اس کو کما کر حاصل کرنے کی استعداد ہو بایں طور کہ وہ تندرست اور کمانے والا ہو، اس کے لیے خوراک کا سوال کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کو دینے والا اس کے حال کو جانتا ہو تو وہ گنہگار ہوگا، کیونکہ وہ ایک حرام کام کی مدد کر رہا ہے، اور اگر وہ ضرورت مند ہو اور کپڑوں کا سوال کرے یا جہاد یا طلب علم میں مشغول ہونے کی وجہ سے خوراک کا سوال کرے اور وہ ضرورت مند بھی ہو تو یہ سوال جائز ہے اور اس کو دینا بھی جائز ہے۔

علامہ شامی اس عبارت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

علامہ اکمل نے شرح مشارق میں لکھا ہے کہ جس شخص کو معلوم ہو کہ سائل تندرست اور کمانے والا ہے تو اس کو دینا مکروہ ہے کیونکہ یہ حرام پر معاونت ہے، البتہ اگر وہ اس کو ہبہ کر دے تو جائز ہے، کیونکہ غنی کو ہبہ اور ہدیہ کرنا جائز ہے لیکن اس پر یہ اشکال ہے کہ غنی وہ شخص ہوتا ہے جو مالک نصاب ہو اور اس کو دینا ہدیہ ہے لیکن جس شخص کے پاس صرف ایک دن کی بہ قدر کفایت خوراک ہو یا وہ بھی نہ ہو لیکن تندرست اور کمانے والا ہو تو اس کو دینا ہدیہ نہیں، صدقہ ہی ہوتا ہے صاحب البحر الرائق نے اس اشکال کا یہ جواب دیا ہے کہ ایسے شخص کو اگر سوال سے پہلے (صدقہ) دے دیا جائے تو پھر یہ جائز ہے اور حرام پر معاونت نہیں ہے، لیکن علامہ مقدسی نے یہ کہا ہے کہ ایسے شخص کو دینے سے اس کو مانگنے کی عادت پڑ جائے گی، اور اگر اس کو نہ دیا جائے تو ہو سکتا ہے وہ مانگنے سے باز آجائے اور توبہ کرے۔ [3]

سائل کو دینے کے متعلق مصنف کی تحقیق

مصنف کی تحقیق یہ ہے کہ جو شخص تندرست ہو کمانے کے لائق ہو اور پیشہ ور گداگری کرتا ہو اس کو کھانا بالکل نہ دیا جائے نہ مانگنے سے پہلے نہ مانگنے کے بعد، تاکہ اس کی حوصلہ شکنی ہو، اور وہ جائز طریقہ سے کسب معاش کرے، لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ جب اس

---

[1] علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری حنفی متوفی ٨٢٧ھ، فتاوی بزازیہ علی ہامش ہندیہ ج ٦ ص ٣٥٠-٣٥٠ مطبوعہ [illegible]

[2] علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی حنفی متوفی ١٠٨٨ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ٢ ص ٩٥-٩٥، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول

[3] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ١٢٥٢ھ، رد المحتار ج ٢ ص ٩٥، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ١٣٢٧ھ

سے متعلق تحقیق کی حد پر علم ہو کہ وہ تندرست اور کمانے کے لائق ہے اور جب یہ علم نہ ہو تو کسی مسلمان سائل کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے اس کے سوال کو جائز صورت پر محمول کیا جائے مثلاً یہ کہ ہو سکتا ہے کہ وہ کپڑوں کے سبب سوال کر رہا ہو، اپنے بیوی بچوں کے علاج یا کسی اور شدید ضرورت کی وجہ سے سوال کر رہا ہو یا وہ طالب علم یا مسافر ہو اور جن لوگوں کے متعلق یہ علم ہو کہ وہ تندرست ہیں اور ان کے روزگار ہیں اور ان کی آمدنی ان کی خوراک، لباس، رہائش، علاج اور تعلیم کے لیے کافی نہیں ہے تو ان کو ان کے حسب ضرورت مدد کرنی چاہیے اور جو لوگ مسجد میں اگر سوال کرتے ہیں ان کے متعلق اگر تو یہ تحقیق نہیں ہو سکا کہ آیا واقعی وہ مستحق ہیں اور نمازیوں کے آگے سے نہ گزرتے ہوں اور لوگوں کی گردنیں نہ پھلانگیں تو ان مسلمان سائلوں کے ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے ان کے سوال کو جائز صورت پر محمول کرنا چاہیے اور حتی الوسع ان کی امداد کرنی چاہیے۔

دار الاسلام میں غیر اسلامی معابد کے احکام

علامہ مرغینانی لکھتے ہیں:

دار الاسلام میں یہود و نصاریٰ کے نئے معابد، گرجا وغیرہ بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: اسلام میں خصی ہونے کی اجازت ہے نہ گرجا بنانے کی، اور اگر یہود و نصاریٰ کے پرانے معابد منہدم ہو جائیں تو ان کو دوبارہ بنایا جائے گا، کیونکہ عمارت ہمیشہ باقی نہیں رہتیں، اور جب امام نے ان عمارات کو برقرار رکھا تو ان کو دوبارہ تعمیر کرنے کا بھی عہد کیا۔ یہود و نصاریٰ کے نئے معابد بنانے کی ممانعت شہروں کے ساتھ مخصوص ہے دیہات میں نہیں ہے، کیونکہ شہروں میں اسلامی شعائر کا رواج ہوتا ہے، اس لیے وہاں اسلام کے خلاف کسی چیز کے اظہار کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ ایک قول یہ ہے کہ ہمارے علاقے کے دیہات میں بھی نئے معابد بنانے سے منع کیا جائے گا کیونکہ دیہات میں بھی بعض اسلامی شعائر ہوتے ہیں۔ صاحب مذہب سے کوفہ کے دیہات میں اجازت منقول ہے کیونکہ ان دیہات میں ذمیوں کی اکثریت ہے۔ اور سرزمین عرب میں شہروں اور دیہاتوں دونوں میں معابد بنانے سے منع کیا جائے گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سرزمین عرب میں دو دین جمع نہیں ہوں گے۔ [1]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ مسلمانوں کے شہر تین قسم کے ہیں:

1. جن شہروں کی بنیاد مسلمانوں نے رکھی، مثلاً کوفہ، بصرہ، بغداد اور واسط وغیرہ ان میں یہود و نصاریٰ کے نئے معابد کو بنانا بالکل جائز نہیں ہے، اس پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے، ان شہروں میں غیر مسلموں کو شراب پینے، خنزیر رکھنے اور ناقوس بجانے کی بھی اجازت نہیں دی جائے گی۔
2. جن شہروں کو مسلمانوں نے جہاد کے ذریعہ فتح کیا ان میں بھی نئے غیر اسلامی معابد کو بنانے کی بالکل اجازت نہیں ہے اور جو معابد پہلے سے بنے ہوئے ہوں، ان کے متعلق امام مالک، امام شافعی اور امام احمد کا ایک قول یہ ہے کہ ان کو منہدم کرنا واجب ہے، ہمارے نزدیک ان کے پرانے معابد کو منہدم نہیں کیا جائے گا البتہ غیر مسلموں کو ان میں سکونت رکھنے کی اجازت دی جائے گی اور عبادت کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی، امام شافعی اور امام احمد کا بھی دوسرا قول یہی ہے کیونکہ حضرات صحابہ کرام نے بکثرت شہر فتح کیے اور انہوں نے غیر اسلامی معابد کو منہدم نہیں کیا اور اگر انہوں نے ایسا کیا ہوتا تو یہ منقول ہو

[1] علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اولین ص ۵۱۱، مطبوعہ المکتبۃ العربیہ کراچی

۲۱- جو شہر مسلمانوں نے صلح کے ذریعہ فتح کیے، ان کی تفصیل یہ ہے کہ اگر صلح کی شرط ہو کہ زمین ان کی رہے گی اور وہ ہم کو خراج ادا کریں گے تو ان کے لیے اپنے نئے معابد بنانا بھی جائز ہے اور اگر صلح کی شرط یہ ہو کہ ملک ہمارا ہوگا اور وہ جزیہ ادا کریں گے تو معابد کا حکم شرائط صلح کے مطابق ہوگا، اگر یہ شرط رکھی گئی کہ وہ نئے معابد بنا سکتے ہیں تو ان کو بنانے سے منع نہیں کیا جائے گا، لیکن بہتر یہ ہے کہ یہ شرط نہ رکھی جائے اور اگر مطلقاً صلح ہوئی ہے تو نیا معبد تعمیر کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور پرانے معابد کو منہدم نہیں کیا جائے گا اور ان کو علی الاعلان ناقوس بجانے، شراب پینے اور خنزیر کھانے سے منع کیا جائے گا اس پر اجماع ہے اور اگر وہ اپنے گھروں میں ناقوس بجائیں تو اس کی اجازت دی جائے گی۔

امام محمد نے یہ کہا ہے کہ غیر مسلموں کو زنا اور دوسرے فواحش جو ان کے دین میں حرام ہوں اسی طرح گانے بجانے اور آلات موسیقی کے استعمال کرنے کی شہروں میں اجازت ہوگی نہ دیہاتوں میں، اور جو آلات موسیقی کو توڑ دے گا وہ ضامن نہیں ہوگا۔

خلاصہ یہ ہے کہ جزیرہ عرب کے علاوہ دار اسلام میں جو غیر اسلامی معابد اب موجود ہیں، ان میں سے کسی کو منہدم نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اگر یہ شہر صلح سے فتح ہوئے ہیں تو صحابہ اور تابعین نے ان شہروں کو فتح کرنے کے بعد باوجود علم کے ان کو باقی رکھا، اور اگر ان شہروں کو جہاد کے ذریعہ فتح کیا گیا ہے تب بھی ان کے معابد کو منہدم نہیں کیا جائے گا، البتہ ان میں سکونت کی اجازت ہوگی اور عبادت کی اجازت نہیں ہوگی اور اگر صلح کے ذریعہ ان شہروں کو فتح کیا گیا تو ان کو ان معابد میں عبادت کی اجازت ہوگی لیکن مذہبی تعلیم کی اجازت نہیں ہوگی۔ [1]

بَابُ فَضْلِ الْإِنْفَاقِ عَلَى الْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ

مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرنے کی فضیلت

۷۳۴۱- حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَزُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ (وَاللَّفْظُ لِأَبِي بَكْرٍ) قَالَا حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ عَنْ عُبَيْدِ بْنِ عُمَيْرٍ اللَّيْثِيِّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ بَيْنَا رَجُلٌ بِفَلَاةٍ مِنَ الْأَرْضِ فَسَمِعَ صَوْتًا فِي سَحَابَةٍ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ فَتَنَحَّى ذَلِكَ السَّحَابُ فَأَفْرَغَ مَاءَهُ فِي حَرَّةٍ فَإِذَا شَرْجَةٌ مِنْ تِلْكَ الشِّرَاجِ قَدِ اسْتَوْعَبَتْ ذَلِكَ الْمَاءَ كُلَّهُ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک مرتبہ ایک شخص نے جنگل میں بادل سے ایک آواز سنی کہ فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو، وہ بادل چل پڑا اور اس نے پتھریلی زمین پر پانی برسایا، وہاں کے نالوں میں سے ایک نالہ بھر گیا، وہ شخص اس پانی کے پیچھے پیچھے گیا، وہاں ایک شخص باغ میں کھڑا اپنے پھاوڑے سے پانی کو ادھر ادھر کر رہا تھا، اس شخص نے باغ والے سے پوچھا اے اللہ کے بندے تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بادل سے سنا تھا، اس شخص نے پوچھا اے اللہ کے بندے

[1] علامہ کمال الدین ابن ہمام حنفی متوفی ۸۶۱ھ، فتح القدیر ج ۵ ص ۳۰۰-۲۹۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

فَتَتَبَّعَ الْمَاءَ فَإِذَا رَجُلٌ قَائِمٌ فِي حَدِيقَتِهِ يُحَوِّلُ الْمَاءَ بِمِسْحَاتِهِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ مَا اسْمُكَ قَالَ فُلَانٌ لِلْاِسْمِ الَّذِي سَمِعَ فِي السَّحَابَةِ فَقَالَ لَهُ يَا عَبْدَ اللَّهِ لِمَ تَسْأَلُنِي عَنِ اسْمِي فَقَالَ إِنِّي سَمِعْتُ صَوْتًا فِي السَّحَابِ الَّذِي هَذَا مَاؤُهُ يَقُولُ اسْقِ حَدِيقَةَ فُلَانٍ لِاسْمِكَ فَمَا تَصْنَعُ فِيهَا قَالَ أَمَّا إِذْ قُلْتَ هَذَا فَإِنِّي أَنْظُرُ إِلَى مَا يَخْرُجُ مِنْهَا فَأَتَصَدَّقُ بِثُلُثِهِ وَآكُلُ أَنَا وَعِيَالِي ثُلُثًا وَأَرُدُّ فِيهَا ثُلُثَهُ۔

تم نے میرا نام کیوں پوچھا تھا؟ اس نے کہا جس بادل نے اس باغ میں پانی برسایا ہے میں نے اس بادل سے یہ آواز سنی تھی فلاں آدمی کے باغ کو سیراب کرو، اس نے تمہارا نام لیا تھا تم اس باغ میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا اب جب تم نے یہ بتا دیا ہے تو سنو! میں اس باغ کی پیداوار پر نظر رکھتا ہوں اس میں سے ایک تہائی کو میں صدقہ کرتا ہوں ایک تہائی میں اور میرے اہل و عیال کھاتے ہیں اور ایک تہائی کو میں اس باغ میں لگا دیتا ہوں۔

۷۳۴۲ ـ وَحَدَّثَنَاهُ أَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ الضَّبِّيُّ أَخْبَرَنَا أَبُو دَاوُدَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي سَلَمَةَ حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ كَيْسَانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّهُ قَالَ وَأَجْعَلُ ثُلُثَهُ فِي الْمَسَاكِينِ وَالسَّائِلِينَ وَابْنِ السَّبِيلِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی اس میں ہے میں ایک تہائی مسکینوں، سائلوں اور مسافروں پر خرچ کر دیتا ہوں۔

صدقہ کی فضیلت کے متعلق قرآن مجید کی آیات

وانفقوا من ما رزقنکم من قبل ان یاتی احدکم الموت فیقول رب لولا اخرتنی الی اجل قریب فاصدق و اکن من الصلحین۔ (منافقین: ۱۰)

اور جو کچھ ہم نے تمہیں دیا ہے اس میں سے ہماری راہ میں خرچ کرو اس سے پہلے کہ تم میں سے کسی کو موت آجائے اور پھر وہ کہنے لگے اے میرے رب تو نے مجھے کم دنوں کی مہلت کیوں نہ دی میں صدقہ دیتا اور نیکوں میں سے ہو جاتا۔

ویطعمون الطعام علی حبه مسکینا و یتیما و اسیرا ہ انما نطعمکم لوجه الله لا نرید منکم جزاء ولا شکورا ہ انا نخاف من ربنا یوما عبوسا قمطریرا ہ فوقھم الله شر ذلک الیوم ولقھم نضرة و سرورا ہ

(دھر: ۸-۱۱)

(اللہ کے مقرب بندے) اللہ کی محبت میں مسکین یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں، اور ان سے کہتے ہیں کہ ہم تم کو صرف اللہ کی رضا جوئی کے لئے کھلاتے ہیں، ہم تم سے کوئی بدلہ چاہتے ہیں نہ شکریہ، بے شک ہم اپنے رب سے اس دن کا خوف رکھتے ہیں جو نہایت ترش اور سخت ہے۔ تو اللہ تعالیٰ انہیں اس دن کی مصیبت سے بچا لے گا اور ان کو تازگی اور فرحت بخشے گا۔

و مثل الذین ینفقون اموالھم ابتغاء مرضات الله وتثبیتا من انفسھم کمثل

اور ان لوگوں کی مثال جو اپنے مالوں کو اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے اور اپنے دلوں کو مضبوط رکھنے کے لئے خرچ

جنة بربوة اصابها وابل فاتت اکلها ضعفین فان لم یصبها وابل فطل واللہ بما تعملون بصیر ○
(البقرۃ : ۲۶۵)

کرتے ہیں، اس باغ کی سی ہے جو اونچی زمین پر ہو اور اس پر موسلا دھار بارش ہوئی ہو تو وہ باغ دگنے پھل لے گا، اور اگر اس کو موسلا دھار بارش نہ پہنچے تو اسے شبنم ہی کافی ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کام دیکھ رہا ہے۔

مثل الذین ینفقون اموالہم فی سبیل اللہ کمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة مائة حبة واللہ یضاعف لمن یشاء واللہ واسع علیم ○ (بقرۃ : ۲۶۱)

جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس نے سات خوشے اگائے، ہر خوشے میں سو دانے ہیں، اور اللہ جس کے لیے چاہے دگنا کر دیتا ہے، اور اللہ بڑی وسعت والا، بہت علم والا ہے۔

یایہا الذین امنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ومما اخرجنا لکم من الارض ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم باخذیہ الا ان تغمضوا فیہ واعلموا ان اللہ غنی حمید ○
(بقرۃ : ۲۶۷)

اے ایمان والو! (اللہ کی راہ میں) اپنی کمائی ہوئی پسندیدہ چیزوں میں سے خرچ کرو اور ان چیزوں میں سے جو ہم نے تمہارے لیے زمین سے پیدا کی ہیں ردی چیزوں کے خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو، جن کو تم خود نہیں لیتے الا یہ کہ تم نے آنکھیں بند کر لی ہوں اور جان لو کہ اللہ بہت بے نیاز ہے، بے حد لائق حمد کیا ہوا۔

ان تبدوا الصدقات فنعما ہی وان تخفوہا وتؤتوہا الفقراء فہو خیر لکم ویکفر عنکم من سیاتکم واللہ بما تعملون خبیر ○ (بقرۃ : ۲۷۱)

اگر تم ظاہر کر کے خیرات دو تو وہ کیا ہی اچھی ہے اور اگر تم فقراء کو مخفی طریقہ سے دو تو وہ تمہارے لیے بہت بہتر ہے اور ایسا کرنا تمہارے کچھ گناہوں کو مٹا دے گا، اور اللہ تمہارے سب کاموں کی خبر رکھنے والا ہے۔

صدقہ کی فضیلت کے متعلق احادیث

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں۔

عن رافع بن خدیج قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الصدقة تسد سبعین بابا من السوء رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ حماد بن شعیب وہو ضعیف۔[1]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ برائی کے ستر دروازوں کو بند کر دیتا ہے۔ اس کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اس کی سند میں حماد بن شعیب ضعیف راوی ہے۔

عن عبد اللہ بن جعفر قال وسمعت

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۰۹، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الصدقة تطفئ غضب الرب رواه الطبرانی فی الاوسط وفیه اصرم بن حوشب وهو ضعیف .[1]

نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ صدقہ رب کے غضب کو بجھا دیتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے، اس کی سند میں اصرم بن حوشب ضعیف راوی ہے۔

عن رافع بن مکیث وکان ممن شهد الحدیبیة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال حسن الملکة نماء وسوء الخلق شؤم والبر زیادة فی العمر والصدقة تقی میتة السوء رواه الطبرانی فی الکبیر وفیه رجل لم یسم .[2]

حضرت رافع بن مکیث جو حدیبیہ میں حاضر تھے بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھی ملکیت بڑھوتری ہے، بد خلقی نحوست اور بے برکتی ہے، نیکی عمر میں زیادتی ہے اور صدقہ بری موت سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں ایک راوی کا نام مذکور نہیں ہے۔

عن عمرو بن عوف قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان صدقة المسلم تزید فی العمر وتمنع میتة السوء ویذهب الله بها الکبر والفقر والفخر رواه الطبرانی فی الکبیر وفیه کثیر بن عبدالله المزنی وهو ضعیف .[3]

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان کا صدقہ کرنا عمر میں اضافہ کرتا ہے اور بری موت کو دور کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ صدقہ کے سبب سے تکبر، فقر اور فخر کو دور کرتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں کثیر بن عبداللہ ضعیف راوی ہے۔

عن عقبة بن عامر قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان الصدقة لتطفئ عن اهلها حر القبور وانما یستظل المومن یوم القیامة فی ظل صدقته رواه الطبرانی فی الکبیر وفیه ابن لهیعة وفیه کلام .[4]

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدقہ کرنے والے کی قبر کی گرمی کو صدقہ دور کرتا ہے اور مومن قیامت کے دن صرف اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے جس پر اعتراض ہے۔

وعن ابن عمر قال لما انزلت هذه

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب

[1] [illegible] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ
[2] 〃 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۰ 〃 〃 〃 〃
[3] 〃 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۰ 〃 〃 〃 〃
[4] 〃 〃 〃 〃 مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۰ 〃 〃 〃

الآية (مثل الذين ينفقون اموالهم فى سبيل الله كمثل حبة انبتت سبع سنابل فى كل سنبلة مائة حبة) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم رب زد امتى فنزلت (من ذا الذى يقرض الله قرضا حسنا فيضاعفه له اضعافا كثيرة) قال رب زد امتى فنزلت (انما يوفى الصابرون اجرهم بغير حساب) رواه الطبرانى فى الاوسط وفيه عيسى بن المسيب۔ ل

یہ آیت نازل ہوئی "جو لوگ اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس دانے کی سی ہے جس نے سات خوشے اگائے ہر خوشہ میں سات سو دانے ہیں" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ میری امت کے اجر میں اضافہ فرما، تب یہ آیت نازل ہوئی وہ کون ہے جو اللہ کو قرض حسن دے اللہ اس کے اجر کو کئی گنا بڑھا چڑھا کر دے گا، آپ نے فرمایا: اے اللہ میری امت کے اجر میں اضافہ فرما، تب یہ آیت نازل ہوئی "صبر کرنے والے کو ان کا اجر بے حساب ہی دیا جائے گا" اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کی سند میں عیسیٰ بن مسیب ہے۔

عن عبد الله بن جعفر قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول صدقة السر تطفئ غضب الرب رواه الطبرانى فى الصغير والاوسط وفيه اصرم بن حوشب وهو ضعيف۔ ۲

حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ چھپ کر صدقہ کرنا اللہ تعالیٰ کے غضب کو بجھا دیتا ہے اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم صغیر اور اوسط میں روایت کیا ہے اور اس میں ایک راوی ضعیف ہے۔

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الصدقة عن ظهر غنى وابدا بمن تعول واليد العليا خير من اليد السفلى رواه احمد ورجاله رجال الصحيح۔ ۳

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غنی ہوتے ہوئے صدقہ کرنا بہترین صدقہ ہے، اپنے عیال داروں پر صدقہ کی ابتداء کرو اور اوپر والا ہاتھ نچلے ہاتھ سے بہتر ہے۔ اس حدیث کو امام احمد نے روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں۔

عن قتادة بن سعد ان رجلا قال يا رسول الله اى الصلوة افضل قال طول القنوت قال اى الصدقة افضل قال جهد مقل قال اى

حضرت قتادہ بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! کون سی نماز افضل ہے؟ آپ نے فرمایا جس میں طویل قیام ہو، اس نے کہا کون سا صدقہ افضل

ل۔ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ
۲۔ " " " " مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۵ " " " "
۳۔ " " " " مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۶ " " " "

المؤمنين اكمل ايمانا قال احسنهم خلقا رواه الطبراني في الكبير وفيه سويد ابو حاتم وفيه كلام۔[1]

ہے؟ آپ نے فرمایا جو صدقہ تنگ دستی کی حالت میں دے، اس نے کہا مومنین میں سے کس کا ایمان کامل ہے؟ آپ نے فرمایا جس کے اخلاق سب سے اچھے ہوں، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے اس کی سند پر اعتراض کیا گیا ہے۔

عن الحكم بن عمير قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الاعمال الى الله عز وجل من اطعم مسكينا من جوع او دفع عنه مغرما او كشف عنه كربا رواه الطبراني في الكبير وفيه سليمان بن سلمة الخبائري وهو ضعيف۔[2]

حضرت حکم بن عمیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل کے نزدیک سب سے زیادہ وہ شخص محبوب ہے جو کسی بھوکے مسکین کو کھلائے یا اس کا قرض ادا کر دے، یا اس کی کسی مصیبت کو دور کر دے، اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے اس کی سند میں سلیمان بن سلمہ خبائری ضعیف راوی ہے۔

عن عائشة قالت سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول السخي قريب من الله بعيد من النار قريب من الجنة والبخيل بعيد من الله بعيد من الجنة بعيد من الناس قريب من النار والجاهل السخي احب الى الله من العابد البخيل۔[3]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ سخی اللہ سے قریب ہے دوزخ سے دور ہے اور جنت کے قریب ہے اور بخیل اللہ سے دور ہے جنت سے دور ہے لوگوں سے دور ہے اور دوزخ کے قریب ہے اور جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

عن جابر بن عبد الله قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم كل معروف صدقة ومن المعروف ان تلقى اخاك بوجه طلق وان تفرغ من دلوك في انائه۔[4]

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر نیکی صدقہ ہے اور یہ بھی نیکیوں میں سے ایک نیکی ہے کہ تم اپنے بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی کے ساتھ ملاقات کرو اور تم اپنے ڈول سے اس کے برتن میں پانی ڈال دو۔

صدقہ اور زکوٰۃ کے بہت زیادہ احکام اور فقہی مسائل کی تفصیل شرح صحیح مسلم جلد ثانی میں ملاحظہ فرمائیں۔

باب تحريم الرياء

ریاکاری کی حرمت

[1] علامہ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۲ ص [illegible] مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ
[2] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۱۲ " " " "
[3] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۲۷ " " " "
[4] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۱۳۴ " " " "

۷۳۴۳۔ حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا رَوْحُ بْنُ الْقَاسِمِ عَنِ الْعَلَاءِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى أَنَا أَغْنَى الشُّرَكَاءِ عَنِ الشِّرْكِ مَنْ عَمِلَ عَمَلًا أَشْرَكَ فِيهِ مَعِي غَيْرِي تَرَكْتُهُ وَشِرْكَهُ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں شریک سے بے نیاز ہوں، جس شخص نے کسی عمل میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک کیا میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

۷۳۴۴۔ حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَفْصِ بْنِ غِيَاثٍ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ سُمَيْعٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّعَ سَمَّعَ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ رَاءَى رَاءَى اللّٰهُ بِهِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو سنانے کے لیے کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا، اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے کام کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں کو دکھائے گا۔

۷۳۴۵۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا الْعَلَقِيَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ يُسَمِّعْ يُسَمِّعِ اللّٰهُ بِهِ وَمَنْ يُرَائِي يُرَائِي اللّٰهُ بِهِ۔

حضرت جندب علقی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص لوگوں کو سنانے کے لیے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں کو سنائے گا اور جو لوگوں کو دکھانے کے لیے کام کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں کو دکھائے گا۔

۷۳۴۶۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا الْمُلَائِيُّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ وَزَادَ وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا غَيْرَهُ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی اس میں یہ اضافہ ہے کہ میں نے ان کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنا جو کہتا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۷۳۴۷۔ حَدَّثَنَا سَعِيدُ بْنُ عَمْرٍو الْأَشْعَثِيُّ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ سَعِيدٌ أَظُنُّهُ قَالَ ابْنُ الْحَارِثِ بْنِ أَبِي مُوسَى قَالَ سَمِعْتُ سَلَمَةَ بْنَ كُهَيْلٍ قَالَ سَمِعْتُ جُنْدَبًا وَلَمْ أَسْمَعْ أَحَدًا يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَهُ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ بِمِثْلِ حَدِيثِ الثَّوْرِيِّ۔

سلمہ بن کہیل کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جندب رضی اللہ عنہ کے علاوہ اور کسی سے نہیں سنا جو یہ کہتا ہو کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جیسا کہ ثوری کی حدیث میں ہے۔

۷۳۲۶۔ وَحَدَّثَنَاهُ ابْنُ أَبِي عُمَرَ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنَا الصَّدُوقُ الأَمِينُ الْوَلِيدُ بْنُ حَرْبٍ بِهَذَا الإِسْنَادِ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی

ریاکاری کے متعلق قرآن مجید کی آیات

والذين ينفقون اموالهم رئاء الناس ولا يؤمنون بالله ولا باليوم الآخر ومن يكن الشيطان له قرينا فساء قرينا۔

(نساء: ۳۸)

اور ان لوگوں کے لیے بھی ذلت کا عذاب ہے جو لوگوں کو دکھانے کے لیے اپنا مال خرچ کرتے ہیں نہ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں اور جس کا ساتھی شیطان ہو جائے تو وہ کیا ہی برا ساتھی ہے۔

يا ايها الذين آمنوا لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى كالذي ينفق ماله رئاء الناس ولا يؤمن بالله واليوم الآخر فمثله كمثل صفوان عليه تراب فاصابه وابل فتركه صلدا لا يقدرون على شيء مما كسبوا والله لا يهدي القوم الكافرين۔

(بقرہ: ۲۶۴)

اے ایمان والو! اپنے صدقات کو احسان جتا کر اور ایذا دے کر ضائع نہ کرو جس طرح وہ شخص (اپنے صدقات کو ضائع کرتا ہے) جو لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتا ہے اور اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک چکنا پتھر ہو جس پر کچھ مٹی ہو، پھر اس پر موسلا دھار بارش ہوئی جس نے اس پتھر کو بالکل صاف کر دیا، وہ اپنی کمائی سے کسی چیز پر قادر نہیں ہوں گے اور اللہ کافروں کو ہدایت نہیں دیتا۔

ولا تكونوا كالذين خرجوا من ديارهم بطرا ورئاء الناس ويصدون عن سبيل الله والله بما يعملون محيط۔

(انفال: ۴۷)

اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو اپنی شان دکھاتے ہوئے نکلے، اور وہ اللہ کے راستے سے روکتے تھے اور اللہ ان کے سب کاموں کو محیط ہے۔

واذا قاموا الى الصلوة قاموا كسالى يراءون الناس ولا يذكرون الله الا قليلا۔ (نساء: ۱۴۲)

اور منافقین جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سستی سے کھڑے ہوتے ہیں محض لوگوں کو دکھانے کے لیے اور وہ بہت کم ہی اللہ کا ذکر کرتے ہیں۔

فويل للمصلين ○ الذين هم عن صلاتهم ساهون ○ الذين هم يراءون ○ ويمنعون الماعون ○ (ماعون: ۴-۷)

ان نمازیوں کے لیے عذاب ہے، جو اپنی نماز سے غافل ہیں جو ریاکاری کرتے ہیں اور برتنے کی معمولی سی کوئی چیز بھی کوئی مانگے تو نہیں دیتے۔

ریاکاری کے متعلق احادیث

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

ان عقبة بن مسلم حدثه ان شفيا الاصبحي
حدثه انه دخل المدينة فاذا هو برجل قد
اجتمع عليه الناس فقال من هذا فقالوا ابو
هريرة فدنوت منه حتى قعدت بين يديه
وهو يحدث الناس فلما سكت وخلا قلت
له اسئلك بحق وبحق لما حدثتني حديثا
سمعته من رسول الله صلى الله عليه وسلم
عقلته وعلمته فقال ابو هريرة افعل
لاحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله
صلى الله عليه وسلم عقلته وعلمته ثم
نشغ ابو هريرة نشغة فمكثنا قليلا ثم افاق
فقال لاحدثنك حديثا حدثنيه رسول الله
صلى الله عليه وسلم في هذا البيت ما معنا
احد غيري وغيره ثم نشغ ابو هريرة
نشغة شديدة فمكث قليلا ثم
افاق ومسح وجهه وقال افعل لاحدثنك
حديثا حدثنيه رسول الله صلى الله عليه و
سلم انا وهو في هذا البيت ما معنا احد
غيري وغيره ثم نشغ ابو هريرة نشغة شديدة
ثم مال خارا على وجهه فاسندته طويلا ثم
افاق فقال حدثني رسول الله صلى الله عليه و
سلم ان الله تعالى اذا كان يوم القيمة
ينزل الى العباد ليقضي بينهم وكل امة
جاثية فاول من يدعو به رجل جمع
القران ورجل قتل في سبيل الله ورجل
كثير المال فيقول الله للقارى الم
اعلمك ما انزلت على رسولي قال بلى يا رب
قال فماذا عملت فيما علمت قال كنت اقوم
به اناء الليل واناء النهار فيقول الله له كذبت

عقبہ بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ شفی اصبحی نے ان کو بتایا
کہ وہ مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو دیکھا ایک آدمی کے گرد لوگ
جمع ہیں انھوں نے پوچھا یہ کون ہیں، لوگوں نے بتایا یہ حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ انھوں نے کہا میں ان کے قریب ہو
گیا یہاں تک کہ ان کے بالکل سامنے بیٹھ گیا آپ لوگوں سے
حدیث بیان کر رہے تھے جب خاموش ہوئے اور تنہا
رہ گئے تو میں نے عرض کیا میں آپ سے بحق فلاں فلاں سوال
کرتا ہوں کہ مجھے کوئی حدیث سنائیں جسے آپ نے رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سمجھا اور جانا ہو حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں ایک حدیث سناتا ہوں جسے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا سمجھا اور جانا
پھر آپ سسکیاں لینے لگے یہاں تک آپ بے ہوش ہو گئے
ہم نے تھوڑی دیر انتظار کی پھر آپ کو افاقہ ہو گیا فرمایا میں
تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اس مقام پر مجھ سے بیان فرمایا ہم دونوں کے
سوا کوئی تیسرا آدمی یہاں نہ تھا، پھر آپ سسکیاں لینے لگے،
یہاں تک کہ زیادہ بے ہوش رہے جب ہوش آیا تو منہ پونچھا اور
فرمایا میں تم سے ایک حدیث بیان کرتا ہوں جسے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے اس مقام پر بیان فرمایا
یہاں ہم دونوں کے سوا اور کوئی نہیں تھا پھر حضرت ابوہریرہ رضی
اللہ عنہ سسکیاں لینے لگے یہاں تک کہ بے ہوش ہو کر منہ
کے بل جھک گئے، میں نے کافی دیر تک آپ کو سہارا دیا پھر
جب ہوش آیا تو فرمایا مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے بیان فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ بندوں
کی طرف متوجہ ہوگا تاکہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تمام
امتیں گھٹنوں کے بل جھکی ہوں گی سب سے پہلے تین آدمیوں
کو بلایا جائے گا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا، وہ جو اللہ تعالیٰ
کے راستے میں قتل کیا گیا ہوگا اور بہت زیادہ مالدار شخص۔ اللہ
تعالیٰ حافظ قاری سے فرمائے گا کیا میں نے تجھے اپنا کلام

و تقول الملائكة له كذبت و يقول الله له
بل اردت ان يقال فلان قارئ فقد قيل
ذلك و يؤتى بصاحب المال فيقول الله له
لم ادعك تحتاج الى احد قال بلى يارب قال
فماذا عملت فيما اتيتك قال كنت اصل
الرحم و اتصدق فيقول الله له كذبت
و تقول الملائكة كذبت و يقول الله بل
اردت ان يقال فلان جواد و قد قيل ذلك
و يؤتى بالذي قتل في سبيل الله فيقول
الله له فيما ذا قتلت فيقول امرت بالجهاد
في سبيلك فقاتلت حتى قتلت فيقول الله
له كذبت و تقول له الملائكة كذبت و
يقول الله بل اردت ان يقال فلان جريء
فقد قيل ذلك ثم ضرب رسول الله صلى
الله عليه وسلم على ركبتي فقال يا ابا
هريرة اولئك الثلاثة اول خلق الله
تسعر بهم النار يوم القيامة [1]

سکھایا تھا جسے میں نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا تھا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں یا رب!" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو نے اپنے علم کے مطابق کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا "میں رات دن اس کی تلاوت کرتا رہا" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو نے جھوٹ کہا" فرشتے بھی کہیں گے "تو جھوٹا ہے"، اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تیرا ارادہ یہ تھا کہ کہا جائے فلاں قاری ہے، سو تجھے کہا گیا"۔ دولت مند کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا "کیا میں نے مال میں تجھے (اتنی) وسعت نہ دی کہ تجھے کسی کا محتاج نہ رکھا؟" وہ عرض کرے گا "ہاں یا رب!" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو نے میری دی ہوئی دولت سے کیا عمل کیا؟" وہ کہے گا "میں قرابت داروں سے صلہ رحمی کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو نے جھوٹ کہا" فرشتے بھی کہیں گے "تو جھوٹا ہے" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "بلکہ تیرا ارادہ یہ تھا کہ کہا جائے فلاں سخی ہے سو کہا گیا"۔ اور اس شخص کو لایا جائے گا جو اللہ کی راہ میں قتل کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تو کس لیے قتل کیا گیا؟" وہ عرض کرے گا "مجھے تیرے راستے میں جہاد کا حکم دیا تھا پس میں نے جنگ کی یہاں تک کہ شہید ہو گیا" اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا "تو نے جھوٹ کہا" فرشتے بھی کہیں گے "تو جھوٹا ہے" اللہ تعالیٰ فرمائے گا "تیری نیت یہ تھی کہ لوگ کہیں فلاں بڑا بہادر ہے سو یہ بات کہی گئی"۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دست مبارک میرے زانو پر مارتے ہوئے فرمایا: "اے ابوہریرہ! قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سب سے پہلے ان تین آدمیوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔"

عن ابي هريرة قال قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم تعوذوا بالله من
جب الحزن قالوا يا رسول الله وما جب
الحزن قال واد في جهنم يتعوذ منه
جهنم كل يوم مائة مرة قيل يا رسول الله

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غم کے کنوئیں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگو" صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! غم کا کنواں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا "جہنم میں ایک وادی ہے جس سے خود جہنم بھی دن میں سو مرتبہ پناہ مانگتا ہے" عرض کیا گیا "یا رسول اللہ! اس میں کون داخل ہوگا؟"

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۴۲-۳۴۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

ومن يدخله قال القراء المراؤون باعمالهم هذا حديث غريب [1]

آپ نے فرمایا ریا کاری سے قرآن پڑھنے والے۔ یہ حدیث غریب ہے۔

عن ابي هريرة قال قال رجل يا رسول الله الرجل يعمل العمل فيسره فاذا اطلع عليه اعجبه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم له اجران اجر السر واجر العلانية هذا حديث غريب وقد روى الاعمش وغيره عن حبيب بن ابي ثابت عن ابي صالح عن النبي صلى الله عليه وسلم مرسلا وقد فسر بعض اهل العلم هذا الحديث اذا اطلع عليه فاعجبه انما معناه ان يعجبه ثناء الناس عليه بالخير لقول النبي صلى الله عليه وسلم انتم شهداء الله في الارض فيعجبه ثناء الناس عليه هذا فاما اذا اعجبه ليعلم الناس منه الخير ويكرم ويعظم على ذلك فهذا رياء وقال بعض اهل العلم اذا اطلع عليه فاعجبه رجاء ان يعمل بعمله فتكون له مثل اجورهم فهذا له مذهب ايضا [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! ایک آدمی کوئی عمل پوشیدہ کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہے پھر جب وہ عمل لوگوں میں مشہور ہوتا ہے تو دوبارہ خوش ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے لیے دو اجر ہیں چھپ کر عمل کرنے کا ثواب اور علانیہ عمل کرنے کا ثواب۔ یہ حدیث غریب ہے اعمش وغیرہ نے اسے بواسطہ حبیب ابن ابی ثابت ابو صالح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل روایت کیا ہے بعض علماء نے اس حدیث کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ علانیہ پر اس کی خوشی سے مراد لوگوں کا اس کی بھلائی بیان کرنا ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم زمین پر اللہ تعالیٰ کے گواہ ہو" یعنی لوگوں کی تعریف سے اس مقصد کے تحت خوش ہوتا ہے اور اگر اس کی نیت یہ ہو کہ لوگوں کو اس کی نیکی کا پتہ چل جائے تاکہ وہ اس وجہ سے عزت و احترام کریں تو یہ ریاء ہے بعض علماء فرماتے ہیں اگر لوگوں کی اطلاع پر وہ اس سے خوش ہوتا ہے کہ شاید وہ بھی ایسا عمل کریں تو اسے بھی ان کی مثل ثواب ملے گا۔

امام ابن ماجہ روایت کرتے ہیں:

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قال الله عز وجل انا اغنى الشركاء عن الشرك فمن عمل لي عملا اشرك فيه غيري فانا منه بريء وهو للذي اشرك [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میں شریک سے مستغنی ہوں، جس شخص نے میرے لیے کوئی عمل کیا اور اس میں میرے غیر کو شریک کیا، میں اس عمل سے بیزار ہوں، یہ عمل اس کے لیے ہے جس کو شریک کیا گیا ہے۔

---

1. امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۴۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
2. " " " جامع ترمذی ص ۳۴۴، "
3. امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ، سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

عن ابی سعد بن ابی فضالة الانصاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا جمع الله الاولین والآخرین یوم القیمة لیوم لاریب فیه نادی منادٍ من کان اشرک فی عمل عمله لله فلیطلب ثوابه من عند غیر الله فان الله اغنی الشرکاء عن الشرک [1]

حضرت ابوسعد بن ابی فضالہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ اولین اور آخرین کو قیامت کے دن جمع فرمائے گا جس میں کوئی شک نہیں ہے تو ایک پکارنے والا یہ ندا کرے گا جس شخص نے اللہ کے لیے کسی عمل میں دوسرے کو شریک کیا تھا تو وہ اس کا ثواب بھی غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ شریک سے مستغنی ہے۔

عن ابی سعید قال خرج علینا رسول الله صلی الله علیه وسلم ونحن نتذاکر المسیح الدجال فقال الا اخبرکم بما هو اخوف علیکم عندی من المسیح الدجال قال قلنا بلی فقال الشرک الخفی ان یقوم الرجل یصلی فیزین صلوته لما یری من نظر رجل [2]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے ہم لوگ مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے آپ نے فرمایا کیا میں تم کو وہ چیز نہ بتاؤں جو میرے نزدیک تمہارے حق میں مسیح دجال سے بھی زیادہ خوفناک ہے ہم نے کہا کیوں نہیں آپ نے فرمایا وہ شرک خفی ہے ایک آدمی نماز پڑھتا ہے اور کسی شخص کے دیکھنے کی وجہ سے وہ نماز کو زیادہ اچھی طرح پڑھتا ہے

عن شداد بن اوس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان اخوف ما اتخوف علی امتی الاشراک بالله اما انی لست اقول یعبدون شمسا ولا قمرا ولا وثنا ولکن اعمالا لغیر الله وشهوة خفیة [3]

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے اپنی امت پر سب سے زیادہ خوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کا ہے لیکن میں یہ نہیں کہتا کہ وہ سورج، چاند اور بتوں کی عبادت کریں گے لیکن وہ غیر اللہ کے لیے عمل کریں گے اور ان کی خفیہ شہوت ہوگی۔

عن الجارود قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من طلب الدنیا بعمل الآخرة طمس وجهه ومحق ذکره واثبت اسمه فی النار رواه الطبرانی [4]

حضرت جارود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے عمل آخرت کے بدلہ میں دنیا کو طلب کیا اس کا چہرہ تاریک کر دیا جائے گا اس کا ذکر مٹا دیا جائے گا اور دوزخ میں اس کا نام ثبت کر دیا جائے گا۔

---

[1] [illegible] مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی
[2] " " " " سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰ " "
[3] " " " " سنن ابن ماجہ ص ۳۱۰ "
[4] [illegible] مجمع الزوائد ج [illegible] ص ۲۲۰ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت [illegible]

عن ابی ہریرة قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول من تزین بعمل الآخرة وهو لا یریدها ولا یطلبها لعن فی السموات والارض رواه الطبرانی[1]

عن عدی بن حاتم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یؤمر یوم القیامة بناس من الناس الی الجنة حتی اذا دنوا منها واستنشقوا ریحها ونظروا الی قصورها وما اعد اللہ لاهلها فیها نودوا ان اصرفوا عنها لا نصیب لهم فیها فیرجعون بحسرة ما رجع الاولون بمثلها فیقولون ربنا لو ادخلتنا النار قبل ان ترینا ما اریتنا من ثوابك وما اعددت فیها لاولیائك كان اهون علینا قال ذاك اردت بكم كنتم اذا خلوتم بارزتمونی بالعظائم واذا لقیتم الناس لقیتموهم مخبتین تراؤون الناس بخلاف ما تعطونی من قلوبكم هبتم الناس ولم تهابونی اجللتم الناس ولم تجلونی وتركتم للناس ولم تتركوا لی فالیوم اذیقكم الیم العذاب مع ما حرمتكم من الثواب رواه الطبرانی فی الكبیر[2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جو شخص آخرت کے عمل کو مزین کرے، حالانکہ وہ آخرت کا ارادہ کرتا ہو نہ اس کو طلب کرتا ہو تو اس پر آسمانوں اور زمین میں لعنت کی جاتی ہے۔

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن لوگوں میں سے کچھ لوگوں کو جنت کی طرف جانے کا حکم دیا جائے گا جب وہ لوگ جنت کے قریب پہنچ جائیں گے اور اس کی خوشبو سونگھ لیں گے اور وہاں کے محلوں کو اور جنتیوں کے لیے جو چیزیں تیار کی گئی ہیں ان کو دیکھ لیں گے تو ندا کی جائے گی ان کو جنت سے ہٹا دو، ان کا جنت میں کوئی حصہ نہیں ہے، وہ اتنی حسرت سے جنت سے لوٹیں گے کہ پہلے کبھی حسرت سے کوئی نہیں لوٹا ہوگا، وہ کہیں گے کہ اے ہمارے رب! اگر تو ہم کو جنت دکھانے اور اپنے ثواب کو دکھانے اور اپنے دوستوں کے لیے جو چیزیں تیار کی ہیں ان کو ہمیں دکھانے سے پہلے دوزخ میں داخل کر دیتا تو یہ ہم پر بہت سہل ہوتا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے تمہارے ساتھ یہی ارادہ کیا تھا، تم جب خلوت میں ہوتے تھے تو میرے سامنے بڑے بڑے گناہ کرتے تھے اور جب تم لوگوں سے ملتے تو تم عاجزی اور پرہیزگاری کے ساتھ ملتے، لوگوں کو اس کے خلاف دکھاتے جو تمہارے دلوں میں میرے متعلق خیال تھا، تم لوگوں سے ڈرتے تھے اور مجھ سے نہیں ڈرتے تھے، تم لوگوں کو بزرگ سمجھتے تھے مجھے بزرگ نہیں سمجھتے تھے، تم نے لوگوں کی خاطر (برے کام) ترک کیے اور میری خاطر نہیں کیے، آج میں تم کو ثواب سے محروم کرنے کے ساتھ ساتھ دردناک عذاب چکھاؤں گا۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۰، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] " " " " " مجمع الزوائد ج ۱ ص ۲۲۰، " " "

ریاکاری کے درجات

امام غزالی لکھتے ہیں

شیطان متعدد اور مختلف اسباب سے انسان کے دل میں ریاکاری پیدا کرتا ہے، پہلا درجہ یہ ہے کہ ایک نمازی اطمینان کے ساتھ نماز پڑھ رہا ہے اور نماز کے دوران کوئی شخص آ جاتا ہے تو شیطان اس کے دل میں یہ وسوسہ ڈالتا ہے کہ اپنی وضع نماز پڑھو تاکہ دیکھنے والا تجھ کو نیکی کی نظر سے دیکھے اور تمہاری بزرگی اور فضیلت کا [illegible] کرے [illegible] اس وسوسہ میں آ کر [illegible] خشوع و خضوع کے ساتھ نماز پڑھنے لگے، یہ ریاکاری [illegible] کا پہلا درجہ ہے۔

[illegible] دوسرا درجہ یہ ہے کہ وہ نمازی شیطان [illegible] وسوسہ میں نہ آئے اور حسب سابق نماز پڑھتا رہے [illegible] شیطان نمازی کے پاس آتا ہے اور کہتا ہے لوگوں کے مقتدا اور پیشوا ہو [illegible] تمہاری اقتدا کرنے والے [illegible] اگر تم [illegible] خشوع اور خضوع کے ساتھ نماز پڑھو تو [illegible] تمہارے تابعین [illegible] خشوع و خضوع سے نماز پڑھیں گے اور [illegible] کا اجر تمہیں ملے گا [illegible] اگر تم [illegible] کی عادت کے خلاف نماز [illegible] پڑھی تو [illegible] بھی اسی طرح نماز پڑھیں گے [illegible] اس ساری گردن پر ہوگا [illegible] مستحب [illegible] شیطان کے اس وسوسہ میں [illegible] وسوسہ میں آ جاتے ہیں [illegible] سے [illegible] اگر مقتدی [illegible] متقین [illegible] نے اس پر عمل کیا [illegible] اس مقتدی [illegible] کی پیروی [illegible] جو چیز [illegible] اس نے کیوں [illegible] کیا [illegible] عذاب ہوگا۔

[illegible] تیسرا درجہ یہ ہے کہ نمازی شیطان کے اس دوسرے [illegible] سے [illegible] خلوت اور جلوت میں ایک طرح نماز پڑھے [illegible] وہ یہ کوشش کرے کہ وہ تنہائی میں بھی اسی طرح نماز پڑھے جس طرح جلوت میں پڑھتا ہے [illegible] اس بات میں حیا کرے [illegible] لوگوں کے سامنے [illegible] خشوع سے نماز پڑھے اور تنہائی میں [illegible] صورت بھی [illegible] ریاکاری [illegible] کیونکہ اس [illegible] بھی [illegible] حالانکہ [illegible] ہوتا ہے۔

[illegible] چوتھا درجہ سب سے [illegible] اور وہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے نماز پڑھ رہا ہو [illegible] شیطان اس کو [illegible] لوگوں کو دکھانے کے لیے خشوع [illegible] کیونکہ [illegible] معلوم ہے کہ وہ [illegible] شیطان [illegible] کہتا ہے [illegible] اللہ تعالیٰ کی عظمت اور [illegible] میں غور و فکر کر [illegible] غفلت کے عالم میں دیکھے [illegible] وہ نہایت خشوع سے نماز پڑھنے لگتا ہے حالانکہ یہ [illegible] مکر و فریب ہے کیونکہ اگر [illegible] وہ اللہ کے جلال کے لیے خشوع سے نماز پڑھتا [illegible] خلاصہ یہ ہے کہ کسی انسان کے آنے کے بعد اس کے دل میں خشوع پیدا کرنا نہیں اسی طرح آتا ہے جس طرح کسی [illegible] کے آنے کے بعد اس کے دل میں خیال نہیں آتا۔

شیطان ہر وقت [illegible] میں لگا رہتا ہے اور انسان کے ہر کام میں ریا داخل کرنے کی کوشش کرتا ہے حتیٰ کہ آنکھوں میں سرمہ لگانا، مونچھیں کترانا، بالوں کے [illegible] خوشبو لگانا اور کپڑے پہننا [illegible] عبادات [illegible] سنت [illegible] بلکہ مخلوق کو ان کاموں کے دکھانے کے ساتھ [illegible] انسان کو ان کاموں میں رغبت [illegible] خاص [illegible] سے [illegible] شیطان [illegible] کہ یہ کام سنت [illegible] کو ترک نہیں کرنا چاہیے [illegible] ان کاموں میں [illegible]

صورت موجود ہیں، اسی طرح جب انسان کے دل میں عمارات کا ارادہ ہو تو شیطان اس کو کسی بڑی اور خوب صورت مسجد کی طرف متوجہ کرتا ہے جس میں زیادہ لوگ نماز پڑھتے ہوں اور جو مسجد خوش نما ہو اور زیب و زینت سے خالی ہو اس کی طرف متوجہ نہیں ہونے دیتا اور یہاں تمام امور میں خفیہ طریقہ سے ریا در آتی ہے۔ [1]

بَابٌ۱۲۸ حِفْظِ اللِّسَانِ

زبان کی حفاظت

۳۴۹۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا بَكْرٌ يَعْنِي ابْنَ مُضَرَ عَنِ ابْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ يَنْزِلُ بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ بندہ کوئی ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کی وجہ سے دوزخ میں اتنی دور چلا جاتا ہے جتنا مشرق اور مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔

۳۵۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عُمَرَ الْمَكِّيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ الدَّرَاوَرْدِيُّ عَنْ يَزِيدَ بْنِ الْهَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ عِيسَى بْنِ طَلْحَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مَا يَتَبَيَّنُ مَا فِيهَا يَهْوِي بِهَا فِي النَّارِ أَبْعَدَ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بندہ ایک ایسا کلمہ کہہ دیتا ہے جس کی سنگینی کا اس کو پتا نہیں ہوتا جس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا گرتا ہے جتنا مشرق اور مغرب میں فاصلہ ہے۔

بعض اوقات انسان سوچے سمجھے بغیر کوئی بات کہہ دیتا ہے مثلاً حاکموں کی خوشامد میں کوئی بات کہہ دی، کسی کے متعلق کوئی تہمت لگا دی، کوئی کلمہ کفر یہ کہہ دیا، اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ کلمہ خیر کہے یا خاموش رہے، اور جب بھی انسان کوئی بات کہنا چاہے تو پہلے غور کرے اگر اس بات کے کہنے میں کوئی مصلحت ہو تو وہ بات کہے ورنہ خاموش رہے۔ [2]

بَابٌ۱۲۹ عُقُوبَةِ مَنْ يَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا يَفْعَلُهُ وَيَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَيَفْعَلُهُ

دوسروں کو نصیحت کرنے اور خود عمل نہ کرنے کا عذاب

۳۵۱۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَأَبُو بَكْرِ بْنُ

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان سے کہا گیا کہ

[1] علامہ سید محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ، احیاء علوم الدین مع اتحاف السادۃ المتقین ج ۱۰ ص ۵۹۔۵۱۰، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۱۱ھ

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح صحیح مسلم ج ۲ ص ۴۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَإِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَبُو كُرَيْبٍ وَاللَّفْظُ لِأَبِي كُرَيْبٍ قَالَ يَحْيَى وَإِسْحَاقُ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرُونَ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْأَعْمَشُ عَنْ شَقِيقٍ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ قَالَ قِيلَ لَهُ أَلَا تَدْخُلُ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فَقَالَ أَتَرَوْنَ أَنِّي لَا أُكَلِّمُهُ إِلَّا أُسْمِعُكُمْ وَاللَّهِ لَقَدْ كَلَّمْتُهُ فِيمَا بَيْنِي وَبَيْنَهُ مَا دُونَ أَنْ أَفْتَتِحَ أَمْرًا لَا أُحِبُّ أَنْ أَكُونَ أَوَّلَ مَنْ فَتَحَهُ وَلَا أَقُولُ لِأَحَدٍ يَكُونُ عَلَيَّ أَمِيرًا إِنَّهُ خَيْرُ النَّاسِ بَعْدَ مَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ يُؤْتَى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ فَتَنْدَلِقُ أَقْتَابُ بَطْنِهِ فَيَدُورُ بِهَا كَمَا يَدُورُ الْحِمَارُ بِالرَّحَى فَيَجْتَمِعُ إِلَيْهِ أَهْلُ النَّارِ فَيَقُولُونَ يَا فُلَانُ مَا لَكَ أَلَمْ تَكُنْ تَأْمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ فَيَقُولُ بَلَى قَدْ كُنْتُ آمُرُ بِالْمَعْرُوفِ وَلَا آتِيهِ وَأَنْهَى عَنِ الْمُنْكَرِ وَآتِيهِ۔

آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے گفتگو نہیں کرتے؟ حضرت اسامہ نے کہا: تم کیا سمجھتے ہو کہ میں نے ان سے گفتگو نہیں کی؟ کیا میں تم کو سنا کر ان سے باتیں کروں؟ خدا کی قسم! میں نے ان سے وہ باتیں کی ہیں جو میرے اور ان کے متعلق ہیں، میں کوئی ایسی بات نہیں کرنا چاہتا جس کا کھولنے والا میں پہلا شخص ہوں، اور میں نے کسی حاکم کے متعلق یہ نہیں کہا کہ وہ سب لوگوں سے بہتر ہے، جب کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قیامت کے دن ایک شخص کو لا کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا، اس کے پیٹ کی آنتیں نکل پڑیں گی، وہ ان آنتوں کے ساتھ اس طرح گردش کرے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا ہے، پھر دوزخی اس کے گرد جمع ہو کر اس سے کہیں گے: اے فلاں شخص! کیا تم نیکی کا حکم نہیں دیتے تھے؟ وہ کہے گا: کیوں نہیں! میں دوسروں کو نیکی کا حکم دیتا تھا اور خود نہیں کرتا تھا اور برائی سے روکتا تھا اور خود برائی کا مرتکب ہوتا تھا۔

۷۳۵۲۔ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنِ الْأَعْمَشِ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ فَقَالَ رَجُلٌ مَا يَمْنَعُكَ أَنْ تَدْخُلَ عَلَى عُثْمَانَ فَتُكَلِّمَهُ فِيمَا يَصْنَعُ وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِهِ۔

ابو وائل کہتے ہیں کہ ہم حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے ہوئے تھے ایک آدمی نے کہا آپ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر ان سے بات کیوں نہیں کرتے، باقی حدیث حسب سابق ہے۔

مداہنت کی تحقیق

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ امراء کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کے ساتھ کلام کرنا چاہیے اور ان کو تنہائی میں نصیحت اور تنبیہ کرنی چاہیے اور اگر لوگوں کو ان سے شکایات ہوں تو وہ بھی ان تک خلوت میں پہنچانی چاہییں تاکہ وہ ان کا ازالہ کریں، یہ حکم اس وقت ہے جب تنہائی میں ایک مسئلہ حل ہو ورنہ علی الاعلان اظہار حق کرنا چاہیے تاکہ کسی حق کا ضیاع نہ ہو اور مداہنت نہیں کرنی چاہیے۔[1]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

ان النعمان بن بشير يقول قال النبي صلى الله عليه وسلم مثل المدهن في حدود الله والواقع فيها مثل قوم استهموا سفينة فصار بعضهم في اسفلها وصار بعضهم في اعلاها فكان الذين في اسفلها يمرون بالماء على الذين اعلاها فتأذوا به فاخذ فاسا فجعل ينقر اسفل السفينة فاتوه فقالوا ما لك قال تأذيتم بي ولا بد لي من الماء فان اخذوا على يديه انجوه ونجوا انفسهم وان تركوه اهلكوه واهلكوا انفسهم [1]

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کی حدود میں مداہنت کرنے اور اللہ کی حدود کا ارتکاب کرنے والوں کی مثال اس طرح ہے کہ بحری جہاز میں قرعہ اندازی کے ذریعہ کچھ لوگ بالائی منزل میں بیٹھے ہوں اور کچھ نچلی منزل میں، نچلی منزل والے پانی کے لیے بالائی منزل پر جاتے ہوں جس سے ان کو تکلیف ہوتی ہو، پھر نچلی منزل والوں نے ایک کلہاڑی لے کر جہاز کے نچلے حصہ کو توڑنا شروع کیا، تاکہ سمندر سے پانی لے لیں، پھر بالائی منزل والوں نے توڑنے والے سے کہا یہ تم کیا کر رہے ہو، اس نے کہا تم کو ہمارے پانی لینے سے تکلیف ہوتی ہے اور ہمیں پانی کی ضرورت ہے۔ اب اگر انہوں نے اس کے ہاتھوں کو پکڑ لیا تو وہ اس کو بھی بچا لیں گے اور خود کو بھی اور اگر انہوں نے اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا تو وہ اس کو بھی ہلاک کر دیں گے اور خود کو بھی۔

اس حدیث کو امام ترمذی [2] اور امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

مداہنت کا لغوی معنی

علامہ زبیدی مداہنت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

مداہنت کا معنی ہے "اظہار خلاف ما یضمر" — دل میں جو بات چھپائی ہے اس کے خلاف ظاہر کرنا۔ قرآن مجید میں ہے:

ودوا لو تدهن فيدهنون۔ (قلم: ۹)

انہوں نے چاہا کہ دین کے معاملہ میں آپ "نرمی اور بے جا نرمی" اختیار کریں تو وہ بھی نرم ہو جائیں۔

ابوالہیثم نے کہا کہ مداہنت کا معنی ہے قول میں نرمی اور کلام میں کسی کی موافقت کرنا۔ ہمارے شیخ نے کہا اصل میں مداہنت کسی چیز کو تیل لگا کر حسی طور پر نرم کرنا ہے، بعد میں اس کا استعمال معنوی نرمی میں ہوا، اس کا مجازاً استعمال بہ طور تشبیہ کیا جاتا ہے، کیونکہ جو شخص اپنے دین یا اپنی رائے میں متصلب نہیں ہوتا وہ اس میں مداہنت کرتا ہے اور اب مداہنت کا لفظ اسی معنی میں حقیقت عرفیہ ہے اور ملاینۃ کا معنی کلام میں مطلق نرمی کرنا ہے۔ [4]

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۴۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۱۶، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[3] امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۴ ص ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۶۹، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۸ھ

[4] علامہ سید محمد مرتضیٰ زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۹ ص ۲۰۵، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

هى المحاباة فى غير حق وهو [illegible] وهو [illegible] لحقوق [illegible] المنكر [illegible] بالمعروف [illegible]

کسی کی [illegible] کرنا مداہنت ہے، جو شخص نیکی کا حکم دے [illegible] حقوق [illegible] وہ مداہن ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

[illegible]

مداہنت یہ ہے کہ کوئی شخص [illegible] قدرت [illegible] بے غیرتی [illegible] کے سبب اس سے منع نہ کرے۔

علامہ ابن منظور افریقی لکھتے ہیں:

مدارات کا لغوی معنی

[illegible] لوگوں کے ساتھ حسن خلق [illegible] مدارات [illegible] حدیث میں ہے: نبی صلی اللہ تعالیٰ [illegible] لوگوں کے ساتھ مدارات [illegible] کے ساتھ حسن [illegible]

[illegible] لکھتے ہیں:

مداہنت اور مدارات کا اصطلاحی فرق

[illegible] الفرق بين المداهنة [illegible] والمداراة [illegible] المأمورة ان المداهنة فى الشريعة ان يرى منكرا ويقدر على دفعه ولم يدفعه حفظا لجانب مرتكبه او جانب غيره لخوف او طمع او [illegible] ومنها مداراة [illegible] موافقته بترك حظ نفسه وحق يتعلق بماله وعرضه فيسكت عنه دفعا للشر ووقوع الضرر منه ومجمله ان المداهنة انما تكون فى الباطل مع الاعداء والمداراة فى امر حق

مداہنت [illegible] ہے [illegible] کوئی شخص برائی کو دیکھے اور وہ اس [illegible] مداہنت ہے [illegible] کے سبب [illegible] مدارات [illegible] کی ہے۔ [illegible] کرنا مداہنت ہے اور [illegible]

[illegible] علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری [illegible]

[illegible] شیخ عبدالحق محدث دہلوی [illegible] مطبوعہ [illegible]

[illegible] علامہ [illegible] لسان العرب [illegible] مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ ایران [illegible]

مع الاحیاء ۔[1]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

و فرق میان مدارات و مداہنت چنان کنند کہ مدارات آنچہ بہت حفظ دین و نگاہ داشت از تشویش وقت و دفع ظلم ظالمان بسازند و مداہنت آنچہ برائے حفظ نفس و طلب دنیا و جلب منافع از مردم و بے باکی در دین بکنند۔[2]

مدارات اور مداہنت میں فرق یہ ہے کہ دین کی حفاظت کے حق کے تحفظ کی خاطر نرمی کرنا مدارات ہے۔ اور ظالموں کے ظلم سے بچنے کے سبب نرمی کی جائے وہ مدارات ہے اور ذاتی منفعت، طلب دنیا اور لوگوں سے فوائد حاصل کرنے کے لیے دین کے معاملہ میں جو نرمی کی جائے وہ مداہنت ہے۔

کافروں سے موالات کی ممانعت

کافروں سے ہر قسم کی موالات (دوستی اور محبت)، خواہ صوری ہو یا حقیقتہ، ناجائز اور حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

یایھا الذین امنوا لا تتخذوا عدوی و عدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ وقد کفروا بما جاءکم من الحق۔ (الممتحنہ: ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ تم انہیں دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ انہوں نے اس حق کا انکار کیا ہے جو تمہارے پاس آیا ہے۔

اس سورۃ کی آیات حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی تھیں جنہوں نے کفار مکہ کے ساتھ ظاہری دوستی قائم رکھنے کے لیے خط و کتابت کی تھی۔ اس خط کی تفصیل شرح صحیح مسلم جلد سادس میں فضائل صحابہ کے بیان میں گزر چکی ہے۔ اس آیت سے کفار کے ساتھ صوری موالات بھی حرام ہو گئی اور حقیقی موالات کی حرمت کے متعلق یہ آیات ہیں:

ولا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ (ھود: ۱۱۳)

اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہو ورنہ تمہیں دوزخ کی آگ پہنچے گی۔

لا تجد قوما یؤمنون باللہ والیوم الاخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانوا اباءھم او ابناءھم او اخوانھم او عشیرتھم۔ (الحشر: ۲۲)

جو لوگ اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں آپ انہیں اللہ اور اس کے رسول سے عداوت رکھنے والوں کے ساتھ محبت کرتے ہوئے نہیں پائیں گے خواہ وہ ان کے باپ ہوں یا بیٹے یا ان کے بھائی ہوں یا قریبی رشتہ دار۔

غیر مرتد کافروں کے ساتھ مجرد معاملت کی اجازت

غیر مرتد کافروں کے ساتھ بغیر الفت و محبت کے محض معاملہ کرنا جائز ہے اور مرتد کے ساتھ معاملہ کرنا حرام ہے کیونکہ ان سے دین ترک کرنے کا سبب ہیں، کیونکہ مرتد کی ارتداد تک نہیں ہوتی ورنہ تمام دنیا کے کافروں کا مرتد ہونا لازم آئے گا، کیونکہ عہد میں ان

---

[1] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج ۹ ص ۲۳۱، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

[2] شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۱۴۳، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

تمام اولاد کے آباؤ اجداد مسلمان تھے اور اسلام کو ترک کر کے کسی اور دین میں داخل ہوئے تھے مجوز و مانع کا مطلب یہ ہے کہ کافر کے ساتھ وہ کام کرنا جائز ہے جس سے کفر کی مدد اور اسلام کو ضرر نہ ہو اور وہ کام مرتی [illegible] نہ ہو اس کی دلیل قرآن مجید کی یہ آیات ہیں:

لا ینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلوکم فی الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین ۝ انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلوکم فی الدین واخرجوکم من دیارکم وظاھروا علی اخراجکم ان تولوھم ومن یتولھم فاولئک ھم الظلمون ۝ (ممتحنۃ: ۸-۹)

جن لوگوں نے تم سے دین میں جنگ نہیں کی اور تم کو تمہارے گھروں سے نہیں نکالا، اللہ تمہیں ان کے ساتھ نیکی اور انصاف کرنے سے نہیں روکتا، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ تمہیں صرف ان لوگوں کے ساتھ دوستی سے روکتا ہے جنہوں نے تم سے دین میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں مدد کی اور جو ان سے دوستی کرے گا وہ لوگ ظالم ہیں۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے وجوب کے متعلق قرآن مجید کی آیات

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر ویامرون بالمعروف وینھون عن المنکر واولئک ھم المفلحون (ال عمران: ۱۰۴)

اور تم میں سے ایک گروہ ایسے لوگوں کا ہونا چاہیے جو نیکی کی طرف بلائیں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں، اور وہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

الذین ان مکنھم فی الارض اقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر۔ (حج: ۴۱)

وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار دیں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں اور نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں۔

والمؤمنون والمؤمنت بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر (توبہ: ۷۱)

مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں، نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔

کنتم خیر امۃ اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنھون عن المنکر (ال عمران: ۱۱۰)

تم بہترین امت ہو جو لوگوں کے لیے ظاہر کی گئی ہے تم نیکی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

لولا ینھھم الربنیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔ (مائدہ: ۶۳)

ان کے درویش اور علماء ان کو گناہ کی بات کہنے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے، بے شک وہ بہت برے کام کر رہے ہیں۔

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے وجوب کے متعلق احادیث اور آثار

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

امام ابن ابی شیبہ، امام احمد، امام حمیدی، امام ترمذی، امام ابو یعلیٰ، امام ابن جریر، امام ابن حبان اور امام دارقطنی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا: تم لوگ قرآن مجید کی یہ آیت پڑھتے ہو: لا یضرکم من ضل اذا اهتدیتم۔ جب تم ہدایت پر ہو تو تم کو کسی کی گمراہی سے ضرر نہیں ہوگا۔

اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: جو قوم گناہوں میں مشغول ہو اور ان میں ایسے لوگ موجود ہوں جو ان کو گناہوں سے روک سکتے ہوں اور وہ ان کو نہ روکیں تو عنقریب اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب نازل فرمائے گا۔

امام بزار حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اور امام طبرانی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا ورنہ تم پر تم میں سے برے لوگ مسلط کر دیے جائیں گے پھر تمہارے نیک لوگ دعا کریں گے تو ان کی دعا قبول نہیں ہوگی۔ امام ترمذی کی روایت میں ہے: اللہ تعالیٰ تم پر عذاب نازل فرمائے گا پھر تم اس سے دعا کرو گے تو تمہاری دعا قبول نہیں ہوگی۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

امام ابن ماجہ نے سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے:

اللہ تعالیٰ بندہ سے سوال کرے گا: جب تم نے برائی کو دیکھا تو اس کو رد کیوں نہیں کیا؟ پھر اللہ تعالیٰ بندہ کو حجت کی تلقین کرے گا تو وہ کہے گا: مجھے تجھ سے امید تھی اور میں لوگوں سے ڈرتا تھا۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد اور امام احمد نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: راستوں پر بیٹھنے سے اجتناب کرو، صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہماری مجلسیں تو ناگزیر ہیں، ہم وہاں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں، ان کے سوا ہمارے لیے اور کوئی جگہ نہیں، آپ نے فرمایا: اگر تم نے ضرور راستوں پر بیٹھنا ہے تو راستہ کا حق ادا کرو، صحابہ نے پوچھا: راستے کا حق کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا۔

امام ترمذی، امام ابن ماجہ، امام ابن ابی الدنیا، امام ابن المنذر، امام ابن السنی، امام طبرانی، امام ابن شاہین، امام عسکری، امام حاکم اور امام بیہقی نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کی تمام باتیں اس کے لیے باعث ضرر ہیں اور موجب نفع نہیں ہیں ماسوا نیکی کا حکم دینے اور برائی سے منع کرنے کے یا اللہ تعالیٰ کے ذکر کے۔ سفیان نے کہا: اس حدیث کی تائید قرآن مجید کی اس آیت سے ہے:

لاخیر فی کثیر من نجواهم الا من امر بصدقة او معروف او اصلاح بین الناس ومن یفعل ذلک ابتغاء مرضات الله فسوف

ان کے اکثر خفیہ مشوروں میں کوئی خیر نہیں ہے ماسوا اس کے جو صدقہ کرنے کا حکم دے یا کسی نیکی کا حکم دے، یا لوگوں میں صلح کرانے کا حکم دے، اور جو شخص

سوف نؤتیہ اجرا عظیما۔ خوشنودی حاصل کرنے کے لیے ایسا کرے گا تو ہم اسے اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔ (نساء: ۱۱۴)

امام حاکم نے بہ تصحیح سند کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے [illegible] اس کو نقل کر دیا۔ [1]

آیا نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے لیے خود نیک ہونا ضروری ہے؟

امر بالمعروف و نہی عن المنکر

[illegible]

کافی بحث کی ہے۔

امام غزالی لکھتے ہیں:

[illegible]

أتأمرون الناس بالبر وتنسون أنفسكم۔ (بقرہ: ۴۴) کیا تم لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو۔

یا ایہا الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون كبر مقتا عند الله أن تقولوا ما لا تفعلون۔ (صف: ۲-۳) [illegible] وہ بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے

[illegible]

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے [illegible] ایک قوم کے پاس سے گزرا [illegible] آگ کی قینچیوں سے [illegible] لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف [illegible] نصیحت [illegible] ورنہ مجھ سے حیا کرو۔

[illegible] حاصل کرنا [illegible] مستقیم [illegible]

[1] [illegible]

دوسرے کو نیک کر سکتا ہے۔

یہ مذکورہ دلیل بہت ضعیف ہے اور تحقیق یہ ہے کہ فاسق بھی امر بالمعروف کر سکتا ہے، کیونکہ ہم یہ پوچھتے ہیں کہ کیا امر بالمعروف کے لیے تمام گناہوں سے معصوم ہونا شرط ہے؟ اگر یہ شرط لگائی جائے تو ایک تو یہ اجماع کے خلاف ہے دوسری بات یہ ہے کہ حضرات صحابہ کرام بھی معصوم نہیں تھے چہ جائیکہ بعد کے لوگ اور اس کا مطلب یہ ہوگا کہ انبیاء علیہم السلام کے علاوہ کوئی شخص تبلیغ کر سکتا ہے نہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر سکتا ہے حالانکہ قرآن مجید اور احادیث میں امت کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا مکلف کیا گیا ہے اور اگر وہ یہ کہیں کہ امر بالمعروف کے لیے کبیرہ گناہوں سے پاک ہونا شرط ہے [illegible] یہ جائز نہیں ہے حتیٰ کہ جو شخص ریشم کا لباس پہنے ہوئے ہو [illegible] اور شراب نوشی سے روکنا جائز نہیں ہے تو ہم یہ پوچھتے ہیں کہ [illegible] کے خلاف [illegible] کو عورت سے روکنا جائز ہے یا نہیں اگر وہ کہیں کہ نہیں تو یہ اسلام کے خلاف ہے کیونکہ اسلام کے ہر دور [illegible] مسائل [illegible] اگر وہ کہیں کہ ہاں یہ جائز ہے [illegible] تبلیغ [illegible] جائز ہے۔

[illegible] کیا ہے کہ گنہگار کے لیے تبلیغ جائز ہونے [illegible] جب شخص کسی [illegible] سامنے [illegible] اور وہ عورت خود بھی اپنے منہ کو نہ ڈھانپے تو وہ شخص اس سے کہے کہ تو [illegible] کیونکہ [illegible] بھی یہ وہ کہہ سکتا ہے [illegible] ان دو عمل [illegible] کا ثواب ہے کہ [illegible] جاتا ہے اور [illegible] اور ان [illegible] طبیعت [illegible] جبکہ [illegible] معصیت سے [illegible] معصیت [illegible] طبیعت کی [illegible] متنفر ہوتی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ شخص زیادہ اہم چیز [illegible] اجتناب کو ترک کر [illegible] کم درجہ کی اہم چیز میں مشغول ہو جاتا ہے جبکہ طبیعت ان کاموں سے متنفر ہوتی ہے کہ ایک آدمی [illegible] اور کسی منصب [illegible] سے احتراز [illegible] جو شخص [illegible] ذمہ داری اور [illegible] نیت سے احتراز کرے اور [illegible] کہ [illegible] کا منصب [illegible] معصیت کو ترک [illegible]

[illegible] اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

[illegible] کو دو چیزوں کا حکم دیا گیا ہے ایک معصیت کو ترک کرنا دوسرا [illegible] معصیت سے منع کرنا اور ایک حکم پر عمل نہ کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ دوسرے حکم پر بھی عمل نہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے [illegible] دوسروں کو نیکی کا حکم دیتے ہو اور اپنے آپ کو بھول جاتے ہو [illegible] کے دو محمل ہیں ایک یہ کہ مطلقاً [illegible] کے عمل نہ کرنے سے منع کیا ہے دوسرا محمل یہ ہے کہ جس وقت وہ خود عمل نہ کر رہا ہو اس وقت دوسروں کو اس کا حکم دینے سے منع کیا ہے۔ ہمارے نزدیک اس آیت کا پہلا محمل مراد ہے نہ کہ دوسرا۔ [2]

---

[1] امام فخر الدین محمد بن [illegible] متوفی ۶۰۶ھ، [illegible] علامہ بدر الدین علی [illegible] ج ۳، ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۱ ص ۳۲۲، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

ہمارے نزدیک ان آیات اور احادیث کا منشاء یہ ہے کہ انسان کا نیکی پر عمل نہ کرنا اور برائی سے اجتناب نہ کرنا بہت برا ہے اور اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کا موجب ہے لیکن اس وقت وہ زیادہ برا ہے اور زیادہ غضب اور عذاب کا موجب ہے جب وہ دوسروں کو نیکی کا حکم دے رہا ہو اور ان کو برائی سے روک رہا ہو اور جو چیز قبیح ہے اور غضب اور عذاب کا موجب ہے وہ خود عمل نہ کرنا ہے نہ کہ دوسروں کو عمل کی تبلیغ کرنا۔ کسی دنیاوی طمع کی بناء پر برائی سے نہ روکنا مداہنت ہے، اور کسی دینی منفعت کی وجہ سے خاموش رہنا مدارات ہے اور کفار سے موالات اور دوستی رکھنا حرام ہے اور ان سے خرید و فروخت اور معاملہ کرنا جائز ہے۔

باب النَّهْيِ عَنْ هَتْكِ الْإِنْسَانِ سِتْرَ نَفْسِهٖ

اپنے گناہوں کے اظہار کی ممانعت

٣٥٣ - حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ حَاتِمٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ قَالَ قَالَ سَالِمٌ سَمِعْتُ أَبَا هُرَيْرَةَ يَقُولُ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ كُلُّ أُمَّتِي مُعَافَاةٌ إِلَّا الْمُجَاهِرِينَ وَإِنَّ مِنَ الْإِجْهَارِ أَنْ يَعْمَلَ الْعَبْدُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا ثُمَّ يُصْبِحُ قَدْ سَتَرَهُ رَبُّهُ فَيَقُولُ يَا فُلَانُ قَدْ عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ فَيَبِيتُ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ قَالَ زُهَيْرٌ وَإِنَّ مِنَ الْهِجَارِ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اعلانیہ گناہ کرنے والوں کے سوا میری امت کا ہر فرد بخش دیا جائے گا اور علانیہ گناہوں میں اس طرح شمار ہے کہ ایک شخص رات کو کوئی کام کرے اور صبح کو حالانکہ اللہ نے اس کا پردہ رکھا ہوا تھا وہ کسی سے یہ کہے اے فلاں شخص میں نے گزشتہ رات یہ کام کیا ہے حالانکہ اس کے رب نے اس کی پردہ پوشی کی تھی اور اس نے صبح ہوتے ہی اللہ کے رکھے ہوئے پردہ کو چاک کر دیا، زہیر نے مجاہرین کی جگہ ہجار کہا ہے۔

اپنے گناہوں کے اظہار کی ممانعت سے متعلق دیگر احادیث

حافظ نورالدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن ابی قتادة الانصاری قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم کل امتی معافی الا المجاهرون قیل یارسول الله ومن المجاهرون قال الذی یعمل العمل باللیل فیستره ربه عز وجل ثم یصبح فیقول یا فلان عملت البارحة کذا وکذا فیکشف ستر الله عز وجل عنه۔ رواه الطبرانی فی الصغیر والاوسط۔

حضرت ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجاہرین کے سوا میری امت کا ہر فرد بخشا جائے گا، عرض کیا گیا یا رسول اللہ! مجاہرین کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: جو شخص رات کو کوئی عمل کرے اور اس کا رب عزوجل اس پر پردہ رکھے پھر صبح وہ کہے اے فلاں شخص میں نے گزشتہ رات یہ یہ کام کیا تھا جب کہ اللہ عزوجل نے اس کا پردہ رکھا تھا وہ پردہ چاک کر دیتا ہے۔ امام طبرانی نے معجم صغیر اور معجم اوسط میں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور اس کی

وفيه [illegible] بن عمارة وهو ضعيف [1]

[illegible] موسى عن النبي صلى الله عليه وسلم [illegible] ستر الله على عبد ذنبا في الدنيا [illegible] يوم القيامة [illegible] والطبراني في [illegible] وهو ضعيف [2]

[illegible] عقبة بن عامر [illegible] قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما ستر الله على [illegible] ستر الله عليه في الآخرة [illegible] الطبراني في الأوسط [3]

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

[illegible] صفوان بن محرز [illegible] رسول الله صلى الله عليه وسلم [illegible] النجوى قال يدنو [illegible] ربه حتى [illegible] فيقول عملت كذا وكذا [illegible] نعم ويقول عملت كذا وكذا فيقول [illegible] اني سترت عليك في الدنيا [illegible] اغفرها لك اليوم [4]

اس کی سند میں [illegible] بن عمارہ ایک ضعیف راوی ہے

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے دنیا میں [illegible] پردہ رکھا اس کو قیامت کے دن [illegible] اس حدیث کو امام بزار اور امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ [illegible] گناہ پر [illegible] پردہ رکھتا ہے [illegible] بھی پردہ رکھتا ہے۔

حضرت صفوان بن محرز [illegible] بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت ابن عمر سے پوچھا آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نجویٰ (سرگوشی) کے متعلق کیا سنا ہے؟ [illegible] کا [illegible] دیا جائے گا [illegible] ہاں، پھر [illegible] ہاں، پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں نے دنیا میں تمہارا [illegible] پردہ رکھا تھا [illegible]

باب تشميت العاطس وكراهة التثاؤب

٧٣٥٦ - حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ نُمَيْرٍ [illegible] حفص وهو ابن غياث عن سليمان [illegible] انس بن مالك قال عطس عند النبي صلى الله عليه وسلم رجلان فشمت [illegible]

چھینک لینے والے کو جواب دینا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو آدمیوں کو چھینک آئی، آپ نے ایک آدمی کی چھینک کا جواب دیا [illegible] دوسرے آدمی کی چھینک کا جواب نہیں دیا، جس [illegible]

---

[1] [illegible] مجمع الزوائد ج ١٠ ص ١٩٢ [illegible]

[2] [illegible] مجمع الزوائد ج ١٠ ص ١٩٢ [illegible]

[3] [illegible] مجمع الزوائد ج ١٠ ص ١٩٢ [illegible]

[4] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ٢٥٦ھ، صحیح بخاری ج ٢ ص [illegible]، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی [illegible]

احدهما ولم يشمت الآخر فقال الذي لم يشمته عطس فلان فشمته وعطست انا فلم تشمتني قال إن هذا حمد الله وإنك لم تحمد الله.

[illegible]

٧٣٥٥- وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو خَالِدٍ يَعْنِي الْأَحْمَرَ عَنْ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

٧٣٥٦- حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ وَاللَّفْظُ لِزُهَيْرٍ قَالَا حَدَّثَنَا الْقَاسِمُ بْنُ مَالِكٍ عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ عَنْ أَبِي بُرْدَةَ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى أَبِي مُوسَى وَهُوَ فِي بَيْتِ بِنْتِ أُمِّ الْفَضْلِ بْنِ عَبَّاسٍ فَعَطَسْتُ فَلَمْ يُشَمِّتْنِي وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَهَا فَرَجَعْتُ إِلَى أُمِّي فَأَخْبَرْتُهَا فَلَمَّا جَاءَهَا قَالَتْ عَطَسَ عِنْدَكَ ابْنِي فَلَمْ تُشَمِّتْهُ وَعَطَسَتْ فَشَمَّتَّهَا فَقَالَ إِنَّ ابْنَكِ عَطَسَ فَلَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَمْ أُشَمِّتْهُ وَعَطَسَتْ فَحَمِدَتِ اللَّهَ فَشَمَّتُّهَا سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ إِذَا عَطَسَ أَحَدُكُمْ فَحَمِدَ اللَّهَ فَشَمِّتُوهُ فَإِنْ لَمْ يَحْمَدِ اللَّهَ فَلَا تُشَمِّتُوهُ.

[illegible]

٧٣٥٧- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ عَنْ إِيَاسِ بْنِ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ عَنْ أَبِيهِ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الْحَنْظَلِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو هَاشِمٍ الْقَاسِمُ بْنُ كَثِيرٍ حَدَّثَنَا عِكْرِمَةُ بْنُ عَمَّارٍ حَدَّثَنِي

حضرت سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] پھر جب دوسری بار [illegible] چھینک [illegible] نے فرمایا: اس شخص کو زکام ہے۔

إِيَاسُ بْنُ سَلَمَةَ بْنِ الْأَكْوَعِ أَنَّ أَبَاهُ حَدَّثَهُ أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهُ فَقَالَ لَهُ يَرْحَمُكَ اللهُ ثُمَّ عَطَسَ أُخْرَى فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرَّجُلُ مَزْكُومٌ

٧٣٥٨ - حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَعَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ السَّعْدِيُّ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنِ الْعَلَاءِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ التَّثَاؤُبُ مِنَ الشَّيْطَانِ فَإِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمائی شیطان کی طرف سے ہے تو تم میں سے جب کسی شخص کو جمائی آئے تو وہ جس قدر جمائی کو روک سکے اس کو روکے۔

٧٣٥٩ - حَدَّثَنِي أَبُو غَسَّانَ الْمِسْمَعِيُّ مَالِكُ بْنُ عَبْدِ الْوَاحِدِ حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ حَدَّثَنَا سُهَيْلُ بْنُ أَبِي صَالِحٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنًا لِأَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ عَلَى فِيهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ.

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو وہ اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کو روکے، کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

٧٣٦٠ - حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَثَاوَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيُمْسِكْ بِيَدِهِ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ.

حضرت ابو سعید بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنے ہاتھ سے روکے، کیونکہ شیطان داخل ہو جاتا ہے۔

٧٣٦١ - حَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ سُهَيْلِ بْنِ أَبِي صَالِحٍ عَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا تَثَاءَبَ أَحَدُكُمْ فِي الصَّلَاةِ فَلْيَكْظِمْ مَا اسْتَطَاعَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو وہ حتی المقدور اس کو روکے کیونکہ شیطان داخل ہوتا ہے۔

٧٣٦٢ - حَدَّثَنَاهُ عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ عَنْ سُهَيْلٍ عَنْ أَبِيهِ وَعَنِ ابْنِ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت ابو سعید کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کے بعد مثل سابق ہے۔

بِمِثْلِ حَدِيثِ بِشْرٍ وَعَبْدِ الْعَزِيزِ۔

چھینک کے متعلق احکام میں مذاہب اربعہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: امت کا اس پر اجماع ہے کہ چھینک کا جواب دینا مشروع ہے، البتہ اس میں اختلاف ہے کہ آیا یہ واجب ہے یا نہیں۔ اہل ظاہر اور متقدمین [illegible] ابن مریم مالکی نے کہا ہے کہ جو شخص چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہتے ہوئے سنے اس پر جواب دینا واجب ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible] چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہتے ہوئے سنے اس پر جواب دینا واجب ہے۔ قاضی عیاض نے کہا امام مالک کا مشہور مذہب یہ ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے۔ امام شافعی اور ان کے اصحاب اور دوسرے علماء نے یہ کہا کہ یہ سنت اور مستحب ہے واجب نہیں ہے اور وہ اس حدیث کو ندب اور ادب پر محمول کرتے ہیں، جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا مسلمان پر یہ حق ہے کہ وہ سات دن میں غسل کرے۔ قاضی نے کہا چھینک کے بعد الحمد للہ کہنے اور اس کے جواب کی کیفیت میں علماء کا اختلاف ہے اور اس میں مختلف آثار ہیں، ایک قول یہ ہے کہ الحمد للہ رب العالمین کہے، ایک قول یہ ہے کہ الحمد للہ علی کل حال کہے۔ علامہ ابن جریر نے کہا اس کو ان تمام کلمات میں اختیار ہے اور یہی صحیح ہے اور اس پر اجماع ہے کہ الحمد للہ کہنے کا حکم ہے اور جواب کے متعلق ایک قول یہ ہے کہ یرحمک اللہ کہے اور ایک قول یہ ہے کہ یرحمک اللہ کہے اور ایک قول یہ ہے کہ یرحمنا اللہ وایاکم "اللہ ہم پر اور تم پر رحم کرے" کہے۔ اور جواب دینے والے کو چھینک لینے والا کیا کہے اس میں بھی اختلاف ہے، ایک قول یہ ہے کہ یھدیکم اللہ ویصلح بالکم کہے [illegible] ایک قول یہ ہے کہ یغفر اللہ لنا ولکم کہے [illegible] امام مالک اور شافعی نے کہا کہ دونوں کلمات میں اختیار ہے اور یہی صحیح ہے۔

اگر کوئی شخص کئی بار چھینکے تو امام مالک نے کہا تین بار جواب دینے کے بعد خاموش رہے [illegible] جب چھینک لینے والا الحمد للہ کہے تو اس کو جواب دیا جائے اس لیے جب کوئی شخص الحمد للہ نہ کہے تو اس کو جواب دینا مکروہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا چھینک لینے والے کو الحمد للہ کہنے کا جو حکم دیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ چھینک سے دماغ [illegible] انسان کو راحت حاصل ہوتی ہے تو اس نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنے کا حکم ہے۔[1]

چھینک کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد کرنے کے طریقہ کا بیان

علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں: تشمیت باب تفعیل سے ہے اور [illegible] کا معنی ہے [illegible] اونٹ کی کھال [illegible] تشمیت کا معنی ہے دشمنوں [illegible] اس کی مصیبت پر خوشی ہونا [illegible] اس لیے چھینک لینے والے کو جواب میں جو دعائیہ کلمات کہے جاتے ہیں ان کو تشمیت کہتے ہیں۔

علامہ ابن بطال اور بعض دوسرے علماء نے ایک جماعت سے نقل کیا ہے کہ چھینک لینے والا [illegible] الحمد للہ علی کل حال کہے، کیونکہ امام ابو داؤد اور امام طبرانی نے حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح تعلیم دی ہے اور امام طبرانی نے حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے [illegible]

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ٦٧٦ھ، شرح صحیح مسلم ج ٢ ص ٤١٣-٤١٢، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

مرفوعاً روایت کیا ہے، امام ابوداؤد نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام نسائی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اور بعض علماء نے کہا ہے الحمد للہ رب العالمین کہے، کیونکہ امام طبرانی نے حضرت ابن مسعود سے اسی کی روایت کی ہے۔ امام بخاری نے ادب مفرد میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس شخص نے چھینک کے بعد یہ کہا الحمد للہ رب العالمین علی کل حال، اس شخص کی ڈاڑھ اور کان میں کبھی درد نہیں ہوگا۔ اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں، اور یہ حدیث اگرچہ موقوف ہے لیکن یہ بات قیاس سے نہیں کہی جا سکتی اس لیے یہ حکماً مرفوع ہے۔ اور بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ حمد کے ساتھ جس قدر کلمات ثنا ہو سکیں ان کو ملانا مستحسن ہے کیونکہ طبرانی نے ایک سند کے ساتھ حضرت ام سلمہ سے یہ روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمد للہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یرحمک اللہ اور ایک دوسرے شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ، تو آپ نے فرمایا اس کو اس شخص پر انیس درجہ فضیلت ہے۔ [1]

جن لوگوں کو چھینک کا جواب دینا ممنوع ہے

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:
امام بخاری نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا ہے ان میں سے ایک چھینک لینے والے کو جواب دینا ہے، یہ حدیث حنفیہ میں ... کا لفظ ظاہراً وجوب پر دلالت کرتا ہے اور اسی طرح اس باب کی دوسری احادیث بھی ظاہراً چھینک کے جواب کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں، ابن مزین مالکی اور بعض اہل ظاہر بھی وجوب کے قائل ہیں اور بعض لوگوں نے کہا یہ فرض عین ہے اور مذہب کے جمہور علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ فرض کفایہ ہے اور جب بعض لوگ جواب دے دیں تو باقی لوگوں سے فرض ساقط ہو جاتا ہے اور عبدالوہاب اور بعض مالکی علماء نے یہ کہا ہے کہ یہ مستحب ہے۔

چھینک کا جواب دینے سے حسب ذیل لوگ مستثنیٰ ہیں:

(۱) جو شخص چھینک کے جواب میں الحمد للہ نہ کہے اس کو جواب نہیں دیا جائے گا، کیونکہ امام مسلم نے حضرت ابوموسیٰ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص چھینک کے جواب میں الحمد للہ نہ کہے اس کو جواب مت دو۔

(۲) کافر کو چھینک کا جواب نہیں دیا جائے گا، امام ابوداؤد نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہود چھینک لیتے تاکہ آپ ان کے لیے یرحمک اللہ فرمائیں، لیکن آپ یہ فرماتے تھے یھدیکم اللہ ویصلح بالکم اللہ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری اصلاح فرمائے۔

(۳) جس شخص کو زکام ہو اور وہ بار بار چھینکیں لے اس کو بھی جواب نہیں دیا جائے گا، امام بخاری نے الادب المفرد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک، دو اور تین بار چھینک کا جواب دو،

۱۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

اس کے بعد بھی اگر چھینک آئے تو اس شخص کو زکام ہے۔

۴۔ بدخلق شخص چھینک کے جواب کو مکروہ سمجھتا ہو اس کی چھینک کا جواب نہ دینا چاہیے اگر یہ کہا جائے کہ کسی کے مکروہ سمجھنے کی وجہ سے سنت کو کیسے ترک کیا جائے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ چھینک کا جواب اس کے لیے سنت ہے جو اس کو پسند کرتا ہو اور جو اس کو مکروہ سمجھتا ہو اس کے لیے یہ سنت نہیں ہے۔ یہ قاعدہ سلام اور عیادت میں بھی جاری ہے، علامہ ابن دقیق العید نے کہا ہے کہ جس شخص کو سلام کرنے سے ضرر کا خوف ہو یا جس کو چھینک کا جواب دینے سے ضرر کا خطرہ ہو اس کو سلام کرے نہ چھینک کا جواب دے۔ علامہ عینی لکھتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ سلاطین مصر کے پاس جو لوگ جاتے تھے وہ اسی وجہ سے سلام نہیں کرتے تھے۔

۵۔ خطبہ کے وقت چھینک کا جواب نہ دیا جائے کیونکہ اس وقت خاموش رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

۶۔ جماعت کے وقت اور بیت الخلاء میں اگر چھینک آئے تو الحمد للہ کہنے کو مؤخر کرے پھر اگر وہ دل میں نرمی سے الحمد للہ کہے تو وہ جواب دے سکتا ہے۔ ؎

چھینک کے جواب کا بیان

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی شخص کو چھینک آئے تو وہ کہے الحمد للہ اور اس کا (دینی) بھائی یا ساتھی کہے یرحمک اللہ اور جب وہ یرحمک اللہ کہے تو وہ کہے یہدیکم اللہ ویصلح بالکم، اللہ تم کو ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست کرے۔ علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ ایک قوم کا یہی مذہب ہے جنہوں نے کہا جواب میں صرف یرحمک اللہ کہے اور امام طبری نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ وہ اس کے جواب میں "یغفر اللہ لنا ولکم" اللہ ہم پر رحم فرمائے اور ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے۔ ؎

جمائی کا بیان

اس باب کی حدیث نمبر ۷۳۰۲ میں ہے، جمائی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کسی کو جمائی آئے تو وہ اس کو حتی المقدور روکے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

جمائی کی نسبت شیطان کی طرف اس لیے کی گئی ہے کہ وہ شیطان کی خواہش کی بناء پر سستی سے آتی ہے یا شیطان اس سے خوش ہوتا ہے، صحیح بخاری میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ چھینک کو پسند کرتا ہے اور جمائی کو ناپسند کرتا ہے۔ علماء نے یہ کہا ہے کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ چھینک سے راحت حاصل ہوتی ہے دماغ ہلکا پھلکا ہوتا ہے اور اس کے برعکس جمائی اس وقت آتی ہے جب بدن ثقیل ہو اعصاب ڈھیلے پڑ جائیں اور طبیعت سستی کی طرف مائل ہو اور اس کی شیطان کی طرف اضافت اس لیے ہوتی ہے کہ وہ شہوت کی دعوت دیتا ہے اور جمائی کو پسند کرتا ہے

؎ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۴، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

؎ ,, ,, ,, عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۶۔۲۲۴ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ

کے حکم کا مطلب یہ ہے کہ جمائی کے اسباب کو ترک کیا جائے اور جمائی کا سبب زیادہ کھانا اور بکثرت کھانا ہے، اور جب جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ لیا جائے تاکہ شیطان اس کے منہ میں داخل ہونے اور اس پر ہنسنے سے باز رہے۔[1]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

بعض شافعی علماء نے کہا ہے کہ جمائی کا منشاء پیٹ بھر کر کھانا، نفس کا بوجھل ہونا اور حواس کا مکدر ہونا ہے جس سے غفلت، سستی اور فہم میں کمی پیدا ہوتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ جمائی کو ناپسند کرتا ہے، اور چھینک دماغ کی خفت، فضلات کے خروج، روح کی صفائی اور حواس کی تقویت کا سبب ہے اس وجہ سے یہ اللہ کو پسند اور شیطان کو ناپسند ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ کسی نبی کو کبھی جمائی نہیں آئی، جمائی کے بعد تھوکنے کا حکم ہے تاکہ شیطان کی ڈالی ہوئی چیزیں اور اس کے اثرات نکل جائیں۔[2]

علامہ بدرالدین عینی لکھتے ہیں:

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمائی شیطان کی طرف سے ہے، جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آئے تو اس کو حتی الوسع روکے کیونکہ جب تم میں سے کسی شخص کو جمائی آتی ہے تو شیطان اس سے ہنستا ہے، اور امام مسلم نے حضرت ابوسعید سے روایت کیا ہے کہ جب تم میں سے کسی شخص کو نماز میں جمائی آئے تو وہ اس کو حتی الوسع روکے کیونکہ شیطان داخل ہوتا ہے۔ ہمارے شیخ علامہ زین الدین نے کہا ہے کہ یہ حکم بعض نماز کی حالت کے ساتھ خاص ہے کیونکہ شیطان کا اہم مقصد نمازی کی نماز میں خلل ڈالنا ہے۔ علامہ ابن العربی نے کہا کہ ہر حال میں جمائی کو روکنا چاہیے اور حدیث میں نماز کی تخصیص اس سبب کی وجہ سے ہے کیونکہ شیطان کو دور کرنے کے لیے یہ سب سے افضل حالت ہے۔ جمائی لیتے وقت انسان اعتدال سے نکل جاتا ہے اور اس کی شکل متغیر ہو جاتی ہے، اور صحیح مسلم میں جو ذکر ہے کہ شیطان داخل ہوتا ہے اس سے حقیقت بھی مراد ہو سکتی ہے، بیشک شیطان ہر چند کہ انسان کی رگوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے لیکن جب تک انسان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ اس پر قادر نہیں ہوتا اور جب انسان جمائی لیتا ہے تو اس وقت وہ ذکر نہیں کرتا، اس وقت شیطان اس میں حقیقۃً داخل ہو جاتا ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حدیث میں دخول سے مجازاً شیطان کا قابو اور غلبہ مراد ہو۔[3]

بَابٌ ۱۰۳۲ فِي أَحَادِيثَ مُتَفَرِّقَةٍ — احادیث متفرقہ

۷۳۶۳ - حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ ابْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جنوں کو آگ کے شعلہ سے اور آدم کو اس

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۱۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

۲۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۳۰۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۳۔ علامہ بدرالدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲۲ ص ۲۲۸، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ

عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ الْمَلَائِكَةُ مِنْ نُورٍ وَخُلِقَ الْجَانُّ مِنْ مَارِجٍ مِنْ نَارٍ وَخُلِقَ آدَمُ مِمَّا وُصِفَ لَكُمْ.

سے پیدا کیا گیا ہے جس کا تمہارے سامنے بیان کیا گیا ہے (یعنی مٹی سے)۔

۷۳۶۴۔ حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى الْعَنَزِيُّ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الرُّزِّيُّ جَمِيعًا عَنِ الثَّقَفِيِّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فُقِدَتْ أُمَّةٌ مِنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ لَا يُدْرَى مَا فَعَلَتْ وَلَا أُرَاهَا إِلَّا الْفَأْرَ أَلَا تَرَوْنَهَا إِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الْإِبِلِ لَمْ تَشْرَبْهُ وَإِذَا وُضِعَ لَهَا أَلْبَانُ الشَّاءِ شَرِبَتْهُ قَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ فَحَدَّثْتُ هٰذَا الْحَدِيثَ كَعْبًا فَقَالَ آنْتَ سَمِعْتَهُ مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ ذٰلِكَ مِرَارًا قُلْتُ أَأَقْرَأُ التَّوْرَاةَ قَالَ إِسْحَاقُ فِي رِوَايَتِهِ لَا نَدْرِي مَا فَعَلَتْ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو اسرائیل کا ایک گروہ گم ہو گیا تھا، معلوم نہیں ہو کہ وہ کہاں گئے، میرا یہی گمان ہے کہ وہ مسخ شدہ چوہے ہیں، کیا تم نہیں دیکھتے کہ جب چوہوں کے سامنے اونٹوں کا دودھ رکھا جائے تو وہ اس کو نہیں پیتے، اور جب ان کے سامنے بکریوں کا دودھ رکھا جائے تو وہ اس کو پی لیتے ہیں، حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث حضرت کعب سے بیان کی، انہوں نے پوچھا کیا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود یہ حدیث سنی ہے؟ میں نے کہا ہاں، انہوں نے کئی بار یہ سوال کیا، میں نے کہا کیا میں تورات پڑھتا ہوں؟ اسحاق کی روایت میں ہے: ہم از خود نہیں جانتے کہ وہ کہاں گئے۔

۷۳۶۵۔ وَحَدَّثَنِي أَبُو كُرَيْبٍ مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ الْفَأْرَةُ مَسْخٌ وَآيَةُ ذٰلِكَ أَنَّهُ يُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهَا لَبَنُ الْغَنَمِ فَتَشْرَبُهُ وَيُوضَعُ بَيْنَ يَدَيْهَا لَبَنُ الْإِبِلِ فَلَا تَذُوقُهُ فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ أَسَمِعْتَ هٰذَا مِنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَفَأُنْزِلَتْ عَلَيَّ التَّوْرَاةُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ چوہے مسخ شدہ ہیں، اور اس کی علامت یہ ہے کہ اس کے سامنے بکری کا دودھ رکھا جائے تو وہ پی جاتا ہے اور اس کے سامنے اونٹ کا دودھ رکھا جائے تو وہ اس کو چکھتا بھی نہیں، حضرت کعب نے ان سے کہا تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سنی تھی؟ حضرت ابوہریرہ نے کہا تو کیا مجھ پر تورات نازل ہوئی تھی۔

۷۳۶۶۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ حَدَّثَنَا لَيْثٌ عَنْ عُقَيْلٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنِ ابْنِ الْمُسَيَّبِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کو ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

۷۳۶۷۔ وَحَدَّثَنِيهِ أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ

امام مسلم نے دو سندوں کے ساتھ بیان کیا کہ یہ

بن يحيى قالا أخبرنا ابن وهب عن يونس ح و حدثني زهير بن حرب ومحمد بن حاتم قالا حدثنا يعقوب بن إبراهيم حدثنا ابن أخي ابن شهاب عن عمه عن ابن المسيب عن أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم بمثله.

یہ حدیث حضرت ابوہریرہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۷۳۶۸ - حدثنا هداب بن خالد الأزدي وشيبان بن فروخ جميعا عن سليمان بن المغيرة (واللفظ لشيبان) قال حدثنا سليمان حدثنا ثابت عن عبد الرحمن بن أبي ليلى عن صهيب قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم عجبا لأمر المؤمن إن أمره كله خير وليس ذاك لأحد إلا للمؤمن إن أصابته سراء شكر فكان خيرا له وإن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له.

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی شان پر خوشی کرنی چاہیے اس کے ہر حال میں خیر ہے اور یہ مقام اس کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں، اگر وہ نعمتوں کے ملنے پر شکر کرے تو اس کو اجر ملتا ہے اور اگر وہ مصیبت آنے پر صبر کرے تب بھی اس کو اجر ملتا ہے۔

حدیث نمبر ۷۳۶۳ میں ہے ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے۔
اس حدیث کی تشریح میں پہلے ہم نور کا معنی بیان کریں گے پھر ملائکہ کی ماہیت کی تحقیق کریں گے

نور کے معنی کی تحقیق

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

النور الضوء المنتشر الذي يعين على الابصار وذلك ضربان دنيوي واخروي. فالدنيوي ضربان ضرب معقول بعين البصيرة وهو ما انتشر من الامور الالهية كنور العقل ونور القرآن ومحسوس بعين البصر وهو ما انتشر من الاجسام النيرة كالقمرين والنجوم والنيرات فمن النور الالهي قوله تعالى (قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين) ومن المحسوس الذي بعين البصر (هو الذي جعل الشمس ضياء والقمر نورا) ومن النور الاخروي

نور اس پھیلی ہوئی روشنی کو کہتے ہیں جو دیکھنے میں مدد دیتی ہے اور اس کی دو قسمیں ہیں، دنیوی اور اخروی۔ دنیوی نور کی بھی دو قسمیں ہیں: پہلی قسم وہ ہے جس کا عقل کی آنکھ سے ادراک ہوتا ہے، یہ وہ امور الٰہیہ ہیں جو پھیلے ہوئے ہیں، جیسے عقل کا نور اور قرآن کا نور، قرآن میں ہے: قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين۔ دوسری قسم وہ ہے جس کا ظاہری آنکھ سے ادراک کیا جاتا ہے اور یہ اجسام منورہ سے پھیلی ہوئی روشنی ہے جیسے سورج، چاند، ستارے اور دیگر روشنی دینے والے اجسام کی روشنی، قرآن مجید میں ہے: هو الذي جعل

قوله (يسعى نورهم بين ايديهم و بايمانهم) ۔

لتمس ضیاء والقمر نورا اور کثرت کے نور کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے: یسعی نورھم بین ایدیھم و بایمانھم " ان کے ایمان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں جانب دوڑتا ہوگا۔

علامہ سید زبیدی لکھتے ہیں:

نور کا معنی تنویر اور روشنی ہے، خواہ کسی قسم کی روشنی ہو یا چمک ہو، زمخشری نے کہا ہے کہ ضیاء میں نور کی نسبت زیادہ روشنی ہے، قرآن مجید میں ہے: اللہ تعالیٰ نے سورج کو ضیاء اور قمر کو نور بنایا۔ علامہ [illegible] نے [illegible] تحقیق یہ ہے کہ ضیاء، نور سے زیادہ قوی ہے اور صاحب [illegible] نے [illegible] میں یہ بیان کیا ہے کہ نور کی دو قسمیں ہیں دنیاوی اور اخروی۔ دنیاوی نور کی پھر دو قسمیں ہیں: ایک وہ ہے جس کا بصیرت کی آنکھ سے ادراک ہوتا ہے یہ وہ انوار [illegible] ہیں جو پھیلے ہوتے ہیں جیسے عقل کا نور اور قرآن کا نور اور دوسری قسم وہ ہے جس کا ظاہری آنکھ سے ادراک ہوتا ہے اور وہ اجسام منورہ سے پھیلی ہوئی روشنی ہے، جیسے سورج چاند اور ستاروں سے پھیلی ہوئی روشنی، اور اخروی نور کی مثال قرآن مجید کی یہ آیت ہے: ان کے ایمان کا نور ان کے سامنے اور ان کے دائیں جانب دوڑتا ہوگا۔[2]

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:

هو كيفية تدركها الباصرة اولا وبواسطتها سائر المبصرات[3]

نور وہ کیفیت ہے جس کا آنکھ سب سے پہلے ادراک کرتی ہے اور اس کیفیت کے واسطے سے باقی دکھائی دینے والی چیزوں کا ادراک کرتی ہے۔

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

هو الظاهر الذي به كل ظهور والظاهر في نفسه المظهر لغيره يسمى نورا[4]

نور وہ ظاہر ہے جس کی وجہ سے ہر چیز کا ظہور ہے جو بذات خود ظاہر ہو اور دوسروں کو ظاہر کردے وہ نور ہے۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں:

ملائکہ کی حقیقت کا بیان

والملك اصله مألك بتقديم الهمزة من الالوك وهي الرسالة ثم قلبت وقدمت

ملک کی اصل مألک ہے یہ الوک سے ماخوذ ہے جس کا معنی رسالت اور پیغام ہے [illegible]

۱۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، مفردات ص ۵۰۸، مطبوعہ [illegible] ۱۳۴۲ھ

۲۔ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج ۳ ص [illegible] مطبوعہ المطبعۃ [illegible]

۳۔ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، کتاب التعریفات ص [illegible] مطبوعہ [illegible]

۴۔ علامہ مجد الدین ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۵ ص ۱۲۴ مطبوعہ مؤسسہ مطبوعاتی ایران ۱۳۶۴ھ

الهمزة فقيل ملاك [1] — میں تخفیف کر کے ہمزہ کو لام پر مقدم کیا گیا اور ملاک کہا گیا

علامہ ابن اثیر جزری لکھتے ہیں:

اصله مألك من الالوك الرسالة ثم قدمت الهمزة [2] — اس کی اصل مألک ہے، یہ الوک سے ماخوذ ہے جس کا معنی رسالت ہے پھر ہمزہ کو مقدم کیا گیا۔

امام رازی لکھتے ہیں:

انها اجسام لطيفة هوائية تقدر على التشكل باشكال مختلفة مسكنها السموات وهذا قول اكثر المسلمين [3] — ملائکہ کا جسم لطیف اور ہوائی ہے وہ مختلف شکلوں کو اختیار کرنے پر قادر ہوتے ہیں ان کا مسکن آسمان ہیں اور یہ اکثر مسلمانوں کا قول ہے۔

قاضی بیضاوی لکھتے ہیں:

ملائکہ اصل میں ملاک کی جمع ہے اور یہ الوکۃ سے ماخوذ ہے، الوکت کا معنی رسالت ہے، کیونکہ ملائکہ اللہ تعالیٰ اور انسانوں کے درمیان واسطہ ہیں، پس وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے رسول ہیں، یا بمنزلہ رسول ہیں۔ ان کی حقیقت میں لوگوں کا اختلاف ہے اور اس میں سب کا اتفاق ہے کہ یہ موجود اور قائم بالذات ہیں۔ اکثر مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ ان کا جسم لطیف ہوتا ہے اور یہ مختلف شکلوں کو اختیار کرنے پر قادر ہوتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ انبیاء علیہم السلام نے ان کو مختلف شکلوں میں دیکھا ہے۔ اور نصاریٰ کی ایک جماعت نے یہ کہا کہ یہ نیک انسانوں کے بدن سے الگ ہو جانے والی روحیں ہیں، اور حکماء کا یہ گمان ہے کہ یہ جواہر مجردہ ہیں جن کی حقیقت نفوس ناطقہ کی حقیقت کے مخالف ہے۔ ان کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی معرفت میں مستغرق رہتی ہے اور کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتی، جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

يسبحون الليل والنهار لا يفترون۔ — وہ رات دن اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور تھکتے نہیں۔

یہ علیین اور ملائکہ مقربین ہیں، اور ایک قسم وہ ہے جو قضاء وقدر کے مطابق نظام عالم کو جاری رکھنے کی تدبیر کرتی ہے، یہ اللہ کے احکام سے روگردانی نہیں کرتے، یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کے مطابق عمل کرتے ہیں، یہ "مدبرات امراً" کے مصداق ہیں، ان میں سے بعض فرشتے آسمان سے متعلق ہیں اور بعض زمین سے [4]

علامہ سید محمود آلوسی لکھتے ہیں:

اکثر مسلمانوں کا مذہب یہ ہے کہ ملائکہ اجسام نورانیہ ہیں، ایک قول یہ ہے کہ وہ اجسام ہوائیہ ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کے

---

[1] علامہ جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ، لسان العرب ج ۱۰ ص ۴۹۶، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ ایران ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ مجد الدین ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ، نہایہ ج ۴ ص ۳۵۵، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران ۱۳۶۴ھ

[3] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۱ ص ۲۲۹، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ

[4] قاضی ابو الخیر عبد اللہ بن عمر بیضاوی شیرازی متوفی ۶۸۵ھ، انوار التنزیل مع عنایۃ القاضی ج ۲ ص ۱۰۲، مطبوعہ دار صادر بیروت

ان سے متعدد اور مختلف شکلوں کے اختیار کرنے پر قادر ہیں (الی قولہ) اور ہمارے نزدیک فرشتوں کی دو قسمیں ہیں، ایک قسم وہ
ملائکہ ہیں جو ہر وقت اللہ سبحانہ کی معرفت میں مستغرق رہتے ہیں اور کسی چیز کی طرف توجہ نہیں کرتے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
ان کی صفت بیان کی: وہ دن رات تسبیح کرتے ہیں اور اس سے تھکتے نہیں ہیں، یہ علیین اور ملائکہ مقربین ہیں، اور دوسری قسم وہ ملائکہ ہیں جو قضاء وقدر کے
مطابق آسمانی احکام کو زمین پر نافذ کرنے کی تدبیر کرتے ہیں یہ "فالمدبرات امرا" کا مصداق ہیں، ان میں بعض آسمانی ہیں
اور بعض زمینی، اللہ تعالیٰ کے سوا ان کی تعداد کوئی نہیں جانتا، حدیث میں ہے کہ آسمان پر کوئی قدم رکھنے کی جگہ نہیں ہے
مگر کوئی فرشتہ اس جگہ پر سجدے میں ہے یا رکوع میں، یہ فرشتے شکل وصورت اور جسامت میں مختلف ہوتے ہیں
ان کو ان کی اصل صورت میں انبیاء اور نفوس قدسیہ کے سوا کوئی نہیں دیکھ سکتا بعض اوقات یہ ایک وقت میں متعدد جگہ
موجود ہوتے ہیں، اور وہ اپنی اصل شکل میں بھی جگہ موجود ہوتے ہیں حتیٰ کہ ایک قول ہے کہ حضرت جبریل علیہ
السلام جس وقت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں حاضر ہوتے تھے اس وقت بھی وہ سدرۃ المنتہیٰ
میں بھی موجود ہوتے تھے [illegible] ایک وقت متعدد جگہ دکھائی دیتے ہیں، ہر چند کہ یہ بات عقل کے خلاف
ہے [illegible] ایمان لانے والوں میں سے ہوں۔ [1]

علامہ سعد الدین تفتازانی لکھتے ہیں:

ملائکہ اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرتے ہیں [illegible]
[illegible] سے متصف نہیں ہیں وہ مذکر اور مؤنث [illegible] اللہ تعالیٰ کی
[illegible] کمال [illegible] سے [illegible] کی شان میں [illegible]
[illegible] ایک فرشتہ [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] ان آیات میں تعریض ہے [illegible]
[illegible] شیطان نے کفر نہیں کیا تھا اور وہ بھی فرشتہ تھا، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: [illegible] سجدہ کیا
[illegible] ہے کہ قرآن مجید کی [illegible] ہے [illegible]
[illegible] کا حکم دیا گیا تھا کیونکہ وہ فرشتوں کے ساتھ [illegible] اور ہاروت [illegible] ماروت سے متعلق [illegible] صحیح قول
[illegible] فرشتے تھے [illegible] گناہ کبیرہ [illegible] روایات مشہورہ [illegible]
[illegible] حضرات انبیاء [illegible] اور [illegible] عتاب ہوتا تھا [illegible]
[illegible] انبیاء علیہم السلام پر عتاب [illegible] اللہ تعالیٰ کے [illegible]
[illegible] ہاروت اور ماروت کے متعلق عذاب کا قول کرنا بھی باطل ہے کیونکہ عذاب ان کے معصیت کے [illegible]
[illegible] معصیت سے صادر [illegible] معصیت [illegible] عذاب [illegible] سکتا ہے۔
[illegible] ہاروت اور ماروت لوگوں کو وعظ کرتے تھے ان کو سحر کی تعلیم دیتے تھے اور اس کے ساتھ یہ کہتے تھے
کہ ہم تو محض آزمائش ہیں سو تم کفر نہ کرو، اور سحر کی تعلیم کفر نہیں ہے کفر اس کے اعتقاد اور عمل میں ہے۔ [2]

---

[1] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی [illegible] مطبوعہ [illegible]

[2] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی [illegible] شرح عقائد نسفی [illegible] مطبوعہ [illegible]

علامہ عبدالعزیز پرہاروی لکھتے ہیں:

ملائکہ کی حقیقت میں علماء کا اختلاف ہے، اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ ملائکہ اجسام لطیفہ نورانیہ ہیں، حکماء یہ کہتے ہیں کہ وہ جواہر مجردہ ہیں، ملائکہ کے جسم ہونے پر ہماری دلیل یہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ تصریح ہے کہ فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں، اور زمین سے آسمان کی طرف چڑھتے ہیں، اور انبیاء علیہم السلام ان کا مشاہدہ کرتے ہیں، اور نصاریٰ کا عقیدہ یہ ہے کہ فرشتے وہ روحیں ہیں جو نیک لوگوں کے بدنوں سے نکل جاتی ہیں، ایک اہم مسئلہ فرشتہ، جن اور شیطان کا فرق ہے، صحیح یہ ہے کہ فرشتہ ایک لطیف نورانی شے ہے جس کو خیر اور طاعت پر پیدا کیا گیا ہے، اور جن کی نوع اس کے خلاف ہے ان میں خیر بھی ہے اور شر بھی، اور ان میں شر زیادہ ہے، اور شیطان معصیت ور سرکش جن کو کہتے ہیں، یہ جن کھاتے اور پیتے ہیں اور مرتے ہیں ان کی نسل چلتی ہے وہ مکلف ہیں اور حضرت آدم کی طرح وعدہ اور وعید کے مخاطب ہیں، یہ ان کے خواص کے فرق ہے اور باعتبار مادہ کے یہ فرق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ملائکہ کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اور جن کو آگ کے شعلہ سے اور آدم کو اس سے پیدا کیا گیا ہے جس کا تم سے بیان کیا گیا ہے یعنی مٹی سے۔ صحیح مسلم، نور سے مراد مادہ نورانی ہے جو آگ کی بہ نسبت زیادہ لطیف اور شفاف ہے، فلسفی میلان والوں کا مختار یہ ہے کہ بعض فرشتوں کو بھی آگ سے پیدا کیا گیا اور حضرت عائشہ کی اس روایت کا یہ جواب دیا ہے کہ نور سے مراد وہ آگ ہے جو لطیف اور نورانی ہو، علامہ جلال الدین سیوطی نے اس تاویل کا سخت رد کیا ہے اور کہا یہ معرفت حدیث کی قلت اور فلسفہ میں مستغرق ہونے کا نتیجہ ہے۔ [1]

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:

الملائكة جسم لطيف نوراني يتشكل باشكال مختلفة۔ [2]

فرشتہ ایک لطیف نورانی جسم ہے جو مختلف شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔

انسان، جن اور ملائکہ میں جوہر ذات کے اعتبار سے کون افضل ہے؟

اس حدیث میں ہے: اور آدم کو اس سے پیدا کیا گیا ہے جس کا تم سے بیان کیا گیا ہے۔ (یعنی مٹی سے)۔

چونکہ حضرت آدم کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور فرشتوں کو نور سے پیدا کیا گیا ہے اس سے یہ سمجھنا صحیح نہیں ہے کہ فرشتے افضل ہیں اور حضرت آدم مفضول ہیں، تمام انبیاء علیہم السلام بشر اور فرزند آدم ہیں اور اللہ کے محبوب سید آدم و اولاد آدم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم آدمی اور بشر ہیں، اگر بشر اور آدمی میں فضیلت نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کبھی آدمی اور بشر نہ بناتا، آدمیت اور بشریت کی فضیلت اور افتخار کے لیے صرف یہی امر کافی ہے کہ اللہ کے محبوب آدمی اور بشر ہیں، قرآن مجید میں ہے:

لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من انفسهم (آل عمران: ۱۶۴)

بے شک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان کیا جب کہ ان میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیجا۔

لقد جاءكم رسول من انفسكم (توبہ: ۱۲۸)

بے شک تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک عظیم رسول آگئے۔

---

۱ علامہ عبدالعزیز پرہاروی، نبراس ص ۲۹۴-۲۹۵، مطبوعہ مکتبہ نادریہ، ملتان

۲ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، کتاب التعریفات ص ۱۰۲، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر ۱۳۰۶ھ

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے لیے دعا کی:

ربنا وابعث فیھم رسولا منھم (البقرۃ: ١٢٩) — اے ہمارے رب! اور ان میں ان ہی میں سے ایک عظیم رسول بھیج دے۔

[illegible] بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ولقد کرمنا بنی ادم وحملنھم فی البر والبحر ورزقنھم من الطیبت وفضلنھم علی کثیر ممن خلقنا تفضیلا (بنی اسرائیل: ٧٠)

اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی اور ان کو خشکی اور سمندر میں سوار کیا اور ان کو پاکیزہ چیزوں سے رزق دیا اور ہم نے ان کو اپنی بہت سی مخلوق میں سے بہت زیادہ پر فضیلت دی۔

علامہ قرطبی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (التین: ٤)

بے شک ہم نے انسان کو سب سے حسین صورت میں پیدا کیا۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] خلق اللہ ادم علی صورتہ [illegible]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔

[illegible]

امام مسلم روایت کرتے ہیں:

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا قاتل احدكم اخاه فليجتنب الوجه فان الله خلق آدم على صورته۔ [1]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی سے لڑے تو اس کے چہرے سے اجتناب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا ہے۔

اس حدیث کو امام احمد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]

نوٹ: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی طرف صورت کی اضافت تشریفی ہے۔

علت فاعلی کے اعتبار سے بھی انسان سب سے افضل ہے، کیونکہ ہر چند کہ ہر چیز کا اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے لیکن انسان کو پیدا کرنے کی نسبت اللہ تعالیٰ نے خصوصیت کے ساتھ اپنی طرف کی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قال يا ابليس ما منعك ان تسجد لما خلقت بيدى (ص: ٧٥)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے ابلیس! تجھے اس کو سجدہ کرنے سے کس چیز نے روکا جس کو میں نے اپنے ہاتھوں سے بنایا۔

اور علت غائی کے اعتبار سے بھی انسان تمام مخلوقات سے افضل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی خلافت اور نیابت کے لیے پیدا فرمایا، قرآن مجید میں ہے:

واذ قال ربك للملئكة انى جاعل فى الارض خليفة۔ (بقرہ: ٣٠)

اور جب آپ کے رب نے فرشتوں سے فرمایا: بیشک میں زمین میں اپنا نائب بنانے والا ہوں۔

خلاصہ یہ ہے کہ علت مادی کے اعتبار سے جن اور ملائکہ انسان سے افضل ہیں، اور علت صوری اور علت فاعلی اور علت غائی کے اعتبار سے انسان نہ صرف جن اور ملائکہ بلکہ تمام مخلوقات سے افضل ہے۔

علامہ اقبال کا ایک شعر ہے:

در دشت جنون من جبریل زبوں صیدے ـ یزداں بکمند آور اے ہمت مردانہ

تاہم انسان کے لیے فرشتوں کا مظہر ہونا کوئی فضیلت کی بات نہیں کیونکہ فرشتوں کا سردار حضرت جبریل عموماً انسان (حضرات انبیاء علیہم السلام) کا خادم ہے، اس لیے انسان تو ملائکہ کا مظہر نہیں بلکہ رب ملائکہ کا مظہر ہیں،

بہرحال رب کے اعتبار سے تو انسان ملائکہ سے بہرحال افضل ہے لیکن جوہر ذات کے اعتبار سے ان میں کون افضل ہے اس میں کسی جانب قطعیت نہیں ہے۔

انسان اور فرشتہ میں کسی کی افضلیت پر قطعیت نہیں ہے

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

[1] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ٢٦١ھ، صحیح مسلم ج ٢ ص ٣٢٠ مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ١٣٧٥ھ

[2] امام احمد بن حنبل متوفی ٢٤١ھ، مسند احمد ج ٢ ص ٥١٩، ٤٦٣، ٤٣٤، ٣٤٤، ٣٢٣، ٢٥١، ٢٤٤ مطبوعہ دار الفکر بیروت

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تمام جانداروں اور جنوں کے مقابلہ میں انسان کے اوپر اپنی خصوصی نعمتوں کا شمار کیا ہے لہذا اس آیت میں باقی جاندار اور جنات مفضول ہیں اور انسان افضل ہے اور ملائکہ ان کثیر مفضولین سے خارج ہیں، اس آیت میں ان کے ذکر سے تعرض نہیں کیا گیا ______ بلکہ یہ بھی احتمال ہے کہ ملائکہ افضل ہوں اور اس کے برعکس ہونے کا بھی احتمال ہے، اور ان میں مساوات ہونے کا بھی احتمال ہے خلاصہ یہ ہے کہ اس مسئلہ میں کسی جانب قطعیت نہیں ہے۔[1]

امام رازی شافعی اس بحث میں لکھتے ہیں:

ہمارے یہاں یہ بحث باقی ہے کہ فرشتہ افضل ہے یا بشر؟ یعنی وہ جوہر بسیط جو محض قوت عقلیہ قدسیہ کے ساتھ متصف ہے وہ افضل ہے یا بشر جو عقل اور شہوت دونوں قوتوں کا جامع ہے، یہ ایک دقیق بحث ہے۔ اس کے بعد لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ نے اس آیت (بنو اسرائیل: ۷۰) میں یہ نہیں فرمایا: "وفضلنهم على الكل" "ہم نے ان کو تمام مخلوق پر فضیلت دی ہے" بلکہ یہ فرمایا ہے: "وفضلنهم على كثير ممن خلقنا تفضيلا" ہم نے ان کو اپنی پیدا کی ہوئی مخلوق میں سے بہت زیادہ پر فضیلت دی ہے، اس آیت کا مفہوم مخالف یہ ہے کہ بعض ایسی مخلوق بھی ہے جس پر انسان کو فضیلت نہیں دی گئی اور جو لوگ اس قسم کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ فرشتے ہیں اور یہ ہمارے اصحاب کا مذہب ہے کہ نوع انسان فرشتوں کی نوع سے افضل ہیں اور ان میں سے بعض فرشتے انسان سے افضل ہیں اور یہ حضرت ابن عباس کا مذہب ہے اور زجاج نے اس مسئلہ میں روایت کیا ہے اور زجاج کا بھی یہی مختار ہے۔ یہ کلام دو بحثوں پر مشتمل ہے ایک یہ کہ انبیاء علیہم السلام افضل ہیں یا ملائکہ، اس پر بحث ہو چکی ہے معتزلہ ملائکہ کی فضیلت کے قائل ہیں اور اہل سنت انبیاء علیہم السلام کی افضلیت کے قائل ہیں۔ دوسری بحث یہ ہے کہ عام ملائکہ اور عام مومنین میں سے کون افضل ہے؟ بعض علماء نے کہا کہ مومنین ملائکہ سے افضل ہیں اور ان کا استدلال اس روایت سے ہے: حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ فرشتوں نے عرض کیا: اے ہمارے رب! تو نے بنو آدم کو دنیا دی ہے جس میں وہ کھاتے پیتے ہیں اور لطف اندوز ہوتے ہیں اور ہم کو یہ نعمت نہیں دی، تو تم کو آخرت میں یہ نعمت عطا فرما دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم! جس شخص کو میں نے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا ہے اس کی ذریت کو میں ان کے مساوی نہیں کروں گا جن کو میں نے کن سے پیدا کیا ہے۔ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: مومن اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان ملائکہ سے زیادہ مکرم ہے جو اس کے پاس ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی نے بسیط میں روایت کیا ہے، اور جو کہتے ہیں کہ فرشتے انسان سے علی الاطلاق افضل ہیں، وہ سورۂ بنو اسرائیل کی اس آیت سے استدلال کرتے ہیں اور یہ حقیقت میں مفہوم مخالف اور دلیل خطاب ہے، استدلال ہیں کیونکہ دلیل کی تقریر اس طرح ہے: کثیر کی ذکر میں تخصیص کرنا اس کو مستلزم ہے کہ قلیل اس کی ضد ہے، یعنی جب انسان کثیر سے افضل ہے تو باقی قلیل یعنی ملائکہ انسان سے افضل ہیں اور یہ دلیل خطاب سے استدلال ہے اور حقیقت حال کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔[2]

علامہ آلوسی حنفی اس بحث میں لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ٦٦٨ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ١٠ ص ٢٩٤، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ١٣٨٧ھ

[2] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ٦٠٦ھ، تفسیر کبیر ج ٥ ص ٣٢٢۔ ٣٢١ مطبوعہ دارالفکر بیروت، ١٣٩٨ھ

تفضیل کا مسئلہ اہل سنت، اور جمہور ملائکہ کی افضلیت کے قائل ہیں، ان کے درمیان مختلف فیہ ہے، حضرت ابن عباس کا یہی مذہب ہے اور یہی زجاج کا مختار ہے اور بعض نے یہ تفصیل کی ہے کہ رسل بشر مطلقاً افضل ہیں پھر رسل ملائکہ عموم بشر و عموم ملائکہ سے افضل ہیں پھر عوام ملائکہ عوام بشر سے افضل ہیں، امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کے اصحاب اور اکثر اشاعرہ اور ماتریدیہ کا یہی مسلک ہے۔ بعض نے کہا کہ روئے زمین کے انسانوں میں سے جو کاملین ہیں وہ افضل ہیں خواہ نبی ہوں یا ولی اور بعض نے کہا کہ ملائکہ مطلقاً افضل ہیں بعض نے کہا رسل بشر پھر کاملین بشر افضل ہیں پھر عوام ملائکہ عوام بشر سے افضل ہیں۔
امام رازی اور امام غزالی کا مسلک ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ مطلقاً یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ اہل سنت بشر کو فرشتوں سے افضل مانتے ہیں اور اس مسئلہ میں کسی جانب بھی قطعی دلیل نہیں ہے۔ [1]

علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

وذهب أكثر الأشاعرة والحنفية إلى أن الأنبياء من بني آدم كالرسل وغيرهم أفضل من الملائكة نعم وصرحوا بأن خواص بني آدم وهم الأنبياء أفضل من خواص الملائكة كجبرئيل وميكائيل وعوام الملائكة أفضل من عوام البشر (كالصلحاء من عوامهم) [2]

ہمارے یعنی اشاعرہ اور احناف کا مذہب یہ ہے کہ ہر دور کے نیک انسان خواہ نبی ہوں یا ولی، ملائکہ سے مطلقاً افضل ہیں خواص بشر خواہ رسول ہوں یا نبی خواص ملائکہ مثلاً حضرت جبریل و حضرت میکائیل سے افضل ہیں اور عوام بشر نیک مسلمان عام فرشتوں سے افضل ہیں۔

علامہ تفتازانی لکھتے ہیں:

رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور رسل ملائکہ عامۃ البشر سے افضل ہیں اور عامۃ البشر عامۃ الملائکہ سے افضل ہیں۔ رسل ملائکہ کی عامۃ البشر سے افضلیت اجماعی ہے بلکہ بداہۃً ہے اور رسل بشر کی رسل ملائکہ پر اور عامۃ البشر کی عامۃ الملائکہ پر فضیلت کی متعدد دلیلیں ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو یہ حکم دیا کہ وہ حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم اور تکریم کے لیے سجدہ کریں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس سے حکایت کرتے ہوئے فرمایا:

قال أرأيتك هذا الذي كرمت علي (بنی اسرائیل: ۶۲)

شیطان نے کہا بھلا اس کو دیکھ تو جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے؟

قال أنا خير منه خلقتني من نار وخلقته من طين (ص: ۷۶)

شیطان نے کہا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھ کو آگ سے بنایا اور اس کو تو نے مٹی سے بنایا۔

اور حکمت کا تقاضا یہ ہے کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے آگے سجدہ کرنے کا حکم دیا جائے نہ کہ اس کے برعکس

(۲) جب اللہ تعالیٰ نے "وعلم آدم الأسماء كلها" اللہ نے حضرت آدم کو تمام اسماء کی تعلیم دے دی تو اللہ تعالیٰ کے اس قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو فرشتوں پر فضیلت دی ہے

[1] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۲۰۰، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
[2] علامہ کمال الدین بن ہمام متوفی ۸۶۱ھ، مسامرہ مع المسایرہ ص ۱۹۱ مطبوعہ ادارۃ المعارف الاسلامیہ مکران بلوچستان

وہ ان کے علم کی زیادتی کو بیان کرتا ہے تاکہ ان کی تعظیم و تکریم کا استحقاق ظاہر ہو۔ یہ دونوں آیتیں انبیاء علیہم السلام کی فرشتوں پر فضیلت کو بیان کرتی ہیں اور عام بشر نیک مسلمانوں کی فرشتوں پر فضیلت کا بیان اس آیت میں ہے:

۲۔ ان اللّٰہ اصطفیٰ اٰدم ونوحا واٰل ابراھیم واٰل عمران علی العٰلمین۔ (اٰل عمران: ۳۳) بے شک اللہ نے آدم، نوح، آل ابراہیم اور آل عمران کو تمام جہانوں پر فضیلت دی ہے۔

اور تمام جہانوں میں ملائکہ بھی داخل ہیں، اس آیت کے عموم سے رسل ملائکہ کو اجماع کے سبب سے مستثنیٰ کر دیا گیا ہے، اور باقی افراد میں اس آیت کا عموم معتبر ہے۔ اس آیت کا ظاہری معنی یہ ہے کہ آل ابراہیم اور آل عمران خواہ وہ رسول ہوں یا نہ ہوں تمام ملائکہ سے افضل ہیں، خواہ وہ ملائکہ رسول ہوں یا نہ ہوں لیکن غیر نبی کا رسل ملائکہ سے افضل ہونا چونکہ اجماع کے خلاف ہے اس لیے اس کو اس آیت کے عموم سے خاص کر لیا گیا ہے، اور باقی افراد میں یہ آیت اپنے عموم پر رہے گی یعنی رسل بشر کی رسل ملائکہ پر فضیلت اور عام بشر کی عام ملائکہ پر فضیلت ثابت رہے گی (نبراس ص ۲۹۹)، اور یہ واضح رہے کہ یہ مسئلہ ظنی ہے اور اس کے ثبوت کے لیے دلائل ظنیہ کافی ہیں۔[۱]

حدیث نمبر ۷۳۶۳ میں فرشتوں، جنات اور انسان کا مادۂ تخلیق بیان کیا گیا تھا، جن کے متعلق ہم ... میں مفصل بحث کر چکے ہیں، اس سے یہاں ہم نے ملائکہ کے مادۂ تخلیق سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ ... بنفسہٖ مادہ کے اعتبار سے جن اور ملائکہ انسان سے افضل ہیں، لیکن بحیثیت صورت ... انسان تمام مخلوق سے افضل ہے ... کے لحاظ سے رسل بشر رسل ملائکہ سے افضل ہیں اور عام بشر (مومنین صالحین) عام ملائکہ سے افضل ہیں ... یہ مسئلہ ظنی ہے۔

بَابُ النَّهْيِ عَنِ الْمَدْحِ إِذَا كَانَ فِيهِ إِفْرَاطٌ وَخِيفَ مِنْهُ فِتْنَةٌ عَلَى الْمَمْدُوحِ

کسی کی حد سے زیادہ تعریف کرنے کی ممانعت جس سے اس کے فتنہ میں پڑنے کا خدشہ ہو

۷۳۶۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ مَدَحَ رَجُلٌ رَجُلًا عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فَقَالَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا إِذَا كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا صَاحِبَهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا وَاللّٰهُ حَسِيبُهُ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے کسی کی تعریف کی، آپ نے فرمایا تم پر افسوس ہے تم نے اپنے ساتھی کی گردن کاٹ دی، یہ جملہ آپ نے کئی بار فرمایا، جب تم میں سے کسی شخص نے اپنے صاحب کی لامحالہ مدح کرنی ہو تو یوں کہو کہ میرا فلاں کے متعلق یہ گمان ہے اور اس کی حقیقت میں اللہ ہی جاننے والا ہے، اور میں کسی کو اللہ کے نزدیک

[۱] علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ، شرح عقائد نسفی ص ۲۴-۲۵، مطبوعہ [illegible]

أَحَدًا أَحْسِبُهُ إِنْ كَانَ يَعْلَمُ ذَالِكَ كَذَا وَكَذَا۔

سرا ہوا نہیں کہتا خواہ وہ اس کے متعلق اسی طرح جانتا ہو۔

۷۳۰۰۔ وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرِو بْنِ عَبَّادِ بْنِ جَبَلَةَ بْنِ أَبِي رَوَّادٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ أَخْبَرَنَا غُنْدَرٌ قَالَ شُعْبَةُ حَدَّثَنَا عَنْ خَالِدٍ الْحَذَّاءِ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ أَبِي بَكْرَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ ذُكِرَ عِنْدَهُ رَجُلٌ فَقَالَ رَجُلٌ يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا مِنْ رَجُلٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْهُ فِي كَذَا وَكَذَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيْحَكَ قَطَعْتَ عُنُقَ صَاحِبِكَ مِرَارًا يَقُولُ ذٰلِكَ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنْ كَانَ أَحَدُكُمْ مَادِحًا أَخَاهُ لَا مَحَالَةَ فَلْيَقُلْ أَحْسِبُ فُلَانًا إِنْ كَانَ يُرَى أَنَّهُ كَذٰلِكَ وَلَا أُزَكِّي عَلَى اللّٰهِ أَحَدًا۔

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص کا ذکر کیا گیا ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص فلاں فلاں چیز میں اس سے افضل نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر افسوس ہے! تم نے تو اپنے صاحب کی گردن کاٹ دی یہ جملہ آپ نے کئی بار فرمایا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم میں سے کسی شخص نے خواہ مخواہ اپنے بھائی کی تعریف کرنی ہو تو یہ کہے میرا فلاں کے متعلق یہ گمان ہے خود وہ اس کو اسی طرح سمجھتا ہو، اور وہ یہ نہ کہے کہ وہ اللہ کے نزدیک بھی ایسا ہے۔

۷۳۰۱۔ وَحَدَّثَنِيهِ عَمْرٌو النَّاقِدُ حَدَّثَنَا هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ ح وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا شَبَابَةُ بْنُ سَوَّارٍ كِلَاهُمَا عَنْ شُعْبَةَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ نَحْوَ حَدِيثِ يَزِيدَ بْنِ زُرَيْعٍ وَلَيْسَ فِي حَدِيثِهِمَا فَقَالَ رَجُلٌ مَا مِنْ رَجُلٍ بَعْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ مِنْهُ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، ان دونوں میں یہ نہیں ہے کہ اس شخص نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص اس سے افضل نہیں ہے۔

۷۳۰۲۔ حَدَّثَنِي أَبُو جَعْفَرٍ مُحَمَّدُ بْنُ الصَّبَّاحِ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ زَكَرِيَّاءَ عَنْ بُرَيْدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أَبِي بُرْدَةَ عَنْ أَبِي مُوسٰى قَالَ سَمِعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يُثْنِي عَلٰى رَجُلٍ وَيُطْرِيهِ فِي الْمِدْحَةِ فَقَالَ لَقَدْ أَهْلَكْتُمْ أَوْ قَطَعْتُمْ ظَهْرَ الرَّجُلِ۔

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو کسی کی بہت مبالغہ کے ساتھ مدح کرتے ہوئے سنا، آپ نے فرمایا تم نے اس کو ہلاک کر دیا، یا فرمایا تم نے اس شخص کی پیٹھ کاٹ دی۔

۷۳۰۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنّٰى جَمِيعًا عَنِ ابْنِ مَهْدِيٍّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنّٰى قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ عَنْ سُفْيَانَ

حضرت ابو معمر بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کھڑا ہو کر امراء میں سے کسی امیر کی تعریف کر رہا تھا، حضرت مقداد رضی اللہ عنہ اس پر مٹی ڈالنے لگے، اور کہا ہم کو رسول اللہ صلی اللہ

عَنْ حَبِيبٍ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ قَالَ قَامَ رَجُلٌ يُثْنِي عَلَى أَمِيرٍ مِنَ الْأُمَرَاءِ فَجَعَلَ الْمِقْدَادُ يَحْثِي عَلَيْهِ التُّرَابَ وَقَالَ أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ نَحْثِيَ فِي وُجُوهِ الْمَدَّاحِينَ التُّرَابَ.

علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ ہم تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دیں۔

۷۳۷۴۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامِ بْنِ الْحَارِثِ أَنَّ رَجُلًا جَعَلَ يَمْدَحُ عُثْمَانَ فَعَمِدَ الْمِقْدَادُ فَجَثَا عَلَى رُكْبَتَيْهِ وَكَانَ رَجُلًا ضَخْمًا فَجَعَلَ يَحْثُو فِي وَجْهِهِ الْحَصْبَاءَ فَقَالَ لَهُ عُثْمَانُ مَا شَأْنُكَ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا رَأَيْتُمُ الْمَدَّاحِينَ فَاحْثُوا فِي وُجُوهِهِمُ التُّرَابَ.

ہمام بن حارث بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تعریف کر رہا تھا حضرت مقداد رضی اللہ عنہ جو کہ جسیم شخص تھے وہ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے اور اس کے منہ پر کنکریاں ڈالنے لگے، حضرت عثمان نے فرمایا: تم کیا کر رہے ہو؟ حضرت مقداد نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو۔

۷۳۷۵۔ وَحَدَّثَنَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ عَنْ مَنْصُورٍ ح وَحَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا الْأَشْجَعِيُّ عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ عَنِ الْأَعْمَشِ وَمَنْصُورٍ عَنْ إِبْرَاهِيمَ عَنْ هَمَّامٍ عَنِ الْمِقْدَادِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِثْلِهِ.

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس حدیث کی مثل روایت کرتے ہیں۔

۷۳۷۶۔ حَدَّثَنَا نَصْرُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَهْضَمِيُّ حَدَّثَنِي أَبِي حَدَّثَنَا صَخْرٌ يَعْنِي ابْنَ جُوَيْرِيَةَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ حَدَّثَهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ أَرَانِي فِي الْمَنَامِ أَتَسَوَّكُ بِسِوَاكٍ فَجَذَبَنِي رَجُلَانِ أَحَدُهُمَا أَكْبَرُ مِنَ الْآخَرِ فَنَاوَلْتُ السِّوَاكَ الْأَصْغَرَ مِنْهُمَا فَقِيلَ لِي كَبِّرْ فَدَفَعْتُهُ إِلَى الْأَكْبَرِ.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، مجھے دو شخصوں نے کھینچا ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا میں نے چھوٹے شخص کو مسواک دی، مجھ سے کہا گیا کہ بڑے کو دو، پھر میں نے بڑے کو مسواک دے دی۔

کسی کے منہ پر تعریف کرنے کی ممانعت کے متعلق احادیث و آثار

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن طارق بن شھاب قال قال عبد اللہ ان الرجل لیخرج ومعہ دینہ فیرجع وما معہ شیء منہ یاتی الرجل لا یملک لہ ولا لنفسہ ضرا ولا نفعا فیقسم لہ باللہ لانت وانت فیرجع ما حل من حاجتہ بشیء وقد اسخط اللہ علیہ رواہ الطبرانی باسانید ورجال احدھا رجال الصحیح۔[1]

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نے کہا ایک شخص باہر نکلتا ہے اور اس کے ساتھ اس کا دین ہوتا ہے اور جب لوٹ کر آتا ہے تو اس کے پاس بالکل دین نہیں ہوتا، وہ کسی ایسے شخص کے پاس جاتا ہے جو اس کے لیے اور خود اپنے لیے کسی نفع کا مالک ہوتا ہے نہ نقصان کا اور وہ اس کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہے کہ تم ایسے ہو اور ایسے ہو پھر وہ ایسے حال میں لوٹتا ہے کہ اس کی کوئی ضرورت پوری نہیں ہوتی، اور اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے کئی اسانید کے ساتھ روایت کیا ہے، اور ایک سند کے راوی حدیث صحیح کے راوی ہیں۔

عن عبد اللہ بن عمرو قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا رایتم المداحین فاحثوا فی وجوھھم التراب رواہ الطبرانی واحد اسنادیہ حسن۔[2]

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب تم تعریف کرنے والوں کو دیکھو تو ان کے منہ میں مٹی ڈال دو، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی دو سندوں میں سے ایک سند حسن ہے۔

کسی کے منہ پر تعریف کرنے کے جواز کے متعلق احادیث و آثار

حافظ نور الدین ہیثمی بیان کرتے ہیں

عن عبد اللہ بن مسعود عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ما احد اغیر من اللہ وذلک انہ حرم الفواحش وما احد احب الیہ المدحۃ من اللہ وذلک لانہ مدح نفسہ ولا احد احب الیہ العذر من اللہ وذلک انہ اعتذر الی خلقہ ولا احد احب

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے زیادہ کوئی غیرت والا نہیں ہے اسی وجہ سے اس نے بے حیائی کے امور کو حرام کر دیا، اور اللہ سے زیادہ کسی کو تعریف پسند نہیں ہے اسی وجہ سے اس نے خود اپنی تعریف کی ہے اور اللہ سے زیادہ کسی کو عذر کو قبول کرنا پسند نہیں ہے اسی وجہ سے وہ اپنی مخلوق کو

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۸ ص ۸ مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۱۷ " " " " " " "

الیہ الحمد من اللہ ولذلك انہ حمد نفسہ رواہ الطبرانی وفیہ عبد اللہ بن حماد بن نمیر ولم اعرفہ وبقیۃ رجالہ ثقات ۔ ؎۱

عذر قبول کرتا ہے، اور اللہ سے زیادہ کسی کو حمد پسند نہیں ہے اسی وجہ سے اس نے خود اپنی حمد کی ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں عبد اللہ بن حماد [illegible] کو میں نہیں جانتا اور اس کے باقی تمام راوی ثقہ ہیں۔

عن خلاد بن السائب قال دخلت علی اسامۃ بن زید فمدحنی فی وجھی وقال انہ حملنی علی ان امدحك فی وجھك انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا مدح المؤمن فی وجھہ ربا الایمان فی قلبہ رواہ الطبرانی وفیہ ابن لھیعۃ، وبقیۃ رجالہ وثقوا۔ ؎۲

خلاد بن سائب کہتے ہیں کہ میں حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انھوں نے میری میرے منہ پر تعریف کی اور کہا کہ میرے لیے تمہارے منہ پر تمہاری تعریف کرنے کا باعث یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جب مومن کے منہ پر اس کی تعریف کی جائے تو مومن کے دل میں اس کا ایمان بڑھتا ہے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابن لہیعہ ہے اور اس کے باقی راوی ثقہ ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود کس تعارض کرنے کے منہ پر تعریف فرمائی ہے،

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی الدرداء قال کنت جالسا عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذ اقبل ابو بکر اخذ بطرف ثوبہ حتی ابدی عن رکبتیہ فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اما صاحبکم فقد غامر فسلم فقال انی کان بینی وبین ابن الخطاب شیء فاسرعت الیہ ثم ندمت فسألتہ ان یغفر لی فابی علی فاقبلت الیك فقال یغفر اللہ لك یا ابا بکر ثلاثا ثم ان عمر ندم فاتی منزل ابی بکر فسال اثم ابو بکر فقالوا لا فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجعل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتمعر

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا اس وقت حضرت ابو بکر اپنے کپڑے کا کنارہ پکڑے ہوئے آرہے تھے جو ان کے گھٹنوں سے اٹھا ہوا تھا، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے ساتھی کسی سے لڑ کر آئے ہیں، حضرت ابو بکر نے سلام کیا اور کہا کہ میرے اور ابن خطاب کے درمیان کچھ تنازعہ ہو گیا تھا میں جلدی سے ان کے پاس گیا اور ان سے معافی کا سوال کیا انہوں نے معاف کرنے سے انکار کیا تو میں آپ کے پاس آیا ہوں آپ نے تین بار فرمایا اللہ تم کو معاف کرے پھر حضرت عمر نادم ہوئے اور حضرت ابو بکر کے گھر گئے اور پوچھا کیا یہاں ابو بکر ہیں؟ گھر والوں نے کہا نہیں، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے، تو

؎۱ حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ مجمع الزوائد ج ۸ ص [illegible] مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

؎۲ مجمع الزوائد ج ۸ ص ۱۱۹

حتى استفق ابوبكر فجثا على ركبتيه فقال يا رسول الله، والله انا كنت اظلم مرتين فقال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله بعثني اليكم فقلتم كذبت وقال ابوبكر صدق وواساني بنفسه وماله فهل انتم تاركوا لي صاحبي مرتين فما اوذي بعدها. [1]

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ غضب سے متغیر ہو رہا تھا، حتیٰ کہ حضرت ابوبکر ڈر گئے، حضرت ابوبکر گھٹنوں کے بل بیٹھ کر کہنے لگے: یا رسول اللہ! بخدا میں زیادہ ظلم کرنے والا تھا، یہ دو بار کہا، نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے پاس بھیجا تم نے مجھے جھٹلایا، اور ابوبکر نے تصدیق کی اور اپنی جان اور مال سے میری غمخواری کی، کیا تم میرے صاحب کو میری خاطر چھوڑنے والے ہو، یہ آپ نے دو بار فرمایا، اس کے بعد حضرت ابوبکر کو ایذا نہیں دی گئی۔

اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے منہ پر ان کی تعریف کی ہے۔

عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من انفق زوجين من شيء من الاشياء في سبيل الله دعي من ابواب يعني الجنة يا عبد الله هذا خير فمن كان من اهل الصلوٰة دعي من باب الصلوٰة ومن كان من اهل الجهاد دعي من باب الجهاد ومن كان من اهل الصدقة دعي من باب الصدقة ومن كان من اهل الصيام دعي من باب الصيام باب الريان فقال ابوبكر ما على هذا الذي يدعى من تلك الابواب من ضرورة وقال هل يدعى منها كلها احد يا رسول الله قال نعم وارجوا ان تكون منهم يا ابابكر. [2]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے اللہ کی راہ میں کسی چیز کے بھی دو جوڑے خرچ کیے اس کو جنت کے دروازوں سے بلایا جائے گا، اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے، اور جو شخص نمازیوں سے ہوگا اس کو باب الصلوٰۃ سے بلایا جائے گا اور جو شخص مجاہدوں میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے بلایا جائے گا اور جو شخص صدقہ کرنے والوں میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے بلایا جائے گا اور جو شخص روزہ داروں میں سے ہوگا اس کو باب الصیام، باب الریان سے بلایا جائے گا، حضرت ابوبکر نے کہا کسی شخص کو ان تمام دروازوں سے بلائے جانے کی کیا ضرورت ہے؟ اور یا رسول اللہ! کوئی ایسا شخص بھی ہے جس کو ان تمام دروازوں سے بلایا جائے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اور مجھے امید ہے اے ابوبکر تم انہی لوگوں میں سے ہوگے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ [3]

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۷ - ۵۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] " " " " ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶،

[3] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۰ - ۵۲۸، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید الخدری قال خطب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ان اللہ سبحانہ خیر عبداً بین الدنیا وبین ما عندہ فاختار ما عند اللہ فبکی ابوبکر فقلت فی نفسی ما یبکی ھذا الشیخ ان یکن اللہ خیر عبداً بین الدنیا وبین ما عندہ فاختار ما عند اللہ عزوجل فکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھو العبد وکان ابوبکر اعلمنا فقال یا ابابکر لاتبک ان امن الناس علی فی صحبتہ ومالہ ابوبکر لوکنت متخذا من امتی خلیلا لاتخذت ابابکر ولکن اخوۃ الاسلام ومودتہ لایبقین فی المسجد باب الا سد الا باب ابی بکر۔ ۱

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا کہ اللہ سبحانہ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اس کے پاس ہے، اس کے درمیان اختیار دیا تو اس نے اس چیز کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے، حضرت ابوبکر یہ سن کر رونے لگے حضرت ابو سعید کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا اگر اللہ نے ایک بندے کو دنیا اور جو اس کے پاس ہے اس کے درمیان اختیار دے دیا اور اس نے جو اللہ کے پاس ہے اس کو پسند کر لیا ہے اس میں رونے کی کیا بات ہے، لیکن آپ کے اس ارشاد میں بندے سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور حضرت ابوبکر ہم سب سے زیادہ عالم تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوبکر! مت روؤ! بے شک اپنی صحبت اور مال سے مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے والے ابوبکر ہیں اور اگر میں اپنی امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر کو بناتا، لیکن اسلام کی اخوت اور محبت قائم رہے گی اور ابوبکر کے دروازے کے سوا مسجد میں کھلنے والا ہر دروازہ بند کر دیا جائے، باقی نہ رکھا جائے۔

اس حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ ۲

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حین ذکر فی الازار ما ذکر قال ابوبکر یا رسول اللہ ان ازاری یسقط من احد شقیہ قال انک لست منھم ۳

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ٹخنوں سے نیچے) چادر لٹکانے کی وعید سنائی (کہ جس نے تکبر سے چادر لٹکائی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر نظر رحمت نہیں فرمائے گا) حضرت ابوبکر نے کہا یا رسول اللہ! میری چادر ایک جانب

۱ ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

۲ ۔ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۲ - ۵۲۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

۳ ۔ امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۶۵، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، ۱۳۸۱ھ

سے تنگ جاتی ہے آپ نے فرمایا تم ان لوگوں میں سے نہیں ہوا

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر انت صاحبی علی الحوض وصاحبی فی الغار ھذا حدیث حسن غریب صحیح [1]	حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر سے فرمایا تم میرے حوض کے بھی صاحب ہو اور غار کے بھی صاحب ہو

ان تمام احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے منہ پر ان کی تعریف کی ہے، اور حضرت عمر نے بھی سقیفہ بنو ساعدہ میں بیعت کے وقت حضرت ابوبکر کے منہ پر ان کی تعریف کی، امام بخاری حضرت عائشہ کی ایک طویل حدیث میں ذکر فرماتے ہیں کہ حضرت عمر نے حضرت ابوبکر سے کہا:

فقال عمر بل نبایعک انت فانت سیدنا وخیرنا واحبنا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ [2]	حضرت عمر نے کہا نہیں! بلکہ ہم آپ کے ہاتھ پر بیعت کریں گے، آپ ہمارے سردار ہیں، ہم میں سب سے بہتر ہیں اور ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے محبوب ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر کے منہ پر بھی ان کی تعریف کی ہے، امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد اللہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایتنی دخلت الجنۃ فاذا انا بالرمیصاء امرأۃ ابی طلحۃ وسمعت خشفۃ فقلت من ھذا فقال ھذا بلال ورایت قصرا بفنائہ جاریۃ فقلت لمن ھذا فقال لعمر بن الخطاب فاردت ان ادخلہ فانظر الیہ فذکرت غیرتک فقال عمر بابی وامی یارسول اللہ! اعلیک اغار۔ [3]	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے خواب میں دیکھا کہ میں جنت میں داخل ہو گیا تو میں ابوطلحہ کی بیوی رمیصا کے پاس تھا اور میں نے ایک آہٹ سنی میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ کہا یہ بلال ہیں، پھر میں نے ایک محل دیکھا جس کے صحن میں ایک لڑکی تھی، میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ کہا عمر بن خطاب کا، میں نے ارادہ کیا کہ میں اندر جا کر اس محل کو دیکھوں تو مجھے تمہاری غیرت یاد آ گئی حضرت عمر نے کہا یارسول اللہ، آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں کیا میں آپ پر غیرت کروں گا؟

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان کے سامنے بھی ان کی تعریف فرمائی، امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۲۷، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۱۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[3] " " " " " صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۰ " " " "

عن عبد الرحمن بن خباب قال شهدت النبي صلى الله عليه وسلم وهو يحث على جيش العسرة فقام عثمان بن عفان فقال يا رسول الله علي مائة بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله ثم حض على الجيش فقام عثمان فقال يا رسول الله علي مائتا بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله ثم حض على الجيش فقام عثمان فقال علي ثلاث مائة بعير باحلاسها واقتابها في سبيل الله فانا رايت رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل على المنبر وهو يقول ما على عثمان ما عمل بعد هذه ما على عثمان ما عمل بعد هذه۔ ؎۱

حضرت عبد الرحمان بن خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اس وقت حاضر تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک کے لشکر کی مدد کے لیے ترغیب دے رہے تھے، حضرت عثمان بن عفان نے کھڑے ہو کر کہا: یا رسول اللہ! کاٹھیوں اور گدوں کے ساتھ سو اونٹ اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں، آپ نے پھر لشکر کی مدد پر برانگیختہ کیا، پھر حضرت عثمان کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! کاٹھیوں اور گدوں کے ساتھ دو سو اونٹ اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر لشکر کی مدد کی ترغیب دی پھر حضرت عثمان کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ! کاٹھیوں اور گدوں کے ساتھ تین سو اونٹ اللہ کی راہ میں میرے ذمہ ہیں، پھر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا آپ منبر سے اترتے ہوئے فرما رہے تھے آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں اس کو ضرر نہیں ہوگا آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کرے گا اس کو ضرر نہیں ہوگا۔

عن انس بن مالك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم صعد احدا وابو بكر وعمر وعثمان فرجف بهم فقال النبي صلى الله عليه وسلم اثبت احد فانما عليك نبي وصديق وشهيدان هذا حديث حسن صحيح ؎۲

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان احد پہاڑ پر چڑھے تو وہ ہلنے لگا آپ نے فرمایا: اے احد ساکن ہو جا! تجھ پر صرف نبی، صدیق اور دو شہید ہیں۔

اور آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے بھی ان کی تعریف کی ہے امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن جابر بن عبد الله ان النبي صلى الله عليه وسلم قال لعلي انت مني بمنزلة هارون من موسى الا انه لا نبي بعدي۔ ؎۳

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی سے فرمایا: تم میرے لیے ایسے ہو جیسے حضرت موسیٰ کے لیے ہارون تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

؎۱ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی

؎۲ ″ ″ ، جامع ترمذی ص ۵۳۰، ″ ″ ″

؎۳ ″ ″ ، جامع ترمذی ص ۵۳۵، ″ ″ ″

اس حدیث کو امام بخاری[1] اور امام مسلم[2] نے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

امام ترمذی روایت کرتے ہیں:

عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی انت اخی فی الدنیا و الاخرۃ۔[3]

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی لا یحل لاحد ان یجنب فی ھذا المسجد غیری وغیرک۔[4]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا میرے اور تمہارے علاوہ اور کسی کے لیے اس مسجد میں جنابت کے ساتھ آنا جائز نہیں ہے۔

عن علی قال لقد عھد الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم النبی الامی انہ لا یحبک الا مؤمن ولا یبغضک الا منافق۔[5]

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اُمی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے یہ عہد کیا ہے کہ تم سے صرف مومن محبت کرے گا اور صرف منافق بغض رکھے گا۔

منہ پر تعریف کرنے کے جواز اور عدم جواز کا محمل

صحیح مسلم کے زیر بحث باب میں امام مسلم نے ایسی احادیث ذکر کی ہیں جن میں کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے، جبکہ معجم طبرانی میں ایسی روایات ہیں جن میں کسی کے سامنے تعریف کرنے کی اجازت ہے اور صحاح ستہ میں بکثرت ایسی روایات ہیں جن میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کے سامنے ان کی تعریف کی ہے اس لیے علماء کرام نے ان احادیث میں یہ تطبیق دی ہے کہ اگر کسی کے سامنے اس کی تعریف کرنے سے اس کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خدشہ ہو تو پھر اس کے سامنے اس کی تعریف نہ کی جائے اور اگر یہ خدشہ نہ ہو تو پھر اس کے سامنے اس کی تعریف جائز ہے۔

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں:

امام مسلم نے اس باب میں وہ احادیث ذکر کی ہیں جن میں کسی کے منہ پر تعریف کرنے سے منع کیا گیا ہے، صحیح بخاری صحیح مسلم اور بکثرت کتب حدیث میں ایسی روایات بھی ہیں جن میں منہ پر تعریف کی گئی ہے۔ ان احادیث میں تطبیق اس طرح ہے کہ کسی کی بے جا تعریف کرنا یا تعریف میں مبالغہ کرنا، یا دنیاوی طمع کی وجہ سے تعریف کرنا یا جس شخص کے متعلق یہ اندیشہ ہے کہ

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۵۲۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[3] امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۵۳۴، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

[4] " " " " ، جامع ترمذی ص ۵۳۵ " " "

[5] " " " " ، جامع ترمذی ص ۵۳۵ " " "

وہ تعریف سن کر اکڑ جائے گا یا تکبر میں مبتلا ہو جائے گا اس کے منہ پر تعریف کرنا منع ہے، اور جس شخص کے کمال تقویٰ اور عقل میں پختگی کی وجہ سے یہ خدشہ نہ ہو اس کے منہ پر تعریف کرنا منع نہیں ہے، بہ شرطیکہ وہ بے جا تعریف نہ ہو اور دنیاوی طمع کی وجہ سے نہ ہو بلکہ اگر کسی دینی مصلحت کی وجہ سے تعریف کی جائے یا کسی شخص میں کسی نیک خصلت کے حصول یا اس کی زیادتی کے لیے یا اس کو اس نیک خصلت پر برقرار رکھنے کے لیے یا اس نیک خصلت کی اقتداء کے لیے اس کے منہ پر تعریف کی جائے تو یہ تعریف کرنا مستحب ہے۔ ¹

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

علامہ ابن بطال نے کہا ہے کہ ممانعت کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص کسی کی ان اوصاف کے ساتھ تعریف کرے گا جو اس میں نہ ہوں تو ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اپنے متعلق ان اوصاف کا یقین کر لے اور ان اوصاف پر اعتماد کر کے وہ شخص اپنے اعمال صالحہ کو ترک کر دے اور نیکی کی جدوجہد کرنا چھوڑ دے مثلاً ایک شخص کسی سے کہے میں نے تم کو خواب میں جنت میں دیکھا ہے، اور تمہارے جنتی ہونے کی بشارت دی گئی ہے یا کہے کہ میں نے حضور سے یہ سنا ہے کہ جو تمہارے ساتھ محبت کرے گا وہ جنتی ہو گا، جو تمہارے وعدہ میں شریک ہو گا وہ جنتی ہو گا۔ العیاذ باللہ۔ لہٰذا جس حدیث میں یہ ہے کہ تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دو، اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹی تعریف کرنے والوں کے منہ میں مٹی ڈال دو، اور جس شخص نے ان اوصاف کے ساتھ تعریف کی جو ممدوح میں موجود ہوں تو وہ اس حکم میں داخل نہیں ہے، کیونکہ بہت سی احادیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بعض صحابہ نے اپنے اشعار اور خطاب میں آپ کی تعریف کی اور آپ نے ان کے منہ میں مٹی نہیں ڈالی، علامہ ابن بطال کا کلام ختم ہوا۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ کسی شخص نے حضرت عثمان کے سامنے ان کی تعریف کی تو حضرت مقداد نے اس کے منہ پر کنکریاں پھینکیں اور مذکور الصدر حدیث سے استدلال کیا، اس حدیث کا دوسرا محمل یہ ہے کہ منہ پر مٹی ڈالنے کا مطلب ہے اس کو ناکام اور نامراد کرنا یعنی جھوٹی تعریف کرنے والے کی غرض اور مقصد کو پورا نہ کرو، تیسری توجیہ یہ ہے کہ اس سے کہو کہ تیرے منہ میں مٹی، چوتھی توجیہ یہ ہے کہ ممدوح ہر صورت اس جھوٹی تعریف سے دھوکا نہ کھائے اور تعریف کرنے والے سے کہے تم غلط کہہ رہے ہو میں ایسا نہیں ہوں، اور یہ اس کے منہ میں مٹی ڈالنا ہے، پانچویں توجیہ یہ ہے کہ وہ شخص جس مقصد اور غرض سے تعریف کر رہا ہے اس کا وہ مقصد پورا کر کے اس کا منہ بند کر دیا جائے اور اس کو روانہ کر دیا جائے مثلاً کوئی شخص کسی سے کچھ رقم مانگنے کے لیے اس کی بے جا تعریف کر رہا ہے تو وہ اس کو وہ رقم دے کر کہے یہ لو اور جاؤ اور یہ اس کے منہ کو بند کرنا ہے جو اس کے منہ میں مٹی ڈالنے کے مترادف ہے۔ علامہ بیضاوی اور علامہ طیبی نے اسی توجیہ کو اختیار کیا ہے۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ مدح کی آفت یہ ہے کہ مدح کرنے والا کبھی جھوٹ بولتا ہے اور کبھی یہی مدح ممدوح کو تکبر اور بڑائی میں مبتلا کر دیتی ہے خصوصاً جب وہ فاسق یا ظالم کی مدح کرے، امام ابو یعلیٰ نے حضرت انس سے روایت کیا ہے کہ جب فاسق کی مدح کی جائے تو اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور کبھی وہ ایسی تعریف کرتا ہے جو اس کے نزدیک

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نواوی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۱۲، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

متحقق نہیں ہوتی، اور جس شخص کی مدح کی جائے وہ اس خطرہ سے خالی نہیں ہے کہ وہ اترانے لگے یا تکبر کرے یا تعریف کی شہرت پر اعتماد کر کے عمل میں کمی کر دے، اگر تعریف ان تمام خطرات سے خالی ہو تو پھر اس میں حرج نہیں ہے بلکہ بعض اوقات تعریف مستحب ہوتی ہے، ابن عیینہ نے کہا جو شخص اپنے نفس کو پہچانتا ہو اس کو کسی کی تعریف سے ضرر نہیں ہوتا اور بعض سلف نے کہا جب کسی کے منہ پر تعریف کی جائے تو وہ یہ دعا کرے: اے اللہ! میرے ان کاموں کو بخش دے جن کو یہ لوگ نہیں جانتے اور ان کی تعریف کی وجہ سے میری گرفت نہ کر اور مجھے ان کے گمان سے بہتر بنا دے۔ [1]

بَابُ التَّثَبُّتِ فِي الْحَدِيْثِ وَحُكْمِ كِتَابَةِ الْعِلْمِ

حدیث کو محفوظ رکھنے اور علم کی باتوں کو لکھنے کا حکم

٧٣٧٧ - حَدَّثَنَا هٰرُوْنُ بْنُ مَعْرُوْفٍ حَدَّثَنَا بِهٖ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيْهِ قَالَ كَانَ أَبُوْ هُرَيْرَةَ يُحَدِّثُ وَيَقُوْلُ اسْمَعِيْ يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ اسْمَعِيْ يَا رَبَّةَ الْحُجْرَةِ وَعَائِشَةُ تُصَلِّيْ فَلَمَّا قَضَتْ صَلَاتَهَا قَالَتْ لِعُرْوَةَ أَلَا تَسْمَعُ إِلٰى هٰذَا وَمَقَالَتِهٖ آنِفًا إِنَّمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُحَدِّثُ حَدِيْثًا لَوْ عَدَّهُ الْعَادُّ لَأَحْصَاهُ.

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ سن اے حجرے والی! سن اے حجرے والی! اس وقت حضرت عائشہ نماز پڑھ رہی تھیں، جب وہ نماز پڑھ چکیں تو انہوں نے عروہ سے کہا کیا تم نے ابھی ابوہریرہ کا کلام سنا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم حدیث بیان کرتے تھے تو اگر کوئی ان کو گننا چاہتا تو گن سکتا تھا۔

٧٣٧٨ - حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ الْأَزْدِيُّ حَدَّثَنَا هَمَّامٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَسْلَمَ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ وَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ غَيْرَ الْقُرْآنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوْا عَنِّيْ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ قَالَ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری حدیث نہ لکھو جس نے قرآن مجید کے علاوہ میری کوئی حدیث لکھی وہ اس کو مٹا دے، میری حدیث بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں، جس نے مجھ پر عمداً جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے۔

علم کی باتوں کو لکھنے کے متعلق فقہاء اور محدثین کا نظریہ

علامہ یحییٰ بن شرف نووی لکھتے ہیں: قاضی عیاض نے کہا ہے کہ سلف صالحین میں سے صحابہ اور تابعین کا علم کے لکھنے میں بہت اختلاف ہے، اور ان میں سے اکثر نے اس کو جائز کہا ہے، پھر بعد میں اس کے جواز پر مسلمانوں کا اجماع ہو گیا، اور اختلاف ختم ہو گیا، اور اس مسئلہ میں ممانعت کے متعلق جو حدیث ہے اس کی توجیہ میں بھی مختلف اقوال

۱۔ علامہ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۱۰ ص ۴۷۸ - ۴۷۷، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور

جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ لکھنے کی ممانعت اس شخص کے لیے ہے جس کو اپنے حافظہ پر اعتماد ہو اور اس کو یہ اندیشہ ہو کہ اگر اس نے لکھ لیا تو پھر وہ لکھے ہوئے پر اعتماد کرے گا، اور جس شخص کو اپنے حافظہ پر اعتماد نہ ہو اس کے لیے لکھنا جائز ہے، جیسے صحیح بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: "ابوشاہ کے لیے لکھ دو" اور حدیث میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس صحیفہ میں دیت اور قیدیوں کے احکام لکھے ہوئے تھے اور عمرو بن حزم کی حدیث ہے جس میں فرائض، سنن اور دیات کے احکام تھے، اور کتاب الصدقہ کی حدیث ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کو بحرین بھیجا تو ان کو زکوٰۃ کے احکام لکھ کر دیے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا، اور ان کے علاوہ اور بہت احادیث ہیں۔

۲۔ ان مذکور الصدر احادیث کی وجہ سے لکھنے کی ممانعت کی حدیث منسوخ ہے اور ممانعت اس وقت تھی جب یہ اندیشہ تھا کہ حدیث قرآن سے مختلط ہو جائے گی اور جب یہ اندیشہ ختم ہو گیا تو لکھنے کی اجازت دے دی گئی۔

۳۔ ایک صحیفہ میں قرآن اور حدیث کو ملا کر لکھنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ اس اختلاط سے پڑھنے والے پر قرآن اور حدیث میں اشتباہ نہ ہو۔ [1]

لکھنے کے ثبوت سے متعلق قرآن مجید کی آیات

وربك الاكرم ○ الذى علم بالقلم ○ علم الانسان مالم يعلم ○

(علق، ۵-۳)

آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کرم والا ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، انسان کو وہ سب سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

ن والقلم وما يسطرون ○ (قلم ۱)

ن، قلم کی قسم اور ان (فرشتوں) کی جو لکھتے ہیں۔

يا ايها الذين آمنوا اذا تداينتم بدين الى اجل مسمى فاكتبوه ط وليكتب بينكم كاتب بالعدل ص ولا ياب كاتب ان يكتب كما علمه الله فليكتب ج وليملل الذى عليه الحق وليتق الله ربه ولا يبخس منه شيئا ط فان كان الذى عليه الحق سفيها او ضعيفا او لا يستطيع ان يمل هو فليملل وليه بالعدل ط واستشهدوا شهيدين من رجالكم ج فان لم يكونا

اے ایمان والو! جب تم کسی مدت مقررہ تک قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو، اور کسی لکھنے والے کو تمہارے درمیان انصاف کے ساتھ لکھنا چاہیے اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسا کہ اللہ نے اس کو لکھنا سکھایا ہے سو اس کو چاہیے کہ وہ لکھ دے، اور جس شخص پر قرض (ادا کرنا) لازم ہے وہ املا کرائے اور وہ اپنے رب اللہ سے ڈرے اور اس میں سے کچھ کم نہ کرے، پھر جس شخص پر قرض لازم ہے اگر وہ کم عقل یا کمزور ہے یا وہ لکھوانے کی طاقت نہیں رکھتا تو اس کا ولی، سرپرست انصاف سے لکھوائے، اور تم اپنے

---

[1] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

رجلين فرجل وامرأتن ممن ترضون
من الشهداء ان تضل احدٰهما فتذكر احدٰهما الاخرٰى
ولا يأب الشهداء اذا ما دعوا ولا تسئموا
ان تكتبوه صغيرا او كبيرا الى اجله ذلكم
اقسط عند الله واقوم للشهادة وادنٰى
الا ترتابوا الا ان تكون تجارة حاضرة
تديرونها بينكم فليس عليكم جناح الا
تكتبوها واشهدوا اذا تبايعتم ولا
يضار كاتب ولا شهيد وان تفعلوا فانه
فسوق بكم واتقوا الله ويعلمكم الله
والله بكل شيء عليم ۝ وان كنتم
على سفر ولم تجدوا كاتبا فرهن مقبوضة
فان امن بعضكم بعضا فليؤد الذي
اؤتمن امانته وليتق الله ربه ولا
تكتموا الشهادة ومن يكتمها فانه
اٰثم قلبه والله بما تعملون عليم ۝

(البقرة: ۲۸۲ - ۲۸۳)

مردوں میں سے دو گواہ بنا لو اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کو گواہ بنا لو جن کو تم گواہوں میں سے پسند کرتے ہو کہ ان دو عورتوں میں سے کوئی ایک بھول جائے تو ان میں ایک کو دوسری یاد دلا دے، اور گواہوں کو جب گواہی کے لیے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کریں۔ اور کوئی معاملہ چھوٹا ہو یا بڑا اس کو اس کی مدت تک لکھنے میں تنگ نہ ہو اللہ کے نزدیک اس میں تمہارے لیے پورا انصاف ہے اور یہ گواہی کو زیادہ درست رکھنے والا ہے، اور یہ تمہارے شک کو زائل کرنے کے زیادہ قریب ہے ہاں جب تم آپس میں دست بدست بیع کر رہے ہو تو اس صورت میں تمہارے نہ لکھنے پر کوئی گناہ نہیں ہے، اور جب تم خرید و فروخت کرو تو گواہ بنا لو، اور کسی لکھنے والے اور گواہ کو ضرر نہ دیا جائے اور اگر تم ایسا کرو گے (ضرر دو گے) تو یہ تمہارا گناہ ہو گا اور اللہ سے ڈرتے رہو اللہ تمہیں سکھاتا ہے، اور اللہ ہر چیز کو خوب جانتا ہے۔ اور اگر تم سفر میں ہو اور تم لکھنے والا نہ پاؤ تو قبضہ میں دیا ہوا رہن ہو پھر اگر تم میں ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو جس پر اعتماد کیا گیا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کی امانت ادا کر دے اور اللہ سے ڈرے جو اس کا رب ہے اور گواہی نہ چھپاؤ اور جو گواہی چھپائے تو بے شک اس کا دل گنہگار ہے اور اللہ تعالیٰ تمہارے سب کاموں کو خوب جانتا ہے۔

ان آیات میں لکھنے کا عام حکم دیا گیا ہے خواہ مرد ادھار یا حوالہ ہو۔

مذاہب اربعہ کے مفسرین کے نزدیک لکھنے کا شرعی حکم

امام رازی شافعی لکھتے ہیں:

عطاء، ابن جریج، نخعی اور محمد بن جریر طبری کا مذہب یہ ہے کہ ادھار خرید و فروخت کو لکھنا اور اس پر گواہ بنانا واجب ہے، اور دوسرے فقہاء نے کہا کہ یہ امر استحباب پر محمول ہے اور جمہور فقہاء مجتہدین کا یہی مذہب ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ اسلام کے تمام شہروں میں جمہور مسلمان بغیر گواہ بنائے اور بغیر لکھے مدت معینہ کے ادھار پر بیع و شراء کرتے ہیں اور یہ اس پر اجماع ہے کہ یہ واجب نہیں ہے اور ایک قوم نے یہ کہا ہے کہ یہ ابتداء میں واجب تھا اور جب یہ آیت نازل ہوئی: فان امن بعضكم بعضا (الایۃ) پھر اگر تم میں ایک دوسرے پر اعتماد ہو تو جس پر اعتماد کیا گیا ہے اسے چاہیے کہ وہ اس کی امانت ادا کرے" تو یہ حکم منسوخ ہو گیا، حسن، شعبی اور حکم بن عتیبہ کا یہی مذہب ہے۔ [1]

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ ھ، تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۶۵، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ ھ

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے یہ کہا ہے کہ بیع ہو یا قرض، اس کے معاہدہ کو فریقین پر لکھنا اس آیت سے فرض کر دیا گیا ہے تاکہ نسیان اور بھول جانے یا انکار نہ کر سکے، یہ علامہ طبری کا مختار ہے، ابن جریج نے کہا جو قرض لے وہ لکھے، اور جو بیع کرے وہ گواہ بنائے، شعبی کی تحقیق یہ ہے کہ یہ حکم پہلے واجب تھا اور فان امن بعضکم بعضا سے اس کا وجوب ختم ہو گیا، ابن جریج کی بھی یہی رائے ہے اور جمہور کے نزدیک لکھنے کا یہ حکم مستحب ہے تاکہ لوگوں کے مال محفوظ رہیں اور شک و شبہ نہ ہو، اگر مقروض متقی ہے تو اس کو لکھنے سے ضرر نہیں ہوگا اور اگر وہ متقی نہیں ہے تو اس کی تحریر اس کے خلاف حجت ہوگی اور حقدار کا حق محفوظ رہے گا۔ [1]

حافظ ابن کثیر حنبلی لکھتے ہیں:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے مسلمان بندوں کو یہ ہدایت دی ہے کہ جب وہ کسی مدت معینہ کے لیے معاملہ کریں تو اس کو لکھ لینا چاہیے تاکہ اس کی جملہ شرائط منضبط ہو جائیں ——— اگر یہ سوال کیا جائے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہم ان پڑھ امت ہیں، لکھتے ہیں نہ حساب کرتے ہیں، تو اس حدیث میں اور قرآن مجید میں مذکور لکھنے کے حکم میں کس طرح مطابقت ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ دین بہ حیثیت دین لکھے جانے کا محتاج نہیں ہے کیونکہ کتاب اللہ کا حفظ کرنا سہل اور آسان ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتیں بھی لوگوں کو حفظ ہیں، قرآن مجید میں جن چیزوں کے لکھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ لوگوں کے درمیان واقع ہونے والے جزوی واقعات ہیں، ان کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے لکھنے کا حکم دیا تاکہ بعد میں اس کی توثیق ہو سکے، یہ حکم واجب نہیں ہے۔ [2]

علامہ ابوبکر جصاص حنفی لکھتے ہیں:

ایک قوم کا یہ نظریہ ہے کہ مدت معینہ کے قرض کو لکھنا اور اس پر گواہ بنانا اس آیت میں فاکتبوہ سے واجب ہو پھر فان امن بعضکم بعضا سے یہ وجوب منسوخ ہو گیا، حضرت ابو سعید خدری، شعبی اور حسن بصری کا یہی مسلک ہے اور دوسرے علماء نے یہ کہا کہ یہ آیت محکمہ ہے، یہ منسوخ نہیں ہوئی، حضرت ابن عباس نے فرمایا: آیت مداینہ محکمہ ہے اس میں سے کوئی چیز منسوخ نہیں ہوئی۔

تمام شہروں کے فقہاء کا اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ اس آیت میں لکھنے، گواہ بنانے اور رہن رکھنے کا حکم ہے اور یہ حکم مستحب ہے اور اس میں ہماری مصلحت اور فائدہ اور دین اور دنیا میں احتیاط برتنے کی رہنمائی ہے اور اس میں کوئی چیز واجب نہیں ہے۔ [3]

خلاصہ یہ ہے کہ بعض فقہاء کے نزدیک قرض اور مدت معینہ کے معاملات اور معاہدات کو لکھنا واجب ہے اور جمہور فقہاء کے نزدیک یہ حکم مستحب ہے اس حکم سے دین میں لکھنے کی اہمیت معلوم ہوتی ہے، اور یہ واضح رہے کہ قرض کا لین دین اور خرید و فروخت مزارعت کے لیے بھی مشروع ہے اور عہد رسالت سے لے کر آج تک بلا نکیر مروج اور معمول ہے

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۳ ص ۳۸۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

[2] حافظ ابو الفداء عماد الدین اسماعیل بن کثیر حنبلی متوفی ۷۷۴ھ، تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۵۹۲، مطبوعہ ادارہ اندلس بیروت، ۱۳۸۵ھ

[3] علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ، احکام القرآن ج ۱ ص ۴۸۲-۴۸۱، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ

لہٰذا خرچ کے لیے بھی قرض اور مدت معینہ کے معاملات کو لکھنا مستحب قرار پایا۔ اس بحث کے آخر میں ہم احادیث کے لکھنے پڑھنے کے جواز پر مزید دلائل پیش کریں گے۔

لکھنے کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی جحیفة قال قلت لعلی رضی اللہ عنہ هل عندکم کتاب قال لا الا کتاب اللہ او فهم اعطیه رجل مسلم او ما فی هذه الصحیفة قال قلت وما فی هذه الصحیفة قال العقل وفکاک الاسیر ولا یقتل مسلم بکافر۔[1]

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا آپ کے پاس کوئی لکھی ہوئی چیز ہے؟ انہوں نے کہا نہیں صرف کتاب اللہ ہے یا وہ فہم ہے جو مسلمان مرد کو دی گئی ہے یا جو اس صحیفہ میں ہے، میں نے پوچھا اس صحیفہ میں کیا لکھا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا دیت کے احکام ہیں، قیدیوں کو چھڑانے کے اور یہ کہ مسلمان کو کافر کے بدلہ میں نہیں قتل کیا جائے گا۔

عن وھب بن منبه عن اخیه قال سمعت ابا ھریرة یقول ما من اصحاب النبی صلی اللہ علیه وسلم احد اکثر حدیثا عنه منی الا ما کان من عبد اللہ بن عمرو فانه کان یکتب ولا اکتب۔[2]

وہب بن منبہ کے بھائی بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص کے سوا کسی کے پاس مجھ سے زیادہ احادیث نہیں ہیں، کیونکہ وہ احادیث لکھتے تھے اور میں نہیں لکھتا تھا۔

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبد اللہ بن عمرو قال کنت اکتب کل شیء اسمعه من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ارید حفظه فنھتنی قریش وقالوا اتکتب کل شیء تسمعه ورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم بشر یتکلم فی الغضب والرضا فامسکت عن الکتاب فذکرت ذلک الی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فاومأ باصبعه الی فیه فقال اکتب فوالذی نفسی بیده ما یخرج منه الا حق۔[3]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنی ہوئی حدیث کو لکھ لیتا تھا تاکہ میں اس کو یاد کر لوں، مجھے قریش نے منع کیا اور کہا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر سنی ہوئی بات کو لکھ لیتے ہو حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں خوشی اور ناخوشی دونوں حالتوں میں کلام کرتے ہیں، پھر میں لکھنے سے رک گیا، اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ نے انگلی سے اپنے منہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا لکھا کرو، خدا کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں میری جان ہے اس منہ سے حق

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۱، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] 〃 〃 〃 صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۲، 〃 〃

[3] امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۵۸، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ

کے سوا کچھ نہیں نکلتا۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

عن رافع بن خديج قال خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال تحدثوا وليتبوأ من كذب علي مقعده من جهنم قلت يا رسول الله انا نسمع منك اشياء فنكتبها قال اكتبوا ولا حرج رواه الطبراني في الكبير [1]

حضرت رافع بن خدیج رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم یہ حدیث بیان کر رہے تھے جس نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنا لے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم آپ سے بہت سی چیزیں سنتے ہیں کیا ہم ان کو لکھ لیا کریں؟ آپ نے فرمایا لکھ لیا کرو، کوئی حرج نہیں ہے، اس حدیث کو امام طبرانی نے کبیر میں روایت کیا ہے۔

عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم قيدوا العلم قلت وما تقييده قال الكتابة رواه الطبراني في الاوسط [2]

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علم کو قید کر لو، میں نے پوچھا اس کو کس سے قید ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا: لکھنے سے۔ اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے۔

عن انس قال شكا رجل الى النبي صلى الله عليه وسلم سوء الحفظ فقال استعن بيمينك رواه الطبراني في الاوسط [3]

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حافظہ کی کمزوری کی شکایت کی، آپ نے فرمایا اپنے دائیں ہاتھ سے مدد لو، اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم اوسط میں روایت کیا ہے۔

عن ثمامة قال قال لنا انس قيدوا العلم بالكتابة رواه الطبراني في الكبير ورجاله رجال الصحيح [4]

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا علم کو تحریر سے مقید کرو، امام طبرانی نے اس حدیث کو معجم اوسط میں روایت کیا ہے اور اس کے تمام راوی صحیح حدیث کے راوی ہیں۔

عن عبد الله بن عمرو قال كان عند

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں

---

1. حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۱، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ
2. " " " مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۲ " "
3. " " " مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۲ " " "
4. " " " مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۲ "

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناس من اصحابہ وانا معھم وانا اصغر القوم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعدہ من النار فلما خرج القوم قلت کیف تحدثون عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقد سمعتم ما قال وانتم تنھمکون فی الحدیث عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فضحکوا فقالوا یا ابن اخینا ان کل ما سمعنا منہ عندنا فی کتاب رواہ الطبرانی فی الکبیر۔[1]

کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کے کچھ اصحاب بیٹھے ہوئے تھے۔ میں بھی ان کے ساتھ تھا اور میں ان میں سب سے چھوٹا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مجھ پر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں بنالے جب صحابہ جانے لگے تو میں نے ان سے پوچھا کہ آپ کس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کرتے ہیں جب کہ آپ نے حضور کا ارشاد سن لیا ہے اور آپ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں منہمک رہتے ہیں، صحابہ نے کہا اے ہمارے بھتیجے ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتے ہیں وہ ہمارے پاس لکھا ہوا ہوتا ہے۔

علامہ علی متقی ہندی امام ابن عساکر کے حوالے سے لکھتے ہیں

عن عبد الرحمان بن یزید بن جابر ان عمر بن الخطاب کتب الی معاذ بن جبل بکتاب فاجابہ معاذ بن جبل فکان کتابہ الیہ من معاذ بن جبل الی عمر بن الخطاب۔[2]

عبد الرحمان بن یزید بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے حضرت معاذ بن جبل کی طرف ایک مکتوب لکھا اور حضرت معاذ نے اس مکتوب کا جواب لکھا، اس میں یہ لکھا تھا کہ یہ معاذ بن جبل سے عمر بن الخطاب کی طرف ہے۔

علامہ علی متقی ہندی امام حاکم کی مستدرک اور امام داری کی مسند کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عن عمر قال: قیدوا العلم بالکتاب۔[3]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ علم کو تحریر سے مقید کرو۔

علامہ علی متقی امام ابن عساکر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عن الشعبی قال: کتب ابو موسی الی عمر: انہ یاتینا من قبلک کتب لیس لھا تاریخ فارخ فاستشار عمر فی ذلک فقال بعضھم ارخ لمبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

شعبی کہتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰ نے حضرت عمر کی طرف لکھا: ہمارے پاس آپ کے مکاتیب آتے ہیں جن پر تاریخ لکھی ہوئی نہیں ہوتی، آپ تاریخ لکھا کریں۔ حضرت عمر نے اس مسئلہ میں مشورہ کیا۔ بعض نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۵۱-۱۵۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، ۱۴۰۲ھ

[2] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۰ ص ۳۰۶، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[3] " " " " " کنز العمال ج ۱۰ ص ۳۰۹، " " "

وقال بعضهم لوفاته فقال عمر لابل نؤرخ لمهاجره فان مهاجره فرق بين الحق والباطل۔ [1]

کی بعثت سے تاریخ (سن) کی ابتداء کریں، بعض نے کہا آپ کی وفات سے، حضرت عمر نے فرمایا: نہیں، ہم آپ کی ہجرت سے تاریخ کی ابتداء کریں گے، کیونکہ آپ کی ہجرت ہی حق اور باطل کے درمیان امتیاز ہے۔

علامہ علی متقی ہندی امام ابن ابی شیبہ کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عن الشعبي قال اول ما كتب النبي صلى الله عليه وسلم كتب باسمك اللهم فلما نزلت (بسم الله مجرها ومرسها) كتب بسم الله فلما نزلت (انه من سليمان وانه بسم الله الرحمن الرحيم) كتب بسم الله الرحمن الرحيم [2]

شعبی بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے باسمک اللھم لکھا، اور جب بسم اللہ مجرھا ومرسھا نازل ہوئی تو آپ نے بسم اللہ لکھا، اور جب انہ من سلیمان وانہ بسم اللہ الرحمن الرحیم نازل ہوئی تو آپ نے بسم اللہ الرحمن الرحیم لکھا۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن انس بن مالك قال كتب النبي صلى الله عليه وسلم او اراد ان يكتب فقيل له انهم لا يقرؤن كتابا الا مختوما فاتخذ خاتما من فضة نقشه محمد رسول الله [3]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لکھا یا لکھنے کا ارادہ کیا، آپ سے عرض کیا گیا کہ وہ مہر کے بغیر مکتوب کو نہیں پڑھتے، تو آپ نے چاندی کی انگوٹھی بنوائی جس پر محمد رسول اللہ نقش تھا۔

علامہ علی متقی ہندی امام ابن نجار کے حوالے سے لکھتے ہیں:

عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال ان من حق الولد على والده ان يعلمه الكتابة وان يحسن اسمه وان يزوجه اذا بلغ۔ [4]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹے کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ اس کو لکھنا سکھائے اور اس کا اچھا نام رکھے اور جب وہ بالغ ہو جائے تو اس کی شادی کر دے۔

اس حدیث میں ولد کا لفظ ہے جو بیٹے اور بیٹی دونوں کو شامل ہے، اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کو بھی لکھنا سکھانا جائز ہے بلکہ بیٹیوں کا باپ پر یہ حق ہے کہ وہ ان کو لکھنا سکھائے، اور ولد کے لفظ کو مذکر کے ساتھ خاص کرنا تحقیق اور علمی اصطلاحات سے بے خبری ہے۔

حافظ نور الدین الہیثمی بیان کرتے ہیں:

---

[1] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۰ ص ۱۹۵، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] 〃 〃 〃 کنز العمال ج ۱۰ ص ۳۱۱، 〃 〃

[3] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۱۵، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[4] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۵۷، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالہ بیروت، ۱۴۰۵ھ

عن ابن عباس قال كان ناس من الاسرى يوم بدر لم يكن لهم فداء فجعل النبي صلى الله عليه وسلم فداءهم ان يعلموا اولاد الانصار الكتابة. رواه احمد [1]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن کچھ قیدیوں کے پاس فدیہ کی رقم نہیں تھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ یہ مقرر کیا کہ وہ انصار کی اولاد کو لکھنا سکھائیں۔

تعلیم نسواں کے متعلق خصوصی احادیث

امام بخاری نے یہ عنوان قائم کیا باب تعلیم الرجل امته واهله "کسی شخص کا اپنی باندی اور اہلیہ کو تعلیم دینا" اور اس باب کے تحت حسب ذیل حدیث بیان کرتے ہیں:

عن ابی بردة عن ابيه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ثلاثة لهم اجران رجل من اهل الكتاب آمن بنبيه وآمن بمحمد والعبد المملوك اذا ادى حق الله وحق مواليه ورجل كانت عنده امة يطؤها فادبها فاحسن تاديبها وعلمها فاحسن تعليمها ثم اعتقها فتزوجها فله اجران [2]

ابو بردہ اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین شخصوں کے لیے دو اجر ہیں (۱) اہل کتاب کا وہ شخص جو اپنے نبی علیہ السلام پر ایمان لایا پھر محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لایا (۲) وہ غلام جو اللہ کا حق ادا کرے اور اپنے مالک کا حق ادا کرے (۳) اور وہ شخص جس کے پاس باندی ہو جس سے وہ مقاربت کرتا ہو وہ اس کو اچھے طریقہ سے ادب سکھائے اور اچھے طریقہ سے تعلیم دے پھر اس کو آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اس کے لیے دو اجر ہیں۔

علامہ علی متقی ہندی خرائطی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

عن ابن مسعود من كانت له ابنة فادبها واحسن ادبها وعلمها فاحسن تعليمها كانت له منعة وسترا من النار [3]

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص اپنی بیٹی کو اچھا ادب سکھائے اور اچھی تعلیم دے تو وہ اس کے لیے دوزخ کی آگ سے حجاب ہوگی۔

ان حدیثوں میں خواتین کو تعلیم دینے کی ترغیب دی گئی ہے اور تعلیم کا ایک ذریعہ لکھنا اور تحریر ہے۔ قرآن مجید میں ہے

وربك الاكرم ۝ الذى علم بالقلم ۝ علم الانسان ما لم يعلم ۝ (علق: ۵-۳)

آپ کا رب ہی سب سے زیادہ کریم ہے جس نے قلم سے لکھنا سکھایا۔ انسان کو وہ سب کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔

---

[1] حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۹۲، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۰، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[3] علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ، کنز العمال ج ۱۶ ص ۴۵۲، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

اس سے کتابت کی فضیلت ثابت ہوئی اور درحقیقت کتابت میں بڑے منافع ہیں، کتابت ہی سے علوم ضبط میں آتے ہیں، گذرے ہوئے لوگوں کی خبریں اور ان کے احوال اور ان کے کلام محفوظ رہتے ہیں، کتابت نہ ہوتی تو دین و دنیا کے کام قائم نہ رہ سکتے۔[1]

اور جب قلم اور تحریر ضبط کا اہم ذریعہ ہے اور تحریر کی تعلیم دینا باعث اجر ہے تو خواتین کو لکھنا سکھانا بھی باعث اجر ہے۔ نیز قرآن مجید میں ہے:

یا ایھا الذین امنوا اذا تداینتم بدین — اے ایمان والو! جب تم ایک مدت مقررہ تک

الی اجل مسمی فاکتبوہ (البقرہ: ۲۸۲) — قرض کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو۔

حضرت صدر الافاضل اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں:

یعنی مستحب ہے، فائدہ اس کا یہ ہے کہ بھول چوک اور مدیون کے انکار کا اندیشہ نہیں رہتا۔ [illegible] تو بدرجہ اولیٰ [illegible] سے [illegible] ہے، [illegible] کے ساتھ خرید و فروخت [illegible] تو [illegible] ہے کہ اس معاملہ کو لکھنا مستحب ہے اور جب مردوں کے لیے لکھنا مستحب ہو تو عورتوں کو لکھنا سکھانا بھی مستحب قرار پایا، نیز قرآن مجید میں ہے:

ولا یاب کاتب ان یکتب کما علمہ اللہ — اور لکھنے والا لکھنے سے انکار نہ کرے جیسے کہ

فلیکتب — اللہ نے اس کو سکھایا ہے تو اسے چاہیے کہ وہ لکھ

دے۔

حضرت صدر الافاضل رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حاصل معنی یہ کہ کوئی کاتب لکھنے سے منع نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو وثیقہ نویسی کا علم دیا ہے بغیر تبدیل و تغییر دیانت کے ساتھ لکھے۔ یہ کتابت ایک قول پر فرض کفایہ ہے اور ایک قول پر فرض عین بشرطیکہ کاتب نہ پایا جائے اور ایک قول پر مستحب کیونکہ اس میں مسلمانوں کی حاجت برآری اور نعمت علم کا شکریہ ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پہلے یہ کتابت فرض تھی پھر "لا یضار کاتب" سے منسوخ ہوئی۔[2]

اگر کوئی مسلمان خاتون دوسری خاتون سے یا کسی محرم سے [illegible] تو اس کو لکھنا آنا چاہیے [illegible] کے مطابق اس پر لکھنا فرض ہے ورنہ جمہور کے نزدیک اس خاتون کا لکھنا مستحب ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ لکھنے کا حکم مردوں اور عورتوں دونوں کو شامل ہے۔

اس مذکور حدیث کی شرح میں علامہ بدر الدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

---

[1] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ خزائن العرفان ص ۵۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ
[2] " " " " خزائن العرفان ص ۷۲ " "
[3] " " " " خزائن العرفان ص ۷۲ " "

ان التأديب والتعليم يوجبان الاجر في الاجنبي والاولاد وجميع الناس فلم يكن مختصا بالاماء فلم يبق الاعتبار الا في الجهتين وهما العتق والتزوج فان قلت اذا كان المعتبر امرين فما فائدة ذكر امرين آخرين قلت لان التأديب والتعليم اكمل للاجر اذا تزوج المرأة المؤدبة المعلمة اكثر بركة واقرب الى ان تعين زوجها على دينه ۔ [1]

اجنبیوں، اولاد اور تمام لوگوں کو ادب سکھانا اور تعلیم دینا موجب اجر ہے، اس لیے یہ امر باندیوں کے ساتھ مختص نہیں ہے اس لیے اب اجر یہی دو جہتوں سے ہوگا، وہ ہے باندی کو آزاد کرنا، اور اس سے شادی کرنا، اگر یہ اعتراض ہو کہ اگر اجر میں زیادتی کا سبب صرف یہ دو امر ہیں تو پھر حدیث میں باندی کو ادب سکھانے اور تعلیم دینے کا کیوں ذکر کیا گیا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ باندی کو ادب سکھانے اور تعلیم دینے سے اجر کامل ہو جاتا ہے کیونکہ جو عورت ادب سے آراستہ ہو اور تعلیم یافتہ ہو اس سے شادی کرنا زیادہ برکت کا باعث ہے اور خاوند کے دین میں اس کی مدد کرنے کے زیادہ قریب ہے۔

بالخصوص تعلیم کتابت نسواں کے متعلق حدیث

امام ابوداؤد روایت کرتے ہیں

عن الشفاء بنت عبد الله قالت دخل علي النبي صلى الله عليه وسلم وانا عند حفصة فقال الا تعلمين هذه رقية النملة كما علمتيها الكتابة ۔ [2]

حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس نبی صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، میں اس وقت حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا ام المؤمنین کے پاس تھی، آپ نے فرمایا کیا تم ان کو پھوڑے کا دم نہیں سکھاؤ گی جس طرح تم نے ان کو کتابت کی تعلیم دی ہے۔

نوٹ: اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں:

اس حدیث کو امام احمد [3] اور امام بیہقی [4] اور امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے۔ [5]

امام حاکم اس حدیث کو روایت کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

هذا حديث صحيح على شرط الشيخين ۔ [6]

یہ حدیث امام بخاری اور امام مسلم کی شرط کے مطابق ہے۔

---

١ ۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ٨٥٥ھ عمدۃ القاری ج ٢ ص ١٢١، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ١٣٤٨ھ

٢ ۔ امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ٢٧٥ھ سنن ابوداؤد ج ٢ ص ١٨٧، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ١٤٠٥ھ

٣ ۔ امام احمد بن حنبل متوفی ٢٤١ھ مسند احمد ج ٦ ص ٣٧٢، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ١٣٩٨ھ

٤ ۔ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ٤٥٨ھ سنن کبریٰ ج ٩ ص ٣٤٩ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

٥ ۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ٤٠٥ھ، المستدرک ج ٤ ص ٥٧، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

٦ ۔ المستدرک ج ٤ ص ٥٧، مطبوعہ دار الباز للنشر والتوزیع مکہ مکرمہ

تعلیم کتابت نسواں کے جواز پر فقہاء اسلام کی تصریحات

[illegible] فقہاء اور محدثین سے عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز کی تصریحات [illegible]

علامہ عبد الوہاب شعرانی شافعی، حضرت شفا بنت عبد اللہ کی حدیث کے تحت یہ مسئلہ بیان کرتے ہیں:

وفيه دليل على جواز تعليم النساء الكتابة[1] — اس حدیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز پر دلیل ہے۔

علامہ ابن قیم حنبلی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

وفي الحديث دليل على جواز تعليم النساء الكتابة[2] — اس حدیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کے جواز پر دلیل ہے۔

علامہ زرقانی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible] بالنسبة للرجال ويحمل على الجواز بالنسبة للنساء[3] — [illegible] لکھنے کے جواز پر اتفاق ہے۔

ملا علی قاری حنفی حضرت شفا بنت عبد اللہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قال الخطابي فيه دليل على أن تعلم النساء الكتابة غير مكروه[4] — علامہ خطابی نے کہا ہے کہ اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے۔

شیخ عبد الحق محدث دہلوی حنفی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

[illegible] مکروہ نیست[5] — یہ حدیث [illegible] عورتوں کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے۔

شیخ [illegible] علامہ محمد امین ابن عابدین شامی حنفی لکھتے ہیں:

[illegible][6] [illegible]

---

1. علامہ عبد الوہاب شعرانی شافعی متوفی [illegible] کشف الغمہ ج ۲ ص ۲۷۹ مطبوعہ [illegible]
2. علامہ [illegible] ابن قیم حنبلی متوفی [illegible] زاد المعاد ج ۴ ص ۴۲ مطبوعہ [illegible]
3. شیخ [illegible] زرقانی [illegible] ص ۳۳ مطبوعہ [illegible]
4. ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی [illegible] مرقات ج ۸ ص [illegible] مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان [illegible]
5. شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی [illegible] اشعۃ اللمعات ج ۳ ص ۶۲۸ مطبوعہ مطبع منشی نول کشور لکھنؤ ۱۹۰۳ء
6. شیخ علامہ محمد امین ابن عابدین شامی متوفی [illegible] رد المحتار ج ۵ ص ۲۷۱ مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول

فتاوی عالمگیری میں ہے:

ویکرہ ان یکتب بالقلم المتخذ من الذھب والفضۃ ومن دواۃ کذلک ویستوی فیہ الذکر والانثی کذا فی السراجیۃ[1]

سونے یا چاندی کے بنے ہوئے قلم یا دوات سے لکھنا مکروہ ہے اور اس حکم میں مرد اور عورت دونوں برابر ہیں۔ سراجیہ۔

اس عبارت کا تقاضا یہ ہے کہ اگر مرد اور خواتین سونے اور چاندی کے علاوہ کسی اور جنس کے قلم اور دوات سے لکھیں تو ان کا لکھنا مکروہ نہیں ہے۔ کیونکہ کتب فقہ کی عبارات میں مفہوم مخالف بالاتفاق معتبر ہوتا ہے۔

علامہ محمد نور اللہ بصیر پوری رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

علم کتابت دوسرے علوم کی طرح نہایت ہی عظیم الشان اور خادم کتاب وسنت علم ہے، دین اور دنیا کے بہت سے مفاد اور مصالح اس سے وابستہ ہیں تو اس علم کی تعلیم بھی دوسرے علوم کی طرح جائز و مستحسن بلکہ ضروری ہے جس کا ثبوت آیات و احادیث مبارکہ کے اشارہ سے واضح ہے جیسا کہ ہر فن علوم نقیہ کا جواز امس و شمس کی طرح واضح ہے بلکہ بالخصوص علم کتابت علی الاطلاق بھی ثابت و مستفاد ہے، قرآن کریم میں ہے: اقرا وربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان ما لم یعلم ترجمہ "پڑھو اور تمہارا رب ہی سب سے بڑا کریم جس نے قلم سے لکھنا سکھایا، آدمی کو سکھایا جو نہ جانتا تھا۔ (العلق) اور کئی آیات بھی ہیں جن سے فضیلت کتابت ثابت ہے، بہرحال علم کتابت اللہ رب العالمین کا بہت بڑا انعام و احسان ہے جس کی عظمت ان آیات سے واضح ہے اور انسان کا وصف بتایا گیا ہے جس میں مرد و زن دونوں شامل ہیں۔ بلا امتیاز قرآن کریم سے عورتوں کے لیے بھی علم کتابت کا عام جواز ثابت ہوگیا وللہ تعالی الحمد والمنۃ[2]

دنیائے اسلام کی نامور لکھنے والی خواتین

عہد رسالت سے لے کر آج تک اسلام کے ہر دور میں مسلم خواتین لکھتی رہی ہیں اور صحابہ، تابعین اور سلف صالحین کے تعامل سے بھی خواتین کا لکھنا ثابت ہے ہم سطور ذیل میں اسلام کی چند نامور خواتین کا ذکر کر رہے ہیں جنہوں نے اپنی کتابت سے اسلام کی عظیم خدمات انجام دی ہیں۔

۱۔ حضرت ام المومنین حفصہ بنت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہا۔ سنن ابو داؤد کی روایت سے یہ بیان ہو چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو کتابت سکھانے کا حکم دیا۔

۲۔ حضرت شفاء بنت عبد اللہ رضی اللہ عنہا۔ سنن ابو داؤد کے حوالے سے یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ یہ کاتبہ تھیں۔

۳۔ حضرت عائشہ بنت طلحہ قرشیہ تابعیہ۔ یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی بھانجی تھیں حضرت عائشہ ان سے خطوط کے جواب لکھواتی تھیں۔ گویا یہ حضرت عائشہ کی سیکریٹری تھیں۔

امام بخاری نے ایک باب کا عنوان قائم کیا ہے باب الکتابۃ الی النساء وجوابھن اس کے تحت وہ روایت کرتے ہیں:

عن عائشۃ بنت طلحۃ قالت قلت لعائشۃ حضرت عائشہ بنت طلحہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے حضرت

---

[1] علامہ نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ، فتاوی عالمگیری ج ۵ ص ۳۷۳، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبری بولاق مصر، ۱۳۱۰ھ

[2] علامہ محمد نور اللہ بصیر پوری متوفی ۱۴۰۳ھ، فتاوی نوریہ ج ۳ ص [illegible]، ملخصاً، کمالیہ پرنٹرز [illegible]

وانا فی حجرها وكان الناس یاتونها من كل مصر فكان الشيوخ ينتابوني لمكاني منها وكان الشباب يتأخوني فيهدون الي ويكتبون الي من الامصار فاقول لعائشة يا خالة هذا كتاب فلان وهديته فتقول لي عائشة اي بنية فاجيبيه واثيبيه فان لم يكن عندك ثواب اعطيتك فقالت فتعطيني[1]

عائشہ کی حفاظت میں تھی ان کے پاس ہر شہر سے لوگ آتے تھے، بزرگ لوگ حضرت عائشہ کی وجہ سے میرے پاس آیا کرتے تھے اور نوجوان میرے بھائی بنے ہوئے تھے، وہ مجھے ہدیہ دیتے تھے اور مختلف شہروں سے مجھے خط لکھتے تھے میں حضرت عائشہ سے کہتی اے خالہ یہ فلاں کا خط اور اس کا ہدیہ ہے، حضرت عائشہ فرماتیں اے بیٹی اس کا جواب دو، اور ہدیہ کے بدلہ میں ہدیہ دو اور اگر تمہارے پاس ہدیہ کا بدلہ نہ ہو تو میں دوں گی، حضرت عائشہ مجھے عطا فرماتیں۔

۴۔ شہدہ بنت ابی نصر، یہ عراق کی نامور محدثہ اور کاتبہ بھی تھیں۔

علامہ یافعی لکھتے ہیں:

وفي سنة اربع وسبعين وخمس مائة توفيت مسندة العراق شهدة بنت ابي نصر احمد بن الفرج الكاتبة العابدة الصالحة الدينورية الاصل البغدادية المولد والوفاة كانت من اهل الكتابة خط جيد وسمع منها خلق كثير[2]

۵۷۴ھ میں عراق کی مسند حدیث عالمہ شہدہ بنت ابی نصر فوت ہوگئیں یہ کاتبہ تھیں اور نیک اور عبادت گزار تھیں، دینور کی رہنے والی تھیں ان کی ولادت اور وفات بغداد میں ہوئی، یہ بہت خوشخط لکھتی تھیں اور ان سے بہت بڑی جماعت نے حدیث سنی ہے۔

۵۔ خدیجہ بنت مفتی محمد بن محمود، یہ عالمہ فاضلہ محدثہ اور کاتبہ تھیں۔

علامہ یافعی لکھتے ہیں:

وفي سنة تسع وتسعين وست مائة توفيت خديجة بنت يوسف (وخديجة) بنت المفتي محمد بن محمود وام محمد روت عن ابن الزبيدي وتكنى امة العزيز روت عن طائفة وقرأت غير مقدمة في النحو وجودت الخط على جماعة وحجت وتوفيت في رجب وكانت عالمة فاضلة رحمها الله تعالى[3]

۶۹۹ھ میں خدیجہ بنت یوسف فوت ہوئیں اور خدیجہ بنت مفتی محمد بن محمود فوت ہوئیں، یہ ابن الزبیدی سے روایت کرتی تھیں، ان کی کنیت امۃ العزیز تھی انہوں نے ایک جماعت سے حدیث روایت کی اور نحو کے متعدد مقدمے پڑھے اور ایک جماعت سے خوشنویسی سیکھی، حج کیا اور رجب میں وفات ہوئی، یہ عالمہ فاضلہ تھیں، اللہ ان پر رحم فرمائے۔

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، الادب المفرد ص ۲۸۰، مطبوعہ [illegible]

[2] امام عبداللہ بن اسعد بن علی [illegible] یافعی [illegible] متوفی ۷۶۸ھ، مرآۃ الجنان ج ۳ ص [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۳۹۰ھ

[3] مرآۃ الجنان ج ۴ ص ۲۳۱۔

(۶) ۔ **شہدہ بنت الصاحب:** یہ عالمہ فاضلہ، محدثہ اور کاتبہ تھیں۔
علامہ یافعی مکی لکھتے ہیں:

في سنة تسع وسبعمائة ماتت بحلب المعمرة شهدة بنت الصاحب كمال الدين عمر بن العديم العقيلي ولدت يوم عاشوراء لها حضور واجازة من جماعة من الشيوخ وكانت تكتب وتحفظ اشياء وتتزهد وتتعبد وذكر الذهبي انه سمع منها۔[1]

۷۰۹ھ میں حلب میں معمرہ شہدہ بنت الصاحب کمال الدین عمر بن العدیم عقیلی فوت ہو گئیں، یہ عاشورہ کے دن پیدا ہوئی تھیں، انہوں نے شیوخ کی ایک جماعت سے سماع [illegible] حاصل کی تھی [illegible] زاہدہ، عابدہ تھیں، علامہ ذہبی نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے بھی ان سے حدیث کا سماع کیا ہے۔

(۷) ۔ **فاطمہ بنت علاء الدین سمرقندی:** یہ عالمہ فاضلہ مفتیہ اور کاتبہ تھیں [illegible]
علامہ شامی [illegible] کے تذکرہ میں لکھتے ہیں:

هذا الكتاب جليل الشان لم ار له نظيرا في كتبنا وهو للامام ابي بكر بن مسعود بن احمد الكاساني شرح به تحفة الفقهاء لشيخه علاء الدين السمرقندي فلما عرضه عليه زوجه ابنته فاطمة بعد ما خطبها الملوك من ابيها فامتنع وكانت الفتوى تخرج من دارهم وعليها خطها وخط ابيها وخط زوجها۔[2]

[illegible] عظیم الشان کتاب ہے [illegible] اس کی نظیر نہیں [illegible] یہ کتاب امام ابوبکر بن مسعود کاسانی کی ہے، انہوں نے اس کتاب میں اپنے استاذ شیخ علاء الدین سمرقندی کی کتاب تحفۃ الفقہاء کی شرح کی ہے [illegible] ان کے گھر سے فتویٰ جاری ہوتا تھا اور اس پر فاطمہ کے، ان کے والد کے اور ان کے شوہر کے دستخط ہوتے تھے۔

(۸) ۔ **خدیجہ بنت محمد بن احمد ابو رجاء:** یہ خاتون بہت اچھی عربی جانتی تھیں اور کاتبہ تھیں۔
ساتویں صدی کے عظیم حنفی محدث علامہ عبدالقادر لکھتے ہیں:

محمد بن احمد ابو رجاء القاضي الجوزجاني قاضي نيشابور كان له ابنة سماها خديجة عاشت اكثر من مائة سنة وكانت تحسن العربية وماتت سنة ثنتين وسبعين وثلاث مائة۔[3]

نیشاپور کے قاضی محمد بن احمد ابو رجاء کی ایک بیٹی تھی جس کا نام خدیجہ تھا [illegible] سال سے زیادہ زندہ رہیں [illegible] عربی جانتی تھیں، یہ ۳۷۲ھ میں فوت ہوئیں۔

---

[1] علامہ [illegible] یافعی مکی [illegible] مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی بیروت [illegible]

[2] علامہ [illegible] شامی [illegible] مطبوعہ [illegible]

[3] علامہ [illegible] محدث حنفی [illegible]

۹. فاطمہ بنت محمد بن علی [illegible] انہوں نے اپنے والد سے علم فقہ حاصل کیا [illegible]

علامہ عبدالقادر محدث لکھتے ہیں:

فاطمة بنت احمد بن علي [illegible] صاحب [illegible] تحفة الفقهاء [illegible] الفقه [illegible] حسن رحمها الله تعالى[1]

[illegible] جو بہت اچھا ہے۔

۱۰. ست الوزراء بنت محمد بن عبدالکریم [illegible]

ست الوزراء [illegible] عماد الدين محمد بن عبد الكريم بن عثمان [illegible] السماع [illegible] خمسين و [illegible] القرآن [illegible] في [illegible][2]

[illegible]

[illegible]

علامہ عبدالقادر محدث لکھتے ہیں:

[illegible] وامرأته واخته[3]

[illegible] تھے۔

---

1. [illegible]
2. [illegible] الجواهر المضية ج ۲ ص ۲۷۷،
3. [illegible] الجواهر المضية [illegible]

علامہ عبد القادر محدث ٦٩٦ھ میں پیدا ہوئے اور یہ اپنے دور یا اس سے متصل زمانہ کا حال بیان کر رہے ہیں اس سے واضح ہوا کہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری تک خواتین میں لکھنے پڑھنے کا عام رواج تھا، اور بالخصوص علماء کی خواتین، دینی علوم حاصل کرتی تھیں اور فتاویٰ صادر کرتی تھیں۔

مانعین تعلیم کتابت نسواں کی روایات پر بحث و نظر

جو لوگ عورتوں کو لکھنا سکھانے کو ناجائز کہتے ہیں ان کا استدلال اس حدیث سے ہے۔

امام حاکم روایت کرتے ہیں:

حدثنا ابو علی الحافظ ثنا محمد بن محمد بن سلیمان ثنا عبد الوھاب بن الضحاک ثنا شعیب بن اسحاق عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تنزلوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابۃ یعنی النساء وعلموھن المغزل وسورۃ النور ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ۔[1]

از ابو علی حافظ از محمد بن محمد بن سلیمان از عبد الوہاب بن ضحاک از شعیب بن اسحاق از ہشام بن عروہ از عروہ از حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ اور ان کو کتابت نہ سکھاؤ اور ان کو سوت کاتنا اور سورۂ نور سکھاؤ۔ اس حدیث کی سند صحیح ہے اور اس کو امام بخاری اور مسلم نے روایت نہیں کیا۔

امام حاکم کا اس حدیث کو صحیح کہنا درست نہیں ہے۔ محدثین نے اس حدیث کو موضوع قرار دیا ہے کیونکہ اس میں ایک کذاب راوی ہے عبد الوہاب بن ضحاک،

علامہ ذہبی اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

قلت بل موضوع وآفتہ عبد الوھاب قال ابو حاتم کذاب۔[2]

میں کہتا ہوں کہ بلکہ یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا سبب عبد الوہاب ہے، امام ابو حاتم نے کہا یہ کذاب راوی ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی، عبد الوہاب بن ضحاک کے متعلق لکھتے ہیں:

امام ابو داؤد نے کہا میں نے اس کو دیکھا یہ حدیثیں وضع کرتا تھا امام نسائی نے کہا یہ ثقہ نہیں ہے متروک ہے، امام عقیلی امام دارقطنی، امام بیہقی نے کہا یہ متروک ہے حافظ صالح بن محمد نے کہا یہ منکر الحدیث ہے اور اس کی عام حدیثیں جھوٹی ہیں محمد بن عوف نے کہا اس نے جھوٹی احادیث موضوعہ بیان کی ہیں، اسماعیل بن عیاش نے کہا اس کی احادیث باطل

۱۔ امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حاکم نیشاپوری متوفی ٤٠٥ھ، مستدرک ج ٢ ص ٣٩٦، مطبوعہ دار الباز مکۃ المکرمہ

۲۔ علامہ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی متوفی ٧٤٨ھ، تلخیص المستدرک ج ٢ ص ٣٩٦، مطبوعہ دار الباز مکۃ المکرمہ ... ہے۔ حاکم ... پر ... کرتے ہوئے اپنے شاگرد امام بیہقی نے بھی اس حدیث کو صحیح لکھا ہے ... اس کو صحیح پر ... کرتے ہوئے کتابت نسواں کو مکروہ تحریمی لکھا ہے ... اگرچہ استاد اور شاگرد دونوں کا تسامح ہے کیونکہ اس حدیث کی سند میں عبد الوہاب بن ضحاک کذاب راوی ہے۔

کی امام ابن حبان نے کہا اس سے استدلال جائز نہیں حافظ ابو نعیم نے کہا اس نے احادیث موضوعہ روایت کی ہیں۔ ۱
علامہ ابن جوزی اس حدیث کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فيه عن ابن عباس وعائشة، فاما حديث ابن عباس فانبانا ابو القاسم بن السمرقندي انبانا اسماعيل بن مسعدة انبانا حمزة بن يوسف انبانا ابو احمد بن عدي حدثنا جعفر بن سهل حدثنا جعفر بن نصر حدثنا حفص حدثنا عن مجاهد عن ابن عباس عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لاتعلموا نساءكم الكتابة، ولا تسكنوهن الغرف العلالي وقال: "خير لهو المؤمن السباحة وخير لهو المراة المغزل".

اس سند میں حضرت ابن عباس اور حضرت عائشہ سے روایت ہے حضرت ابن عباس کی روایت یہ ہے: از ابو القاسم بن سمرقندی، از اسماعیل بن مسعدۃ، از حمزہ بن یوسف، از ابو احمد بن عدی، از جعفر بن سہل، از جعفر بن نصر، از حفص، از مجاہد، از ابن عباس، از نبی صلی اللہ علیہ وسلم، آپ نے فرمایا اپنی عورتوں کو کتابت نہ سکھاؤ اور ان کو بالا خانوں میں نہ رہنے دو اور فرمایا: مومن کا بہترین کھیل تیراکی ہے اور عورت کا بہترین کھیل سوت کاتنا ہے۔

هذا حديث لايصح. قال ابن حبان: جعفر بن حفص كان يحدث عن الثقات بما لم يحدثوا به. وقال ابن عدي: يحدث عن الثقات بالبواطيل وله احاديث موضوعات عليهم.

یہ حدیث صحیح نہیں ہے، امام ابن حبان نے کہا جعفر بن حفص ثقہ لوگوں سے ایسی روایات نقل کرتا ہے جو انہوں نے بیان نہیں کیں، امام ابن عدی نے کہا یہ ثقہ لوگوں سے باطل چیزیں روایت کرتا ہے اور ان کی طرف موضوع احادیث منسوب کرتا ہے۔

واما حديث عائشة فانبانا ابو منصور القزاز انبانا ابو بكر احمد بن علي بن ثابت انبانا محمد بن عمر النرسي انبانا محمد بن عبدالله بن ابراهيم حدثنا يحيى بن زكريا بن يوسف الدقاق حدثنا محمد بن ابراهيم ابو عبدالله الشامي حدثنا شعيب بن اسحاق الدمشقي عن هشام بن عروة عن ابيه عن عائشة قالت: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "لاتسكنوهن الغرف ولاتعلموهن الكتابة وعلموهن المغزل وسورة النور".

اور حضرت عائشہ کی حدیث یہ ہے: از ابو منصور قزاز، از ابو بکر احمد بن علی بن ثابت، از محمد بن عمر نرسی، از محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم، از یحییٰ بن زکریا بن یوسف الدقاق، از محمد بن ابراہیم ابو عبد اللہ شامی، از شعیب بن اسحاق دمشقی، از ہشام بن عروہ، از عروہ، از عائشہ وہ فرماتی ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عورتوں کو بالا خانوں میں رہنے نہ دو اور ان کو کتابت نہ سکھاؤ، ان کو سوت کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔

هذا الحديث لايصح وقد ذكره ابو عبدالله الحاكم النيسابوري في صحيحه والعجب كيف خفي عليه امره قال ابو حاتم بن حبان: كان محمد بن ابراهيم

یہ حدیث صحیح نہیں ہے حالانکہ امام ابو عبد اللہ حاکم نیشاپوری نے اس کا اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے، تعجب ہے ان پر یہ بات کیسے پوشیدہ رہی، امام ابو حاتم بن حبان نے کہا محمد بن ابراہیم شامی شامیوں کی طرف موضوع احادیث منسوب کرتا تھا اس سے صرف عبرت کے لیے احادیث

۱۔ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، تہذیب التہذیب [illegible]

[illegible] ھذا الحدیث علی الثقات [illegible] الروایة [illegible] حدیث لا اصول له من کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] به [illegible]

[illegible] نہیں ہے [illegible] روایت [illegible] ہے [illegible] روایت سے استدلال کرنا جائز نہیں ہے۔

علامہ ابن جوزی نے امام حاکم کی اس روایت پر [illegible] علامہ سیوطی [illegible] امام حاکم نے [illegible] محمد بن ابراہیم شامی کی سند سے اس حدیث کو [illegible] روایت کیا [illegible] جس سند سے یہ حدیث [illegible] عبدالوہاب بن [illegible] کو [illegible] کہا [illegible] سند کو [illegible] کہتے ہیں کہ یہ سند منکر ہے [illegible] حافظ ابن حجر عسقلانی نے [illegible] اس سند کو [illegible] محمد بن ابراہیم [illegible] کی متابعت کی ہے [illegible] امام ابن حبان نے کہا ہے [illegible] حدیث [illegible] منسوب [illegible] روایت کیا ہے [illegible] امام ابن حبان [illegible] کتاب [illegible] سند [illegible] ہے یہ [illegible] باطل [illegible] منسوب کرتا ہے[1]

خواتین کو لکھنا سکھانے سے منع کرنے کی بعض عبارات پر علماء کا تبصرہ

[illegible] سے پہلے بیان کر چکے ہیں [illegible] [illegible] جائز [illegible] ہے [illegible] مسئلہ [illegible] شیخ [illegible] محدث دہلوی [illegible] اگر [illegible] بزرگوں نے [illegible] کا [illegible] نہیں کیا [illegible] سامنے قرآن مجید اور احادیث سے دلائل اور [illegible] نہیں [illegible] ممانعت کی حدیث کا موضوع ہونا ان کے [illegible] اور یہ دونوں بزرگ [illegible] اور فطرت سلیمہ کے حامل تھے [illegible] لائق احترام ہے۔

[illegible] عبداللہ کی حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

علامہ طالبی [illegible] حدیث [illegible] خواتین کو لکھنا سکھانا مکروہ نہیں ہے [illegible] بھی [illegible] ہے [illegible] عورتوں [illegible] خصوصیات میں، قرآن مجید میں ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ

اے نبی کی ازواج تم عام عورتوں کی مثل نہیں ہو۔

[illegible] ممانعت [illegible] عورتوں [illegible] ہے۔[3]

---

[1] [illegible]

[2] [illegible]

[3] [illegible]

نوٹ [illegible]

[illegible]

یہ احتمال بلادلیل ہے اس لیے یہ بھی خارج از بحث ہے [illegible]

ما صریح ممانعت کے بغیر اس کا مکروہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ شامی نے بھی یہی لکھا ہے:

[illegible]

[illegible]

علامہ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

خصوصیت کا نہ ہونا ہے۔

[illegible]

[illegible]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

لکھ چکے ہیں اور وہی صحیح ہے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

مانعین تعلیم و کتابت نسواں کے متعلق شبہات پر بحث و نظر

خواتین کی تعلیم کے منکرین کہتے ہیں کہ اگر عورتوں نے لکھنا پڑھنا سیکھ لیا تو وہ بیجا [illegible] خط لکھیں گی اور اپنے دوستوں کے خطوط پڑھیں گی اور ان کا جواب لکھیں گی اور اس طرح تعلیم نسواں کی وجہ سے فحاشی اور بے راہ روی پھیلے گی!

[illegible] پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یہ فساد تعلیم نسواں سے صرف تعلیم کتابت ہی کیوں، عام ضرورت بلکہ لباس اور زیورات وغیرہ بھی ہیں۔ [illegible] کر بھی اب اوقات، جائز کاموں کا ذریعہ بنا جاتا ہے بلکہ بعض [illegible] کے سبب جائز نہ ہوتا ہو کیونکہ [illegible] آمد و رفت اور ناجائز ملاقاتوں کا ذریعہ بنایا جاتا ہے اور یوں ہی بکثرت ایسی چیزیں ہیں کہ [illegible] استعمال کی جاتی ہیں ان مانعین اور منکرین نے اس پر غور نہیں کیا کہ معاشرہ میں بے راہ روی پھیلانے کا سبب [illegible] ٹیلی فون ہوتے ہیں [illegible] اور ان کے [illegible] سے آشناؤں سے فوری رابطہ کر سکتی ہیں [illegible] اور ان کے پیغام کا فوراً جواب دے سکتی [illegible] نہیں کہا جاتا کہ گھروں میں ٹیلی فون لگوانا بھی [illegible] ہے۔ کیونکہ خط و کتابت کی بہ نسبت [illegible] رسائی کا [illegible] ذریعہ ہے۔ [illegible]

[illegible] لباس اور زیورات کا استعمال جائز ہے [illegible] یقیناً جائز ہے [illegible] ٹیلی فون بھی [illegible] جبکہ [illegible] استعمال نہ کیا جائے۔ تو ثابت ہوا [illegible] جائز استعمال [illegible] تعلیم کتابت [illegible] ہے [illegible] صرف عورتوں ہی [illegible] نہیں بلکہ [illegible] تعلیم کتابت ناجائز [illegible]

[illegible]

[illegible] کے جواز اور استحسان کے متعلق دلائل اور تحقیق

[illegible] ان کی بیویاں [illegible] شوہر کو مطلع کرنا [illegible] مثلاً کوئی عورت اپنے شوہر کو [illegible] شرم و حیا یا مصلحت کے خلاف ہوتا ہے [illegible] کے سلسلہ میں [illegible] جنسی تعلقات کی [illegible] اب اگر [illegible] لکھ سکتی [illegible] خلاف نہیں ہے [illegible] کے خلاف [illegible] بیوی اور شوہر کے درمیان [illegible]

[illegible]

سے تجاوز کی باتیں کرتی ہیں جن پر دوسروں کا مطلع ہونا ان کے لیے باعث ... ان کا موجب ہوتا ہے ... کتب پڑھنا خواہشات ... کرنا اور دوسروں سے نکاح کی ... سنگین خطرات سے دوچار ہو جاتا ہے۔

جنس زدہ ناول پڑھنے سے کسی عورت کی شہوت ... اس کو اپنی ... ہوتی ہے ... خاندان ... کوئی تعلق نہیں ہوتا ... اور وہ پردے کی حدود ... کے ساتھ ... کر سکتی ہے ... پیش کر سکتی ہے ... ان لوگوں کے ... کا ملنا مشکل ... ہو جائے گا۔

یہ وہ چند پہلو ہیں جن کی وجہ سے ... مطالب و مسائل ... کے لیے تعلیم نسواں کی ... اسلام دین فطرت ہے ... انسان کی زندگی ... عورتوں کی ... اجازت ... مسلمان ... اہل ... زبانی ... سے متعلق ... احترام کرنے کے لیے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا احسان ہے ... علامہ ... بہ کرم ... سے ... تعلیم نسواں کے جواز پر ایک مبسوط ... بحث ... اور ہم ... طالبان علم کے لیے تحقیق ... کتاب کو ... جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین خیر الجزاء وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین قائد الغر المحجلین ... الطیبین ... وعلی ازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین وآل التابعین وتبع التابعین ... وعلی علماء ملتہ من المفسرین والمحدثین والفقہاء والمجتہدین اجمعین

۲۳۵- بَابُ قِصَّةِ اَصْحَابِ الْاُخْدُوْدِ وَالسَّاحِرِ وَالرَّاهِبِ وَالْغُلَامِ

اصحاب اخدود، ساحر، راہب اور لڑکے کا قصہ

۷۳۶۹- حَدَّثَنَا هَدَّابُ بْنُ خَالِدٍ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ سَلَمَةَ حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنْ صُهَيْبٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهٗ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ اِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَيَّ غُلَامًا اُعَلِّمْهُ السِّحْرَ فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهٗ فَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهٖ اِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهٗ فَاَعْجَبَهٗ فَكَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهٗ فَشَكٰى ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ

حضرت صہیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے پہلے لوگوں میں ایک بادشاہ تھا اور اس کا ایک جادوگر تھا، جب وہ جادوگر بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے کہا: اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں، آپ میرے پاس کوئی لڑکا بھیج دیجئے جس کو میں جادو کی تعلیم دے دوں، بادشاہ نے اس کے پاس جادو سیکھنے کے لیے ایک لڑکا بھیج دیا، جب وہ لڑکا جاتا تو اس کے راستہ میں ایک راہب تھا، وہ اس کے پاس بیٹھ کر اس کی باتیں سنتا تھا اور اس کی باتیں اس کو اچھی لگتی تھیں، جب وہ جادوگر

فإذا خشيت الساحر فقل حبسني أهلي
وإذا خشيت أهلك فقل حبسني الساحر فبينما
هو كذلك إذ أتى على دابة عظيمة قد حبست
الناس فقال اليوم أعلم الساحر أفضل أم
الراهب أفضل فأخذ حجرا فقال اللهم
إن كان أمر الراهب أحب إليك من أمر الساحر
فاقتل هذه الدابة حتى يمضي الناس
فرماها فقتلها ومضى الناس فأتى الراهب
فأخبره فقال له الراهب أي بني أنت اليوم
أفضل مني قد بلغ من أمرك ما أرى وإنك
ستبتلى فإن ابتليت فلا تدل علي وكان الغلام
يبرئ الأكمه والأبرص ويداوي الناس
من سائر الأدواء فسمع جليس للملك
كان قد عمي فأتاه بهدايا كثيرة فقال
ما هاهنا لك أجمع إن أنت شفيتني فقال
إني لا أشفي أحدا إنما يشفي الله فإن أنت
آمنت بالله دعوت الله فشفاك فآمن
بالله فشفاه الله فأتى الملك فجلس إليه كما كان
يجلس فقال له الملك من رد عليك بصرك
قال ربي قال ولك رب غيري قال ربي
وربك الله فأخذه فلم يزل يعذبه حتى
دل على الغلام فجيء بالغلام فقال له
الملك أي بني قد بلغ من سحرك ما تبرئ
الأكمه والأبرص وتفعل وتفعل فقال إني
لا أشفي أحدا إنما يشفي الله فأخذه فلم
يزل يعذبه حتى دل على الراهب فجيء
بالراهب فقيل له ارجع عن دينك فأبى
فدعا بالمئشار فوضع المئشار في مفرق رأسه
فشقه حتى وقع شقاه ثم جيء بجليس الملك

کے پاس پہنچتا تو اتنا دیر کے سبب جادوگر اس کو مارتا، لڑکے
نے راہب سے اس کی شکایت کی، راہب نے اس سے کہا
جب تم کو ساحر سے خوف ہو تو کہہ دینا کہ گھر والوں نے مجھے
روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے خوف ہو تو کہہ دینا ساحر نے مجھے روک لیا
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] میں اس نے پتھر مار کر [illegible] قتل کر دیا
[illegible]
کو خبر دی، راہب نے اس سے کہا اے بیٹے آج تم
مجھ سے افضل ہو [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
کی تمام بیماریوں کا علاج کرتا تھا [illegible]
اندھا تھا اس نے یہ خبر سنی تو وہ اس کے پاس بہت سے
[illegible] کہا اگر تم نے مجھے [illegible]
[illegible]
[illegible]
ایمان لے آؤ تو میں اللہ سے دعا کروں گا، اللہ تم کو شفا دے
دے گا، وہ اللہ پر ایمان لے آیا اور اللہ نے اس کو شفا
دے دی [illegible] بادشاہ کے پاس گیا [illegible]
پاس بیٹھا، بادشاہ نے اس سے پوچھا [illegible] کس نے
لوٹائی؟ اس نے کہا میرے رب نے، بادشاہ نے کہا کیا
میرے علاوہ تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا میرا اور
تمہارا رب اللہ ہے، بادشاہ نے اس کو گرفتار کر لیا اور اس
وقت تک اس کو اذیت دیتا رہا [illegible]
[illegible]

[illegible]

فَكَفَانِيهِمُ اللهُ [illegible]

[illegible] وَجَاءَ يَمْشِي إِلَى الْمَلِكِ [illegible] مَا فَعَلَ أَصْحَابُكَ [illegible]

[illegible]

بِرَبِّ الْغُلَامِ آمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ فَأُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيلَ لَهُ أَرَأَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللَّهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ قَدْ آمَنَ النَّاسُ فَأَمَرَ بِالْأُخْدُودِ بِأَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَأَضْرَمَ النِّيرَانَ وَقَالَ مَنْ لَمْ يَرْجِعْ عَنْ دِينِهِ فَأَحْمُوهُ فِيهَا أَوْ قِيلَ لَهُ اقْتَحِمْ فَفَعَلُوا حَتَّى جَاءَتِ امْرَأَةٌ وَمَعَهَا صَبِيٌّ لَهَا فَتَقَاعَسَتْ أَنْ تَقَعَ فِيهَا فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ يَا أُمَّهْ اصْبِرِي فَإِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ.

سب غرق ہو گئے۔ اور وہ لڑکا بادشاہ کے پاس چلا آیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا تیرے ساتھ والے لوگوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا اللہ نے مجھے ان سے بچا لیا۔ پھر اس نے بادشاہ سے کہا تم اس وقت تک مجھے قتل نہیں کر سکو گے جب تک کہ میرے کہنے کے مطابق عمل نہ کرو۔ بادشاہ نے کہا وہ کیا عمل ہے؟ لڑکے نے کہا تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کرو اور مجھے ایک درخت پر سولی کے لیے لٹکاؤ پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکالو پھر تیر کو کمان کے چلہ میں رکھ کر یوں کہو اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔ پھر مجھے مارو۔ جب تم نے ایسا کر لیا تو وہ تیر مجھے ہلاک کر دے گا۔ بادشاہ نے تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور اس لڑکے کو ایک درخت کے تنے پر لٹکایا، پھر اس کے ترکش سے ایک تیر لیا پھر اس تیر کو کمان کے چلہ میں رکھا اور کہا اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔ تب وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں پیوست ہو گیا۔ اس لڑکے نے تیر کی جگہ کنپٹی پر اپنا ہاتھ رکھا اور مر گیا۔ تمام لوگوں نے کہا ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے، ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ پھر بادشاہ کو آ کر کہا گیا: کیا تم نے دیکھا جس بات سے تم ڈرتے تھے، اللہ نے وہی تمہارے ساتھ کر دی، تمام لوگ ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے گلیوں کے دہانوں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا سو وہ خندقیں کھود دی گئیں اور ان میں آگ لگائی گئی اور کہا جو اپنے دین سے نہ پھرے اس کو اس خندق میں ڈال دو یا اس سے کہا گیا کہ آگ میں داخل ہو جا، سو لوگ آگ کی خندقوں میں داخل ہو گئے حتیٰ کہ ایک عورت آئی، اس کے ساتھ ایک بچہ تھا وہ اس میں گرنے سے جھجکی، اس کے بچے نے کہا اے ماں ثابت قدم رہو تم حق پر ہو۔

اصحاب الاخدود کے واقعہ کی تشریح

علامہ ابی مالکی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: راہب نے لڑکے سے کہا جب تم کو ساحر سے خوف ہو تو کہنا مجھے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب گھر والوں سے خوف ہو تو کہنا مجھے ساحر نے روک لیا تھا، اس پر یہ سوال ہوتا ہے کہ راہب نے اس کو جھوٹ کی تلقین کی، قاضی عیاض نے کہا اس کا جواب یہ ہے کہ ضرورت کی وجہ سے جھوٹ بولنا جائز ہے خصوصاً اپنی جان کی حفاظت کے لیے اور جب کوئی شخص کسی کو دین سے روکے، اور اس موقع پر بھی جھوٹ بولنا جائز ہے۔ علامہ ابی نے کہا اس جواز کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے راہب اور اس لڑکے کا یہ واقعہ بیان کیا ہے ورنہ آپ اس قول کو مقرر نہ رکھتے اگر یہ قول غلط ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کا غلط ہونا بیان کر دیتے۔

اس حدیث میں ہے کہ جب اس لڑکے کو اذیت دی گئی تو اس نے راہب کا پتا بتا دیا۔ علامہ خطابی نے کہا اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اس لڑکے نے راہب کے قتل کی رہنمائی کیسے کی حالانکہ راہب نے اس سے یہ کہا بھی تھا کہ اگر تم کسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو پھر بھی میرا پتا نہ بتانا، اس کا جواب یہ ہے کہ وہ لڑکا اس وقت نابالغ تھا اور اس کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس راہب کو قتل کر دیا جائے گا اور راہب سے اپنا پتا نہ بتانے کا جو عہد لیا تھا لڑکے نے اس سے وعدہ نہیں کیا تھا علاوہ ازیں وہ اذیت سے اضطراراً مجبور ہو گیا تھا۔

اس حدیث میں ہے کہ لڑکے نے بادشاہ کو یہ بتایا کہ وہ اس کو کس طریقہ سے قتل کر سکتا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ اس لڑکے نے اپنے قتل پر معاونت کی اور یہ جائز نہیں ہے، قاضی عیاض نے کہا لڑکے نے یہ رہنمائی اس لیے کی تھی کہ تمام لوگوں میں اللہ پر ایمان لانے کی علامت ظاہر ہو جائے اور لوگ اس دلیل کو دیکھ کر اللہ پر ایمان لے آئیں اور ایسا ہی ہوا، علامہ خطابی نے اس کے جواب میں کہا وہ لڑکا نابالغ تھا اس نے اس وجہ سے رہنمائی کی کہ اس کو یقین تھا کہ وہ قاتل کو قتل کر دیا جائے گا۔

اس حدیث میں اس بچہ کا ذکر ہے جس نے شیر خوارگی میں کلام کیا اور یہ ان تین بچوں کے علاوہ ہے۔ قاضی عیاض نے کہا اس حدیث میں مصائب پر صبر کا بیان ہے، اور یہ کہ دین کی تبلیغ میں مصائب آتے ہیں اور آزمائش کے وقت بھی اپنے دین کا اظہار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اس حدیث میں اولیاء اللہ کی کرامات کا بیان ہے۔[۵]

قرآن مجید کی حسب ذیل آیت میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے:

قتل اصحاب الاخدود ۝ النار ذات الوقود ۝ اذ هم عليها قعود ۝ وهم على ما يفعلون بالمؤمنين شهود ۝ وما نقموا منهم الا ان يؤمنوا بالله العزيز الحميد ۝ الذي له ملك السموت والارض والله على كل شيء شهيد ۝

ملعون ہو گئے خندق والے، جو ایندھن والی آگ تھی، جب وہ اس کے کنارے بیٹھے ہوئے تھے، جو کچھ وہ مسلمانوں کے ساتھ کر رہے تھے وہ اس کا مشاہدہ کر رہے تھے، اور ان کو مسلمانوں سے صرف یہی عداوت تھی کہ وہ اللہ پر ایمان لائے جو عزت والا ہے حمد کیے ہوئے ہے، جس کی ملکیت میں آسمان اور زمین ہیں اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔

۵۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۳۰۶-۳۰۷ مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

الذين فتنوا المؤمنين والمؤمنات ثم لم يتوبوا فلهم عذاب جهنم ولهم عذاب الحريق ۝

(البروج: ۱۰-۴)

کی آسمانوں اور زمینوں پر حکومت ہے، اور اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ بے شک جن لوگوں نے ایمان دار مردوں اور عورتوں کو (آگ میں جلا کر) مصیبت میں ڈالا، پھر انہوں نے توبہ نہیں کی ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلنے کا عذاب ہے۔

۱۲٦۱ - بَابُ حَدِيثِ جَابِرٍ الطَّوِيلِ وَقِصَّةِ أَبِي الْيَسَرِ

حضرت ابوالیسر اور حضرت جابر کی طویل حدیث

۷۳۸۰ - حَدَّثَنَا هَارُونُ بْنُ مَعْرُوفٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ (وَتَقَارَبَا فِي لَفْظِ الْحَدِيثِ وَالسِّيَاقُ لِهَارُونَ) قَالَا حَدَّثَنَا حَاتِمُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ مُجَاهِدٍ أَبِي حَزْرَةَ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الْوَلِيدِ بْنِ عُبَادَةَ ابْنِ الصَّامِتِ قَالَ خَرَجْتُ أَنَا وَأَبِي نَطْلُبُ الْعِلْمَ فِي هَذَا الْحَيِّ مِنَ الْأَنْصَارِ قَبْلَ أَنْ يَهْلِكُوا فَكَانَ أَوَّلُ مَنْ لَقِينَا أَبَا الْيَسَرِ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَعَهُ غُلَامٌ لَهُ مَعَهُ ضِمَامَةٌ مِنْ صُحُفٍ وَعَلَى أَبِي الْيَسَرِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ وَعَلَى غُلَامِهِ بُرْدَةٌ وَمَعَافِرِيٌّ فَقَالَ لَهُ أَبِي يَا عَمِّ إِنِّي أَرَى فِي وَجْهِكَ سَفْعَةً مِنْ غَضَبٍ قَالَ أَجَلْ كَانَ لِي عَلَى فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ الْحَرَامِيِّ مَالٌ فَأَتَيْتُ أَهْلَهُ فَسَلَّمْتُ فَقُلْتُ ثَمَّ هُوَ قَالُوا لَا فَخَرَجَ عَلَيَّ ابْنٌ لَهُ جَفْرٌ فَقُلْتُ لَهُ أَيْنَ أَبُوكَ قَالَ سَمِعَ صَوْتَكَ فَدَخَلَ أَرِيكَةَ أُمِّي فَقُلْتُ اخْرُجْ إِلَيَّ فَقَدْ عَلِمْتُ أَيْنَ أَنْتَ فَخَرَجَ فَقُلْتُ مَا حَمَلَكَ عَلَى أَنِ اخْتَبَأْتَ مِنِّي قَالَ أَنَا وَاللَّهِ أُحَدِّثُكَ ثُمَّ لَا أَكْذِبُكَ خَشِيتُ وَاللَّهِ أَنْ أُحَدِّثَكَ فَأَكْذِبَكَ وَأَنْ أَعِدَكَ فَأُخْلِفَكَ وَكُنْتَ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ وَ

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے بیٹے بیان کرتے ہیں کہ میں اور میرے والد علم کی طلب میں انصار کے اس قبیلہ میں گئے، یہ اس قبیلہ کی ہلاکت سے پہلے کا واقعہ ہے، سب سے پہلے ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ہوئی ان کے ساتھ ان کا ایک غلام بھی تھا جس کے پاس صحائف کا ایک گٹھا تھا حضرت ابوالیسر اور ان کے غلام دونوں نے ایک دھاری دار چادر اور معافری کپڑا (یمن میں ایک جگہ کا نام ہے یہ چادر وہاں کی بنی ہوئی تھی) پہنا ہوا تھا میں نے ان سے کہا اے چچا! میں آپ کے چہرے پر غصہ کے آثار دیکھ رہا ہوں، انہوں نے کہا فلاں بن فلاں حرامی (یہ بنو حرام کی طرف نسبت ہے) کے ذمہ میرا مال تھا، میں اس کے گھر گیا، سلام کیا اور میں نے پوچھا کیا وہ ہے؟ گھر والوں نے کہا نہیں ہے پھر اچانک اس کا نوعمر بیٹا باہر نکلا، میں نے اس سے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا اس نے آپ کی آواز سنی تو وہ میری ماں کے چھپرکٹ میں گھس گیا، میں نے کہا اب نکل آؤ مجھے پتا چل گیا ہے تم کہاں ہو، وہ باہر نکل آیا، میں نے پوچھا مجھ سے چھپنے پر تم کو کس چیز نے برانگیختہ کیا تھا اس نے کہا بہ خدا میں آپ سے بیان کرتا ہوں اور میں آپ سے جھوٹ نہیں بولوں گا، بہ خدا میں اس بات سے ڈرتا تھا کہ میں آپ سے

والله معسرا قال قلت آلله قال الله قلت آلله قال
الله قلت آلله قال الله قال فأتى بصحيفته فمحاها
بيده فقال إن وجدت قضاء فاقضني وإلا
أنت في حل فأشهد بصر عيني هاتين ووضع
إصبعيه على عينيه وسمع أذني هاتين ووعاه
قلبي هذا وأشار إلى مناط قلبه رسول الله
صلى الله عليه وسلم وهو يقول من أنظر
معسرا أو وضع عنه أظله الله في ظله قال
فقلت له أنا يا عم لو أنك أخذت بردة
غلامك وأعطيته معافريك وأخذت
معافريه وأعطيته بردتك فكانت عليك
حلة وعليه حلة فمسح رأسي وقال اللهم
بارك فيه يا ابن أخي بصر عيني هاتين وسمع
أذني هاتين ووعاه قلبي هذا وأشار إلى
مناط قلبه رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو
يقول أطعموهم مما تأكلون وألبسوهم
مما تلبسون وكان أن أعطيته من متاع
الدنيا أهون علي من أن يأخذ من حسناتي
يوم القيامة ثم مضينا حتى أتينا جابر بن
عبد الله في مسجده وهو يصلي في ثوب
واحد مشتملا به فتخطيت القوم حتى جلست
بينه وبين القبلة فقلت يرحمك الله أتصلي
في ثوب واحد ورداؤك إلى جنبك قال فقال
بيده في صدري هكذا وفرق بين أصابعه
وقوسها أردت أن يدخل علي الأحمق مثلك
فيراني كيف أصنع فيصنع مثله أتانا رسول
الله صلى الله عليه وسلم في مسجدنا هذا
وفي يده عرجون ابن طاب فرأى في قبلة
المسجد نخامة فحكها بالعرجون ثم أقبل

بات کروں اور جھوٹ بولوں اور میں آپ سے وعدہ کروں
اور اس کے خلاف کروں حالانکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے صحابی ہیں اور بخدا میں ایک تنگدست آدمی ہوں،
میں نے کہا خدا کی قسم؟ اس نے کہا خدا کی قسم! میں نے خدا کی
قسم، اس نے کہا خدا کی قسم، میں نے کہا خدا کی قسم، اس نے
کہا خدا کی قسم، پھر میں نے قرض کی دستاویز منگا کر اس کو اپنے
ہاتھ سے مٹا دیا اور کہا اگر تم ادا کر سکو تو ادا کر دینا ورنہ تم
بری الذمہ ہو، حضرت ابوالیسر نے اپنی دو آنکھوں پر انگلیاں رکھ
کر کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا
اور میرے ان کانوں نے سنا اور دل کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کہا میرے
اس دل نے یاد رکھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
جس نے کسی مقروض کو مہلت دی یا اس کا قرض معاف کر
دیا، اللہ تعالیٰ اس کو اپنے سائے میں رکھے گا، میں نے
حضرت ابوالیسر سے کہا اے چچا! اگر آپ اپنے غلام
سے دھاری دار چادر لے لیتے اور اس کو معافری کپڑا دے
دیتے یا اس سے معافری لے لیتے اور اس کو دھاری دار
کپڑا دے دیتے تو آپ دونوں کے پاس ایک جیسے جوڑے
ہو جاتے (ایک طرح کی دو چادروں کو حلہ کہتے ہیں)
انہوں نے میرے سر پر ہاتھ پھیر کر کہا اے اللہ اس میں
برکت دے، اے بھتیجے! میری ان دو آنکھوں نے دیکھا اور میرے
ان دو کانوں نے سنا اور دل کی جگہ پر ہاتھ رکھ کر کہا میرے
اس دل نے یاد رکھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا: اپنے غلاموں کو وہی کھلاؤ جو خود کھاتے ہو اور
ان کو وہ کپڑا پہناؤ جو تم پہنتے ہو اور میں اس کو دنیا
کا سامان دے دوں یہ میرے لیے اس سے زیادہ آسان
ہے کہ یہ قیامت کے دن میری نیکیاں لے لے، پھر ہم
روانہ ہوئے حتی کہ ہم حضرت جابر بن عبد اللہ کی مسجد میں
پہنچے، وہ اس وقت ایک چادر لپیٹ کر نماز پڑھ رہے
تھے میں لوگوں کو پھلانگ کر ان کے اور قبلہ کے درمیان

عَلَيْنَا فَقَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَخَشَعْنَا ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ فَخَشَعْنَا ثُمَّ قَالَ أَيُّكُمْ يُحِبُّ أَنْ يُعْرِضَ اللَّهُ عَنْهُ قُلْنَا لَا أَيُّنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ فَإِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي فَإِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى قِبَلَ وَجْهِهِ فَلَا يَبْصُقَنَّ قِبَلَ وَجْهِهِ وَلَا عَنْ يَمِينِهِ وَلْيَبْصُقْ عَنْ يَسَارِهِ تَحْتَ رِجْلِهِ الْيُسْرَى فَإِنْ عَجِلَتْ بِهِ بَادِرَةٌ فَلْيَقُلْ بِثَوْبِهِ هَكَذَا ثُمَّ طَوَى ثَوْبَهُ بَعْضَهُ عَلَى بَعْضٍ فَقَالَ أَرُونِي عَبِيرًا فَقَامَ فَتًى مِنَ الْحَيِّ يَشْتَدُّ إِلَى أَهْلِهِ فَجَاءَ بِخَلُوقٍ فِي رَاحَتِهِ فَأَخَذَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَهُ عَلَى رَأْسِ الْعُرْجُونِ ثُمَّ لَطَخَ بِهِ عَلَى أَثَرِ النُّخَامَةِ فَقَالَ جَابِرٌ فَمِنْ هُنَاكَ جَعَلْتُمُ الْخَلُوقَ فِي مَسَاجِدِكُمْ سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي غَزْوَةِ بَطْنِ بُوَاطٍ وَهُوَ يَطْلُبُ الْمَجْدِيَّ بْنَ عَمْرٍو الْجُهَنِيَّ وَكَانَ النَّاضِحُ يَعْتَقِبُهُ مِنَّا الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ وَالسَّبْعَةُ فَدَارَتْ عُقْبَةُ رَجُلٍ مِنَ الْأَنْصَارِ عَلَى نَاضِحٍ لَهُ فَأَنَاخَهُ فَرَكِبَهُ ثُمَّ بَعَثَهُ فَتَلَدَّنَ عَلَيْهِ بَعْضَ التَّلَدُّنِ فَقَالَ لَهُ شَأْ لَعَنَكَ اللَّهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ هَذَا اللَّاعِنُ بَعِيرَهُ قَالَ أَنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ انْزِلْ عَنْهُ فَلَا تَصْحَبْنَا بِمَلْعُونٍ لَا تَدْعُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوا عَلَى أَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوا مِنَ اللَّهِ

بیٹھ گیا میں نے ان سے کہا اللہ آپ پر رحم فرمائے، آپ ایک کپڑے میں نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ آپ کے پہلو میں دوسری چادر رکھی ہے حضرت جابر نے اپنے ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر کمان کی شکل بنا کر میرے سینہ پر ہاتھ مارا اور فرمایا میں نے یہ اس لیے کیا ہے کہ تم جیسا احمق آدمی میرے پاس آئے گا اور مجھ کو ایک چادر پہنے ہوئے نماز پڑھتے دیکھے گا تو وہ بھی ایک کپڑے میں نماز پڑھ سکے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری اس مسجد میں تشریف لائے آپ کے دست مبارک میں ابن طاب کھجور کی ایک قسم کی ایک شاخ تھی آپ نے مسجد کے قبلہ میں رینٹھ یا بلغم کا جما ہوا نشان دیکھا، آپ نے اس شاخ سے اس رینٹھ کو کھرچ کر صاف کیا، پھر فرمایا تم میں سے کسی شخص کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرے حضرت جابر نے کہا ہم سہم گئے، آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کسی شخص کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرے حضرت جابر نے کہا ہم ڈر گئے آپ نے پھر فرمایا تم میں سے کسی شخص کو یہ پسند ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے اعراض کرے، ہم نے کہا یا رسول اللہ ہم میں سے کسی کو یہ پسند نہیں ہے آپ نے فرمایا جب تم میں سے کوئی شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھتا ہے تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے چہرے کے سامنے ہوتا ہے، لہٰذا کوئی شخص چہرے کے سامنے تھوکے نہ دائیں جانب تھوکے وہ بائیں جانب بائیں پیر کے نیچے تھوکے، (یہ حکم اس وقت کا ہے جب مٹی کا فرش ہوتا تھا اور تھوک کو مٹی کے نیچے دفن کیا جا سکتا تھا، اب جبکہ پختہ فرش ہوتے ہیں اور ان پر قالین اور دریاں ہوتی ہیں، ان پر تھوک کر ہر طرف گندگی پھیلانے کی اجازت نہیں ہے) اور اگر تھوک جلدی سے آ جائے تو کپڑے میں لے کر اس طرح کرے، آپ نے کپڑے کو لپیٹ کر اور مسل کر دکھا کر فرمایا

سَاعَةً يُسْأَلُ فِيهَا عَطَاءً فَيَسْتَجِيبُ [illegible]

[illegible]

ثُمَّ مَدَدْنَاهُ ثُمَّ نَزَعْنَاهُ [illegible]

[illegible]

جَاءَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible]

[illegible]

بِيَمِينِهِ ثُمَّ جَاءَ جَبَّارُ بْنُ صَخْرٍ فَتَوَضَّأَ ثُمَّ جَاءَ فَقَامَ عَنْ يَسَارِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخَذَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدَيْنَا جَمِيعًا فَدَفَعَنَا حَتَّى أَقَامَنَا خَلْفَهُ فَجَعَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَرْمُقُنِي وَأَنَا لَا أَشْعُرُ ثُمَّ فَطِنْتُ بِهِ فَقَالَ هَكَذَا بِيَدِهِ يَعْنِي شُدَّ وَسَطَكَ فَلَمَّا فَرَغَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا جَابِرُ قُلْتُ لَبَّيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ إِذَا كَانَ وَاسِعًا فَخَالِفْ بَيْنَ طَرَفَيْهِ وَإِذَا كَانَ ضَيِّقًا فَاشْدُدْهُ عَلَى حَقْوِكَ. سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ قُوتُ كُلِّ رَجُلٍ مِنَّا فِي كُلِّ يَوْمٍ تَمْرَةً فَكَانَ يَمَصُّهَا ثُمَّ يَصُرُّهَا فِي ثَوْبِهِ وَكُنَّا نَخْتَبِطُ بِقِسِيِّنَا وَنَأْكُلُ حَتَّى قَرِحَتْ أَشْدَاقُنَا فَأُقْسِمُ أُخْطِئَهَا رَجُلٌ مِنَّا يَوْمًا فَانْطَلَقْنَا بِهِ نَنْعَشُهُ فَشَهِدْنَا أَنَّهُ لَمْ يُعْطَهَا فَأُعْطِيَهَا فَقَامَ فَأَخَذَهَا. سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتَّى نَزَلْنَا وَادِيًا أَفْيَحَ فَذَهَبَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضِي حَاجَتَهُ فَاتَّبَعْتُهُ بِإِدَاوَةٍ مِنْ مَاءٍ فَنَظَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَرَ شَيْئًا يَسْتَتِرُ بِهِ فَإِذَا شَجَرَتَانِ بِشَاطِئِ الْوَادِي فَانْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى إِحْدَاهُمَا فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِنْ أَغْصَانِهَا

پھر ہم نے حوض میں پانی ڈالا حتیٰ کہ اس کو بھر دیا پھر سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے آپ نے فرمایا کیا تم دونوں مجھے پانی کی اجازت دیتے ہو؟ ہم نے کہا ہاں، یا رسول اللہ! آپ نے اپنی اونٹنی کو چھوڑا اور اس نے پانی پیا پھر آپ نے اس کی باگ کھینچی اور اس نے پانی پینا بند کیا، اس نے پیشاب کیا اور آپ نے اس کو الگ لے جا کر بٹھا دیا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حوض پر تشریف لائے اور آپ نے اس سے وضو کیا، پھر میں کھڑا ہوا اور جس جگہ سے آپ نے وضو کیا تھا اسی جگہ سے میں نے وضو کیا پھر حضرت جبار بن صخر قضاء حاجت کے لیے چلے گئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوئے، میرے جسم پر ایک چادر تھی، میں اس کے دونوں کنارے لپیٹنے لگا وہ میرے کندھوں تک نہیں پہنچی، اس چادر کے پھندے تھے میں نے اس کو الٹا کر کے اس کے دونوں کنارے ملا دیئے اور گرہ لگا دی اپنی گردن پر، ... اس حدیث کو بیان کرنے کی وجہ سے، پھر میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑا ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کر گھمایا حتیٰ کہ مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا پھر حضرت جبار بن صخر آئے انہوں نے وضو کیا، پھر وہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بائیں جانب کھڑے ہو گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم دونوں کے ہاتھ پکڑ کر ہم کو اپنے پیچھے کھڑا کیا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے گھورنے لگے جس کو میں نہیں سمجھ سکا پھر میں سمجھ گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کیا، یعنی اپنی کمر کس کر باندھ لو، تاکہ تمہارا ستر نہ کھلے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا اے جابر! میں نے عرض کیا لبیک یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا جب کپڑا بڑا ہو تو اس کے دونوں کناروں کو ملا

فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَالْبَعِيرِ الْمَخْشُوشِ الَّذِي يُصَانِعُ قَائِدَهُ حَتّٰى أَتَى الشَّجَرَةَ الْأُخْرٰى فَأَخَذَ بِغُصْنٍ مِّنْ أَغْصَانِهَا فَقَالَ انْقَادِي عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَانْقَادَتْ مَعَهُ كَذٰلِكَ حَتّٰى إِذَا كَانَ بِالْمَنْصَفِ مِمَّا بَيْنَهُمَا لَأَمَ بَيْنَهُمَا يَعْنِي جَمَعَهُمَا فَقَالَ الْتَئِمَا عَلَيَّ بِإِذْنِ اللّٰهِ فَالْتَأَمَتَا قَالَ جَابِرٌ فَخَرَجْتُ أُحْضِرُ مَخَافَةَ أَنْ يُحِسَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقُرْبِي فَيَبْتَعِدَ وَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ فَيَتَبَعَّدَ فَجَلَسْتُ أُحَدِّثُ نَفْسِي فَحَانَتْ مِنِّي لَفْتَةٌ فَإِذَا أَنَا بِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقْبِلًا وَإِذَا الشَّجَرَتَانِ قَدِ افْتَرَقَتَا فَقَامَتْ كُلُّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا عَلٰى سَاقٍ فَرَأَيْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ وَقْفَةً فَقَالَ بِرَأْسِهِ هٰكَذَا وَأَشَارَ أَبُو إِسْمَاعِيلَ بِرَأْسِهِ يَمِينًا وَشِمَالًا ثُمَّ أَقْبَلَ فَلَمَّا انْتَهٰى إِلَيَّ قَالَ يَا جَابِرُ هَلْ رَأَيْتَ مَقَامِي قُلْتُ نَعَمْ يَا رَسُولَ اللّٰهِ قَالَ فَانْطَلِقْ إِلَى الشَّجَرَتَيْنِ فَاقْطَعْ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا غُصْنًا فَأَقْبِلْ بِهِمَا حَتّٰى إِذَا قُمْتَ مَقَامِي فَأَرْسِلْ غُصْنًا عَنْ يَمِينِكَ وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِكَ قَالَ جَابِرٌ فَقُمْتُ فَأَخَذْتُ حَجَرًا فَكَسَرْتُهُ وَحَسَرْتُهُ فَانْذَلَقَ لِي فَأَتَيْتُ الشَّجَرَتَيْنِ فَقَطَعْتُ مِنْ كُلِّ وَاحِدَةٍ مِّنْهُمَا غُصْنًا ثُمَّ أَقْبَلْتُ أَجُرُّهُمَا حَتّٰى قُمْتُ مَقَامَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَرْسَلْتُ

اور جب کپڑا تنگ ہوتا تو اس کو لٹکا کر باندھ لیتا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، ان دنوں ہم میں سے ہر شخص کی خوراک ایک کھجور یومیہ تھی، وہ اس کھجور کو چوستا اور پھر اس کو اپنے کپڑے میں رکھ لیتا، ہم اپنی کمانوں سے درختوں کے پتے جھاڑتے تھے اور کھاتے تھے، حتی کہ ہماری باچھوں میں چھالے پڑ گئے۔ ایک آدمی کھجوریں تقسیم کرتا تھا، ایک دن اس نے غلطی سے ایک شخص کو کھجور نہیں دی، اس کا گمان تھا کہ وہ کھجور دے چکا ہے، اس میں تنازع ہوا، ہم نے شہادت دی کہ اس کو کھجور نہیں ملی، ہم ضعف کی وجہ سے اس کو اٹھا کر لائے تھے، اس کو کھجور دی گئی، اس نے کھڑے ہو کر کھجور لی۔ پھر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے حتی کہ ہم ایک کشادہ وادی میں پہنچے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قضاء حاجت کے لیے گئے، میں پانی کا برتن لے کر آپ کے پیچھے گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو آپ کو پردہ کرنے کے لیے کوئی چیز نظر نہیں آئی، وادی کے کنارے دو درخت تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان میں سے ایک درخت کے پاس گئے، آپ نے اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑی، آپ نے فرمایا: اللہ کے حکم سے میری اطاعت کر، وہ درخت اس اونٹ کی طرح آپ کا تابع ہو گیا جس کی ناک میں نکیل ہو اور وہ اپنے کھینچنے والے کے تابع ہوتا ہے، پھر آپ دوسرے درخت کے پاس گئے اور اس کی شاخوں میں سے ایک شاخ پکڑ کر فرمایا: اللہ کے اذن سے میری اطاعت کر، وہ بھی اس درخت کی طرح آپ کے تابع ہو گیا، حتی کہ جب آپ دونوں درختوں کے درمیان پہنچے تو آپ نے ان دونوں درختوں کو ملا دیا اور فرمایا تم دونوں اللہ کے اذن سے میرے اوپر جڑ جاؤ، سو وہ دونوں درخت جڑ گئے۔ حضرت جابر نے کہا: میں اس خوف سے نکلا کہ کہیں رسول اللہ

غُصْنًا عَنْ يَمِينِي وَغُصْنًا عَنْ يَسَارِي
ثُمَّ لَحِقْتُهُ فَقُلْتُ قَدْ فَعَلْتُ يَا رَسُولَ
اللَّهِ فَعَمَّ ذَاكَ قَالَ إِنِّي مَرَرْتُ بِقَبْرَيْنِ
يُعَذَّبَانِ فَأَحْبَبْتُ بِشَفَاعَتِي أَنْ يُرَفَّهَ
عَنْهُمَا مَا دَامَ الْغُصْنَانِ رَطْبَيْنِ قَالَ
فَأَتَيْنَا الْعَسْكَرَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا جَابِرُ نَادِ بِوَضُوءٍ
فَقُلْتُ أَلَا وَضُوءَ أَلَا وَضُوءَ أَلَا وَضُوءَ
قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا وَجَدْتُ
فِي الرَّكْبِ مِنْ قَطْرَةٍ وَكَانَ رَجُلٌ مِنَ
الْأَنْصَارِ يُبَرِّدُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاءَ فِي أَشْجَابٍ لَهُ عَلَى
حِمَارَةٍ مِنْ جَرِيدٍ قَالَ فَقَالَ لِيَ انْطَلِقْ
إِلَى فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ الْأَنْصَارِيِّ فَانْظُرْ
هَلْ فِي أَشْجَابِهِ مِنْ شَيْءٍ قَالَ فَانْطَلَقْتُ
إِلَيْهِ فَنَظَرْتُ فِيهَا فَلَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا
قَطْرَةً فِي عَزْلَاءِ شَجْبٍ مِنْهَا لَوْ أَنِّي
أُفْرِغُهُ لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ فَأَتَيْتُ رَسُولَ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ يَا
رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي لَمْ أَجِدْ فِيهَا إِلَّا قَطْرَةً
فِي عَزْلَاءِ شَجْبٍ مِنْهَا لَوْ أَنِّي أُفْرِغُهُ
لَشَرِبَهُ يَابِسُهُ قَالَ اذْهَبْ فَأْتِنِي بِهِ
فَأَتَيْتُهُ بِهِ فَأَخَذَهُ بِيَدِهِ فَجَعَلَ يَتَكَلَّمُ
بِشَيْءٍ لَا أَدْرِي مَا هُوَ وَيَغْمِزُهُ بِيَدَيْهِ
ثُمَّ أَعْطَانِيهِ فَقَالَ يَا جَابِرُ نَادِ بِجَفْنَةٍ
فَقُلْتُ يَا جَفْنَةَ الرَّكْبِ فَأُتِيتُ بِهَا
تُحْمَلُ فَوَضَعْتُهَا بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ
رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهِ
فِي الْجَفْنَةِ هَكَذَا فَبَسَطَهَا وَفَرَّقَ بَيْنَ

صلی اللہ علیہ وسلم مجھے قریب دیکھ کر کہیں دور چلے جائیں۔ محمد بن عباد نے فیتبعد کا لفظ کہا۔ میں بیٹھا اپنے جی سے باتیں کر رہا تھا، میں نے اچانک دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں اور ان دونوں درختوں میں سے ہر ایک درخت الگ اپنے تنے پر کھڑا ہو گیا ہے۔ میں نے دیکھا ایک لحظہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہے پھر آپ نے اپنے سر سے اس طرح اشارہ کیا، ابو اسماعیل نے اپنے سر سے دائیں بائیں اشارہ کر کے بتلایا پھر آپ میری طرف آنے لگے جب میرے پاس پہنچے تو فرمایا: اے جابر! تم نے دیکھا جہاں میں کھڑا تھا؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا: تو ان دونوں درختوں کے پاس جاؤ اور ان میں سے ہر ایک کی ایک ایک شاخ کاٹ کر لاؤ اور جب اس جگہ پہنچو جہاں میں کھڑا تھا تو ایک شاخ اپنی داہنی طرف اور ایک بائیں طرف ڈال دینا۔ حضرت جابر کہتے ہیں میں اٹھا اور ایک پتھر کو تیز کیا، پھر ان دونوں درختوں کے پاس گیا اور ہر ایک سے ایک شاخ توڑی، پھر میں ان کو گھسیٹتا ہوا اس جگہ لے آیا جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے تھے۔ میں نے ایک شاخ اپنے داہنی جانب اور دوسری بائیں جانب ڈال دی۔ پھر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے جا ملا اور کہا یا رسول اللہ! میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق کر دیا ہے لیکن اس کا سبب کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: میں دو قبروں پر سے گزرا ان دونوں کو عذاب ہو رہا تھا میں نے چاہا کہ میری شفاعت کے سبب تب تک ان کے عذاب میں تخفیف رہے جب تک یہ شاخیں تر رہیں گی۔ حضرت جابر کہتے ہیں پھر ہم لشکر میں آئے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جابر! پانی کا اعلان کرو۔ میں نے کہا سنو پانی لاؤ، سنو پانی لاؤ، سنو پانی لاؤ۔ پھر میں نے

أَصَابِعِهِ ثُمَّ وَضَعَهَا فِي قَعْرِ الْجَفْنَةِ
وَقَالَ خُذْ يَا جَابِرُ فَصُبَّ عَلَيَّ وَقُلْ
بِاسْمِ اللَّهِ فَرَأَيْتُ الْمَاءَ يَتَفَوَّرُ مِنْ
بَيْنِ أَصَابِعِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ ثُمَّ فَارَتِ الْجَفْنَةُ وَدَارَتْ
حَتَّى امْتَلَأَتْ فَقَالَ يَا جَابِرُ نَادِ مَنْ
كَانَ لَهُ حَاجَةٌ بِمَاءٍ [illegible]
فَاسْتَقَوْا حَتَّى رَوُوا [illegible] فَقُلْتُ هَلْ
بَقِيَ أَحَدٌ لَهُ حَاجَةٌ فَرَفَعَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَهُ مِنَ الْجَفْنَةِ
وَهِيَ مَلْأَى وَشَكَى النَّاسُ إِلَى رَسُولِ
اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُوعَ فَقَالَ
عَسَى اللَّهُ أَنْ يُطْعِمَكُمْ فَأَتَيْنَا سِيفَ
الْبَحْرِ فَزَخَرَ الْبَحْرُ زَخْرَةً فَأَلْقَى
دَابَّةً فَأَوْرَيْنَا عَلَى شِقِّهَا النَّارَ
فَاطَّبَخْنَا وَاشْتَوَيْنَا وَأَكَلْنَا حَتَّى
شَبِعْنَا قَالَ جَابِرٌ فَدَخَلْتُ أَنَا وَفُلَانٌ
وَفُلَانٌ حَتَّى عَدَّ خَمْسَةً فِي حِجَاجِ عَيْنِهَا
مَا يَرَانَا أَحَدٌ حَتَّى خَرَجْنَا فَأَخَذْنَا
ضِلَعًا مِنْ أَضْلَاعِهِ فَقَوَّسْنَاهُ ثُمَّ
دَعَوْنَا بِأَعْظَمِ رَجُلٍ فِي الرَّكْبِ وَأَعْظَمِ
جَمَلٍ فِي الرَّكْبِ وَأَعْظَمِ كِفْلٍ فِي الرَّكْبِ
فَدَخَلَ تَحْتَهُ مَا يُطَأْطِئُ رَأْسَهُ

[illegible]

پانی کی ضرورت ہو۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی، آپ نے فرمایا عنقریب اللہ تعالیٰ تم کو کھلائے گا، پھر ہم سمندر کے کنارے پہنچے سمندر سے ایک موج آئی اور اس نے ایک سمندری جانور باہر پھینک دیا، ہم نے سمندر کے کنارے آگ جلائی اور جانور کو بھون کر پکایا اور اس کو کھایا حتیٰ کہ ہم سیر ہو گئے، حضرت جابر نے کہا میں اور فلاں اور فلاں پانچ آدمی گنے ہم کو اس کی آنکھ کے گوشے میں گھس جاتے تھے اور ہم کو کوئی نہیں دیکھتا تھا حتیٰ کہ ہم باہر نکل آئے۔ ہم نے اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لے کر اس کو کمان کی صورت میں کھڑا کر دیا پھر ہم نے قافلہ میں سے سب سے بڑے آدمی کو بلایا وہ قافلہ میں سے سب سے بڑے اونٹ کو اور جو قافلہ میں سب سے بڑا پالان تھا اس اونٹ پر رکھ کر اس اونٹ پر بیٹھا اور سر جھکائے بغیر اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا۔

حضرت جابر کی حدیث کی تشریح

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"فلاں بن قیس انصاری کے ذمہ میرا مال تھا" ... (اس) کی طرف نسبت کر کے حرامی کہا ہے بعض روایات میں جرامی ہے۔

حضرت جابر ایک کپڑے کو اپنے جسم پر لپیٹ کر نماز پڑھ رہے تھے۔

اس میں یہ دلیل ہے کہ زیادہ کپڑوں کے باوجود ایک کپڑے میں نماز پڑھنا جائز ہے بلکہ افضل یہ ہے کہ جب اس کے پاس وسعت ہو تو زیادہ کپڑے پہنے حضرت جابر نے بیان جواز کے لیے اس طرح کیا تھا۔

حضرت جابر نے ابن عبادہ کی ملامت سے کہا میں نے ایک کپڑے میں نماز اس لیے پڑھی ہے کہ تم ایسے احمق کو بھی معلوم ہو جائے کہ ایک کپڑے میں نماز ہو جاتی ہے۔

یہاں احمق سے مراد جاہل ہے اور حقیقت میں احمق اس شخص کو کہتے ہیں جس کو کسی کام کے مضر ہونے کا علم ہو اس کے باوجود وہ شخص اس کام کو کرے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شاگرد کو تنبیہ، تادیب اور تعزیر کے سبب اس قسم کے الفاظ کہنا جائز ہیں کیونکہ احمق اور ظالم ایسے الفاظ ہیں کہ بہت کم لوگ ان کے ساتھ متصف ہونے سے بچے ہوئے اور جو شخص تادیب، توبیخ اور سخت بات کہے جانے کا مستحق ہو اس کے لیے متقی اور پرہیز گار لوگ اس قسم کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جابر اور جبار سے فرمایا کیا تم دونوں مجھے پانی پینے کی اجازت دیتے ہو؟

اس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر قسم کے مرتبہ پر اجازت طلب کرنے [illegible] شرعیہ تقوی اور احتیاط پر [illegible]
[illegible] ہے، ہر چند کہ وہ دونوں آپ کے بال بیٹھنے پر راضی تھے [illegible] انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے
پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے برتن سے پانی لے کر وضو کیا

اس حدیث میں یہ دلیل ہے کہ جس پانی سے [illegible]
حضرت جابر نے کہا [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے میں آکر آپ کی بائیں جانب کھڑا ہوگیا [illegible]
ہاتھ پکڑ کر مجھے گھمایا اور مجھے دائیں جانب کھڑا کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ نماز میں عمل قلیل کرنا جائز ہے اور یہ ضرورت کے وقت مکروہ نہیں ہے [illegible]
ہے اور یہ کہ اگر مقتدی صرف ایک ہو تو امام کی دائیں جانب کھڑا ہو اور اگر وہ بائیں جانب کھڑا ہو تو [illegible]
[illegible] اور اگر دو مقتدی ہوں تو وہ امام کے پیچھے صف بنائیں۔ ؎

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر درخت کے آنے کا ذکر ہے اور [illegible]
اس میں یہ ذکر ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس جگہ دو قبریں ہیں ان قبر والوں کو عذاب ہو رہا ہے [illegible]
[illegible] ہوتا ہے [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] درخت ڈالی [illegible]
[illegible]
آپ نے فرمایا ان کی قبروں پر درخت کی شاخیں رکھ دو [illegible]
[illegible] معلوم ہوا کہ آپ [illegible]
[illegible]

آپ نے فرمایا جب تک [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے [illegible]
[illegible]
[illegible]

باب فی حدیث الھجرۃ ویقال لہ حدیث الرحل بالحاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت

۷۳۸ - حدثنی سلمۃ بن شبیب حدثنا الحسن بن اعین حدثنا زھیر حدثنا ابو [illegible]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے والد کے پاس آئے

؎ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ [illegible]

إسحاق قال سمعت البراء بن عازب يقول
جاء أبو بكر الصديق إلى أبي في منزله
فاشترى منه رحلا فقال لعازب ابعث
معي ابنك يحمله معي إلى منزلي فقال
لي أبي احمله فحملته وخرج أبي معه
ينتقد ثمنه فقال له أبي يا أبا بكر
حدثني كيف صنعتما ليلة سريت مع
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال نعم
أسرينا ليلتنا كلها حتى قام قائم الظهيرة
وخلا الطريق فلا يمر فيه
أحد حتى رفعت لنا صخرة طويلة لها
ظل لم تأت عليه الشمس بعد فنزلنا
عندها فأتيت الصخرة فسويت بيدي
مكانا ينام فيه النبي صلى الله عليه وسلم
في ظلها ثم بسطت عليه فروة
ثم قلت نم يا رسول الله وأنا أنفض لك
ما حولك فنام وخرجت أنفض ما حوله
فإذا أنا براعي غنم مقبل بغنمه إلى الصخرة
يريد منها الذي أردنا فلقيته فقلت لمن
أنت يا غلام فقال لرجل من أهل المدينة
قلت أفي غنمك لبن قال نعم قلت أفتحلب
لي قال نعم فأخذ شاة فقلت له انفض
الضرع من الشعر والتراب والقذى قال
فرأيت البراء يضرب بيده على الأخرى
ينفض فحلب لي في قعب معه كثبة من
لبن قال ومعي إداوة أرتوي فيها للنبي
صلى الله عليه وسلم ليشرب منها ويتوضأ
قال فأتيت النبي صلى الله عليه وسلم
وكرهت أن أوقظه من نومه فوافقته

کے گھر گئے اور ان سے ایک کجاوہ خریدا اور عازب سے کہا اپنے بیٹے کو میرے ساتھ بھیج دو وہ اس کجاوہ کو اٹھا کر میرے گھر تک پہنچا دے، میرے والد نے مجھ سے کہا اس کو اٹھاؤ، میں نے اس کو اٹھا لیا، اور میرے والد حضرت ابو بکر کے ساتھ قیمت لینے کے لیے نکلے، میرے والد نے ان سے کہا: اے ابو بکر جس رات آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کو گئے تھے، اس کے متعلق مجھے بتائیے کہ آپ دونوں نے کیا کیا تھا؟ حضرت ابو بکر نے کہا: ہاں، ہم دونوں ساری رات چلتے رہے حتیٰ کہ دن ہو گیا اور ٹھیک دوپہر کا وقت ہو گیا اور راستہ خالی تھا حتیٰ کہ ہمیں سامنے ایک لمبا پتھر دکھائی دیا جس کا سایہ پڑ رہا تھا، ابھی تک وہاں دھوپ نہیں آئی تھی، ہم اس پتھر کے پاس آ گئے اور میں نے اپنے ہاتھ سے ہموار کیا تاکہ اس کے سائے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آرام کر سکیں، پھر میں نے اس پر پوستین بچھائی، پھر میں نے کہا یا رسول اللہ آپ اس پر آرام فرمائیں اور میں آپ کے ارد گرد کا جائزہ لیتا ہوں، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سو گئے، میں آپ کے ارد گرد دیکھ بھال کرتا رہا، میں نے ایک بکریوں کا چرواہا دیکھا جو اپنی بکریاں چراتا ہوا اس پتھر کی طرف آ رہا تھا وہ بھی اس پتھر سے وہی چاہتا تھا جس کام سے ہم آئے تھے، میں نے کہا اے لڑکے تم کس کے غلام ہو؟ اس نے کہا مدینہ کے ایک شخص کا، میں نے پوچھا کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے؟ اس نے کہا ہاں، میں نے کہا کیا تم میرے لیے دودھ دوہو گے؟ اس نے کہا ہاں، اس نے ایک بکری پکڑی میں نے اس سے کہا تھن کو مٹی اور تنکوں سے صاف کر دو، ابو اسحاق نے کہا میں نے حضرت براء کو دیکھا وہ ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مار کر دکھا رہے تھے، اس غلام نے اپنے ایک لکڑی کے پیالہ میں میرے لیے تھوڑا دودھ ... حضرت ابو بکر نے کہا میرے پاس ایک چھوٹا سا مشکیزہ تھا جس میں، میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے پانی ...

اسْتَيْقَظَ فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ مِنَ الْمَاءِ حَتَّى بَرَدَ أَسْفَلُهُ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ اشْرَبْ مِنْ هَذَا اللَّبَنِ قَالَ فَشَرِبَ حَتَّى رَضِيتُ ثُمَّ قَالَ أَلَمْ يَأْنِ لِلرَّحِيلِ قُلْتُ بَلَى قَالَ فَارْتَحَلْنَا بَعْدَ مَا زَالَتِ الشَّمْسُ وَاتَّبَعَنَا سُرَاقَةُ بْنُ مَالِكٍ قَالَ وَنَحْنُ فِي جَلَدٍ مِنَ الْأَرْضِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أُتِينَا فَقَالَ لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا فَدَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْتَطَمَتْ فَرَسُهُ إِلَى بَطْنِهَا أُرَى فَقَالَ إِنِّي قَدْ عَلِمْتُ أَنَّكُمَا قَدْ دَعَوْتُمَا عَلَيَّ فَادْعُوَا لِي فَاللَّهُ لَكُمَا أَنْ أَرُدَّ عَنْكُمَا الطَّلَبَ فَدَعَا اللَّهَ فَنَجَى فَرَجَعَ لَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا قَالَ قَدْ كَفَيْتُكُمْ مَا هَا هُنَا فَلَا يَلْقَى أَحَدًا إِلَّا رَدَّهُ قَالَ وَوَفَى لَنَا.

ٹھنڈک کے لیے پانی رکھا تھا کچھ [illegible] جاگ گیا اور میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جگانا پسند نہیں کیا اتفاق سے آپ خود بیدار ہوگئے پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا حتی کہ وہ ٹھنڈا ہوگیا میں نے کہا یا رسول اللہ یہ دودھ پی لیجئے آپ نے دودھ پیا حتی کہ میں راضی ہوگیا پھر آپ نے فرمایا کیا روانگی کا وقت نہیں آیا؟ میں نے کہا کیوں نہیں [illegible] ہم روانہ ہوگئے سراقہ بن مالک نے ہمارا پیچھا کیا ہم سخت زمین پر تھے میں نے کہا یا رسول اللہ ہم تک پہنچنے والا ہے آپ نے فرمایا غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے، پھر آپ نے سراقہ بن مالک کے لیے بددعا کی، پھر اچانک اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا، اس نے کہا مجھے یقین ہے تم دونوں نے میرے خلاف دعا کی ہے، اب تم میرے حق میں دعا کرو، میں تمہیں قسم کھاتا ہوں کہ جو بھی تم کو ڈھونڈنے آئے گا میں اس کو واپس کر دوں گا، آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور وہ نجات پا گیا، پھر وہ جو بھی ملتا اس سے کہتا میں تمہاری طرف سے کافی ہوں وہ یہاں نہیں ہیں، وہ جو شخص بھی اس سے ملتا وہ اس کو واپس کر دیتا، اور اس نے ہم سے کیا ہوا وعدہ پورا کر دیا۔

۳۸۲ - وَحَدَّثَنِيهِ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ عُمَرَ ح وَحَدَّثَنَاهُ إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ كِلَاهُمَا عَنْ إِسْرَائِيلَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ اشْتَرَى أَبُو بَكْرٍ مِنْ أَبِي رَحْلًا بِثَلَاثَةَ عَشَرَ دِرْهَمًا وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ زُهَيْرٍ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ وَقَالَ فِي حَدِيثِهِ مِنْ رِوَايَةِ عُثْمَانَ بْنِ عُمَرَ فَلَمَّا دَنَا دَعَا عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَاخَ فَرَسُهُ فِي الْأَرْضِ إِلَى بَطْنِهِ وَ

حضرت براء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے میرے والد سے تیرہ درہم میں ایک کجاوہ خریدا، عثمان بن عمر کی روایت میں ہے کہ جب سراقہ قریب ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے خلاف دعا کی، پھر اس کا گھوڑا پیٹ تک زمین میں دھنس گیا اور وہ گھوڑے سے کود گیا اور اس نے کہا اے محمد! مجھے یقین ہے کہ یہ تمہارا کام ہے آپ اللہ سے دعا کریں وہ مجھے اس سے نجات دے دے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ جو بھی میرے بعد آپ کی تلاش میں آئے گا میں اس کو

وَرَدَّ عَنْهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قَدْ عَلِمْتُ أَنَّ هٰذَا عَمَلُكَ فَادْعُ اللّٰهَ أَنْ يُخَلِّصَنِي مِمَّا أَنَا فِيهِ وَلَكَ عَلَيَّ لَأُعَمِّيَنَّ عَلَى مَنْ وَرَائِي وَهٰذِهِ كِنَانَتِي فَخُذْ سَهْمًا مِنْهَا فَإِنَّكَ سَتَمُرُّ عَلَى إِبِلِي وَغِلْمَانِي بِمَكَانِ كَذَا وَكَذَا فَخُذْ مِنْهَا حَاجَتَكَ قَالَ لَا حَاجَةَ لِي فِي إِبِلِكَ فَقَدِمْنَا الْمَدِينَةَ لَيْلًا فَتَنَازَعُوا أَيُّهُمْ يَنْزِلُ عَلَيْهِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَنْزِلُ عَلَى بَنِي النَّجَّارِ أَخْوَالِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ أُكْرِمُهُمْ بِذٰلِكَ فَصَعِدَ الرِّجَالُ وَالنِّسَاءُ فَوْقَ الْبُيُوتِ وَتَفَرَّقَ الْغِلْمَانُ وَالْخَدَمُ فِي الطُّرُقِ يُنَادُونَ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ يَا مُحَمَّدُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ۔

اس سے مخفی رکھوں گا، یہ میرا ترکش ہے اس میں سے آپ ایک تیر لے لیں، کیونکہ عنقریب فلاں فلاں مقام پر آپ کا میرے اونٹوں اور غلاموں سے گذر ہوگا، آپ ان میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیں، آپ نے فرمایا: مجھے تمہارے اونٹوں کی ضرورت نہیں ہے، پھر ہم رات کے وقت مدینہ پہنچے، لوگ اس بارے میں جھگڑنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس کے پاس ٹھہریں گے، آپ نے فرمایا: میں بنو نجار کے پاس ٹھہروں گا جو عبد المطلب کے ماموں ہیں، اور میں اپنے قیام سے ان کی عزت افزائی کروں گا، پھر تمام مرد اور عورتیں اپنے اپنے مکانوں پر چڑھ گئے اور لڑکے اور غلام راستوں میں منتشر ہو گئے وہ یہ ندا کر رہے تھے: یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے شخص کی بکریوں کا دودھ پلانے کی توجیہ

اس حدیث میں ہے: میں نے اس سے پوچھا: تم کس کے غلام ہو؟ اس نے مدینہ کے ایک شخص کا نام لیا:

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث میں مدینہ کا لغوی معنی مراد ہے یعنی اس نے مکہ کے ایک شخص کا نام لیا کیونکہ اس وقت مدینہ منورہ کا نام یثرب تھا۔

اس حدیث میں ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس چرواہے سے کہا: کیا تم بکری سے دودھ دوہ کر ہمیں دو گے؟ اس نے کہا: ہاں، پھر حضرت ابوبکر نے اس سے دودھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کر دیا۔

علامہ نووی لکھتے ہیں: اس حدیث پر یہ سوال ہوتا ہے کہ وہ چرواہا ان بکریوں کا مالک نہیں تھا، پھر حضرت ابوبکر نے اس سے دودھ لے کر کیسے پیا؟ اس سوال کے چند جوابات ہیں:

(۱) عرب میں رواج تھا کہ بکریوں کے مالک چرواہوں کو یہ اجازت دیتے تھے کہ وہ کسی مہمان یا مسافر کو بکریوں کا دودھ پلا دیں۔

(۲) جس شخص کی وہ بکریاں تھیں وہ حضرت ابوبکر کا دوست تھا، اس لیے انہوں نے پہلے یہ معلوم کیا تھا کہ یہ کس کی بکریاں ہیں۔

(۳) یا وہ حالت اضطرار میں تھے، لیکن پہلے دو جواب زیادہ عمدہ ہیں۔ [۱]

حضرت سراقہ کو سونے کے کنگن پہننے کی نوید

اس حدیث میں ہے کہ سراقہ بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیچھا کیا:

۱۔ علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۱۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

امام ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں لکھا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے لیے چلے گئے تو قریش نے آپ کو واپس لانے کے لیے سو اونٹ انعام رکھے، سراقہ نے کہا میں اپنے لوگوں کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا، اچانک ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں نے ابھی تین آدمیوں کو گزرتے ہوئے دیکھا ہے، میرا گمان یہی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب ہیں، سراقہ نے کہا میں نے اس کو چپ رہنے کا اشارہ کیا اور بات بناتے ہوئے کہا وہ تو بنو فلاں ہیں جو اپنا گم شدہ اونٹ ڈھونڈ رہے ہیں، پھر میں گھر گیا اور اپنا گھوڑا نکالا، روانگی سے پہلے تیروں سے فال نکالی تو میرے خلاف نکلی، لیکن میں چلا گیا، میں یہ امید رکھتا تھا کہ میں ان کو پکڑ کر لے آؤں گا اور سو اونٹوں کا انعام حاصل کر لوں گا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے برحق ہونے پر حضرت سراقہ میں ایک درخشانی ظاہر کی، اسی زندگی میں اللہ تعالیٰ نے ایک غیب پر مطلع کیا جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد آپ کی نبوت کا صدق عام ہو گیا، کیونکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا: اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی جب تم کسریٰ کے کنگن، اس کا منطقہ (کمربند) اور اس کا تاج پہنو گے، اور جب ایران کی فتح کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کسریٰ کے کنگن، منطقہ اور تاج آئے تو حضرت عمر نے سراقہ کو بلا کر وہ کنگن پہنا دیے اور فرمایا یہ کہو کہ اللہ اکبر، تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے کسریٰ سے ان کنگنوں کو چھین لیا جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا اور بنو مدلج کے ایک اعرابی کو پہنا دیے، وہ کنگن پہنا دیے۔ [5]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں ٹھہرانے کی تفصیل

اس حدیث میں ہے سب لوگ مدینہ میں آپ کو ٹھہرانے کے لیے آپس میں جھگڑنے لگے

سیرت کی کتابوں میں اہل مدینہ کے جھگڑنے کا ذکر نہیں ہے، ان میں یہ ذکر ہے کہ جب انصار نے یہ سنا کہ آپ مکہ سے روانہ ہو چکے ہیں تو وہ روزانہ صبح سے شام تک آپ کا انتظار کرتے تھے، اسی طرح کئی دن گزر گئے جس دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو وہ اپنے گھروں کو جا چکے تھے، سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا وہ انصار کو آپ کا انتظار کرتے ہوئے دیکھتا رہتا تھا، اس نے با آواز بلند کہا اے بنو قیلہ جن کا تمہیں انتظار تھا وہ آ گئے۔ لوگوں نے آپ کو کھجور کے سائے میں بیٹھے دیکھا آپ کے ساتھ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے تھے، اکثر لوگوں نے آپ کو نہیں دیکھا تھا وہ حضرت ابوبکر کو سلام کرنے لگے تب حضرت ابوبکر اٹھے اور چادر تان کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سایہ کیا، اس وقت لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں بنو عمرو بن عوف کے پاس ٹھہرے، آپ نے پیر، منگل، بدھ اور جمعرات تک وہاں قیام فرمایا، پھر آپ سالم بن عوف کے محلہ میں تشریف لے گئے اور جمعہ وہاں پڑھا، پھر بنو سالم میں سے حضرت عتبان بن مالک اور حضرت عباس بن عبادہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کچھ روز ہمارے پاس ٹھہریے، آپ نے فرمایا اس اونٹنی کو جانے دو یہ اللہ کی طرف سے مامور ہے جہاں یہ ٹھہرے گی میں وہیں قیام کروں گا، جب اونٹنی بنو

۵۔ علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۳۱۹۔۳۱۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

کے ہاں پہنچی تو انھوں نے ٹھہرانے کی درخواست کی آپ نے ان کو بھی یہی جواب دیا پھر بنو ساعدہ سے گذر ہوا۔ انھوں نے بھی ٹھہرنے کی درخواست کی ان کو بھی آپ نے یہ جواب دیا، پھر بنو الحارث بن الخزرج پھر عدی بن النجار کے پاس سے گذر ہوا ان کو بھی یہی جواب ملا، جب اونٹنی بنو مالک بن النجار کے ہاں پہنچی تو وہاں بیٹھ گئی (یہ آپ کے ماموں تھے) حتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اونٹنی سے نہیں اترے تھے کہ وہ اٹھ کر پھر چلنے لگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مہار چھوڑی ہوئی تھی اور آپ اس کو کسی طرف نہیں موڑتے تھے، حتی کہ وہ پہلی جگہ پر لوٹ آئی تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس سے اترے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس کے کجاوے کو اٹھایا اور اپنے گھر میں رکھ لیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے گھر قیام فرمایا، حتی کہ مسجد بن گئی پھر آپ مسجد کے حجروں میں منتقل ہو گئے۔ اس حدیث میں قبائل کے تنازع کا ذکر ہے ہو سکتا ہے اس سے مراد ہو کہ سب آپ کو اپنے گھر ٹھہرنے کی دعوت دیتے تھے۔ [1]

اس حدیث میں ہے مدینہ کے مرد اور عورتیں گھروں کے اوپر چڑھے ہوئے تھے یا محمد یا رسول اللہ۔

قاضی عیاض نے کہا کہ انصار کے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت رکھی تھی اس وجہ سے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت عزت اور نصرت کی۔

یا محمد کے ساتھ خطاب اور ندا میں بحث و نظر

اس حدیث میں یا محمد اور یا رسول اللہ کا نعرہ لگانے کا ذکر ہے کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اہل مدینہ یا محمد یا رسول اللہ کا نعرہ لگا رہے تھے۔

بعض علماء نے قرآن مجید کی اس آیت کی بنا پر یا محمد کہنے سے منع فرمایا ہے۔

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا (النور: ۶۳) اپنے درمیان رسول کے پکارنے کو ایسا نہ بنا لو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو

امام احمد رضا رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

جہاں تک ہو، اللہ سبحانہ نے فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کا نام پاک لے کر خطاب حرام ٹھہرایا قال اللہ تعالیٰ لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ رسول کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ کہ اے زید اے عمرو بلکہ یوں عرض کرو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا سید المرسلین یا خاتم النبیین یا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلی آلہ اجمعین۔

ابو نعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں راوی قال کانوا یقولون یا محمد یا ابا القاسم فنہاہم اللہ عن ذلک اعظاما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ یعنی پہلے حضور کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کو اس سے نہی فرمائی جب سے صحابہ کرام یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہا کرتے۔ بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابو نعیم امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ میں راوی لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول اللہ یا نبی اللہ یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ یا رسول اللہ

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۳۲۰-۳۱۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لہٰذا اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، ولہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے۔ اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک ومولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ بلائے غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین مراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائی جیسے دعائے یا محمد انی توجہت بک الی ربی تاہم اس جگہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہنا چاہیے حالانکہ الفاظ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی، کما یدل علیہ حدیث نبیک الذی ارسلت ورسولک الذی ارسلت۔ یہ مسئلہ مہمہ جس سے اکثر اہل زمانہ غافل ہیں نہایت واجب الحفظ ہے۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ لہ نے اس کی تفصیل اپنے مجموعہ فتاویٰ مسمیٰ بہ العطایا النبویہ فی الفتاویٰ الرضویہ میں ذکر کی، وباللہ التوفیق۔ [1]

امام احمد رضا رحمہ اللہ کی اس عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ یا محمد کہنا حرام ہے، حتیٰ کہ جامع ترمذی اور دیگر کتب احادیث کی جس حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود دعا میں یا محمد انی توجہت بک الی ربی کی تعلیم دی ہے، اس میں بھی ایسے صلی اللہ علیہ وسلم، جو آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہونا ہے اس کی تعلیم امام مقتدیں فرماتے ہیں کہ یہاں بھی یا محمد کے بجائے یا رسول اللہ کہا جائے حالانکہ دعا کے الفاظ میں رد و بدل نہیں کیا جاتا۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن البراء بن عازب قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا اتیت مضجعک فتوضا وضوءک للصلوۃ ثم اضطجع علی شقک الایمن ثم قل اللھم اسلمت وجھی الیک وفوضت امری الیک والجات ظھری الیک رغبۃ ورھبۃ الیک لا ملجا ولا منجا منک الا الیک اللھم امنت بکتابک الذی انزلت ونبیک الذی ارسلت فان مت من لیلتک فانت علی الفطرۃ واجعلھن اخر ما تتکلم بہ قال فرددتھا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فلما بلغت اللھم امنت بکتابک الذی انزلت ورسولک قال لا ونبیک الذی ارسلت۔ [2]

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو جس طرح نماز کے لیے وضو کرتے ہو اس طرح وضو کرو، پھر دائیں کروٹ لیٹ جاؤ، پھر یہ دعا کرو: اے اللہ! میں نے اپنا چہرہ تیرے سپرد کیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کیا اور اپنی پشت تیری پناہ میں دی تیری طرف رغبت کرتے ہوئے اور تجھ سے ڈرتے ہوئے، تجھ سے نجات اور پناہ صرف تیری ہی طرف ہے، اے اللہ! میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو تو نے نازل کی اور تیرے اس نبی پر ایمان لایا جس کو تو نے بھیجا، اگر تم اس رات کو فوت ہوگئے تو تم دین فطرت پر ہوگے، اور ان کلمات کو اپنا آخری کلام بنا لو، حضرت براء کہتے ہیں میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یہ کلمات دہرائے اور جب اللھم امنت بکتابک الذی انزلت پر پہنچا تو نبیک کی جگہ رسولک پڑھا، آپ

---

[1] امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، تجلی الیقین ص ۲۰۔۲۷، مطبوعہ حامد اینڈ کمپنی لاہور

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

نے فرمایا نہیں وہی پڑھو جو میں نے کہا تھا ونبیك الذی ارسلت ۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا میں جو کلمات تعلیم فرمائے ہوں ان میں تغیر و تبدل جائز نہیں ہے، اور امام احمد رضا نے یہ لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ دعا میں یا محمد کہنے کی تعلیم دی ہے، لیکن یا محمد کی بجائے یا رسول اللہ کہنا چاہیے!!

ہمارے نزدیک وہی صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور صحیح مسلم کی زیر بحث حدیث میں صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے یا محمد کہنے کا ذکر ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہو، صحابہ کرام کا عمل ہو، اس سے بڑھ کر جواز کی اور کیا دلیل ہوگی۔ باقی رہا یہ شبہ کہ قرآن مجید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کا نام لے کر بلانے سے منع فرمایا ہے سو یہ بات اس پر موقوف ہے کہ دعاء الرسول میں اضافت الی المفعول ہو اور دعا کا معنی پکارنا کیا جائے معنی یہ کہ رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، اور اگر دعاء الرسول میں اضافت الی الفاعل ہو اور دعا کا معنی بلانا ہو اور یہ معنی ہو کہ رسول اللہ کے بلانے کو اس طرح نہ قرار دو جس طرح تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر جانا فرض ہے اور تمہارے بلانے پر جانا فرض نہیں ہے، یا اضافت الی الفاعل ہو اور دعا کا معنی اللہ سے دعا کرنا ہو یعنی اپنے خلاف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کو اپنی دعا کی طرح نہ قرار دو کیونکہ آپ کی دعا کا قبول ہونا حتمی اور یقینی ہے اور تمہاری دعا کا قبول ہونا حتمی اور یقینی نہیں ہے، موخر الذکر دونوں صورتوں میں اس آیت سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے نام سے پکارنے کی ممانعت نہیں ہوگی، اور مفسرین کرام نے اس آیت میں یہ تینوں احتمال بیان کیے ہیں اور لکھا ہے کہ زیادہ ظاہر یہی ہے کہ یہ اضافت الی الفاعل ہے یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو اپنی طرح قرار نہ دو، کیونکہ اس سے پہلے قرآن مجید کی آیت میں یہ بتایا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر مسلمان آپ کے پاس سے نہ جائیں اس کے بعد آپ کے حکم کی مخالفت کرنے سے ڈریں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتی یستاذنوہ ط ان الذین یستاذنونك اولٰئك الذین یؤمنون باللہ ورسولہ ج فاذا استاذنوك لبعض شانھم فاذن لمن شئت منھم واستغفر لھم اللہ ط ان اللہ غفور رحیم ۵ لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا ط قد

مومن وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے اور جب وہ رسول کے ساتھ مل کر کسی کام پر (حاضر) ہوں تو آپ سے اجازت حاصل کیے بغیر نہ جائیں (اے حبیب!) جو لوگ آپ سے اجازت حاصل کرتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، پھر اگر وہ آپ سے اپنے کسی کام کی اجازت طلب کریں تو آپ ان میں سے جس کو چاہیں اجازت دیں اور ان کے لیے اللہ سے مغفرت چاہیں، بے شک اللہ بہت بخشنے والا

يعلم الله الذين يتسللون منكم لواذا ج فليحذر الذين يخالفون عن امره ان تصيبهم فتنة او يصيبهم عذاب اليم ○

(نور: ۶۳-۶۲)

بے حد رحم فرمانے والا ہے۔ اپنے درمیان رسول کے بلانے کو ایسا نہ بناؤ جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، بے شک اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو تم میں سے آڑ لے کر چپکے سے نکل جاتے ہیں، تو جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس سے ڈریں کہ انہیں کوئی آفت پہنچے یا ان کو دردناک عذاب پہنچ جائے۔

اس آیت کا سیاق و سباق اس بات کو ظاہر کر رہا ہے کہ دعاء رسول میں اضافت فاعل کی طرف ہے اور قرآن مجید کی نظم اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے جب دو معنی کیا جائے جو ہم نے بیان کیا ہے اب ہم اپنے موقف کو مفسرین کرام کی عبارات کی روشنی میں واضح کرتے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں:

اما قوله تعالى لا تجعلوا دعاء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضا ففيه وجوه (احدها) وهو اختيار المبرد والقفال لا تجعلوا امره اياكم ودعاءه لكم كما يكون من بعضكم لبعض اذ كان امره فرضا لازما والذي يدل على هذا قوله عقيب هذا فليحذر الذين يخالفون عن امره (وثانيها) لا تنادوه كما ينادي بعضكم بعضا يا محمد يا ابا القاسم ولكن قولوا يا رسول الله يا نبي الله عن سعيد بن جبير (وثالثها) لا ترفعوا اصواتكم في دعائه وهو المراد من قوله ان الذين يغضون اصواتهم عند رسول الله عن ابن عباس. (ورابعها) احذروا دعاء الرسول عليكم اذا اسخطتموه فان دعاءه موجب ليس كدعاء غيره والوجه الاول اقرب الى نظم الآية۔[1]

آیت کریمہ لا تجعلوا دعاء الرسول الآیۃ کی تفسیر میں چار اقوال ہیں:

(۱) مبرد اور قفال کا مختار یہ ہے کہ جب رسول تم کو حکم دیں اور بلائیں تو اس کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہ قرار دو، کیونکہ آپ کے حکم پر عمل کرنا فرض لازم ہے، اس معنی پر دلیل یہ ہے کہ اس آیت کے فوراً بعد ہے جو لوگ رسول کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں وہ اس سے ڈریں کہ ان کو آفت یا عذاب پہنچے۔

(۲) سعید بن جبیر سے یہ تفسیر منقول ہے کہ رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو پکارتے ہو، یا محمد یا ابا القاسم نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔

(۳) حضرت ابن عباس سے منقول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو بلند آواز سے نہ بلاؤ جیسے ایک دوسرے کو بلاتے ہو، کیونکہ قرآن مجید میں آپ کے سامنے آواز کو پست رکھنے کا حکم ہے۔

(۴) جب تم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کرو تو آپ کے خلاف

[1] امام فخر الدین محمد بن عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۶ ص ۳۱۰، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

آپ کی دعا سے ڈرو کیونکہ آپ کی دعا عام لوگوں کی طرح نہیں ہے، وہ قبولیت کو واجب کرتی ہے۔
پہلی تفسیر قرآن مجید کی نظم کے زیادہ قریب ہے۔

علامہ آلوسی لا تجعلوا دعاء الرسول کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ای لا تقیسوا دعاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایاکم علی دعاء بعضکم بعضا فی حال من الاحوال وامر من الامور التی من جملتھا المساھلۃ فیہ والرجوع عن مجلسہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بغیر استئذان فان ذلک من المحرمات، والی نحو ھذا ذھب ابو مسلم واختارہ المبرد والقفال۔

یعنی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو کسی وقت اور کسی حال میں بھی اپنے بلانے پر قیاس نہ کرو اور سستی سے آؤ، یا بلا اجازت آپ کی مجلس سے چلے جاؤ، کیونکہ یہ حرام ہے، ابو مسلم، مبرد اور قفال نے اسی تفسیر کو اختیار کیا ہے۔

وقیل المعنی لا تحسبوا دعاءہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم علیکم کدعاء بعضکم علی بعض فتعرضوا لسخطہ ودعائہ علیکم علیہ الصلوٰۃ والسلام بمخالفۃ امرہ والرجوع عن مجلسہ بغیر استئذان ونحو ذلک۔ و ھو ماخوذ مما جاء فی بعض الروایات عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما وروی عن الشعبی۔

دوسری تفسیر یہ ہے کہ اگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تمہارے خلاف دعا کریں تو اس کو اپنی دعاؤں کی طرح نہ سمجھو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر نہ آکر، یا آپ کی مجلس سے بلا اذن اٹھ کر آپ کو ناراض کرو، اور اپنے خلاف آپ کی دعا کو دعوت دو، یہ تفسیر حضرت ابن عباس اور شعبی سے منقول ہے۔

وقیل المعنی لا تجعلوا نداءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام وتسمیتہ کنداء بعضکم بعضا باسمہ ورفع الصوت بہ والنداء وراء الحجرات ولکن بلقبہ المعظم مثل یا نبی اللہ ویا رسول اللہ مع التوقیر والتواضع وخفض الصوت۔ اخرج ابن ابی حاتم وابن مردویۃ وابو نعیم فی الدلائل عن ابن عباس قال، کانوا یقولون: یا محمد یا ابا القاسم فنھاھم اللہ تعالیٰ عن ذلک بقولہ سبحانہ (لا تجعلوا) الآیۃ اعظاما لنبیہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالوا: یا نبی اللہ یا رسول اللہ۔ وروی نحو ھذا عن قتادۃ، والحسن، وسعید بن جبیر ومجاھد، وفی احکام القرآن للسیوطی ان فی ھذا الآیۃ تحریم ندائہ صلی اللہ علیہ وسلم باسمہ الی ان قال نعم الاظھر فی معنی الآیۃ ما ذکرنا اولا کما لا یخفی[1]

تیسری تفسیر یہ ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس طرح نہ پکارو اور اس طرح آپ کا نام نہ لو جس طرح تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو، نام لیتے ہو، اور حجرے کے باہر سے پکارتے ہو البتہ آپ کو آپ کے معظم القاب سے پکارو، مثلاً تعظیم، توقیر، تواضع اور پست آواز سے یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ لوگ، یا محمد، یا ابا القاسم کہتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے سبب ان کو اس آیت میں منع کر دیا، اور پھر لوگ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہنے لگے، قتادہ، حسن، سعید بن جبیر اور مجاہد سے بھی یہی منقول ہے، اور علامہ سیوطی نے احکام القرآن میں لکھا ہے کہ اس آیت میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نام کے ساتھ ندا کرنے کی تحریم ہے۔

---

[1] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۸ ص ۲۲۵ ـ ۲۲۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

—— اس آیت کے معنی میں دوسری تفسیر زیادہ ظاہر ہے

جس کو ہم نے پہلے ذکر کیا ہے. [illegible] مخفی نہیں ہے.

اس کی تفسیر سے یہ معلوم ہو گیا کہ اس آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد سے ندا کرنے کی صریح اور قطعی ممانعت نہیں ہے بلکہ راجح تفسیر کی بنا پر اس آیت کا آپ کو ندا کرنے سے کوئی تعلق نہیں ہے.

اگر یہ سوال کیا جائے کہ بعض روایات اور بعض تفاسیر کی بنا پر بہر حال ندا سے یا محمد منع ہے، کیونکہ آپ کو نام سے پکارنا آپ کی تعظیم اور توقیر کے خلاف ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اگر ہم یہ تفسیر تسلیم کر لیں تب بھی ندا سے یا محمد مطلقاً منع نہیں ہے بلکہ آپ کو آپ کا نام لے کر بلانا ممنوع ہے [illegible] آپ کی تعظیم اور تمجید کے خلاف ہے کہ آپ کو عام آدمیوں کی طرح نام لے کر بلایا جائے. اور ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے کہ آپ کا نام لے کر ندا کرکے بلانا حرام ہے [illegible] صحابہ کرام نے جو ہجرت کے موقع پر یا محمد یا رسول اللہ کہا تو وہ آپ کے بلانے کے لیے نہیں کہا بلکہ صحابہ کرام آپ کی آمد کے موقع پر اظہار مسرت کے لیے آپ کے نام کے نعرے لگا رہے تھے اور یہ ہمارے اتفاق کے مطابق جائز ہے.

اور آپ نے دعا مانگنے کی حاجت میں جو یہ کہنے کی تعلیم فرمائی ہے: یا محمد انی توجہت بک الی ربی [illegible] اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں" اس میں بھی یا محمد کے لفظ سے آپ کو بلانا مقصود نہیں ہے بلکہ آپ کو اپنی ذات کی طرف متوجہ کرنا مقصود ہے. امام مسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے حضرت جبرائیل نے ایک اعرابی کی شکل میں حاضر ہو کر آپ سے کہا:

یا محمد اخبرنی عن الاسلام [illegible] اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) مجھے اسلام کے متعلق بتایئے.

اس میں بھی یا محمد کے لفظ سے آپ کو بلانا مقصود نہیں تھا آپ کو متوجہ کرنا مقصود تھا. اور قرآن مجید میں نام کے ساتھ بلانے کی ممانعت ہے مطلقاً ندا کرنے کی ممانعت نہیں ہے.

یا محمد کہنے کے جواز کی دوسری وجہ یہ ہے کہ بعض اوقات کسی کے نام کے ساتھ ندا کرنے سے [illegible] کی جاتی ہے نہ [illegible] ہوتے [illegible] بلکہ محض اس کا ذکر کرنے اور اس کو یاد کرنے کے لیے اس کے نام کے ساتھ ندا کرتے ہیں جیسے کوئی شخص یا [illegible] کا وظیفہ کرتا ہے اور اس کے جواز پر دلیل یہ حدیث ہے

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن سعد قال [illegible] عبدالرحمن بن سعد کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا پیر سن ہو گیا، ان سے ایک شخص نے کہا جو شخص لوگوں میں سے سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کرو تو انہوں نے کہا یا محمد.

[illegible] ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد.[2]

---

[1] [illegible] تفسیری متوفی [illegible] [illegible] مسلم ج [illegible] ص [illegible]، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی [illegible] الادب المفرد ص [illegible]، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل.

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

روی ان عبد اللہ بن عمر خدرت رجلہ فقیل لہ اذکر احب الناس الیک یزل عنک فصاح یا محمداہ فانتشرت۔ [1]

روایت ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر کا پیر سن ہو گیا۔ ان سے کہا گیا جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو اس کو یاد کیجئے انھوں نے بلند آواز سے کہا یا محمداہ تو ان کا پیر ٹھیک ہو گیا۔

علامہ ابن قیم حنبلی لکھتے ہیں:

ابوبکر محمد بن عمر نے بیان کیا کہ میں ابوبکر بن مجاہد کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ شبلی آ گئے۔ ابوبکر بن مجاہد نے اٹھ کر ان سے معانقہ کیا، اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ میں نے کہا اے آقا! آپ شبلی کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں اور تمام بغداد کے لوگوں کے خیال میں یہ مجنون ہیں، انھوں نے مجھ سے کہا میں نے اس کے ساتھ وہی کیا ہے جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کے ساتھ کرتے دیکھا ہے، کیونکہ میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی، شبلی آپ کے پاس آئے تو آپ نے کھڑے ہو کر اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی کو اس قدر نواز رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا یہ ہر نماز کے بعد یہ پوری آیت پڑھتا ہے لقد جاءکم رسول من انفسکم اس کے بعد تین مرتبہ کہتا ہے صلی اللہ علیک یا محمد، وہ کہتے ہیں بعد میں میں شبلی سے ملا اور ان سے پوچھا آپ نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں تو انھوں نے یہی بیان کیا۔ [2]

تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہوئے صلی اللہ علیک یا محمد کہتا ہے اس کا قصد بھی آپ کو پکارنا اور متوجہ کرنا نہیں ہوتا بلکہ وہ صرف آپ کا ذکر کرنے کے سبب اور آپ کو یاد کرنے کے سبب یا محمد کہتا ہے۔

یا محمد کہنے کے جواز کی تیسری دلیل یہ ہے کہ ندا یا محمد پر اعتراض اس وقت ہو گا جب اس لفظ کو بطور علم استعمال کیا جائے اور اس سے مراد آپ کا نام ہو اور اگر اس سے مراد آپ کی صفت ہو یعنی آپ کا محمد (تعریف کیا ہوا) ہونا مراد ہو تو پھر یا محمد کے ساتھ ندا کرنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے کیونکہ محمد جس طرح آپ کا نام ہے اسی طرح آپ کی صفت ہے۔

علامہ ابن قیم حنبلی لفظ محمد کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

ویقال حمد فھو محمد کما یقال علم فھو معلم وھذا علم وصفۃ اجتمع فیہ الامران فی حقہ صلی اللہ علیہ وسلم وان کان علما مختصا فی حق کثیر ممن

کہا جاتا ہے کہ اس کی حمد کی گئی تو وہ محمد ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ اس کو تعلیم دی گئی تو وہ معلم ہے اور لفظ محمد نام بھی ہے اور صفت بھی اور آپ کے حق میں یہ دونوں امر جمع ہیں اگرچہ کہ دوسروں کے حق میں یہ لفظ صرف نام ہے

---

[1] قاضی عیاض بن موسیٰ اندلسی متوفی ۵۴۴ھ، الشفاء، ج ۲ ص ۱۸ مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان

[2] علامہ محمد بن ابی بکر معروف بابن القیم الجوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، جلاء الافہام ص ۹۲، مطبوعہ مکتبہ عربیہ [illegible]

تسمی بہ غیرہ۔[۱]　　نام محمد ہو تو اس سے مراد صرف نام ہی ہوتا ہے۔

نیز علامہ ابن قیم حنبلی لفظ محمد اور احمد کے متعلق لکھتے ہیں:

وقد تقدم ان هذين الاسمين صفتان في الحقيقة والوصفية فيهما لا تنافي العلمية وان معناهما مقصود۔[۲]

یہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ محمد اور احمد حقیقت میں صفت ہیں اور بار بار تعریف کیا ہوا اور بہت زیادہ تعریف کرنے والا اور ان میں وصفیت علمیت (نام ہونے) کے منافی نہیں ہے اور ان ناموں میں معنی مقصود ہے۔

اور جب لفظ محمد سے آپ کی صفت (محمد کیا ہوا) کا ارادہ کیا جائے تو پھر اس سے ندا کرنے پر کوئی اشکال نہیں ہے، حضرت جبریل نے جو آپ کو یا محمد کہا اس کا ایک جواب یہ بھی دیا گیا ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

وقصد به المعنى الوصفي دون المعنى العلمي۔[۳]

یا محمد سے وصفی معنی کا ارادہ کیا گیا ہے، علمی معنی کا ارادہ نہیں کیا گیا۔

شیخ شبیر احمد عثمانی نے بھی فتح الملہم میں اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری کے حوالے سے یہی توجیہ ذکر کی ہے۔ [illegible] اور حوالہ جات سے یہ بات ثابت ہو گئی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کہہ کر ندا کرنا ادب کے خلاف ہے اور جائز نہیں ہے اور صرف یا محمد کے ساتھ ندا کرنا حرام نہیں ہے۔ اس کا منشا یہ ہے کہ آپ کو یا محمد کہنے کے بجائے آپ کی صفت کے معنی کا قصد کر کے یا محمد کہا جائے تو یہ جائز ہے۔ اس مسئلہ میں مزید دلائل ہم نے اس جلد کے شروع میں [illegible] کی بحث میں ذکر کیے ہیں۔

امام احمد رضا قادری نے بھی یا محمد کہنے کے جواز میں کثیر احادیث، آثار اور اقوال علماء سے استدلال کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

حدیث صحیح جلیل جس کو امام نسائی و امام ترمذی و ابن ماجہ و حاکم و بیہقی و امام ابن خزیمہ اور امام ابو القاسم طبرانی نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا اور ترمذی نے حسن غریب صحیح اور طبرانی و بیہقی نے صحیح اور حاکم نے بشرط بخاری و مسلم صحیح کہا اور امام عبد العظیم منذری وغیرہ ائمہ ناقدین نے اس کی تصحیح کو مسلم و مقرر رکھی جس میں حضور اقدس شفیع عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعائے تعلیم فرمائی کہ بعد نماز یوں کہے: اللهم اني اسئلك واتوجه اليك بنبيك محمد نبي الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربي في حاجتي هذه لتقضى لي اللهم فشفعه في۔ الٰہی میں مانگتا ہوں تجھ سے اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں بوسیلہ تیرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ مہربانی کے نبی ہیں۔ یا رسول اللہ میں حضور کے وسیلے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کرتا ہوں کہ میری حاجت روا ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت

---

[۱] علامہ محمد بن ابی بکر معروف بابن قیم الجوزیہ حنبلی متوفی ۷۵۱ھ، جلاء الافہام ص [illegible] مطبوعہ مکتبہ [illegible]

[۲] 〃 〃 〃 〃 جلاء الافہام ص ۱۱۳، 〃 〃

[۳] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، مرقات ج [illegible] ص ۱۵ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، ۱۳۹۰ھ

میرے حق میں قبول فرما۔[5]

نیز امام احمد رضا قادری، امام طبرانی سے نقل کرتے ہیں:

ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المؤمنین حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا، امیر المؤمنین نہ اس کی طرف التفات کرتے اور نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے، اس نے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی۔ انہوں نے فرمایا وضو کرکے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ، پھر دعا مانگ "الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے توجہ کرتا ہوں، یا رسول اللہ! میں حضور کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روا فرمائے" اور اپنی حاجت ذکر کر، پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں۔ حاجت مند نے کہ وہ بھی صحابی یا اقل کبار تابعین سے تھے، یونہی کیا، پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے، دربان آیا اور ہاتھ پکڑ کر امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور لے گیا۔ امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھا لیا مطلب پوچھا، عرض کیا، فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تک تم نے اپنا مطلب بیان نہیں کیا، پھر فرمایا جب تمہیں کوئی حاجت پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو۔

یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری سفارش کی۔

عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: خدا کی قسم میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ بھی نہ کہا، بلکہ ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضور کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھے پھر یہ دعا کرے۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے، باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔

امام طبرانی پھر امام منذری فرماتے ہیں: والحدیث صحیح۔ امام بخاری کتاب الادب المفرد میں اور امام ابن السنی و امام ابن بشکوال روایت کرتے ہیں: ان ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما خدرت رجلہ فقیل له اذکر احب الناس الیک فصاح یامحمداه فانتشرت۔ یعنی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سو گیا کسی نے کہا انہیں یاد کیجئے جو آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہیں۔ حضرت نے بآواز بلند کہا: یا محمداه! فوراً پاؤں کھل گیا۔

امام نووی شارح صحیح مسلم رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب الاذکار میں یہی کاشف حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل فرمایا، ان کا بھی پاؤں سو گیا تو یا محمداه کہا، اچھا ہو گیا اور یہ صرف ان دو صحابیوں کے سوا اوروں سے بھی مروی ہوا۔ اہل مدینہ میں قدیم سے یا محمداه کہنے کی عادت چلی آتی ہے۔

علامہ شہاب خفاجی مصری نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں: هذا مما تعاهده اهل المدینة

۵۔ امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ، برکات الامداد ص ۲۳ ۔ ۲۱، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور

حضرت بلال بن الحارث مزنی سے [illegible] بعد خلافت فاروقی [illegible]
[illegible] بکری ذبح [illegible] کچھ نہیں [illegible]
[illegible] یا محمداہ [illegible]
علیہ وسلم [illegible]

نیز امام احمد رضا قادری لکھتے ہیں:

حضرت شیخ محقق مولانا عبد الحق محدث دہلوی [illegible]
[illegible] حضرت [illegible] سے
نقل فرماتے ہیں:

[illegible] یا محمد [illegible]
درچپ بگوید۔ ودردل ضرب کند یا رسول اللہ۔

[illegible] بگوید [illegible] یا محمد [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]
شیخ را در دل ضرب کند[2]

امام احمد رضا قادری [illegible]
[illegible] صلی اللہ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] قادری [illegible] کیا ہے [illegible]
[illegible] یا رسول اللہ [illegible] انوار الانتباہ [illegible]
[illegible] ۲۰۲ [illegible] ۲۰۳ [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
میں بھی یا محمد کی جگہ یا رسول اللہ کہنا چاہیے۔

[illegible] قادری [illegible]
[illegible] یا محمد [illegible]

---

[1] امام احمد رضا قادری [illegible] انوار الانتباہ ص ۲۴۔ ۲۳ [illegible]

[2] [illegible] انوار الانتباہ ص ۳۴۔ ۳۵ [illegible]

قادری صاحب نے مجموعی حوالوں سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ کرام اور ائمہ امت یا محمد سے خطاب اور ندا کرتے رہے ہیں۔

امام ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن ابی ھریرۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفس ابی القاسم بیدہ لینزلن عیسی بن مریم اماما مقسطا وحکما عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیصلحن ذات البین ولیذھبن الشحناء ولیعرضن علیہ المال فلا یقبلہ ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ۔[لہ]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس ذات کے قبضہ وقدرت میں ابو القاسم کی جان ہے، عیسیٰ بن مریم ضرور بہ ضرور نازل ہوں گے، وہ امام، انصاف کرنے والے حاکم و عادل ہوں گے، وہ صلیب کو توڑ دیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے، لوگوں میں صلح کرائیں گے اور بغض کو دور کریں گے، ان پر مال پیش کیا جائے گا تو وہ اس کو قبول نہیں کریں گے پھر خدا کی قسم اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر پکاریں "یا محمد" تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی نے اس حدیث کو امام ابو یعلیٰ کے حوالے سے ذکر کر کے اس حدیث سے قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات پر استدلال کیا ہے۔[ٹہ]

ان تمام حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ ندا کرنا زمانہ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر نزول عیسیٰ تک یہ معمول جاری رہا ہے

لہ امام ابو یعلیٰ احمد بن علی بن مثنیٰ موصلی متوفی ۳۰۷ھ، مسند ابو یعلیٰ ج [illegible] ص [illegible]، مطبوعہ [illegible]

ٹہ حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، المطالب العالیہ بزوائد المسانید الثمانیہ ج ۴ ص ۳۴۵، [illegible] مطبوعہ مکہ مکرمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب التفسیر

۷۳۸۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رَافِعٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ عَنْ هَمَّامِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ هَذَا مَا حَدَّثَنَا أَبُو هُرَيْرَةَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ أَحَادِيثَ مِنْهَا وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قِيلَ لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَقُولُوا حِطَّةٌ يُغْفَرْ لَكُمْ خَطَايَاكُمْ فَبَدَّلُوا فَدَخَلُوا الْبَابَ يَزْحَفُونَ عَلَى أَسْتَاهِهِمْ وَقَالُوا حَبَّةٌ فِي شَعْرَةٍ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بنو اسرائیل سے کہا گیا تم بیت المقدس کے دروازے میں سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو اور حطہ کہو تمہارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، بنو اسرائیل نے اس قول کو بدل دیا اور سرینوں کے بل گھسٹتے ہوئے دروازے میں یہ کہتے ہوئے داخل ہوئے حبة في شعرة "دانہ بالی میں"۔

۷۳۸۴۔ حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ بُكَيْرٍ النَّاقِدُ وَالْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ عَبْدٌ حَدَّثَنِي وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ (وَهُوَ ابْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ) حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ (وَهُوَ ابْنُ كَيْسَانَ) عَنِ ابْنِ شِهَابٍ قَالَ أَخْبَرَنِي أَنَسُ بْنُ مَالِكٍ أَنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ تَابَعَ الْوَحْيَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتَّى تُوُفِّيَ وَأَكْثَرُ مَا كَانَ الْوَحْيُ يَوْمَ تُوُفِّيَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ پر لگاتار وحی نازل کی حتیٰ کہ آپ کا وصال ہو گیا اور جس دن آپ کا وصال ہوا اس دن سب سے زیادہ مرتبہ وحی نازل ہوئی تھی۔

۷۳۸۵۔ حَدَّثَنِي أَبُو خَيْثَمَةَ زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ (وَهُوَ ابْنُ مَهْدِيٍّ) حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ قَيْسِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ طَارِقٍ

طارق بن شہاب بیان کرتے ہیں کہ یہودیوں نے حضرت عمر سے کہا ۔۔۔ اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی ۔۔۔ تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے، حضرت عمر نے کہا ۔۔۔

بن شهاب أن اليهود قالوا لعمر إنكم تقرءون آية لو أنزلت فينا لاتخذنا ذلك اليوم عيدا فقال عمر إني لأعلم حيث أنزلت وأي يوم أنزلت وأين رسول الله صلى الله عليه وسلم حيث أنزلت أنزلت بعرفة ورسول الله صلى الله عليه وسلم واقف بعرفة قال سفيان أشك كان يوم جمعة أم لا يعني اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي.

ہوں وہ آیت کس جگہ اور کس دن نازل ہوئی تھی، اور جس وقت وہ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے، یہ آیت یوم عرفہ کو نازل ہوئی تھی اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میدان عرفات میں تھے، سفیان نے کہا مجھے شک ہے کہ اس دن جمعہ تھا یا نہیں، وہ آیت یہ ہے: (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی۔

٧٣٨٦ - حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة وأبو كريب واللفظ لأبي بكر قالا حدثنا عبد الله بن إدريس عن أبيه عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال قالت اليهود لعمر لو علينا معشر يهود نزلت هذه الآية اليوم أكملت لكم دينكم وأتممت عليكم نعمتي ورضيت لكم الإسلام دينا نعلم اليوم الذي أنزلت فيه لاتخذنا ذلك اليوم عيدا قال فقال عمر فقد علمت اليوم الذي أنزلت فيه والساعة وأين رسول الله صلى الله عليه وسلم حين نزلت نزلت ليلة جمع ونحن مع رسول الله صلى الله عليه وسلم بعرفات.

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ یہود نے حضرت عمر سے کہا اگر ہم یہودیوں کی جماعت پر یہ آیت نازل ہوتی (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کردی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا، تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے، حضرت عمر نے کہا مجھے علم ہے کہ یہ آیت کس جگہ اور کس دن نازل ہوئی اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں تھے جب یہ آیت نازل ہوئی تھی، یہ آیت مزدلفہ کی رات نازل ہوئی تھی اور اس وقت ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عرفات میں تھے۔

٧٣٨٧ - وحدثني عبد بن حميد أخبرنا جعفر بن عون أخبرنا أبو عميس عن قيس بن مسلم عن طارق بن شهاب قال جاء رجل من اليهود إلى عمر فقال يا أمير المؤمنين آية في كتابكم تقرءونها لو علينا نزلت معشر اليهود لاتخذنا

طارق بن شہاب کہتے ہیں کہ یہودیوں میں سے ایک شخص نے حضرت عمر سے کہا اے امیر المومنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت کو پڑھتے ہیں کہ اگر ہم یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے، حضرت عمر نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا: (ترجمہ) آج میں نے تمہارے لیے تمہارا

ذٰلِكَ الْيَوْمَ عِيدًا قَالَ وَأَىُّ آيَةٍ قَالَ الْيَوْمَ
أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي
وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا فَقَالَ عُمَرُ
إِنِّي لَأَعْلَمُ الْيَوْمَ الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ وَالْمَكَانَ
الَّذِي نَزَلَتْ فِيهِ نَزَلَتْ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى
اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَرَفَاتٍ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ .

٣٨٨ - حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ أَحْمَدُ بْنُ عَمْرِو
بْنِ سَرْحٍ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى التُّجِيبِيُّ قَالَ
أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا
ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي
عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ
اللهِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا
مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنَى وَثُلَاثَ وَرُبَاعَ
قَالَتْ يَا ابْنَ أُخْتِي هِيَ الْيَتِيمَةُ تَكُونُ فِي
حَجْرِ وَلِيِّهَا تُشَارِكُهُ فِي مَالِهِ فَيُعْجِبُهُ مَالُهَا
وَجَمَالُهَا فَيُرِيدُ وَلِيُّهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا بِغَيْرِ
أَنْ يُقْسِطَ فِي صَدَاقِهَا فَيُعْطِيَهَا مِثْلَ مَا
يُعْطِيهَا غَيْرُهُ فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوهُنَّ إِلَّا أَنْ
يُقْسِطُوا لَهُنَّ وَيَبْلُغُوا بِهِنَّ أَعْلَى سُنَّتِهِنَّ
مِنَ الصَّدَاقِ وَأُمِرُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا طَابَ
لَهُمْ مِنَ النِّسَاءِ سِوَاهُنَّ قَالَ عُرْوَةُ قَالَتْ
عَائِشَةُ ثُمَّ إِنَّ النَّاسَ اسْتَفْتَوْا رَسُولَ اللهِ
صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هَذِهِ الْآيَةِ فِيهِنَّ
فَأَنْزَلَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَسْتَفْتُونَكَ فِي
النِّسَاءِ قُلِ اللهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ وَمَا يُتْلَى
عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا
تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ
تَنْكِحُوهُنَّ قَالَتْ وَالَّذِي ذَكَرَ اللهُ تَعَالَى
أَنَّهُ يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ الْآيَةُ الْأُولَى

دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا، حضرت عمر نے کہا مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی اور [illegible] نازل ہوئی تھی یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی تھی۔

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس [illegible] [illegible] تین تین سے چار چار سے، حضرت عائشہ نے فرمایا: اے بھانجے [illegible] یتیم لڑکی [illegible] اپنے ولی کے [illegible] سرپرستی [illegible] اس کا مال [illegible] پسند [illegible] اس سے نکاح کرنا پسند کرے [illegible] اتنا مہر دے جتنا اس جیسی اور عورتوں کو دیا جاتا ہے [illegible] بغیر ان سے نکاح نہ کریں [illegible] اور عورتیں جو ان کو پسند [illegible] سے نکاح کر لیں۔ عروہ کہتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا اس آیت کے نازل ہونے کے بعد لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کے متعلق سوال کیا تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ) اور آپ سے لوگ عورتوں کے متعلق حکم معلوم کرتے ہیں، آپ کہیے [illegible] کے متعلق [illegible] سے [illegible] تم پر پہلے سے [illegible] یتیم لڑکیوں کے متعلق پڑھے جاتے ہیں [illegible] نہیں دیتے [illegible] نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو حضرت عائشہ نے فرمایا کہ آیت میں [illegible]

الَّتِي قَالَ اللهُ فِيهِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ قَالَتْ عَائِشَةُ وَقَوْلُ اللهِ فِي الْآيَةِ الْأُخْرَى وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ رَغْبَةَ أَحَدِكُمْ عَنِ الْيَتِيمَةِ الَّتِي تَكُونُ فِي حَجْرِهِ حِينَ تَكُونُ قَلِيلَةَ الْمَالِ وَالْجَمَالِ فَنُهُوا أَنْ يَنْكِحُوا مَا رَغِبُوا فِي مَالِهَا وَجَمَالِهَا مِنْ يَتَامَى النِّسَاءِ إِلَّا بِالْقِسْطِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ۔

والی آیت کا ذکر کیا گیا ہے اس سے مراد وہ پہلی آیت ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر تم کو یہ خدشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ انصاف نہ کر سکو گے، تو تم اور عورتوں میں پسندیدہ عورتوں سے نکاح کرو، حضرت عائشہ نے فرمایا اور دوسری آیت میں جو اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "تم ان سے نکاح کی رغبت رکھتے ہو" اس سے مراد یہ ہے کہ اگر تم میں سے کسی شخص کے زیر پرورش یتیم لڑکی ہو اور وہ مال اور جمال میں کم تر ہو، تو وہ اس کے ساتھ نکاح میں رغبت نہیں کرتا، تو ان کو اس سے منع کیا گیا کہ جس یتیم لڑکی کے مال اور جمال میں ان کو رغبت ہو وہ مہر میں عدل وانصاف کے بغیر اس سے نکاح کریں۔

٧٢١٩۔ وَحَدَّثَنَا الْحَسَنُ الْحُلْوَانِيُّ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ جَمِيعًا عَنْ يَعْقُوبَ بْنِ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ حَدَّثَنَا أَبِي عَنْ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ شِهَابٍ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ عَنْ قَوْلِ اللهِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى وَسَاقَ الْحَدِيثَ بِمِثْلِ حَدِيثِ يُونُسَ عَنِ الزُّهْرِيِّ وَزَادَ فِي آخِرِهِ مِنْ أَجْلِ رَغْبَتِهِمْ عَنْهُنَّ إِذَا كُنَّ قَلِيلَاتِ الْمَالِ وَالْجَمَالِ۔

عروہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے اللہ تعالیٰ کے قول: "اگر تم کو یہ خوف ہو کہ تم یتیموں میں انصاف نہ کر سکو گے" کے متعلق دریافت کیا اس کے بعد حسب سابق ہے، اور آخر میں یہ اضافہ ہے: کیونکہ تم ان کے حسن اور جمال میں کمی کی وجہ سے ان سے اعراض کرتے ہو۔

٧٢٢٠۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَأَبُو كُرَيْبٍ قَالَا حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي الرَّجُلِ تَكُونُ لَهُ الْيَتِيمَةُ وَهُوَ وَلِيُّهَا وَوَارِثُهَا وَلَهَا مَالٌ وَلَيْسَ لَهَا أَحَدٌ يُخَاصِمُ دُونَهَا فَلَا يُنْكِحُهَا لِمَالِهَا فَيَضُرُّ بِهَا وَيُسِيءُ صُحْبَتَهَا فَقَالَ إِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَى فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ يَقُولُ مَا أَحْلَلْتُ لَكُمْ وَدَعْ هٰذِهِ

حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ آیت: "اگر تم کو یہ خدشہ ہو کہ تم یتیموں میں انصاف نہیں کر سکو گے" اس شخص کے متعلق نازل ہوئی ہے جس کے پاس ایک یتیم لڑکی ہو اور وہ اس کا ولی اور وارث ہوتا، اس لڑکی کے پاس مال ہوتا، اور اس شخص کے علاوہ اور کوئی شخص لڑکی کی طرف سے پیروی کرنے والا نہ ہوتا، اور وہ شخص اس لڑکی کے مال کے لالچ کی وجہ سے اس کا کہیں نکاح نہ کرتا جس سے اس کو ضرر ہوتا اور اس کے ساتھ بدسلوکی کرتا۔ تب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا: "اگر تم کو یہ خدشہ ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہیں کر سکو گے، تو جو عورتیں تم کو پسند

حَتّٰى تَضُرَّ بِهَا۔

کو ان سے نکاح کرو، یعنی جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں ان سے نکاح کرو اور اس لڑکی کو چھوڑ دو جس کو تم ضرر پہنچا رہے ہو۔

۷۳۹۱۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ وَمَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ فِي يَتَامَى النِّسَاءِ اللَّاتِي لَا تُؤْتُونَهُنَّ مَا كُتِبَ لَهُنَّ وَتَرْغَبُونَ أَنْ تَنْكِحُوهُنَّ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي الْيَتِيمَةِ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَتَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ فَيَرْغَبُ عَنْهَا أَنْ يَتَزَوَّجَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُزَوِّجَهَا غَيْرَهُ فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ فَيَعْضُلُهَا فَلَا يَتَزَوَّجُهَا وَلَا يُزَوِّجُهَا غَيْرَهُ۔

حضرت عائشہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا: تم پر قرآن مجید میں ان یتیم لڑکیوں کے متعلق جو احکام پڑھے جاتے ہیں جن کو تم ان کا مقرر کردہ حق نہیں دیتے اور ان سے نکاح کرنے کی رغبت رکھتے ہو۔ کہتے ہیں حضرت عائشہ نے فرمایا یہ آیت اس یتیم لڑکی کے متعلق نازل ہوئی ہے جو کسی شخص کے پاس رہتی ہو اور اس کے مال میں شریک ہو اور وہ اس سے نکاح نہ کرنا چاہتا ہو اور کسی دوسرے کے ساتھ بھی اس کے نکاح کرنے کو ناپسند کرتا ہو کہ وہ اس کے مال میں شریک ہو جائے گا تو وہ اس لڑکی کو یونہی معلق رکھے، نہ خود اس سے نکاح کرے نہ کسی دوسرے کے ساتھ اس کا نکاح کرے۔

۷۳۹۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ يَسْتَفْتُونَكَ فِي النِّسَاءِ قُلِ اللَّهُ يُفْتِيكُمْ فِيهِنَّ قَالَتْ هِيَ الْيَتِيمَةُ الَّتِي تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ لَعَلَّهَا أَنْ تَكُونَ قَدْ شَرِكَتْهُ فِي مَالِهِ حَتّٰى فِي الْعَذْقِ فَيَرْغَبُ يَعْنِي أَنْ يَنْكِحَهَا وَيَكْرَهُ أَنْ يُنْكِحَهَا رَجُلًا فَيَشْرَكُهُ فِي مَالِهِ فَيَعْضُلُهَا۔

حضرت عائشہ نے اس آیت کے متعلق: "آپ سے لوگ عورتوں کے متعلق فتویٰ طلب کرتے ہیں آپ کہیے کہ اللہ تم کو ان عورتوں کے متعلق فتویٰ دیتا ہے" فرمایا یہ آیت اس یتیم لڑکی کے متعلق ہے جو کسی شخص کے زیر پرورش ہو اور وہ لڑکی اس کے مال میں حتیٰ کہ کھجور کے درخت میں بھی شریک ہو، اور وہ اس لڑکی کے ساتھ نکاح سے اعراض کرے اور کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی اس لڑکی کا نکاح نہ کرے کہ وہ اس کے مال میں شریک ہو جائے اور اس کو یونہی معلق رکھے۔

۷۳۹۳۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي وَلِيِّ مَالِ الْيَتِيمِ الَّذِي يَقُومُ عَلَيْهِ وَيُصْلِحُهُ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا أَنْ

حضرت عائشہ نے اس آیت کے متعلق "اور جو ضرورت مند ہو وہ دستور کے مطابق کھائے" حضرت عائشہ نے فرمایا کہ یہ آیت یتیم کے مال کے ولی کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اور اس کے مال کی نگہداشت کرتا ہے جب کہ وہ ضرورت مند ہو تو وہ

يَأْكُلَ مِنْهُ.

۷۳۹۴ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ تَعَالَى وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ وَمَنْ كَانَ فَقِيرًا فَلْيَأْكُلْ بِالْمَعْرُوفِ قَالَتْ نَزَلَتْ فِي وَلِيِّ الْيَتِيمِ أَنْ يُصِيبَ مِنْ مَالِهِ إِذَا كَانَ مُحْتَاجًا بِقَدْرِ مَالِهِ بِالْمَعْرُوفِ.

عرف اور رواج کے مطابق کھا سکتا ہے۔

حضرت عائشہ نے اس آیت کے متعلق فرمایا: جو شخص غنی ہو وہ اجتناب کرے، اور جو شخص ضرورت مند ہو وہ عرف اور رواج کے مطابق کھا سکتا ہے، آپ نے فرمایا: یہ آیت یتیم کے سرپرست کے متعلق نازل ہوئی ہے کہ جب وہ ضرورت مند ہو تو وہ دستور کے مطابق اس کے مال سے کھا سکتا ہے۔

۷۳۹۵ - وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا ابْنُ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۷۳۹۶ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ إِذْ جَاءُوكُمْ مِنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنْكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الأَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ قَالَتْ كَانَ ذَلِكَ يَوْمَ الْخَنْدَقِ.

حضرت عائشہ نے اللہ عزوجل کے اس قول کے متعلق فرمایا: "جب وہ تم پر چڑھ آئے تمہارے اوپر اور تمہارے نیچے سے، اور جب آنکھیں ٹیڑھی ہو گئیں اور دل منہ کو آنے لگے" حضرت عائشہ نے فرمایا اس سے غزوہ خندق کا منظر مراد ہے۔

۷۳۹۷ - حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدَةُ بْنُ سُلَيْمَانَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا الآيَةَ قَالَتْ أُنْزِلَتْ فِي الْمَرْأَةِ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَتَطُولُ صُحْبَتُهَا فَيُرِيدُ طَلاَقَهَا فَتَقُولُ لاَ تُطَلِّقْنِي وَأَمْسِكْنِي وَأَنْتَ فِي حِلٍّ مِنِّي فَنَزَلَتْ هَذِهِ الآيَةُ.

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: قرآن مجید کی آیت مبارکہ "اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ محسوس کرے" حضرت عائشہ نے فرمایا: یہ آیت اس عورت کے متعلق نازل ہوئی تھی جو کسی مرد کے نکاح میں ایک لمبے عرصے تک رہی، پھر وہ اس کو طلاق دینے کا ارادہ کرے، اور وہ عورت کہے مجھے طلاق مت دو، مجھے اپنے پاس رکھو اور میری طرف سے تم کو دوسرے نکاح کی اجازت ہے، اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی۔

۷۳۹۸ - حَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ فِي قَوْلِهِ عَزَّ وَجَلَّ وَإِنِ امْرَأَةٌ خَافَتْ مِنْ بَعْلِهَا نُشُوزًا أَوْ إِعْرَاضًا قَالَتْ نَزَلَتْ فِي الْمَرْأَةِ تَكُونُ عِنْدَ الرَّجُلِ فَلَعَلَّهُ أَنْ لاَ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اللہ عزوجل کے اس قول کے متعلق فرمایا "اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ محسوس کرے" حضرت عائشہ نے فرمایا یہ آیت اس عورت کے متعلق نازل ہوئی ہے جو کسی مرد کے نکاح میں عرصہ سے ہو اس سے اولاد

تَسْتَغْنِي عَنْهَا وَتَكُونُ لَهَا صُحْبَةٌ وَوَلَدٌ فَتَكْرَهُ أَنْ يُفَارِقَهَا فَتَقُولُ لَهُ أَنْتَ فِي حِلٍّ مِنْ شَأْنِي.

بھی ہو جب وہ اس کے ساتھ رہنا چاہتا ہو اور عورت کی اس سے صحبت ہو، پسند کرتی ہو تو وہ اس سے کہے میں نے تجھے دوسرے نکاح کی اجازت دی۔

۷۳۹۹۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ قَالَتْ لِي عَائِشَةُ يَا ابْنَ أُخْتِي أُمِرُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِأَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَبُّوهُمْ.

عروہ کہتے ہیں مجھ سے حضرت عائشہ نے فرمایا اے بھانجے! لوگوں کو یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے لیے استغفار کریں اور انہوں نے ان کو برا کہا۔

۷۴۰۰۔ وَحَدَّثَنَاهُ أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ حَدَّثَنَا هِشَامٌ بِهَذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

۷۴۰۱۔ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ بْنُ مُعَاذٍ الْعَنْبَرِيُّ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنِ الْمُغِيرَةِ بْنِ النُّعْمَانِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ اخْتَلَفَ أَهْلُ الْكُوفَةِ فِي هَذِهِ الْآيَةِ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ فَرَحَلْتُ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ فَسَأَلْتُهُ عَنْهَا فَقَالَ لَقَدْ أُنْزِلَتْ آخِرَ مَا أُنْزِلَ ثُمَّ مَا نَسَخَهَا شَيْءٌ.

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اہل کوفہ کا اس آیت میں اختلاف ہوا "جس شخص نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا اس کی سزا جہنم ہے" تو میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے اس آیت کے متعلق سوال کیا، انہوں نے کہا یہ آیت آخر میں نازل ہوئی ہے اور کسی دوسری آیت نے منسوخ نہیں کیا۔

۷۴۰۲۔ وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا النَّضْرُ قَالَا جَمِيعًا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ فِي حَدِيثِ ابْنِ جَعْفَرٍ نَزَلَتْ فِي آخِرِ مَا أُنْزِلَ وَفِي حَدِيثِ النَّضْرِ إِنَّهَا لَمِنْ آخِرِ مَا أُنْزِلَتْ.

امام مسلم نے اس حدیث کی دو اور سندیں ذکر کیں، ابن جعفر کی روایت میں آخر ما نزل کے الفاظ ہیں اور نضر کی روایت میں انها لمن آخر ما انزلت کے الفاظ ہیں۔

۷۴۰۳۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَمُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ أَمَرَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ أَبْزَى أَنْ أَسْأَلَ ابْنَ

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمن بن ابزی نے کہا کہ میں حضرت ابن عباس سے ان دو آیتوں کے متعلق دریافت کروں: جو شخص کسی مومن کو قتل کر دے اس کی سزا جہنم ہے اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا، میں نے ان

عَبَّاسٍ عَنْ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَمَنْ يَقْتُلْ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاؤُهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ لَمْ يَنْسَخْهَا شَيْءٌ وَعَنْ هَذِهِ الْآيَةِ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ قَالَ نَزَلَتْ فِي أَهْلِ الشِّرْكِ.

۷۳۰۴ - حَدَّثَنِي هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ حَدَّثَنِي أَبُو النَّضْرِ هَاشِمُ بْنُ الْقَاسِمِ اللَّيْثِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ (يَعْنِي شَيْبَانَ) عَنْ مَنْصُورِ بْنِ الْمُعْتَمِرِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ نَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ بِمَكَّةَ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ إِلَى قَوْلِهِ مُهَانًا فَقَالَ الْمُشْرِكُونَ وَمَا يُغْنِي عَنَّا الْإِسْلَامُ وَقَدْ عَدَلْنَا بِاللَّهِ وَقَدْ قَتَلْنَا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ وَأَتَيْنَا الْفَوَاحِشَ فَأَنْزَلَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ إِلَّا مَنْ تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ فَأَمَّا مَنْ دَخَلَ فِي الْإِسْلَامِ وَعَقَلَهُ ثُمَّ قَتَلَ فَلَا تَوْبَةَ لَهُ.

۷۳۰۵ - حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ هَاشِمٍ وَعَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ الْعَبْدِيُّ قَالَا حَدَّثَنَا يَحْيَى (وَهُوَ ابْنُ سَعِيدٍ الْقَطَّانُ) عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ أَبِي بَزَّةَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَلِمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ لَا قَالَ فَتَلَوْتُ عَلَيْهِ هَذِهِ الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا يَقْتُلُونَ النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ إِلَى آخِرِ الْآيَةِ قَالَ هَذِهِ آيَةٌ

سے اس کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا اس کو کسی آیت نے منسوخ نہیں کیا اور اس آیت کے متعلق: "جو لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہیں کرتے اور ناحق کے سوا اس کو قتل کرتے ہیں جس کے قتل کو اللہ نے حرام کر دیا ہے"، حضرت نے کہا یہ مشرکین کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا: والذین لا یدعون مع اللہ الھا آخر سے لے کر مھانا تک مکہ میں نازل ہوئی ہے، مشرکین نے کہا، اسلام نے ہم سے کیا عذاب دور کیا، ہم نے اللہ کے ساتھ شرک بھی کیا اور جس کے قتل کو اللہ نے حرام کیا تھا اس کو قتل کیا، اور ہم نے بدکاری بھی کی، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی: "مگر جس نے توبہ کی ایمان لایا اور نیک عمل کیے الآیہ"، حضرت ابن عباس نے کہا جو شخص مسلمان ہو گیا، اور اس نے اسلام کے احکام کو سمجھ لیا ______ پھر اس نے قتل کیا تو اس کی توبہ قبول نہیں ہوگی۔

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے پوچھا، جس شخص نے کسی مسلمان کو عمداً قتل کر دیا کیا اس کی توبہ قبول ہوگی؟ انہوں نے کہا نہیں۔ پھر میں نے ان پر سورۂ فرقان کی یہ آیت تلاوت کی: "وہ لوگ جو اللہ کے سوا کسی اور معبود کی عبادت نہیں کرتے۔ اور ناحق کے سوا کسی ایسے شخص کو قتل کرتے ہیں جس کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے، اس آیت کو میں نے آخر تک پڑھا، انہوں نے کہا یہ آیت مکی ہے، اس کو اس مدنی آیت نے منسوخ کر دیا: "جس شخص نے کسی مومن کو عمداً قتل کر دیا اس کی سزا جہنم ہے وہ اس میں ہمیشہ رہے گا" ابن ہاشم

مَكِّيَّةٌ نَسَخَتْهَا آيَةٌ مَدَنِيَّةٌ وَمَنْ يَقْتُلْ
مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خَالِدًا
وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ هَاشِمٍ فَتَلَوْتُ عَلَيْهِ هٰذِهِ
الْآيَةَ الَّتِي فِي الْفُرْقَانِ إِلَّا مَنْ تَابَ۔

کی روایت میں ہے: میں نے ان پر سورۂ فرقان کی آیت الا من تاب پڑھی۔

۷۴۰۶۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
هَارُونُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ وَعَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ قَالَ
عَبْدٌ أَخْبَرَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ حَدَّثَنَا جَعْفَرُ
بْنُ عَوْنٍ أَخْبَرَنَا أَبُو عُمَيْسٍ عَنْ عَبْدِ الْمَجِيدِ
بْنِ سُهَيْلٍ عَنْ عُبَيْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ
عُتْبَةَ قَالَ قَالَ لِي ابْنُ عَبَّاسٍ تَعْلَمُ وَقَالَ
هَارُونُ تَدْرِي آخِرَ سُورَةٍ نَزَلَتْ مِنَ الْقُرْآنِ
نَزَلَتْ جَمِيعًا قُلْتُ نَعَمْ إِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ
وَالْفَتْحُ قَالَ صَدَقْتَ وَفِي رِوَايَةِ ابْنِ أَبِي
شَيْبَةَ تَعْلَمُ أَيَّ سُورَةٍ وَلَمْ يَقُلْ آخِرَ۔

عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ قرآن مجید کی کون سی سورت آخر میں یکبارگی مکمل نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا: ہاں! اذا جاء نصر اللہ والفتح، انہوں نے فرمایا: تم نے سچ کہا۔ ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: تم جانتے ہو کہ کون سی سورت ہے، اور آخر کا لفظ نہیں کہا۔

۷۴۰۷۔ وَحَدَّثَنَا إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ
أَخْبَرَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا أَبُو عُمَيْسٍ
بِهٰذَا الْإِسْنَادِ مِثْلَهُ وَقَالَ آخِرَ سُورَةٍ وَ
قَالَ عَبْدِ الْمَجِيدِ وَلَمْ يَقُلْ ابْنُ سُهَيْلٍ۔

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند بیان کی، اس سند کے ساتھ بھی اس کی مثل مروی ہے، اس میں آخری سورت کا لفظ ہے۔

۷۴۰۸۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَ
إِسْحٰقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ وَأَحْمَدُ بْنُ عَبْدَةَ
الضَّبِّيُّ وَاللَّفْظُ لِابْنِ أَبِي شَيْبَةَ قَالَ
حَدَّثَنَا وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ
عَنْ عَمْرٍو عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ
لَقِيَ نَاسٌ مِنَ الْمُسْلِمِينَ رَجُلًا فِي غُنَيْمَةٍ
لَهٗ فَقَالَ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ فَأَخَذُوهُ فَقَتَلُوهُ
وَأَخَذُوا تِلْكَ الْغُنَيْمَةَ فَنَزَلَتْ وَلَا تَقُولُوا
لِمَنْ أَلْقٰى إِلَيْكُمُ السَّلَمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا وَقَرَأَهَا
ابْنُ عَبَّاسٍ السَّلَامَ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ کچھ مسلمانوں نے ایک شخص کو بکریوں میں دیکھا، اس نے کہا: السلام علیکم، انہوں نے اس کو پکڑ کر قتل کر دیا اور اس کی بکریاں لے لیں، تب یہ آیت نازل ہوئی: جو شخص تم کو سلام کرے اس کو یہ نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو، حضرت ابن عباس کی قراءت میں السلم کی جگہ سلام کا لفظ ہے۔

۷۴۰۹۔ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے

حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ عَنْ شُعْبَةَ ح وَحَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ (وَاللَّفْظُ لِابْنِ الْمُثَنَّى) قَالَا حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ قَالَ سَمِعْتُ الْبَرَاءَ يَقُولُ كَانَتِ الْأَنْصَارُ إِذَا حَجُّوا فَرَجَعُوا لَمْ يَدْخُلُوا الْبُيُوتَ إِلَّا مِنْ ظُهُورِهَا قَالَ فَجَاءَ رَجُلٌ مِنَ الْأَنْصَارِ فَدَخَلَ مِنْ بَابِهِ فَقِيلَ لَهُ فِي ذَلِكَ فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا۔

ہیں، انصار جب حج کر کے آتے تو گھروں کے دروازوں کے بجائے پچھلی طرف سے گھر میں داخل ہوتے تھے، ایک انصاری دروازے سے داخل ہوا تو اس پر اعتراض کیا گیا، تب یہ آیت نازل ہوئی کہ گھروں میں پچھلی طرف سے آنا کوئی نیکی نہیں ہے۔

۷۴۱۰۔ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى الصَّدَفِيُّ أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي هِلَالٍ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ ابْنَ مَسْعُودٍ قَالَ مَا كَانَ بَيْنَ إِسْلَامِنَا وَبَيْنَ أَنْ عَاتَبَنَا اللَّهُ بِهَذِهِ الْآيَةِ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ إِلَّا أَرْبَعُ سِنِينَ۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اسلام لانے اور ہم پر اس آیت سے اللہ تعالیٰ کے عتاب کے دوران چار سال کا عرصہ گزرا۔ وہ آیت یہ ہے: کیا ابھی مسلمانوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ تعالیٰ کے خوف سے پگھل جائیں۔

۷۴۱۱۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ ح وَحَدَّثَنِي أَبُو بَكْرِ بْنُ نَافِعٍ (وَاللَّفْظُ لَهُ) حَدَّثَنَا غُنْدَرٌ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ سَلَمَةَ بْنِ كُهَيْلٍ عَنْ مُسْلِمٍ الْبَطِينِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتِ الْمَرْأَةُ تَطُوفُ بِالْبَيْتِ وَهِيَ عُرْيَانَةٌ فَتَقُولُ مَنْ يُعِيرُنِي تِطْوَافًا تَجْعَلُهُ عَلَى فَرْجِهَا وَتَقُولُ:

الْيَوْمَ يَبْدُو بَعْضُهُ أَوْ كُلُّهُ
فَمَا بَدَا مِنْهُ فَلَا أُحِلُّهُ

فَنَزَلَتْ هَذِهِ الْآيَةُ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں پہلے عورت بیت اللہ کا برہنہ ہو کر طواف کرتی تھی، اور یہ کہتی تھی کہ کوئی مجھے ایک کپڑا دے گا جس کو میں اپنی شرمگاہ پر ڈال دوں؟ آج بعض یا کل کھل جائے گا اور جو کھل جائے گا میں اس کو کبھی حلال نہیں کروں گی، تب یہ آیت نازل ہوئی، "ہر نماز کے وقت اپنا لباس زیب تن کر لیا کرو۔"

۷۴۱۲۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَاَبُوْ كُرَيْبٍ جَمِيْعًا عَنْ اَبِيْ مُعَاوِيَةَ وَاللَّفْظُ لِاَبِيْ كُرَيْبٍ حَدَّثَنَا اَبُوْ مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلَ يَقُوْلُ لِجَارِيَةٍ لَهُ اذْهَبِيْ فَابْغِيْنَا شَيْئًا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَنْ يُّكْرِهْهُّنَّ فَاِنَّ اللّٰهَ مِنْ بَعْدِ اِكْرَاهِهِنَّ لَهُنَّ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بن سلول نے اپنی باندی سے کہا جا بدفعلی کرا کے، ہمارے لیے کچھ کما کر لا، تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: "جب کہ تمہاری باندیاں پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تو ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو، کہ تم ان کی بدکاری کے ذریعہ حیات دنیا کا عارضی فائدہ طلب کرو، اور جو انہیں مجبور کرے گا تو ان کو مجبور کرنے کے بعد اللہ ان باندیوں کے حق میں، بہت بخشنے والا ہے اور رحم فرمانے والا ہے۔"

۷۴۱۳۔ وَحَدَّثَنِيْ اَبُوْ كَامِلٍ الْجَحْدَرِيُّ حَدَّثَنَا اَبُوْ عَوَانَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِيْ سُفْيَانَ عَنْ جَابِرٍ اَنَّ جَارِيَةً لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اُبَيِّ بْنِ سَلُوْلَ يُقَالُ لَهَا مُسَيْكَةُ وَاُخْرٰى يُقَالُ لَهَا اُمَيْمَةُ فَكَانَ يُكْرِهُهُمَا عَلَى الزِّنٰى فَشَكَتَا ذٰلِكَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِلٰى قَوْلِهٖ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی ایک باندی کا نام مسیکہ اور دوسری باندی کا نام امیمہ تھا، وہ ان دونوں کو بدکاری کرانے پر مجبور کرتا تھا، ان دونوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی: "جب کہ تمہاری باندیاں پاکدامن رہنا چاہتی ہیں تو تم ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو" یہ پوری آیت نازل کی۔

۷۴۱۴۔ حَدَّثَنَا اَبُوْبَكْرِ بْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اِدْرِيْسَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ فِيْ قَوْلِهٖ عَزَّ وَجَلَّ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ قَالَ كَانَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ اَسْلَمُوْا وَكَانُوْا يُعْبَدُوْنَ فَبَقِيَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ عَلٰى عِبَادَتِهِمْ وَقَدْ اَسْلَمَ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے قرآن مجید کی اس آیت کے متعلق فرمایا "وہ نیک بندے، جن کو یہ کافر پوجتے ہیں خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے" حضرت ابن مسعود نے کہا جنوں کی ایک جماعت مسلمان ہو گئی اور ان کی عبادت کرنے والے ان کی اسی طرح عبادت کرتے رہے حالانکہ وہ مسلمان ہو گئے تھے، یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

۷۴۱۵۔ حَدَّثَنِيْ اَبُوْبَكْرِ بْنُ نَافِعٍ الْعَبْدِيُّ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ عَنْ اَبِيْ مَعْمَرٍ عَنْ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر کے متعلق فرمایا "وہ نیک بندے، جن کو یہ کافر پوجتے ہیں خود ہی اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں"

عَبْدِ اللّٰهِ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ كَانَ نَفَرٌ مِّنَ الْإِنْسِ يَعْبُدُوْنَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ وَاسْتَمْسَكَ الْإِنْسُ بِعِبَادَتِهِمْ فَنَزَلَتْ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾.

حضرت ابن مسعود نے کہا انسانوں کی ایک جماعت جنوں کی ایک جماعت کی پرستش کرتی تھی پھر جنوں کے گروہ نے اسلام قبول کر لیا اور وہ انسان بدستور ان کی عبادت کرتے رہے تب یہ آیت نازل ہوئی: وہ جن کی یہ عبادت کرتے ہیں وہ تو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔

٧٤١٦- وَحَدَّثَنِيْهِ بِشْرُ بْنُ خَالِدٍ أَخْبَرَنَا مُحَمَّدٌ يَعْنِي ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ شُعْبَةَ عَنْ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْإِسْنَادِ.

امام مسلم نے اس حدیث کی ایک اور سند ذکر کی۔

٧٤١٧- وَحَدَّثَنِيْ حَجَّاجُ بْنُ الشَّاعِرِ حَدَّثَنَا عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَبْدِ الْوَارِثِ حَدَّثَنِيْ أَبِيْ حَدَّثَنَا حُسَيْنٌ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْعَرَبِ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ الْجِنِّيُّوْنَ وَالْإِنْسُ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ فَنَزَلَتْ ﴿أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ إِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ﴾.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس آیت کے متعلق فرمایا: "یہ لوگ ان کی عبادت کرتے ہیں جو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں" حضرت ابن مسعود نے فرمایا: یہ آیت عرب کے ایک گروہ کے متعلق نازل ہوئی ہے، جو جنوں کی ایک جماعت کی عبادت کرتا تھا، پھر وہ جن اسلام لے آئے اور جو انسان ان کی عبادت کرتے تھے ان کو اس کا پتا نہ چل سکا، تب یہ آیت نازل ہوئی "وہ لوگ ان کی عبادت کرتے ہیں جو خود اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔"

٧٤١٨- حَدَّثَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ مُطِيْعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِيْ بِشْرٍ عَنْ سَعِيْدِ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ سُوْرَةُ التَّوْبَةِ قَالَ آلتَّوْبَةِ قَالَ بَلْ هِيَ الْفَاضِحَةُ مَا زَالَتْ تَنْزِلُ وَمِنْهُمْ وَمِنْهُمْ حَتّٰى ظَنُّوْا أَنْ لَا يَبْقٰى مِنَّا أَحَدٌ إِلَّا ذُكِرَ فِيْهَا قَالَ قُلْتُ سُوْرَةُ الْأَنْفَالِ قَالَ تِلْكَ سُوْرَةُ بَدْرٍ قَالَ قُلْتُ فَالْحَشْرُ قَالَ نَزَلَتْ فِيْ بَنِي النَّضِيْرِ.

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابن عباس سے کہا سورۂ توبہ! انہوں نے فرمایا: توبہ! بلکہ وہ تو کفار اور منافقین کو ذلیل کرنے والی ہے یہ سورت نازل ہوتی رہی، اس میں ہے: بعض منافقین، بعض منافقین حتیٰ کہ انہوں نے یہ گمان کیا کہ ہر منافق کا اس سورت میں ذکر کر دیا جائے گا۔ میں نے پوچھا اور سورت انفال، انہوں نے کہا یہ سورۂ بدر ہے، میں نے کہا حشر، انہوں نے کہا یہ بنو نضیر کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

٧٤١٩- حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنُ أَبِيْ شَيْبَةَ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ عَنْ أَبِي حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ خَطَبَ عُمَرُ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ أَلَا وَإِنَّ الْخَمْرَ نَزَلَ تَحْرِيمُهَا يَوْمَ نَزَلَ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةِ أَشْيَاءَ مِنَ الْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالتَّمْرِ وَالزَّبِيبِ وَالْعَسَلِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ وَدِدْتُ أَيُّهَا النَّاسُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا فِيهَا الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.

رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا: سنو جب خمر کی تحریم نازل ہوئی اس وقت خمر پانچ چیزوں سے بنتی تھی گندم، جو، کھجور، انگور اور شہد اور خمر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانک لے، اور اے لوگو تین چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو تفصیل سے بتلا دیتے، دادا اور کلالہ کی میراث اور سود کے چند ابواب۔

٧٤٢٠ - وَحَدَّثَنَا أَبُو كُرَيْبٍ أَخْبَرَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ حَدَّثَنَا أَبُو حَيَّانَ عَنِ الشَّعْبِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ عَلَى مِنْبَرِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ أَمَّا بَعْدُ أَيُّهَا النَّاسُ فَإِنَّهُ نَزَلَ تَحْرِيمُ الْخَمْرِ وَهِيَ مِنْ خَمْسَةٍ مِنَ الْعِنَبِ وَالتَّمْرِ وَالْعَسَلِ وَالْحِنْطَةِ وَالشَّعِيرِ وَالْخَمْرُ مَا خَامَرَ الْعَقْلَ وَثَلَاثٌ أَيُّهَا النَّاسُ وَدِدْتُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ عَهِدَ إِلَيْنَا فِيهِنَّ عَهْدًا نَنْتَهِي إِلَيْهِ الْجَدُّ وَالْكَلَالَةُ وَأَبْوَابٌ مِنْ أَبْوَابِ الرِّبَا.

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر فرماتے ہوئے سنا: حمد و ثنا کے بعد اے لوگو! جب خمر کی تحریم نازل ہوئی تو وہ پانچ چیزوں سے بنائی جاتی تھی انگور، کھجور، شہد، گندم اور جو، اور خمر وہ شے ہے جو عقل کو ڈھانک لے، اے لوگو! تین چیزیں ایسی ہیں جن کے متعلق میں یہ چاہتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں ان کے بارے میں واضح نصیحت فرما دیتے۔ دادا اور کلالہ کی میراث اور سود کے چند ابواب۔

٧٤٢١ - وَحَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَاعِيلُ بْنُ عُلَيَّةَ ح وَحَدَّثَنَا إِسْحَقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عِيسَى بْنُ يُونُسَ كِلَاهُمَا عَنْ أَبِي حَيَّانَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ بِمِثْلِ حَدِيثِهِمَا غَيْرَ أَنَّ ابْنَ عُلَيَّةَ فِي حَدِيثِهِ الْعِنَبِ كَمَا قَالَ ابْنُ إِدْرِيسَ وَفِي حَدِيثِ عِيسَى

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کی ہیں ایک سند کے ساتھ عنب کا لفظ مروی ہے اور دوسری کے ساتھ زبیب کا۔

الزَّبِيبِ كَمَا قَالَ ابْنُ مُسْهِرٍ۔

٢٢٢، حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ زُرَارَةَ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ قَسَمًا إِنَّ هٰذَانِ خَصْمَانِ اخْتَصَمُوا فِي رَبِّهِمْ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الَّذِينَ بَرَزُوا يَوْمَ بَدْرٍ حَمْزَةُ وَعَلِيٌّ وَعُبَيْدَةُ بْنُ الْحَارِثِ وَعُتْبَةُ وَشَيْبَةُ ابْنَا رَبِيعَةَ وَالْوَلِيدُ بْنُ عُتْبَةَ۔

٢٢٣، حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا وَكِيعٌ ح وَحَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَمِيعًا عَنْ سُفْيَانَ عَنْ أَبِي هَاشِمٍ عَنْ أَبِي مِجْلَزٍ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا ذَرٍّ يُقْسِمُ لَنَزَلَتْ هٰذَانِ خَصْمَانِ بِمِثْلِ حَدِيثِ هُشَيْمٍ۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ قسم کھا کر کہتے تھے: "یہ دو فریق ہیں جنھوں نے اپنے رب کے بارے میں تنازع کیا۔" وہ یہ کہتے تھے کہ یہ آیت ان کے متعلق نازل ہوئی جنھوں نے جنگ بدر میں مبارزت کی حضرت حمزہ حضرت علی، اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ عنہم، ان کے مقابلہ میں عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نکلے۔

امام مسلم نے اس حدیث کی دو سندیں ذکر کیں، قیس بن عباد کہتے ہیں میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو قسم کھا کر یہ کہتے ہوئے سنا ھذان خصمان یہ آیت نازل ہوئی — اور یہ حدیث سابق کی مثل ہے۔

آج بروز ہفتہ ۸ رجب ۱۴۰۳ھ بمطابق ۲ جنوری ۱۹۹۳ء نماز فجر کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس گنہ گار کے ہاتھوں صحیح مسلم کا ترجمہ مکمل کرا دیا۔ اللہ تعالیٰ کا بے حد و حساب شکر ہے کہ اس نے اپنے اس بے بضاعت اور عاجز بندے کو اپنے رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام معجز نظام کو اردو میں منتقل کرنے کی توفیق اور سعادت بخشی، رب العالمین جس طرح تو نے مجھے صحیح مسلم شریف کے مکمل ترجمہ کی توفیق دی ہے۔ قرآن مجید کے مکمل ترجمہ کی بھی توفیق اور سعادت عطا فرما اور میرے اس کام کو میری مغفرت کا ذریعہ اور صدقہ جاریہ کر دے! آمین یا رب العالمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین اکرم الاولین والآخرین شفیعاً یوم الدین قائد الغر المحجلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین وازواجہ الطاہرات امہات المؤمنین واولیاء امتہ وعلماء ملتہ من المحدثین والمفسرین والفقہاء والمجتہدین وعامۃ المسلمین اجمعین الی یوم الدین۔

تفسیر کا لغوی اور اصطلاحی معنی اور تفسیر اور تاویل کا فرق

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں:

الفسر اظهار المعنى المعقول، والتفسير قد يقال فيما يختص بمفردات الالفاظ وغريبها وفيما يختص بالتاويل ولهذا يقول تفسير الرؤيا وتاويلها۔[۱]

فسر کا معنی ہے معنی معقول کو ظاہر کرنا، مفردات الفاظ کی تفسیر اور تشریح معنی کے بیان کو تفسیر کہتے ہیں، اور کبھی تاویل پر تفسیر کا اطلاق ہوتا ہے، اسی سبب سے خواب کی تعبیر بیان کرنے کو تفسیر اور تاویل کہتے ہیں۔

علامہ زبیدی لکھتے ہیں:

الفسر الابانة وكشف المغطى كما قال ابن الاعرابي وكشف المعنى كما في البصائر والفسر نظر الطبيب الى الماء كالتفسرة او التفسرة البول الذي يستدل به على المرض وينظر فيه الاطباء يستدلون بلونه على علة العليل. التفسير والتاويل واحد، او التفسير كشف المراد عن اللفظ المشكل والتاويل رد احد المحتملين الى ما يطابق الظاهر كذا في اللسان وقيل التفسير شرح ما جاء مجملا من القصص في الكتاب الكريم وتعريف ما تدل عليه الفاظه الغريبة وتبيين الامور التي نزلت بسببها اذى والتاويل هو تبيين معنى المتشابه، والمتشابه هو ما لم يقطع بفحواه من غير تردد فيه۔[۲]

ابن الاعرابی نے کہا فسر کا معنی ہے ظاہر کرنا اور ڈھکی چیز کو کھولنا ہے، بصائر میں ہے معنی معقول کو منکشف کرنا ہے، نیز فسر کا معنی ہے طبیب کا پیشاب کا معائنہ کرنا، تفسرہ اس پیشاب کو کہتے ہیں جس سے مریض کے مرض پر استدلال کیا جاتا ہے، اور طبیب معائنہ کرتے ہیں اور اس کے رنگ سے مریض کے مرض پر استدلال کرتے ہیں۔ تفسیر اور تاویل دونوں کا ایک معنی ہے، یا تفسیر مشکل لفظ کی مراد کو بیان کرنا ہے اور تاویل دو معنوں میں سے کسی ایک احتمال کو ترجیح دینا ہے جو ظاہر کے مطابق ہو، لسان میں اسی طرح ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ قرآن مجید میں جو مجمل قصے ہیں ان کی شرح کرنا اور مشکل الفاظ کے معانی بیان کرنا اور آیات کا شان نزول بیان کرنا تفسیر ہے اور متشابہ کے معنی بیان کرنا تاویل ہے اور جن الفاظ کا معنی قطعیت کے ساتھ معلوم نہ ہو سکے وہ متشابہ ہیں۔

علامہ میر سید شریف لکھتے ہیں:

التفسير في الاصل هو الكشف والاظهار وفي الشرع توضيح معنى الآية وشانها وقصتها والسبب الذي نزلت فيه بلفظ يدل عليه دلالة

تفسیر کا لغوی معنی ہے کشف اور اظہار، اور اصطلاحی معنی ہے واضح لفظوں سے آیت کے معنی کو بیان کرنا اور اس سے متعلق

۱۔ علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص [illegible] مطبوعہ [illegible] ایران، ۱۳۴۲ھ

۲۔ علامہ سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ، تاج العروس ج [illegible] ص [illegible] مطبوعہ [illegible] مصر [illegible]

طہ، ۱۹ رسلہ

احادیث و آثار بیان کرنا اور اس کا شان نزول بیان کرنا۔

التاویل فی الاصل الترجیع وفی الشرع صرف اللفظ عن معناه الظاهر الی معنی یحتمله اذا کان المحتمل الذی یراه موافقا بالکتاب والسنة مثل قوله تعالی۔

یخرج الحی من المیت ان اراد به اخراج الطیر من البیضة کان تفسیرا وان اراد اخراج المؤمن من الکافر او العالم من الجاهل کان تاویلا۔[۲]

تاویل کا لغوی معنی ہے لوٹانا اور اصطلاح شرع میں، ایک لفظ کو اس کے ظاہری معنی سے ہٹا کر ایک ایسے معنی پر محمول کرنا جس کا وہ احتمال رکھتا ہو اور وہ احتمال کتاب اور سنت کے موافق ہو مثلاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "یخرج الحی من المیت" "وہ مردہ سے زندہ کو نکالتا ہے" اگر اس آیت میں انڈے سے پرندے کو نکالنا مراد ہو تو یہ تفسیر ہے اور اگر کافر سے مومن کو پیدا کرنا یا جاہل سے عالم کو پیدا کرنا مراد ہو تو یہ تاویل ہے۔

علم تفسیر کی تعریف میں علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

انه علم یبحث فیه عن کیفیة النطق بالفاظ القرآن ومدلولاتها واحکامها الافرادیة والترکیبیة ومعانیها التی تحمل علیها حالة الترکیب وتتمات لذلک کمعرفة النسخ وسبب النزول وقصة توضح ما یبهم فی القرآن ونحو ذلک۔[۳]

علم تفسیر وہ علم ہے جس میں الفاظ قرآن کے تلفظ، ان کی دلالت، ان کی ترکیب نحوی اور ان کے معانی سے بحث کی جاتی ہے، اور نسخ، سبب نزول اور کسی مبہم چیز کی وضاحت سے بھی بحث کی جاتی ہے۔

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

تاویل اور تفسیر میں یہ فرق ہے کہ تفسیر مفردات میں ہوتی ہے اور تاویل جملوں میں ہوتی ہے، امام ماتریدی نے کہا تفسیر میں اس بات کا قطعی بیان ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس لفظ سے یہ معنی مراد لیا ہے، اور تاویل میں قطعیت کے بغیر کسی ایک احتمال کو ترجیح دی جاتی ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ تفسیر کا تعلق روایت سے ہے اور تاویل کا تعلق درایت سے ہے۔[۴]

علامہ وشتانی ابی مالکی لکھتے ہیں:

تفسیر کا لغوی معنی کشف اور بیان ہے اور تاویل کا معنی ہے لفظ کو اس کے معنی کی طرف رجوع کرنا۔ فقہاء نے تاویل کی یہ تعریف کی ہے کہ لفظ جس معنی کا احتمال رکھتا ہو اس کو کسی دلیل سے بیان کرنا، اور تفسیر کا معنی ہے لفظ کا بیان

۱۔ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، کتاب التعریفات ص ۲۸، مطبوعہ مطبعۃ خیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ

۲۔ " " " " ، کتاب التعریفات ص ۲۲،

۳۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱ ص ۴، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

۴۔ " " " " ، روح المعانی ج ۱ ص ۵،

ہے، مثلاً لاریب فیہ کا معنی ہے اس قرآن میں شک نہیں ہے، یہ تفسیر ہے اور تاویل کا معنی ہے معنی بیان کرنا یعنی بہ ظاہر یہاں شک نہیں ہے، یعنی مومنین کے نزدیک اس میں شک نہیں ہے، شک تو صرف کافر کرتے ہیں۔ [۱]

بنو اسرائیل کو حطۃ کا حکم دینے اور ان کے قول بدلنے کی تفسیر

قرآن مجید میں ہے:

وإذ قلنا ادخلوا هذه القرية فكلوا منها حيث شئتم رغدا وادخلوا الباب سجدا وقولوا حطة نغفر لكم خطيكم وسنزيد المحسنين ۝ فبدل الذين ظلموا قولا غير الذي قيل لهم فانزلنا على الذين ظلموا رجزا من السماء بما كانوا يفسقون ۝

(بقرہ: ۵۸، ۵۹)

اور جب ہم نے فرمایا اس شہر میں چلے جاؤ پھر اس میں جہاں چاہو بافراغت کھاؤ اور دروازے میں سر جھکائے ہوئے (عاجزی سے) داخل ہو، اور کہو حطۃ (ہمارے گناہ معاف کر دے) ہم تمہارے گناہ بخش دیں گے اور نیکی کرنے والوں کو عنقریب مزید زیادہ دیں گے، تو ظالموں نے اس بات کو بدل دیا جو ان سے کہی گئی تھی تو ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب نازل کیا کیونکہ وہ نافرمانی کرتے تھے۔

علامہ قرطبی لکھتے ہیں:

اس بستی کی تعیین میں اختلاف ہے، جمہور کے نزدیک یہ بیت المقدس ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ بیت المقدس کے قریب اریحا کا علاقہ ہے، ابن کیسان نے کہا کہ شام ہے، ضحاک نے کہا یہ فلسطین ہے [illegible] درخت سے اللہ تعالیٰ نے ان پر اس بستی میں دخول مباح کر دیا اور میدان تیہ کی کلفت ان سے زائل کر دی۔ جس دروازے سے ان کو جھکتے ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا تھا، مجاہد نے کہا یہ بیت المقدس کا دروازہ ہے اور اب باب حطۃ کے نام سے مشہور ہے، ایک قول یہ ہے کہ یہ اس گنبد کا دروازہ ہے جس کی طرف منہ کر کے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنو اسرائیل نماز پڑھتے تھے۔

بنو اسرائیل کو اس دروازے سے سجدہ کرتے (جھکتے) ہوئے داخل ہونے کا حکم دیا اور فرمایا حطۃ کہیں، اس کا معنی ہے:

احطط عنا ذنوبنا حطة۔ ہمارے گناہوں کو ہم سے ساقط کر دے ساقط کرنا۔

حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ ان سے کہا گیا تھا لا الہ الا اللہ کہو، ایک قول یہ ہے کہ ان کو استغفار کا حکم دیا تھا تاکہ ان کے گناہ ساقط ہو جائیں، دروازے میں تواضع سے جھکتے ہوئے استغفار پڑھتے ہوئے داخل ہوں تاکہ ان کے بدن اور زبان دونوں سے استغفار، اور اللہ کی نعمتوں کا اعتراف اور شکر بجا لانا ظاہر ہو۔ [۲]

۱۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۹ ص ۳۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

۲۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۴۰۹-۴۱۰، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس آیت سے معلوم ہوا کہ زبان سے استغفار کرنا اور بدنی عبادت سجدہ وغیرہ بجالانا توبہ کا تتمہ ہے۔ اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہوا کہ مشہور گناہ کی توبہ باعلان ہونی چاہیے۔ دوسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ مقامات متبرکہ جو رحمت الٰہی کے مورد ہوں وہاں توبہ کرنا اور طاعت بجالانا ثمرات نیک اور سرعت قبول کا سبب ہوتا ہے (فتح العزیز) اسی لیے صالحین کا دستور رہا ہے کہ انبیاء و اولیاء کے موالد و مزارات پر حاضر ہو کر استغفار کرتے ہیں۔ عرس و زیارات میں بھی یہ فائدہ متصور ہے۔[1]

انبیاء علیہم السلام کے مزارات اور بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارکہ پر حاضر ہو کر استغفار کی اصل یہ آیت ہے:

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاءوك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحيما (النساء: ٦٤)

اور اگر وہ کبھی اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھتے تو آپ کے پاس آجاتے پھر اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت طلب کرتے، تو وہ اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا اور بے حد رحم فرمانے والا پاتے۔

امام بخاری نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ بنو اسرائیل سے کہا گیا تھا کہ دروازہ سے سجدہ کرتے ہوئے داخل ہو، اور حطۃ کہنا، وہ کولہوں کے بل زمین پر گھسٹتے ہوئے گئے اور انہوں نے اس لفظ کو بدل دیا اور حطۃ کی جگہ حبۃ فی شعرۃ (دانہ بال میں) کہا۔[2]

علامہ ابی مالکی لکھتے ہیں:

اللہ تعالیٰ کے اس قول کو بدلنے کی سزا میں ان پر عذاب نازل ہوا۔ ابن زید نے کہا یہ عذاب طاعون تھا جس سے ستر ہزار بنو اسرائیل ہلاک ہو گئے۔[3]

روایت بالمعنی کی تحقیق

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے اس آیت سے اس مسئلہ پر استدلال کیا ہے کہ جن اقوال کی شریعت میں تخصیص کی گئی ہے اگر ان الفاظ سے عبادت مطلوب ہے تو ان الفاظ کو تبدیل کرنا جائز نہیں ہے اور اگر ان کے معنی سے عبادت مطلوب ہے تو ان الفاظ میں اس طرح تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے جس سے وہ معنی فوت ہو جائے۔

امام مالک، امام شافعی، امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب سے یہ منقول ہے کہ جو شخص موقع خطاب کی معرفت رکھتا ہو اس کے لیے حدیث کی روایت بالمعنی کرنا جائز ہے، بہ شرطیکہ اس کے بیان کردہ الفاظ میں حدیث کا معنی مکمل طور پر آجائے، اور یہی جمہور کا قول ہے اور بعض علماء نے روایت بالمعنی سے منع کیا ہے۔ محدثین نے کہا اگر تم چاہو تو حدیث کے مفہوم کی روایت کرو۔

[1] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان ص ۔۔۔، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

[2] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[3] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۷ ص ۳۲۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

لیکن حدیث میں زیادتی نہ کرو۔ مالک بن انس حدیث میں تاء اور یاء کی تبدیلی پر بھی بہت سختی کرتے تھے۔ جن کا مذہب حدیث کا ہی مسلک ہے وہ حدیث میں تغییر اور تبدیلی کو جائز کہتے ہیں اور ایسی حدیث کو قبول کرتے ہیں حضرت عمر بن خطاب نے فرمایا جس نے ہم سے کسی حدیث کو سنا پھر جس طرح اس کو سنا تھا ویسے ہی بیان کر دیا تو وہ سلامت رہے گا حضرت عبد اللہ بن عمر و حضرت زید بن ارقم سے بھی اسی طرح مروی ہے۔ تقدیم تاخیر اور زیادتی اور کمی میں بھی یہی اختلاف ہے۔ چونکہ بعض علماء معنی کا اعتبار کرتے ہیں اور لفظ کا اعتبار نہیں کرتے اور بعض اس میں بہت سختی کرتے ہیں اور حروف کو بھی نہیں چھوڑتے۔ اسی میں زیادہ احتیاط ہے اور یہی اولیٰ ہے۔ لیکن اکثر علماء کا نظریہ اس کے برعکس ہے۔

روایت بالمعنی کا قول صحیح ہے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت سے یہ بات معلوم ہے کہ وہ ایک واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کو متعدد الفاظ سے روایت کرتے تھے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی توجہ معنی کی طرف رہتی تھی اور وہ احادیث کے الفاظ یاد کرنے کا التزام نہیں کرتے تھے حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو من و عن تم تک نہیں پہنچاتے، ہم صرف معنی سے مراد کا بطور ... روایت کرتے ہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد اصحاب سے ملاقات ہوئی الفاظ کا ان میں اختلاف تھا اور معنی میں وہ متفق تھے۔ نخعی، حسن اور شعبی روایت بالمعنی کرتے تھے۔ حسن نے کہا جب تم معنی حاصل کر لو تو یہ کافی ہے۔ سفیان ثوری رحمہ اللہ نے کہا جب میں تم سے یہ کہوں کہ میں نے جس طرح سنا ہے اسی طرح حدیث بیان کر رہا ہوں، تو اس کی تصدیق مت کرو میں صرف معنی کو منتقل کر رہا ہوں۔ وکیع رحمہ اللہ نے کہا اگر روایت بالمعنی کی وسعت نہ ہوتی تو لوگ ہلاک ہو جاتے۔ اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ شریعت کو عجمی زبان میں منتقل کرنا اور اس کا ترجمہ کرنا صحیح ہے اور یہی روایت بالمعنی ہے اور خود اللہ تعالیٰ نے ایسا کیا ہے کیونکہ اس نے اپنی کتاب میں انبیاء سابقین کے قصے بیان کیے ہیں اور اس نے ایک قصے کو متعدد جگہ پر متعدد الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے اور ان کا معنی واحد ہے۔ —— اور ان کے کلام کو ان کی زبان سے عربی میں منتقل کیا ہے اور وہ تقدیم، تاخیر، حذف، زیادتی اور کمی میں ان کی زبان کے اسلوب کے خلاف ہے اور جب عجمی زبان کو عربی میں منتقل کرنا جائز ہے تو عربی کو عربی میں منتقل کرنا بھی جائز ہوگا۔ حسن اور شافعی نے اس دلیل سے استدلال کیا ہے اور یہ اس مسئلہ میں قوی دلیل ہے۔[1]

الیوم اکملت لکم دینکم کی تفسیر

قرآن مجید میں ہے:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (مائدہ: ۵)

آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا۔

امام مسلم طارق بن شہاب سے روایت کرتے ہیں کہ یہودیوں میں سے ایک شخص حضرت عمر کے پاس گیا اور

[1] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۱ ص ۳۴ مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران

اس نے کہا: اے امیر المؤمنین! آپ اپنی کتاب میں ایک ایسی آیت کو پڑھتے ہیں کہ اگر ہم یہودیوں پر وہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید قرار دیتے، حضرت عمر نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے؟ اس نے کہا وہ یہ آیت ہے: "آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا" حضرت عمر نے کہا مجھے معلوم ہے کہ یہ آیت کس دن نازل ہوئی تھی اور کس جگہ نازل ہوئی تھی، یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جمعہ کے دن عرفات میں نازل ہوئی تھی۔

علامہ نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

حضرت عمر کی مراد یہ تھی کہ ہم نے دو وجہوں سے اس دن کو عید بنا لیا کیونکہ یہ دن یوم عرفہ تھا اور یوم جمعہ تھا اور ان میں سے ہر دن اہل اسلام کی عید ہے۔ [1]

علامہ ابی مالکی نے بھی یہی لکھا ہے۔ [2]

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

دین سے یہاں شریعت مراد ہے، اور جو احکام شرعیہ تھوڑے تھوڑے کر کے نازل ہوتے رہے۔ حضرت ابن عباس اور سدی سے یہ منقول ہے کہ اس آیت کے بعد کوئی حکم نازل نہیں ہوا، اور جمہور نے یہ کہا ہے کہ اہم فرائض اور تحلیل اور تحریم کے احکام اس آیت کے بعد نازل نہیں ہوئے۔ بعض نے کہا اس آیت کے بعد قرآن مجید کی کافی آیات نازل ہوئیں، آیت ربا اور آیت کلالہ اس آیت کے بعد نازل ہوئی، البتہ دین کا معظم حصہ اور حج کے احکام مکمل ہو چکے تھے کیونکہ اس سال کسی مشرک نے حج نہیں کیا اور نہ کسی نے برہنہ ہو کر طواف کیا، اور تمام لوگوں نے میدان عرفات میں وقوف کیا۔ [3]

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ "آج میں نے تمہارے دین کو کامل کر دیا" اس کا تقاضا یہ ہے کہ اس سے پہلے دین ناقص تھا اور اس سے پہلے بدر، احد اور حدیبیہ میں حاضر ہونے والے جو مہاجرین اور انصار فوت ہو گئے وہ سب ناقص دین پر فوت ہوئے۔ اور اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو ناقص دین کی دعوت دے رہے تھے۔ اور نقص عیب ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہر نقص عیب نہیں ہوتا، کیا مہینہ کا کم ہونا یا انتیس دن کا ہونا عیب ہے، کیا مسافر کا نماز قصر پڑھنا عیب ہے؟ کیا کسی شخص کی عمر کا کم ہونا عیب ہے؟ کیا مال کا چوری سے یا جل جانے سے یا ڈوب جانے سے کم ہونا عیب ہے؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ تبلیغ دوسرے انبیاء سے کم تھا کیا یہ عیب ہے؟

ہمارے نزدیک اس سوال کا زیادہ صحیح جواب یہ ہے کہ اس آیت میں دین بمعنی شریعت ہے یعنی اس آیت کے نزول کے بعد احکام شرعیہ مکمل ہو گئے، کیونکہ احکام شرعیہ بتدریج نازل ہوتے ہیں اور دین ان عقائد اور اصول کا نام ہے جو تمام انبیاء میں مشترک رہتے ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس کا قدیم ہونا، نبوت، قیامت، مرنے کے بعد

---

[1] علامہ یحیی بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۴۰۳، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ

[2] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ، اکمال اکمال المعلم ج ۲ ص ۳۲۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[3] علامہ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۶۳، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ

احتکار، جزیہ، سزا اور جنت و دوزخ۔ ان تمام امور کا تعلق دین سے ہے اور یہ دین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی دعوت سے کامل تھا اور جو صحابہ ان احکام کے نزول سے پہلے فوت ہوئے وہ دین کامل پر فوت ہوئے، اور ان کے حق میں شریعت بھی کامل تھی کیونکہ ان کی زندگی میں جتنے احکام شرعیہ نازل ہوئے وہ ان سب پر ایمان لائے اور انہوں نے ان سب پر عمل کیا۔

دین، شریعت اور مذہب وغیرہ کی تعریفات

میر سید شریف لکھتے ہیں:

الدین وضع الٰهی یدعو اصحاب العقول الی قبول ما هو عند الرسول صلی الله علیه وسلم۔ الدین والملة متحدان بالذات ومختلفان بالاعتبار فان الشریعة من حیث انها تطاع تسمی دینا ومن حیث انها تجمع تسمی ملة ومن حیث انها یرجع الیها تسمی مذهبا وقیل الفرق بین الدین والملة والمذهب ان الدین منسوب الی الله تعالی والملة منسوبة الی الرسول والمذهب منسوب الی المجتهد[1]
الشریعة هی الائتمار بالتزام العبودیة۔ وقیل الشریعة هی الطریق فی الدین۔[2]

دین ایک الٰہی دستور ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہوتا ہے جو عقل والوں کو اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے۔ دین اور ملت متحد بالذات ہیں اور مختلف بالاعتبار ہیں کیونکہ شریعت بہ حیثیت اطاعت دین ہے اور بہ حیثیت مجتمع اور تحریر ملت ہے، اور جس حیثیت سے اس کی طرف رجوع کیا جائے مذہب ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ دین اللہ کی طرف منسوب ہے اور ملت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور مذہب مجتہد کی طرف منسوب ہے۔
عبودیت کا التزام کرکے حکم ماننا شریعت ہے ایک قول یہ ہے کہ شریعت دین کا ایک راستہ ہے۔

علامہ بدر الدین عینی لکھتے ہیں:

عن قتادة شرعة ومنهاجا قال الدین واحد والشریعة مختلفة۔[3]

شرعۃ ومنہاجا کی تفسیر میں قتادہ نے کہا دین ایک ہے اور شریعت مختلف ہے۔

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

انه جعل التوراة لاهلها والانجیل لاهله والقرآن لاهله وهذا فی الشرائع والعبادات والاصل التوحید لا اختلاف فیه۔[4]

اللہ تعالیٰ نے اہل تورات کے لیے تورات مقرر کی اور اہل انجیل کے لیے انجیل اور اہل قرآن کے لیے قرآن مقرر کیا اور یہ تقرر شرائع اور عبادات میں ہے اور اصل توحید ہے جس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

۱۔ میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ، کتاب التعریفات ص ۴۷، مطبوعہ مطبعہ خیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ
۲۔ " " " " ، کتاب التعریفات ص ۵۵ "
۳۔ علامہ بدر الدین محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۱ ص ۱۲، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۸ھ
۴۔ علامہ ابو عبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ، الجامع لاحکام القرآن ج ۶ ص ۲۱۱، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران، ۱۳۸۷ھ

امام بخاری مجاہد سے روایت کرتے ہیں:

اوصیناک یا محمد وایاہ دینا واحدا [1]

اے محمد! (صلی اللہ علیک وسلم) ہم نے آپ کو اور حضرت نوح کو ایک ہی دین کی وصیت کی ہے۔

قرآن مجید میں ہے:

شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراہیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ۔

(الشوری: ۱۳)

اللہ نے تمہارے لیے اسی دین کا راستہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوح کو دیا تھا اور جس دین کی ہم نے آپ کی طرف وحی فرمائی ہے اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا تھا کہ اسی دین کو قائم رکھو اور اس میں تفرقہ نہ ڈالو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کا دین واحد ہے اور وہ اسلام ہے۔

لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا۔

(المائدہ: ۴۸)

ہم نے تم میں سے ہر ایک کے لیے الگ الگ شریعت اور واضح راہ عمل بنائی ہے۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ہر نبی کی شریعت الگ ہے۔

قرآن مجید کی ان آیات، احادیث اور عبارات علماء کا حاصل یہ ہے کہ جو عقائد اور اصول تمام انبیاء میں مشترک ہیں مثلاً توحید، رسالت، قیامت، جزاء، سزا، اللہ کی تعظیم اور اس کے شکر کا واجب ہونا، قتل اور زنا کا حرام ہونا، ان کا نام دین ہے اور ہر نبی نے اپنے زمانہ کے مخصوص حالات کے اعتبار سے عبادات اور نظام حیات کے جو مخصوص احکام بتائے وہ شریعت ہے، ان کو مدون اور منضبط کرنا ملت ہے۔ اور امام اور مجتہد نے کتاب اور سنت سے جو احکام مستنبط کیے ان کا نام مذہب ہے اور مشائخ طریقت نے جو اوراد اور وظائف کے مخصوص طریقے بتائے ان کا نام مسلک اور مشرب ہے اور کسی مخصوص درس گاہ کے نظریات کا نام مکتب فکر ہے۔ مثلاً یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہم دین کے اعتبار سے مسلمان ہیں، شریعت کے اعتبار سے محمدی ہیں، مذہب کے اعتبار سے ماتریدی اور حنفی ہیں اور مسلک اور مشرب کے اعتبار سے قادری ہیں اور مکتب فکر کے لحاظ سے بریلوی ہیں۔

آیت مذکورہ سے یوم میلاد النبی کے عرفاً عید ہونے پر استدلال

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

یہ آیت حجۃ الوداع میں عرفہ کے روز جو جمعہ کو تھا بعد عصر نازل ہوئی معنی یہ ہیں کہ کفار تمہارے دین پر غالب آنے سے مایوس ہو گئے تمہارے لیے تمہارا دین کامل کر دیا اور امور تکلیفیہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیے اسی لیے اس آیت کے نزول کے بعد بیان حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اگرچہ۔ تفسیر لکھا

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[illegible] الی اللہ نازل ہوئی مگر وہ آیت موعظت و نصیحت سے متعلق تھی بعض مفسرین کا قول ہے کہ دین کامل کرنے کا معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا ثمرہ یہ ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی تو کوئی مشرک مسلمانوں کے ساتھ حج نہ کر سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنی یہ ہیں کہ ہم نے تمہیں دشمن سے امن دی، ایک قول یہ ہے کہ دین کامل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا۔[1]

شان نزول: بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا: اے امیر المومنین! آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم اس کے روز نزول کو عید بنا لیتے، فرمایا کون سی آیت؟ اس نے یہی آیت الیوم اکملت لکم پڑھی، آپ نے فرمایا: میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ نازل ہوئی تھی اور اس کے مقام نزول کو بھی پہچانتا ہوں، وہ مقام عرفات کا تھا اور دن جمعہ کا، آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لیے وہ دن عید ہے۔ ترمذی شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا، آپ نے فرمایا: جس روز یہ نازل ہوئی اس دن دو عیدیں تھیں: جمعہ و عرفہ۔ (ترمذی ص ۴۳۳، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی) اس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر و ابن عباس رضی اللہ عنہم صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ عید میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نعم الٰہیہ کی یادگار و شکر گزاری ہے۔[1]

علامہ راغب اصفہانی عید کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

والعيد ما يعاود مرة بعد اخرى وخص في الشريعة بيوم الفطر ويوم النحر ولما كان ذلك اليوم مجعولا للسرور في الشريعة كما نبه النبي صلى الله عليه وسلم بقوله ايام اكل وشرب وبعال صار يستعمل العيد في كل يوم فيه مسرة وعلى ذلك قوله تعالى انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا۔[2]

عید اس دن کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور شریعت میں یہ دن عید الفطر اور عید الاضحی کے ساتھ خاص ہے اور چونکہ یہ دن شریعت میں اظہار خوشی کے لیے مقرر کیا گیا ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں اس پر متنبہ کیا کہ یہ ایام کھانے پینے اور عمل ازدواج کے ایام ہیں، تو عید کا لفظ ہر خوشی کے دن کے لیے استعمال ہونے لگا اور اسی استعمال کے مطابق قرآن مجید کی یہ آیت ہے: عیسیٰ ابن مریم نے عرض کیا: اے اللہ! ہمارے رب! ہم پر آسمان سے کھانے کا دسترخوان نازل فرما جو ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید ہو اور تیری طرف سے ایک نشانی ہو جائے۔ (المائدہ: ۱۱۴)

---

[1] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان ص ۱۷۱، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

[2] علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ، المفردات ص ۳۵۲، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ

جس دن اللہ تعالیٰ نے کوئی عظیم نعمت عطا فرمائی ہو تو جب وہ دن لوٹ کر آئے تو اس نعمت کی یاد اور خوشی کے اظہار کے لیے اس دن کو عید کہا جاتا ہے، یوم الفطر میں ایک ماہ کے روزوں کے بعد کھانے پینے کی اجازت کی نعمت ملی تو یہ دن عید ہوا، ذبح عظیم کو حضرت اسماعیل کی جگہ ذبیحہ کی قربانی ہوئی تو اس نعمت کی یاد میں یہ دن عید ہوا، جمعہ کے دن حضرت آدم کی تخلیق ہوئی تو یہ دن عید ہو گیا تو بارہ ربیع الاول کو جب حضرت آدم اور ساری اولاد آدم سے بہتر، کائنات کے مختار اور اللہ کے محبوب پیدا ہوئے تو یہ دن عید کا دن کیوں نہیں ہوگا کیونکہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود کائنات کی سب سے بڑی نعمت ہے۔

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس الذين بدلوا نعمة الله كفرا قال هم والله كفار قريش قال عمرو هم قريش ومحمد صلى الله عليه وسلم نعمة الله [1]

جن لوگوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے تبدیل کر دیا، اس کی تفسیر میں حضرت ابن عباس نے فرمایا: خدا کی قسم یہ لوگ کفار قریش ہیں، عمرو بن دینار نے کہا: یہ قریش ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی نعمت ہیں۔

قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا یہ قول ہے کہ جس دن آسمان سے دسترخوان نازل ہوگا وہ دن ہمارے اگلوں اور پچھلوں کے لیے عید کا دن ہوگا۔ آسمان سے کھانا آئے تو وہ دن عید ہو جاتا ہے تو جس دن اللہ کے پاس سے اللہ کے محبوب آئیں وہ دن بطریق اولیٰ عید کا دن ہوگا، البتہ عید الفطر اور عید الاضحیٰ شرعی عیدیں ہیں جن کے شرعی احکام نبی علیہ السلام سے منقول ہیں اور عید میلاد النبی عرفی عید ہے۔ ہمارے ملک میں ۲۳ مارچ کو قرار داد پاکستان کی یاد میں خوشی منائی جاتی ہے ۱۴ اگست کو حصول آزادی کی خوشی میں جلوس نکلتے ہیں اور لوگ مکانوں کو جھنڈیوں سے سجاتے ہیں اور ان تمام نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ ہے اور اہل اسلام ولادت کے دن خوشی منانے میں صدقہ و خیرات کرتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ اور آپ کے فضائل و مناقب بیان کرتے ہیں، اپنے مکانوں اور دکانوں کو سجاتے ہیں اور چراغاں کرتے ہیں اہل اسلام نے کبھی بھی اس کو عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرح شرعی عید نہیں قرار دیا اور نہ اس کو دین کا رکن اور جزء بنایا ہے حتیٰ کہ اس پر بدعت کا فتویٰ لگایا جائے، یہ صرف عرفی عید ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظیم ترین نعمت کی یاد پر اظہار خوشی اور تشکر بجا لانے کا دن ہے۔

علامہ احمد قسطلانی لکھتے ہیں:

فرحم الله امرا اتخذ ليالي شهر مولده المبارك اعيادا ليكون اشد علة على من في قلبه مرض واعياه داء [2]

اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحمت فرمائے جس نے میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنا دیا تاکہ جن لوگوں کے دلوں میں بغض رسالت کی بیماری ہے وہ اور شدید ہو جائے۔

علامہ زرقانی اس عبارت کی شرح میں لکھتے ہیں:

والحاصل ان عمله بدعة لكنه مشتمل على محاسن وضدها فمن تحرى المحاسن و

خلاصہ یہ ہے کہ عید میلاد منانا بدعت (غیر ثابت) کام ہے لیکن یہ اچھائیوں اور برائیوں پر مشتمل ہے تو جس شخص

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۵۶۶، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۸۱ھ

[2] علامہ احمد قسطلانی متوفی ۹۱۱ھ، المواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۷، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

اجتنب ضدها كانت بدعة حسنة ومن لا فلا. قال الحافظ ابن حجر في جواب سوال وظهر لي تخريجه على اصل ثابت في الصحيحين ان النبي صلى الله عليه وسلم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هو يوم اغرق الله فيه فرعون ونجى موسى ونحن نصومه شكرا قال فيستفاد فعل الشكر على ما من به في يوم معين واي نعمة اعظم من بروز نبي الرحمة والشكر يحصل بانواع العبادة كالسجود والصيام والصدقة والتلاوة وسبقه الى ذلك الحافظ ابن رجب۔ لـه

سے بچا جائے کا قصد کیا ہو۔ بہرحال تمام اعمال اگر سب کا جامع ہو اور ان کے مخلوط تمام امات سے بچا جائے تو یہ بدعت حسنہ ہے ورنہ نہیں۔ حافظ ابن حجر نے ایک سوال کے جواب میں کہا میرے نزدیک اس کی دلیل یہ ہے کہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ یہود یوم عاشورہ کا روزہ رکھتے ہیں آپ نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا تو انہوں نے کہا اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور حضرت موسیٰ کو نجات دی سو ہم اس دن شکر کا روزہ رکھتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم بہ نسبت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ حقدار ہیں پھر آپ نے اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ اس حدیث سے یہ مستفاد ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ کی نعمت پر شکر کرنا جائز ہے اور اس دن شکر ہی ادا کیا جاتا ہے۔ اور نبی الرحمۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت مبارکہ سے بڑھ کر کون سی نعمت ہے! اور شکر مختلف عبادتوں سے ہوتا ہے مثلاً سجدہ نماز، نفلی روزے رکھنا، صدقہ و خیرات کرنا اور قرآن مجید کی تلاوت کرنا۔ حافظ ابن حجر سے پہلے حافظ ابن رجب نے یہ دلیل پیش کی تھی۔

فانكحوا ما طاب لكم من النساء کی تفسیر

قرآن مجید کی آیت ہے

وان خفتم الا تقسطوا في اليتمى فانكحوا ما طاب لكم من النساء مثنى وثلاث وربع (النساء: ۳)

اگر تم کو یہ خوف ہو کہ تم یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کر سکو گے تو اپنی پسند کی عورتوں سے نکاح کرو دو دو، تین تین اور چار چار عورتوں سے نکاح کرو

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اس آیت کی تفسیر میں چند قول ہیں۔ حسن کا قول یہ ہے کہ پہلے زمانہ میں مدینہ کے لوگ جن کی زیر ولایت یتیم لڑکیاں ہوتیں ان کے مال کی وجہ سے ان سے نکاح کر لیتے باوجودیکہ اس کی رغبت نہیں ہوتی تھی پھر اس کے ساتھ صحبت و معاشرت میں بجا

لـه علامہ محمد عبدالباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ، شرح مواہب اللدنیہ ج ۱ ص ۲۶۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۳ھ

سلوک نہ کرتے، اور اس کے مال کا وارث بننے کے لیے کہ اس کی موت کے منتظر رہتے۔ اس آیت میں انہیں اس سے روکا گیا۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت سے تو بے انصافی ہو جانے کے خدشہ سے گھبراتے تھے اور زنا کی پروا نہ کرتے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ اگر تم ناانصافی کے اندیشے سے یتیموں کی ولایت سے گریز کرتے ہو تو زنا سے بھی خوف کرو۔ اور اس سے بچنے کے لیے جو عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں، ان سے نکاح کرو، اور حرام کے قریب مت جاؤ۔ ایک قول یہ ہے کہ لوگ یتیموں کی ولایت و سرپرستی میں تو ناانصافی کا اندیشہ کرتے تھے اور بہت سے نکاح کرنے میں کچھ باک نہیں رکھتے تھے، انہیں بتایا گیا کہ جب زیادہ عورتیں نکاح میں ہوں تو ان کے حق میں ناانصافی ہونے سے بھی ڈرو، اتنی ہی عورتوں سے نکاح کرو جن کے حقوق ادا کر سکو۔ عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ قریش دس دس بلکہ اس سے زیادہ عورتیں کرتے تھے، اور جب ان کا بار نہ اٹھ سکتا تو جو یتیم لڑکیاں ان کی سرپرستی میں ہوتیں ان کے مال خرچ کر ڈالتے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ اپنی استطاعت دیکھ لو اور چار سے زیادہ نکاح نہ کرو، تاکہ تمہیں یتیموں کا مال خرچ کرنے کی حاجت پیش نہ آئے۔ اس آیت سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ آزاد مرد کے لیے ایک وقت میں چار عورتوں تک سے نکاح جائز ہے خواہ وہ آزاد ہوں یا باندی، اور یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی کے لیے ایک وقت چار عورتوں سے زیادہ نکاح میں رکھنا جائز نہیں ہے، اس پر اجماع ہے۔ یہ ایک وقت چار سے زیادہ کو نکاح میں رکھنا آپ کے خصائص میں سے ہے۔ سنن ابو داؤد میں ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے، ان کی آٹھ بیویاں تھیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان میں سے چار رکھنا۔ جامع ترمذی میں ہے کہ غیلان بن سلمہ ثقفی اسلام لائے ان کی دس بیویاں تھیں وہ بھی ان کے ساتھ مسلمان ہوئیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا، ان میں سے چار رکھو۔ [1]

سورۂ نساء مدنی ہے، اور اس سورت کی اس آیت میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ بیک وقت چار عورتوں سے نکاح کر سکتے ہو اور اگر تم کو یہ خدشہ ہو کہ تم ان میں عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک بیوی پر قناعت کرو، یا اپنی کنیزوں سے نفع اندوزی کرو، یا متعہ کرو، اور اس جگہ متعہ کا بیان نہ کرنا اس بات کا بیان ہے کہ متعہ جائز نہیں ہے۔

اس آیت میں "ما" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس کی وضع عموم کے لیے ہے، یعنی کتاب و سنت میں مذکورہ محرمات کے علاوہ تم کو جو عورتیں بھی پسند آئیں ان سے نکاح کر لو، اس آیت سے معلوم ہوا کہ غیر کفو میں نکاح کرنا بھی جائز ہے، اس مسئلہ کی مکمل تفصیل شرح صحیح مسلم جلد ثالث اور جلد سادس میں بیان کر دی گئی ہے۔

من کان فقیرا فلیاکل بالمعروف کی تفسیر اور ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

وَمَنْ كَانَ غَنِيًّا فَلْيَسْتَعْفِفْ ۚ وَمَن | اور (یتیم کا وہ ولی) جو خوشحال ہو وہ بچا رہے یتیم کے

[1] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان، ص ۱۲۲، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

کان فقیرا فلیاکل بالمعروف۔ (النساء: ۶)

[illegible] سے اجتناب کرے، اور جو ضرورت مند ہو وہ [illegible] مال سے دستور کے مطابق کھائے۔

علامہ ابوبکر جصاص رازی حنفی لکھتے ہیں:

اس آیت کی تاویل میں متقدمین کا اختلاف ہے، قاسم بن محمد بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے [illegible] کہنے لگا میرے پاس کچھ یتیم ہیں جن کے اموال ہیں [illegible] یتیموں کے مال سے کچھ کھانے کی اجازت طلب کر رہا تھا حضرت ابن عباس نے فرمایا کیا تم ان کے خارش زدہ اونٹوں پر تیل [illegible] ایک سیال مادہ [illegible] سے [illegible] ہو جانے سے، نہیں [illegible] آپ نے فرمایا کیا تم اونٹنیاں [illegible] سے بیٹھے تو [illegible] [illegible] آپ نے فرمایا [illegible] اس کے تھنوں سے زیادہ دودھ [illegible] ان کی نسل کا استعمال [illegible] بیان کرتے ہیں حضرت ابن عباس نے فرمایا جب ولی محتاج ہو [illegible] کے ہاتھوں کے ساتھ [illegible] [illegible] حدیث [illegible] ابن عباس نے یتیم کا مال کھانے سے [illegible] [illegible] ضرورت کے وقت یتیم کا [illegible] کھانے کی اجازت [illegible] دی ہے۔

[illegible] بیان کرتے ہیں [illegible] نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے [illegible] سے اس آیت (یتیم کا ولی ضرورت مند ہو تو وہ دستور کے مطابق [illegible]) [illegible] [illegible] بیان کیا [illegible] حسب رواج یتیم کا [illegible] [illegible] کے ساتھ [illegible] اس حدیث کا [illegible] [illegible] ان کے ہاتھوں کے ساتھ [illegible] [illegible] کرنے کی وجہ سے یتیم کا مال کھانا [illegible] غنی اور محتاج کا فرق [illegible] [illegible] حضرت ابن عباس کی روایت [illegible] کہ تم یتیم کے مال سے لے سکتے ہو [illegible] [illegible] کی وجہ سے یتیم کا مال کھانے کا استحقاق [illegible] [illegible]

اس آیت کی تاویلات میں سے ایک تاویل یہ ہے کہ جب کوئی شخص یتیم کے [illegible] تو وہ اس کے مال سے کھا سکتا ہے [illegible]

دوسرے علماء نے یہ کہا کہ یتیم کا ولی ضرورت کے وقت یتیم کے مال سے قرض لے سکتا ہے [illegible] [illegible] ادا کر دے، حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے اللہ کے مال [illegible] کو یتیم کے مال [illegible] کر دیا ہے، اگر میں مستغنی ہوں تو اس سے بچا رہوں گا اور اگر مجھے ضرورت ہو تو میں اس سے [illegible] [illegible] کی تاموں [illegible] کر دیا ہوں۔ عبیدہ سلمانی، سعید بن جبیر، [illegible] اور مجاہد سے بھی [illegible]

کہ [illegible] ضرورت کے وقت یتیم کے مال سے قرض لے [illegible] جب [illegible] [illegible]

[illegible] حسن [illegible] کی روایت اور مکحول کا یہ کہنا ہے کہ ضرورت کے وقت وصی یتیم کے مال سے [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] ان کے پاس مال آ جائے تو وہ اس کو ادا کرے۔

جو حضرت شعبی سے منقول ہے [illegible] [illegible] ضرورت کے وقت اس کو [illegible]

[illegible] کو واپس کر دے اور اگر وسعت نہ ہو تو یہ اس کے لیے حلال ہے

یا بچوں مالک مقسم نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ جب [illegible] یتیم کے مال سے [illegible] ضرورت مند ہو وہ بقدر ضرورت [illegible] مال کو خرچ کرے اور یتیم کے مال کو [illegible] ضرورت [illegible] سے [illegible] بہت کم خرچ کرے [illegible] کر دے اور عکرمہ نے حضرت ابن عباس سے یہ بھی روایت کیا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے مجاہد نے دوسری روایت میں یہ کہا ہے کہ ولی [illegible] کے مطابق سے مال سے کھائے [illegible] بالکل اجازت نہیں ہے [illegible] حکم کا قول ہے۔

علامہ ابو بکر رازی فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں سلف صالحین سے مختلف اقوال ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے چار روایتیں منقول ہیں۔ (۱) اگر وہ یتیم کے اموال کی دیکھ بھال کرتے [illegible] کی اجازت سے [illegible] کے وقت قرض لے اور بعد میں ادا کر دے۔ (۲) یتیم کے مال سے بالکل خرچ نہ کرے ضرورت کے وقت [illegible] خرچ کرے۔ (۳) یہ آیت منسوخ ہے۔

ہمارے اصحاب (فقہاء احناف) کا مذہب مشہور یہ ہے کہ [illegible] یتیم کے مال [illegible] قرض لے [illegible] امام محمد نے کتاب الآثار میں [illegible] سند کے ساتھ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ [illegible] یتیم کے مال کو بطور قرض کھائے [illegible] امام ابو حنیفہ کا قول ہے [illegible] امام طحاوی سے روایت ہے کہ وہ ضرورت کے وقت یتیم کے مال سے قرض لے [illegible] اور امام ابو یوسف سے ایک روایت ہے کہ جب وہ متولی ہو تو یتیم کے مال سے نہ کھائے اور جب وہ [illegible] اس کی زمینوں کی دیکھ بھال سے [illegible] ہو جائے تو اس کے مال کو خرچ کر سکتا ہے اور جب [illegible] کے [illegible] امام ابو یوسف نے کہا ہو سکتا ہے کہ یہ آیت قرآن مجید کی اس آیت سے منسوخ ہو

یایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (النساء ۲۹)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ مگر یہ کہ تمہاری باہمی رضامندی سے تجارت ہو رہی ہو۔

علامہ ابو بکر رازی کہتے ہیں کہ امام ابو یوسف نے [illegible] کو یتیم کے مال میں [illegible] قرار دیا ہے اور امام مالک سے یہ روایت ہے کہ اگر ولی اور یتیم کا مال مشترک ہو اور ولی کا مال یتیم سے زیادہ ہو تو پھر اس مال سے ولی کے خرچ کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر یتیم کا مال زیادہ ہے تو پھر [illegible] سے خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے [illegible] کے مستغنی یا محتاج ہونے کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ حسن بن حی سے کہا ضرورت کے وقت [illegible] مال سے قرض لے اور پھر اس کو ادا کر دے [illegible] اپنے کام کے بقدر یتیم کے مال سے لے بشرطیکہ اس سے یتیم کو ضرر نہ ہو۔

علامہ ابو بکر رازی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

واتوا الیتامی اموالھم ولا تتبدلوا الخبیث بالطیب ولا تاکلوا اموالھم الی [illegible]

اور یتیموں کو ان کے مال دے دو اور پاکیزہ مال [illegible] کے عوض [illegible] ان کے مال سے نہ بدلو اور ان کے مال

ولا تأكلوا أموالهم إلى أموالكم إنه كان حوبا كبيرا (النساء: ٢)	اور ان کے اموال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھاؤ بے شک یہ بہت بڑا گناہ ہے

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فإن آنستم منهم رشدا فادفعوا إليهم أموالهم ولا تأكلوها إسرافا وبدارا أن يكبروا (النساء: ٦)	پس اگر تم ان میں عقلمندی دیکھو تو ان کے مال ان کے حوالے کر دو اور ان کے بڑے ہونے کے خوف سے ان کے اموال فضول خرچی اور جلدی سے نہ کھاؤ۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

ولا تقربوا مال اليتيم إلا بالتي هي أحسن حتى يبلغ أشده (الانعام: ١٥٢)	اور یتیم کے مال کے قریب نہ جاؤ مگر ایسے طریقے سے جو بہت اچھا ہو حتی کہ وہ اپنی جوانی کو پہنچ جائے

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما إنما يأكلون في بطونهم نارا وسيصلون سعيرا (النساء: ١٠)	بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹوں میں محض آگ بھرتے ہیں اور عنقریب وہ بھڑکتی ہوئی آگ میں پہنچیں گے۔

اور فرمایا:

يا أيها الذين آمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل (النساء: ٢٩)	اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ

یہ تمام آیات محکم ہیں جو یتیم کے ولی کو یتیم کا مال کھانے سے مطلقاً منع کرتی ہیں تو وہ صرف ایک آیت متشابہ "ومن كان فقيرا فليأكل بالمعروف" "جو ضرورت مند ہو وہ دستور کے مطابق کھائے" یہ آیت متشابہ ہے اور اس آیت میں ان تمام وجوہ کا احتمال ہے جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں ان سب سے صحیح تاویل یہ ہے کہ اس آیت کو ان تمام آیات محکمہ کے مطابق محمول کیا جائے اور وہ یہ ہے کہ یتیم کا ولی بقدر ضرورت کے وقت اپنے مال کو دستور کے مطابق کھائے اور یتیم کے مال کو مستقلاً نہ کھائے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ حکم دیا ہے کہ ہم متشابہ کو محکم کی طرف راجع کریں، اور یہ تاویل کرنا کہ بقدر ضرورت کے وقت یتیم کے مال کو بطور قرض لے جز قرض جائز ہے ان آیات محکمات کے خلاف ہے اور متعدد اسانید کے ساتھ حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ "فليأكل بالمعروف" والی آیت "إن الذين يأكلون أموال اليتامى ظلما" سے منسوخ ہو گئی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کیا کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے پاس مال نہیں ہے اور میرے پاس یتیم ہے، آپ نے فرمایا اپنے یتیم کے مال کو بغیر اسراف کے کھاؤ، اور اس کے مال سے اپنے مال کو نہ بڑھاؤ۔ اور حضرت حسن عرنی سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یتیم کا ولی اس کے مال کو دستور کے مطابق کھائے اور ... سے مال

منسوخ کر دے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ دونوں حدیثیں قرآن مجید کی ان آیات محکمہ کے معارض نہیں ہیں جن میں یتیم کا مال کھانے سے مطلقاً منع کیا ہے اور ہمارے نزدیک ان حدیثوں کا محمل یہ ہے کہ یتیم کا ولی یتیم کے مال سے مضاربت کرے اور اس کے حصہ میں جو نفع آئے اس کو کھا لے اور یہ ہمارے نزدیک جائز ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب بہ طریق مضاربت یتیم کے مال سے کھانا جائز ہے تو یتیم کے مال کی دیکھ بھال کے عوض اس سے کھانا کیوں جائز نہیں ہے جیسا کہ قاسم بن محمد نے حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے ایک شخص کو یتیم کے مال کی دیکھ بھال کے عوض اس کا مال کھانے کی اجازت دی اور اسی طرح حسن سے بھی یہ روایت منقول ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یا تو وہ یہ مال دیکھ بھال کی اجرت اور عوض کے طریقہ سے کھاتا ہے یا اس کے بغیر، اگر وہ دیکھ بھال کی اجرت اور عوض کے طور سے یہ مال لیتا ہے تو یہ چار وجوہ سے باطل ہے۔ (۱) جن لوگوں نے یہ مال کھانے کی اجازت دی وہ ضرورت اور فقر کی حالت میں دی ہے، کیونکہ غنی ہونے کی حالت میں یہ مال کھانا کتاب سے ممنوع ہے "ومن کان غنیا فلیستعفف" تو غنی موجود ہوتا ہے، حالانکہ اجرت کے استحقاق میں غنی اور فقیر کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔ اس لیے اس مال کا بہ طور اجرت کھانا باطل ہو گیا۔ (۲) ولی کا خود اپنے لیے اجرت کے لیے طلب کرنا جائز نہیں ہے۔ (۳) جن لوگوں نے بہ طور اجرت یتیم کا مال کھانے کی اجازت دی انہوں نے اجرت کی مقدار متعین نہیں کی، حالانکہ بغیر تعین کے اجارہ جائز نہیں ہے۔ (۴) جن لوگوں نے یتیم کے مال کی دیکھ بھال کے عوض اس کا مال کھانے کی اجازت دی ہے انہوں نے اس کو اجرت نہیں (قرار دیا) اور نہ یہ دلیل مضاربت ہے ... اور اگر یہ طریق اجرت نہیں ہے تو پھر اس کے جواز کی کیا صورت ہے؟

اور اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جس طرح قاضی، عامل اور خلفاء عمل کرتے ہیں اور مسلمانوں کا کام کرنے کی وجہ سے بیت المال سے رزق لیتے ہیں، اسی طرح جب ولی بھی یتیم کے لیے عمل کرے تو اس کے لیے بھی بہ قدر عمل بیت المال سے رزق لینا جائز ہو گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اس بات میں فقہاء کا کوئی اختلاف نہیں ہے کہ جب ولی غنی ہو تو اس کے لیے عمل کی وجہ سے یتیم کا مال کھانا جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید میں منصوص ہے "ومن کان غنیا فلیستعفف" اور اس بات میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ قاضی اور عامل کے لیے غنی ہونے کے باوجود اپنے عمل کی وجہ سے رزق لینا جائز ہے۔ پس واضح ہو گیا کہ یتیم کے ولی کو قاضی اور عامل پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

اگر یہ سوال کیا جائے کہ قاضی اور عامل کے رزق لینے میں اور مال یتیم سے بہ قدر کفایت لینے میں ... بیت میں کیا فرق ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ رزق کسی چیز کی اجرت نہیں ہے ہر وہ شخص جو مسلمانوں کی خدمت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے رزق مقرر کر دیتا ہے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے رزق مقرر کر دیا ہے حالانکہ وہ کوئی ایسا کام نہیں کرتے جس پر اجرت لینا جائز ہو، کیونکہ لوگوں کو فتوے دینا اور مسائل بتانا ان پر فرض ہے [illegible]

قل لا اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین۔ (ص: ۸۶) آپ کہیے میں اس تبلیغ پر تم سے کوئی اجرت نہیں مانگتا اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔

قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربٰی (الشورٰی: ۲۳) آپ کہیے کہ میں اس تبلیغ رسالت پر تم سے کوئی اجرت طلب نہیں کرتا سوا قرابت کی محبت کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ اجرت نہیں ہے، یہ فقراء، مسکینوں اور یتیموں کے بیت المال میں حقوق ہیں اور بغیر عوض کسی چیز کا تملیک نہیں ہیں، [illegible] کسی بھی دینی کام کرنے والے کے لیے اجرت لینا جائز نہیں ہے [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اجرت ہی کا [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] قرآن مجید میں [illegible] معروف کی اجازت دی گئی ہے۔ [illegible]

مراد ہے۔[illegible]

ولی کے لیے یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ امام رازی [illegible]

[illegible]

[illegible]

محتاج ہے تو اس سے دوسرا یہ کہ وہ ضرورت کے وقت اس کے مال سے بطور قرض لے سکتا ہے۔ اور تیسرا قول یہ ہے کہ ولی کو دونوں حالتوں میں یتیم کا مال کھانا جائز نہیں ہے لیکن محققین نے کہا یہ ضعیف قول ہے۔ البتہ علامہ رازی نے کسی قول کو ترجیح نہیں دی۔ امام رازی کا رجحان پہلے قول کی طرف معلوم ہوتا ہے کیونکہ انہوں نے پہلے قول پر متعدد دلائل دیے ہیں ان دلائل کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ولا تأکلوہا اسرافا۔ یتیم کا مال اسراف سے نہ کھاؤ۔ اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کا مال بقدر احتیاج کھانا جائز ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ومن کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیأکل بالمعروف۔ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ جو غنی ہو اس کو اپنے مال کے ساتھ نفع حاصل کرنے سے روکنا بہرحال مراد نہیں ہے بلکہ دوسرے مال سے نفع حاصل کرنے سے منع کیا ہے۔ تو فلیأکل بالمعروف جو اس کے مقابلہ میں ہے اس کا معنی بھی یہی مطلب ہوگا کہ ضرورت کے وقت وہ یتیم کے مال سے بقدر حاجت کھا سکتا ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ان الذین یأکلون اموال الیتامی ظلما۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ یتیم کے مال کو کھانے میں ظلم اور غیر ظلم دو طرح کا احتمال ہے تو بغیر ظلم کے بقدر احتیاج کھانا جائز ہوا۔

۴۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک شخص نے پوچھا میری پرورش میں ایک یتیم ہے کیا میں اس کے مال سے کچھ کھا سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا دستور کے مطابق کھا سکتے ہو لیکن اس سے مال جمع نہ کرنا۔

۵۔ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے حضرت عمار، حضرت ابن مسعود اور حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہم کو فرمایا میں تمہارے لیے ہر روز ایک بکری بطور رزق مقرر کرتا ہوں، نصف عمار کے لیے، ربع عبداللہ بن مسعود کے لیے اور ربع عثمان کے لیے، سنو میں نے اللہ کا مال اپنے آپ کو اللہ کے مال میں مال یتیم کے حکم میں رکھا ہے جو غنی ہو وہ اجتناب کرے اور جو محتاج ہو وہ بقدر احتیاج کھائے اور امام مالک نے اپنی مؤطا میں حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یتیم کے ولی نے ان سے پوچھا آیا وہ یتیم کی اونٹنیوں سے دودھ پی سکتا ہے؟ حضرت ابن عباس نے فرمایا اگر تم اس کا گم شدہ اونٹ ڈھونڈ کر لاتے ہو، اس کے حوض کی دیکھ بھال کرتے ہو، اس کے خارش زدہ اونٹ پر قطران ملتے ہو اور ان کو پانی پلانے لے جاتے ہو تو تم ان کی اونٹنیوں کا دودھ پی سکتے ہو مگر ان کے تھنوں سے سارا دودھ نہ نکال لینا اور ان کی نسل کو نقصان نہ پہنچانا۔ حضرت ابن عباس سے روایت ہے جب یتیم کا ولی اپنے ہاتھ ان کے ہاتھوں کے ساتھ رکھتا ہے تو وہ ان کے مال سے دستور کے مطابق کھائے اور ان کے مال سے عمامہ نہ پہنے۔

۶۔ یتیم کا ولی جب یتیم کے مال کی اصلاح کے لیے مشقت برداشت کرتا ہے تو بعوض اس کے مال سے اپنی مشقت کے برابر مال لینا اس کا حق اور واجب ہے جیسا کہ صدقہ کے عامل کو صدقات سے اس کی مشقت کے عوض دیا جاتا ہے۔ [1]

[1] امام محمد بن ضیاء الدین عمر رازی شافعی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۳ ص ۱۶۲-۱۶۳، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

ولی کے سبب یتیم کا مال کھانے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ

حافظ ابن کثیر حنبلی لکھتے ہیں: [illegible]

[illegible]

ولی کے سبب یتیم کا مال [illegible] کے متعلق مذاہب اربعہ کا خلاصہ

[illegible]

مسئلہ ہے لہٰذا اس کا بہت غور سے مطالعہ کرنا چاہیے۔

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی تحقیق

ولی یتیم کے سبب [illegible]

[illegible]

[illegible]

دینا فرض ہو جائے اور جب ایسی صورت حال نہ ہو تو پھر ان کے لیے ان خدمات پر اجرت لینا جائز ہے۔ ان کی ممانعت میں جو احادیث مروی ہیں وہ اکثر نہایت درجہ کی ضعیف ہیں ثانیاً ان کا محمل یہ ہے کہ جب اس فرض کی ادائیگی کے لیے اور کوئی شخص نہ ہو، نیز صحیح احادیث سے دینی امور پر اجرت لینے کا جواز ثابت ہے، پہلے ہم اس کے جواز میں احادیث اور آثار بیان کریں گے، پھر ممانعت کی احادیث ذکر کر کے ان کا محمل بیان کریں گے اور آخر میں مذاہب ائمہ اور آراء علماء بیان کریں گے۔

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے جواز کے متعلق احادیث اور آثار

امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابی سعید قال انطلق نفر من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی سفرۃ سافروھا حتی نزلوا علی حی من احیاء العرب فاستضافوھم فابوا ان یضیفوھم فلدغ سید ذلک الحی فسعوا له بکل شیء لا ینفعه شیء فقال بعضهم لو اتیتم ھؤلاء الرھط الذین نزلوا لعله ان یکون عند بعضهم شیء فاتوھم فقالوا یا ایها الرھط ان سیدنا لدغ وسعینا له بکل شیء لا ینفعه فهل عند احد منکم من شیء فقال بعضهم نعم واللہ انی لارقی ولکن واللہ لقد استضفناکم فلم تضیفونا فما انا براق لکم حتی تجعلوا لنا جعلا فصالحوھم علی قطیع من الغنم فانطلق یتفل علیه ویقرا الحمد للہ رب العلمین فکانما نشط من عقال فانطلق یمشی وما به قلبة قال فاوفوھم جعلهم الذی صالحوھم علیه فقال بعضهم اقسموا فقال الذی رقی لا تفعلوا حتی ناتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فنذکر له الذی کان فننظر ما یامرنا فقدموا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کی ایک جماعت ایک سفر پر گئی حتی کہ وہ عرب کے قبائل میں سے کسی قبیلے کے ہاں پہنچے اور ان سے مہمانی طلب کی، انہوں نے ان کی میزبانی سے انکار کیا، اس قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈس لیا، لوگوں نے اس کے علاج کے سب جتن کر لیے مگر کسی سے فائدہ نہیں ہوا، ان کے بعض لوگوں نے کہا یہ لوگ جو یہاں پر آئے ہوئے ہیں ان کے پاس جا کر دیکھو ہو سکتا ہے ان میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہو، وہ بھی ان کے پاس گئے اور کہا اے لوگو! ہمارے سردار کو بچھو نے ڈس لیا ہے ہم نے اس کے علاج کے لیے تمام جتن کر لیے اور کسی سے کچھ فائدہ نہیں ہوا، کیا تم میں سے کسی کے پاس کوئی علاج ہے؟ صحابہ میں سے بعض نے کہا ہاں ہے! بخدا میں دم کرتا ہوں لیکن بخدا ہم نے تم سے مہمانی طلب کی اور تم نے ہماری میزبانی نہیں کی تو میں اس وقت تک دم نہیں کروں گا حتی کہ تم ہمارے لیے اجرت مقرر کرو، پھر بکریوں کے ایک گلے پر صلح ہو گئی پھر وہ گئے اور انہوں نے سورہ فاتحہ پڑھ کر اس پر دم کر دیا، تو یوں لگا جیسے اس کی رسی کے بند کھل گئے ہوں اور وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اس کو کوئی تکلیف نہ ہوئی ہو اور انہوں نے کہا ان سے جو اجرت طے ہوئی تھی

فذكروا له فقال وما يدريك انها رقية ثم قال قد اصبتم اقسموا واضربوا لي معكم سهما فضحك النبي صلى الله عليه وسلم[1]

دونوں کو ... انہیں آپس میں تقسیم کر لو، جس نے دم کیا تھا اس نے کہا نہیں ابھی نہیں حتی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر آپ کے سامنے یہ واقعہ بیان کرتے ہیں ... پھر دیکھتے ہیں آپ کیا حکم فرماتے ہیں، پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے یہ واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا: تمہیں کیسے پتا چلا یہ دم ہے، پھر آپ نے فرمایا تم نے صحیح کیا، اس کو تقسیم کر لو اور اپنے حصوں کے ساتھ میرا حصہ بھی رکھو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے۔

اس حدیث کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے۔[2]

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید پر اجرت لینے کو صحیح قرار دیا ہے۔

نیز امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن ابن عباس ان نفرا من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم مروا بماء فيهم لديغ او سليم فعرض لهم رجل من اهل الماء فقال هل فيكم من راق ان في الماء رجلا لديغا او سليما فانطلق رجل منهم فقرا بفاتحة الكتاب على شاء فبرا فجاء بالشاء الى اصحابه فكرهوا ذلك وقالوا اخذت على كتاب الله اجرا حتى قدموا المدينة فقالوا يا رسول الله اخذ على كتاب الله اجرا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله[3]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک جماعت ایک پانی کے پاس سے گزری، وہاں ایک شخص کو بچھو نے ڈسا ہوا تھا ... پانی والوں میں سے ایک شخص آیا اور کہنے لگا: کیا تم میں کوئی دم کرنے والا ہے کیونکہ ایک آدمی کو بچھو نے ڈس لیا ہے، تب ایک صحابی گئے اور چند بکریوں کے عوض سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا، وہ شخص صحت یاب ہو گیا اور وہ بکریاں لے کر اپنے اصحاب کے پاس گئے ... حتی کہ وہ مدینہ پہنچ گئے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ... جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجرت کی مستحق کتاب اللہ ہے۔

1. امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ
2. امام مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ، صحیح مسلم ج ۲ ص ۲۲۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ
3. امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۵۴، مطبوعہ ... ۱۳۸۱ھ

اس حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کتاب اللہ پر اجرت لینے کو نہ صرف جائز بلکہ سب سے زیادہ حقدار قرار دیا ہے، لہٰذا تعلیم قرآن پر بھی اجرت لینا جائز ہے، کیونکہ اگرچہ یہ واقعہ دم کرنے کا تھا لیکن الفاظ کے عموم کا اعتبار ہوتا ہے، خصوصیت مورد کا اعتبار نہیں ہوتا۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ خلفاء راشدین پانچوں وقت کی نمازیں پڑھاتے تھے، نماز جنازہ اور جمعہ پڑھاتے تھے، فتاویٰ جاری کرتے تھے، قرآن اور حدیث کی تفسیر و تشریح کرتے تھے، مسلمانوں کے دینی معاملات کا فیصلہ کرتے تھے، جہاد کے لیے لشکر روانہ کرتے، اسلامی سرحدوں کی حفاظت کرتے، حدود و تعزیرات کو جاری کرتے، گورنروں کا عزل و نصب کرتے اور دیگر اسلامی شہروں میں قاضی اور حکام کا تقرر کرتے اور ان تمام عبادات دینی امور کو انجام دینے پر خود بھی بیت المال سے وظائف لیتے تھے اور امراء، حکام اور قاضیوں کو بھی وظائف دیتے تھے۔

اس مسئلہ میں امام بخاری روایت کرتے ہیں:

عن عائشة قالت لما استخلف ابوبكر الصديق قال لقد علم قومي ان حرفتي لم تكن تعجز عن مؤنة اهلي وشغلت بامر المسلمين فسياكل آل ابي بكر من هذا المال ويحترف للمسلمين فيه [1]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنائے گئے تو انہوں نے فرمایا: میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا کاروبار میرے اہل و عیال کی کفالت سے عاجز نہیں ہے، لیکن اب میں مسلمانوں کے ملکی مہمات سنبھالنے میں مشغول ہو گیا ہوں، اب ابوبکر کی اولاد اس مال سے کھائے گی اور ابوبکر مسلمانوں کے دینی اور ملکی امور انجام دے گا۔

اس حدیث کو امام محمد بن سعد نے بھی روایت کیا ہے۔ [2]
امام محمد بن سعد اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں:

عن عطاء بن السائب قال لما استخلف ابوبكر اصبح غاديا الى السوق وعلى رقبته اثواب يتجر بها فلقيه عمر بن الخطاب وابو عبيدة بن الجراح فقالا له اين تريد يا خليفة رسول الله؟ قال: السوق، قالا تصنع ماذا وقد وليت امر المسلمين؟ قال: فمن اين اطعم عيالي؟ قالا له انطلق

عطاء بن سائب بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا گیا تو وہ صبح کو کچھ کپڑوں کی ایک گٹھڑی لے کر بیچنے کے لیے بازار گئے، ان کی حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن جراح سے ملاقات ہوئی، انہوں نے پوچھا: اے خلیفہ رسول اللہ آپ کہاں جا رہے ہیں؟ آپ نے کہا بازار، ان دونوں نے کہا آپ یہ کیا کر رہے ہیں؟ آپ مسلمانوں کے خلیفہ بنائے گئے ہیں، آپ

---

[1] امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ، صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۷۸، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ

[2] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۱۸۵، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ

حتى تفرض لك شيئا، فانطلق معهما ففرضوا له كل يوم شطر شاة وماكسوه في الرأس والبطن. [1]

عن حميد بن هلال قال لما ولي ابوبكر قال اصحاب رسول الله: افرضوا لخليفة رسول الله ما يغنيه قالوا نعم برداه اذا اخلقهما وضعهما واخذ مثلهما وظهره اذا سافر ونفقته على اهله كما كان ينفق قبل ان يستخلف قال ابوبكر رضيت. [2]

عن عمرو بن ميمون عن ابيه قال لما استخلف ابوبكر جعلوا له الفين فقال زيدوني فان لي عيالا وقد شغلتموني عن التجارة، قال فزادوه خمسمائة. [3]

عن محمد بن سيرين عن الاحنف قال كنا جلوسا بباب عمر فمرت جارية فقالوا سرية امير المؤمنين فقالت: ما هي لامير المؤمنين بسرية وما تحل له، انها من مال الله، فقلنا: فماذا يحل له من مال الله؟ فما هو الا قدر ان بلغت

نے کہا پھر میں جب تک ... کہاں سے کھاؤں گا؟ ان دونوں نے کہا جیسے ہم آپ کے لیے وظیفہ مقرر کرتے ہیں پھر انہوں نے آپ کے لیے ہر روز آدھی بکری اور سر اور پیٹ ڈھانپنے کا لباس مقرر کیا۔

حمید بن ہلال بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بن گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ کے لیے اتنا وظیفہ مقرر کرو جو ان کو دوسرے ذرائع معاش سے مستغنی کر دے۔ صحابہ نے کہا جب ان کی دو چادریں پرانی ہو جائیں تو وہ ان کو واپس کر کے ان کی مثل نئی چادریں لے لیں اور ان کو سفر کے لیے سواری دی جائے اور خلافت سے پہلے ان کے اہل وعیال پر جو خرچ ہوتا تھا ان کو وہ خرچ دیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے فرمایا میں راضی ہوں۔

عمرو بن میمون اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر کو خلیفہ بنایا گیا تو صحابہ نے ان کے لیے دو ہزار مقرر کیے، حضرت ابوبکر نے فرمایا میرے لیے اضافہ کرو کیونکہ میرے عیال ہیں اور تم لوگوں نے مجھے تجارت سے روک دیا ہے تب صحابہ نے پانچ سو کا اضافہ کر دیا۔

احنف بیان کرتے ہیں کہ ہم حضرت عمر کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک باندی گزری لوگوں نے کہا یہ امیر المومنین کی باندی ہے، وہ کہنے لگی یہ امیر المومنین کی باندی نہیں ہے نہ ان کے لیے حلال ہے، یہ تو بیت المال کی ملکیت ہے، ہم نے کہا امیر المومنین کے لیے بیت المال سے کتنی مقدار حلال ہو گی، وہ مقدار کہ

1۔ امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، طبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۱۸۴ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ
2۔ " " ، الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۱۸۴، " " " "
3۔ " ، الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۱۸۵، "

وجاء الرسول فدعانا فاتيناه فقال: ماذا قلتم، قلنا لم نقل بأسا، مرت جارية فقلنا هذه سرية امير المؤمنين، فقالت ما هي لامير المؤمنين بسرية وما تحل له انها من مال الله، فقلنا: فماذا يحل له من مال الله؟ فقال: انا اخبركم بما استحيل منه، يحل لي حلتان، حلة في الشتاء وحلة في القيظ وما احج عليه واعتمر من الظهر، وقوتي وقوت اهلي كقوت رجل من قريش ليس باغناهم ولا بافقرهم، ثم انا بعد رجل من المسلمين يصيبني ما اصابهم [1]

باندی کے بارے میں ہوگی اتنے میں قاصد نے آ کر ہم کو بلایا اور ہم حضرت عمر کے پاس گئے، آپ نے پوچھا تم کیا کہہ رہے تھے؟ ہم نے کہا ہم نے کوئی نامناسب بات نہیں کہی ایک باندی گزری تھی ہم نے کہا یہ امیر المومنین کی باندی ہے، اس باندی نے کہا وہ ان کی باندی نہیں ہے اور نہ ان کے لیے حلال ہے وہ تو بیت المال کی ملکیت ہے، ہم نے کہا امیر المومنین کے لیے بیت المال سے کتنی مقدار حلال ہوگی؟ حضرت عمر نے فرمایا میں تم کو بتاتا ہوں کہ میرے لیے بیت المال سے کتنی مقدار حلال ہے، میرے لیے دو جوڑے حلال ہیں ایک سردیوں میں اور ایک گرمیوں میں، اور حج اور عمرہ کی سواری، اور میرے اور میرے اہل خانہ کا اتنا خرچ جتنا قریش کے ایک متوسط گھرانے کا خرچ ہوتا ہے اس کے بعد میں ایک عام مسلمان کی طرح رہتا ہوں اور دوسروں کی طرح مجھ پر بھی مصیبتیں آتی ہیں۔

عن حارثة بن مضرب قال: قال عمر بن الخطاب: اني انزلت نفسي من مال الله منزلة مال اليتيم، ان استغنيت استعففت وان افتقرت اكلت بالمعروف قال وكيع في حديثه: فان ايسرت قضيت [2]

حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے کہا میں نے اپنے لیے بیت المال کو مال یتیم کے درجہ میں قرار دیا ہے، اگر میں مستغنی ہوں تو اس سے اجتناب کرتا ہوں اور اگر مجھے ضرورت ہو تو دستور کے مطابق کھاتا ہوں، وکیع کی روایت میں ہے جب میں خوشحال ہوں تو ادا کر دیتا ہوں۔

عن حارثة بن مضرب عن عمر انه قال: اني انزلت مال الله مني بمنزلة مال اليتيم فان استغنيت عففت وان افتقرت اكلت بالمعروف [3]

حارثہ بن مضرب بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے فرمایا میں نے اپنے لیے بیت المال کو مال یتیم کے درجہ میں قرار دیا ہے اگر میں مستغنی ہوں تو اس سے اجتناب کرتا ہوں اور اگر مجھے ضرورت ہو تو دستور کے مطابق کھاتا ہوں۔

---

[1] امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۲۷۶، ۲۷۵، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ

[2] الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۲۷۶،

[3] الطبقات الکبریٰ ج ۳ ص ۲۷۶،

عن ابی وائل قال قال عمر انی انزلت نفسی من مال الله بمنزلة مال الیتیم من کان غنیا فلیستعفف ومن کان فقیرا فلیأکل بالمعروف۔[1]

ابووائل بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا میں نے اپنے آپ کو بیت المال کے معاملہ میں یتیم کے سرپرست کے درجہ میں قرار دیا ہے، اگر مستغنی ہو تو اجتناب کرتے اور اگر ضرورت مند ہو تو دستور کے مطابق کھاتے۔

قال اخبرنا عارم بن الفضل قال حدثنا حماد بن سلمة عن هشام بن عروة عن عروة ان عمر بن الخطاب قال لا یحل لی من هذا المال الا ما کنت آکلا من صلب مالی۔[2]

عروہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے فرمایا میرے لیے بیت المال سے صرف اتنی مقدار میں خرچ کرنا جائز ہے جتنی مقدار میں میں اپنے ذاتی مال سے خرچ کرتا تھا۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن خالد الحذاء قال سألت ابا قلابة عن المعلم یعلم ویأخذ اجرا فلم یر به بأسا۔[3]

خالد حذاء بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوقلابہ سے اس معلم کے متعلق پوچھا جو اجرت لے کر تعلیم دیتا ہے تو انہوں نے اس میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

عن الوضین بن عطاء قال ثلاثة معلمین کانوا بالمدینة یعلمون الصبیان وکان عمر بن الخطاب یرزق کل واحد منهم خمسة عشر کل شهر۔[4]

وضین بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں تین معلم بچوں کو تعلیم دیتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب ان میں سے ہر ایک کو ماہانہ پندرہ (درہم) دیتے تھے۔

امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر ان میں سے ہر ایک کو ماہانہ پندرہ درہم وظیفہ دیتے تھے۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن الوضین بن عطاء قال ثلاثة معلمون کانوا بالمدینة یعلمون الصبیان وکان عمر بن الخطاب رضی الله عنه یرزق کل واحد منهم خمسة عشر درهما کل شهر۔[5]

وضین بن عطاء بیان کرتے ہیں کہ مدینہ میں تین معلم بچوں کو تعلیم دیتے تھے اور حضرت عمر بن الخطاب ان میں سے ہر ایک کو ماہانہ پندرہ درہم دیتے تھے۔

عن شعبة قال سألت معاویة بن قرة عن اجر المعلم قال ارى له اجرا قال شعبة وسألت

شعبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے معاویہ بن قرہ سے معلم کی اجرت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے

---

1. امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبری ج ۳ ص ۲۷۶، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ
2. امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ، الطبقات الکبری ج ۳، ص ۲۷۶، مطبوعہ دار صادر بیروت، ۱۳۸۸ھ
3. امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، مصنف ج ۶ ص ۲۲۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ
4. امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ
5. امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبری ج ۶ ص ۱۲۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

الحکم فقال لم اسمع احدا یکرهه قال البخاری فی الترجمة وقال الحکم لم اسمع احدا کره اجر المعلم قال ولم یر ابن سیرین باجر المعلم باسا قال الشیخ وروینا عن عطاء وابی قلابة انهما کانا لا یریان بتعلیم الغلمان بالاجر باسا ۔ [1]

کہا میرے نزدیک اس کی اجرت جائز ہے، منصور کہتے ہیں میں نے حکم سے سوال کیا تو انہوں نے کہا میں نے کسی سے یہ نہیں سنا کہ معلم کی اجرت مکروہ ہے، امام بخاری نے باب کے عنوان میں لکھا حکم نے یہ کہا کہ میں نے کسی سے یہ نہیں سنا کہ معلم کی اجرت مکروہ ہے، اور امام ابن سیرین معلم کی اجرت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے، امام بیہقی فرماتے ہیں، ہم نے عطاء اور ابو قلابہ سے یہ روایت کیا ہے کہ بچوں کی تعلیم پر اجرت دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

عن ابن عباس قال لم یکن لاناس من اساری بدر فداء فجعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فداءهم ان یعلموا اولاد الانصار الکتابة ۔ [2]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ جنگ بدر کے دن بعض قیدیوں کے پاس فدیہ نہیں تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا فدیہ مقرر کیا کہ وہ انصار کے بچوں کو لکھنا سکھائیں۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

حدثنا جریر عن رجل ان سعید بن جبیر قام بالناس فی رمضان فارسل الیه الحجاج ببرنس فقبله ۔ [3]

جریر ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے رمضان میں تراویح پڑھائیں، حجاج نے ان کے پاس ایک ٹوپی بھیجی جس کو انہوں نے قبول کر لیا۔

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی ممانعت کے متعلق احادیث اور آثار

امام ابو داؤد روایت کرتے ہیں:

عن عبادة بن الصامت قال علمت ناسا من اهل الصفة القرآن والکتاب فاهدی الی رجل منهم قوسا فقلت لیس بمال وارمی عنها فی سبیل اللہ لآتین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلأسألنه فاتیته فقلت یا رسول اللہ! رجل اهدی الی قوسا ممن

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں بعض اہل صفہ کو قرآن مجید اور لکھنا سکھاتا تھا ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک کمان بطور ہدیہ دی میں نے سوچا یہ مال نہیں ہے اور میں اس سے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کروں گا میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جاؤں گا اور آپ سے اس کے متعلق سوال

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۶ ص ۱۲۴، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

[2] " " " " ، سنن کبریٰ ج ۶ ص ۱۲۵، " " "

[3] امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۰۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ

كنت اعلمه الكتاب والقرآن وليس بمال وارمي عنها في سبيل الله تعالى قال ان كنت تحب ان تطوق طوقا من نار فاقبلها [1]

[illegible]

اس حدیث کے متعلق حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

[illegible]

امام احمد روایت کرتے ہیں:

عن عبد الرحمن بن شبل قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اقرؤا القرآن ولا تأكلوا به ولا تستكثروا به ولا تجفوا عنه ولا تغلوا فيه [3]

[illegible]

اس حدیث کو امام بیہقی نے بھی روایت کیا ہے۔ [4]

حافظ الہیثمی نے لکھا ہے کہ اس حدیث کے راوی ثقہ ہیں۔ [5]

[illegible]

---

1. امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی متوفی ۲۷۵ھ، سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۲۹، ۱۲۸ مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۵ھ
2. حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۴ ص ۱۳۷ مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند ۱۳۵۷ھ
3. امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ، مسند احمد ج ۳ ص ۴۲۸ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ
4. امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۱۷ مطبوعہ نشر السنہ ملتان
5. حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ، مجمع الزوائد ج ۴ ص ۹۵ مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابی اسحٰق عن عبد اللّٰہ بن مغفل انہ صلی بالناس فی شہر رمضان فلما کان یوم الفطر بعث الیہ عبید اللّٰہ بن زیاد بحلۃ و بخمسمائۃ درہم فردہا و قال انا لا نأخذ علی القرآن اجرا۔ ۱؎

ابو اسحاق بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مغفل نے رمضان میں لوگوں کو تراویح پڑھائیں، جب عید کا دن آیا تو عبید اللہ بن زیاد نے ان کو ایک جوڑا اور پانچ سو درہم بھیجے، انھوں نے ان کو واپس کر دیا اور کہا ہم قرآن پر اجرت نہیں لیتے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابراہیم قال، کان یکرہ ان یشارط المعلم علی تعلیم الصبیان القرآن۔ ۲؎

ابراہیم کہتے تھے: بچوں کو قرآن مجید کی تعلیم دینے پر معلم کا اجرت کی شرط لگانا مکروہ ہے۔

عن ابی جعفر انہ کرہ للمعلم ان یشارط۔ ۳؎

ابو جعفر کے نزدیک معلم کا اجرت کی شرط لگانا مکروہ ہے۔

عن الحسن قال: لا باس ان یاخذ علی الکتابۃ اجرا و کرہ الشرط۔ ۴؎

حسن کہتے تھے کہ لکھنے کی اجرت لینے میں کوئی حرج نہیں اور اس کی شرط لگانا مکروہ ہے۔

عن ابن طاؤس عن ابیہ انہ کرہ ان یعلم بشرط۔ ۵؎

طاؤس نے اجرت کی شرط پر تعلیم دینے کو مکروہ قرار دیا۔

امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

عن سلیمان بن بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من قرأ القرآن یتاکل بہ الناس جاء یوم القیٰمۃ و وجہہ عظم لیس علیہ لحم۔ ۶؎

سلیمان بن بریدہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے لوگوں سے کھانے کے لیے قرآن مجید پڑھا قیامت کے دن اس کے چہرے پر صرف ہڈیاں ہوں گی اور گوشت نہیں ہوگا۔

عن الحسن البصری انہ قال کنت مع عمران بن حصین اذ مر رجل یقرأ سورۃ یوسف

حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا، ناگاہ ایک شخص گذرا جو

۱؎ امام ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، مصنف ج ۲ ص ۴۰۰ مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ
۲؎ " " " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، " " " "
۳؎ " " " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، " " " "
۴؎ " " " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، " " " "
۵؎ " " " " المصنف ج ۶ ص ۲۲۲، " " " "
۶؎ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۲۳-۵۲۲، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان

فاستمع له فلما فرغ سال فقال عمران بن حصین انا لله وانا الیه راجعون سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول اقرؤا القرآن وسلوا به الله فانه سیجئ قوم یقرؤن القرآن یسالون به الناس۔[1]

سورۂ یوسف پڑھ رہا تھا، عمران نے اس سے وہ سورت سنی وہ شخص قراءت سے فارغ ہونے کے بعد مانگنے لگا حضرت عمران بن حصین نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ قرآن مجید پڑھو اور اس کے ذریعہ اللہ سے سوال کرو، کیونکہ عنقریب ایسے لوگ آئیں گے جو قرآن مجید پڑھیں گے اور اس کے ذریعہ لوگوں سے سوال کریں گے۔

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کی ممانعت کے محامل

متعدد احادیث صحیحہ اور آثار صحابہ کی رو سے قرآن مجید کی تعلیم، امامت نماز، جہاد اور دیگر عبادات پر اجرت مباح ہے، اور بعض احادیث اور آثار میں اس کی ممانعت بھی ہے۔ ہم نے جو غور کیا تو اس ممانعت کی تین وجہیں معلوم ہوئیں، ایک یہ کہ اگر کسی ایک شخص کے علاوہ اور کوئی شخص اس عبادت کے لیے موجود نہ ہو تو اس پر اس عبادت کا کرنا فرض عین ہو جائے گا اور اس کا اس عبادت پر اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ممانعت کی احادیث مانگنے اور سوال کرنے پر محمول ہیں، اور اس کے لیے جائز ہے۔ اور تیسری وجہ یہ ہے کہ ممانعت کی احادیث اس پر محمول ہیں کہ اجرت کی شرط لگائی جائے اور اگر بغیر شرط کے خدمت کے عوض دی جائے تو بغیر کراہت کے جائز ہے۔

پہلی توجیہ کے متعلق حافظ زیلعی حنفی لکھتے ہیں:

وابوسعید الاصطخری من اصحابنا ذهب الی جواز الاخذ فیه علی ما لا یتعین فرضه علی معلمه، ومنعه فیما یتعین علیه تعلیمه وحمل علی ذلک اختلاف الآثار وقد روی عن عمر بن الخطاب انه کان یرزق المعلمین ثم اسند عن ابراهیم بن سعد عن ابیه ان عمر بن الخطاب کتب الی بعض عماله اعط الناس علی تعلیم القرآن انتهی کلامه۔[2]

ہمارے فقہاء میں سے علامہ ابوسعید الاصطخری کا مذہب یہ ہے کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا جائز ہے بشرطیکہ معلم پر تعلیم قرآن فرض عین نہ ہو، اور جس شخص پر تعلیم فرض عین ہو اس کے لیے اجرت لینا جائز نہیں ہے، اور احادیث اور آثار کے اختلاف کا یہی محمل ہے۔ حضرت عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ وہ معلمین کو وظیفہ دیتے تھے، ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر نے اپنے بعض عاملوں کو خط لکھا کہ تعلیم قرآن پر لوگوں کو اجرت دو۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ قرآن مجید پڑھ کر بھیک مانگنا اور سوال کرنا منع ہے کیونکہ امام بیہقی روایت کرتے ہیں:

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، سنن کبریٰ ج ۲ ص ۵۰۳، مطبوعہ نشر السنہ ملتان
[2] حافظ جمال الدین ابو محمد عبد اللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ، نصب الرایہ ج ۴ ص ۱۳۷، مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند ۱۳۵۷ھ

عن الحسن عن عمران بن حصين انه مر على قاص قرأ ثم سال فاسترجع من ذلك وقال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من قرا القرآن فيسال الله به فانه سياتي قوم يقرؤن القرآن يسالون الناس به۔ [1]

حسن بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے جس نے قرآن مجید پڑھا پھر لوگوں سے سوال کیا، حضرت عمران بن حصین نے کہا انا للہ وانا الیہ راجعون، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے قرآن مجید پڑھا وہ اللہ سے سوال کرے، عنقریب ایک ایسی قوم آئے گی جو قرآن مجید پڑھ کر لوگوں سے اس کے ذریعہ سوال کرے گی۔

[illegible] کی احادیث کو جمع کرنے کے بعد [illegible] لکھتے ہیں

واما تعليم القرآن بالاجرة فكرهه جماعة ورخص فيه آخرون وحديث ابي سعيد في الرقية [illegible] خذ الجعل عليها والذي روى عن ابن عباس في تلك القصة ان النبي صلى الله عليه وسلم قال ان احق ما اخذتم عليه اجرا كتاب الله عز وجل يدل على جواز ذلك والله اعلم

قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کو ایک جماعت نے مکروہ کہا ہے اس سلسلہ میں احادیث بیان کی ہیں اور دوسرے فقہاء نے اس کی اجازت دی ہے [illegible] ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر دم کیا اس پر اجرت لی تھی اور اس قصہ میں حضرت ابن عباس سے [illegible] صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مروی ہے کہ جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ [illegible] کتاب اللہ ہے، یہ حدیث تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے جواز پر دلالت کرتی ہے۔ [illegible]

وروينا عن عمر بن الخطاب رضي الله عنه انه كان يرزق المعلمين وعن عطاء والحسن وابن سيرين وابي قلابة والحكم الرخصة في ذلك۔ [2]

ہم نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث کیا ہے کہ وہ معلمین کو وظیفہ دیتے تھے اور عطاء، حسن، ابن سیرین، ابو قلابہ اور حکم سے [illegible] کا جواز منقول ہے۔

[illegible] نے یہ ذکر کیا ہے کہ ممانعت کی احادیث اجرت کی شرط لگانے پر محمول ہیں اور اگر بغیر شرط کے اجرت لی جائے تو پھر جائز ہے۔

امام عبدالرزاق روایت کرتے ہیں:

عن ابن طاؤس عن ابيه انه سئل عن

طاؤس سے یہ سوال کیا گیا کہ جو معلم اجرت لے

---

[1] امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ، شعب الایمان ج ۲ ص ۵۳۴-۵۳۳، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

[2] " " " " شعب الایمان ج ۲ ص ۵۳۶

معلم یاخذ الاجر فقال: اذا لم یاخذ بشرط فلا باس بہ قال معمر وقال قتادۃ مثل ذلك ۔[1]

... کا کیا حکم ہے؟ انہوں نے کہا اگر وہ [illegible] شرط کے بغیر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، معمر نے کہا قتادہ کا بھی یہی قول ہے۔

امام ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن ابن طاؤس عن ابیہ انہ کان لا یری باسا ان یعلم المعلم ولا یشارط فان اعطی شیئا اخذہ ۔[2]

ابن طاؤس اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ وہ اس بات میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ کوئی معلم [illegible] اس کو کوئی چیز دی جائے تو وہ قبول کرے۔

عن الشعبی قال لا یشترط المعلم فان اعطی شیئا فلیقبلہ ۔[3]

شعبی کہتے ہیں کہ معلم کوئی شرط نہ لگائے [illegible] اس کو کوئی چیز دے تو وہ اس کو قبول کرے۔

عن عطاء انہ کان لا یری باسا ان یاخذ الرجل ما اعطی من غیر شرط ۔[4]

عطاء اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے کہ بغیر شرط کے [illegible] شخص کسی چیز کو قبول کرے۔

[illegible] شخص کسی مسجد [illegible] کسی مدرسہ [illegible] جو شخص کسی مدرسہ میں مدرس ہے [illegible] قرآن مجید پڑھائے [illegible] تفسیر، حدیث اور فقہ کی [illegible] قرآن مجید [illegible] مخصوص [illegible] مخصوص لوگوں کو [illegible] قرآن مجید [illegible] کیونکہ [illegible] مسجد یا مدرسہ کی [illegible] دیں گی۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی لکھتے ہیں:

[illegible] اس ممانعت میں داخل نہیں ہیں کیونکہ [illegible] میں لینے بلکہ وہ جو صبح سے [illegible] علیحدہ ہو کر [illegible] طلبہ [illegible]

---

[1] امام عبدالرزاق بن ہمام متوفی ۲۱۱ھ، مصنف ج ۸ ص [illegible]، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۰ھ

[2] امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ، المصنف ج ۶ ص ۲۲۰، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی ۱۴۰۶ھ

[3] ″ ″ ″ المصنف ج ۶ ص ۲۲۱، ″ ″ ″ ″

[4] ″ ″ ″ المصنف ج ۶ ص ۲۲۱، ″ ″

کرتے ہیں وہ اس محنت کا معاوضہ لیتے ہیں البتہ جو شخص جگہ اور وقت کے تقرر کے بغیر محض قرآن، حدیث اور فقہ پڑھانے کی اجرت لے وہ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا۔ میری آیتوں کے بدلہ میں تھوڑی قیمت نہ لو، کا مصداق ہوگا، اور امامت، خطابت اور اذان کی اجرت میں فقہاء کا اختلاف ہے بعض علماء کہتے ہیں کہ اس کی اجرت لینا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ عبادات ہیں اور اجرت لینے کے بعد عبادت کا ثواب نہیں رہتا، اور بعض علماء کہتے ہیں کہ یہ جائز ہے کیونکہ یہ اجرت ان عبادات کی نہیں ہے بلکہ مقام اور وقت کی خصوصیت کی اجرت ہے، کیونکہ متولی مسجد کی تنخواہ اس وقت امام کو تنخواہ دے گی جب وہ ان کی مسجد میں آکر امامت کرے اور ان کے مقرر اوقات کے مطابق امامت کرے اور اگر وہ اپنے گھر میں اپنے مقرر کردہ وقت پر نماز پڑھ لے تو اس کو مسجد کا متولی تنخواہ نہیں دے گا، مدرسہ میں تعلیم دینے کا بھی یہی حال ہے، اور یہ خصوصیت عبادت میں داخل نہیں ہے، اس لیے یہ اجرت جائز ہے۔[1]

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء شافعیہ کا نظریہ

علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ فاتحہ سے دم کرنے کی اجرت کو صحیح قرار دیا، اس حدیث میں سورۂ فاتحہ اور دیگر دعاؤں سے دم کرنے کی اجرت کے جواز کی تصریح ہے، یہ اجرت حلال ہے اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، اسی طرح تعلیم قرآن پر بھی اجرت لینا جائز ہے، یہ امام شافعی، امام مالک، امام احمد، اسحاق، ابو ثور اور دیگر متقدمین اور متاخرین کا مذہب ہے اور امام ابو حنیفہ نے تعلیم قرآن کی اجرت سے منع کیا ہے اور دم کی اجرت کو جائز کہا ہے۔[2]

حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اجرت کی سب سے زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے، اس حدیث سے جمہور نے تعلیم قرآن کی اجرت لینے کے جواز پر استدلال کیا ہے، فقہاء احناف [illegible] کے بعض متاخرین نے اس کو جائز کہا ہے [illegible] تعلیم قرآن پر اجرت لینے سے منع کیا ہے [illegible] انہوں نے کہا تعلیم قرآن عبادت ہے اور اس کا اجر اللہ پر ہے [illegible] بلکہ حضرت ابو سعید خدری کی حدیث [illegible] دم پر اجرت لینے کا [illegible] بعض علماء نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ احادیث میں تعلیم قرآن پر اجرت سے منع کیا گیا ہے یہ حدیث اس سے منسوخ ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ احتمال سے نسخ ثابت نہیں ہوتا نیز احادیث میں مطلقاً ممانعت کی تصریح نہیں ہے بلکہ وہ ممانعت خاص حالات کے ساتھ مقید ہے اور اس میں تاویل کی گنجائش ہے [illegible] دیگر احادیث صحیحہ کے ساتھ تعارض نہ ہو [illegible] ممانعت کی [illegible] اور [illegible] اس حدیث کے راوی [illegible] اور وہ احادیث صحیحہ کے ساتھ متعارض ہونے کی قوت نہیں رکھتیں۔[3]

علامہ [illegible] لکھتے ہیں:

---

[1] شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ، تفسیر عزیزی مترجم، ج ۱ ص ۲۳۳ [illegible] مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی

[2] علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ، شرح مسلم ج ۲ ص ۲۲۴، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ

[3] حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ، فتح الباری ج ۴ ص ۴۵۲-۴۵۳، مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ

[illegible]

سے جیسے اس شخص پر ابتداءً فرض عین ہو۔

[illegible]

سکتا ہے خواہ وہ امامت کی نیت کرے یا نہیں۔

[illegible]

علامہ شرمبلی شافعی لکھتے ہیں:

[illegible]

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء مالکیہ کا نظریہ

علامہ قرطبی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible]

ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا (البقرۃ: ۴۱) اور میری آیات کے عوض میں تھوڑی قیمت نہ لو۔

قرآن مجید کی تعلیم وغیرہ کے عوض اجرت لینے کے متعلق علماء کا اختلاف ہے زہری اور فقہاء احناف نے اس کو ناجائز کہا ہے متقدمین نے کہا کہ قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا جائز نہیں ہے کیونکہ قرآن مجید کی تعلیم دینا واجب ہے اور نماز اور روزے کی طرح اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد، ابوثور اور اکثر فقہاء نے کہا کہ قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے کیونکہ امام بخاری نے اپنی سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے:

ان احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ۔ جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجرت کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔

فقہاء احناف نے اس آیت سے استدلال کیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں خواہ دلیل سے [illegible] اور یہ پہلی امتوں کی شریعت ہے اور ان کا تعلیم قرآن کو نماز اور روزے پر قیاس کرنا باطل ہے کیونکہ نماز اور روزہ کی عبادت اس کے ساتھ مختص ہے اور تعلیم قرآن کا فائدہ دوسروں کو پہنچتا ہے، [illegible] قرآن کو دوسروں کی طرف منتقل کرنا ہے، یہ اجرت اس منتقل کرنے کے عوض ہے، جیسے قرآن مجید کو لکھنے کی اجرت جائز ہے دوسرا جواب یہ ہے کہ اس آیت میں اس شخص کے لیے اجرت لینے کی ممانعت ہے جس پر تعلیم دینا متعین ہو جائے اور جس پر تعلیم دینا متعین نہ ہو اس کے لیے اجرت لینا جائز ہے جیسا کہ حدیث مذکور سے اس کا جواز ثابت ہے۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں کہ دو قاضیوں اور [illegible] کے لیے [illegible] مقرر کرنا [illegible] اور [illegible] کی ذمہ داری سے [illegible] عہدہ [illegible] حاکموں پر واجب ہے کیونکہ جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوگئے اور ان کے پاس [illegible] تو انہوں نے اپنے اہل و عیال کی کفالت کرنے کے لیے کپڑے فروخت کرنے کے لیے بازار گئے ان سے اس کا سبب پوچھا [illegible] سے کہا میں اپنے اہل و عیال پر کہاں سے خرچ کروں گا تو صحابہ نے ان کو واپس کر دیا اور ان کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا۔

فقہاء احناف نے تعلیم قرآن کی اجرت کی ممانعت پر جن احادیث سے استدلال کیا ہے وہ احادیث ضعیف ہیں [illegible] تحقیق ہے [illegible] کہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا [illegible] کے [illegible] بدترین لوگ ہیں یتیم پر رحمت کم کرتے ہیں اور مسکین پر بہت سخت ہیں، اس حدیث کی سند میں سعید بن طریف [illegible] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے پوچھا یا رسول اللہ آپ معلمین کے متعلق کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا ان کے درہم حرام ہیں ان کے کپڑے نجس ہیں [illegible] اس حدیث کی سند میں [illegible] مجہول ہے۔ [illegible] کسی شخص سے روایت نہیں [illegible] سے روایت کی ہے اور وہ بھی متروک ہے۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے، اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے بعض اصحاب صفہ کو قرآن مجید اور کتابت کی تعلیم دی ان میں سے ایک شخص نے مجھے ایک کمان بطور ہدیہ دی میں نے سوچا یہ مال نہیں ہے، میں اس سے اللہ کی راہ میں تیر اندازی کروں گا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھا آپ نے فرمایا اگر تمہیں آگ کے طوق کو پہننا پسند ہو تو اس کو قبول کرو۔ اس حدیث کو امام ابوداؤد نے [illegible] زیاد موصلی سے روایت کیا ہے مغیرہ [illegible] اہل علم کے نزدیک معروف ہے،

[illegible]

[illegible]

[illegible]

علامہ دسوقی مالکی لکھتے ہیں:

[illegible]

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء حنبلیہ کا نظریہ [illegible]

[illegible]

[illegible]

مذہب ہے۔ اسی طرح امام احمد نے تصریح کی ہے اور عطاء، ضحاک بن قیس، امام ابوحنیفہ اور زہری کا بھی یہی قول ہے اور اسحاق نے تعلیم قرآن پر اجرت کو مکروہ کہا ہے اور عبد اللہ بن شقیق نے کہا معلمین جو روٹیاں کھاتے ہیں وہ حرام ہیں۔ حسن، ابن سیرین، طاؤس، شعبی اور نخعی نے کہا ہے کہ تعلیم قرآن کی شرط کے ساتھ اجرت لینا مکروہ ہے۔ ابوالخطاب نے امام احمد سے دوسری روایت یہ نقل کی ہے کہ تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینا جائز ہے۔

ابوطالب نے امام احمد سے یہ نقل کیا ہے کہ امام احمد نے یہ کہا کہ میرے نزدیک تعلیم دینا اس سے بہتر ہے کہ یہ اس مال پر توکل کریں یا کسی عام آدمی سے قرض لیں اور شاید وہ اس کو ادا نہ کر سکیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ امام احمد کے نزدیک تعلیم کی اجرت کو منع کرنا کراہت کی وجہ سے تھا تحریم کی وجہ سے نہیں تھا۔

امام مالک، امام شافعی، ابوقلابہ، ابوثور اور ابن منذر نے معلم کی اجرت کو جائز کہا ہے کیونکہ امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید یاد ہونے کی وجہ سے ایک شخص کا عقد کر دیا اور جب تعلیم قرآن نکاح میں مہر کے قائم مقام ہو سکتی ہے تو اس پر اجرت لینا بھی جائز ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے: جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجرت کی مستحق اللہ کی کتاب ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے، اور حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے سورۂ فاتحہ پڑھ کر ایک عرب کے رئیس پر دم کیا وہ اچھا ہو گیا اور انہوں نے اس کی اجرت میں بکریاں لیں اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے ٹھیک کیا، ان کو تقسیم کر لو اور اپنے ساتھ میرا حصہ بھی نکالو۔ نیز بیت المال سے مساجد اور پلوں کی تعمیر کے لیے رقم اور معلمین کو رزق دینا جائز ہے نیز جو شخص حج کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اجرت دے کر حج کرانا جائز ہے تو تعلیم قرآن وغیرہ پر بھی اجرت جائز ہوگی۔

امام احمد سے جو یہ روایت منقول ہے کہ عبادات پر اجرت جائز نہیں ہے اس کی دلیل حضرت عبادہ بن صامت کی مذکور الصدر حدیث ہے اور حضرت عبد الرحمن بن شبل انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قرآن مجید پڑھو اور اس کو کھانے اور مال جمع کرنے کا ذریعہ نہ بناؤ۔ اور حضرت ابوسعید خدری کی حدیث سے دم کرنے کی اجرت کا جواز ثابت ہوتا ہے نہ کہ تعلیم قرآن کی، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو یہ ارشاد ہے کہ جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے زیادہ اجرت کی مستحق کتاب اللہ ہے، یہ بھی دم کی اجرت پر محمول ہے اور اس حدیث میں ہے کہ قرآن مجید یاد ہونے کی وجہ سے آپ نے ایک شخص کا عقد کر دیا اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ آپ نے تعلیم قرآن مجید کو مہر قرار دیا اور بیت المال سے جو معلمین کو رزق دیا جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ بیت المال مسلمانوں کے مصالح کے لیے وقف ہے اس سے اجرت کا جواز ثابت نہیں ہوتا۔

معلم کو بغیر شرط کے کچھ دیا جائے وہ امام احمد کے نزدیک جائز ہے، ایوب بن سافری نے امام احمد سے نقل کیا ہے کہ معلم طلب کرے نہ شرط لگائے اور بغیر شرط کے دے دیا جائے تو اس کو قبول کرے۔ احمد بن سعید کی روایت میں ہے کہ اگر معلم اجرت کی شرط لگائے تو میں اس کو مکروہ سمجھتا ہوں۔ اگر معلم اجرت کو طلب کرے نہ اس کی شرط لگائے اور پھر اس کو کوئی چیز ملے اور وہ اس کو قبول کرے تو یہ ان کے نزدیک زیادہ بہتر ہے۔ امام احمد کی دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہارے پاس یہ مال بغیر سوال اور بغیر طمع کے آئے تو اس کو لے لو اور اس کا تمول

حاصل کرو، کیونکہ یہ وہ رزق ہے جو تمہارے نبی نے تمہارے لیے بھیجا ہے۔ نیز تہذیب خیر شرح میں ہے کہ اگر دو مسلمان
مسجد بنا دیں گے، اگر بچوں کو لکھنا سکھانے اور ان کی حفاظت پر اجرت دی جائے تو امام احمد کے نزدیک جائز ہے۔ اسی طرح
اگر امام مسجد، مسجد کی حفاظت کرے، اس میں قندیل روشن کرے، اس کی صفائی کرے، مسجد کے دروازوں کو کھولے اور بند
کرے اور اس کی خدمت پر اجرت لے، یا کوئی شخص کسی راستہ کی حفاظت کرے، کسی کے لیے اذان دے یا حج کرے اور اس
خدمت پر اجرت لے تو یہ ان شاء اللہ ناجائز نہیں ہوگا۔

خط، حساب، شعر کی تعلیم اور مسجدوں اور پلوں کے بنانے پر اجرت لینا جائز ہے کیونکہ یہ کام بعض اوقات عبادت بھی ہوتے ہیں اور غیر عبادت کے طور پر بھی ہوتے ہیں، اسی طرح حدیث اور فقہ کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے، اور جو عبادات صرف اپنے نفس کے لیے کی جاتی ہیں اور دوسروں کی طرف ان کا نفع نہیں پہنچتا، مثلاً کسی شخص کا اپنے لیے نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، حج کرنا اور زکوٰۃ ادا کرنا تو ان پر اجرت لینا جائز نہیں ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔ [1]

تعلیم قرآن اور دیگر عبادات پر اجرت لینے کے متعلق فقہاء احناف کا نظریہ

علامہ بدرالدین عینی حنفی لکھتے ہیں:

اذان دینے اور تعلیم قرآن کی اجرت لینے میں علماء کا اختلاف ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اس کو مکروہ کہا ہے، امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام ابو ثور کا یہی قول ہے۔ امام ابو حنیفہ نے اس کو جائز کہا ہے، اسحاق کا بھی یہی قول ہے۔ زہری نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو مکروہ کہا ہے۔ امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کو ناجائز کہا ہے۔ ہمارے فقہاء میں سے حاکم نے اپنی کتاب الکافی میں لکھا ہے کہ یہ جائز نہیں ہے کہ ایک آدمی اپنے بچوں کو قرآن، فقہ اور فرائض کی تعلیم دینے کے لیے کسی شخص کو اجرت پر رکھے، اور رمضان کی امامت یا اذان کے لیے کسی کو اجرت پر رکھے۔ علامہ سرخسی نے المبسوط میں نقل کیا ہے کہ عبادات مثلاً قرآن اور فقہ کی تعلیم، اذان، ذکر، تدریس اور حج وغیرہ کے لیے کسی کو اجرت پر رکھنا جائز نہیں ہے، اہل مدینہ کے نزدیک یہ جائز ہے، امام شافعی کا بھی یہی مذہب ہے، اور ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ عبادت جس کے ساتھ مسلمان مختص ہوں اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، جیسے نماز اور روزہ۔ [2]

علامہ سرخسی حنفی لکھتے ہیں:

ولا یجوز ان یستاجر رجلا لیعلم ولدہ القرآن او الفقہ او الفرائض عندنا وقال الشافعی رحمہ اللہ یجوز ذلک والمذهب عندنا ان کل طاعة یختص

ایک آدمی نے بچے کو قرآن مجید، فقہ یا فرائض کی تعلیم دینے کے لیے کسی کو اجرت پر رکھا، یہ ہمارے نزدیک جائز نہیں ہے اور امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ ہمارا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ عبادت جس کے ساتھ

---

[1] علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی متوفی ۶۲۰ھ، المغنی ج ۶ ص ۲۲۵-۲۲۳ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ

[2] علامہ بدرالدین ابو محمد محمود بن احمد عینی حنفی متوفی ۸۵۵ھ، عمدۃ القاری ج ۲ ص ۹۵ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ مصر، ۱۳۴۸ھ

به نسبه ... الاستئجار عليه باطل وعلى قول المتأخرين ... يتعين عليه مثل الاجر اقتداء والاستئجار عليه صحيح الى قوله وبعض مشايخنا رحمهم الله اختاروا قول اهل المدينة رحمهم الله وقالوا ان المتقدمين من اصحابنا رحمهم الله بنوا هذا الجواب على ما شاهدوا في عصرهم من رغبة الناس في التعليم بطريق الحسبة ومروءة المتعلمين في مجازات الاحسان بالاحسان من غير شرط فاما في زماننا فقد انعدم المعنيان جميعا فنقول بجواز الاستئجار لئلا يتعطل هذا الباب وبه ان يختلف الحكم باختلاف الزمان۔[1]

مسلمان مخلص ہو اس پر اجرت لینا جائز نہیں ہے ... فقہا کے نزدیک یہ وہ عبادت ہے کہ ... اجرت لینے والے پر متعین نہیں ہے ... یہ اجرت لینا صحیح ہے۔ بعض مشائخ رحمہم اللہ نے اہل مدینہ کے قول کو اختیار کیا ہے اور کہا ہے کہ متقدمین فقہاء رحمہم اللہ کے زمانہ میں لوگ محض اللہ کے لیے ... تعلیم دینے میں رغبت رکھتے تھے اور پڑھنے والے بھی بغیر کسی شرط کے ہمیشہ اساتذہ کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے۔ اس لیے انہوں نے اجرت پر تعلیم دینے کو ناجائز قرار دیا ہے۔ اور ہمارے زمانہ میں دونوں سبب ختم ہو گئے ... اس لیے ہم کہتے ہیں کہ اجرت لے کر تعلیم دینا جائز ہے تاکہ تعلیم کا دروازہ بند نہ ہو، اور زمانہ بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہیں۔

علامہ مرغینانی حنفی لکھتے ہیں:

وبعض مشايخنا استحسنوا الاستئجار على تعليم القرآن اليوم لانه ظهر التواني في الامور الدينية ففي الامتناع تضييع حفظ القرآن وعليه الفتوى۔[2]

ہمارے بعض مشائخ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اجرت کو مستحسن کہا ہے کیونکہ اب امور دینیہ میں سستی ہو گئی ہے ... اگر اجرت لینے سے منع کیا جائے تو حفظ قرآن ضائع ہو جائے گا، اور فتویٰ اسی قول پر ہے۔

علامہ ... حنفی لکھتے ہیں:

وقال المتقدمون ذلك لانه كان للمعلمين عطيات من بيت المال تحت ذلك مستغنين عما لا بد لهم من امر معاشهم وقد كان في الناس رغبة في التعليم بطريق الحسبة ولم يبق ذلك وقال ابو عبد الله الخيزاخزي يجوز في زماننا للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة ذكره في

متقدمین فقہاء نے ... اس لیے کہا تھا کہ معلمین کو بیت المال سے ... عطیات ملتے تھے اور وہ اپنی معاشی ضروریات سے مستغنی تھے، اور لوگ محض ثواب کے لیے تعلیم دینے میں رغبت رکھتے تھے اور اب یہ چیز باقی نہیں رہی۔ امام ابو عبداللہ خیزاخزی نے کہا ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کے لیے اجرت لینا جائز ہے، ... ذخیرہ

---

[1] شمس الائمہ محمد بن احمد سرخسی حنفی متوفی ۴۸۳ھ، المبسوط ج ۱۶ ص ۳۷، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۸ھ
[2] علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی حنفی متوفی ۵۹۳ھ، ہدایہ اخیرین ص ۳۰۳، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

الذخیرۃ۔ [1]

علامہ خوارزمی حنفی لکھتے ہیں:

وکذا یفتی بجواز الاجارۃ علی تعلیم الفقہ وعن الامام الخیر الخزی وزمننا یجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرۃ کذا فی الروضۃ۔ [2]

یہی سبب ہے۔

[illegible] کی طرح فقہ کی تعلیم پر اجرت [illegible] اور امام خیر الخزی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کے لیے اجرت لینا جائز ہے اسی طرح روضہ میں ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ومشائخ بلخ جوزوا الاستئجار علی تعلیم القرآن اذا ضرب لذلک مدۃ وافتوا بوجوب المسمی وعند عدم الاستئجار اصلا وعند الاستئجار بدون المدۃ افتوا بوجوب اجر المثل کذا فی المحیط وقد استحسنوا جبر والد الصبی علی الصبرۃ المرسومۃ وکان الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل یقول یجبر المستاجر علی دفع الاجرۃ ویحبس بھا قال وبہ یفتی وکذا جواز الاستئجار علی تعلیم الفقہ ونحوہ والمختار للفتوٰی فی زماننا قول ھؤلاء کذا فی الفتاوی العتابیۃ۔ [3]

جب مدت مقرر کی جائے [illegible] سے معلم [illegible] اجرت طلب [illegible] کے مطابق [illegible] محمد بن فضل [illegible] اجرت [illegible] اسی طرح فقہ [illegible] اجرت طلب [illegible] فتاویٰ عتابیہ میں ہے۔

واختلفوا فی الاستئجار علی قراءۃ القرآن علی القبر مدۃ معلومۃ قال بعضھم لایجوز وقال بعضھم یجوز وھو المختار کذا فی السراج الوھاج۔ [4]

[illegible] قرآن مجید کی قراءت کے لیے مدت مقرر کر کے کسی کو اجرت پر رکھنے میں اختلاف ہے بعض نے کہا یہ جائز نہیں ہے اور بعض نے کہا یہ جائز ہے اور یہی قول مختار ہے، اسی طرح سراج وہاج میں ہے۔

علامہ ابن عابدین شامی لکھتے ہیں:

---

[1] علامہ [illegible] حنفی متوفی [illegible] عنایہ مع فتح القدیر ج ۸ ص [illegible] مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[2] علامہ جلال الدین خوارزمی حنفی، کفایہ علی ہامش فتح القدیر ج ۸ ص [illegible] مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

[3] علامہ نظام الدین حنفی متوفی [illegible] فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص [illegible]، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ [illegible]

[4] فتاویٰ عالمگیری ج ۴ ص ۴۴۹

الباب الثاني فيما إذا خالف العرف ظاهر الرواية. اعلم أن المسائل الفقهية إما أن تكون ثابتة بصريح النص وهي الفصل الأول، وإما أن تكون ثابتة بضرب اجتهاد ورأي، وكثير منها ما يبنيه المجتهد على ما كان في عرف زمانه بحيث لو كان في زمان العرف الحادث لقال بخلاف ما قاله أولاً، ولهذا قالوا في شروط الاجتهاد إنه لا بد فيه من معرفة عادات الناس، فكثير من الأحكام تختلف باختلاف الزمان لتغير عرف أهله، أو لحدوث ضرورة، أو فساد أهل الزمان بحيث لو بقي الحكم على ما كان عليه أولاً للزم منه المشقة والضرر بالناس، ولخالف قواعد الشريعة المبنية على التخفيف والتيسير ودفع الضرر والفساد لبقاء العالم على أتم نظام وأحسن إحكام، ولهذا ترى مشايخ المذهب خالفوا ما نص عليه المجتهد في مواضع كثيرة بناها على ما كان في زمنه لعلمهم بأنه لو كان في زمنهم لقال بما قالوا به أخذاً من قواعد مذهبه، فمن ذلك إفتاؤهم بجواز الاستئجار على تعليم القرآن ونحوه لانقطاع عطايا المعلمين التي كانت في الصدر الأول، ولو اشتغل المعلمون بالتعليم بلا أجرة يلزم ضياعهم وضياع عيالهم، ولو اشتغلوا بالاكتساب من حرفة وصناعة يلزم ضياع القرآن والدين، فأفتوا بأخذ الأجرة على التعليم، وكذا على الإمامة والأذان كذلك، مع أن ذلك مخالف لما اتفق عليه أبو حنيفة

باب ثانی: ان چیزوں کے بیان میں جن میں عرف ظاہر روایت کے خلاف ہے۔ پس ہم یہ کہتے ہیں کہ مسائل فقہیہ یا تو نص صریح سے ثابت ہوتے ہیں، یہ فصل اول ہے، یا اجتہاد اور رائے سے ثابت ہوتے ہیں۔ اور ان میں سے زیادہ تر وہ مسائل ہیں جن کو مجتہد نے اپنے زمانے کے عرف کے اعتبار سے بیان کیا ہے، اس طور کہ اگر مجتہد اس زمانے میں ہوتا تو وہ اس کے خلاف کہتا۔ اسی لیے علماء نے کہا ہے کہ اجتہاد کی شرائط میں سے یہ ہے کہ مجتہد کو لوگوں کی عادات اور عرف کی معرفت ہو، کیونکہ زمانے کے بدلنے سے کئی احکام بدل جاتے ہیں، اس کی وجہ لوگوں کے عرف کا بدلنا ہے اور یا کسی نئی ضرورت کا پیدا ہونا ہے یا اہل زمانہ کا فساد ہے، اگر عرف اور زمانہ کے بدلنے کے باوجود پہلا حکم باقی رکھا جائے تو لوگوں کو مشقت ہوگی اور ضرر پہنچے گا، اور اس سے ان قواعد شرعیہ کی مخالفت لازم آئے گی جو تخفیف، آسانی اور ضرر اور فساد کو دور کرنے کے سبب بنائے گئے ہیں تاکہ نظام عالم بہتر طور پر برقرار رہے، اسی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مشائخ مذہب نے بہت سے مقامات پر ان احکام کی مخالفت کی ہے جن کی مجتہد نے اپنے زمانے کے عرف کے مطابق تصریح کی تھی، کیونکہ ان کو یہ علم تھا کہ اگر مجتہد ان کے زمانہ میں ہوتا تو وہ بھی قواعد مذہب سے یہی فتویٰ دیتا۔ ان مسائل میں سے ایک مثال تعلیم قرآن وغیرہ پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ ہے، کیونکہ معلمین کو ابتدائی عہد میں جو وظائف ملتے تھے وہ بند ہو گئے ہیں، اور اگر معلمین بغیر اجرت کے تعلیم دیتے رہیں تو اس سے وہ اور ان کے اہل و عیال ضائع ہو جائیں گے اور اگر وہ صنعت و حرفت اختیار کر لیں تو قرآن مجید اور دین کا علم ضائع ہو جائے گا

وابو یوسف ومحمد من عدم جواز الاستئجار واخذ الاجرة علیه کبقیة الطاعات من الصوم والصلوٰة والحج وقراءة القرآن ونحو ذلك۔[1]

اس لیے متاخرین نے تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ دیا، اسی طرح امامت اور اذان پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ دیا۔ حالانکہ یہ فتویٰ امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف اور امام محمد کی نقل کردہ کتاب کے خلاف ہے کہ تعلیم قرآن اور امامت وغیرہ پر اجرت لینا، نماز، روزہ، حج اور تلاوت قرآن وغیرہ پر اجرت لینے کی طرح ناجائز ہے۔

علامہ علاؤ الدین الحصکفی لکھتے ہیں:

ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والامامة والاذان ویجبر المستأجر علی دفع ما قیل۔[2]

آج کل تعلیم قرآن، تعلیم فقہ، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ ہے اور اجرت دینے والے کو اجرت ادا کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں:

الاستئجار علی الطاعات کتعلیم القرآن والفقه والتدریس والوعظ لا یجوز عندنا وعند اهل المدینة رحمهم الله تعالیٰ یجوز وبه اخذ الامام الشافعی قال فی المحیط وفتوی مشائخ بلخ علی الجواز وقال الامام الفضلی والمتأخرون علی جوازه۔[3]

عبادات مثلاً قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم، تدریس اور وعظ پر اجرت طلب کرنا ہمارے نزدیک ناجائز ہے لیکن اہل مدینہ کے نزدیک جائز ہے اور امام شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ محیط میں ہے کہ مشائخ بلخ نے جواز کا فتویٰ دیا ہے اور امام فضلی نے کہا کہ متاخرین اس کے جواز کے قائل ہیں۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

قال الذهبی الحد الفاصل بین العلماء المتقدمین والمتأخرین راس القرن الثالث وهو الثلاث مائة انتهی فالمتقدمون من قبله والمتأخرون من بعده۔[4]

حافظ ذہبی نے بیان کیا ہے کہ علماء متقدمین اور علماء متاخرین کے درمیان حد فاصل تین سو سال ہیں، تین سو سال سے پہلے متقدمین ہیں اور تین سو سال کے بعد کے علماء متاخرین ہیں۔

علامہ [illegible] لکھتے ہیں:

وقال فی النهایة یفتی بجواز الاستئجار

صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں

---

1. علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۶۴–۱۶۵، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ
2. علامہ علاؤ الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ، در مختار علی ہامش رد المحتار ج ۵ ص ۳۴، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ
3. علامہ محمد شہاب الدین ابن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ، فتاویٰ بزازیہ علی ہامش الہندیہ ج ۵ ص ۳۷، مطبوعہ مطبع امیریہ کبریٰ بولاق مصر
4. علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۶۱، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ

على تعليم الفقه ايضا فی زماننا ثم قال وفی روضة الزندويستی كان شيخنا ابو محمد عبد الله الخيزاخزی يقول فی زماننا يجوز للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجر قال كذا فی الذخيرة[1]

فقہ کی تعلیم پر اجرت لینا جائز ہے، روضۃ الزندویستی میں لکھا ہے کہ ہمارے شیخ ابو محمد عبداللہ خیزاخزی یہ کہتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کا اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح ذخیرہ میں ہے۔

ملا مسکین لکھتے ہیں:

والفتوى اليوم على جواز الاستئجار لتعليم القرآن، وكذلك نفتى اليوم بجواز الاجارة على تعليم القراٰن والفقه قال مشائخنا يجبر الاب على دفع الاجر الى الاستاذ وكذا يجبر على الحلوة الموسومة وقال الامام ابو محمد الخيزاخزی يجوز فی زماننا للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة كذا فی الذخيرة والروضة[2]

اس زمانہ میں قرآن مجید کی تعلیم پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ ہے، اسی طرح اس زمانہ میں قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم پر اجرت کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے، ہمارے مشائخ نے کہا ہے کہ باپ کو استاذ کی اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا، اسی طرح زمانہ کے مطابق مٹھائی دینے پر بھی مجبور کیا جائے گا، امام ابو محمد خیزاخزی نے کہا ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کا اجرت لینا جائز ہے، اسی طرح ذخیرہ اور روضہ میں ہے۔

علامہ ابو السعود لکھتے ہیں:

واختلفوا فی الاستئجار على قراءة القرآن على تقدير مدة معلومة والمختار انه يجوز كذا فی الجوهرة[3]

مدت معینہ تک قبر پر قرآن مجید کی تلاوت کرنے کی اجرت میں اختلاف ہے، اور مختار یہ ہے کہ یہ جائز ہے، اسی طرح جوہرہ میں ہے۔

ملا خسرو لکھتے ہیں:

ويفتى اليوم بصحتها اى الاجارة لتعليم القرآن والفقه والامامة والاذان ويجبر المستاجر على دفع الاجر ويحبس به وعلى الحلوة الموسومة وهی هدية تهدى الى المعلمين على رؤس بعض سور القرآن[4]

اس زمانہ میں قرآن مجید اور فقہ کی تعلیم، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے اور اجرت پر رکھنے والے کو اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا اور اس کو اجرت نہ دینے پر قید کیا جائے گا اور مٹھائی دینے پر بھی مجبور کیا جائے گا، یہ وہ مٹھائی ہے جو قرآن مجید کی بعض سورتوں کے اختتام پر پیش کی جاتی ہے۔

1۔ علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ، تبیین الحقائق ج ۵ ص ۱۲۵، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

2۔ علامہ مسکین [illegible] متوفی ۹۵۴ھ، شرح الکنز ج ۲ ص ۲۴۵، مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر، ۱۲۸۷ھ

3۔ علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی متوفی ۹۸۲ھ، حاشیہ ابو السعود علی مسکین ج ۳ ص ۲۴۵، مطبوعہ جمعیۃ المعارف المصریہ مصر، ۱۲۸۷ھ

4۔ علامہ محمد بن فرامرز خسرو متوفی ۸۸۵ھ، درر الحکام فی شرح غرر الاحکام ج ۲ ص ۲۳۲، مطبوعہ [illegible] مصر، ۱۳۰۴ھ

علامہ علاء الدین محمد حصکفی لکھتے ہیں:

(ویفتی الیوم) ای یفتی المتاخرون (بصحتها) للاجارة (علی ذلک) مثل (الامامة وتعلیم القرآن والفقه) تحرزا عن الاندراس والاحکام تختلف باختلاف الزمان۔[1]

متاخرین نے عبادات مثلاً امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے تاکہ احکام شرعیہ محفوظ رہیں اور زمانہ کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔

علامہ شیخ محمد سلیمان سروت بن داماد آفندی لکھتے ہیں:

(ویفتی الیوم بالجواز) ای بجواز اخذ الاجرة (علی الامامة وتعلیم القرآن والفقه والاذان کما فی عامة المعتبرات وهذا علی مذهب المتاخرین من مشائخ بلخ استحسنوا ذلک و قالوا بنی اصحابنا المتقدمون الجواب علی ما شاهدوا من قلة الحفاظ ورغبة الناس فیه وکانت لهم عطیات من بیت المال وافتقاد من المتعلمین فی مجازاة الاحسان من غیر شرط مروءة یعینونهم علی معاشهم ومعادهم وکانوا یفتون بوجوب التعلیم خوفا من ذهاب القرآن وتحریضا علی التعلیم حتی ینهضوا لاقامة الواجب فتکثر حفاظ القرآن واما الیوم فذهب ذلک کله وانقطعت العطیات من بیت المال بسبب استیلاء الظلمة واشتغل الحفاظ بمعاشهم وقلما یعلمون الحسبة ولا یتفرغون له ایضا فان حاجتهم یمنعهم من ذلک فلو لم یفتح باب التعلیم بالاجرة لذهب القرآن فافتوا بجوازه لذلک ورأوه حسنا وقالوا الاحکام قد تختلف باختلاف الزمان الا یری ان النساء کن یخرجن الی الجماعات فی زمنه علیه الصلوة والسلام

اس زمانہ میں تعلیم قرآن و فقہ، امامت اور اذان پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے، جیسا کہ عامہ معتبر کتابوں میں لکھا ہوا ہے یہ بلخ کے متاخرین مشائخ کا مذہب ہے انہوں نے اس کو مستحسن قرار دیا اور کہا کہ ہمارے متقدمین فقہاء نے جو اس پر اجرت کو ناجائز کہا تھا وہ اپنے زمانہ کے حالات کی وجہ سے تھا کیونکہ اس وقت حفاظ کم تھے اور لوگوں کی امامت میں دلچسپی بہت تھی اور اس وقت ان لوگوں کو بیت المال سے عطیات ملتے تھے اور [illegible] بہت [illegible] سے مستحق ہو جاتے تھے اور وہ فتویٰ دیتے تھے کہ تعلیم دینا واجب ہے تاکہ قرآن مجید ضائع نہ ہو اور حفاظ بکثرت ہوں، لیکن اس زمانہ میں یہ سب کچھ ختم ہو چکا ہے ظالم اور فاسق حکام کے غلبہ کی وجہ سے بیت المال سے ملنے والے عطیات منقطع ہو چکے ہیں اور حفاظ اپنی معاش کی وجہ سے کاروبار میں مصروف ہو گئے اور محض اللہ کی رضا کے لیے تعلیم دینے والے بہت کم رہ گئے ہیں اور ان کو بھی اپنی معاشی ضروریات کی وجہ سے فرصت نہیں ہے اس لیے اگر اجرت پر تعلیم دینے کی اجازت نہ دی جاتی تو مسلمانوں کے سینوں سے قرآن مجید نکل جاتا اس لیے متاخرین نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا اور اس کو مستحسن قرار دیا، فقہاء نے کہا زمانہ کے اختلاف سے احکام مختلف ہو جاتے ہیں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں جماعت [illegible]

---

[1] علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ [illegible] ، علامہ [illegible] مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت [illegible]

وزمان ابی بکر الصدیق رضی اللہ تعالی عنہ حتی منعهن عمر رضی اللہ تعالی عنہ واستقر الامر علیہ وکان ذلک هو الصواب کما فی التبیین وفی النهایة یفتی بجواز الاستئجار علی تعلیم الفقه ایضا فی زماننا وفی الخانیة خلافه فتنبه وفی المجمع یفتی بجواز الاستئجار علی التعلیم والفقه والامامة کذا فی الذخیرة والروضة [1]

پڑھنے کے لیے مسجدوں میں جاتی تھیں اور حضرت عمر نے ان کو اس سے منع کر دیا اور اب تک اسی پر عمل ہے اور یہی صحیح ہے جیسا کہ تبیین میں ہے اور نہایہ میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں فقہ کی تعلیم پر اجرت لینا بھی جائز ہے اور خانیہ میں اس کے خلاف ہے، اور مجمع میں لکھا ہے کہ تعلیم فقہ اور امامت پر اجرت لینا جائز ہے۔ اسی طرح ذخیرہ اور روضہ میں لکھا ہے۔

ملا علی قاری لکھتے ہیں:

(ویفتی الیوم بصحتها) ای الاجارة علی الاذان والامامة وتعلیم القرآن لان المتقدمین انما منعوا منها لرغبة الناس فی زمانهم فی فعلها احتسابا وفی مجازاة فاعلها بالاحسان بلا شرط وفی هذا الزمان قد زال المعنیان ففی عدم صحة الاجارة علیها تضییعها ولا یبعد ان یختلف الحکم باختلاف الازمنة الا تری ان النساء کن یخرجن الی الجماعات فی زمنه علیه الصلوة والسلام وابی بکر حتی منعهن عمر عن ذلک وفی الهدایة وبعض مشایخنا استحسنوا الاستئجار علی تعلیم القرآن الیوم وعلیه الفتوی وفی النهایة یفتی بجواز الاستئجار علی تعلیم الفقه ایضا فی زماننا وفی المجمع وقیل یفتی بجوازه ای الاستئجار علی التعلیم والامامة والفقه وفی الذخیرة والروضة عن بعض اصحابنا یجوز فی زماننا للامام والمؤذن والمعلم اخذ الاجرة [2]

اس زمانہ میں اذان، امامت اور تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے کیونکہ متقدمین نے اجرت لینے سے اس لیے منع کیا تھا کہ اس زمانہ میں لوگوں کو ثواب کے لیے پڑھانے میں رغبت تھی اور پڑھنے والے بغیر کسی پیشگی شرط کے ان کے ساتھ حسن سلوک کرتے تھے اور اب دونوں چیزیں ختم ہو چکی ہیں اور اب علوم دینیہ پر اجرت کو ناجائز کہنے سے یہ علوم ضائع ہو جائیں گے اور زمانہ بدلنے سے حکم بدل جاتا ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے زمانہ میں عورتیں پانچوں نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھنے مسجد میں جاتی تھیں حتی کہ حضرت عمر نے اس سے منع کر دیا۔ اور ہدایہ میں ہے کہ ہمارے بعض مشائخ نے اس زمانہ میں تعلیم قرآن پر اجرت کو مستحسن کہا ہے اور فتویٰ اسی قول پر ہے اور نہایہ میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں فقہ کی تعلیم پر اجرت کے جواز کا فتویٰ ہے اور مجمع میں ہے کہ تعلیم قرآن، فقہ اور امامت کی اجرت لینے کے جواز کا فتویٰ ہے۔ اور ذخیرہ اور روضہ میں ہے کہ ہمارے زمانہ میں امام، مؤذن اور معلم کا اجرت لینا جائز ہے۔

مولوی الیاس نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ [3]

---

[1] علامہ عبدالرحمن بن محمد بن سلیمان المعروف بداماد آفندی متوفی ۱۰۷۸ھ، مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر ج ۲ ص ۳۸۳-۳۸۴ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

[2] ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ، شرح النقایہ ج ۲ ص ۴۰، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی

[3] مولوی محمد الیاس، حاشیہ شرح وقایہ علی شرح وقایہ ج ۳ ص ۱۰۳

علامہ [illegible] نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔

علامہ محمد قہستانی لکھتے ہیں:

(ويفتى اليوم) اى يفتى المتاخرون (بصحتها) اى الاجارة بهذه العبادات لفتور الرغبات ولانه لايكون لهم حظ من بيت المال فلو امتنع الاب من المرسوم للمعلم مثل ما يقال پنجشنبي وعيدى وغيرهما حبس على ذلك فلو اراد ان يصح على قول الكل فيستاجر المعلم ثم يامر بالتعليم وتمامه فى الخلاصة و المضمرات۔ [۳]

اس زمانہ میں متاخرین نے ان عبادات (تعلیم قرآن اور امامت وغیرہ) پر اجرت دینے کے جواز کا فتویٰ دیا ہے کیونکہ اب لوگوں کی رغبت میں کمی ہوگئی ہے، اور بیت المال سے ان کو وظیفے نہیں ملتے، سو اگر کوئی باپ بچے کے استاذ کو رواج کے مطابق عیدی [illegible] نہیں دیتا تو اس کو قید کر لیا جائے گا اور اگر [illegible] متاخرین [illegible] تعلیم [illegible] مطلقاً [illegible] [illegible] تحقیق خلاصہ و مضمرات میں ہے۔

علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری لکھتے ہیں:

جنس آخر فى تعليم القرآن والحرف والفقه [illegible] يعنى لايجب الاجر وعند اهل المدينة يجوز وبه اخذ الشافعى ونصير وعصام وابونصر والفقيه ابوالليث ولو امتنع اب الصبى من اداء الوظيفة الى المعلم يجبر على المراسم چون حلوه پنجشنبي وعيدى قال فى المحيط وعليه فتوى مشائخ بلخ" قال الامام الفضلى" رحمه الله اصحابنا المتاخرون يجيزون ذلك ويقولون يجبر على دفع الاجرة ويجبر بها وبه يفتى مشائخ بلخ افتوا بوجوب المسمى عند ذكر المدة بوجوب اجر

محیط میں مذکور ہے کہ عبادات مثلاً تعلیم قرآن [illegible] فقہ اللہ [illegible] اجرت لینا جائز نہیں ہے یعنی اس کی اجرت واجب نہیں ہے اور اہل مدینہ کے نزدیک اس کی اجرت لینا جائز ہے [illegible] فقیہ ابواللیث کا [illegible] ہے اگر بچہ کا باپ معلم کے مشاہرہ دینے سے [illegible] تو اس کو حسب دستور اجرت دینے پر مجبور کیا جائے گا [illegible] مشائخ بلخ کا اسی پر فتویٰ ہے، امام فضلی رحمہ اللہ نے [illegible] کہ ہمارے متاخرین اصحاب [illegible] اجرت [illegible] دینے پر مجبور کیا جائے گا [illegible] مشائخ [illegible] لازم ہے کہ جب مدت معین کر دی جائے تو مقرر شدہ اجرت دینا واجب ہے، اور جب مدت مذکور نہ ہو تو حسب دستور

[illegible] الفتاویٰ الحامدیہ ج ۲ ص ۱۸۱-۱۸۰ مطبوعہ [illegible] مصر ۱۳۱۰ھ

[illegible] ص ۱۳۰-۱۲۶ [illegible]

۳ علامہ محمد خراسانی قہستانی متوفی ۹۶۲ھ جامع الرموز ج ۳ ص ۳۰ [illegible] ۱۴۰۱ھ

المثل عند عدم ذكر المدة [1]

اجرت دینا واجب ہے۔

علامہ آلوسی ولا تشتروا بآیتی ثمنا قلیلا۔ "میری آیت کے بدلے میں کم قیمت نہ لو" کی تفسیر میں لکھتے ہیں: بعض علماء نے اس آیت سے کتاب اللہ اور دیگر علوم کی تعلیم پر اجرت کے عدم جواز پر استدلال کیا ہے، اور اس کے متعلق بعض احادیث بھی مروی ہیں جو ضعیف ہیں، جب کہ حدیث صحیح یہ ہے کہ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! کیا ہم تعلیم پر اجرت لیں؟ آپ نے فرمایا: جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں سب سے بہتر اجر کتاب اللہ کا اجر ہے، اور بکثرت علماء نے اس کے جواز کی تصریح کی ہے، اگرچہ بعض سے کراہت بھی منقول ہے، بہرحال اس آیت میں تعلیم قرآن پر اجرت لینے کے عدم جواز پر دلیل نہیں ہے۔[2]

شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں:

در تعلیم قرآن باجرت اختلاف است ومتاخران رخصت داده اند۔[3]

اجرت پر قرآن کی تعلیم دینے میں اختلاف ہے اور متاخرین نے اس کی اجازت دی ہے۔

علامہ شامی لکھتے ہیں:

ثم حرر ان قول المتاخرين بجواز اخذ الاجرة على الامامة والاذان وتعليم القرآن انما ارادوا به الاخذ على طريق الصلة والقربة بسبب اتصاف المعطى بعمل من اعمال البر وكذا رزق القضاة او يكون مرادهم بالاجرة ما يؤخذ في مقابلة اتعاب النفس في الامامة والتاذين في حضور موضع معين وقيامه به وقتا معينا فانه ليس بواجب عليه وليس من نفس العبادة وكذا اتعاب نفسه في تلقين سورة شخصا معينا ليس بواجب عليه الا ان لا يوجد غيره فتجويز الاجارة فيها ليس من حيث انها عبادة ـــــ بل من حيث انها وسيلة لها فان عمل الآخرة نوعان الاول ما يكون قربة مقصودة بالذات كالصلاة والصوم والتلاوة والتسبيح والحج

علامہ قاسم بن قطلوبغا نے اپنے فتاوی میں ابو عبداللہ دمشقی کی کتاب وقف سے نقل کیا ہے کہ پھر یہ تحقیق کی گئی ہے کہ متاخرین نے جو امامت، اذان اور تعلیم قرآن کی اجرت لینے کو جائز کہا ہے اس سے ان کا منشاء یہ ہے کہ ان کو مستاجر دینے والا محض نیکی اور قربت کی نیت سے بطور خدمت اور احسان ان کو وظیفہ دے، جس طرح سے قاضیوں کو بھی بطور خدمت اور احسان کے وظیفہ دیا جاتا ہے۔ یا متاخرین کی اجرت سے مراد یہ ہے کہ امامت کرنے اور اذان دینے سے انسان کو جو مشقت اور تھکاوٹ ہوتی ہے اس مشقت کے مقابلہ میں ان کو معاوضہ دیا جائے۔ کیونکہ کسی معین اور مخصوص جگہ پر اور کسی خاص وقت میں اذان دینا یا نماز پڑھانا ان پر واجب نہیں ہے تاوقتیکہ اس جگہ پر اس وقت میں اور کوئی نہ ہو۔ پس یہ اجرت عبادت کے عوض نہیں ہے بلکہ عبادت کے ایک ذریعہ کی اجرت ہے کیونکہ اعمال آخرت کی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم وہ ہے جس میں

---

1. علامہ طاہر بن عبدالرشید بخاری حنفی، خلاصۃ الفتاوی ج ۳ ص ۱۱، مطبوعہ مکتبہ حبیبیہ کوئٹہ
2. علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱ ص ۲۴۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت
3. شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ، اشعۃ اللمعات ج ۲ ص ۱۱، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ

ونحوها فلا يجوز اخذ الاجرة عليه لانه ما شرع
الا بوصف العبادة والخلوص لله تعالى وارادة
الدنيا به قلب الموضوع والثاني ما يكون
وسيلة وآلة للنوع الاول كالتعليم والامامة
ونحوهما ولا خلاف انه اذا وجد النية فيه
لله تعالى يكون قربة يثاب عليها والا لا
ولكن يبقى كونه وسيلة وآلة والمتقدمون
لم يجوزوا اخذ الاجرة على النوعين لان
دافعهما للنفع الآخرة والمتأخرون لحقوا
الثاني بعمل الدنيا في جواز اخذ الاجرة بالضرورة
من حيث كونها وسيلة. فاذا فهمت ذلك
علمت انه ليس في مذهب الحنفي وغيره
جواز اخذ الاجرة على العبادة المقصودة
بالذات وانما هو على الوسائل من حيث
كونها وسيلة. والحاصل ان اخذ الاجرة
على العبادات حرام وما ياخذه الفقهاء و
نحوهم انما هو صلة لهم وكفاية لهم عن الاشتغال
بالكسب وانما اجرة على اتعاب النفس فيما
دون العبادات انتهى ملخصا. ثم ذكر
مسئلة الاستئجار على الختم وقال ان كتب
الحنفية مشحونة بعدم الجواز بكلمة ظاهرة
لرؤية لما هو المفهوم من كلام نذكر ما في
وشرح الوافي وآداب المفتين والكفاية
وخزانة الاكمل والتحفة والمجمع والمحيط
وشرح الطحاوي وغيرها ثم ذكر كلام الخانية
وفتح القدير الذي قدمناه عن رسالة
الشرنبلالي. ثم ذكر ما قدمناه عن الجوهرة
وغيره ولما اختلفوا في الاستئجار على قراءة
القرآن مدة معلومة قال بعضهم لا يجوز

عبادت مقصودہ ہو مثلاً جیسے نماز، روزہ، تلاوت قرآن
تسبیح اور حج وغیرہ، ان عبادات کے عوض اجرت لینا بالکل
جائز نہیں ہے کیونکہ ان کو عبادت کے لیے مشروع کیا گیا
ہے اور ان سے دنیا کمانے کا ارادہ کرنا ان کی حقیقت بدلنا
ہے۔ دوسری قسم وہ ہے جو پہلی قسم کا وسیلہ ہو جیسے تعلیم
قرآن اور امامت وغیرہ اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ جب
ان کاموں سے اللہ کی نیت کی جائے تو یہ بھی عبادت
ہوں گے اور ان پر ثواب ملے گا، ورنہ نہیں۔ لیکن اس کے
باوجود ان کا وسیلہ اور آلہ ہونا باقی ہے۔ متقدمین فقہاء
نے دونوں قسم کے کاموں پر اجرت سے منع کیا تھا لیکن
متاخرین نے ضرورت کی وجہ سے کاموں کی دوسری قسم کو
بہ حیثیت وسیلہ دنیا کے ساتھ لاحق کر دیا اور اس پر اجرت
لینے کو جائز کر دیا۔ جب تم نے یہ سمجھ لیا تو تم کو معلوم ہو گیا
ہوگا کہ مذہب حنفی میں اور کسی اور مذہب میں عبادت مقصودہ
پر اجرت لینا بالکل جائز نہیں ہے، البتہ جو عبادات عبادت
مقصودہ کا وسیلہ ہیں ان پر اجرت لینا جائز ہے۔ خلاصہ یہ
ہے کہ عبادات پر اجرت لینا حرام ہے اور فقہاء جو اجرت
لیتے ہیں وہ ان کو بطور خدمت اور احسان دیا جاتا ہے تاکہ
اس کی وجہ سے وہ بے نیاز ہو کر دینی مشاغل میں مشغولیت کی
وجہ سے اپنی معاشی ضروریات کے سبب کوئی اور کام نہیں کرتے
یا مخصوص جگہ اور مخصوص وقت میں جا کر پابندی کرنے
سے جو تھکاوٹ ہوتی ہے اس کا معاوضہ لیتے ہیں، نفس
عبادت کا معاوضہ نہیں لیتے۔ پھر علامہ شامی نے ختم پر اجرت
لینے کا ذکر کیا اور یہ کہا کہ فقہ حنفی کی تمام کتب مثلاً شرح
وافی، آداب المفتین، کفایہ، خزانۃ الاکمل، تحفہ، مجمع
محیط، شرح طحاوی، خانیہ اور فتح القدیر میں یہ تصریح ہے
کہ یہ جائز نہیں ہے، پھر علامہ شامی نے جوہرہ وغیرہ سے
مدت معینہ تک قرآن مجید کی تلاوت کا مسئلہ ذکر کیا تو جوہرہ
کی عبارت یہ ہے کہ مدت معینہ کے لیے قرآن مجید کی

وقال بعضهم يجوز وهو المختار. وعبارة الزاهدي في القنية من بنى مدرسة ومقبرة لنفسه فيها ووقف عليها ضيعة وبين فيها ان ثلاثة ارباعه للمتفقهة وربعه يصرف الى من يقوم بكنس المقبرة وفتح بابها واغلاقه والى من يقرأ عند القبر وقضى القاضي بصحة وقفه وجعل آخره للفقراء يحل لمن يقرأ عند قبره اخذ هذا الموسوم ولمن يكنسه. وقال بعضهم ان كان القارئ معينا يجوز والا فلا انتهى۔[1]

تلاوت پر اجرت لینے میں فقہاء کا اختلاف ہے، بعض نے کہا یہ ناجائز ہے اور بعض نے کہا جائز ہے اور یہی مختار قول ہے اور قنیہ میں زاہدی کی عبارت یہ ہے کہ جس شخص نے اپنے لیے مدرسہ اور مقبرہ بنایا اور اس کے لیے کچھ زمین وقف کر دی اور یہ بیان کیا کہ اس زمین کی آمدنی کا تین چوتھائی حصہ مدرسہ کے متعلمین پر صرف ہوگا اور ایک چوتھائی حصہ قبرستان کی صفائی اس کے دروازہ کو کھولنے، بند کرنے اور قبر پر پڑھنے والوں پر صرف کیا جائے گا، اور قاضی نے اس وقف کی صحت کا فیصلہ کر دیا تو قبر پر پڑھنے والوں اور قبر کی صفائی کرنے والوں کے لیے یہ وظیفہ لینا جائز ہے اور بعض نے یہ کہا کہ اگر قبر پر پڑھنے والا معین ہے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

مسئلہ: طاعت و عبادت کے کاموں پر اجارہ کرنا جائز نہیں مثلاً اذان کہنے کے لیے، امامت کے لیے قرآن و فقہ کی تعلیم کے لیے، حج کے لیے یعنی اس لیے اجیر کیا کہ کسی کی طرف سے حج کرے۔ متقدمین فقہاء کا یہی مسلک ہے مگر متاخرین نے دیکھا کہ دین کے کاموں میں سستی پیدا ہو گئی ہے اگر اس اجارہ کی سب صورتوں کو ناجائز کہا جائے تو دین کے بہت سے کاموں میں خلل واقع ہوگا انہوں نے اس کلیہ سے بعض امور کا استثناء فرما دیا اور یہ فتویٰ دیا کہ تعلیم القرآن و فقہ اور اذان و امامت پر اجارہ جائز ہے، کیونکہ ایسا نہ کیا جائے تو قرآن و فقہ پڑھانے والے طلب معیشت میں مشغول ہو کر اس کام کو چھوڑ دیں گے اور لوگ دین کی باتوں سے ناواقف ہوتے جائیں گے اور مؤذن و امام کو نوکر نہ رکھا جائے تو بہت سی مساجد میں اذان و جماعت کا سلسلہ بند ہو جائے گا اور اس سے شعائر اسلامی میں زبردست کمی واقع ہو جائے گی۔ اسی طرح بعض علماء نے وعظ پر اجارہ کو بھی جائز کہا ہے اس زمانے میں اکثر مقامات ایسے ہیں جہاں اہل علم نہیں ہیں ادھر ادھر سے کبھی کوئی عالم پہنچ جاتا ہے جو وعظ و تقریر کے ذریعہ انہیں دین کی تعلیم دے دیتا ہے اگر اس اجارہ کو ناجائز کر دیا جائے تو عوام کو جو اس ذریعہ سے کچھ علم کی باتیں معلوم ہو جاتی ہیں اس کا انسداد ہو جائے گا یہاں یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ جب اصل مذہب یہی ہے کہ یہ اجارہ ناجائز ہے ایک دینی ضرورت کی بنا پر اس کے جواز کا فتویٰ دیا جاتا ہے تو جس قدر ممکن ہو سکے ان امور کو محض حسبۃً للہ انجام دے اور اجر اخروی کا مستحق بنے تو اس سے بہتر کیا بات ہے پھر اگر لوگ اس کی خدمت کریں بلکہ یہ تصور کرتے ہوئے کہ دین کی خدمت یہ کرتے ہیں ہم ان کی خدمت کر کے ثواب حاصل کریں تو دینے والا مستحق ثواب ہوگا اور اس

---

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ، رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۶۹-۱۷۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۶ھ

کرلینا جائز ہوگا کیونکہ یہ اجرت نہیں ہے بلکہ اعانت و امداد ہے۔ [illegible]

[illegible]

۱۔ [illegible]

۲۔ [illegible]

۳۔ [illegible]

۴۔ [illegible]

[illegible] ساتھ ذکر کر رہے ہیں۔

. . . .

[illegible]

ایصال ثواب کے سبب سے قرآن خوانی کی مروجہ خدمت کی تحقیق

علامہ شامی نے اس مسئلہ پر بہت سخت موقف اختیار کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

والحاصل ان ما شاع فی زماننا من قراءة الاجزاء بالاجرة لا یجوز لان فیه الامر بالقراءة واعطاء الثواب للآمر والقراءة لاجل المال فاذا لم یکن للقاری ثواب لعدم النیة الصحیحة فاین یصل الثواب الی المستاجر ولولا الاجرة ما قرأ احد لاحد فی هذا الزمان بل جعلوا القرآن العظیم مکسبا ووسیلة الی جمع الدنیا انا لله وانا الیه راجعون۔[1]

خلاصہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں اجرت پر سیپارہ پڑھنے کا جو رواج ہے وہ جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں قرآن پڑھنے کا حکم دینا اور اس کا ثواب حکم کرنے والے کو دینا ہے اور قراءت مال کی وجہ سے ہے، اور جب نیت صحیح نہ ہونے کی وجہ سے پڑھنے والے کو ثواب ہی نہیں ہوا تو اجرت پر طلب کرنے والے کو ثواب کیسے پہنچے گا اور اگر اجرت کا رواج نہ ہو تو اس زمانہ میں کوئی شخص کسی کے لیے نہ پڑھتا، بلکہ ان لوگوں نے قرآن عظیم کو دنیا جمع کرنے کا وسیلہ بنا لیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

علامہ شامی کی اس عبارت میں کئی باتیں غلط اور واقع کے خلاف ہیں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ [illegible] جو لوگ اجرت پر قرآن خوانی کرتے ہیں ان سب کے متعلق یہ کہنا کیسے صحیح ہوگا کہ ان کی نیت صحیح نہیں ہوتی، دوسری یہ بات غلط اور واقع کے خلاف ہے کہ اگر اجرت نہ دی جائے تو کوئی شخص کسی کے لیے قرآن خوانی نہیں کرے گا، ہم [illegible] مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص فوت ہوتا ہے تو اس کے متعلقین، رشتہ دار، دوست اور محلہ دار اس کے لیے [illegible] قرآن خوانی کرتے ہیں [illegible] لوگ قرآن خوانی کرتے [illegible] پر بھی قرآن [illegible] پڑھا جاتا ہے [illegible] قرآن مجید پڑھا جاتا ہے، [illegible] مدارس کے غریب طلبہ قرآن خوانی کے لیے جاتے ہیں، ان سے پہلے کوئی معاہدہ نہیں کیا جاتا، اجرت کی جانب سے کوئی شرط نہیں ہوتی ہے، بعض لوگ ختم کے بعد طلباء کو فی سبیل اللہ کچھ پیسے دے دیتے ہیں، کچھ مٹھائی دے دیتے ہیں، اور بعض لوگ صرف چائے پلانے پر اکتفا کرتے ہیں اور بعض لوگ کچھ بھی نہیں دیتے، ہو سکتا ہے بعض نادار اور ضرورت مند طلباء کے دل میں یہ خواہش ہو کہ ان کو کچھ پیسے مل جائیں لیکن ان کی یہ نیت نہیں ہوتی کہ وہ پیسوں کے لیے قرآن پڑھیں گے اور قرآن مجید سے دنیا کمائیں گے اور یہ مسلمانوں سے بہت بعید ہے اور یہ دعویٰ کرنا کہ اگر اجرت نہ دی جائے تو کوئی شخص کسی کے لیے نہیں پڑھے گا، مستقبل کے لیے ایک ایسی پیش گوئی ہے جس کی جرأت کرنا علماء کے شایاں نہیں ہے۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری فاضل بریلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

ختم کرنے والا جو کھانا ہو اور ان کی تلاوت کے عوض سمجھے کہ انہیں دیا ہے یا یہ جانتے ہوں کہ ہمیں قرآن پڑھ کر کھانا ملنا ہے

[1] علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ رسائل ابن عابدین ج ۱ ص ۱۸۰، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ھ

[illegible] لا تشتروا بآیتی ثمنا قلیلا [illegible]

[illegible]

مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

نیز مولانا امجد علی لکھتے ہیں:

مسئلہ: [illegible]

[illegible]

[illegible] فتاوی رضویہ [illegible]

[illegible] فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۲۲۲

[illegible] فتاوی رضویہ ج ۴ ص ۲۲۲

[illegible] بہار شریعت ج ۳ ص ۱۵ [illegible] مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ [illegible]

بعض مرتبہ پڑھنے والوں کو پیسے نہیں دیے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اگر اسی مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہی ہے کیونکہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور یہ بات وہ خود اپنے دل میں فیصلہ کر سکتا ہے کہ پڑھنا مٹھائی کے لیے ہے یا اللہ عزوجل کے لیے تیجہ بہت پڑھنے والا [illegible] ہے لہٰذا بجائے ایک حصہ [illegible] آیت پڑھنے کا ہوتا ہے [illegible] تو چھوڑ دیتا ہے گویا [illegible] حصہ بچ آیت کا [illegible] اس سے بھی [illegible] نکلتا ہے کہ جس طرح [illegible] اجرت نہ ملے تو چھوڑ کر دیتا ہے اسی طرح [illegible] دیتا ہے [illegible] خالص نظر نہیں آتا واللہ تعالیٰ اعلم۔ مطلوب یہ ہے کہ [illegible] ورد [illegible] بھی درست نہیں [illegible] مٹھائی تقسیم ہوتی ہے اس سے [illegible] ہوتا ہے کہ ایک [illegible] پڑھنے [illegible] کرنے والے ہیں گر وہی حصہ [illegible] جتنے [illegible] تقسیم ہوتا ہے بہت خوب ہوتا کہ [illegible] مٹھائی کے بدلے ایزد تعالیٰ کے حاضر ہونے کا [illegible] ہوتا [illegible] خصوصیت سے [illegible] بھی ہوتی ہیں [illegible] حیثیت سے ہے [illegible] جاتا ہے کہ یہ [illegible] بیان کرتے [illegible] دعوت میں [illegible] اجرت ہی کی حد میں آتی ہے [illegible] بھی [illegible] نہیں کہا جائے گا [illegible] اس قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔

[illegible] یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ مت [illegible] قرآن خوانی پر اجرت لینے کو ناجائز کہا ہے [illegible] بیان کر چکے ہیں کہ متاخرین کا اس مسئلہ میں [illegible] اور مختار یہ ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت [illegible] کی طرح اجرت بھی جائز ہے [illegible] حاشیہ [illegible] اور دوسری کتب فقہ میں اسی طرح لکھا ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جس طرح تعلیم قرآن اور امامت کی اجرت کی تاویل کی گئی ہے اسی طرح [illegible] اجرت کی بھی تاویل ہے۔ خود [illegible] نے لکھا ہے کہ وقت کے بدلے اجرت جائز ہے [illegible] یہ کہتے ہیں [illegible] قبرستان [illegible] قرآن مجید پڑھتے ہیں [illegible] جانے میں جو مشقت ہوتی ہے [illegible] مخصوص وقت میں [illegible] آنے جانے کا [illegible] اجرت اس وقت اور آنے جانے کی مشقت کی ہے [illegible] مسلمان کے مال سے یہ بہت بعید ہے کہ وہ نفس تلاوت کی اجرت لے [illegible] قرآن مجید [illegible] کا ذریعہ بنائے۔ اور یہ بھی [illegible] احناف کے قول کے مطابق کہہ رہے ہیں ورنہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قرآن مجید پر اجرت لینا جائز ہے کیونکہ حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جن چیزوں پر تم اجرت لیتے ہو ان میں اجرت کی سب سے زیادہ مستحق اللہ کی کتاب ہے۔ (صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۰۴، ج ۲ ص ۸۵۴)۔

[illegible] یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عرف اور رواج یہ ہے کہ جب ایصال ثواب کے لیے طلبہ اور قاری کو بلاتے ہیں تو پہلے سے کچھ طے نہیں کیا جاتا کہ فی پارہ کتنی اجرت دی جائے گی یا ختم قرآن کا کتنا معاوضہ دیا جائے گا [illegible]

---

۵ مولانا امجد علی متوفی ۱۳۶۷ھ بہار شریعت ج ۲ ص ۵۵ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور

[illegible] الاحسان [illegible] کے [illegible] دیتے ہیں [illegible]

[illegible] دینا کسی طرح ناجائز ہوگا!

[illegible]

واختلفوا فی الاستئجار علی قرأۃ القرآن [illegible] تلاوت [illegible]

[illegible]

[illegible]

مولانا [illegible] لکھتے ہیں:

تراویح میں ختم قرآن کے نذرانے کی تحقیق

[illegible]

سوال (۴۰۷) حافظ جو تراویح میں سناتے ہیں [illegible] تراویح پڑھتے ہیں [illegible] ناجائز؟

الجواب میں تو ناجائز سمجھتا ہوں۔

[illegible] علامہ [illegible] الدین [illegible]

[illegible] مولانا [illegible] متوفی [illegible]

ہے، میں تو الم ترکیف سے بتلا دیتا ہوں۔

ہے جہاں فقہاء نے ایک ختم کو سنت کہا ہے جس سے ظاہراً سنت مؤکدہ مراد ہے وہاں یہ علت ہے کہ عوام وکسل پر غالب ہو وہاں الم ترکیف وغیرہ سے پڑھ دے پس تقلیل جماعت کے محذور سے بچنے کے لیے اس سنت کے ترک کی اجازت دی گئی اور یہ بھی علی الاطلاق نہیں، بخلاف اس کے اس سے بڑھ کر ہے اس سے بچنے کے لیے کیوں نہ کہا جائے کہ الم ترکیف سے پڑھ لے، اسی سے مراد کی وجہ بھی معلوم ہو گئی ہوگی۔ ۱۰ رمضان ۱۳۳۲ھ (تتمہ ثانیہ ص ۶۲)

ابطال حیلہ برائے استیجار بر ختم در تراویح

سوال (۴۰۸) اگر زید کو کوئی شخص بغیر اجرت ٹھہرائے اپنی خوشی سے دس پانچ روپیہ دے دے یا ایک ماہ کے لیے امام مقرر کر کے کچھ رقم دے دے اس طور سے، لہٰذا شرعاً اجرت حلال ہوگی یا نہیں اور امامت کی صورت میں تو حلال ہوتے ہیں، ان تراویح نہیں معلوم ہوا کیونکہ علماء متاخرین نے امامت کی اجرت پر فتویٰ دیا ہے، آپ کی کتاب سے ہے تفصیل وار تحریر کیجئے۔

الجواب یہ جواز کا فتویٰ اس وقت ہے جب امامت ہی مقصود ہو، اور جہاں یہ معلوم ہو کہ یہاں مقصود ختم تراویح ہے وہاں یہ محض ایک حیلہ ہے، دیانات میں جو کہ معاملہ فی ما بین العبد و بین اللہ ہے حیل مفید جواز واقعی نہیں ہوتے، لہٰذا یہ ناجائز ہوگا۔ ۲۶ شوال ۱۳۳۲ھ (تتمہ)

قرآن مجید کے حفظ کرنے کا اہتمام مستحب ہے اور وہ سبب ہے تراویح میں قرآن مجید سنانا، یا قرآن مجید سننا، جو حافظ تراویح میں قرآن مجید سنانا یا سننا چھوڑ دیتے ہیں ان کو قرآن مجید یاد نہیں رہتا، اس لیے تراویح میں قرآن مجید سنانا بہت ضروری ہے، اور جو حافظ مسجد میں قرآن مجید سنانے جاتا ہے اس کے دن اور رات کا بیشتر وقت قرآن مجید پڑھنے اور اس کے دور اور تکرار کرنے میں صرف ہوتا ہے پھر وہ ایک خاص وقت کی پابندی کے ساتھ رمضان میں مسجد میں قرآن سنانے جاتا ہے اور بسا اوقات اس کے آنے جانے میں کرایہ بھی خرچ ہوتا ہے اس لیے اہل محلہ ختم قرآن کے موقع پر جو نذرانہ پیش کیا جاتا ہے وہ میرے نزدیک تین وجوہات سے جائز ہے۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ تعلیم قرآن، تعلیم حدیث، تعلیم فقہ، اذان، امامت، خطابت اور وعظ وغیرہ کا نذرانہ جائز ہے، کیونکہ عموماً حفاظ کرام رمضان میں قرآن کو یاد کرنے اور اس کے دور اور تکرار کرنے کی وجہ سے کسب معاش سے قاصر رہتے ہیں تو جس طرح خلفاء راشدین نے خلافت کا کام بہت زیادہ وظیفہ مقرر کیا کیونکہ وہ کار خلافت کی وجہ سے کسب معاش سے قاصر تھے تو حفاظ کو بھی اس وجہ سے نذرانہ دینا جائز ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کو روزانہ مسجد میں آنے جانے کی جو مشقت ہوتی ہے اس مشقت کا نذرانہ دیا جاتا ہے نہ کہ قرآن مجید سنانے کا، کیونکہ اگر حفاظ اپنے گھر قرآن سنائیں تو اس کو مسجد والے نذرانہ نہیں دیں گے، لہٰذا اس نذرانہ میں حافظ کے مسجد میں جانے کا دخل ہے لہٰذا اسی جہت سے نذرانہ دیا جاتا ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ ہمارے زمانہ میں عرف اور رواج یہ ہے کہ قرآن سنانے کا پہلے نذرانہ طے نہیں کیا جاتا نہ اس کی کوئی شرط لگائی جاتی ہے اور عقد اجارہ کے تحقق کے لیے پیسے (اجرت) کا تعین ضروری ہے بلکہ حافظ محض اللہ کی رضا کے لیے اور تبرعاً قرآن مجید سناتے ہیں اور مسجد کی انتظامیہ هل جزاء الاحسان الا الاحسان پر عمل کرتے ہوئے حسب توفیق [illegible] نذرانہ پیش کرتی ہے اور جو حفاظ مالدار اور خوش حال ہیں وہ ختم کے موقع پر کوئی نذرانہ قبول نہیں کرتے ہیں اس سے

۱؎ شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ، امداد الفتاوی، ج ۱ ص ۴۷۲-۴۷۱، مطبوعہ مکتبہ دارالعلوم کراچی

[illegible] میں [illegible] تفسیر [illegible] اور [illegible] معروف [illegible] خدمت کرتے ہیں [illegible]
[illegible] قبول کر لیتا ہے اور جو مستغنی ہوتا ہے وہ اس سے اجتناب کرتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے

ومن كان غنيا فليستعفف ومن كان فقيرا فليأكل بالمعروف ۔ (النساء ٦)

اور جو مستغنی ہو وہ اجتناب کرے اور جو ضرورت مند ہو وہ دستور کے مطابق کھا لے ۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس آیت سے استدلال کرتے ہوئے [illegible] [illegible]
[illegible] سے حفاظت کرنے [illegible] قرآن [illegible] [illegible] [illegible] ۔

قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر کرتے [illegible] [illegible] [illegible] عبادات پر [illegible] [illegible]
[illegible] ایک بڑے [illegible] میں یہ خواہش تھی کہ تفسیر قرآن [illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] تفصیل کے ساتھ [illegible] الحمد للہ [illegible] اللہ تعالیٰ اس [illegible] تفسیر [illegible]
[illegible] وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين [illegible]
[illegible] وعلى آله الطيبين الطاهرين وعلى [illegible] [illegible]
[illegible] المؤمنين وعلى [illegible] [illegible]

واذ زاغت الابصار کی تفسیر

واذ جاءوكم من فوقكم ومن اسفل منكم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر

جب کافر تمہارے اوپر اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دل منہ کو آنے لگے۔

[illegible] حضرت عائشہ نے فرمایا اس آیت سے یوم خندق مراد ہے۔

[illegible] اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں

[illegible] غزوہ خندق کا مختصر بیان [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] [illegible] [illegible]
[illegible] خندق [illegible] مسلمانوں کے ساتھ [illegible]
[illegible] خندق تیار کر کے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین [illegible] لشکر [illegible] [illegible]

مدینہ طیبہ کا محاصرہ کر لیا، خندق مسلمانوں اور اُن کے درمیان حائل تھی، وہ اس کو دیکھ کر متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کیسی تدبیر ہے، جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے۔ اب انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کی اور اس محاصرہ کو پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے، مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ایک تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اندھیری رات میں کہ اس ہوا نے دشمنوں کے خیمے گرا دیئے، طنابیں توڑ دیں، کھونٹے اکھاڑ دیئے، ہانڈیاں الٹ دیں، آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیئے جنہوں نے کفار کو لرزا دیا اور ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی، مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا، پھر رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لیے بھیجا، وقت نہایت سرد تھا، یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے، حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دست مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کر سکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے، وہاں ہوا تیز چل رہی تھی اور سنگریزے اُڑ اُڑ کر لوگوں کے لگ رہے تھے، آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی، عجب پریشانی کا عالم تھا، لشکر کفار کے سردار ابوسفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا، ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے، یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کیا، حضرت حذیفہ نے دانشمندی سے دائیں شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے؟ اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں، اس کے بعد ابوسفیان نے کہا اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو، گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے، بنو قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں، ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ ہی رہے ہو، بس اب یہاں سے کوچ کر دو، میں کوچ کرتا ہوں۔ ابوسفیان یہ کہہ کر اپنی اونٹنی پر سوار ہو گئے اور لشکر میں الرحیل الرحیل یعنی کوچ کوچ کا شور مچ گیا، ہوا ہر چیز کو الٹے ڈالتی تھی مگر یہ ہوا اس لشکر سے باہر نہ تھی، اب یہ لشکر بھاگ نکلا اور سامان کا لاد کر لے جانا اس کو دشوار ہو گیا، اس لیے کثیر سامان چھوڑ گیا۔ [1]

وان امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا کی تفسیر

وان امرأة خافت من بعلها نشوزا او اعراضا فلا جناح عليهما ان يصلحا بينهما صلحا والصلح خير (النساء: ١٢٨)

اور اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی طرف سے زیادتی یا بے رغبتی کا اندیشہ محسوس کرے تو اگر وہ مناسب سمجھتے ہیں کہ آپس میں صلح کر لیں تو کوئی مضائقہ نہیں ہے اور صلح بہتر ہے۔

امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ آیت اس عورت کے متعلق نازل ہوئی ہے جو کسی شخص کے نکاح میں زیادہ عرصہ تک رہی ہو اور اب خاوند اسے طلاق دینا چاہتا ہو تو وہ عورت کہے کہ مجھے طلاق مت دو اور مجھے اپنے نکاح میں رہنے دو، میں تمہیں دوسرا نکاح کرنے کی اجازت دیتی ہوں۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام ترمذی سند حسن کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں جب حضرت سودہ رضی اللہ عنہا

[1] صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان ص ۶۶۹ - ۶۶۸، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

[illegible]

ومن یقتل مؤمنا متعمدا کی تفسیر

ومن يقتل مؤمنا متعمدا فجزاؤه جهنم خالدا فيها وغضب الله عليه ولعنه واعد له عذابا عظيما (النساء: ۹۳)

اور جس شخص نے قصداً کسی مسلمان (مومن) کو قتل کیا تو اس کی سزا دوزخ ہے، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر اللہ کا غضب ہے اور اس پر لعنت ہے [illegible]

[illegible]

۱۔ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵، ص ۱۹، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

(۱) اگر مسلمان قاتل مراد ہو تو اس آیت میں شرط محذوف ہے یعنی اگر اس کی مغفرت نہ کی گئی تو وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ اس کو خلف وعید سے تعبیر کرتے ہیں کیونکہ بطور کرم خلف وعید جائز ہے لیکن یہ صورت خلف وعید سے حقیقت میں ترک ہے، شرط محذوف ہے اس لیے وہاں خلف نہیں ہے۔

(۲) یہ آیت اللہ تعالیٰ کی تغلیظ پر محمول ہے، یعنی مسلمانوں کو قتل کرنے سے ڈرانے کے لیے ایسا فرمایا گیا ہے، بحقیقت میں کسی مسلمان قاتل کو جہنم میں خلود کی سزا دینے کی خبر نہیں دی گئی۔

(۳) اگر کسی مسلمان نے قتل مسلم کو حلال سمجھ کر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور پھر اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۴) اگر کسی مسلمان نے بغض اور عناد کے غلبہ کی وجہ سے قتل مسلم کی حرمت کا انکار کر دیا اور پھر کسی مسلمان کو قتل کر دیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

(۵) اگر معاذ اللہ کسی مسلمان نے مسلمان کے قتل کرنے کو حلال اور جائز قرار دے کر یا اس حکم کی توہین کرتے ہوئے کسی مسلمان کو قتل کیا تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی سزا جہنم میں خلود ہے۔

مسلمان کو قتل کرنے پر اللہ اور اس کے رسول کے غضب کا بیان

علامہ آلوسی لکھتے ہیں: امام ابن ابی حاتم نے ابن جبیر سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت مقیس بن ضبابہ کنانی کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ مقیس اور اس کا بھائی ہشام دونوں مسلمان ہو گئے، یہ دونوں مدینہ منورہ میں رہتے تھے۔ ایک دن مقیس نے اپنے بھائی ہشام کو بنو نجار کے محلہ میں مقتول پایا، اس نے جا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر دی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کے بنو فہر کے ایک شخص کو مقیس کے ساتھ بنو نجار کے پاس بھیجا، وہ ان دنوں قبا میں تھے اور یہ پیغام دیا کہ اگر تم کو مقیس کے بھائی کے قاتل کا علم ہے تو اس کو ہمارے حوالے کر دو ورنہ مقیس کو اس کے بھائی کی دیت ادا کرو، جب بنو نجار کے پاس یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے کہا ہم اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانتے ہیں اور اس کی اطاعت کرتے ہیں، بخدا ہمیں اس کے قاتل کا علم نہیں ہے لیکن ہم اس کی دیت ادا کریں گے۔ انہوں نے مقیس کو اس کے بھائی کی دیت کے طور پر سو اونٹ دے دیئے، جب مقیس اور فہری قبا سے مدینہ لوٹ رہے تھے تو راستہ میں مقیس نے حملہ کر کے فہری کو قتل کر دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد تھا اور اسلام سے مرتد ہو گیا (نعوذ باللہ من ذلک) اور ان اونٹوں کو لے کر فرار ہو گیا۔

امام احمد اور امام نسائی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ عنقریب اللہ تعالیٰ ہر گناہ کو معاف کر دے گا، سوا اس شخص کے جو کافر ہو کر مرے گا یا اس شخص کے جو عمداً کسی مومن کو قتل کرے گا۔

امام ابن مندہ نے حضرت ابو درداء سے اس کی مثل روایت کیا ہے۔

امام ابن عدی اور امام بیہقی نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے آدھی بات سے بھی کسی مسلمان کے قتل پر مدد کی قیامت کے دن اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس ہے۔

امام ابن عدی اور امام بیہقی نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایک مسلمان کا قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک دنیا اور ما فیہا کے زوال سے زیادہ آسان ہے اور اگر تمام آسمان اور زمین والے ایک مومن کے قتل میں شریک ہوں تو اللہ ان سب کو جہنم میں داخل کر دے گا۔

امام بخاری اور امام مسلم نے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت مقداد بن اسود نے پوچھا کہ حضور ایک کافر نے میرا ہاتھ کاٹ دیا پھر جب کہ وہ مجھ سے ڈر کر درخت کی آڑ میں چھپ گیا اور کہا میں مسلمان ہو گیا کیا میں اس کو قتل کر سکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا اس کو قتل نہ کرنا کیونکہ اب وہ تمہاری طرح مسلمان ہے، اور اگر تم نے اس کو قتل کر دیا تو تم اس کی طرح ہو جاؤ گے جیسا کہ اس نے کلمہ شہادت نہیں پڑھا تھا۔[1]

والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا آخر کی تفسیر

والذین لا یدعون مع اللہ الٰہا اخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون ومن یفعل ذلک یلق اثاما ٭ یضعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا ٭ الا من تاب وامن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیاتهم حسنت وکان اللہ غفورا رحیما ٭

(فرقان: ۶۸-۷۰)

اور جو لوگ اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کی عبادت نہیں کرتے، اور جس جان کو قتل کرنا اللہ نے حرام کر دیا ہے اس کو ناحق قتل نہیں کرتے اور نہ بدکاری کرتے ہیں اور جو شخص ایسا کرے گا وہ سخت گناہ کا مرتکب ہوگا، قیامت کے دن اس کو دوہرا عذاب دیا جائے گا اور وہ اس میں ہمیشہ ذلیل و خوار رہے گا، ماسوا اس کے جو توبہ کرے اور ایمان لائے اور نیک کام کرے تو اللہ ان کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا اور اللہ بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

اس آیت پر ایک سوال یہ ہوتا ہے کہ اس آیت میں قتل اور زنا پر عذاب مضاعف کی وعید سنائی گئی ہے حالانکہ قتل اور زنا وغیرہ دیگر گناہ کبیرہ پر دائمی عذاب نہیں ہوتا، دائمی عذاب کی وعید تو صرف کفر کے سبب سے ہے کیونکہ اس آیت میں سب سے پہلے شرک کا ذکر کیا گیا ہے اور شرک، قتل اور زنا ان تینوں گناہوں کے مجموعہ کی یہ سزا ہے۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اس آیت میں فرمایا ہے کہ قیامت کے دن ان کو دوگنا عذاب دیا جائے گا حالانکہ قرآن مجید میں دوسری جگہ یہ فرمایا ہے:

وجزاء سیئة سیئة مثلها۔ (شوریٰ: ۴۰)

اور برائی کا بدلہ اس کی مثل برائی ہے۔

ومن جاء بالسیئة فلا یجزی الا مثلها وهم لا یظلمون (انعام: ۱۶۰)

اور جس نے گناہ کیا اس کو اس ایک گناہ کے برابر بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔

من عمل سیئة فلا یجزی الا مثلها۔ (مومن: ۴۰)

جس نے گناہ کیا اس کو اسی کے برابر سزا دی جائے گی۔

[1] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۱۰۔۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

ان آیات سے معلوم ہوا کہ ہر گناہ پر اس گناہ کے برابر سزا دی جائے گی زیادہ سزا نہیں دی جائے گی اور اس آیت میں یہ ہے کہ قیامت کے دن ان کو دگنا عذاب دیا جائے گا، اس کا جواب یہ ہے کہ دگنے عذاب سے یہاں سخت اور شدید عذاب مراد ہے۔

نیز اس آیت میں ہے جس نے توبہ کی، ایمان لے آیا اور نیک کام کیے تو اللہ اس کے گناہوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔

اس کی تفسیر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ توبہ سے ان کے پچھلے گناہ مٹا دے گا اور ان کی بعد کی عمر میں نیکیاں کرنا ثابت و قائم رکھے گا، ایک قول یہ ہے کہ ان میں جو برائیوں کی عادت تھی اللہ تعالیٰ اس کو نیکیوں کی عادت سے بدل دے گا اور ایک قول یہ ہے کہ آخرت میں ان کے نامہ اعمال سے تمام برائیوں کو مٹا کر نیکیوں کو لکھ دیا جائے گا کیونکہ امام مسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اس پر اس کے صغیرہ گناہ پیش کرو، اور اس کے کبیرہ گناہ دور رکھے جائیں گے، اور اس سے یہ کہا جائے گا کہ تم نے فلاں دن یہ کام کیا تھا، یہ کام کیا تھا اور یہ کام کیا تھا، وہ ان کا اقرار کرے گا اور انکار نہیں کر سکے گا، اور وہ اپنے کبیرہ گناہوں سے ڈر رہا ہو گا، پھر یہ کہا جائے گا کہ اس کو اس کے ہر گناہ کے بدلہ میں نیکی دے دو، تب وہ شخص کہے گا میرے تو اور بھی گناہ ہیں جن کو میں یہاں نہیں دیکھ رہا، حضرت ابوذر کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ہنسے کہ آپ کی مبارک داڑھیں ظاہر ہو گئیں۔ ؎

ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا کی تفسیر

یا ایھا الذین آمنوا اذا ضربتم فی سبیل اللہ فتبینوا ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوۃ الدنیا فعند اللہ مغانم کثیرۃ کذلک کنتم من قبل فمن اللہ علیکم فتبینوا۔

(النساء: ۹۴)

اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے روانہ ہو، تو تحقیق کر لیا کرو، اور جس شخص نے تم کو سلام کیا ہے، اس کو یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو، تم دنیاوی زندگی کا سامان طلب کرتے ہو، تو اللہ کے پاس بہت غنیمتیں ہیں، پہلے تم بھی اسی طرح تھے، پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو اب تحقیق کر لیا کرو۔

علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں

جو شخص اسلام میں داخل ہوتے ہوئے تمہاری زبان سے کلمہ شہادت سن کر تمہارے سامنے وہ کلمہ پڑھتا ہے اور تمہارا سلام کرتا ہے اس کو یہ نہ کہو کہ تم مسلمان نہیں ہو، اور دیگر علامات سے اس کے ساتھ بھی یہی سلوک کرنا چاہیے۔

یہ آیت حضرت مرداس بن نہیک رضی اللہ عنہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جو اہل فدک میں سے تھے اور ان کے

؎ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۵ ص ۱۱۵، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

ان کی قوم والوں کی طرح یہ شخص مسلمان نہیں تھا یہ شخص اس قوم کو خبر دی کہ ان کی طرف لشکر اسلام آ رہا ہے تو وہ سب لوگ بھاگ گئے اور یہ اپنے سامان کی وجہ سے رک گیا جب لشکر آیا اور انھوں نے اللہ اکبر کے نعروں کی آواز سنی تو خود بھی اللہ اکبر کہتے ہوئے اتر آئے اور کہنے لگے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ السلام علیکم مسلمانوں نے خیال کیا کہ ہلاکت کے خوف سے یہ شخص منافقانہ اپنے بچنے کے لیے اظہار ایمان کر رہا ہے اس خیال سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو قتل کر دیا اور ان کی بکریاں لے آئے جب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا عرض کیا تو حضور کو نہایت رنج ہوا اور فرمایا تم نے اس کے سامان کے سبب اس کو قتل کر دیا، تب یہ آیت نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اسامہ کو حکم دیا کہ مقتول کی بکریاں اس کے وارثوں کو واپس کر دیں۔

اس آیت میں یہ حکم ہے کہ جس شخص میں اسلام کی کوئی علامت یا نشانی پائی جائے، اس سے ہاتھ روک لیا جائے اور جب تک اس کا کفر ثابت نہ ہو جائے، اس پر حملہ نہ کیا جائے۔ امام ابو داؤد اور امام ترمذی نے یہ روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی لشکر روانہ فرماتے تو حکم دیتے تھے کہ اگر تم مسجد دیکھو یا اذان سنو تو قتل نہ کرنا۔

اور فقہاء نے یہ فرمایا ہے کہ اگر یہودی یا نصرانی یہ کہے کہ میں مومن ہوں تو اس کو مومن نہیں مانا جائے گا کیونکہ وہ اپنے عقیدہ ہی کو ایمان کہتا ہے اور اگر وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے جب بھی اس کے مسلمان ہونے کا حکم نہیں کیا جائے گا، تا وقتیکہ وہ اپنے دین سے بیزاری ہونے کا اظہار اور اس کے باطل ہونے کا اعتراف نہ کرے اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی کفر میں مبتلا ہو اس کے لیے اس کفر سے بیزاری اور اس کو باطل جاننا ضروری ہے۔ [۱]

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ کی تفسیر

الم یان للذین امنوا ان تخشع قلوبھم لذکر اللہ وما نزل من الحق۔ (الحدید: ۱۶)

کیا ایمان والوں کے لیے وہ وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لیے اور اس حق کے سبب جھک جائیں جو نازل ہوا ہے۔

یعنی اب وقت آگیا ہے کہ مومنین کے دل قرآن مجید اور اللہ کی یاد اور اس کے سچے دین کے سامنے جھک جائیں اور نرم ہو کر گڑگڑانے لگیں۔

صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دولت سرائے اقدس سے مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا مسلمان آپس میں ہنس رہے ہیں، آپ نے فرمایا تم ہنس رہے ہو، اب تک تمہارے رب کی طرف سے امان نہیں آئی، اور تمہارے ہنسنے پر یہ آیت نازل ہوئی۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس ہنسی کا کفارہ کیا ہے؟ فرمایا اتنا ہی رونا۔ [۲]

[۱] سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان ص ۱۵۰، مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

[۲] " " " " " " خزائن العرفان ص ۸۶۰۔

خذوا زینتکم عند کل مسجد کی تفسیر

یا بنی آدم خذوا زینتکم عند کل مسجد وکلوا واشربوا ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین ۝ قل من حرم زینة الله التی اخرج لعباده والطیبت من الرزق ط قل هی للذین امنوا فی الحیوة الدنیا خالصة یوم القیامة کذلک نفصل الایت لقوم یعلمون ۔

(الاعراف: ۳۱ - ۳۲)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت اپنا لباس زیب تن کیا کرو اور کھاؤ اور پیو اور فضول خرچی نہ کرو بے شک اللہ فضول خرچی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔ آپ فرمائیے اللہ نے جو زینت اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہے اس کو کس نے حرام کیا ہے؟ اور اللہ کے رزق سے پاک اور لذیذ چیزیں کس نے حرام کی ہیں؟ آپ فرمائیے یہ چیزیں ایمان والوں کے سبب ہیں، دنیا کی زندگی میں بھی اور قیامت کے دن تو خاص انہی کے لیے ہیں، ہم اسی طرح اپنی آیات کو علم والوں کے لیے بیان کرتے ہیں۔

امام رازی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں قبائل عرب میں سے مرد دن کو برہنہ طواف کرتے تھے اور عورتیں رات کو برہنہ طواف کرتی تھیں۔ وہ لوگ جب مسجد میں پہنچتے تو کپڑے اتار دیتے اور مسجد میں برہنہ داخل ہوتے، اور کہتے تھے کہ جن کپڑوں میں ہم نے گناہ کیے ہیں ان کو پہن کر ہم طواف نہیں کریں گے، اور بعض کہتے تھے کہ ہم نیک شگون کے طور پر ایسا کرتے ہیں کہ جس طرح ہم کپڑوں سے عاری ہو گئے ہیں، اسی طرح گناہوں سے بھی عاری ہو جائیں گے۔ قریش سلے ہوئے کپڑے پہن کر نماز پڑھتے تھے اور صرف قوت لا یموت کے طور پر بہت کم کھاتے تھے اور چکنائی نہیں کھاتے تھے، مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم اس کے زیادہ حقدار ہیں، تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: کپڑے پہنو، کھاؤ پیو اور فضول خرچ نہ کرو۔[1]

نیز امام رازی لکھتے ہیں:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس آیت میں زینت سے مراد لباس ہے، اور یہی اکثر مفسرین کا مختار ہے۔

دوسرا قول یہ ہے کہ زینت کے لفظ سے زینت کی تمام انواع اور اقسام مراد ہیں، اس میں بدن کو ہر طرح سے صاف کرنا بھی داخل ہے، سواریاں بھی داخل ہیں اور اس میں تمام اقسام کے زیورات بھی داخل ہیں کیونکہ یہ تمام چیزیں زینت ہیں، اور اگر مردوں کے لیے سونے، چاندی اور ریشم کی حرمت کے متعلق نص وارد نہ ہوتی تو اس آیت کے عموم سے یہ چیزیں بھی حلال ہوتیں اور اس آیت میں پاک اور لذیذ چیزوں کا جو ذکر ہے، اس میں کھانے پینے کی تمام لذیذ چیزیں داخل ہیں اور ازدواج سے استمتاع بھی اس میں داخل ہے۔[2]

[1] امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی متوفی ۶۰۶ھ، تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۰۰ مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ

[2] تفسیر کبیر ج ۵ ص ۲۰۱

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء کی تفسیر

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوۃ الدنیا ومن یکرھھن فان اللہ من بعد اکراھھن غفور رحیم (النور: ۳۳)

اور تمہاری جو باندیاں پاک دامن رہنا چاہتی ہیں ان کو بدکاری پر مجبور نہ کرو، تاکہ تم ان کی بدکاری کے ذریعہ حیات دنیا کا عارضی فائدہ طلب کرو، اور جو ان کو مجبور کرے تو ان کو مجبور کرنے کے بعد اللہ (ان باندیوں کے حق میں) بہت بخشنے والا بے حد رحم فرمانے والا ہے۔

علامہ آلوسی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امام مسلم اور امام ابوداؤد نے اپنی اپنی سندوں کے ساتھ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن ابی بن سلول کی دو باندیاں تھیں، ایک کا نام مسیکہ اور دوسری کا نام امیمہ تھا، وہ ان کو بدکاری کرانے پر مجبور کرتا تھا، ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی شکایت کی، تب یہ آیت نازل ہوئی۔ امام بزار نے سند صحیح کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ اپنی باندیوں کو زنا پر مجبور کرتے تھے تب یہ آیت نازل ہوئی۔ تمام روایات سے ظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس آیت میں خطاب کی کوئی خصوصیت نہیں ہے بلکہ یہ حکم تمام مخلوق کے لیے عام ہے۔

اس آیت میں زنا پر مجبور نہ کرنے کے حکم کے ساتھ یہ شرط لگائی گئی ہے کہ وہ باندیاں پاک دامنی کا ارادہ رکھتی ہوں، یہ قید زمانہ جاہلیت کے عرفی واقعات اور اس زمانہ کی عادت اور رواج کے مطابق لگائی گئی ہے، یہ قید احترازی نہیں ہے اور اس قسم کی جگہ میں مفہوم مخالف کا اعتبار نہیں ہے جس طرح اس میں سبب نزول کی خصوصیت کا اعتبار نہیں ہے اور جو علماء مفہوم مخالف کا اعتبار کرتے ہیں، ان کے نزدیک بھی مفہوم مخالف کا اعتبار اس وقت ہوتا ہے جب وہ قید بسا اوقات بالخصوص عرف اور عادت کے اعتبار سے نہ ذکر کیا گیا ہو۔ اور بعض علماء نے اس آیت سے مفہوم مخالف کے عدم اعتبار پر یہ استدلال کیا ہے، لیکن یہ استدلال ضعیف ہے۔[1]

[illegible]

اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ کی تفسیر

اولئک الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسیلۃ ایھم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ ان عذاب ربک

وہ (نیک بندے) جن کی یہ (کافر) عبادت کرتے ہیں خود وہ بھی اپنے رب کی طرف وسیلہ تلاش کرتے ہیں کہ کون وسیلہ اللہ کے زیادہ قریب ہے [illegible]

[1] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۸ ص ۱۵۵، ۱۵۶، مطبوعہ دار احیاء التراث [illegible] بیروت

کان محذورًا ۔ (بنی اسرائیل: ۵۷)

کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک آپ کے رب کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔

صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز لکھتے ہیں:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ آیت ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئی جو جنات کے ایک گروہ کو پوجتے تھے وہ جنات اسلام لے آئے اور ان کے پوجنے والوں کو خبر نہ ہوئی اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کو عار دلائی۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مقرب بندوں کو بارگاہ الٰہی میں وسیلہ بنانا جائز اور اللہ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔[1]

جنت کی امید اور دوزخ کے خوف سے اللہ کی عبادت کرنے کا بیان

علامہ آلوسی لکھتے ہیں:

اللہ کے نیک بندے اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، زندگی میں انسان کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرتے رہنا چاہیے تاکہ گناہوں سے بچا رہے اور مرتے وقت اللہ کی رحمت پر نظر رکھنی چاہیے نیز اس آیت میں یہ دلیل ہے کہ اللہ کی رحمت کی امید رکھنا اور اس کے عذاب سے ڈرنا اخلاص عبادت کے خلاف نہیں ہے، بعض عابدوں کا یہ مشہور ہے کہ میں جنت کی امید سے عبادت کرتا ہوں نہ جہنم کے خوف سے، بعض لوگ اس بات کی مدح کرتے ہیں اور بعض اس کی مذمت کرتے ہیں، اور حق یہ ہے کہ اگر اس نے یہ جملہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت سے استغناء کی وجہ سے کہا ہے تو وہ کافر ہے اور اگر اس نے اس وجہ سے یہ جملہ کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ لذاتہ عبادت کا اہل ہے حتی کہ اگر جنت اور نار نہ بھی ہوں تب بھی وہ عبادت کا مستحق ہے تو وہ شخص محقق اور عارف ہے۔[2]

قرآن مجید کی بکثرت آیات اور بے شمار احادیث میں دوزخ سے ڈرایا گیا ہے اور جنت کی رغبت دلائی گئی ہے اور انبیاء علیہم السلام اور عباد صالحین کے متعلق یہ بتایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے عذاب سے ڈرتے ہیں اور اس کی رحمت کے امیدوار ہیں، اس لیے قرآن مجید اور احادیث سے وابستہ رہنے اور انبیاء علیہم السلام اور صالحین عظام کے طریقہ سے پیوستہ رہنے میں ہی سلامتی ہے۔ ہمارے زمانہ میں بعض شعراء اور [illegible] جنت کی تخفیف کرتے ہیں بعض کہتے ہیں کہ ہمیں جنت نہیں چاہیے ہمیں اللہ کی رضا چاہیے، میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ جنت کی تخفیف کرنے اور اس کو معمولی قرار دینے سے اللہ کیسے راضی ہوگا جب کہ قرآن مجید اور احادیث میں جگہ جگہ جنت کی تعریف کر کے جنت کی طرف رغبت دلائی گئی ہے، بعض کہتے ہیں ہمیں جنت نہیں مدینہ چاہیے اور جنت کی مذمت کرتے اور مدینہ منورہ کی تعریف و توصیف کرتے ہیں لیکن یہ غور نہیں کرتے کہ مدینہ منورہ کی عظمت صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ رسول

[1] سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ، خزائن العرفان ص ۴۶۰ مطبوعہ تاج کمپنی لاہور

[2] علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۵ ص ۱۰۰ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مسکن ہے اور جنت جو آپ کا مسکن ہے اور مدینہ منورہ عارضی مسکن ہے اور جنت دائمی مسکن ہے بلکہ مدینہ منورہ میں جس جگہ آپ آرام فرما ہیں وہ جنت ہی کے باغات میں سے ایک باغ ہے تو آپ اب بھی جنت ہی میں ہیں اور اس کے بعد بھی جنت ہی میں ہوں گے تو قبل از حشر محبوب اور مطلوب جنت ہی قرار پائی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وسارعوا الی مغفرۃ من ربکم وجنۃ عرضھا السموت والارض اعدت للمتقین۔ (آل عمران: ۱۳۳)

اپنے رب کی بخشش اور اس جنت کی طرف جلدی کرو جس کی چوڑائی آسمان اور زمینیں ہیں جو متقیوں کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

امام ترمذی حضرت معاذ بن جبل اور حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا سألتم اللہ فاسئلوہ الفردوس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم اللہ سے سوال کرو تو جنت الفردوس کا سوال کرو۔

اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم تو جنت کا سوال کرنے اور اس کو مانگنے کی تلقین کرتے ہیں اور ہماری سمجھ میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف جنت سے مستغنی رہنا اور اس قسم کا زہد اور پارسائی ہے۔

"ھٰذان خصمان اختصموا" کی تفسیر

ھذان خصمان اختصموا فی ربھم (حج: ۱۹)

یہ دو فریق ہیں جنہوں نے اپنے رب کے بارے میں اختلاف کیا۔

امام ابن جریر اور امام ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا مسلمانوں اور یہودیوں میں بحث ہوئی، یہود نے کہا ہم اللہ کے زیادہ قریب ہیں ہماری کتاب مقدم ہے اور ہمارے نبی تمہارے نبی سے پہلے آئے، مسلمانوں نے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے زیادہ مستحق ہیں ہم محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے اور تمہارے نبی پر ایمان لائے اور ہر نازل کردہ کتاب پر ایمان لائے اور تم ہماری کتاب اور ہمارے نبی کو پہچانتے تھے پھر تم نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کا انکار کیا، تب یہ آیت نازل ہوئی۔

امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام طبرانی نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے وہ قسم کھا کر یہ کہتے تھے کہ یہ آیت حضرت حمزہ بن عبد المطلب، حضرت عبیدہ بن الحارث اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہم اور عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے متعلق نازل ہوئی ہے جنہوں نے جنگ بدر کے دن ایک دوسرے سے مبارزت کر کے جنگ کی تھی اور جنگ کا منشاء اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کی وحدانیت تھی۔ ؎۲

؎۱ امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، جامع ترمذی ص ۳۲۳، ۲۰۲، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی

؎۲ علامہ سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ، روح المعانی ج ۱۷، ص ۳۴، ۱۳۳، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت

اختتامی کلمات

الحمد للہ علی احسانہ! آج مورخہ ۱۵ شعبان المعظم ۱۴۱۳ھ، بمطابق ۹ فروری ۱۹۹۳ء کو شرح صحیح مسلم مکمل ہوگئی۔ صحیح مسلم میں سات ہزار چار سو تیئیس (۷۴۲۳) احادیث ہیں، جب میں نے اس کی شرح لکھنی شروع کی تو یہ ایک انتہائی مشکل سفر تھا، لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے خصوصی فضل و کرم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عنایت کے صدقہ سے اس عظیم و ضخیم کام کو مجھ جیسے ناکارہ اور گنہگار شخص کے ہاتھوں مکمل کر دیا، مجھے کبھی زندگی میں یہ خیال نہیں آیا تھا کہ میں اتنا اہم اور عظیم کام کر سکوں گا، یہ جو کچھ ہوگیا ہے یہ سب اللہ تعالیٰ کی دین اور اس کی عنایت ہے، اس میں جو حسن اور کمال ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان سے ہے، اور اس میں جو نقص اور خامی ہے وہ میری کوتاہ نظر، قلت مطالعہ اور کم فہمی سے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس کتاب کو میری توقع سے زیادہ مقبولیت عطا فرمائی اور تکمیل سے پہلے ہی اس کی چھ جلدیں منصۂ شہود پر آکر چھپ گئیں۔ بعض نظری اور فروعی مسائل میں اختلاف ناگزیر ہوتا ہے، اس دوران میں بعض اہل علم حضرات نے میری معلومات کے مطابق تین مسئلوں میں بعض علماء نے میری رائے سے اختلاف کیا اور میری رائے کے رد و ابطال میں مضامین اور رسائل شائع کیے، لیکن ہر دور میں ایسا ہوتا رہا ہے اور کسی شخص کی ہر رائے اور کسی کتاب کے تمام مندرجات سے کلیۃً کبھی کسی نے اتفاق نہیں کیا، ماضی میں اس کی کوئی مثال ہے نہ مستقبل میں اس کی توقع ہے۔ مجھ سے پہلے ہزاروں علماء، محققین، ائمہ مجتہدین، محدثین، مفسرین اور علماء راسخین کی آراء کا رد کیا گیا ہے سو اگر کسی مسئلہ میں میری رائے کو بھی دلائل سے مسترد کیا گیا یا کسی شخص سے عقیدت کی بناء پر میری مدلل رائے کا رد کیا گیا یا محض گروہی تعصب کی بناء پر مجھ سے بغض و عناد کی وجہ سے، تو یہ کوئی نئی اور انوکھی بات نہیں ہے اللہ تعالیٰ کی سنت کے عین مطابق ہے۔ فتاویٰ رضویہ اور بہار شریعت بھی جب ابتداء چھپ رہی تھیں تو ان کے بھی بعض مندرجات سے اختلاف کیا گیا لیکن وہ کتابیں مخالفین کے علی الرغم مقبول اور معروف ہیں، سو اسی طرح شرح صحیح مسلم بھی بعض لوگوں کی مخالفت کے باوجود مقبولیت کی منازل طے کر رہی ہے اور الحمد للہ مسلسل چھپ رہی ہے۔

بہر حال ان تین مسئلوں کی وضاحت میں نے شرح صحیح مسلم جلد سادس میں کر دی ہے، ضرورت اس امر کی ہے کہ ان مسائل پر غیر جذباتی انداز اور ٹھنڈے دل سے غور و فکر کیا جائے۔ آخر میں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے اپنے فضل و کرم سے اس کام کو انجام تک پہنچا دیا، اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حاسدوں کے شر سے محفوظ رکھے، اس کو قبول و دوام عطا فرمائے اور اس کو میری مغفرت کا وسیلہ اور صدقہ جاریہ کر دے۔ اللہ تعالیٰ مجھے، اس کتاب کے معاونین کو، اس کتاب کے کاتب، مصحح اور ناشر کو، اس کے قارئین کو، میرے مشائخ، میرے والدین، والدین اعزہ

تعالیٰ ہمارے حساب کو اور سب مسلمانوں کو دنیا اور آخرت کی ہر پریشانی اور ہر بلا سے محفوظ اور مامون رکھے اور دنیا اور آخرت کی ہر نعمت اور ہر سعادت عطا فرمائے اور جنت الفردوس کو ہمارا مقام بنا دے آمین یا رب العالمین بجاہ حبیب اللہ العالمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم النبیین سید الانبیاء والمرسلین قائد الغر المحجلین وعلی آلہ الطیبین الطاہرین واصحابہ الکاملین الراشدین وازواجہ المطہرات امہات المؤمنین وعلی اولیاء امتہ وعلماء ملتہ من المحدثین والمفسرین والفقہاء والمجتہدین وسائر العلماء الراسخین والمسلمین اجمعین۔

ماخذ و مراجع

کتب الٰہیہ

۱۔ قرآن مجید
۲۔ تورات
۳۔ انجیل

کتب احادیث

۴۔ صحیح بخاری، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۸۱ھ، امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ
۵۔ صحیح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ۱۳۷۵ھ، امام ابوالحسین مسلم بن حجاج قشیری متوفی ۲۶۱ھ
۶۔ جامع ترمذی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ
۷۔ سنن ابی داؤد، مطبوعہ مطبع مجتبائی، پاکستان لاہور، ۱۴۰۵ھ، امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ
۸۔ سنن نسائی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب، کراچی، امام ابو عبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی متوفی ۳۰۳ھ
۹۔ سنن ابن ماجہ، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابو عبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ متوفی ۲۷۳ھ
۱۰۔ صحیح ابن خزیمہ، مطبوعہ مکتب اسلامی، بیروت، ۱۳۹۵ھ، امام محمد بن اسحاق بن خزیمہ متوفی ۳۱۱ھ
۱۱۔ موطا امام مالک، مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور، امام مالک بن انس اصبحی متوفی ۱۷۹ھ
۱۲۔ مسند امام اعظم، مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز، کراچی، امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت متوفی ۱۵۰ھ
۱۳۔ موطا امام محمد، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
۱۴۔ کتاب الآثار، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۷ھ، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ
۱۵۔ کتاب الآثار، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ
۱۶۔ مصنف عبدالرزاق، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۳۹۰ھ، امام عبدالرزاق بن ہمام صنعانی متوفی ۲۱۱ھ
۱۷۔ مصنف ابن ابی شیبہ، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، ۱۴۰۶ھ، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ متوفی ۲۳۵ھ

۱۸۔ مسند احمد بن حنبل مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ، امام احمد بن حنبل متوفی ۲۴۱ھ

۱۹۔ مسند دارمی مطبوعہ [illegible] ۱۴۰۳ھ، امام عبداللہ بن عبدالرحمن دارمی متوفی ۲۵۵ھ

۲۰۔ سنن دارقطنی مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، امام علی بن عمر دارقطنی متوفی ۳۸۵ھ

۲۱۔ شمائل ترمذی مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ

۲۲۔ شرح معانی الآثار مطبوعہ مطبع مجتبائی پاکستان لاہور ۱۴۰۴ھ، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی متوفی ۳۲۱ھ

۲۳۔ سنن کبریٰ مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۲۴۔ کشف الاستار عن زوائد البزار مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۴ھ، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ

۲۵۔ مجمع الزوائد مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت ۱۴۰۲ھ، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی متوفی ۸۰۷ھ

۲۶۔ شرح السنۃ مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۳ھ، امام حسین بن مسعود بغوی متوفی ۵۱۶ھ

۲۷۔ الادب المفرد مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، امام محمد بن اسماعیل بخاری متوفی ۲۵۶ھ

۲۸۔ المستدرک مطبوعہ دارالباز مکہ مکرمہ، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ

۲۹۔ جامع الصغیر مطبوعہ [illegible]، حافظ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۳۰۔ مراسیل ابوداؤد مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث متوفی ۲۷۵ھ

۳۱۔ [illegible]

۳۲۔ [illegible]

۳۳۔ [illegible]

۳۴۔ الجوہر النقی مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، علامہ علاء الدین بن علی بن عثمان ماردینی ترکمانی متوفی ۷۴۵ھ

۳۵۔ نصب الرایہ مطبوعہ مجلس علمی سورت ہند ۱۳۵۷ھ، حافظ جمال الدین عبداللہ بن یوسف زیلعی متوفی ۷۶۲ھ

۳۶۔ مشکوٰۃ مطبوعہ اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ

۳۷۔ [illegible]

۳۸۔ کنز العمال مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۵ھ، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری متوفی ۹۷۵ھ

۳۹۔ الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۷ھ، امیر علاء الدین علی بن بلبان فارسی متوفی ۷۳۹ھ

۴۰۔ مسند طیالسی مطبوعہ [illegible]، امام سلیمان بن داؤد طیالسی متوفی ۲۰۴ھ

۴۱۔ [illegible]

۴۲۔ [illegible]

۴۳۔ مسند ابویعلیٰ موصلی مطبوعہ دارالمامون للتراث بیروت ۱۴۰۴ھ، حافظ احمد بن علی المثنیٰ تمیمی متوفی ۳۰۷ھ

۴۴۔ دلائل النبوۃ مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۰۵ھ، حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۴۵۔ شعب الایمان مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت ۱۴۱۰ھ، حافظ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی متوفی ۴۵۸ھ

۴۶۔ عمل الیوم واللیلۃ مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۱۵ھ، امام ابوبکر احمد بن محمد الدینوری المعروف بابن السنی متوفی ۳۶۴ھ

۴۷۔ حصن حصین، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر ۱۳۵۰ھ، امام محمد بن محمد جزری متوفی ۸۳۳ھ

۴۸۔ معجم صغیر، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ ۱۳۸۸ھ، حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب لخمی الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ

۴۹۔ معجم کبیر، مطبوعہ العراق، حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد بن ایوب لخمی الطبرانی متوفی ۳۶۰ھ

۵۰۔ مطالب عالیہ فی الزوائد الثمانیہ، مطبوعہ مکہ مکرمہ، حافظ احمد علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۵۱۔ کشف الغمہ، مطبوعہ مطبعہ عامرہ عثمانیہ مصر ۱۳۰۳ھ، علامہ عبدالوہاب شعرانی شافعی، متوفی ۹۷۳ھ

کتب تفسیر

۵۲۔ تنویر المقباس، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر [illegible]ھ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ متوفی ۶۸ھ

۵۳۔ احکام القرآن، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۴۰۰ھ، علامہ ابوبکر احمد بن علی رازی جصاص حنفی متوفی ۳۷۰ھ

۵۴۔ تفسیر کبیر، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، امام فخرالدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی، متوفی ۶۰۶ھ

۵۵۔ الجامع لاحکام القرآن، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۳۸۷ھ، علامہ ابوعبداللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی متوفی ۶۶۸ھ

۵۶۔ تفسیر خازن، مطبوعہ دارالکتب العربیہ پشاور، علامہ علی بن محمد خازن شافعی، متوفی ۷۲۵ھ

۵۷۔ عنایۃ القاضی، مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۲۸۳ھ، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی مصری حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ

۵۸۔ تفسیر ابوالسعود، مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، علامہ ابوالسعود محمد بن محمد عمادی حنفی، متوفی ۹۸۲ھ

۵۹۔ روح البیان، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ اسماعیل حقی حنفی، متوفی ۱۱۳۷ھ

۶۰۔ تفسیر مظہری، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی متوفی ۱۲۲۵ھ

۶۱۔ تفسیر عزیزی، مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، متوفی ۱۲۳۹ھ

۶۲۔ روح المعانی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ ابوالفضل شہاب الدین سید محمود آلوسی بغدادی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ

۶۳۔ فتح القدیر، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، شیخ محمد بن علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ

۶۴۔ جامع البیان، مطبوعہ شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفیٰ البابی مصر، الطبعۃ الثالثۃ ۱۳۷۳ھ، ابوجعفر محمد بن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ

۶۵۔ التبیان فی تفسیر القرآن، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۳۸۵ھ

۶۶۔ اضواء البیان، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، علامہ محمد امین بن محمد مختار جکنی شنقیطی

۶۷۔ الجواہر فی تفسیر القرآن، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، علامہ حکیم شیخ طنطاوی جوہری

۶۸۔ تفسیر المنار، مطبوعہ دارالمعرفۃ بیروت، علامہ محمد رشید رضا، متوفی ۱۳۵۴ھ

۶۹۔ تفسیر المراغی، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۴ھ، علامہ احمد مصطفیٰ مراغی

۷۰۔ تفسیر نیشاپوری، مطبوعہ مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، علامہ نظام الدین حسن بن محمد قمی نیشاپوری متوفی ۷۲۸ھ

۷۱۔ تفسیر الجلالین، مطبوعہ قدیمی کتب خانہ لاہور، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ

۷۲۔ انوار التنزیل، مطبوعہ دار صادر بیروت، قاضی ابوالخیر عبداللہ بن عمر بیضاوی شیرازی متوفی ۶۸۵ھ

۷۳۔ فتوحات الٰہیہ، مطبوعہ مطبعہ بہیہ مصر ۱۳۰۲ھ، شیخ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل، متوفی ۱۲۰۴ھ

۷۴۔ الدر المنثور، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۴ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

۷۵۔ تفسیر ابن کثیر مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۸۵ھ، حافظ عماد الدین اسماعیل بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

۷۶۔ فتح البیان مطبوعہ مطبعہ الامیریہ بولاق مصر ۱۳۰۱ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ

۷۷۔ روح المعانی مطبوعہ [illegible]، علامہ ابو الفضل سید محمود آلوسی متوفی ۱۲۷۰ھ

۷۸۔ بیان القرآن مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ

۷۹۔ حاشیۃ القرآن مطبوعہ تاج کمپنی لاہور، شیخ محمود الحسن دیوبندی متوفی ۱۳۳۹ھ، شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ

۸۰۔ معارف القرآن مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی ۱۳۹۷ھ، مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ۱۳۹۶ھ

۸۱۔ مدارک التنزیل مطبوعہ دار الکتب العربیہ پشاور، علامہ ابو البرکات عبد اللہ بن احمد نسفی متوفی ۷۱۰ھ

۸۲۔ البحر المحیط مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۳ھ، علامہ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی غرناطی متوفی ۷۵۴ھ

۸۳۔ فی ظلال القرآن مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۸۶ھ، سید قطب شہید

۸۴۔ احکام القرآن مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ المعروف بابن العربی متوفی ۵۴۳ھ

۸۵۔ زاد المسیر مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت ۱۴۰۷ھ، علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی حنبلی متوفی ۵۹۷ھ

۸۶۔ تفہیم القرآن مطبوعہ ادارۃ ترجمان القرآن لاہور، سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ۱۳۹۹ھ

۸۷۔ نور العرفان مطبوعہ [illegible]، مفتی احمد یار خان نعیمی متوفی ۱۳۹۱ھ

۸۸۔ ضیاء القرآن مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری

۸۹۔ [illegible] مطبوعہ [illegible]

علوم قرآن

۹۰۔ البرہان فی علوم القرآن مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ زرکشی متوفی ۷۹۴ھ

۹۱۔ الاتقان فی علوم القرآن مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

کتب شروح حدیث

۹۲۔ [illegible] مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت [illegible]

۹۳۔ عمدۃ القاری مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر ۱۳۴۸ھ، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ

۹۴۔ فتح الباری مطبوعہ دار نشر الکتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ

۹۵۔ [illegible] مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر [illegible]

۹۶۔ فیض الباری مطبوعہ مطبعہ حجازی مصر ۱۳۵۷ھ، شیخ انور شاہ کشمیری متوفی ۱۳۵۲ھ

۹۷۔ فیوض الباری مطبوعہ مکتبہ [illegible]، علامہ محمود احمد رضوی

۹۸۔ تفہیم البخاری مطبوعہ مکتبہ [illegible] فیصل آباد، علامہ غلام رسول رضوی فیصل آباد

۹۹ شرح مسلم، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی ۱۳۷۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

۱۰۰۔ اکمال اکمال المعلم، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ ابو عبد اللہ محمد بن خلفہ وشتانی ابی مالکی متوفی ۸۲۸ھ

۱۰۱۔ مکمل اکمال الاکمال، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ محمد بن محمد سنوسی مالکی متوفی ۸۹۵ھ

۱۰۲۔ السراج الوہاج، مطبوعہ مطبع صدیقی بھوپال ۱۳۰۲ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی متوفی ۱۳۰۷ھ

۱۰۳۔ فتح الملہم، مطبوعہ مکتبۃ الحجاز کراچی، شیخ شبیر احمد عثمانی متوفی ۱۳۶۹ھ

۱۰۴۔ [illegible] مطبوعہ مطبعۃ میمنیہ مکہ مکرمہ ۱۳۰۹ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۰۵۔ تحفۃ الذاکرین بعدۃ الحصن الحصین، مطبوعہ مطبعۃ مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر ۱۳۵۰ھ، شیخ محمد بن علی بن محمد شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ

۱۰۶۔ الاذکار، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۷۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

۱۰۷۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ، علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ

۱۰۸۔ [illegible] مطبوعہ مکتبہ یحیویہ سہارنپور، شیخ محمد زکریا

۱۰۹۔ [illegible] مطبوعہ مطبع [illegible] لکھنؤ ۱۳۰۰ھ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۱۰۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۳۰۰ھ، شیخ محمد حق [illegible]

۱۱۱۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] شیخ [illegible] متوفی ۱۳۲۵ھ

۱۱۲۔ [illegible] مطبوعہ مکتبہ قاسمیہ ملتان، شیخ خلیل احمد سہارنپوری متوفی ۱۳۴۶ھ

۱۱۳۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] شیخ شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ

۱۱۴۔ [illegible] مطبوعہ مکتبہ [illegible] ۱۳۰۴ھ، حافظ [illegible] متوفی ۱۲۴۳ھ

۱۱۵۔ [illegible] مطبوعہ مکتبہ [illegible] ملتان ۱۳۹۰ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۱۶۔ اشعۃ اللمعات، مطبوعہ مطبع تیج کمار لکھنؤ، شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۱۷۔ [illegible] مطبوعہ مطبع سعادۃ مصر ۱۳۳۲ھ، علامہ ابو الولید سلیمان بن خلف باجی مالکی اندلسی متوفی ۴۷۴ھ

۱۱۸۔ شرح الموطا، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ

۱۱۹۔ فیض القدیر، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۱ھ، علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی ۱۰۰۳ھ

۱۲۰۔ شرح مسند امام اعظم، مطبوعہ مطبع محمدی لاہور ۱۳۰۰ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۲۱۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] شیخ محمد [illegible] متوفی [illegible]

۱۲۲۔ [illegible] مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی [illegible] متوفی [illegible]

۱۲۳۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] شیخ محمود حسن [illegible] متوفی [illegible]

۱۲۴۔ [illegible] شیخ [illegible]

۱۲۵۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۳۹۱ھ، علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی [illegible]

۱۲۶۔ اوجز المسالک، مطبوعہ مکتبہ یحیویہ سہارنپور ہند، شیخ محمد زکریا

۱۲۷۔ [illegible] مطبوعہ نور محمد [illegible] کراچی، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۲۸۔ شرح الشمائل، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ عبد الرؤف مناوی مصری متوفی ۱۰۰۳ھ

اسماء رجال

۱۲۹۔ تاریخ بغداد، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، حافظ ابو بکر علی بن خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ
۱۳۰۔ تہذیب التہذیب، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۲۶ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۱۳۱۔ لسان المیزان، مطبوعہ دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۳۲ھ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۱۳۲۔ خلاصہ تذہیب تہذیب الکمال، مطبوعہ مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، شیخ صفی الدین احمد بن عبد اللہ خزرجی
۱۳۳۔ الاکمال فی اسماء الرجال، مطبوعہ اصح المطابع دہلی، شیخ ولی الدین تبریزی متوفی ۷۴۲ھ
۱۳۴۔ کتاب الثقات، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۴۰۰ھ، حافظ محمد بن حبان تمیمی متوفی ۳۵۴ھ
۱۳۵۔ کتاب الجرح والتعدیل، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۷۱ھ، حافظ عبد الرحمن بن ابی حاتم رازی متوفی ۳۲۷ھ
۱۳۶۔ کتاب الموضوعات، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی متوفی ۵۹۷ھ
۱۳۷۔ [illegible] مطبوعہ مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت ۱۳۹۰ھ، [illegible] متوفی ۸۵۲ھ
۱۳۸۔ [illegible] مطبوعہ مطبع [illegible]، [illegible] متوفی ۷۴۸ھ
۱۳۹۔ [illegible]
۱۴۰۔ میزان الاعتدال، مطبوعہ مطبع مصری مصر، حافظ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ
۱۴۱۔ مقاصد حسنہ، مطبوعہ مکتبہ خانجی مصر ۱۳۷۵ھ، ابو الخیر شمس الدین محمد بن عبد الرحمن سخاوی متوفی ۹۰۲ھ
۱۴۲۔ موضوعات کبیر، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۱۴۳۔ علل متناہیہ، مطبوعہ مکتبہ اثریہ فیصل آباد ۱۴۰۱ھ، علامہ ابو الفرج عبد الرحمن بن علی جوزی متوفی ۵۹۷ھ
۱۴۴۔ کشف الحال فی تعداد الرجال، مطبوعہ مطبع مصطفائی ۱۳۰۳ھ، شیخ عبد الوہاب بن مولوی محمد غوث مدراسی
۱۴۵۔ تذکرۃ الحفاظ، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ
۱۴۶۔ المعارف، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، ابو محمد عبد اللہ بن مسلم المعروف بابن قتیبہ متوفی ۲۷۶ھ
۱۴۷۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۳۰۳ھ، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ

لغت

۱۴۸۔ مفردات، مطبوعہ المکتبۃ المرتضویہ ایران ۱۳۴۲ھ، علامہ حسین بن محمد راغب اصفہانی متوفی ۵۰۲ھ
۱۴۹۔ نہایہ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی ایران ۱۳۶۴ھ، علامہ مجد الدین ابن اثیر جزری متوفی ۶۰۶ھ
۱۵۰۔ تہذیب الاسماء واللغات، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۱۵۱۔ قاموس، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ مجد الدین فیروز آبادی
۱۵۲۔ لسان العرب، مطبوعہ نشر ادب الحوزۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ، علامہ جمال الدین محمد بن مکرم بن منظور افریقی متوفی ۷۱۱ھ

۱۵۳۔ تاج العروس شرح القاموس، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر ۱۳۰۶ھ، سید محمد مرتضیٰ حسینی زبیدی حنفی متوفی ۱۲۰۵ھ

۱۵۴۔ المنجد، مطبوعہ المطبعۃ الکاثولیکیہ بیروت ۱۹۲۷ء، لوئیس معلوف الیسوعی

۱۵۵۔ المنجد مترجم، مطبوعہ دارالاشاعت کراچی، لوئیس معلوف الیسوعی

۱۵۶۔ مجمع بحار الانوار، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، علامہ محمد طاہر پٹنی متوفی ۹۸۶ھ

۱۵۷۔ لغات الحدیث، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، شیخ وحید الزمان، متوفی ۱۳۳۸ھ

۱۵۸۔ انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، ۱۹۵۰ء

۱۵۹۔ دائرۃ المعارف، القرن العشرین، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۹۷۹ء، علامہ محمد فرید وجدی

۱۶۰۔ الصحاح، مطبوعہ دار العلم بیروت ۱۴۰۴ھ، علامہ اسماعیل بن حماد الجوہری، متوفی ۳۹۸ھ

۱۶۱۔ فقہ السنۃ، مطبوعہ شرکۃ دار القبلۃ للثقافۃ الاسلامیہ جدہ، علامہ سید سابق

۱۶۲۔ معجم البلدان، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۳۹۹ھ، شیخ شہاب الدین ابو عبد اللہ یاقوت بن عبد اللہ حموی رومی بغدادی متوفی ۶۲۶ھ

۱۶۳۔ منتہی الارب، مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ لاہور ۱۳۴۲ھ، عبد الرحیم بن عبد الکریم صفی پوری

۱۶۴۔ معجم متن اللغۃ، مطبوعہ دار مکتبۃ الحیاۃ بیروت ۱۹۸۵ء، الشیخ احمد رضا، متوفی ۱۹۴۸ء

۱۶۵۔ لاروس، مطبوعہ مکتبہ لاروس، پیرس، خلیل جر

۱۶۶۔ کتاب العین، مطبوعہ دار الہجرۃ قم ایران ۱۴۰۵ھ، امام ابو عبد الرحمن خلیل بن احمد فراہیدی، متوفی ۱۷۵ھ

۱۶۷۔ اقرب الموارد، مطبوعہ منشورات مکتبۃ آیۃ اللہ العظمی ایران ۱۴۰۳ھ، علامہ سعید الخوری الشرتونی اللبنانی

۱۶۸۔ [illegible]، مطبوعہ [illegible]

۱۶۹۔ فیروز اللغات، مطبوعہ فیروز سنز لمیٹڈ لاہور، الحاج مولوی فیروز الدین

۱۷۰۔ فرہنگ آصفیہ، مطبوعہ ... پریس لاہور طبع چہارم، مولوی سید احمد دہلوی

فضائل و سیرت

۱۷۱۔ الشفاء، مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان، قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی متوفی ۵۴۴ھ

۱۷۲۔ نسیم الریاض، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ احمد شہاب الدین خفاجی حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ

۱۷۳۔ شرح الشفاء، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی متوفی ۱۰۱۴ھ

۱۷۴۔ [illegible]، مطبوعہ مطبعۃ بیروت بیروت ۱۳۱۶ھ، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ

۱۷۵۔ مدارج النبوت، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۷۶۔ [illegible] احوال مصطفیٰ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد، علامہ [illegible] متوفی ۱۰۵۵

۱۷۷۔ زاد المعاد، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر ۱۳۶۹ھ، علامہ شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم جوزیہ، متوفی ۷۵۱ھ

۱۷۸۔ مواہب اللدنیہ مطبوعہ المکتب الاسلامی بیروت علامہ احمد قسطلانی مصری ۹۱۱ھ

۱۷۹۔ شرح مواہب اللدنیہ مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۳ھ علامہ محمد عبد الباقی زرقانی متوفی ۱۱۲۲ھ

۱۸۰۔ [illegible] مطبوعہ دارالفکر بیروت ۱۳۹۳ھ [illegible] متوفی [illegible]

۱۸۱۔ [illegible] مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر ۱۳۲۸ھ [illegible] متوفی [illegible]

۱۸۲۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۳۹۹ھ [illegible] متوفی [illegible]

۱۸۳۔ حجۃ اللہ علی العالمین مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ

۱۸۴۔ [illegible] مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی شیخ [illegible] متوفی [illegible]

۱۸۵۔ دلائل النبوۃ مطبوعہ [illegible] متوفی [illegible]

۱۸۶۔ مطالع المسرات مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور [illegible]

۱۸۷۔ سیرۃ نبویہ مطبوعہ [illegible] بیروت [illegible] اسماعیل بن کثیر متوفی [illegible]

۱۸۸۔ طبقات الکبریٰ مطبوعہ دار صادر بیروت ۱۳۸۸ھ، امام محمد بن سعد متوفی ۲۳۰ھ

۱۸۹۔ الاستیعاب مطبوعہ دارالفکر بیروت [illegible] حافظ [illegible] یوسف بن عبد اللہ [illegible] متوفی [illegible]

۱۹۰۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] متوفی [illegible]

۱۹۱۔ الاصابہ مطبوعہ دارالفکر بیروت [illegible] حافظ [illegible] احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی [illegible]

۱۹۲۔ [illegible] مطبوعہ دارالفکر بیروت [illegible]

۱۹۳۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] شیخ [illegible] متوفی [illegible]

۱۹۴۔ [illegible]

۱۹۵۔ [illegible]

۱۹۶۔ [illegible] متوفی [illegible]

۱۹۷۔ [illegible] متوفی [illegible]

۱۹۸۔ [illegible] متوفی [illegible]

۱۹۹۔ [illegible] فی التاریخ مطبوعہ [illegible] بیروت [illegible]

۲۰۰۔ تاریخ الامم والملوک مطبوعہ [illegible] بیروت [illegible] ابن جریر طبری متوفی [illegible]

۲۰۱۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] متوفی [illegible]

۲۰۲۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] متوفی [illegible]

۲۰۳۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] متوفی [illegible]

۲۰۴۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] بیروت [illegible] متوفی [illegible]

۲۰۵۔ الجواہر المنظم مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۴۰۵ھ، علامہ احمد بن حجر مکی [illegible]

۲۰۶۔ [illegible] مطبوعہ مطبع مصطفیٰ [illegible] علامہ یوسف بن اسماعیل [illegible] متوفی [illegible]

۲۰۷۔ کتاب الاذکار، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی و اولادہ مصر، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ

۲۰۸۔ الصارم المسلول، مطبوعہ نشر السنہ ملتان، شیخ ابو العباس تقی الدین بن تیمیہ حرانی متوفی ۷۲۸ھ

۲۰۹۔ لواقح الانوار القدسیہ، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی و اولادہ مصر، علامہ عبدالوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ

۲۱۰۔ الصواعق المحرقہ، مطبوعہ مکتبۃ القاہرہ ۱۳۸۵ھ، علامہ احمد بن حجر مکی شافعی متوفی ۹۷۴ھ

۲۱۱۔ الحدیقۃ الندیہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۱۳۹۵ھ، علامہ عبدالغنی نابلسی متوفی ۱۱۴۳ھ

۲۱۲۔ تاریخ دمشق الکبیر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت ۱۴۲۱ھ، حافظ ابو القاسم علی بن حسین شافعی معروف بابن عساکر متوفی ۵۷۱ھ

۲۱۳۔ سیر اعلام النبلاء، مطبوعہ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۱۲ھ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان ذہبی متوفی ۷۴۸ھ

۲۱۴۔ حجۃ اللہ علی العالمین، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ پاکستان، علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ

کتب فقہ حنفی

۲۱۵۔ کتاب الخراج، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم متوفی ۱۸۲ھ

۲۱۶۔ المبسوط (کتاب الاصل)، مطبوعہ ادارۃ القرآن کراچی، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ

۲۱۷۔ الجامع الصغیر، مطبوعہ مطبع مصطفائی ہند ۱۲۹۱ھ، امام محمد بن حسن شیبانی متوفی ۱۸۹ھ

۲۱۸۔ کتاب الحجۃ، مطبوعہ دار المعارف النعمانیہ لاہور، " " " "

۲۱۹۔ شرح سیر کبیر، مطبوعہ مکتبۃ الثورۃ الاسلامیہ افغانستان ۱۴۰۵ھ، علامہ شمس الدین محمد بن احمد سرخسی متوفی ۴۸۳ھ

۲۲۰۔ المبسوط شرح کافی، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت ۱۳۹۸ھ

۲۲۱۔ فتاویٰ قاضی خان، مطبوعہ مطبعہ کبریٰ امیریہ بولاق مصر ۱۳۱۰ھ، علامہ حسن بن منصور اوزجندی متوفی ۵۹۲ھ

۲۲۲۔ فتاویٰ الولوالجیہ، مطبوعہ بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ، علامہ … متوفی ۵۴۰ھ

۲۲۳۔ بدائع الصنائع، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ۱۴۰۰ھ، علامہ ابوبکر بن مسعود کاسانی متوفی ۵۸۷ھ

۲۲۴۔ ہدایہ اولین، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ

۲۲۵۔ ہدایہ آخرین، مطبوعہ مکتبہ شرکت علمیہ ملتان

۲۲۶۔ عنایہ، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر، علامہ محمد بن محمود بابرتی متوفی ۷۸۶ھ

۲۲۷۔ کفایہ، مطبوعہ " " ، علامہ جلال الدین خوارزمی

۲۲۸۔ فتح القدیر، مطبوعہ " " ، علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ

۲۲۹۔ بنایہ، مطبوعہ ملک سنز فیصل آباد، علامہ بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی متوفی ۸۵۵ھ

۲۳۰۔ بحر الرائق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر ۱۳۱۱ھ، علامہ زین الدین ابن نجیم متوفی ۹۷۰ھ

۲۳۱۔ منحۃ الخالق، مطبوعہ مطبعہ علمیہ مصر ۱۳۱۱ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ

۲۳۲۔ تبیین الحقائق، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ عثمان بن علی زیلعی متوفی ۷۴۳ھ

۲۲۳ ۔ در مختار، مطبوعہ مطبعہ عثمانیہ استنبول، ۱۳۲۷ھ، علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی متوفی ۱۰۸۸ھ
۲۲۴ ۔ رد المحتار، مطبوعہ ، ۱۳۲۷ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
۲۲۵ ۔ حاشیۃ الطحطاوی علی الدر المختار، مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت ۱۳۹۵ھ، علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ
۲۲۶ ۔ مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ حسن بن عمار شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ
۲۲۷ ۔ حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ احمد بن محمد طحطاوی متوفی ۱۲۳۱ھ
۲۲۸ ۔ غنیۃ المستملی، مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی، علامہ ابراہیم بن محمد حلبی متوفی ۹۵۶ھ
۲۲۹ ۔ صغیری، مطبوعہ، مطبع مجتبائی، دہلی، " " " " "
۲۳۰ ۔ درر الحکام فی شرح غرر الاحکام، مطبوعہ مطبعہ احمد کامل مصر، ۱۳۰۴ھ، ملا خسرو متوفی ۸۸۵ھ
۲۳۱ ۔ حاشیۃ الدرر والغرر، مولانا عبد الحلیم
۲۳۲ ۔ جامع الرموز، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ۱۲۹۱ھ، علامہ محمد خراسانی متوفی ۹۶۲ھ
۲۳۳ ۔ الجوہرۃ النیرۃ، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ ابوبکر بن علی حداد، متوفی ۸۰۰ھ
۲۳۴ ۔ فتاویٰ عالمگیری، مطبوعہ مطبع کبریٰ امیریہ بولاق، مصر ۱۳۱۰ھ، ملا نظام الدین متوفی ۱۱۶۱ھ
۲۳۵ ۔ فتاویٰ بزازیہ، مطبوعہ " " علامہ محمد شہاب الدین بن بزاز کردری متوفی ۸۲۷ھ
۲۳۶ ۔ مجموعۃ الفتاویٰ، مطبوعہ مطبع یوسفی ۱۲۹۵ھ، علامہ [illegible]
۲۳۷ ۔ فتاویٰ خیریہ، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۱۰ھ، علامہ خیر الدین رملی متوفی ۱۰۸۱ھ
۲۳۸ ۔ فتاویٰ حمادیہ، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر ۱۳۰۳ھ، علامہ [illegible] رومی حنفی متوفی ۹۶۵ھ
۲۳۹ ۔ رسائل ابن عابدین، مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۳۹۶ھ، علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی متوفی ۱۲۵۲ھ
۲۴۰ ۔ تنقیح الفتاویٰ الحامدیہ، مطبوعہ دار الاشاعۃ العربیہ کوئٹہ " " "
۲۴۱ ۔ تقریرات رافعی، مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ ۱۴۰۳ھ، شیخ عبد القادر رافعی فاروقی [illegible]
۲۴۲ ۔ شرح نقایہ، مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی، ملا علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۲۴۳ ۔ فتاویٰ غیاثیہ، مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ۱۴۰۴ھ، علامہ داؤد بن یوسف الخطیب
۲۴۴ ۔ حاشیۃ الدرر والغرر، مطبوعہ مطبع احمد کامل، [illegible] ۱۳۰۸ھ، علامہ حسن بن عمار [illegible] متوفی [illegible]
۲۴۵ ۔ [illegible] مطبوعہ [illegible] ، ۱۳۷۰ھ، [illegible] محمد [illegible] متوفی [illegible]
۲۴۶ ۔ معین الحکام، مطبوعہ مطبعہ میمنیہ مصر، ۱۳۰۰ھ، علامہ [illegible] علی بن خلیل طرابلسی حنفی
۲۴۷ ۔ مجمع الانہر شرح ملتقی الابحر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد سلیمان داماد آفندی متوفی ۱۰۷۸ھ
۲۴۸ ۔ منسک متوسط، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ملا علی بن سلطان محمد قاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۲۴۹ ۔ حاشیۃ الشلبی علی تبیین الحقائق، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان، علامہ احمد [illegible]
۲۵۰ ۔ شرح الوقایہ، مطبوعہ مطبعہ [illegible] مصر، ۱۳۰۱ھ، علامہ [illegible] حسین [illegible]
۲۵۱ ۔ خلاصۃ الفتاویٰ، مطبوعہ امجد اکیڈمی لاہور، ۱۳۹۷ھ، شیخ طاہر بن عبد الرشید بخاری حنفی

٢٦٢۔ منتقی علی ملتقی الابحر مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ محمد علاء الدین حصکفی متوفی ١٠٨٨ھ

٢٦٣۔ شرح الکنز مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصریہ مصر ١٢٨٨ھ علامہ معین بن حاجی معروف محمد ملا مسکین متوفی ٩٥٤ھ

٢٦٤۔ فتاویٰ عبدالحئی مطبوعہ مطبع یوسفی مصر ١٣٢٥ھ مولانا عبدالحئی لکھنوی متوفی ١٣٠٤ھ

٢٦٥۔ فتاویٰ رضویہ، مطبوعہ مطبع سنی دار الاشاعت فیصل آباد ١٣٩٥ھ امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ

٢٦٦۔ الزبدۃ الزکیہ مطبوعہ محبوب المطابع دہلی۔

٢٦٧۔ کفل الفقیہ مطبوعہ مجلس اہل سنت و جماعت بریلی ١٣٢٤ھ امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ

٢٦٨۔ فتاویٰ افریقہ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی امام احمد رضا قادری متوفی ١٣٤٠ھ

٢٦٩۔ علامات قرب قیامت، مطبوعہ [illegible] لاہور، علامہ سید احمد سعید کاظمی متوفی ١٤٠٦ھ

٢٧٠۔ بہار شریعت مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز کراچی مولانا امجد علی متوفی ١٣٦٧ھ

٢٧١۔ فتاویٰ دار العلوم دیوبند، مطبوعہ دار الاشاعت کراچی [illegible] مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ١٣٩٦ھ

٢٧٢۔ الاختیار لتعلیل المختار، مطبوعہ دار فراس للنشر والتوزیع علامہ عبداللہ بن محمود بن مودود حنفی متوفی ٦٨٣ھ

٢٧٣۔ حاشیہ ابی سعود علی ملا مسکین مطبوعہ جمعیۃ المعارف مصریہ مصر ١٢٨٧ھ علامہ ابو السعود محمد [illegible] متوفی ٩٨٢ھ

٢٧٤۔ فتاویٰ مسعودی مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی ١٤٠٢ھ مفتی محمد مسعود دہلوی، متوفی ١٣٩٦ھ

٢٧٥۔ جامع الفتاویٰ مطبوعہ مطبع اسلامی پریس حیدرآباد دکن ١٣٢٢ھ مولانا ریاست علی خاں

٢٧٦۔ نصب الرایہ مطبوعہ مجلس علمی ہند علامہ جمال الدین عبداللہ بن یوسف حنفی زیلعی متوفی ٧٦٢ھ

٢٧٧۔ [illegible] مطبوعہ مکتبہ دار العلوم [illegible] شیخ [illegible] علی قاری متوفی [illegible]

٢٧٨۔ کتاب الاشباہ والنظائر مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت

٢٧٩۔ [illegible] مطبوعہ کتاب [illegible] بیروت سید [illegible]

٢٨٠۔ [illegible] مطبوعہ مجلس مسائل تحقیق حاضرہ کراچی مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ١٣٩٦ھ

٢٨١۔ [illegible] سود ورنہ زکوٰۃ کا مسئلہ مطبوعہ [illegible] کراچی۔

٢٨٢۔ [illegible] مطبوعہ ادارۃ المعارف مفتی محمد شفیع دیوبندی متوفی ١٣٩٦ھ

٢٨٣۔ رسائل و مسائل مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لاہور سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ١٣٩٩ھ

٢٨٤۔ [illegible] سید مودودی مطبوعہ [illegible] پبلیکیشنز [illegible] سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ١٣٩٩ھ

٢٨٥۔ [illegible] مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ ١٣٢٣ھ، علامہ عبدالحئی [illegible]

٢٨٦۔ حقوق الزوجین مطبوعہ ادارہ ترجمان القرآن لاہور سید ابو الاعلیٰ مودودی متوفی ١٣٩٩ھ

٢٨٧۔ مقالات کوثری مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی علامہ زاہد کوثری متوفی ١٣٧١ھ

٢٨٨۔ [illegible] مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز [illegible] علامہ [illegible] محمود نسفی متوفی ٧١٠ھ

٢٨٩۔ شرح وقایہ مطبوعہ مطبع مجتبائی ١٣٢٠ھ، صدر الشریعہ عبیداللہ بن مسعود متوفی ٧٤٧ھ

٢٩٠۔ حاشیہ [illegible] مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی ١٤٠٨ھ [illegible]

۲۹۱ فتاوی نوریہ مطبوعہ کمبائن پرنٹرز لاہور، ۱۹۸۳ء مولانا نوراللہ نعیمی [illegible] متوفی ۱۴۰۳ھ
۲۹۲ فتاوی مظہری، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی، ۱۳۹۹ھ، مفتی محمد مظہر اللہ دہلوی متوفی ۱۳۸۶ھ
۲۹۳ [illegible] شریعت، مطبوعہ رضوی کتب خانہ بریلی طبع اول، اعلیٰ حضرت احمد رضا خان فاضل بریلوی متوفی ۱۳۴۰ھ
۲۹۴ فتاوی عزیزی مطبوعہ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۱۱ھ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ
۲۹۵ الطیب الوجیز فی امتعۃ الورد [illegible] مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور اعلیٰ حضرت احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
۲۹۶ فتاوی [illegible] مطبوعہ [illegible] ۱۴[illegible]ھ، [illegible] متوفی [illegible]ھ

کتب فقہ شافعی

۲۹۷ کتاب الام مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، ۱۳۹۳ھ امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ
۲۹۸ المہذب مطبوعہ دار [illegible] بیروت، شیخ ابو اسحاق شیرازی شافعی متوفی ۴۷۶ھ
۲۹۹ شرح المہذب مطبوعہ دار [illegible] بیروت، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۳۰۰ تکملہ شرح المہذب، " " " علامہ تقی الدین سبکی، متوفی ۷۵۶ھ
۳۰۱ [illegible] شرح الوجیز [illegible] متوفی ۶۲۳ھ
۳۰۲ مغنی المحتاج مطبوعہ [illegible] علامہ محمد الخطیب [illegible]
۳۰۳ نہایۃ المحتاج مطبوعہ [illegible] بیروت، [illegible] متوفی ۱۰۰۴ھ
۳۰۴ الحاوی للفتاوی مطبوعہ مکتبہ [illegible] علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
۳۰۵ مختصر المزنی مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت، امام محمد بن ادریس شافعی متوفی ۲۰۴ھ
۳۰۶ روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتین، مطبوعہ مکتب اسلامی بیروت، ۱۴۰۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۳۰۷ [illegible] مطبوعہ [illegible] بیروت، [illegible]

کتب فقہ مالکی

۳۰۸ المدونۃ الکبری، مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، امام سحنون بن سعید تنوخی مالکی متوفی ۲۵۶ھ
۳۰۹ بدایۃ المجتہد مطبوعہ دار الفکر بیروت، قاضی ابو الولید محمد بن احمد بن رشد مالکی اندلسی متوفی ۵۹۵ھ
۳۱۰ الشرح الصغیر علی اقرب المسالک، مطبوعہ [illegible] ۱۳۹۸ھ، علامہ ابو البرکات احمد بن محمد [illegible] متوفی ۱۲۰۱ھ
۳۱۱ مواہب الجلیل شرح مختصر خلیل مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۸ھ، علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد [illegible] متوفی ۹۵۴ھ
۳۱۲ شرح [illegible] مطبوعہ دار الفکر بیروت، [illegible] سید احمد دردیر مالکی متوفی ۱۲۰۱ھ
۳۱۳ حاشیۃ الدسوقی علی الشرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، شیخ شمس الدین محمد بن عرفہ دسوقی مالکی متوفی ۱۲۳۰ھ

۳۱۴۔ حاشیۃ الصاوی علی الشرح الصغیر، مطبوعہ دار المعارف مصر، ۱۳۹۲ھ، علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ
۳۱۵۔ مواہب الجلیل، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۳۹۸ھ، علامہ ابو عبداللہ محمد بن محمد الحطاب مغربی، متوفی ۹۵۴ھ

کتب فقہ حنبلی

۳۱۶۔ متن الخرقی، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، علامہ ابو القاسم عمر بن الحسین بن عبداللہ بن احمد خرقی، متوفی ۳۳۴ھ
۳۱۷۔ المغنی، علامہ موفق الدین ابو محمد عبداللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی، متوفی ۶۲۰ھ
۳۱۸۔ مغنی مع الشرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ، "
۳۱۹۔ شرح الکبیر، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۴ھ، علامہ شمس الدین عبدالرحمن بن ابی عمر محمد بن احمد بن قدامہ حنبلی، متوفی ۶۸۲ھ
۳۲۰۔ الانصاف، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۶ھ، علامہ ابو الحسن علی بن سلیمان مرداوی، متوفی ۸۸۵ھ
۳۲۱۔ مجموع الفتاوی، مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز آل سعود، شیخ ابو العباس تقی الدین احمد بن تیمیہ حنبلی، متوفی ۷۲۸ھ
۳۲۲۔ کتاب الفروع، مطبوعہ عالم الکتب بیروت، ۱۳۸۸ھ، علامہ شمس الدین مقدسی ابو عبداللہ محمد بن مفلح حنبلی، متوفی ۷۶۳ھ
۳۲۳۔ تصحیح الفروع، علامہ ابو الحسن علی بن سلیمان مرداوی، متوفی ۸۸۵ھ
۳۲۴۔ کشاف القناع، علامہ منصور بن یونس بن ادریس بہوتی حنبلی، متوفی ۱۰۵۱ھ

کتب فقہ ظاہریہ (غیر مقلدین)

۳۲۵۔ المحلی، مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ مصر، ۱۳۴۹ھ، شیخ علی بن احمد بن حزم اندلسی، متوفی ۴۵۶ھ
۳۲۶۔ نیل الاوطار، مطبوعہ مکتبۃ الکلیات الازہریہ، ۱۳۹۸ھ، شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ
۳۲۷۔ مسک الختام، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۳۲۸۔ ایک مجلس کی تین طلاقیں، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ لاہور
۳۲۹۔ کتاب الاموال، مطبوعہ ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد، امام ابو عبید قاسم بن سلام، متوفی ۲۲۴ھ

مذاہب اربعہ

۳۳۰۔ میزان الشریعۃ الکبریٰ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۵۹ھ، علامہ عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ
۳۳۱۔ الفقہ علی المذاہب الاربعہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، علامہ عبدالرحمن الجزیری
۳۳۲۔ الفتاوی الاسلامیہ من دار الافتاء المصریہ القاہرہ، ۱۴۰۰ھ
۳۳۳۔ الفقہ الاسلامی وادلتہ، مطبوعہ دار الفکر بیروت، ۱۴۰۵ھ، ڈاکٹر وہبہ زحیلی

۳۳۴۔ المنتقیٰ شرح مؤطا، مطبوعہ دارالکتاب العربی بیروت، [illegible]
۳۳۵۔ [illegible]، مطبوعہ دارالجیل بیروت [illegible]
۳۳۶۔ موسوعۃ الفقہ الاسلامی، مطبوعہ القاہرہ ۱۴۱۰ھ

کتب شیعہ (تفسیر، حدیث و فقہ)

۳۳۷۔ الاصول من الکافی، مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران، شیخ ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی متوفی ۳۲۹ھ
۳۳۸۔ الفروع من الکافی، مطبوعہ 〃 〃 ۱۳۹۱ھ 〃 〃 〃 〃
۳۳۹۔ من لا یحضرہ الفقیہ، مطبوعہ 〃 شیخ صدوق محمد بن علی بن بابویہ قمی متوفی ۳۸۱ھ
۳۴۰۔ تہذیب الاحکام، مطبوعہ 〃 شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ
۳۴۱۔ الاستبصار، مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران، 〃 〃 〃 〃
۳۴۲۔ نہج البلاغہ (فارسی ترجمہ) مطبوعہ انتشارات زرین ایران
۳۴۳۔ نہج البلاغہ (اردو ترجمہ)، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز
۳۴۴۔ شرح نہج البلاغہ، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران، علامہ ابن ابی الحدید متوفی ۶۵۵ھ
۳۴۵۔ تفسیر تبیان، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، شیخ ابوجعفر محمد بن حسن طوسی متوفی ۴۶۰ھ
۳۴۶۔ تفسیر مجمع البیان، مطبوعہ انتشارات ناصر خسرو ایران ۱۴۱۲ھ، شیخ ابوعلی فضل بن حسن طبرسی متوفی ۵۴۸ھ
۳۴۷۔ تفسیر منہج الصادقین، خیابان ناصر خسرو ایران، ملا فتح اللہ کاشانی متوفی ۹۸۸ھ
۳۴۸۔ تفسیر قمی، مطبوعہ مطبعۃ النجف ۱۳۸۶ھ، ابوالحسن علی بن ابراہیم قمی متوفی ۳۰۷ھ
۳۴۹۔ تفسیر نمونہ، مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ ایران ۱۳۶۹ھ، ادارہ الاسلامیہ ۱۳۱۱ھ
۳۵۰۔ توضیح المسائل، مطبوعہ سازمان تبلیغات اسلامی ایران ۱۴۰۳ھ، شیخ روح اللہ خمینی متوفی ۱۴۰۹ھ
۳۵۱۔ توضیح المسائل، مطبوعہ معارف اسلامی کراچی، شیخ ابوالقاسم خوئی
۳۵۲۔ احتجاج، مطبوعہ دارالنعمان ایران، شیخ ابومنصور احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی متوفی ۶۲۰ھ
۳۵۳۔ حق الیقین، مطبوعہ خیابان ناصر خسرو ایران ۱۳۴۷ھ، ملا باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۵۴۔ جلاء العیون، مترجم، مطبوعہ انصاف پریس لاہور
۳۵۵۔ حیات القلوب مترجم، مطبوعہ امامیہ کتب خانہ لاہور
۳۵۶۔ ناسخ التواریخ، مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ تہران ۱۳۶۲ھ، [illegible]
۳۵۷۔ کشف الاسرار، مطبوعہ انتشارات آزادی قم ایران، شیخ روح اللہ خمینی موسوی متوفی ۱۴۰۹ھ
۳۵۸۔ المیزان، مطبوعہ دارالکتب الاسلامیہ تہران ۱۳۶۲ھ، شیخ محمد حسین طباطبائی متوفی ۱۴۱۲ھ
۳۵۹۔ فقہ الامام جعفر الصادق، مطبوعہ [illegible] بیروت، شیخ محمد جواد مغنیہ

۳۶۰۔ ناسخ التواریخ مطبوعہ کتاب فروشی اسلامیہ ایران ۱۳۹۳ھ، میرزا محمد تقی مورخ شہیر، متوفی ۱۲۹۷ھ
۳۶۱۔ بحار الانوار، مطبوعہ المطبعۃ الاسلامیہ طہران ۱۳۹۲ھ، ملا محمد باقر بن محمد تقی مجلسی متوفی ۱۱۱۰ھ
۳۶۲۔ لسان القرآن مبین تفسیر المتقین، مطبوعہ شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور، شیخ محمد حسین [illegible] مشہدی
۳۶۳۔ فدک، مطبوعہ کتاب خانہ چہل ستون، جامع تہران ۱۳۹۰ھ، تقریر سید محمد حسین قزوینی
۳۶۴۔ شرح نہج البلاغہ، مطبوعہ مؤسسۃ النصر ایران ۱۳۸۰ھ، شیخ کمال الدین میثم بن علی بن میثم بحرانی متوفی ۶۷۹ھ
۳۶۵۔ [illegible]، مؤسسۃ الاعلمی للمطبوعات بیروت، شیخ [illegible] محمد بن [illegible]
۳۶۶۔ [illegible]، مطبوعہ مؤسسۃ مطبوعاتی اسماعیلیان ایران، شیخ [illegible] محمد بن الحسن متوفی [illegible]ھ

کتب عقائد وکلام

۳۶۷۔ شرح عقائد نسفی، مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی متوفی ۷۹۱ھ
۳۶۸۔ شرح مواقف، مطبوعہ مطبع منشی نولکشور لکھنؤ، میر سید شریف علی بن محمد جرجانی متوفی ۸۱۶ھ
۳۶۹۔ شرح فقہ اکبر، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۷۵ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ
۳۷۰۔ حاشیۃ الخیالی، مطبوعہ [illegible] پشاور، علامہ شمس الدین احمد بن موسیٰ خیالی متوفی ۸۷۰ھ
۳۷۱۔ المنقذ من الضلال، مطبوعہ مکتبہ اوقاف لاہور ۱۴۰۵ھ، علامہ محمد بن محمد غزالی متوفی ۵۰۵ھ
۳۷۲۔ الیواقیت والجواہر، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۷۸ھ، علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی ۹۷۳ھ
۳۷۳۔ النبراس، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۷ھ، مولانا عبد العزیز پرہاروی
۳۷۴۔ حاشیہ عبد الحکیم سیالکوٹی علی مجموعہ الحواشی البہیہ، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ ۱۳۹۶ھ، مولانا عبد الحکیم سیالکوٹی متوفی ۱۰۶۷ھ
۳۷۵۔ شرح المقاصد، مطبوعہ منشورات الشریف الرضی ایران ۱۴۰۹ھ، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ
۳۷۶۔ اعلام النبوۃ، مطبوعہ مطبع مصطفی البابی واولادہ مصر ۱۳۴۳ھ، علامہ ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب ماوردی متوفی ۴۵۰ھ
۳۷۷۔ المسایرہ، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر، علامہ کمال الدین ابن ہمام متوفی ۸۶۱ھ
۳۷۸۔ المسامرہ، مطبوعہ مطبعۃ السعادۃ مصر، علامہ کمال الدین محمد بن محمد معروف بابن ابی شریف مقدسی شافعی متوفی ۹۰۶ھ
۳۷۹۔ کتاب العقائد، مطبوعہ تاجدار حرم پبلشنگ کمپنی کراچی، صدر الافاضل مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی متوفی ۱۳۶۷ھ

کتب اصول حدیث

۳۸۰۔ الکفایۃ فی علم الروایۃ، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، حافظ ابو بکر احمد بن علی بن ثابت خطیب بغدادی متوفی ۴۶۳ھ
۳۸۱۔ مقدمہ، مطبوعہ شرکۃ مصطفی البابی الحلبی واولادہ مصر ۱۳۵۲ھ، علامہ [illegible] حسین
۳۸۲۔ شرح شرح نخبۃ الفکر، مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ، ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ

۳۸۳۔ امعان النظر، مطبوعہ اکادمی شاہ ولی اللہ، حیدرآباد سندھ، قاضی محمد اکرم سندھی
۳۸۴۔ تدریب الراوی، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ، علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ
۳۸۵۔ تقریب النواوی، مطبوعہ مکتبہ علمیہ مدینہ منورہ، ۱۳۹۲ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ
۳۸۶۔ علوم الحدیث، مطبوعہ " " ، امام ابوعمرو عثمان بن عبدالرحمٰن شہرزوری المعروف بابن الصلاح، متوفی ۶۴۳ھ
۳۸۷۔ تیسیر مصطلح الحدیث، مطبوعہ نشر السنۃ ملتان، ڈاکٹر محمد طحان

کتب اصول فقہ

۳۸۸۔ مستصفیٰ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۲۴ھ، امام ابوحامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ
۳۸۹۔ فواتح الرحموت، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۲۴ھ، بحر العلوم عبدالعلی بن نظام الدین، متوفی ۱۲۲۵ھ
۳۹۰۔ الرسالہ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، ۱۳۱۴ھ، امام محمد بن ادریس شافعی، متوفی ۲۰۴ھ
۳۹۱۔ الاحکام فی اصول الاحکام، مطبوعہ مطبع محمد علی و اولادہ مصر، ۱۳۴۷ھ، علامہ سیف الدین علی بن علی آمدی، متوفی ۶۳۱ھ
۳۹۲۔ اصول بزدوی، مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی، فخر الاسلام علی بن محمد بزدوی، متوفی ۴۸۲ھ
۳۹۳۔ ارشاد الفحول الی تحقیق الحق من علم الاصول، مکتبہ اثریہ سانگلہ ہل، شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ
۳۹۴۔ تحریر، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، ۱۴۰۳ھ، علامہ کمال الدین ابن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ
۳۹۵۔ التقریر والتحبیر، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ، علامہ ابن امیر الحاج، متوفی ۸۷۹ھ
۳۹۶۔ شرح المنہاج، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ، علامہ جمال الدین اسنوی، متوفی ۷۷۲ھ

متفرقات

WWW.NAFSEISLAM.COM

۳۹۷۔ کتاب التعریفات، مطبوعہ المطبعۃ الخیریہ مصر، ۱۳۰۶ھ، میر سید شریف علی بن محمد جرجانی، متوفی ۸۱۶ھ
۳۹۸۔ الجامع اللطیف، محمد جار اللہ، متوفی ۹۸۵ھ
۳۹۹۔ فتاویٰ حدیثیہ، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۵۶ھ، علامہ ابن حجر مکی، متوفی ۹۷۴ھ
۴۰۰۔ سباحۃ الفکر، مولانا عبدالحئی لکھنوی، متوفی ۱۳۰۴ھ
۴۰۱۔ الکبریت الاحمر، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی و اولادہ مصر، ۱۳۷۸ھ، علامہ عبدالوہاب شعرانی، متوفی ۹۷۳ھ
۴۰۲۔ الاعتصام، مطبوعہ دار المعرفہ بیروت، علامہ ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی، متوفی ۷۹۰ھ
۴۰۳۔ بوادر النوادر، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، ۱۹۶۴ء، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
۴۰۴۔ براہین قاطعہ، مطبوعہ مطبع بلالی ڈھوڈ، شیخ خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ۱۳۴۶ھ
۴۰۵۔ اسلام اور موسیقی، مطبوعہ ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور، ۱۹۶۸ء، شاہ محمد جعفر پھلواری

۴۰۶۔ المہند علی المفند، مطبوعہ کتب خانہ دیوبند، شیخ خلیل احمد انبیٹھوی، متوفی ۱۳۴۶ھ
۴۰۷۔ دو اسلام، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
۴۰۸۔ مکتوبات امام ربانی، مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، کراچی ۱۹۷۰ء، حضرت مجدد الف ثانی، متوفی ۱۰۳۴ھ
۴۰۹۔ حیاۃ الحیوان الکبریٰ، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ، علامہ محمد بن موسیٰ الدمیری، متوفی ۸۰۸ھ
۴۱۰۔ عجائب المخلوقات، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۰۵ھ، علامہ زکریا بن محمد بن محمود
۴۱۱۔ الملفوظ، مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور، امام احمد رضا قادری متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۱۲۔ تکمیل ایمان، مطبوعہ فخر المطابع لکھنؤ، ۱۹۱۲ء شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ
۴۱۳۔ منہاج السنۃ، مطبوعہ مطبعہ امیریہ کبریٰ بولاق مصر، شیخ تقی الدین ابوالعباس احمد بن تیمیہ حرانی، متوفی ۷۲۸ھ
۴۱۴۔ تقویت الایمان، مطبوعہ مطبع علیمی لاہور، شیخ اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ
۴۱۵۔ تحقیق الفتویٰ، مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ۱۳۹۹ھ، علامہ فضل حق خیر آبادی، متوفی ۱۸۶۱ء
۴۱۶۔ ماثبت بالسنۃ، مطبوعہ ادارہ نعیمیہ رضویہ لاہور، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ
۴۱۷۔ شمائم امدادیہ، مطبوعہ مدنی کتب خانہ ملتان، ۱۴۰۵ھ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ۱۳۱۷ھ
۴۱۸۔ امداد المشتاق، مکتبہ اسلامیہ لاہور، شیخ اشرف علی تھانوی متوفی، ۱۳۶۲ھ
۴۱۹۔ فیصلہ ہفت مسئلہ، مطبوعہ مدنی کتب خانہ لاہور، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ۱۳۱۷ھ
۴۲۰۔ المورد الروی فی المولد النبوی، مطبوعہ المدینۃ المنورہ، ۱۴۰۰ھ، ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی، ۱۰۱۴ھ
۴۲۱۔ ابجد العلوم، مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور، ۱۴۰۳ھ، نواب صدیق حسن خان بھوپالی، متوفی ۱۳۰۷ھ
۴۲۲۔ الدرر الکامنۃ، مطبوعہ دار الجلیل بیروت، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی ۸۵۲ھ
۴۲۳۔ قاعدہ جلیلہ فی التوسل والوسیلہ، مطبوعہ مکتبہ قاہرہ مصر، ۱۳۷۳ھ، شیخ ابوالعباس تقی الدین احمد بن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ
۴۲۴۔ ہدیۃ المہدی، مطبوعہ میور پریس دہلی، ۱۳۲۵ھ، علامہ یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ
۴۲۵۔ ندائے یارسول اللہ، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا لاہور، ۱۴۰۵ھ، علامہ عبدالحکیم شرف قادری
۴۲۶۔ کشف الشبہات، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ مدینہ منورہ، شیخ محمد بن عبدالوہاب متوفی ۱۲۰۶ھ
۴۲۷۔ الصواعق الالٰہیہ، مطبوعہ مکتبہ ایشیق استنبول، شیخ سلیمان بن عبدالوہاب، متوفی ۱۲۰۸ھ
۴۲۸۔ آکام المرجان فی غرائب الاخبار واحکام الجان، مطبوعہ مطبع خیر کثیر کراچی، قاضی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ شبلی حنفی متوفی ۷۶۹ھ
۴۲۹۔ شرح الصدور، مطبوعہ دار الکتب العربیہ مصر، علامہ جلال الدین سیوطی متوفی ۹۱۱ھ
۴۳۰۔ الفوائد الضیائیہ (شرح جامی)، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، علامہ عبدالرحمان جامی متوفی ۸۹۸ھ
۴۳۱۔ فتاویٰ مہریہ، مطبوعہ گولڑا شریف ۱۹۸۸ء، علامہ پیر سید مہر علی شاہ متوفی ۱۳۵۶ھ
۴۳۲۔ روزنامہ جنگ کراچی، میر خلیل الرحمٰن (مدیر اعلیٰ)
۴۳۳۔ جمہرۃ انساب العرب، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت، ۱۴۰۳ھ، ابو محمد علی بن حزم اندلسی، متوفی ۴۵۶ھ
۴۳۴۔ التلخیص الحبیر، حافظ ابن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ۔

۴۳۵۔ ماہنامہ ضیائے حرم، لاہور، جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری
۴۳۶۔ الحیلۃ الناجزۃ، مطبوعہ ادارۃ الاشاعت کراچی، ۱۹۸۷ء، شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ
۴۳۷۔ احسن الفتاویٰ، مطبوعہ ایچ۔ ایم سعید اینڈ کمپنی، ۱۴۰۷ھ، مفتی رشید احمد
۴۳۸۔ ابریز من کلام سیدی عبدالعزیز، مطبوعہ مطبع مصطفیٰ البابی واولادہ مصر، ۱۳۸۰ھ، سیدی احمد بن عبدالمبارک
۴۳۹۔ تحذیر الناس، مطبوعہ کتب خانہ امدادیہ دیوبند، ۱۳۹۵ھ، شیخ محمد قاسم نانوتوی، متوفی ۱۲۹۷ھ
۴۴۰۔ ازاحۃ العیب بسیف الغیب، مطبوعہ رضوی کتب خانہ لاہور، ۱۳۳۰ھ، امام احمد رضا قادری، متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۴۱۔ صراط مستقیم، مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور، شیخ اسماعیل دہلوی، متوفی ۱۲۴۶ھ
۴۴۲۔ میری داستان حیات، مطبوعہ شیخ غلام علی اینڈ سنز، کراچی، ڈاکٹر غلام جیلانی برق
۴۴۳۔ رموز ایمان، " " " " " " "
۴۴۴۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل، مطبوعہ، محمد سعید اینڈ سنز کراچی، شیخ رشید احمد گنگوہی، متوفی ۱۳۲۳ھ
۴۴۵۔ التراتیب الاداریہ (نظام الحکومت النبویہ)، مطبوعہ دار الکتاب العربی بیروت، علامہ عبدالحئی الکتانی
۴۴۶۔ انشورنس اسلامی معیشت میں، مطبوعہ اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور، ۱۹۸۲ء، ڈاکٹر محمد نجات اللہ صدیقی
۴۴۷۔ اعانۃ الطالبین، مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت، علامہ سید ابی بکر المعروف بالسید البکری
۴۴۸۔ مختصر المعانی، مطبوعہ میر محمد کتب خانہ، کراچی، علامہ سعد الدین مسعود بن عمر تفتازانی، متوفی ۷۹۲ھ
۴۴۹۔ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، مطبوعہ زیر اہتمام، دانش گاہ پنجاب لاہور، ۱۳۹۷ھ
۴۵۰۔ مقالات کاظمی، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، ۱۳۹۷ھ، علامہ سید احمد سعید کاظمی، متوفی ۱۴۰۶ھ
۴۵۱۔ بدایۃ النحو، مطبوعہ ایچ ایم سعید اینڈ کمپنی کراچی، علامہ ابوالحیان اندلسی، متوفی ۷۵۴ھ
۴۵۲۔ المرأۃ فی الفکر الاسلامی، مطبوعہ مطابع جامعۃ الموصل بغداد، ۱۹۸۶ء، علامہ جمال محمد فقی رسول الباجوری
۴۵۳۔ اعلام الموقعین، مطبوعہ دار الفکر بیروت لبنان، علامہ شمس الدین ابو عبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن القیم الجوزیہ، متوفی ۷۵۱ھ
۴۵۴۔ اتحاف سادۃ المتقین، مطبوعہ مطبعہ میمنہ مصر، ۱۳۱۱ھ، علامہ سید محمد بن محمد مرتضیٰ الحسینی زبیدی حنفی متوفی، ۱۲۰۵ھ
۴۵۵۔ ردالرفضۃ، مشہور پریس کراچی، امام احمد رضا خان متوفی ۱۳۴۰ھ
۴۵۶۔ تصفیہ مابین سنی و شیعہ، مطبوعہ گولڑا شریف، ۱۹۷۹ء، علامہ پیر سید مہر علی شاہ، متوفی ۱۳۵۶ھ
۴۵۷۔ تحقیق الحق فی کلمۃ الحق، " " " ۱۴۱۲ھ، " " " "
۴۵۸۔ حفظ الایمان، مطبوعہ مکتبہ تھانوی کراچی، شیخ اشرف علی تھانوی متوفی، ۱۳۶۲ھ

علامہ غلام رسول سعیدی کی تصانیف

حیات استاذ العلماء

توضیح البیان

ذکر بالجہر

فاضل بریلوی کا فقہی مقام

شرح صحیح مسلم

ضیائے کنز الایمان

تذکرۃ المحدثین

اذان مصطفیٰ کی شرعی حیثیت ضرورت اور اہمیت

مقام ولایت و نبوت

مقالات سعیدی

لفظ خدا کی تحقیق

معاشرے کے ناسور